TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

B. A.

Principles of Economics. Vol. II.

by

F. W. TAUSSIG.

اصول معاشیات جلد دوم

ترجمہ

مولوی رشید احمد، بی۔ اے۔

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188165
UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلۂ نصابیات جامعۂ عثمانیہ علم معاشیات

اصول معاشیات

جلد دوم

تصنیف

ایف۔ ڈبلیو۔ ٹاسگ پی۔ ایچ۔ ڈی، لٹ۔ ڈی، ال۔ ال۔ ڈی
ہنری لی پروفیسر معاشیات ہارورڈ یونیورسٹی

ترجمہ

مولوی رشید احمد صاحب بی۔ اے (علیگ) ایف۔ آر۔ ای۔ ایس (لندن)
رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۵۷ھ م ۱۳۴۷ف م ۱۹۳۸ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسرز میکملن اینڈ کمپنی پبلشرز کی اجازت
سے جن کو حق اشاعت حاصل ہے اُردو میں ترجمہ
کرکے طبع و شایع کی گئی ہے۔

فہرست مضامین

حصۂ پنجم

۱ تا ۳۹۰

تقسیم دولت

باب ۳۸

۱ تا ۲۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب کے حالات و شرائط۔

(۱) تقسیم کا مفہوم"، "اصل کا مفہوم"۔ ۱

(۲) اصل، اشیا اصل سے الگ نہیں ہے۔ ۵

(۳) سود کے بارے میں اہم اور اساسی مسئلہ۔ زر سود کا سبب نہیں ہے اور نہ اس کی مقدار شرح سود پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ۷

(۴) موجودہ ذرائع کی طلب کیوں ہوتی ہے، پیدائش کے طویل المدت عملوں کی تاثیر۔ کیا اصل پیدآور ہے؟ ۹

(۵) اصل کی اختتامی پیدآوری سے شرح سود کا تعین کس طرح ہوتا ہے؟ اصل کو زیادہ موثر طریقے سے لگانے سے نفع صاف رونما ہوتا ہے۔ قدر اور افادے

کے مسائل سے تمثیل۔ ۱۲
(۶) کیا اصل کے جزوں کو یکے بعد دیگرے لگانے سے تقلیل حاصل کا عام رجحان رونما ہوتا ہے؟ ۱۶
(۷) اصل کو کامیاب طریق پر مشغول رکھنے کے لیے انسان کی نگرانی اور انتظام ناگزیر ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں استدلال کرتے وقت انسانی عامل کو بالعموم نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ۲۱

باب ۳۹

۲۲ تا ۴۲

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

(۱) موجودہ ذرائع کی فراہمی کے لیے ترغیب کی ضرورت ہے۔ ۲۴
(۲) پس انداز کرنے کے میلان کے مدارج ایسی صورتیں جن میں قلیل ترغیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۲۵
(۳) کن صورتوں میں ماحصل کی توقع کی جاتی ہے، اس کا امکان کہ ادنیٰ شرح ماحصل بعض اوقات کثیر رقوم کے پس انداز کرنے کی ترغیب دیگی؛ بالعموم ادنیٰ شرح رقوم پس انداز کرنے میں مانع ہوتی ہے؛ اختتامی پس انداز کرنے والوں کا تصور۔ ۳۰
(۴) توازنِ طلب و رسد کی شکلیں پس انداز کرنے والوں کا ماحصل زائد۔ ۳۴
(۵) موجودہ زمانے میں شرح سود کی ثبات پذیری اور اس کی اہمیت۔ ۳۹
(۶) فراہمی اصل اور ترقی و اصلاح پیدائش کے مابین مسابقت۔ ۴۰

باب ۴۰

۴۳ تا ۶۶

سود پر مزید بحث

(۱) خرچ کرنے کے لیے جو قرضے لیے جاتے ہیں وہ طلب کے بارے میں کوئی نیا اصول نہیں پیش کرتے، لیکن کامل مسابقت

کے نقصان سے بڑی حد تک متاثر ہوتے ہیں۔ ۴۳

(۲) موجودہ زمانے میں اس قسم کے قرضوں کی سب سے اہم شکل سرکاری قرضہ برائے جنگ ہے۔ عظیم الشان جنگوں اور جنگی قرضوں کی وجہ سے معاشی و مالی مسائل رونما ہوتے ہیں۔ مسئلہ سود کی حد تک معاشی اثرات اہم ہیں۔ ۴۷

(۳) دیرپا اشیائے صارف بھی شغل اصل کی شکل ہونے کی حیثیت سے کوئی نیا اصول نہیں پیش کرتے۔ ۵۲

(۴) جہاں تک سود کا تعلق ہے وہاں تک اصل پیدائش اور اشیائے صارف کے مابین فرق قائم کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ حال کا مبادلہ مستقبل کے لیے یہی سود کے سبب کا سب سے عام بیان ہے۔ ۵۶

(۵) آلۂ بنک کاری و اعتبار سود کے رواج کو وسیع کرتا ہے۔ ۵۸

(۶) مختلف ملکوں میں اور مختلف النوع متغولات اصل کے لیے سود کی شرحوں کے تغیرات۔

(۷) سود کی اہمیت معاشرتی اعتبار سے اور اس کا جواز ۶۳

باب ۱۴ — ۶۷ تا ۸۲

پیدائش مفرط و شغل مفرط

(۱) مفرط پیدائش ان معنوں میں کہ پیداوار استعمال کے امکان سے متجاوز ہو غیر ممکن ہے۔ احتیاجوں کی وسعت پذیری۔ ۶۷

(۲) مفرط پیدائش اس پیدائش کے مفہوم کے لحاظ سے جو نفع آوری کی حالت سے متجاوز ہو ممکن ہے بشرطیکہ شغل اصل لامتناہی طریقے سے جاری ہے۔ مزدوروں کو پیشگیاں ادا کرنے کا عمل اور مفروضہ حالات کے تحت پیدائش کی تنظیم۔ فراہمی اصل کی موقوفی سے انتہائی نتائج کی رو۔ روڈبرٹس کے استدلال پر نکتہ چینی۔ ۷۰

(۳) معمولی صنعتوں میں مفرط شغل اصل سے مفرط پیدائش کا حقیقی رجحان ظاہر ہوتا ہے۔ ۷۷

(۴) بڑے پیمانے پر کلیں چلانے والی صنعتوں کا بہترین انتظام ان کے مسلسل جاری رہنے سے ہو سکتا ہے اور وہ مفرط پیدائش یا اتحاد کی جانب مائل ہوتی ہیں۔ ۷۹

(۵) صنعتی بحران اور کساد بازاری کے مظاہر، مفرط پیدائش کے مظاہر سے حقیقۃً مختلف ہیں۔ ۸۱

باب ۴۲

۸۳ تا ۱۱۲

لگان۔ زراعت اور حقیت اراضی

(۱) اصول زائد یا 'لگان' کا نظریہ لگان، قیمت کو متعین کرنیوالے مصارف پیدائش کا جزو نہیں ہوتا۔ لگان زمین کی مخصوص پیداوار نہیں ہے۔ ۸۳

(۲) لگان کا دارومدار تقلیل حاصل زمین پر ہے۔ موقع محل کی سہولتیں لگان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ۸۹

(۳) اصول تقلیل حاصل کے شرائط و مستثنیات۔ تکثیر حاصل کی ممکنہ صورت؛ صرف مخصوص خطے قابل لحاظ ہیں؛ اصول کا تعلق پیداوار کی مادی مقدار سے ہے نہ کہ پیداوار کی قیمت سے؛ زرعی مہارت کی ایک مقررہ حالت فرض کی جاتی ہے۔ ۹۲

(۴) وہ حالت جبکہ تقلیل حاصل کا رجحان قوی ہوتا ہے۔ ۹۷

(۵) کیا زمین میں اصلی اور لازوال یا لافانی قوتیں ہوتی ہیں؟ تاراجی کاشت؛ کاشت عمیق و کاشت وسیع۔ اصل فرق و اختلافات کم ہو جاتے ہیں لیکن معدوم نہیں ہوتے۔ ۹۹

(۶) حقیت اراضی۔ زمین پر مالکوں کا ذاتی طور پر کاشت کرنا جن میں سے ہر ایک کے پاس متوسط درجے کا کھیت ہو بہترین معاشی فائدہ رکھتا ہے۔ ۱۰۵

(۷) کیا قوم کو زرعی لگان اپنے لیے مختص و محفوظ رکھنا چاہئیے۔ ۱۰۹

باب ۴۳

۱۱۳ تا ۱۳۳

شہری سکنی زمین کا لگان

(۱) خردہ فروشی، تھوک فروشی، مصنوعات اور مکانات کی زمینوں سے کس طرح لگان پیدا ہوتا ہے۔ ۱۱۳
(۲) اصول تقلیل حاصل سکنی زمینوں کے بارے میں؛ اس کا عملدرآمد زرعی زمین کے مقابلے میں سکنی زمین پر کمتر ہوتا ہے۔ ۱۱۹
(۳) سکنی لگان کا مدار زمین کو مناسب طریقے سے اور ہوشیاری کے ساتھ استعمال کرنے پر ہے۔ غیر منقولہ جائداد کے مخمنوں کی جدوجہد۔ ۱۲۱
(۴) جب اصل مستقل طور سے زمین میں کھپ جاتا ہے، تو لگان کو اصل کے سود سے الگ کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ سکنی زمین کا لگان، خالص معاشی لگان سے کس حد تک مماثلت رکھتا ہے۔ ۱۲۴
(۵) جائداد غیر منقولہ کے سوداگروں اور مخمنوں کی جدوجہد کس حد تک پیدآور ہوتی ہے۔ ۱۲۸
(۶) سکنی لگان بعض اوقات بالارادہ پیدا کیا جاتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں وہ معاشی لگان ہے؟ ۱۳۱

باب ۴۴

۱۳۴ تا ۱۵۵

لگان (آخری بحث)

(۱) معدنیات کا لگان، خطرات کا اس پر کس طرح اثر پڑتا ہے۔ ۱۳۴
(۲) معدنیات میں تقلیل حاصل۔ ۱۳۸

(۳) آیا معدنیات کی رائلٹی لگان ہے؟
(۴) کسی خطۂ زمین کی قیمت فروخت، اس خطے کے لگان کی سربستہ قیمت ہوتی ہے ۱۴۲
(۵) بحق سرکار لگان کے استحصال کا مسئلہ سب سے زیادہ نمایاں طریقے پر شہر کی سکنی زمینوں میں رونما ہوتا ہے۔ حکومت کی جانب سے طویل المیعاد پٹے دیئے جانے کا امکان؛ غیر مشروط خانگی ملکیت اور حقوق قائمہ کی تاریخی ترقی۔ ۱۴۳
(۶) لگان کے مستقبل اضافے پر محصول عائد کرنا زیادہ مناسب ہے، لیکن اس میں مشکلات زیادہ ہیں۔ اس قسم کے محصول کے عائد کرنے کے مختلف طریقے۔ ۱۴۸

باب ۴۵

۱۵۶ تا ۱۶۷

نفع اجارہ

(۱) مطلق اجارے، صنعتی اجارے، پیٹنٹ اور تحفظ حق تصنیف؛ مطلق اجاروں کی مثال؛ ان کو بذریعۂ قانون تخلیق و قائم کرنے کے وجوہ ۱۵۶
(۲) "خدمات عامہ" کے اجارے۔ تکثیر حاصل اور تکثیر منافعہ۔ ۱۶۰
(۳) تجارتی جتھے اور اتحادات اور ٹرسٹ؛ ان کے اجارے کی قوت کی وسعت غیر یقینی۔ ۱۶۴
(۴) حقوق قائمہ کے مسائل اور اجارے کے نفع کی قیمت یا مالیت سربستہ۔ ۱۶۵

باب ۴۶

۱۶۸ تا ۱۷۹

اصل کی تعریف اور نوعیت

(۱) اجارے کی قسم کے تفرقی منافعے کی وسعت پر نظر کرتے ہوئے

آیا سود اور لگان کا فرق مستقل ہے؟ آیا ہر قسم کی ملکیت کے ماحصل ہم جنسی رکھتے ہیں؟ ۱۶۸
(۲) "لگان" اور "سود" کے متعلق ایک جداگانہ تصور، ایک ہی قسم کی آمدنی کا مختلف طریقوں سے بیان "مصنوعی" اور "قدرتی" اصل؛ اصل کی مقدار کی کس طرح پیمائش کی جائے؟ ۱۷۰
(۳) مقابلے کے اثر، سود کی معمولی شرح کی موجودگی، اور سود کے جواز کے متعلق سوالات اہم ہیں۔ ۱۷۵

باب ۴۷

۱۸۰ تا ۲۱۱

اجرتوں کے اختلافات معاشری طبقہ بندی

(۱) اجرتوں کے فرق؛ ان سے مختلف پیشوں کی کشش میں مساوات قائم ہوتی ہے۔ یونیورسٹیوں کے معلم، خانگی خدمت گار، سرکاری ملازم۔ ۱۸۰
(۲) اضافی اجرتیں، ہر کام کی بیقاعدگی اور خطرے کا اثر یا تربیت کے مصارف۔ ۱۸۳
(۳) آزاد نقل و حرکت کے موانع سے حقیقی فرق پیدا ہوتے ہیں۔ کامل اجارہ بہت شاذ ہوتا ہے۔ ۱۸۵
(۴) تعلیم کے مصارف نقل پذیری کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔ ۱۸۶
(۵) جبلی قابلیتوں کی عدم مساوات اور معاشری طبقہ بندی جبلی قابلیتوں کے اثر کے بارے میں ہماری معلومات کی غیر یقینی حالت ۱۸۹
(۶) مقابلہ نہ کرنے والی جماعتیں؛ ان کی عام طور سے پانچ قسمیں کی جاتی ہیں۔ آسان اور دقت طلب پیشوں کے مابین وسیع فرق۔ ۱۹۶
(۷) موجودہ زمانے میں نقل پذیری کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ معمولی مزدوروں کی حالت۔ ۲۰۰
(۸) اگر انتخاب آزادانہ ہو تو اجرتوں میں کیا فرق قائم رہے گا؟ ۲۰۵
(۹) عورتوں کی اجرت کم کیوں ہوتی

ہے؟ اور عورتوں کی محنت معاشری اعتبار سے کس لحاظ سے منفعت بخش ہوتی ہے؟ ۲۰۶

باب ۴۸ ۲۱۲ تا ۲۲۷

اجرت وقدر

(۱) مساعی پیدائش ومصارف پیدائش پر مکرر غور۔ اگر مزدوروں میں انتخاب کی کامل آزادی ہو تو قدر، مصارف کی تابع ہوگی ۲۱۲
(۲) مقابلہ نہ کرنے والی جماعتوں کی موجودگی کی وجہ سے طلب (افادہ مختتم) اضافی اجرتوں کا تعین کرتی ہے۔ اس اصول کا اطلاق ایک گروہ یا طبقے پر کس طرح ہوتا ہے۔ اختتامی ناگزیری۔ ۲۱۵
(۳) شرائط وتشریحات: آمدنیاں اس قدر مختلف ہوسکتی ہیں کہ ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں بتدریج نقل عمل میں آسکتی ہے؛ معیار زندگی کسی گروہ کی تعداد کو متاثر کرسکتا ہے۔ ۲۱۹
(۴) معاشری طبقہ بندی کے خدوخال ثبات پذیر ہوتے ہیں؛ اسی وجہ سے ان سے قدر کی موجود الوقت ترتیب وتنظیم کے تغیرات بالعموم متاثر نہیں ہوتے۔ ۲۲۰
(۵) نظریۂ تجارت بین الاقوام غیر مسابق جماعتوں کے تحت نظریۂ قدر سے ہم آہنگ و غیر متناقض ہوتا ہے۔ ۲۲۳
(۶) تجارت بین الاقوام اور تجارت داخلہ کے مابین تمثیلات۔ ۲۲۵

باب ۴۹ ۲۲۸ تا ۲۵۰

کاروباری منافعہ

(۱) کاروباری منافعہ، خطرات اور جوکھم برداشت کرنے پر

منحصر ہوتا ہے۔ اصطلاح "منافعہ" ۲۲۸
(۲) کاروباری شخص، ما بقی آمدنی وصول کرنے والے کی حیثیت سے۔ اس آمدنی کی بے قاعدگی اور وسعت، اس کا تعلق قیمت سے۔ گو بے قاعدہ ہوتی ہے، لیکن اتفاقی نہیں ہوتی۔ ۲۳۲
(۳) جبلی قابلیت، موقع و سہولت ماحول اور تربیت کا اثر۔ ۲۳۵
(۴) کامیابی کے لوازم: غور و فکر، اصابت رائے اور جرأت۔ میکانکی قابلیت اتنی اہم نہیں جیسا کہ توقع کی جا سکتی ہے۔ کاروباری اشخاص کے تعلقات موجدین سے، کامیاب اشخاص کے اوصاف کا اختلاف۔ ۲۳۸
(۵) کاروباری اشخاص میں فطری انتخاب کا عمل فطری استعداد دوسرے اکثر پیشوں کے مقابلے میں اس میں زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ ۲۴۲
(۶) کاروباری جدوجہد اور زر کمانے کے محرکات۔ معاشری اولوالعزمی یا حب جاہ سب سے بڑا محرک ہے، دوسرے محرکات۔ ۲۴۴
(۷) اگر کاروباری قابلیت بافراط اور اعصابی محنت کی استعداد کمیاب ہو تو، کیا تغیرات واقع ہوں گے؟ ۲۴۸

باب ۵۰

۲۵۱ تا ۲۷۷

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

(۱) کاروباری منافعہ اور لگان میں تمثیل؛ دیگر پیشوں میں بھی اسی طرح کی تمثیل۔ خطرے کا عنصر اس تمثیل میں کس حد تک نقص پیدا کرتا ہے۔ ۲۵۲
(۲) کاروباری قابلیتوں کا فرق مصارف پیدائش کے فرق کی توجیہ کرتا ہے "نمایندہ فرم" کا تصور بحیثیت اس کے کہ وہ اوسط مصارف پیدائش کا

تصفیہ کرتا ہے۔ ۲۵۶

(۳) کاروباری قابلیت کے اظہار کا ایک طریق عمدہ قدرتی ذرائع کے انتخاب میں ہوتا ہے۔ بالآخر معاشی لگان اور تفرقی کاروباری منافعہ میں اہم فرق۔ ۲۵۹

(۴) اصل کے سود اور کاروباری منافعہ کا باہمی تعلق۔ مختلف اوقات میں مالکان اصل و منتظمین اصل کا باہمی تعلق۔ فرائض اور صلے میں تفریق کرنے کا جدید رجحان ۲۶۱

(۵) طویل مدت کے لیے اصل کی دسترس کسی مقررہ کاروبار میں کثیر منافعہ کا امکان پیدا کرتی ہے۔ لیکن انجام کار کاروباری قابلیت کے بغیر یہ ممکن نہیں ۲۶۵

(۶) بحیثیتِ مجموعی صنعت اور بحیثیتِ مجموعی اصل کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک کاروباری منافعہ اور سود میں تعلق پایا جاتا ہے۔ انجام کار ان میں اختلاف کیسے پیدا ہوتا ہے۔ ۲۶۶

(۷) ایک خیال جس کی رو سے حرکی حالت میں کاروباری منافعہ اور اجرت میں فرق قائم ہوتا ہے۔ ۲۶۸

(۸) ایک اور خیال جس میں خطرے پر زور دیا گیا ہے اور تنخواہ دار منتظم کی اجرت اور آزاد کاروباری اشخاص کے "منافعہ میں فرق قائم کیا گیا ہے۔ تنخواہ دار منتظم کو عموماً فی الحقیقت منافعہ کے تناسب سے صلہ ملتا ہے۔ ۲۷۰

(۹) جائز اور ناجائز کاروباری منافعہ۔ جائز حدود میں اس کی تحدید کا مدار اجارے کے منافعے کے ارتفاع پر اور مقابلے کی سطح کو بلند تر کرنے پر ہے۔ ۲۷۲

باب ۵۱

۲۷۸تا۲۹۰

کثیر تمول

(۱) پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی ترقی اور تعداد نفوس کی زیادتی یہ دونوں

کثیر تمول کی ترقی کے اساسی اسباب رہے ہیں۔

(۲) اعلیٰ درجہ کی کاروباری قابلیت کی قلت اس کثیر المقدار دولت کی توجیہ کرتی ہے جو کاروباری منافعے سے جمع کی گئی ہو۔ ۲۸۰

(۳) دوسری قسم کے اثرات میں شہر کی سکنی زمین کا لگان، زرریز قدرتی ذرائع کا استحصال اور اجارہ کا منافعہ شامل ہیں۔

غیر مکتسب اور اتفاقی تمول۔ ۲۸۲

(۴) غیر مکتسب منافعے میں مکتسب منافعے کی لاینفک طریقے پر آمیزش ہوتی ہے۔ ۲۸۴

(۵) کثیر المقدار تمول پیداآور جدوجہد کے لیے مہمیز ہے۔ کاروباری نفع سے کارخانوں اور پلانٹ کی تیاری اور تمول۔ ۲۸۶

(۶) معاشی اور معاشری قوتوں کی بہتر رہبری کی ضرورت۔ ۲۸۹

باب ۵۲

۲۹۱ تا ۳۱۳

اجرتوں کی عام سطح

(۱) اجرتوں کی عام سطح کے بارے میں اساسی سوال اجرت پانے والے مزدوروں کی مثال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ۲۹۲

(۲) یہ تصور کہ کثیر مصارف، محنت کی طلب پیدا کرتے اور اجرتوں کو اعلیٰ کرتے ہیں۔ مشغولات اصل کے نتائج ''مصارف'' کے مقابلے میں۔ ۲۹۲

(۳) ''کام پیدا کرنے کا'' مغالطہ۔ اجرت پانے والے مزدور کیوں عام طور سے اس امر کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ کام بڑھنا چاہئے اور کیوں محنت کو بچانے والے طریقوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ ۲۹۴

(۴) یہ نظریہ کہ محنت کی مخصوص پیداوار سے تعین اجرت ہوتا ہے۔ ۲۹۸

(۵) اجرت کا مدار محنت کی بڑھتی ہوئی انتہائی پیداوار پر ہے۔ وہ انتہائی حد'' اور ''بچت'' کی

تعریف و تشریح۔ مزدوروں کو پیشگیوں کی ادائی۔ ۲۹۹
(۶) بعض شرائط:۔
(ل) سود کی مروجہ شرح کے متعلق فرض کیا جاتا ہے کہ وہ ترجیح زمانی سے قرار پاتی ہے ورنہ استدلال دوری ہوگا۔ ۳۰۳
(ب) وسیع مقابلہ کی حد فرض کی جاتی ہے، ورنہ سود یا اجرتوں کا تقرر نہ ہوگا۔ ۳۰۴
(۷) مزدوروں کو پیشگیاں ادا کرنے کا نظام۔ حقیقی آمدنی کا ان کے ہاتھوں میں جانا، موجودہ رسد کا ذخیرہ پیشگی ادائی کی بابجائی۔ ۳۰۵
(۸) پیدائش کی روزافزوں پیچیدگی کے ساتھ سود کا میلان قوم کی مجموعی آمدنی کا بڑا جزو اور اجرتوں کا میلان قوم کی آمدنی کا ادنیٰ جزو بننے کی جانب ہوتا ہے۔ ۳۰۸
(۹) عام اجرتوں کا نظریہ گو بظاہر حقیقی زندگی کے مسئلے سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے، لیکن بڑے بڑے معاشری سوالات کی حد تک بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ۳۱۱

باب ۵۳

۳۱۴ تا ۳۲۵

آبادی اور محنت کی رسد

(۱) نظریۂ مالتھس، علم حیاتیات سے اس کو کس قدر تقویت پہنچی ہے۔ ۳۱۴
(۲) بیشترین شرح پیدائش، اقل ترین شرح اموات اور اس کے نتیجے کے طور پر تعداد آبادی کے امکانات کس مفہوم میں سریع تعداد کا میلان ہوتا ہے۔ یکجائی و انسدادی اثرات۔ ۳۱۶
(۳) زمانۂ موجودہ کے بعض ممالک کی ولادت اور اموات کی حقیقی شرحیں۔ اعلیٰ شرح ولادت کا نتیجہ انجام کار اعلیٰ شرح اموات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مستثنیات کی توضیح۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حالت۔ ۳۲۱
(۴) آیا ادنیٰ اجرت کا باعث اعلیٰ شرح ولادت ہے یا اسکے

برعکس صورت ؟ اسباب کا باہمی عمل۔ تعداد نفوس کی تحدید خوشحالی اور اعلیٰ اجرت کی شرط ہے نہ کہ سبب۔ ۳۳۹

(۵) اجرت پر معیار زندگی کا اثر براہ راست نہیں پڑتا بلکہ پہلے تعداد نفوس پر اس کا اثر ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے اجرت متاثر ہوتی ہے۔ اس موضوع کے بارے میں مغالطے۔ ۳۳۱

(۶) شرح ولادت کی موجودہ زمانے میں کمی کس طریق پر واقع ہوئی ہے" ۳۳۴

باب ۵۴

۳۳۶ تا ۳۵۲

آبادی (بسلسلۂ سابق)

(۱) معاشری طبقوں میں شرح ولادت کے اختلافات اور ان کا تعلق زندگی کے مختلف معیاروں سے ۳۳۶

(۲) شرح ولادت کو کم کرنے کے عام رجحان کا بڑا سبب معاشری رتبہ بڑھانے کی آرزو ہے۔ اس کا تعلق خانگی ملک اور انفرادیت سے۔ ریاستہائے متحدہ میں اصل باشندوں اور باہر سے آئے ہوئے مقیموں سے اس کی تمثیل ۳۴۲

(۳) آیا انسدادی مانعات پر حد سے بہت زیادہ عمل کیا جارہا ہے؟ قومی خودکشی اور قوم کے تورثی و نسلی اثرات کے مسائل۔ ۳۴۷

باب ۵۵

۳۵۲ تا ۳۸۸

عدم مساوات اور اس کے اسباب و وراثت

(۱) عدم مساوات کا واقعہ۔ تقسیم دولت کی شکل منشوری ہوتی ہے۔ پرشیا، برطانیہ عظمیٰ اور لندن کی آمدنی کی تقسیم کے اعداد۔ ۳۵۴

(۲) املاک کی تقسیم جیسی کہ برطانیہ کے دستاویزی وصیت ناموں سے اور پرشیا کے ٹکس کے اعداد سے ظاہر ہوتی ہے۔ ۳۵۹	(۶) خانگی ملک کے نظام کے تحت اصل کے قیام کے لیے وراثت ضروری ہے۔ ۳۷۳
(۳) ریاستہائے متحدہ امریکہ میں آمدنی کی تقسیم۔ ۳۶۲	(۷) وراثت کی ممکنہ حدبندیاں محصول اور دیگر طریقوں سے۔ ۳۷۵
(۴) آیا عدم مساوات بڑھتی جارہی ہے؟ ۳۶۷	(۸) وراثت کی کامل حدبندی کی تجاویز۔ ۳۷۷
(۵) عدم مساوات کے اسباب: جبلی قابلیت کے اختلافات؛ اکتسابی فوائد کا استمرار موقع اور میراث کے ذریعے سے۔ ۳۷۱	(۹) خانگی ملک کی اساس۔ افادیت کا استدلال۔ ۳۸۱
	(۱۰) آرام طلب طبقہ؛ اس کی معاشی واخلاقی حیثیت۔ ۳۸۵

تعلیقات حصۂ پنجم ۳۸۹ تا ۳۹۰

حصۂ ششم

مسائل محنت

۳۹۱ تا ۵۴۴

باب ۵۶

۳۹۳ تا ۴۱۶

اجرت کا نظام۔ ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق

(۱) تمہید۔ اس حصے کے مسائل کی	نوعیت:۔ دو متضاد عناصر کے

موازنہ پر مشتمل ہیں اور معاشری ہمدردی سے متاثر ہوتے ہیں۔ ۳۹۴
(۲) اجرت کا نظام لازمی طور سے افراد کی آزادی کی تحدید پر مبنی ہے ۳۹۵
(۳) اس میں مادی و روحانی نقائص ہیں، پھر بھی اس سے نفع کی خاص زیادتی رونما ہوتی ہے۔ ۳۹۷
(۴) ہڑتال محض کام کے ترک کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ نزاعی تحریک ہے۔ وہ ملازمت سے نکال دینے کی قوت کے توڑ کے لیے کی جاتی ہے۔ ۴۰۲
(۵) کیا ہڑتال کرنے کے حق کی تحدید کرنی چاہئیے؟ ۴۰۶
(۶) مزدوروں کی نمائندگی۔ اس کے امکانات اور تحدیدات۔ ۴۱۱

باب ۵۷

۴۱۷ تا ۴۴۴

مزدور سبھائیں

(۱) مزدوروں کی معاملہ چکانے کی قوت کو سبھائیں تقویت دیتی ہیں۔ منفرد مزدور کی کمزوری۔ محنت کی عدم نقل پذیری؛ سرمایۂ محفوظ کا فقدان؛ فناپذیری محنت۔ ۴۱۷
(۲) ماہر مزدوروں کی سبھاؤں کے اجاروی رجحانات؛ ان کی اہمیت بالعموم دوامی نہیں ہوتی کھلی سبھا جو صرف اعلیٰ مہارت رکھنے والے مزدوروں میں فروغ پا سکتی ہے اصلاح و ترقی کا قوی آلہ ہے۔ ۴۴۲
(۳) بند کارخانہ یا کھلا کارخانہ؛ کھلی سبھا کے ساتھ بند کارخانے کا استدلال۔ ۴۴۶
(۴) بند کارخانے کے تحت ترقی و کارکردگی میں رکاوٹ کا خطرہ؛ مزدکاری؛ معیاری شرح؛ محنت بچانے والے آلات؛ ضبط۔ ۴۲۸
(۵) کھلے کارخانے اور بند کارخانے کے مابین تقسیم ناقابل قبول نہیں ہے۔ آجروں کی مخالفت کی بنیاد بالعموم ناقابل جواز ہے۔

سبھا کی قیادت بہت نازک معاملہ ہے۔ ۴۲۳
(۶) غدار مزدور اور تشدد کا استعمال۔ ناکہ بندی۔ ۴۲۸
(۷) مزدور سبھا کی تحریک کے وسیع ہونے کا قرینہ ہے اور وہ ہمدردی کی مستحق ہے۔ ۴۰

باب ۵۸

۴۴۴ تا

اوقات کار اور عمالی قانون سازی

(۱) وضع آئین، تنظیم کے مثل کام کے حالات کو معیاری بناتی ہے۔ بچوں اور عورتوں کی محنت کے اوقات کے بارے میں وضع آئین و قوانین۔ دوسری قسم کی بندشیں۔ ریاستہائے متحدہ کی صورت حال۔ ۴۴۴
(۲) مزدوروں کی ذاتی مساعی کے علاوہ وضع آئین کی کیوں ضرورت ہے۔ اس کی اساسی قوت محرکہ اخوانیت کی ترقی ہے۔ ۴۵۰
(۳) مزدوروں کے لیے اوقات کی تحدید بہت شاذ ہوتی ہے۔ آیا اس قسم کی قانون سازی کو بچوں اور عورتوں تک محدود رکھنے کی کوئی اصولی بنیاد ہے؟ ریاستہائے متحدہ میں دستوری مسائل۔ ۵۳
(۴) آٹھ گھنٹوں کے دن کا مطالبہ تائید کا مستحق ہے۔ اگر آٹھ گھنٹوں کا وقت دفعۃً اور عام طور سے مقرر کیا جائے تو اس کے معنی پیداوار اور اجرت میں کمی کے ہونگے؛ اگر اس کو بتدریج رائج کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ پیدائش میں بھی اصلاح و ترقی ہو تو اس سے یقینی فوائد حاصل ہوں گے۔ ۵۶
(۵) اقل ترین اجرت کسی نئے اصول پر مبنی نہیں ہے بلکہ صرف یہ مسئلہ پیش کرتی ہے کہ ایسے

لوگوں کے ساتھ جو ناقابلِ کار ہیں کیا عمل کیا جائے۔ ۴۶۱

باب ۵۹ ۴۶۸ تا ۴۹۰

صنعتی امن و امان کے چند وسائل

(۱) مابقی عنصر کی حیثیت سے منافع پر شرکتِ منافع کا اثر پڑتا ہے۔ تقسیم کے بعض طریقے۔ فوری اور تاخیری مشارکت ۴۶۹

(۲) شرکت منافع کو وسیع پیمانے پر اس وقت تک استعمال نہ کیا جائے گا جب تک اس سے اضافہ کارکردگی کی صورت میں فائدہ نہ ہو۔ منافع اور مزدوروں کی کارکردگی کا غیر یقینی تعلق۔ آجر کی شخصیت کی اہمیت۔ ۴۷۳

(۳) اجیر و آجر میں اتحاد پیدا کرنے کے دوسرے طریقے۔ "اشتراک منافعہ" اور "خوش حالی" کے انتظامات ۴۷۴

(۴) جہاں پیداوار ایک قسم کی ہو وہاں تدریجی شرح اجرت کا طریق استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن یہ آجر کے صنعتی خطرات برداشت کرنے کے عام اصول کے ہم آہنگ و مطابق نہیں ہے؛ پھر بھی فساد اور نزاع کو روکنے میں بڑی حد تک ممد و معاون ہے۔ ۴۷۹

(۵) ثالثی کا طریق، خانگی اور مشترکہ یا سرکاری۔ جہاں سبھا کے تسلیم کئے جانے یا بند کارخانے کے معاملات میں نزاع ہو وہاں اس کا استعمال ممکن نہیں ہے؛ لیکن اجرت وغیرہ کے مسائل پر اطلاق کیا جاسکتا ہے خانگی مجلسوں سے مراد حرفتی معاہدات اور منظم سبھائیں ہیں۔ مشترکہ یا سرکاری مجلسیں بالعموم مصالحتی مجلسیں ہوتی ہیں؛ لیکن اس کے باوجود مفید ہوتی

ہیں۔
(۶) جبری ثالثی کو اگر اس کے منطقی نتیجے تک انجام دیا جائے تو اس کے معنی سرکاری حکام کی جانب سے تمام تقسیمات کے تصفیے کے ہیں اور وہ اشتراکیت کے لیے مفید ہوسکتا ہے۔ اس کا امکان ہے کہ وہ درمیانی حالت میں غیر معین مدت تک رہے اور اس نتیجے تک نہ پہنچے ۴۸۱ ۴۸۵

باب ۶۰ ۴۹۱ تا ۵۲۱

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

(۱) بے قاعدہ آمدنیاں اور ان کے اسباب۔ ۴۹۲
(۲) حادثات کے مقابلے میں قم کی فراہمی بیمہ کے ذریعے سے ممکن العمل ہے۔ جرمن۔ انگریزی اور فرانسیسی نظام۔ اگرچہ مصارف آجر پر عائد ہوتے ہیں۔ لیکن بالآخر ان کے اجیروں سے وصول کئے جانے کا قرینہ ہوتا ہے۔ ۴۹۳
(۳) بیماری کے خلاف بیمہ کچھ کم ممکن العمل نہیں ہے۔ میت سبھائیں، جرمنی کا جبری بیمہ کا نظام۔ مرض کی مدت طولانی ہونے کا امکان اور نگرانی کی ضرورت۔ ۴۹۹
(۴) یورپین ممالک اور آسٹریلیا میں پیرانہ سالی کے وظائف۔ کیا وہ کفایت شعاری میں مزاحم ہیں؟ مالی مشکلات ناقابل عبور نہیں ہیں۔ ۵۰۳
(۵) ریاستہائے متحدہ میں حادثات کے بارے میں صورت حالات زمانہ دراز سے ابتر ہے۔ اصلاح کی ضرورت۔ طریق تلافی حادثات کی تیزی کے ساتھ توسیع۔ اس اصلاح اور دیگر اصلاحات کی راہ میں سیاسی مشکلات۔ ۵۰۶
(۶) بے کاری و بے روزگاری اگرچہ

اپنی آپ اصلاح کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے پھر بھی اس کا ظہور ہر طرف اور مسلسل ہو رہا ہے۔ بیمہ کے کسی طریق کو استعمال کرنے کی مشکلات۔ مزدور سبھاؤں میں زمانہ بے کاری میں مالی امداد کی طریق کے اضافے کا امکان۔ ۱۹۱۱ء کا برٹش نیشنل انشورنس ایکٹ۔

اعانتی تدابیر۔ ۵۱۰

(۷) قوانین مفلسی، ہمدردی اور احتیاط کے مابین تضاد۔ جہاں اخلاق کے بگڑنے کا خطرہ نہ ہو وہاں اعانت فیاضی سے کی جا سکتی ہے۔ اس کو عمدہ جسمانی صحت والوں کی حد تک بغایت احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت۔ ۵۱۸

باب ۶۱

۵۲۲ تا ۵۴۱

امداد باہمی

(۱) امداد باہمی کا طریق، کاروباری آدمی سے بے نیاز بنانے کی کوشش۔ اس کی مختلف شکلیں۔ ۵۲۲

(۲) خردہ فروشی بامداد باہمی، جب خوش حال طبقہ اس کو انجام دیتا ہے تو اس کی کوئی معاشی اہمیت نہیں ہوتی، جب اس کو مزدور انجام دیتے ہیں جیسا کہ برطانیہ عظمیٰ میں ہوتا ہے تو اس کے اثرات بہت دور رس ہوتے ہیں۔ مزدوروں کے ذخائر اشیا کے طریقے اور ان کی کامیابی کے اسباب۔ دوسرے ممالک میں یہ تحریک۔ ۵۲۴

(۳) جرمنی میں اعتباری امداد باہمی، اس کے طریقے اور نتائج۔ دوسری قسم کی انجمنیں، اور دوسرے ملکوں کی ترقی۔ ۵۳۲

(۴) پیدائش بامداد باہمی معاشری نظام کو سب سے زیادہ متاثر

کرتی ہے لیکن اس کی ترقی بہت محدود رہی ہے۔ ناکامی کے اسباب؛ کاروباری خواص	وصفات کی کمیابی اور مزدوروں کے حدود۔ امداد باہمی کا مستقبل۔	۵۳۶

تعلیقات حصۂ ششم　۵۴۲ تا ۵۴۴

حصۂ ہفتم　۵۴۵ تا ۵۷۰

معاشی تنظیم کے بعض مسائل

باب ۶۲　۵۴۷ تا ۵۷۳

ریلیں

(۱) ریلیں جغرافی تقسیم عمل کو ترقی دینے کا ایک آلہ ہیں۔ تاوقتیکہ ان سے آمدنی نہ ہو ان میں مفاد عام نہیں پیدا ہوسکتا۔ ۵۴۸	مالی منفعت سے تبدیل ہوتا جارہا ہے۔	۵۵۳
(۲) ریلوں کی معاشی خصوصیات؛ عظیم الشان کلیں اور بڑا کارخانہ۔ اس کا نتیجہ مصارف کی تخفیف۔ اسی وجہ سے مالی نقصان؛	(۳) مصارف مشترک کا عنصر نہ صرف مقررہ مصارف کے بارے میں بلکہ رواں مصارف کے بارے میں بھی۔ اسباب تجارت اور مسافروں سے ان کے حسب استطاعت	

کرایہ وصول کرنا۔ کرائیہ بار برداری کی تقسیم۔ ۵۵۶

(۴) اسباب تجارت اور مسافروں سے ان کے حسب استطاعت کرایہ وصول کرنا حق بجانب اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ریل کے ساز و سامان سے پوری طرح استفادہ کیا جائے۔ ۵۶۰

(۵) مصارف مشترک کے دوسرے عواقب۔ شرحوں کی تغیر پذیری معقول شرح کا فیصلہ کرنے کی دقت۔ ۵۶۲

(۶) ریاستہائے متحدہ میں مختلف شرحیں۔ مخصوص سامان بھیجنے والوں کے ساتھ رعایت جو ایک حد تک مخرب اخلاق اور ایک حد تک مقابلے کا نتیجہ ہیں۔ ۵۶۴

(۷) کرایہ کی معافیاں یا منہائیاں اور ان کے امتناع کے وجوہ۔ امتیازات کو روکنے کے لیے شرحوں کے بارے میں معاہدات اور جتھا بندیاں بطور معاون۔ کرایہ کی تخفیف اور شرح کے معاہدات کے بارے میں ہمارے آئین و قوانین کا تناقض ۵۶۷

(۸) صنعتی حیثیت سے مستحکم اور گنجان آبادی والے ملک میں مصارف مشترک کا اصول ریل کی شرحوں کو متعین کرنے میں بہت کم اہمیت رکھتا ہے۔ ریلوں کے اجارے کی حیثیت بہت زیادہ اہم ہے۔ ۵۷۰

باب ۶۳

۵۷۴ تا ۵۹۰

ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

(۱) ریلوں کا اثر تقسیم پر۔ زمین کے بڑھتے ہوئے لگان کے مثل غیر مکتسب اضافہ۔ ۵۷۴

(۲) ملکیت کے ارتکاز کی جانب میلان، امریکہ میں اجتماعی تنظیم کے ذریعے سے اس کو کس طرح فروغ دیا جاتا ہے۔ مفرط تاصیل اور اس کے عواقب۔ ۵۷۷

(۳) تمسکات کی تخمین جس کے حق میں مفرط تاصیل مہمیز کا کام کرتی

ہے، بڑے کارپردازوں کے ہاتھ میں انتظام و نگرانی دینے میں سہولتیں پیدا کرتی ہے۔ ۵۸۲
(۴) اندرونی "تنظیم" اور اس کے نقائص۔ ۵۸۴
(۵) ریاستہائے متحدہ میں خانگی ملکیت کے فوائد اور ریلوں کے منافعے کی وسعت ۵۸۶
(۶) اجارے کی جانب روز افزوں میلان اور شرحوں پر سرکاری نگرانی قائم کرنے کی ضرورت۔ ۵۸۸

باب ۶۴

۵۹۱ تا ۶۲۱

سرکاری ملکیت اور سرکاری انتظام

(۱) خدمات عامہ کی صنعتیں کیا ہیں؟ معاشی تصور کے مقابلے میں قانونی تصور کم اہم ہے اساسی خصوصیت اجارہ۔ ۵۹۲
(۲) صنعتوں کی اصلاح و ترقی کے لیے منافعے کی شہ ضروری ہے۔ اسی وجہ سے خانگی ملکیت کا ابتدائی زمانہ ناگزیر ہے۔ ۵۹۷
(۳) جب سرکاری ملکیت خانگی ملکیت کی جگہ لے لیتی ہے تو حقوق قائمہ کا سوال پیدا ہوتا ہے "اجارہ" ہمیشہ محدود شرائط کے ساتھ ہونا چاہئے۔ بازاری قیمت پر خریداری۔ ۶۰۰
(۴) کیا کوئی ایسے معیار موجود ہیں جو بعض صنعتوں کو سرکاری انتظام کے لیے موزوں بناتے ہیں؟ جیونس کے مجوزہ معیار، سرکاری عہدہ داروں سے بدگمانی ان سب کی تہہ میں مضمر ہے۔ ۶۰۲
(۵) معتبر اور قابل سرکاری عہدہ دار حاصل کرنا ایک حد تک سیاسی نظام کا جزو ہے۔ ۶۰۵
(۶) جمہوریت کا لازمہ خصائل اور ذہانت کی عام طور سے اعلی سطح پیدا کرتا ہے۔ اجارے کی صنعتوں سے بددیانتی کس طرح وابستہ ہے۔ ۶۰۹
(۷) جمہوریت کے مستقبل کا مدار اس کے

ان صنعتوں سے کامیاب سلوک کرنے پر ہے ملکیت کے تجربات خاص کر بلدیوں میں لائق خیر مقدم ہیں۔ اس بارے میں کاروباری طبقے کے تعصبات۔ ۶۱۱

(۸) سرکاری ملکیت کا نعم البدل سرکاری انتظام ہے۔ مجلسوں کو منظم کرنے کی دو صورتیں۔ اساسی مقصد قیمتوں اور منافعے کی تحدید ہے۔ خانگی انتظام کے معیاروں کا اعلیٰ کیا جانا۔ ۶۱۴

(۹) قانون نقل وحمل ۱۹۲۰ء تخمینہ قیمت اور شرحوں کے بارے میں شرائط۔ سرکاری ملکیت اور خانگی ملکیت کے درمیانی حالت کی جانب قدم بڑھنے کا بالآخر قرینہ ہے۔ ۶۱۷

باب ۶۵

۶۲۲تا۶۵

اتحادات اور ٹرسٹ

(۱) تجارت پر بندش قائم کرنے والے اتحادات، اور عام دستوری قانون کی رو سے ان کا عدم جواز۔ اس قاعدے کی عجیب وغریب تاثیر۔ ۶۲۴

(۲) ریاستہائے متحدہ میں اتحاد کی جدید شکلیں، ٹرسٹ یعنی کاروباری جتھے، تمسکات جاری کرنے والی کمپنی، متحدہ انجمن تجارت، جرمنی کے کارٹل (کاروباری جتھے)، اہم چیز اجارے کا واقعہ ہے نہ کہ اتحاد کی شکل۔ ۶۲۵

(۳) اتحاد کے ثبات وقرار پر ان چیزوں کا اثر پڑتا ہے:-

(الف) انتظام بر پیمانۂ کبیر کے کفایات۔

(ب) ناواجبی مقابلے کی تجاویز، یعنی ریلوں میں خاص مراعات وعنایات، قیمتوں میں امتیاز وفرق، عاملین کے متعلق معاہدات، اشتہارات واعلانات۔ ناواجبی مقابلے کے خلاف

مدافعت، آئین و قوانین کے ذریعے سے اس قدر موثر نہیں ہوتی جسقدر بڑے پیمانے کے مقابلے سے ہوتی ہے۔ ۶۳۰

(۴) کیا بڑے پیمانے کا مقابلہ قائم رہے گا؟ تازہ اصل کے دائمی طور سے جمع ہونے کا دباؤ۔ امکانی مقابلہ اور قومی ذمہ داری کے احساس سے مملو دور اندیشانہ انتظام کے رونما ہونے کا امکان۔ ۶۳۹

(۵) اتحاد کے ممکنہ قومی فوائد صنعتی تغیرات کی کمی میں مضمر ہیں۔ مقابلے کے مفروضہ تباہ کن اثر کو اس نقطۂ نظر سے جانچنا چاہئے ۶۴۳

(۶) آئینی مسائل۔ اشتہار۔ فراہمی اصل اور انجام کار غالبًا منافعہ اور قیمتوں کے بارے میں وفاق کی جانب سے تنظیم کی ضرورت ۶۴۸

(۷) اجارے کی خصوصیات، اسکی وسعت، منافعہ، امتیازی قیمتیں۔ ۶۵۱

(۸) ریاستہائے متحدہ کے آئین و قوانین؛ ۱۸۹۰ء کا قانون اور اس کا نفاذ۔ ۱۹۱۴ء کے قوانین۔ فیڈرل ٹریڈ کمیشن (وفاقی تجارتی کمیشن) ۶۵۳

(۹) معاشی مسائل کا حل، سیاسی ناخنِ تدبیر کے بس کا نہیں رہا۔ ۶۵۵

باب ۶۶

۶۵۸ تا ۶۸۸

اشتراکیت

(۱) پیمانۂ کبیر کی اشتراکیت کی تجاویز علٰحدہ اجتماعیت کی تجاویز پر غالب رہی ہیں۔ اشتراکیت کا لب لباب معاشی کایا پلٹ ہے، مذہب، خاندان اور سیاسی اداروں کا تغیر اس کے نظام العمل کے لیے لازمی نہیں ہے اور نہ کوئی شدید انقلاب ضروری ہے۔ ۶۵۹

(۲) زمین و اصل کا قوم کے قبضے

میں رہنا؛ ان کا ہر صورت میں
سرکاری ملک ہونا ضروری نہیں۔
زرعی زمین کا خاص مسئلہ۔ آمدنی
کی واحد شکل اجرت ہو،
اشتراکی سلطنت میں مبادلے
اور زر کی حالت ۶۶۴
(۳) جتھوں کی اشتراکیت، صنعت
بر پیمانۂ کبیر کے تحت بھی وہ
معاملات کو اساسی طور سے
اسی طرح رکھتی ہے۔ ۶۶۹
(۴) تقسیم دولت کے تین اصول
جو تصور میں آسکتے ہیں:۔
احتیاج، ایثار اور کارکردگی۔ ۶۷۴
(۵) موجودہ معاشرے میں اختیار کردہ
سرکاری ملکیت کس حد تک
اشتراکی ہے؛ مزدوروں کے
متعلق آئین و قوانین وغیرہ
کس حد تک اشتراکی ہیں۔ ۶۸۱
(۶) اشتراکیت پر بحالت موجودہ
جو اعتراضات کئے جاتے
ہیں وہ بہت کم اہمیت
رکھتے ہیں؛ مثلاً یہ کہ عظیم الشان
انتظام ناقابل عمل ہے۔ اشیا
کی قیمت معین نہیں کی جاسکتی
اور راس المال فراہم نہیں کیا جاسکتا۔
کیا آزادی غائب ہوجائے گی؟ ۶۸۴

باب ۶۷

۶۸۹ تا ۷۱۶

اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

(۱) اشتراکیت کے تحت خاندان
اور آبادی کا مسئلہ۔ مالتھس کی
محسوس کی ہوئی دقت اصلی
دقت ہے۔ ۶۹۰
(۲) معمولی مزدوروں میں تندہی
اور کارکردگی۔ بر طرفی کے اختیار
کی عدم موجودگی۔ محنت کی
تکلیف و ناگواری۔ ۶۹۳
(۳) قیادت اور اس کو حاصل
کرنے کے طریقے۔ امتیاز کی
خواہش اور جاہ طلبی؛ کیا
ان جذبات کی تشفی کامیابی
حاصل ہونے کے بعد ہوسکتی
ہے؟ جب جاہ میں اعلیٰ وادنیٰ

پہلوؤں کی آمیزش۔ اخوانیت کی ممکنہ ترقی۔ ۶۹۷

(۴) اشتراکی حکومت میں قائدوں کا انتخاب۔ اعلیٰ ذہانت اور اصلیت کے کند ہو جانے کا امکان ہے۔ ۷۰۰

(۵) اصل کی اصلاح و ترقی کے ذریعے سے مادی ترقی کے رک جانے کا قرینہ کیا بحالتِ موجودہ محض تقسیم دولت میں تبدیلی کی ضرورت ہے؟ کیا پیدائش کی ترقی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟ ۷۰۲

(۶) یہ مسئلہ لازمی طور سے جذبات اور خصائل کے متعلق ہے۔ انسانی فطرت، بلند حوصلگی مسابقت اور امتیاز کے تصورات تغیر کے تابع ہیں۔ اشتراکیت کا اور اصلاح کے مروجہ تحریکات کا انحصار ایک ہی قوت پر ہے۔ مدارج کا فرق بہت وسیع ہے۔ ۷۰۵

(۷) کیا معاشری انقلاب کا آخری نتیجہ اشتراکیت ہونے والا ہے؟ تاریخ کی مادی تعبیر اور اسکی پیش گوئیاں۔ اس کا یقین ہے کہ تغیر رفتہ رفتہ واقع ہوگا اور نہیں کہا سکتا کہ یہ تغیر آخر میں کہاں جا کر رکے گا۔ ۷۰۹

تعلیقات حصۂ ہفتم ۷۱۷ تا ۷۲۰

حصۂ ہشتم

۷۲۱ تا ۸۱۴ ختم

تحصیل (ٹکس)

باب ۶۸

۴۲۳ تا ۴۴۴

تحصیل (ٹکس) اساسی اصول

(۱) تحصیل (ٹکس) کی اساسی نوعیت، کوئی تناسب معاوضہ نہیں ہوتا۔ محصول مشترکہ مفاد کے زیادہ وسیع احساس کی علامت ہے۔ ۴۲۳

(۲) محصول تناسب یا محصول تنزائد؟ انصاف کے سوال اور معاشری عدل اور دولت کی عدم مساوات کی واجبیت کے عام سوال میں چولی دامن کا تعلق ہے "قابلیت" اور "مساوات ایثار" قطعی اصول نہیں ہیں۔ ۴۲۷

(۳) کیا جائداد کی آمدنیوں پر محنت کی آمدنیوں کے مقابلے میں زیادہ شرح سے محصول عائد کرنا چاہئے۔ ۴۳۳

(۴) کیا محصول آمدنی کی نوعیت یا اسکے ذریعے کے مطابق بڑھائے جاسکتے ہیں؟ ۴۳۷

(۵) اصل کے سود پر تنزائد محصول پس انداز کرنے والے کے "لگان" پر محصول عائد کرنے کے اصول پر بحث ۴۴۰

باب ۶۹

۴۴۴ تا ۴۷۷

آمدنی اور وراثت کے محصول

(۱) آمدنی کے محصول، اصول تنزائد کے مسئلے کو نمایاں طور سے پیش کرتے ہیں، پھر بھی ان پر دوسرے محصولوں کے سلسلے میں غور کرنا چاہئے۔ ۴۴۵

(۲) آمدنی کے محصول بالعموم خوشحال طبقے تک محدود ہوتے ہیں۔ قلیل المقدار آمدنیوں کا انتشار

ایک حد تک معاشری بنیادوں پر مبنی ہے اور ایک حد تک انتظام کی عملی ضرورت پر۔ ۷۴۷

(۳) برطانیہ کا انکم ٹکس اور ماخذ ہی پر وصول کر لینے کی تدبیر۔ یہ نظام اصول تنزائد سے تناقض رکھتا ہے، اس میں مستقل ترمیم و تبدیلی ہوگئی ہے۔ ۷۵۰

(۴) کل آمدنی پر محصول تنزائد۔ اعلان ضروری ہے۔ اس قسم کے محصول کے موثر انتظام کے شرائط۔ آمدنی کے محصول اس کی خاص طور سے صلاحیت رکھتے ہیں کہ مالی ضروریات کے لحاظ سے از سر نو تنظیم کی جائے۔ ۷۵۶

(۵) ریاستہائے متحدہ میں انکم ٹکس کا سوال۔ ۱۹۱۳ء میں دستور کی ترمیم و تبدیلی کے بعد سے اس نظام کی نشو و نما ہوئی ہے۔ ۷۶۰

(۶) وراثت کے محصولوں کا نفاذ نسبتہً آسان ہے اور ان کی حد تک بآسانی اصول تنزائد پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اصول متزائد کی جانب میلان۔ ۷۶۵

(۷) اگر وراثت پر محصول تنزائد اعلیٰ شرح سے عائد کیا جائے تو وہ فراہمی اصل میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ اگر اس کا اطلاق کیا گیا تو یقینی طور سے اصل کی رسد فراہم کرنے کے لیے نئے طریقے دریافت کرنے پڑیں گے۔ ۷۷۰

باب ۷۰

۷۷۵ تا ۷۹۵

محصول اراضی و امکنہ

(۱) اراضی یعنی شہر کی سکونتی زمین کے محصول کا مدار قطعی طور سے مالک پر ہوتا ہے اور اصل کے باعث معاشی لگان میں اسی حد تک کمی ہو جاتی ہے۔ ۷۷۶

(۲) مکانات کے محصول میں اس کا میلان ہوتا ہے کہ قابض کی جانب منتقل ہو جائیں۔ اس اصول

کے شرائط و تحدیدات۔ ۴۸۰
(۳) جائداد غیر منقولہ یعنی زمین اور مکان دونوں پر محصول کے اثرات۔ ۴۸۵
(۴) انجام کار اس قسم کے محصولوں کی ادائی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا وہ پہلے مالک پر یا قابض پر عائد کیے گئے ہیں یا نہیں؛ لیکن قلیل مدتوں کے لیے اس کا اثر پڑتا ہے۔ علیٰ ہذا کسی حد تک اس کا بھی نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا محصول کرایئے کے حساب سے عائد کیا گیا ہے یا اصل قیمت کے حساب سے؛ اگرچہ بعض اعتبارات سے ان دونوں طریقوں کے نتائج مختلف رونما ہوتے ہیں۔ ۴۸۷
(۵) مزدوروں کے امکنہ پر محصول عائد کرکے ان پر پوشیدہ بالواسطہ محصول عائد کرنا۔ ۴۹۱
(۶) مادی جائداد غیر منقولہ کے محصولوں کو خاص طور پر مقامی لحاظ سے عائد کرنا چاہیئے۔ ۴۹۳

باب ۱۷

اشیا کے محصول

۴۹۶ تا ۵۱۲
(۱) محصول بلا واسطہ اور بالواسطہ۔ اشیا پر محصول "بالواسطہ" عائد کرنے کے مختلف طریقے۔ ۴۹۶
(۲) سادہ ترین صورت میں یعنی ایسی مسابقتی شئے کی صورت میں جو استقرار حاصل کے تحت تیار کی گئی ہو محصول صارفوں پر منتقل ہوتا ہے۔ اس اصول کے شرائط۔ ۴۹۹
(۳) کسی شئے کے قانون تکثیر یا استقرار حاصل کے تحت تیار کیئے جانے کی صورت میں پیچیدگیاں، یا اجارے کی صورت۔ ان موضوعات پر نظری استدلال کو عملاً منطبق کرنے میں کن احتیاطوں کی ضرورت

ہے۔

(۴) درآمد کردہ اشیا کے محصول کوئی نئی صورت نہیں پیش کرتے؛ بجز اس کے کہ ان کے توڑ پر غیر محصولی اشیا کی رسد ہونے لگتی ہے۔ اور اس طرح تائین سے متعلق مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ ۸۰۷

(۵) اشیا کے محصول صارفوں کو بہت کم محسوس ہوتے ہیں وہ بالعموم ایسی اشیا پر عائد کئے جاتے ہیں جن کا صرف کثیر ہوتا ہے۔ اور اپنے اثرات کے اعتبار سے رجعی ہوتے ہیں۔ کروڑگیری کے محصول کے ذریعے سے اشیا کی کثیر تعداد اور مختلف قسموں پر دسترس حاصل ہوتی ہے۔ ۸۰۸

تعلیقات حصۂ ہشتم

۸۱۳ تا ۸۱۴

اشاریہ جلد اول و دوم ۱ تا ۵۴

فہرست اصطلاحات جلد اول و دوم ۱ تا ۱۲

حصهٔ پنجم

تقسیم دولت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۳۸

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود طلب کے حالات و شرائط

(۱) تقسیم کا مفہوم ۱؎ "اصل" کا مفہوم۔ (۲) اصل ۲؎ اشیا اصل سے الگ نہیں ہے۔ (۳) سود کے بارے میں اہم اور اساسی مسئلہ۔ زر سود کا سبب نہیں ہے اور نہ اس کی مقدار شرح سود پر اثر انداز ہوتی ہے۔ (۴) موجودہ ذرائع کی طلب کیوں ہوتی ہے؟ پیدائش کے طویل المدت عملوں کی تاثیر۔ کیا اصل پیدا آور ہے؟۔ (۵) اصل کی اختتامی پیدا آوری سے شرح سود کا تعین کس طرح ہوتا ہے؟ اصل کو زیادہ موثر طریقے سے لگانے سے نفع صاف رونما ہوتا ہے۔ قدر اور افادے کے مسائل سے تمثیل۔ (۶) کیا اصل کے جرعوں کو یکے بعد دیگرے لگانے سے تقلیل حاصل کا عام رجحان رونما ہوتا ہے؟۔ (۷) اصل کو کامیاب طریق پر مشغول رکھنے کے لیے انسان کی نگرانی اور انتظام ناگزیر ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں استدلال کرتے وقت انسانی عامل کو بالعموم نظر انداز کیا جاتا ہے۔

۱؎ لفظ "تقسیم" کے معنی، اس مفہوم کے لحاظ سے جو معاشی تحریروں میں اس کے ساتھ

باب ۳

بالعموم منسوب کیا جاتا ہے، قوم کے متعدد طبقوں اور ارکان میں اس کی آمدنی کی تقسیم و تسہیم کے لیے جاتے ہیں۔[1] جہاں کہیں صنعتی نشو و نما کسی حد تک ترقی پا چکی ہو وہاں اولاً زمین اور اصل کے مالک ہوں گے، دوسرے ایسے اشخاص ہوں گے جو زمین اور اصل کو استعمال تو کرتے ہیں، مگر اس کے مالک نہیں ہیں، بلکہ محض پٹہ دار، کاشتکار اور قرضگیر یا قرضدار ہیں گے اور تیسرے ہمہ اقسام کے مزدور اور کارپرداز ہوں گے جن کی معاشری حیثیت اور آمدنیاں معمولی اجرت پانے والے مزدور سے لیکر خوش حال پیشہ ور شخص اور تنخواہ دار منتظم تک مختلف المدارج ہوں گی۔ وہ شخص کتنا حصہ پاتا ہے جو محض اصل یا زمین کا مالک ہے؟ اور مزدور کو، خواہ وہ کسی قسم کا ہو، اس کی محنت کا کیا معاوضہ ملتا ہے؟ یہی سوالات تقسیم دولت کے مرکزی مسائل میں سے ہیں۔ عام طور سے اس موضوع کو قوم کے ان چار طبقوں کے بالمقابل چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن کی آمدنی کا تعین مختلف اسباب کا تابع خیال کیا جاتا ہے۔

4 وہ طبقے یہ ہیں:۔ اصل دار، زمیں دار، مزدور، اور آخر میں کاروباری اشخاص یا صنعتی معاملات کے عملی منتظم۔ اصل داروں اور زمیں داروں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کو علی الترتیب سود اور لگان وصول ہوتا ہے، اور مزدور اور کاروباری اشخاص علی الترتیب اجرت اور منافعہ یا اجرت تنظیم پاتے ہیں۔ سردست اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ترتیب و تقسیم کس حد تک اطمینان بخش ہے، صرف اس نئے موضوع کی نوعیت کو بیان کر دینا کافی ہے جس پر اب ہم بحث کریں گے۔

قبل از قبل یہ بیان کر دینا بھی ضروری نہیں ہے کہ ان میں سے کس موضوع کو سب سے پہلے غور کرنے کے لیے انتخاب کرنا چاہیے۔ یہ سب مباحث آپس میں ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، اور کسی ایک کی کامل تفہیم اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ دوسروں کو بھی جانچ نہ لیا جائے۔ ہم پہلے سود پر یعنی اس حصے پر جو اصل کے مالک کو ملتا ہے بحث کریں گے۔

---

[1] جب ہم یہ کہیں کہ صارفوں کے ہاتھوں میں پہنچنے سے قبل اشیا تھوک فروش اور خردہ فروش تاجروں کے ذریعے سے تقسیم ہوتی ہیں تو لفظ تقسیم بظاہر بالکل مختلف مفہوم میں استعمال ہوتا ہے، اور اس کے یہ معنی زیادہ تر عام کاروباری زبان میں لیے جاتے ہیں۔

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ[1] اصل، پس اندازی اور شغل کا نتیجہ ہے۔ اور اس کا بھی
ذکر آ چکا ہے کہ "شغل اصل" کا تدریجی تقسیم عمل سے بھی گہرا تعلق ہے۔ یعنی شغل اصل، نہ صرف
ان مسلسل مراحل سے جن سے پیدائش گزرتی ہے بلکہ تنظیم پیدائش میں وقت کے
عنصر سے بھی، قریبی تعلق رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ موجودہ قوموں میں
شغل اصل کی مخصوص شکل یعنی اصل داروں کی ایک علیحدہ اور ممیز جماعت کی جانب سے
اجرت دے کر مزدوروں کو حاصل کرنے کا طریق موجودہ زمانے کی تقسیم دولت کی
عدم مساوات کا نتیجہ، اور حقیقت یہ ہے کہ سب سے اہم واحد نتیجہ ہے۔ یہ سب اصول
اور قضیے اس استدلال پر اثر انداز ہوتے ہیں جو اصل و سود کے موضوع کے بارے میں
آئندہ سطور میں کیا جانے والا ہے اور اس بیان سے ان اصول کی تشریح اور مزید
توضیح بھی ہوگی۔

اولاً "اصل" کے کیا معنی ہیں جس پر سود وصول کیا جاتا ہے؟ اس اصطلاح کو
"پیدا کرنے والوں کے اصل" کے معنی ہی میں استعمال کر کے بحث کا آغاز کرنا نہایت مناسب
ہوگا۔ چنانچہ اس میں وہ مادی و مقرون آلات شامل ہیں جو انسان کے ساختہ ہیں اور
جنھیں صارفوں کے اشیا کی پیدائش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً کارخانے گودام،
اشیائے خام اور تیار شدہ مال جو بیوپاریوں کے ہاتھ میں ہو، ریلیں، دخانی جہاز اور
آلات کشاورزی یہ سب اسی تعریف میں داخل ہیں۔ سر دست ہم صارفوں کی دولت مثلاً
عمارات، اور مکانوں کے فرش اور فرنیچر وغیرہ کو نظر انداز کر دیں گے۔ زمین اور اسی کے
مثل دوسرے عاملین بھی، جن کو قدرت انسانی محنت کے استعمال کے بغیر مہیا کرتی ہے،
اصل کی بحث سے خارج کر دیے جا سکتے ہیں۔ اس پیچیدہ مسئلے کا اس کے منفرد حصوں میں
تجزیہ کرنے کی غرض سے ہم ہر جزو پر علیحدہ علیحدہ غور کریں گے، چنانچہ ہم "اصل پیدائش" یا 5
"اشیائے اصل" سے بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

لیکن بعض اصطلاحی معاملات اور اصطلاحوں کے فرق مزید تمہیدی غور و بحث کے
متقاضی ہیں۔

[1] دیکھو باب ۵ فصل (۳) تا فصل (۶)۔

باب ۵

عام طور سے کوئی شخص انفرادی حیثیت سے اپنی جائداد کے اس جزو کو اصل شمار کرتا ہے جس سے اس کو آمدنی حاصل ہوتی ہے؛ لیکن وہ چیز جو قوم کے لیے اصل ہے اور وہ چیز جو عام مفہوم کے لحاظ سے فرد واحد کے لیے "اصل" ہے ان دونوں کے مابین بدیہی فرق پایا جاتا ہے۔

اسٹاک، بونڈ اور تمسکات[1] کو ان کا مالک اپنے اصل کا جزو خیال کرتا ہے اور ان سے مالک کو آمدنی وصول ہوتی ہے۔ اس قسم کے سب تمسکات اپنی حد تک محض ملکیت یا قرضداری کی شہادت یا وثیقہ ہوتے ہیں۔ اسٹاک کے وثیقے میں یہ تحریر ہوتا ہے کہ اس کا حامل کسی مقررہ مقرون شے یا اقسام اشیا کی تملیک میں مقررہ حصہ رکھتا ہے۔ بونڈ (Bond) محض رقم کی ادائی کا وعدہ ہوتا ہے۔ بونڈ بالعموم پس اندازی اور شغل اصل کے کاروبار کے نتیجے کے طور پر جاری کیے جاتے ہیں، اور ان کا تعلق اصل آفرینی سے ہوتا ہے۔ لیکن جیسا کہ حکومت کی جانب سے باغراض جنگ قرضہ لیے جانے کی صورت میں ہوتا ہے، بونڈ ایسے کاروبار کا نتیجہ بھی ہوسکتے ہیں جو بالکل غیر پیدا آور اور مضرت رساں ہو۔ اگرچہ فرد واحد کی حد تک یہ اصل ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ اصل صحیحہ کی تخلیق یا موجودگی کی نمایندگی کرے یا نہ کرے۔

کوئی فرد واحد صارف کی دولت کو بالعموم اپنے اصل کا جزو خیال نہیں کرتا۔ وہ جن چیزوں کو اصل شمار کرتا ہے یہ ہیں: کارخانہ، اشیا کا ذخیرہ جو کاروبار میں استعمال ہو، زر نقد جو کسی کے پاس یا بنک میں کاروباری اغراض کے لیے نہ کہ روزمرہ کے خانگی اخراجات کے لیے ہو۔ لیکن مکان کا فرنیچر، لباس، گھوڑے، گاڑی کو وہ اصل تصور نہیں کرتا اس لیے کہ ان سے کوئی آمدنی وصول نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ ایک ایسے مکان کو بھی جس پر خود مالک قابض ہو اور جس سے کوئی مادی آمدنی نہ ہوتی ہو، وہ اپنے اصل کا جزو خیال کرے؛ اس لیے کہ اس کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر وہ اس کا مالک نہ ہوتا تو اس کو دوسرا مکان کرایہ پر لینا پڑتا، اور اس بنا پر وہ یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ اس کا ذاتی مکان آمدنی والی

[1] Stocks, bonds and Securities

باب ۳

جائداد کے معادل ہے۔ ایسے مکان جو مالک کے قبضے اور تصرف میں نہ ہوں، بلکہ کرایہ پر دیے گئے ہوں، بلاشبہ اصل تصور کیے جائیں گے۔

"اصل" کی اصطلاح ان اصطلاحوں میں سے ایک ہے جو روزمرہ کی بول چال سے لے کر معاشیات میں بہ کثرت استعمال کی جاتی ہیں، مثلاً منافع، اجرت، لگان، زر، محصول، ٹکس وغیرہ، اور ان کے مثل وہ بھی مختلف مفہوموں اور معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ ہر وہ شخص جو معاشیات پر قلم اٹھاتا ہے یا غور کرتا ہے یہ محسوس کرے گا کہ ان الفاظ میں سے کسی ایک سے بعض اوقات وہ وہی معنی منسوب کر رہا ہے جو عرف عام میں ہیں یا متعدد معانی میں سے صرف ایک معنی منسوب کر رہا ہے، اور بعض اوقات اس سے زیادہ صحیح مفہوم منسوب کر رہا ہے جو شدید تجزیے کے اغراض کے لیے اس نے قرار دیا ہے۔ عام طور سے تو کسی مقررہ عبارت کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ لفظ کس مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً اگر ہم بنک کا اصل کہیں تو ہمارا مطلب بظاہر اس اصل سے ہوتا ہے جو بحوالۂ زر شمار ہو۔ علیٰ ہذا جب ہم "اصل اور ماحصل زائد" کہتے ہیں تو ہمارا مطلب کسی مشترکہ انجمن تجارت یا کاروبار کی آمدنی کی مد اور سرمایہ کی مد ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات مطلب واضح نہیں ہوتا اور مبہم رہتا ہے۔ چنانچہ محتاط سے محتاط مصنف کو بھی کسی باقاعدہ مسلمہ علمی اصطلاح کی عدم موجودگی کی وجہ سے کسی واقعے کے بیان میں بلکہ اس کے متعلق تفکر میں لغزش ہو سکتی ہے۔ متعاقب صفحات میں بلکہ عام طور سے پوری کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ "اصل" کی اصطلاح ان سب مادی اشیا یا اشیائے اصل کی نمایندگی کرے جن پر قوم کے مادی ساز و سامان اور لوازم مشتمل ہیں۔ چنانچہ ہمارے پیش نظر مادی اشیا رہیں گی؛ نہ کہ مادی اشیا کا حق ملکیت، اور ہمارے ذہن میں پیدا کرنے والوں کا اصل، یعنی وہ اشیا رہیں گی جن سے آلات پیدائش ترتیب پاتے ہیں۔ 6

۴۔ بعض مصنفین نے "اصل" اور "اشیائے اصل" میں فرق قائم کیا ہے۔ موخر الذکر اصطلاح سے وہ مادی آلاتِ پیدائش مطلب لیتے ہیں، یعنی ٹھیک وہی معنی لیتے ہیں جو موجودہ بحث میں ہم واحد لفظ "اصل" سے متعین ہوتے ہیں۔ لیکن مجرد لفظ "اصل" سے یہ مصنف مادی ساز و سامان اور آلات کی قدر مراد لیتے ہیں؛ اور وہ بعض اوقات

باب ۳

اس طرح بحث کرتے ہیں جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ گویا اصل کا ایک قسم کا خلاصہ یا ست ہوتا ہے جو مادی اشیائے اصل سے، جن میں وہ شامل ہوتا ہے، مختلف ہے۔

بحوالۂ قدر و قیمت اصل کی پیمایش کرنے اور اس کا اندازہ کرنے میں بالعموم سہولت ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہ زر کی اتنی مقدار موجود ہے۔ صرف اس طریق پر مختلف عناصر ترکیبی کو مشترک نسب نما میں تحلیل کیا جا سکتا ہے۔ کوئی فرد واحد اپنے اصل کی مقدار کو بحوالۂ قدرِ زر بیان کرتا ہے۔ اس کا اصل بدیہی طور سے زر کی مقررہ مقدار پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ کارخانوں، کلوں، عمارات، تجارتی اشیا، تمسکات اور حصص پر مشتمل ہوتا ہے اور انھیں اشیا سے فرد واحد کا اصل مرکب ہوتا ہے۔ وہ ان کی پیمایش محض اس قیمت سے کرتا ہے جس پر وہ سب فروخت ہوں گے۔ اسی طرح ہم قوم کے اصل کا اندازہ بھی اس قیمت کے حوالے سے کر سکتے ہیں جس پر اس کی سب ملکی اشیا فروخت

ہوں گی۔ اگر مختلف کارخانوں، ریلوں، جہازوں، کلوں، آلات، ساز و سامان، ۶

ذخیرہ کردہ اشیا کی قیمتیں مروجہ شرحوں پر جوڑی جائیں، تو اس مجموعے سے یہ اندازہ ہوگا کہ قوم کے پاس کتنا اصل موجود ہے۔ لیکن یہ اندازہ بہت ہی غیر مکمل ہوگا۔ اس قسم کے اعداد و شمار، جو اطلاع عام کی غرض سے سرکاری افسروں کی جانب سے بعض اوقات مرتب کیے جاتے ہیں، اکثر اعتبارات سے غلط اور گمراہ کن ہوتے ہیں۔ پھر بھی اگر ہم مجموعی اصل یا مجموعی دولت کا اندازہ قائم کرنا چاہیں تو ہم صرف اسی غیر اطمینان بخش طریق پر عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ اگرچہ اصل کی بعض شکلوں کی قدر کا اندازہ دوسری اشیا کے حوالے سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کلوں کی پیمایش گھوڑوں کی قوت کے حوالے سے، یا پارچہ بافی کی گرنیوں کی پیمایش تکلوں اور کرگھوں کے حوالے سے کی جا سکتی ہے؛ لیکن صرف ایک قابل پیمایش عنصر، جو سب شکلوں کے لیے مشترک ہے، یہ ہے کہ وہ قدر و قیمت رکھتی ہیں؛ اور سب کو مقداری حیثیت سے بیان کرنے کا واحد طریقہ بحوالۂ قدر و قیمت ہے۔ لیکن یہ فرض نہ کرنا چاہیئے کہ کوئی ایسی شے بہ شکل "اصل" موجود ہے جو اشیائے اصل سے ممیز و مختلف ہے۔ صرف ایک حقیقی اور موجود شے پیدایش کے مادی آلات ہیں۔ ان کی قدر یا قیمت محض دوسری اشیا کے ساتھ ان کے علاقے یا نسبت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ پیمایش کا ایک طریقہ ہے۔

۳۔ ان اصطلاحی معاملات سے نبٹ لینے کے بعد، اب ہم اصل موضوع زیر بحث کی جانب متوجہ ہو سکتے ہیں۔

سود کے متعلق اساسی مسئلے کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کوئی فرد واحد، جو دوسرے سے اشیا کی ایک مقررہ مقدار (جس کی نمائندگی بجز قدیم اور غیر ترقی یافتہ قوموں کے سب ملکوں میں زر کی مقررہ مقدار سے ہوتی ہے) مستعار لیتا ہے، کیوں اس کا معاہدہ کرے کہ ایک مدت معینہ کے بعد، وہ نہ صرف مستعار اشیا واپس کر دے گا، بلکہ ان کے علاوہ کچھ اور بھی دے گا؟ اس امر کی توجیہ و تشریح بظاہر کافی آسان ہے کہ جو اشیا مستعار لی گئی ہیں انھیں بجنسہ واپس کر دینا چاہیئے۔ لیکن قرض دہندے کو اس قرضے پر بڑھوتری وصول کرنے کا کیا حق ہے؟ اس بڑھوتری کو، جیسا کہ کافی عام طور سے معلوم ہے، بحساب فی صد سالانہ کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ قرضگیر نہ صرف اصل قرضے کو واپس کرنے کا بلکہ ہر سال کے ختم پر پانچ فی صد یا اس کے لگ بھگ کوئی رقم زائد بھی اور ہر سال کی کسر کے لیے اس کے متناسب فی صد ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ معلوم کرنا کہ یہ زائد فی صد کیوں ادا کیا جاتا ہے؟ سود کے مسئلے کا حل کرنا ہے۔

اس واقعے کی بنا پر کہ موجودہ قوموں میں لین دین، زر کو قرض دینے اور
اس کی واپسی سود کے ساتھ کرنے کی شکل اختیار کرتا ہے لوگوں کے ذہن میں یہ بات 8
بیٹھ گئی کہ لین دین خصوصیت کے ساتھ زر کے متعلق ہے اور زر کے افعال اور نوعیت ہی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تصور بالعموم استدلال دوری کی شکل اختیار کرتا ہے۔ سود پر قرضہ دینے کا جو عام روزمرہ کا طریقہ ہے اس سے لوگ واقف ہیں؛ وہ کہتے ہیں کہ زر کی اتنی "قدر و قیمت" ہے، جس سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زر کسی مقررہ سالانہ شرح پر بطور قرض دیا جا سکتا ہے؛ اور وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس رقم کو حاصل کرنے کی غرض سے قرضگیر کو یہ شرح ادا کرنی چاہیئے۔ اس سے زیادہ سہل اور سادہ بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ یا وہ مبہم طریقے پر شائی لاک کی طرح یہ کہتے ہیں کہ زر سود یا آمدنی پیدا کرتا ہے؛ مگر اس میں بھی کوئی حل پیش نہیں کیا گیا ہے بلکہ محض مسئلے کو بیان کیا گیا ہے۔ ذرا سے غور سے معلوم ہو جائے گا کہ دوسری

باب ۶

صورتوں کے مثل، اس صورت میں بھی زر محض بطور آلۂ مبادلہ کام کرتا ہے۔ مقرِض گیر کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ فی نفسہ زر نہیں ہے، بلکہ اشیا اور خدمات پر دسترس ہے، جو زر سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ یا تو اپنے فوری ذاتی استعمال کے لیے یا پیدائش کے عمل میں استعمال کرنے کے لیے اشیا خریدنا چاہتا ہے؛ اور موخرالذکر صورت میں جس سے موجودہ بحث کا نسبتہً بہت زیادہ قریبی تعلق ہے، وہ کلیں، ساز و سامان اور اجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کو معاوضہ محنت ادا کرنے کے ذرائع حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ قرضہ مع سود واپس کرتا ہے، تو لینددار کو نہ صرف وہی دسترس و قدرت واپس کرتا ہے جو اسے موصول ہوئی تھی، بلکہ اس کے علاوہ کچھ بڑھو تری بھی ادا کرتا ہے۔ گویا خود اسے جتنی اشیا بطور قرض وصول ہوئی تھیں ان سے زیادہ مقدار وہ معاوضے میں دیتا ہے۔ اگر زر جیسی شے موجود نہ ہو، تب بھی اسی قسم کا لین دین عمل میں آئے گا، ٹھیک اسی طرح جس طرح مقررہ تقسیم عمل کی موجودگی میں اشیا کا ایک دوسرے سے مبادلہ، مبادلۂ اشیا کے نظام کے تحت، اساسی طور سے اسی نہج پر عمل میں آئے گا جس نہج پر کوئی آلۂ مبادلہ استعمال ہونے کی صورت میں عمل میں آتا ہے۔ مبادلۂ اشیا بالاشیا کے نظام کے تحت دونوں قسم کے معاملات کا انتظام بدیہی طور سے بہت زیادہ دشوار ہوگا۔ آلۂ مبادلہ کی موجودگی قرض کے لین دین کو اسی طرح نسبتہً زیادہ آسان کر دیتی ہے جس طرح کہ وہ مبادلے میں آسانی پیدا کرتی ہے؛ اور وہ کثیرالمقدار قرض کے لین دین اور کثیرالمقدار مبادلے کو، جو آلۂ مبادلہ کی عدم موجودگی میں ناممکن العمل ہوتا، ممکن بناتی ہے۔ لیکن ان دونوں قسم کے مظاہر کی توجیہ و تشریح زر کے استعمال میں نہیں ملتی بلکہ ان عملوں کی نوعیت میں ملتی ہے جن میں زر کا استعمال سہولتیں پیدا کرتا ہے۔

ہم نہ صرف اس تصور کو مسترد کر سکتے ہیں کہ سود کی پیدائش زر کے استعمال کے سبب سے عمل میں آتی ہے، بلکہ اس خیال کی بھی نفی کر سکتے ہیں کہ شرحِ سود کا مدار مقدارِ زر پر ہے۔ مقدارِ زر کی زیادتی قیمتوں کو بڑھا دیتی ہے، شرحِ سود کو کم نہیں کرتی۔ چنانچہ بنک کے بٹے کی شرح اور بنک کے زرِ نقد کی مقدار کے باہمی تعلق کی کافی طور سے توضیح کی جا چکی ہے۔[1] 9

[1] دیکھو باب ۸ خاصکر فصل (۲)۔

باب ۳

یہ شرح بینک سود کی اصلی شرح سے یعنی مستقل مشاغل اصل کے حاصل کی شرح سے بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے۔ متعاقب بیان میں اس اساسی شرح سود کو ذہن میں رکھا جائے گا۔

۴۔ اس طرح سود بظاہر اس مبادلے کے عمل کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے جس کے ذریعے سے زر (یا اشیا) کی کوئی مقدار جو فی الحال پاس موجود ہو، زر (یا اشیا) کی اس زیادہ مقدار کے عوض دی جاتی ہے جو مستقبل میں واپس کی جانے والی ہے۔ اس طرح جو زائد مقدار یا حاصل زائد وصول ہوتا ہے وہ بظاہر کسی محنت کا نتیجہ نہیں معلوم ہوتا۔ اس بڑھوتری یا سود کا کوئی بدیہی معادل نہیں ہے۔ پھر بھی ایسے مبادلے کی توقع نہیں کی جاسکتی جو سال بہ سال، عشرہ بہ عشرہ اور صدی بہ صدی جاری رہے، اور جس میں کچھ دیے بغیر کوئی چیز حاصل ہو جائے۔ یہاں دو سوال سامنے آتے ہیں: ایک تو یہ کہ قرضگیر جسے ہم خریدار تصور کرسکتے ہیں، کیوں اس زیادتی کو ادا کرنے پر رضامند ہوتا ہے؟ اور دوسرے یہ کہ، لیندار یا فروشندہ اس زیادتی کو اپنے لیے حاصل کرنے کے قابل کیوں ہوتا ہے؟ دوسرے الفاظ میں، طلب کے حالات جن کی نمایندگی قرضدار کرتے ہیں اور رسد کے حالات جن کی نمایندگی فروشندے کرتے ہیں کیا کیا ہیں؟ ان سوالات پر ہم بیان کردہ ترتیب کے ساتھ موجودہ باب اور اس کے بعد کے باب میں بحث کریں گے۔ ہم اول ان قرضداروں کے تعلق سے طلب کے حالات کی تحلیل کریں گے، جو پیدایش کے عمل میں مصروف ہیں؛ اس لیے کہ ہمیں پہلے اُس سود کی حالت پر غور کرنا ہے جو پیدایش دولت کرنے والوں کے اصل سے حاصل ہوتا ہے۔

طلب کے حالات کے متعلق کچھ اشارات اس سے پیشتر دیے جا چکے ہیں۔ کسی گزشتہ باب میں[1] اصل کی نوعیت اور اصل کے افعال کا بیان آچکا ہے چنانچہ اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اصل کے استعمال کے معنی ایک مقررہ مدت میں پیدایش کا عمل انجام پانے کے ہیں۔ اس کا بھی ذکر ہو چکا ہے کہ پیدایش بذریعۂ اصل کو بقول بوہم باورک، طویل المدت یا بالواسطہ پیدایش کہتے ہیں۔ محنت اول آلات بنانے، ساز و سامان فراہم کرنے اور وسائل آمد و رفت کی تکمیل کرنے میں صرف کی جاتی ہے، اور

[1] دیکھو باب ۵ فصل (۱ تا ۳)۔

آخر میں، تیاری کے مراحل کے خاتمے پر جن میں طویل مدت لگتی اور دقت اٹھانی پڑتی ہے، قابل تمتع وصرف اشیا پیدا ہوتی ہیں، اور اس سے بدرجہا زیادہ مقدار میں پیدا ہوتی ہیں جتنی کہ محنت کے براہ راست استعمال کرنے کی صورت میں پیدا ہوتیں۔ معدن، ریلیں، دخانی جہاز، لوہے کے کارخانے، صنعت گاہیں، گودام اور ٹھوک فروشی اور خردہ فروشی کے انبار خانے، یہ سب طویل المدت اور دقت طلب پیدائش کے عمل کی مثالیں ہیں۔

علاوہ ازیں موجودہ زمانے کی ترقی یافتہ قوموں میں پیدائش، ایک دوسرے مفہوم کے لحاظ سے "اصل دارانہ" ہوتی ہے، یعنی، اصلداروں کی ایک مخصوص جماعت، جو دوسروں سے زیادہ تر الگ ہے، پیدا ہو گئی ہے۔ محنت کو یکے بعد دیگرے آنے والے مرحلوں میں طویل مدت تک استعمال کرنا صرف اس وقت ممکن ہے، جبکہ ابتدا ہی میں کچھ بچت موجود ہو، یعنی رقم کسی نہ کسی شکل میں پس انداز اور فراہم کر لی گئی ہو۔ رقم پس انداز کرنے والے اور بچت کے مالک بالعموم محنت مزدوری کرنے والے اشخاص سے مختلف طبقے کے ہوتے ہیں، اگرچہ یہ کوئی لازمی امر نہیں۔ وہ پیدائش کے عمل کے مختلف مرحلوں میں مزدوروں کو اجرت پر حاصل کرتے ہیں۔ اصل کی تخلیق اور سود کی پیدائش، تقسیم دولت کا ایک نمایاں عنصر ہونے کی حیثیت سے، دونوں، زائد رقوم پس انداز کرنے اور بالواسطہ طریق پر محنت کو استعمال کرنے کے دوہرے عمل کے یکساں طور سے نتائج ہیں۔

لیکن اب ہمیں زیادہ توضیح کے ساتھ یہ بیان کرنا ہے کہ اس عمل کے معنی محنت کی پیدا آوری کے اضافے کے ہیں۔ قدیم زمانے کی آٹا پیسنے کی چکی کے مقابلے میں عصر جدید کی آٹے کی گرنی کی کارکردگی اور پیدا آوری بہت زیادہ ہوتی ہے۔ استعمال کردہ محنت کی ہر اکائی سے زیادہ پیداوار تیار ہوتی ہے اور بہتر نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اس قسم کی دو صورتوں میں محنتوں کی پیداوار کا صحیح اضافی اندازہ قائم کرنے کے لیے بہت باریک اور پیچیدہ حسابی تحلیل کی ضرورت ہوگی۔ ایک طرف تو جدید گرنی میں ابتدائی مراحل میں بہت زیادہ محنت صرف ہوتی ہے۔ دوسری طرف وہ بالعموم بہت زیادہ دیرپا ہوتی ہے، اور گرنی کی تیاری میں استعمال کردہ محنت طویل مدت تک مسلسل اپنا عمل کرتی رہتی ہے، یہاں تک کہ انجام کار گرنی بالکل

باب ۳۹

فرسودہ اور ازکار رفتہ ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔ اس سلسلے کی آخری محنت، یعنی وہ محنت جو حالیہ مزدور، جدید آٹے کی چکی میں، روزانہ ہزار ہا پیپے بھر کر تیار کرنے کے سلسلے میں انجام دیتے ہیں، قدیم وضع کے چکی والے کی محنت سے بظاہر بدرجہا زیادہ پیدا آور ہوتی ہے؛ اس لیے کہ ہم آٹا پیسنے کی محنت میں بالعموم اس ابتدائی محنت کو شمار اور شامل ہی نہیں کرتے جو اس کی کلوں اور انجنوں کی تیاری میں صرف ہوتی ہے۔ پھر بھی اس امر کا ثبوت کہ اس طرح کل جتنی محنت صرف ہوتی ہے، خواہ وہ ابتدأً کلوں کے بنانے میں صرف ہو، یا بعد کے مرحلے میں، سب کی کارکردگی نسبتہً زیادہ ہے، محض قیمتوں کا موازنہ کرنے سے بہم پہنچتا ہے۔ چنانچہ دور قدیم کے مقابلے میں عصر جدید میں آٹا بہت زیادہ ارزاں ہے، یعنی غلّے کی قیمت کے مقابلے میں آٹے کی قیمت کی زیادتی بہت کم ہے۔ علیٰ ہذا ریلوں کا بھی یہی حال ہے؛ اس میں بھی اصل بہت کثیر مقدار میں صرف ہوا ہے، یعنی ابتدائی تیاری میں بہت محنت لگی، اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نقل وحمل کی شرحیں اس قدر کم ہیں کہ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ، تعمیر تنظیم اور چلانے کی کل محنت کا لحاظ کرنے کے بعد بھی اس میں کام کرنے والے مزدوروں کی کارکردگی، لدو گھوڑوں اور باربرداری کے چھکڑوں جیسے سادہ آلات پیدائش کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ ہے۔ 11

بعض اوقات اس نتیجے کو اس قول کے ذریعے سے بیان کیا گیا ہے کہ اصل پیدا آور ہے؛ لیکن اس قول کو نہایت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔ حقیقت میں صحیح بیان یہ ہوگا کہ بعض طریقوں سے استعمال کردہ محنت دوسرے طریقوں سے صرف کردہ محنت کے مقابلے میں زیادہ پیدا آور ہوتی ہے۔ آلات اور کلیں، عمارتیں اور ساز و سامان، یہ سب محنت ہی سے تیار ہوتے ہیں، اور محنت کے استعمال میں درمیانی مرحلے کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے پیدائش میں اصل کوئی آزاد عامل نہیں ہوتا، اور اصل کی پیدا آوری بھی الگ نہیں ہوتی۔ آیندہ صفحات میں جہاں کہیں اصل کی پیدا آوری کا ذکر آئے گا وہاں اس اصطلاح کے معنی محدود و مشروط ہوں گے اور وہ مجملاً محنت کے اصلدارانہ استعمال کے نتیجے کو ظاہر کرے گی۔

باب ۶

اصل اور پس اندازی سے محنت کا جو تعلق ہے اس کا یہ سب تجزیہ دوبارہ اس قضیے کی جانب رہبری کرتا ہے کہ اصلداروں کے سب کاروبار اپنے آپ کو ان یکے بعد دیگرے آنے والی پیشگی ادائیوں میں تحلیل کر لیتے ہیں جو مزدوروں کو کی جاتی ہیں۔[1] بعض اشخاص کے پاس زائد رقم بچی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اس کو شغل اصل کے لیے الگ رکھ دیتے ہیں۔ یہی ٹھیٹ اور خالص اصلدار ہیں۔ پھر بھی بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو پس انداز کردہ رقم کو بطور قرض حاصل کرتے ہیں (اور بہت ممکن ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اپنے ممکنہ ذرائع کو بھی استعمال کریں) اور آلات و ساز و سامان بناتے اور پیدائش کے سب عملوں کو انجام دینے کے لیے اجرت پر مزدور حاصل کرتے ہیں اور اس طرح انجام کار اس سے زیادہ مقدار میں قابل صرف اشیا تیار کرتے ہیں جتنی کہ مزدوروں کو ادا کی گئی تھیں۔ مزدور بحیثیت مجموعی اس سے زیادہ اشیا تیار کرتے ہیں جتنی کہ خود انھیں وصول ہوتی ہیں جو لوگ رقم بطور قرض حاصل کرتے ہیں اور اس کی مدد سے مزدوروں کو اجرت پر حاصل کرتے ہیں وہ اپنی مستعار رقم سے زیادہ رقم واپس ادا کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ یہی وہ عمل ہے جس کے ذریعے سے پیدائش میں صرف کردہ اصل پر سود وصول ہوتا ہے۔

۵۔ اب یہ فرض کیا جائے کہ کسی مقررہ وقت میں پیدائش میں اصل یعنی آلات، کلیں، اشیائے خام وغیرہ استعمال کرنے کے طریقے اس قدر معین و مستقل شکل اختیار کر چکے ہیں کہ سب لوگ ان سے واقف ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی مان لیا جائے کہ ان طریقوں سے سب یکساں طور سے استفادہ کر سکتے ہیں، یہ کہ کسی خاص شکل کا کسی کو اجارہ حاصل نہیں ہے، اور یہ کہ جو لوگ انھیں استعمال کرنا چاہتے ہیں ان سب میں آزادانہ مسابقت ہے۔ ایسی صورت میں کوئی قرضگیر اصل کی کسی خاص شکل پر دسترس حاصل کرنے میں پس انداز کردہ رقم کو استعمال کرنے کی حد تک کسی دوسرے کے مقابلے میں بہت زیادہ فائدہ حاصل نہ کر سکے گا۔ 12

[1] دیکھو باب ۶ فصل (۵)۔

باب ۲۸

مسابقت کی وجہ سے شغل اصل کی سب شکلوں کی آمدنی مقررہ و یکساں سطح پر رہے گی۔ اس یکساں سطح کو متعین کرنے والی شے کیا ہوگی؟

اصل کے سب اجزائے ترکیبی، اگرچہ ان کے استعمال کرنے والوں کو ان سے یکساں و مقررہ حاصل ملے گا، لازمی طور سے مقررہ و یکساں درجے میں محنت کی پیدا آوری پر اثر نہ ڈالیں گے۔ یہ ممکن بلکہ تقریباً یقینی ہے کہ بعض اجزا دوسروں کے مقابلے میں پیدائش میں زیادہ مفید ثابت ہوں۔ فرض کرو کہ کسی قوم کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اس کی ملکیت میں جو آلات اور ساز و سامان کا ذخیرہ ہے اس سے وہ بتدریج اور بہ اقساط دست بردار ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ وہ پہلے ان اجزا کو اپنے پاس سے الگ کرے گی جن سے محنت کی پیدا آوری میں سب سے کم مدد ملتی ہے، اور اس کے بعد اگر اور چیزوں سے دست بردار ہونا پڑا تو ان کے افادے یا ان کے کار آمد ہونے کے لحاظ سے معکوس ترتیب کے ساتھ انھیں اپنے پاس سے علیحدہ کرے گی۔ وہ آخر تک اصل کے ان اجزا یا پیداوار پیدائش کے ذرائع کو اپنے پاس محفوظ رکھے گی جو پیداوار میں سب سے زیادہ اضافہ کرتے ہیں۔ یہ ذرائع، جو موجودالوقت حالات میں سب سے آخر میں ترک کئے جائیں گے، اور سب سے اول استعمال کیے جائیں گے، غالباً ایک طرف تو ایسی اشیا ہوں گی جو زرعی پیدائش کے ابتدائی عملوں کے لیے ضروری ہوں گی جو معتدل آب و ہوا میں موسمی لحاظ سے انجام دینے پڑیں گے، یعنی تخم، آلات کشاورزی اور تقریباً ایک سال کی زائد غذا؛ اور دوسری طرف فلزاتی ساز و سامان ہوں گے جن سے لوہا پیدا ہوتا ہے جو تقریباً سب آلات بنانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ یہی اصل کی سب سے زیادہ موثر شکلیں ہیں، لیکن تاریخی اعتبار سے یہ شکلیں لازمی طور سے سب سے زیادہ قدیم نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ ایجاد کی ترقی نے دوسری کم مفید اشیا کے مقابلے میں انھیں بعد میں چل کر کار آمد ثابت کیا ہو۔ لیکن جتنے مختلف آلات پیدائش ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو موجود ہیں ان میں سے بعض زیادہ موثر ہوں گے اور بعض کم موثر ہوں گے؛ اور جو زیادہ موثر ہوں گے وہ جبری دست برداری کی صورت میں سب سے آخر میں ترک کیے جائیں گے۔

باب ۶

ان حالات میں مالکان اصل کو جو منافعہ یا بڑھوتری یا سود وصول ہوگا اس کا تعین اصل کے کم سے کم پیداآور استعمال کے ذریعے سے ہوگا؛ یا اس سے زیادہ صحیح طریقے سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ محنت کی اس آخری پیداوار کے اضافے کے ذریعے سے ہوگا جو پیداوار پیدایش یا استعمال اصل کے سب سے کم موثر پہلو کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جو لوگ اصل کو سب سے کم موثر طریقوں کے مقابلے میں زیادہ موثر طریقوں سے استعمال کرتے ہیں وہ اپنے لیے فائدہ فائق قائم نہیں رکھ سکتے۔ چونکہ وہ سب لوگ جن کو اصل پر دسترس حاصل ہے ان زیادہ موثر طریقوں کو اختیار کر سکتے ہیں، لہذا باہمی مقابلہ اشخاص کی کسی ایک جماعت کو 18
ان طریقوں سے خاص طور سے اعلیٰ منافعہ حاصل کرنے سے باز رکھے گا۔ اصل کی آخری قسط کی پیداآوری (آخری بلحاظ ترتیب پیداآوری) ہر قسم کے اصل پر منافعے کی شرح کو متعین کرتی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں اسی قضیے کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اصل کا ماحصل اس کی مختتم پیداآوری پر مبنی ہوتا ہے۔ یہاں یہ دوبارہ کہہ دینا نامناسب نہ ہوگا کہ "پیداآوری" (Productiveness) (Produttivity کا لفظ اس محذوف معنی میں استعمال ہوتا ہے جس کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا اصل کی سب شکلوں کی افادیت یا پیداآوری اختتامی شکلوں کی پیداآوری ہی پر چل کر ختم ہوتی ہے؟ مالکان اصل کے ماحصل میں تو تسویہ عمل میں آتا ہے، لیکن کیا پیداآوری میں بھی تسویہ عمل میں آتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ کوئی لازمی امر نہیں ہے۔ یہ نتیجہ اسی نتیجے کے مماثل ہے جس پر ہم کسی قابل تمتع شے کی رسد کے متعدد اجزاے ترکیبی کی قیمت اور افادے کے بارے میں قدر کے اصول کی بحث کرتے وقت پہنچے تھے[1]۔ اگرچہ کسی رسد کی سب اکائیاں بازار میں ایک ہی مقررہ قیمت پر فروخت ہوتی ہیں لیکن سب کا افادہ مقررہ ویکساں نہیں ہوتا۔ ایسی شے بھی وجود رکھتی ہے جس کو نفع صارف کہا جاتا ہے۔

[1] دیکھو باب ۱۵ فصل (۳ تا ۶)۔

باب ۱۳

علیٰ ہذا اگرچہ اصل کے سب اجزاے ترکیبی کے مالکوں کو آزاد مقابلے کے تحت ماحصل مقررہ و یکساں وصول ہوتا ہے، پھر بھی اجزاے ترکیبی سے قوم کی مادی خوش حالی میں جو اضافہ ہوتا ہے وہ مقررہ و یکساں نہیں ہوتا بعض اجزا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ کارآمد ہوتے ہیں، اور ان کے افادوں کے فرق کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ قابل تمتع اشیا کے افادوں کی صورت میں ہوتا ہے یعنی وہ نفع صارف پر اثر ڈالتا ہے۔ اصل کو زیادہ پیدآور طریق پر استعمال کرنے سے خاص صورتوں میں اشیا کی کثیر مقدار تیار ہوتی ہے، بعض قسم کے دوسرے افادے پیدا ہوتے ہیں، اور اس طرح تمام قوم میں احتیاجات کی زیادہ وسیع تسکین پذیری ہوتی ہے۔

اس طرح نظریۂ قدر کی تہ میں جو اصول مضمر ہے ویسا ہی اصول نظریۂ اصل کی تہ میں مضمر ہے۔ اختتامی فروخت پذیری اشیا کی مروجہ قدر کا تعین کرتی ہے؛ اور اختتامی پیدآوری مروجہ شرح سود کا تعین کرتی ہے۔ اشیا اور خدمات میں ایسے افادے موجود ہوتے ہیں جو اختتامی حد کے افادے سے زیادہ ہوتے ہیں، اور اصل کی مختلف شکلوں کا ماحصل اختتامی حد کے ماحصل سے زائد ہوتا ہے۔ ان زوائد اور ماحصل زائد کو انفرادی مالک نہیں رکھ سکتا؛ تمام قوم ان سے نفع صارف کی شکل میں استفادہ کرتی ہے[۱] اور جس قسم کی دقت اشیا سے حاصل کردہ 14 نفع صارف کی پیمایش کرنے میں ہمیں محسوس ہوئی تھی اسی قسم کی دقت اصل کے بعض اجزاے ترکیبی سے حاصل کردہ اسی قسم کے نفع صارف کی پیمایش کی کوشش کرنے کی صورت میں محسوس ہوگی۔ اصل کے کون سے اجزاے ترکیبی سب سے آخر تک رکھے جائیں گے اور اس بیش قیمت مابقی جزو کی پیدآوری کتنی زیادہ ہوگی اس کا اندازہ ہم غالباً نہیں کر سکتے۔ ہم صرف اتنا یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ

[۱] اس کا مقابلہ کرو جیونس کی کتاب Theory of Political Economy. (نظریۂ معاشیات) صفحہ ۲۷۷ کی بلیغ عبارت سے۔ اس کا برعکس خیال کلارک کی کتاب Distribuction of wealth (تقسیم دولت) باب ۱۳ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

پیدا آوری میں مدارج کا فرق ضرور ہے اور یہ کہ معاشرہ بحیثیت مجموعی اپنے اصل کی سب شکلوں کو اسی شرح پر حاصل کر کے، جو وہ کم مفید شکلوں کے لیے ادا کرتا ہے، بڑی حد تک منافعہ حاصل کرتا ہے۔

۶۔ ہمارے زمانے کے بعض تیز طبع علمائے معاشیات[1] نے نظریۂ اصل و سود کے اس جزو کو مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے، اگرچہ وہ جس نتیجے پر پہنچے ہیں وہ اساسی حیثیت سے بہت زیادہ مختلف نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان کا خیال یہ ہے کہ اگر پیدائش میں اصل پیچدار طریقے پر یکے بعد دیگرے زیادہ مقداروں میں بالواسطہ لگایا جائے تو محنت کی پیداوار بحساب فی اکائی غیر محدود طریقے پر بڑھائی جا سکتی ہے لیکن یہ اضافہ مسلسل ایک ہی مقررہ شرح سے نہ ہوگا۔ میلان تقلیل منافعہ یا تقلیل حاصل کی جانب ہوگا؛ یعنی پیدائش کے اضافے کی شرح میں انحطاط کا رجحان ظاہر ہوگا۔ آلات اور ساز و سامان جتنے جتنے زیادہ استعمال کیے جائیں گے یعنی تیاری کی محنت جتنی جتنی زیادہ کی جائے گی اور پیدائش کے مجموعی عمل کو جتنا زیادہ طویل اور دقیق طریقے سے انجام دیا جائے گا اتنا ہی زیادہ مجموعی پیداوار ہمیشہ حاصل ہوگی۔ لیکن محنت کی پیدا آوری کا اضافہ جو اس پیچدار عمل پیدائش کی ابتدائی حالتوں میں زیادہ ہوگا، آخری مرحلوں میں گھٹتا جائے گا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ محنت کو وقت اور نازک کلوں اور اشیا کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ منظم و معین کیا جا سکتا ہے، اس لیے محنت کی پیدا آوری کے اضافے کی کوئی حد معین نہیں خیال کی جاتی۔ اس میں جو مزاحمت ہوتی ہے وہ اسی قسم کی ہوتی ہے جیسی کہ ایک سخت ربڑ کے فیتے کو کھینچنے میں ہوتی ہے یعنی اس میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کھینچ تان کرنے کی گنجائش ہوتی ہے، لیکن ہر مرتبہ جو زائد قوت استعمال کی جائے گی اس کا اثر گھٹتا جائے گا۔

یہ معلوم ہوگا کہ اس خیال میں پیدا آوری اور اختتامی پیدا آوری کے

---

[1] مثلاً پروفیسر جیو ہم باورک، کلارک، اور کارور (Bohm-Bawerk, Clark and carver)

باب ۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود، طلب کے حالات و شرایط

فرق نہ صرف کسی مقررہ وقت میں صنعت کے کسی شعبے یا جزو پر غور کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں، بلکہ رفتار زمانہ کے ساتھ صنعت میں جو ترقی ہوئی ہے اس میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کارکردگی میں تقلیل منافعہ کا رجحان ایجادوں اور ترقیوں کی وجہ سے زائل ہو جائے۔ لیکن اس قسم کی ترقیوں کی عدم موجودگی کی صورت میں منافعے کا اختتامی اضافہ
15 گھٹ جاتا ہے، اور اسی طرح اصل کا سود بھی گھٹ جاتا ہے؛ اور اس میں جو تخفیف ہوتی ہے وہ بتدریج اور کسی حد تک باقاعدگی کے ساتھ ہوتی ہے۔

اس سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالک اصل کو جو سود ملتا ہے اس کو موقوف کیے بغیر اصل کے استعمال کو غیر محدود طریقے پر بڑھایا جا سکتا ہے۔ اصل کے زائد اقساط ہمیشہ کسی فائدے کے ساتھ استعمال کیے جا سکتے ہیں؛ اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ اختتامی پیداآوری ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں، سود ہمیشہ وصول ہوگا خواہ اصل کی مقدار میں کتنا ہی اضافہ ہو جائے۔ اس کے برعکس زیادہ تشکیکی خیال یہ ہے کہ اگر پس انداز کردہ رقوم اور اصل میں غیر محدود طریقے پر اضافہ کیا جائے تو اس سے ایک انتہائی سیری کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ اگر تیاری کی محنت کو استعمال کرنے کے لیے ذرایع میں غیر محدود اضافہ کیا جائے تو اس کی وجہ سے پس اندازکردہ رقوم کو فائدے کے ساتھ استعمال کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائے گا؛ اور اس طرح اس حد تک جس حد تک کہ طلب کی قوتیں سود کو متعین کرتی ہیں یہ سود بالکل غائب ہو جائے گا۔

یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ تقسیم دولت کے بارے میں جو دوسرے مسائل ہیں ان کی طرح یہ مسئلہ بھی تصفیہ طلب ہے۔ متعلقہ استدلال کے سلسلوں کی مکمل بحث میں پڑنا موجودہ کتاب کے دائرے سے باہر قدم دھرنا ہے۔ سردست اصل کے استعمال کے بارے میں تقلیل حاصل کے عام اصول کو تسلیم کرنے میں مجھے جو تامل ہے اس کے متعلق میں اختصار کے ساتھ اپنے وجوہ پیش کروں گا۔

یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ آلات اور کلوں کا اضافہ دو طریقوں سے عمل میں آسکتا ہے: یعنی یا تو اسی قسم کے آلات میں زیادتی ہو جو پہلے استعمال ہوتے رہے، یا نئے قسم کے آلات کا اضافہ کیا جائے۔ ایک ہی قسم کے آلات کی تعداد کو دوچند کر دینے سے پیداآوری میں بہت کم اضافہ ہوگا یا بالکل نہ ہوگا۔ اگر ہر نجار کو پہلے کے

باب ۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود، طلب کے حالات و شرائط

مقابلے میں دو چند آرے یا رندے ہر نور باف کو دو کرگھے اور ہر انجینیر کو دو انجن دے دیے جائیں تو اس عمل کے معنی یہ نہ ہوں گے کہ نجار، نور باف اور انجینیر پہلے کے مقابلے میں اب زیادہ کام انجام دیں گے یا زیادہ مقدار تیار کریں گے۔ اس کے معنی تو محض دولت کو ضایع کرنے کے ہوں گے۔ کسی بڑے کارخانے کی پیچیدہ کلوں کے بارے میں بھی بظاہر یہی چیز صادق آئے گی۔ ان کلوں کو چلانے کے لیے کاریگروں کے ایک عملے کی ضرورت ہوتی ہے جو اعلیٰ درجے کے تجربے اور حساب کی بنا پر کلوں کی مناسبت سے مقرر کیا گیا ہو۔ اگر محض کارخانے کے ساز و سامان کی تعداد کو دگنا کر دیا جائے تو اس زائد ساز و سامان کو سنبھالنے اور اس سے کام لینے کے لیے کوئی نہ ہوگا۔ عملہ اس سے زیادہ آلات استعمال نہیں کر سکتا جتنے کہ اس کے ہاتھ میں پہلے سے برسرکار ہیں۔

دوسرے طریقے کے بارے میں جس میں کہ اصل کی زیادتی کا وقوع فرض کیا جا سکتا ہے مسئلہ بہت زیادہ پیچیدہ صورت اختیار کر لیتا ہے۔ یہاں یہ فرض 16
کیا گیا ہے کہ ایک ہی قسم کے آلات میں اضافہ عمل میں نہیں آیا، بلکہ نسبتہً بہت زیادہ نازک اور پیچیدہ قسم کے آلات میں اضافہ عمل میں آیا۔ پس اندازکردہ رقوم کی زیادتی اور محنت کو پیشگی استعمال کرنے کے زیادہ امکان کے ساتھ ساتھ اصل تقریباً خود بخود ایک مختلف شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یعنی ایک ہی قسم کے دو آرے نہیں ہوتے بلکہ ایک نسبتہً زیادہ بڑا اور بہتر ہوتا ہے، علیٰ ہذا دو انجن نہیں ہوتے بلکہ ایک نسبتہً زیادہ بھاری اور زیادہ طاقت دار ہوتا ہے۔ محض یہ واقعہ کہ شغل اصل کے لیے جو موجودہ ذرایع دستیاب ہو سکتے ہیں ان میں زیادتی واقع ہوئی، پیدایش کے بالواسطہ اور پیچیدار عمل میں وسعت پیدا کرنے اور کل عمل کی مدت کو بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔ کارخانہ بڑا ہو جاتا ہے، کلیں زیادہ پیچیدہ اور زیادہ تر از خود چلنے والی ہوتی ہیں اور اشیاے خام کی رسد میں تنوع کے ساتھ ساتھ اضافہ بھی ہوتا ہے۔ اس طرح پیداوار انجام کار بہت بڑھ جاتی ہے، لیکن یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پیداوار کے اضافے کی شرح میں تقلیل کا میلان رہتا ہے۔

باب ۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب۔ حالات و شرائط

اس پیچیدہ عمل پیدائش کا قابل پیش گوئی ہونا یا تقریباً خود بخود واقع ہونے والی نوعیت ہی مجھے مشتبہ سی معلوم ہوتی ہے۔ عمل پیدائش میں محنت کے ساتھ زیادہ اصل کو صرف کرنے سے لازمی طور سے کارکردگی نہیں بڑھتی۔ جہاں اس طرح کارکردگی بڑھتی ہے وہاں ممکن ہے کہ زیادہ طویل تیاری یکساں یا تکثیر پذیر یا تقلیل پذیر شرح سے موثر ہو۔ نتیجے کا مدار ایجاد کی ترقی پر ہوتا ہے اور اس کے متعلق کوئی قاعدہ معین نہیں کیا جا سکتا۔

یہ صحیح ہے کہ صنعتی انقلاب کے بعد کے دور میں صنعتوں کی ترقی بالکلیہ ایسے آلات بنانے کی سمت میں رہی ہے جن کی تیاری میں وقت لگتا اور محنت صرف ہوتی ہے اور جو انجام کار محنت کی پیدا آوری کو بڑھا دیتے ہیں۔ اور اس کی بھی کوئی علامت نہیں پائی جاتی کہ اس قسم کی ترقی رک جائے گی۔ گزشتہ چند نسلوں کی تاریخ اور آیندہ چند نسلوں تک کے توقعات اس اصول کی تائید کرتے ہیں کہ پس انداز کردہ رقوم اور اصل کی مقداروں کے اضافے نے محنت کی پیدا آوری میں اضافہ کیا ہے اور آیندہ بھی کرے گا۔ لیکن اس کا باعث موجدوں اور اولوالعزم مخترعوں کی کثیر جماعت رہی ہے اور یکے بعد دیگرے عمل میں لائے جانے والے ایسے مراحل رہے ہیں جن میں سے ہر ایک ابتداءً کم و بیش مشتبہ ہوتا ہے، اور یہی آیندہ بھی باعث رہیں گے۔ اس قسم کی ترقی کتنی عظیم ہوگی اور کتنی مدت تک اس کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کا پیشتر سے کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ پس انداز کردہ رقوم کے غیر محدود طریقے پر استعمال ہونے کا امکان اور اصل کی پیدا آوری میں غیر محدود اور افزوں اضافے کا امکان کوئی ایسا میلان نہیں ہے جو صنعت میں مضمر ہو، بلکہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کا موجودہ زمانے میں مقابلۃً بہت ہی قلیل تجربہ ہوا ہے۔

17 اس مسئلے کو دوسرے طریقے سے اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے یعنی بیچدار یا بالواسطہ عمل پیدائش کے متعلق یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو موجودہ ذرایع (پس انداز کردہ رقوم) کی رسد کے لحاظ سے منظم کرے گا، یا موجودہ ذرایع کی رسد کے متعلق یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو

باب ۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود، طلب کے حالات و شرائط

پیچدار یا بالواسطہ عمل پیدائش کے لحاظ سے اپنے آپ کو منظم کرلیتی ہے۔ پہلا خیال وہ لوگ ظاہر کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جتنا جتنا اصل بڑھتا جاتا ہے اتنا اتنا تقریباً خود بخود تبدیل ہیئت کرتا جاتا ہے، اور جس قدر یہ اصل زیادہ پیچیدہ شکلوں میں تبدیل ہوتا جاتا ہے اتنا ہی تقلیل حاصل کا رجحان ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ دوسرا خیال مجھے بظاہر ایسا خیال معلوم ہوتا ہے جو تاریخی واقعے کے زیادہ مطابق ہے۔ ایجاد کی ترقی اصل کو زیادہ دقیق اور پیچیدہ بنانے کی سمت ظاہر ہوئی ہے، اور اسی وجہ سے پس انداز کردہ رقوم کو کثیر سے کثیر مقدار میں پیدا آور طریقوں سے استعمال کرنے کا امکان پیدا ہوا ہے۔ پس انداز کردہ رقوم کی رسد، جیسا کہ آیندہ باب میں بیان ہوگا، بہت تغیر پذیر ہے۔ اس نے شکل اصل کے تمام ممکنہ مواقع سے فائدے حاصل کیے ہیں اور آیندہ بھی کرے گی؛ اس کی بدولت کارخانے، ریلیں، کلیں، دخانی جہاز، برقی آلات وغیرہ اسی سرعت کے ساتھ وجود میں آئے جس سرعت کے ساتھ موجدوں نے اصل کی ان شکلوں کو موثر طریقے سے استعمال کرنے کا طریقہ بتلایا۔ یہ صحیح ہے کہ اس معاملے میں، دوسرے متعدد معاملات کے مثل جن پر علمائے معاشیات نے بحث کی ہے، باہمی تعامل ہوتا رہا ہے پھر بھی یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ پس انداز کردہ رقوم کی کثیر مقدار صنعتوں کی ترقی کا جس قدر موجب ہوئی ہے اس کے مقابلے میں صنعتوں کی ترقی نے پس انداز کردہ رقوم کی مصروفیت کا زیادہ موقع بہم پہنچایا۔

لیکن اس بارے میں رائے کے اختلافات مذکورۂ بالا اس عام نتیجے کو متاثر نہیں کرتے کہ کسی مقررہ وقت میں اصل پر جو سود وصول ہوتا ہے اس کی شرح کا مدار اس پیدا آوری کے فائدے پر ہوتا ہے جو اصل کے سب سے کم پیدا آور جزو کا نتیجہ ہے۔ جہاں تک اس قضیے کا تعلق ہے وہاں تک موجودہ زمانے کے علمائے معاشیات میں بظاہر کامل اتفاق پایا جاتا ہے۔ خواہ یہ خیال کیا جائے کہ محنت کی پیدا آوری سے الگ اصل میں بھی فی الحقیقت پیدا آوری پائی جاتی ہے یا اس کے برعکس خیال کیا جائے، اور خواہ یہ خیال کیا جائے کہ اصل کی پیدا آوری کے اختلافات تقلیل حاصل کے ذریعے سے ظاہر ہوتے ہیں یا

باب ۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب کے حالات و شرایط

خواہ اس کے برعکس خیال کیا جائے، بہر صورت یہ امر بظاہر متفق علیہ ہے کہ پیدائش میں استعمال کردہ اصل کے سود کی شرح کو جو عامل متعین کرتا ہے (جس حد تک وہ طلب پر مبنی ہے) وہ کارکردگی یا پیداوار کی زیادتی ہے جو اصل کی آخری یا مختتم قسط سے حاصل ہوتی ہے۔

18 گزشتہ فصل میں یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ اصل کی مقدار اور اس کی پیدآوری کے مابین کوئی لازمی تعلق نہیں ہے۔ ایجادوں کی رفتار کا اور صنعتوں کی اصلاح و ترقی کی بے قاعدہ رفتار کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اس بے قاعدگی کے عنصر کا تعلق انسانی عامل سے ہے، جس کو اصل کے سود کی روایتی بحث میں حد سے زیادہ نظرانداز کردیا گیا ہے۔

موجودہ وافرمالی ذرایع کو پیچیدہ اور محنت طلب ساز وسامان تیار کرنے کی غرض سے استعمال کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی نہ کوئی شخص اس کے بارے میں عاکہ مرتب کرنے والا اوران کا انتظام کرنے والا بھی لازمی طور سے ہوگا۔کسی دوسرے مقام پر[ل] یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے متعلق اکثر جو توقعات قائم کیے جاتے ہیں ان کی نوعیت کس طرح بے بنیاد اورخیالی ہے۔ مثلاً یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ یہ تصور کہ کارخانوں اوراس کے ساز وسامان کو پہلے کے مقابلے میں دوچند کردینے سے خودبخود پیدآوری بڑھ جائے گی مبنی برحقیقت نہیں ہے۔ توپوں کو چلانے کے لیے آدمی بھی ہونے چاہئیں۔ محض آلات کے بنادینے سے یا محض ان میں اضافہ کردینے سے ماحصل میں اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ ان آلات کو بنانے اوران میں زیادتی کرنے کے بہترین طریقوں کو منتخب کرنے سے ماحصل بڑھ سکتا ہے۔ لیکن صنعت کی جدید تنظیم میں، اصل کے ذریعے سے پیدائش کرنے کے پیچیدہ عمل کی نگرانی کرنے والے اشخاص اوران عملوں میں توسیع کرنے کی غرض سے ضروری موجودہ ذرایع کو فراہم کرنے والے اشخاص دونوں ایک ہی نہیں ہوتے۔ اس میں شک نہیں کہ آجر یا عملی منتظم بھی اصل

ل۔ دیکھو باب ۵ فصل (۳)۔

باب ۳

پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود طلب کے حالات و شرائط

پس انداز کرتے اور اس کے مالک ہوتے ہیں؛ لیکن انھیں کے ساتھ ساتھ اور پھر بھی ان سے زیادہ تر الگ رقم پس انداز کرنے والوں کی ایک بڑی غیر عملی یا مجہول جماعت ہوتی ہے۔ یہ دونوں گروہ، یعنی کاروباری اشخاص اور شغل اصل کرنے والے، یہ محسوس کرتے ہیں کہ ساز و سامان سے زیادہ کام لینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ماحصل منفعت بخش وصول ہوتا ہے لیکن اضافۂ پیداوار کا باعث محض عمل پیدائش کی مدت کا طول یا قابل تحصیل موجودہ ذرائع کی فراہمی نہیں ہے۔ گو یہ ممکن ہے کہ اس اضافے کا مدار ان عاملین پر ہو، لیکن صرف اس وقت وہ حاصل ہوتا ہے جبکہ تنظیم مناسب طریقے پر کی جائے۔

اسی وجہ سے تقسیم منافعہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اعلیٰ درجے کے منتظموں کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی اور موجودہ ذرائع کی رسد جس قدر کم ہوگی، اتنا ہی اس کا زیادہ امکان ہوگا کہ رقم پس انداز کرنے والوں کو معقول ماحصل ملے اور شرح سود میں زیادتی کا میلان ہو؛ اور اگر رقم پس انداز کرنے والے بہ کثرت ہوں اور اعلیٰ درجے کے منتظموں کی تعداد قلیل ہو تو اس کے برعکس نتائج رونما ہوں گے۔ اگر اعلیٰ قابلیت رکھنے والے منتظموں کی رسد اچھی خاصی موجود ہو، لیکن ان میں سے صرف چند ہی ایسے ہوں جو بڑے پیمانے پر جوکھم سے بھرے ہوئے اصلدارانہ کاروبار کو سنبھالنے کی قابلیت اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں ممتازانہ طریقے پر رکھتے ہوں، تو یہ چند افراد کثیر المقدار نفع حاصل کریں گے جو رقم پس انداز کرنے والوں یا کاروباری اشخاص کی جماعت کو وصول نہ ہوسکے گی۔

ان سب امور کا تعلق کاروباری منافعے کے نظریے سے ہے جس پر عنقریب بحث کی جائے گی۔ یہ ان متعدد علامات میں سے ایک علامت ہے کہ نظریۂ تقسیم دولت کے متعدد شعبے ایک دوسرے سے کس درجہ تعلق رکھتے ہیں۔ اس نوبت پر جس چیز پر سب سے زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ انسانی عامل یعنی قابلانہ قیادت، اصل کے ذریعے سے پیدائش کے عمل کو کامیابی کے ساتھ انجام دینے کے لیے ناگزیر ہے۔ معاشیات میں کوئی شے خود بخود رونما نہیں ہوتی۔ ہر جگہ ہمیں انسانوں سے سابقہ پڑتا ہے اور ان کی مجبوریوں، ان کے 19

باب ۳۸
پیدائش میں استعمال شدہ اصل کا سود۔ طلب کے حالات و شرایط

عادات و خصائل، روایات و محرکات، آپس کے غیر معمولی اختلافات و فروق اور تحدیدات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اور ایسے اعمال سے بحث کرنی پڑتی ہے جن کا عام نتیجہ ممکن ہے کہ قابل پیش گوئی ہو، لیکن جو انفرادی صورتوں میں عظیم ترین تخالف و تضاد رکھتے ہیں، اور جن کے متعلق پیش گوئی سے کام لینا بالکل ناممکن ہے۔

باب ۳۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب 20

(۱) موجودہ ذرایع کی فراہمی کے لیے ترغیب کی ضرورت ہے۔ (۲) پس انداز کرنے کے میلان کے مدارج، ایسی صورتیں جن میں قلیل ترغیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۳) کن صورتوں میں ماحصل کی توقع کی جاتی ہے، اس کا امکان کہ ادنیٰ شرح ماحصل بعض اوقات کثیر رقوم کے پس انداز کرنے کی ترغیب دے گی؛ بالعموم ادنیٰ شرح رقوم پس انداز کرنے میں مانع ہوتی ہے، انتہائی پس انداز کرنے والوں کا تصور۔ (۴) توازن طلب و رسد کی شکلیں۔ پس انداز کرنے والوں کا ماحصل زائد۔ (۵) موجودہ زمانے میں شرح سود کی ثبات پذیری اور اس کی اہمیت۔ (۶) فراہمیٔ اصل اور ترقی و اصلاح پیدایش کے مابین مسابقت۔

۱۔ اس باب میں ہم اصل کی رسد کے حالات اور توازن رسد و طلب کے بیان کی جانب توجہ کریں گے۔ سود کی شرح، کسی شے کی قدر کے مثل، کسی وقت مقررہ میں زیادہ تر طلب کی بنا پر قرار پاتی ہے۔ لیکن طویل مدت میں رسد کے تغیرات کا بھی لازمی طور سے اثر پڑتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ لیندادوں یعنی اُن اشخاص کی کیا حیثیت ہے جو موجودہ ذرایع زائد مقدار میں رکھتے ہیں؟

اگر زائد رقم کا پس انداز اور فراہم کرنا کسی طرح دقّت طلب نہ ہو تو، موجودہ ذرایع یا پس انداز کردہ رقوم کی رسد، سود کی شکل میں صلہ ملنے کی

باب ۳

سود (بسلسلۂ باہمی توازن رسد وطلب)

ترغیب کے تحت، بہت سرعت کے ساتھ اور غیر محدود طریقے پر بڑھے گی۔ جس وقت تک قرضگیر بڑھوتری ادا کرنے یا جتنی رقم انھیں لینداروں سے ملے اس سے زائد ادا کرنے کے لیے تیار رہوں، اُس وقت تک لیندار زیادہ سے زیادہ رقم جمع کرتے جائیں گے، اور ان کی یہ زائد پس انداز کردہ رقوم پیدا کرنے والوں کے ہاتھوں میں پہنچکر مزدوروں کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں پیشگیاں ملنے کا موقع بہم پہنچائیں گی۔ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ صنعتوں کی حالت یکساں ہے، اور زیادہ کارگر اور دقیق تر آلات کے ذریعے سے محنت کی پیدآوری بڑھانے کے نئے طریقے موجود نہیں ہیں، تو ایسی حالت پیدا ہوگی جس میں کہ مزدوروں کو زائد پیشگیاں دینے کا نتیجہ پیداوار کا اضافہ نہ ہوگا۔ اس صورت میں اصل کی پیدآوری صفر ہوگی، اور اصل پر کوئی سود وصول نہ ہوگا۔ اگر حقیقت میں یہ حالت پیدا نہ ہو تو، اس کی وجہ لازمی طور سے یہ ہوگی کہ، تاوقتیکہ کچھ ترغیب نہ دی جائے،
21 رقم کی پس اندازی اور فراہمی کا سلسلہ غیر معین طور سے جاری نہ رہا ہو۔

۲۔ کیا رقم پس انداز کرنے کا مدار لازمی طور سے بڑھوتری یا سود کی قسم کے کسی صلے پر ہوتا ہے؟ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سوال اس متعلقہ سوال سے بالکل مختلف ہے جو ابھی بیان کیا گیا۔ یعنی یہ کہ آیا اصل کی ساخت پرداخت کا مدار رقم پس انداز کرنے پر ہے؟ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے اور اکثر دفعہ صاف اور صریح طور سے یہ فرض کیا جاتا ہے کہ اصل کی ساخت پرداخت خود بخود عمل میں آتی ہے، اور اس عمل میں اصل کے مالکوں کے رجحانات یا ارادوں کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ خیال ایسے اشخاص کی جانب سے ظاہر کیا گیا ہے جو کسی اشتراکی اثر سے بالکل آزاد ہیں[ل]۔ خود اشتراکئین بالعموم یہ فرض کرتے ہیں کہ یہ ایسا معاملہ ہے جو خود بخود عمل میں آتا ہے، اگرچہ وہ اکثر اصل کی فراہمی کے مسئلے کو نظر انداز کردیتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ موجودہ زمانے کے

لہ۔ دیکھو مثلاً جے۔ بی کلارک کی کتاب موسوم بہ "تقسیم دولت" باب ۹۔ (Distribution of wealth)

باب ۶

سود (بسلسلۂ ما سبق) توازن رسد وطلب

اعلیٰ درجے کے ترقی یافتہ معاشرے میں ممکن ہے کہ بظاہر ایسا ہوتا ہو۔ جس قدر کہ آلات اور کلیں فرسودہ ہوتی جاتی ہیں ان کی جگہ باقاعدہ طور سے دوسرے آلات اور کلیں لیتی جاتی ہیں؛ اور نئی نئی کلیں اور آلات تیار کر لیے جاتے ہیں۔ لیکن ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان سب کی بنیاد رقم کی پس اندازی اور مشغولیت کے عمل پر ہے؛ اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ نہ صرف نئے اصل کی تخلیق، رقم پس انداز کرنے پر مبنی ہوتی ہے، بلکہ موجودہ اصل کی پرداخت کا مدار بھی پس انداز کرنے پر ہی ہوتا ہے۔[1] جوں جوں پید آور آلات فرسودہ اور ناکارہ ہوتے جاتے ہیں اور ان کا کام جاری رکھنے کے لیے دوسرے آلات سے ان کی بجائی کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی جاتی ہے، ویسے ویسے مالکوں کے سامنے یہ سوال متواتر پیش ہوتا رہتا ہے کہ وہ اپنی پس انداز کردہ رقوم کو استعمال کرنے کا کونسا طریقہ منتخب کریں یعنی آیا وہ شغل اصل کا سلسلہ جاری رکھیں اور اصل کی پرداخت کریں، یا شغل اصل کو روک دیں اور قابل صرف اشیا کے بنانے میں محنت کو متوجہ کریں۔ کسی مدت مقررہ کے لیے ممکن ہے کہ انھوں نے مستقل طور سے اپنے آپ کو شغل اصل کے لیے پابند بنا لیا ہو اور اس لحاظ سے وہ اس شکل کو تبدیل نہیں کر سکتے جو ان کی جائداد نے اختیار کر لی ہے۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے اور دولت کی متعدد قسموں کو استعمال کرنے اور ان کی جگہ نئی قسموں سے کام لینے کا سلسلہ جاری رہتا ہے انھیں پھر اس انتخاب واختیار سے کام لینا پڑتا ہے جس سے ابتدائی مراحل میں کام لینا پڑا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ رقم کو پس انداز اور مشغول کریں یا ممکن ہے کہ وہ رقم خرچ کر دیں اور اس سے تمتع حاصل کریں۔ کسی قوم کا اصل ایک مرتبہ تشکیل پانے کے بعد جتنی مدت تک قائم رہتا ہے خواہ وہ کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو اور وہ عمل جس کے ذریعے سے اصلداروں کا رجحان عملی شکل اختیار کرتا ہے کتنا ہی تدریجی اور دھیما کیوں نہ ہو، پھر بھی یہ صحیح ہے کہ 22
مالکوں کا ارادہ اور نیت انجام کار اصل کے وجود اور عدم کا تعین کرتی ہے۔

[1] دیکھو باب ۵ فصل (۲)۔

باب ۳۹

سود (بسلسلۂ ما سبق) توازن رسد و طلب

لیکن اس موقع پر یہ تکرار نامناسب نہ ہوگی کہ ایک دوسرا سوال بھی ہے، اور وہ یہ کہ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ اصل کی تخلیق اور ساخت پرداخت، رقم پس انداز کرنے پر مبنی ہوتی ہے تو، کیا یہ ضروری ہے کہ لوگوں کو پس انداز کرنے کی ترغیب دینے کے لیے زائد زر یا سود ادا کیا جائے؟ یہ صحیح ہے کہ یہ بات عام طور سے صادق نہیں آتی۔ رقوم کی کثیر مقدار ایسی بھی ہوتی ہے جو سود کے بغیر یعنی قرضگیر کی جانب سے لیندار کو کچھ بڑھوتری ادا ہوئے بغیر بھی پس انداز ہوتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایک ایسی صورت حالات بھی تصور کی جا سکتی ہے جس کے تحت یہ عام تعلق معکوس ہو، اس صورت میں بڑھوتری قرضگیر ادا نہیں کرتا بلکہ لیندار ادا کرتا ہے۔ دوسری طرف ایسی پس اندازیاں بھی ہوتی ہیں، جو بجز اس صلے کے جو بالعموم قرضگیر کی جانب سے بطور سود ادا کیا جاتا ہے، قطعاً معرض وجود میں نہیں آتیں۔ جن حالات و شرائط کے تحت فراہمیٔ اصل اور قرض کا لین دین وقوع میں آتا ہے ان کے مدارج کسی قدر تفصیلی بحث چاہتے ہیں۔

ایک انتہائی صورت، جو ابھی بیان کی گئی، عملی اہمیت اس قدر نہیں رکھتی جس قدر کہ نظری حیثیت رکھتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ:- لیندار مستقبل کے لیے روپیہ فراہم کرنے کا اس قدر خواہشمند ہو کہ وہ اپنے املاک کے تحفظ کی قیمت کے طور پر اس رقم سے نسبتہً کم مقدار کسی مابعد تاریخ میں واپسی میں قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جو اس نے موجودہ زمانے میں اپنے پاس سے الگ کی ہو۔ یہ صورت بظاہر اس حالت میں پیدا ہو سکتی ہے جہاں موجودہ زمانے میں ذرائع بہ کثرت موجود ہوں اور جہاں مستقبل میں کمتر ذرائع کی توقع کی جا رہی ہو اس طرح ممکن ہے کہ ایک آدمی، اپنے شباب کے زمانے میں، جبکہ اس میں کمانے کی قوت تو بہت زیادہ ہوتی ہے مگر اصل اس کے پاس اتنی کثیر مقدار میں نہیں ہوتا جس سے اس کو معقول آمدنی وصول ہو، یہ جانکر کہ بڑھاپے کا زمانہ آنا لازمی ہے، ایک بڑی رقم اپنی موجودہ آمدنی سے اس غرض سے الگ کر دے کہ بعد میں چلکر اس کو اس سے مقابلتہً کم رقم ملنے کا یقین ہو جائے۔ چالیس سال کی عمر میں، اگر آدمی

باب ۷
بسلسلۂ ماسبق)
شارسود و طلب

کثیر ہو تو ۲۰۰ ڈالر مقابلۃً بہت آسانی کے ساتھ پس انداز کیے جا سکتے ہیں؛ اور ممکن ہے کہ اتنی رقم اس خیال سے بطیب خاطر و بلا تکلف پس انداز کر دی جائے کہ جب سن ۷۰ سال کا ہو تو ۱۵۰ ڈالر ملنے کا یقین ہو جائے۔ اس لحاظ سے اگر کوئی دوسرا انتخاب عمل میں نہ آیا تو ۴۰ سال کے سن میں ۲۰۰ ڈالر اس خیال سے پس انداز کرنا کہ تیس سال بعد جبکہ سن ۷۰ سال ہوگا، اس کے مبادلے میں ۱۵۰ ڈالر وصول ہوں گے، غیر متعلق سوال نہ ہوگا۔ اس طرح ممکن ہے کہ سود منفی یا سلبی وصول ہو۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایک اور سیدھے سادے انتخاب کا موقع ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ ۲۰۰ ڈالر باندھ کر الگ رکھ دیے جائیں، اور اس 23
وقت تک انھیں ہاتھ نہ لگایا جائے جب تک کہ آیندہ کسی وقت میں ان کی زیادہ ضرورت پیش آئے۔ یعنی قرض پر دیے یا مشغول کیے بغیر زر کا اندوختہ کیا جا سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صرف اس صورت میں ممکن العمل ہے جبکہ وہ شے کسی ایسی قسم کی ہو جو زوال پذیر نہ ہو، دیرپا ہو، جس کی آسانی کے ساتھ حفاظت کی جا سکتی ہو، اور جو اپنی قدر کو قائم رکھ سکتی ہو۔ اگر انسان دقیانوسی اور غیر ترقی یافتہ حالات میں زندگی بسر کرتے اور سب آمدنیاں بہ شکل جنس وصول و منتظم ہوتیں، یعنی اگر روزمرہ کے کھانے کی روٹی اور گوشت مستقبل کی سربراہی کے لیے الگ رکھ دیے جاتے تو ایک ایسا مبادلہ عمل میں آتا جس کے ذریعے سے مستقبل میں کم مقدار وصول ہونے کے یقین پر موجودہ زمانے میں زیادہ مقدار اس رقم کی زوال پذیر اشیا کی مبادلۃً دی جاتی۔ لیکن مستقبل اور حاضر کے مابین زر ایک آسان بدل یا سبیل البدل بہم پہنچاتا ہے۔ اگر امن و امان اور منظم حکومت موجود ہو، نیز اگر زر کی قدر ثبات پذیر ہو تو نقد بہت بہ منزلۂ زر مستقبل ہوگا۔ فلزی سکے یا اس کے معادل کاغذی زر کو بہت آسانی کے ساتھ بطور اندوختہ رکھا جا سکتا ہے؛ اندوختہ کرنے کے لیے نہایت عمدہ تجوریاں یا محفوظ صندوق مل سکتے ہیں اور ان تجوریوں کے اندر جتنے اندوختے کی سمائی ہو سکتی ہے اس کے مقابلے میں ان کی قیمت بہت ہی معمولی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم منفی سود کے امکان کو ناقابل التفات تصور کر کے نظرانداز

باب ۳

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

کر سکتے ہیں۔ موجودہ زمانے کے زر کے عوض مستقبل میں کم از کم معادل یا مساوی المقدار زر پر تو ضرور دسترس حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اسی قسم کے استدلال نے بیوہم باورک کی رہبری اسی عام قضیے کے بیان کرنے کی جانب کی، جو کسی قدر اصطلاحی زبان میں ہے، کہ بہ لحاظ قدر موجودہ اشیا مستقبل کی ہم جنس اشیا کے ہمیشہ کم از کم مساوی ہوتی ہیں اور اس وجہ سے مساوی ہوتی ہیں کہ موجودہ اور مستقبل استعمال کے مابین انتخاب ہوتا ہے۔[1]

اس طرح گو ایسی صورتوں کو جن میں سود منفی ہو سکتا ہے نظر انداز کیا جا سکتا ہے لیکن ایسی صورتیں متعدد ہیں جن کا سود صفر ہو سکتا ہے۔ ایسی رقمیں کثیر مقدار میں پس انداز کی جاتی ہیں جن کے لیے بڑھوتری یا سود کی شکل میں کسی محرک یا ترغیب کی قطعاً ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسی صورتوں میں موجودہ ذرایع کا مبادلہ مستقبل کے ذرایع سے مساوات کے ساتھ عمل میں آسکتا ہے۔ چنانچہ اکثر ممالک کے سیونگ بنکوں میں جو امانتیں رکھی جاتی ہیں ان کے بیشتر حصے کی نوعیت غالباً اسی قسم کی ہے۔ کثیر التعداد اشخاص آڑے وقت کے خیال سے کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کرنے کے خوگر بن گئے ہیں۔ انھیں جہاں کہیں اپنی رقم بہ حفاظت و بہ سہولت امانت رکھنے کی جگہ مل جائے وہاں وہ اپنے موجودہ ذرایع میں سے تھوڑی بہت رقم پس انداز کر کے اس کو مستقبل کی ناگہانی ضرورتوں کے لیے رکھ چھوڑتے ہیں۔ اگر اس قسم کی پس انداز کردہ رقوم پر سود ادا کیا جائے تو وہ کافی خوش آیند ہوتا ہے؛ لیکن خواہ سود ملے یا نہ ملے وہ ہر صورت میں رقم پس انداز کریں گے۔ 24

[1] ۔ پھر بھی یہ تصور کرنا ممکن ہے کہ اندوختہ کرنے کی نہایت مکمل سہولتوں کے باوجود بعض ڈرپوک اشخاص مستقبل کی کامل طور سے ناقابل معارضہ ضمانت کے لیے (جو محض مفروضی شے ہے) منفی سود ادا کریں گے؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ بعض ڈرپوک شغل اصل کرنے والے اشخاص بنج کے طور پر جاری کردہ محفوظ ترین تمسکات خریدنے کے بجائے ادنیٰ شرح سود کے سرکاری تمسکات خریدنے پر اصرار کریں گے۔

باب ۳۹
سود (بسلسلۂ ماسبق) ازن رسد و طلب.

نہ صرف سیونگ بنکوں کی امانتیں بلکہ جان کے بیمہ کی کمپنیوں میں جمع کردہ رقوم بھی جو سالانہ اقساط کی شکل میں ادا کی جاتی ہیں ایک حد تک اسی قسم کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بیمہ کمپنیوں کو جان کے بیمے کے لیے سالانہ جو اقساط ادا کی جاتی ہیں، گو ان پر برابر سود وصول ہوتا ہے، لیکن اگر یہ سود نہ بھی وصول ہو تب بھی لوگ اپنے متعلقین و لواحقین کے لیے مستقبل میں زر فراہم کرنے کی غرض سے بیمہ کردیں گے۔ اب اس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے کہ سیونگ بنکوں اور بیمہ کمپنیوں میں جو رقمیں جمع کی جاتی ہیں ان کے مقابلے میں اس غرض واحد سے جمع کردہ رقوم کا تناسب کتنا بڑا ہے؛ لیکن لازمی طور سے یہ تناسب بہت بڑا ہوگا۔

۴۔ اس کے برخلاف ایسی رقوم بھی ہیں جو بجز معاوضے یا صلے کی ترغیب کے پس انداز ہی نہیں کی جائیں گی۔ چنانچہ موجودہ قوموں میں جتنی رقوم پس انداز کی جاتی ہیں ان کے بڑے بلکہ غالباً بیشتر حصے کے لیے کچھ نہ کچھ سود کا وصول ہونا ناگزیر ہے۔ پھر بھی اس قسم کی ترغیب یا محرک کو پوری قوت کے ساتھ کل حلقہ پر منطبق کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یوں تو رقم عام طور سے اس خیال سے پس انداز کی جاتی ہے کہ اس پر حاصلِ زائد وصول ہوگا، لیکن اگر سود کی مقدار گھٹا بھی دی جائے تو بھی رقم کی پس اندازی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر بعض پس انداز کردہ رقوم ایسی ہوتی ہیں جو بطور امانت مسلسل جمع ہونے کے لیے پورے مروجہ شرح کی ادائی چاہتی ہیں۔ مطلوبہ محرک کے متعدد مدارج یعنی سود کی مختلف شرحوں کے متعدد مدارج کے مابین جو اختلافات ہوتے ہیں وہ اس وسیع اختلاف کے مقابلے میں کچھ کم قابل ذکر نہیں ہیں جو قلیل سود اور صفر سود کے مابین پایا جاتا ہے۔

فرض کرو کہ شرح سود، جو متعدد نسلوں سے ۴ یا ۵ فی صد کے قریب تھی بہت تیزی سے گھٹ کر ۲ فی صد یا ۱ فی صد ہو جائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں اکثر اشخاص امانتیں جمع کرنا ترک کردیں گے۔ لیکن دوسرے ایسے متعدد اشخاص بھی ہوں گے جو بلا تامل رقم پس انداز کرتے چلے جائیں گے؛ اور یہ زیادہ تر وہی اشخاص ہوں گے جن کے پاس وافر اور کافی زر موجود ہے اور جو کسی صورت میں بھی پس انداز کر سکتے ہیں۔

باب ۳۱
سود (بسلسلۂ ماسبق)
توازن رسد و طلب

غالباً اس قسم کی سب سے مخصوص، اور مقداری حیثیت سے، سب سے اہم صورت کامیاب کاروباری شخص کی حالت ہے۔ وہ الفاظ کے جدید مفہوم کے لحاظ سے "زر کماتا ہے" یا "زر سازی" کرتا ہے، جس کے معنی یہ نہیں کہ اس کے معمولی مصارف زندگی کے مقابلے میں اس کی مکتسبہ آمدنی بہت زیادہ ہوتی ہے، اور یہ کہ موجودہ تمتعات و تعیشات سے محروم رہے بغیر وہ مستقبل کے لیے کچھ نہ کچھ پس انداز کرلیتا ہے۔ ایسے آدمیوں کا مقصد بالعموم دھن دولت جوڑنا ہوتا ہے۔ ایک ایسے ملک میں جیسے کہ انگلستان ہے، "خاندان" کا قیام و دوام عام مقصد ہوتا ہے: یعنی اہل و عیال کے لیے اتنی کافی مقدار میں زر کی منتقلی مقصود ہوتی ہے کہ
25 اس کے برتنے پر وہ آرام طلب متمول طبقے کی صف میں جگہ حاصل کرنے کے قابل ہوں، اشراف، اعیان اور امرا کے ساتھ میل جول پیدا کرسکیں، شادی بیاہ کا رشتہ جوڑ سکیں، اور انجام کار، اگر ان کے پاس خاصہ زر بچ رہے اور عزت و وقار قائم رہے تو، انھیں نائٹ ہڈ یا لارڈ کا خطاب مل سکے۔ موجودہ زمانے کی سب قوموں میں "سوسائٹی" یا معاشرے کی پرستش، جو جاہ و امتیاز حاصل کرنے کی عام اور گہری خواہش کا سب سے زیادہ عام اور نمایاں رخ ہے، زر فراہم و پس انداز کرنے کا سب سے قوی محرک ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عملی کاروباری اشخاص میں دوسرے محرکات بھی، مثلاً حکومت و اقتدار کی خواہش، جدوجہد کا جذبہ، یا محض تقلید اور رشک اپنا عمل کرتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ زر کمانے کی تحریک نہایت ہی پیچیدہ محرکات کی بنا پر ہوتی ہے اور ان محرکات میں سود کی کوئی مخصوص شرح زر فراہم و پس انداز کرنے پر کوئی غالب یا زبردست اثر نہیں ڈالتی۔

بعض مصنفوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ شرح سود کی تخفیف، اکثر صورتوں میں بجائے پس اندازی میں مزاحم ہونے کے اس کو بڑھا دیتی ہے۔ خوش حال طبقے کے اکثر اشخاص اس بات کے متمنی رہتے ہیں کہ کاروبار سے علیحدہ ہونے پر یا تو اپنے لیے یا اپنے بچوں اور بیواؤں کے لیے مستقبل میں مقررہ آمدنی کا بندوبست کریں۔ مثلاً اگر ۵۰۰ ڈالر سالانہ کی معقول آمدنی کی بہم رسانی کا انتظام

باب ۳
سود اور سلسلۂ ناہموار توازن رسد و طلب

کرنا مقصود ہو تو یہ ضروری ہے کہ ...۰۰ ۱۰۰ ڈالر اگر شرح سود ۵ فی صد ہو تو الگ رکھ دیا جائے۔ لیکن اگر شرح سود ۲½ فی صد ہو تو سالانہ اتنی ہی آمدنی کی سربراہی کرنے کی غرض سے ...۰۰ ۲۰۰ ڈالر کا پس انداز کرنا ضروری ہوگا۔ اس لحاظ سے حساب کیا جائے تو شرح سود جتنی کم ہوگی اتنا ہی زیادہ اصل پس انداز اور مصروف رکھنا پڑے گا۔

پھر بھی اس استدلال کی دور تک کھینچ تان نہیں کی جا سکتی۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی صورتیں ہیں جن میں شرح کی تخفیف یہ خواہش پیدا کرتی ہے کہ اصل کی زیادہ سے زیادہ مقدار فراہم کی جائے، لیکن خواہش یا ارادۂ عمل سے بالکل مختلف شے ہے۔ فراہم کردہ رقم کی مقدار کو دوچند کر لینا کثیر التعداد اشخاص کے لیے بہت ہی مشکل معاملہ ہوگا۔ ان لوگوں کے بارے میں جن کی آمدنیاں بہت کثیر المقدار ہیں مگر جو اس کے بعد بھی کثیر المقدار اصل جوڑنا چاہتے ہیں، مثلاً وہ قلیل التعداد کاروباری اور پیشہ ور اشخاص جن کی آمدنیاں بڑی بڑی ہیں، یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ سود کی تخفیف اندوختوں کو کم کرنے کے بجائے بڑھا دے گی۔ لیکن اکثر اشخاص کے لیے، جو آرام سے گزر بسر کرنے کے خیال سے زر جمع کرتے ہیں، اصل کو دوچند کر لینا تو درکنار، وہ اپنی پس انداز کردہ رقوم میں آسانی کے ساتھ معقول اضافہ بھی نہیں کر سکتے۔ آئے دن شدید ضرورتیں پیش آجاتی ہیں اور زر خرچ کرنے کے متعدد موقعے اچانک نکل آتے ہیں۔ شرح سود کی تخفیف میں 26
جس طرح زیادہ رقم پس انداز کرنے کی ترغیب دینے کا امکان ہے اسی طرح یہ بھی امکان ہے کہ یہ تخفیف اس چیز کے پیمانے کی از سر نو ترتیب دینے کی رہبری کرے کہ مستقبل میں معقول یا اطمینان بخش آمدنی کی مقدار کیا ہوگی۔ مذکورۂ بالا مفروضہ مثال میں جو شخص اپنے لیے یا اپنے خاندان کے لیے پانچ ہزار ڈالر کی آمدنی ایک لاکھ ڈالر کے اصل پر پیدا کرنے کا متمنی تھا وہ شرح سود ۲½ فی صد تک گھٹ جانے کی صورت میں یہ کہہ سکتا ہے کہ ڈھائی ہزار ڈالر سالانہ کی آمدنی بالکل کفایت کرے گی!

دوسری طرف اکثر افراد کی حد تک اور بڑی بڑی پس انداز کردہ رقموں کے

باب ۲
سود بسلسلۂ توازن رسد وطلب

بارے میں قیمت کا عام تعلق رسد سے ظاہر ہوتا ہے، اور وہ اس طرح کہ اعلیٰ قیمت رسد کے اضافے اور ادنیٰ قیمت رسد کی تخفیف کی جانب رہبری کرتی ہے اگر سود داوہ اصل کے حوالے سے بیان کیا جائے تو قضیہ یہ صورت اختیار کرے گا کہ شرح سود کی زیادتی پس انداز کردہ رقوم اور اصل کی مقدار کو بڑھادے گی اور شرح سود کی تخفیف پس انداز کردہ رقوم اور اصل کی مقدار کو گھٹادے گی۔ اس میں کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا کہ اگر شرح سود بڑھ کر ۲ فی صد ہوجائے تو ایسی کثیر المقدار رقوم پس انداز اور مشغول کی جائیں گی جو، اگر شرح کم ہوتی تو، فوراً اور براہ راست کسی احتیاج کو پورا کرنے کے لیے خرچ کردی جاتیں۔ بخلاف اس کے اگر شرح گھٹ کر ا فی صد یا ½ فی صد ہوجائے تو ایسی اکثر رقمیں فوراً خرچ کردی جائیں گی جو شرح کے اعلیٰ ہونے کی صورت میں پس انداز کی جاتیں۔ ان ممکنہ انتہائی حالتوں کے بین بین تقریباً ۴ یا ۵ فی صد کی معمولی یا مروجہ شرح ہوتی ہے؛ اور کثیر التعداد پس انداز کردہ رقوم میں سے بعض رقمیں ایسی ہوتی ہیں جن کے لیے مروجہ شرح، پس انداز کرنے کے لئے ایثار کی ترغیب دینے کے واسطے بالکل کافی ہوتی ہے۔

اس طرح ہم اختتامی حد کے تصور پر پہنچتے ہیں۔ پس انداز کردہ رقوم نہ صرف تحت اختتامی اور اختتامی ہوسکتی ہیں، بلکہ فوق اختتامی یا بالقوۃ بھی ہوسکتی ہیں۔ بعض لوگ تو بالارادہ اور تقریباً بالالتزام رقم پس انداز کرتے ہیں۔ یہ وہ ہوتے ہیں جن کے رقم پس انداز کرنے کے محرکات اس قدر قوی ہوتے ہیں کہ خواہ سود ملے یا نہ ملے وہ ہر حالت میں رقم جوڑتے جاتے ہیں۔ ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو اس قدر پابندی کے ساتھ تو نہیں جوڑتے، مگر پھر بھی رقم جمع کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ انھیں ترغیب دینے کے لیے کچھ نہ کچھ سود کی ضرورت بطور محرک ہوتی ہے، لیکن اگر مروجہ شرح سے کم سود بھی انھیں ملے تو وہ اپنا عمل برابر جاری رکھتے ہیں۔ پھر اختتامی پس انداز کرنے والے ہیں جن کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل والے اور اپنے مفاد کو ہمیشہ ذہن میں رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان کے لیے موجود الوقت شرح سود مستقبل کی خاطر حال میں ایثار کرنے کی ترغیب دینے کے لیے بالکل کافی ہوتی ہے۔ اور سب سے آخر میں فوق اختتامی پس انداز کرنے والے ہیں جو

باب ۳۹

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

بحالت موجودہ رقم جوڑنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے، لیکن اگر شرح سود بڑھ جائے تو انھیں پس انداز کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں یہ کہنے کے بجائے کہ پس انداز کرنے والے کم یا زیادہ
آمادہ ہیں یہ کہنا چاہیئے کہ پس انداز کردہ رقوم کی اقساط کی ترغیب کم یا زیادہ آسانی 27
کے ساتھ ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک ہی شخص اپنی پس انداز کردہ رقوم کے مختلف اجزا کے بارے میں مختلف میلانات رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی آڑے وقت کے لیے کچھ نہ کچھ پس انداز کرے، جاہ طلبی یا دوسرے محرکات کی بنا پر ممکن ہے کہ وہ اس سے کچھ زیادہ پس انداز کرے۔ یا بعض دوسرے محرکات کی بنا پر پس انداز کرے جن میں اگرچہ قلیل سود ملنے کی توقع اپنا اثر رکھتی ہے لیکن اعلیٰ یا ادنیٰ شرح فیصلہ کن ثابت نہیں ہوتی۔ آخر میں اس کو اس سے بھی کچھ زیادہ رقم پس انداز کرنے کی ترغیب صرف موجودالوقت شرحوں پر سود ملنے کے محرک کے تحت ہو سکتی ہے۔ مدارج کا فرق افراد کے لحاظ سے نہیں ہوتا بلکہ اقساط کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اختتامی حد پر پس انداز کردہ رقوم کا وجود ہوتا ہے خواہ غالباً کوئی ایسا فرد واحد نہ ہو جس کے سب پس انداز کردہ رقوم اختتامی حد پر ہوں۔

۴۔ گزشتہ باب میں طلب پر اور موجودہ باب میں رسد پر جو بحث کی گئی، اس کے نتیجے کو سادہ شکل میں نظریہ قدر کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے۔ رقوم کی متعدد اقساط مختلف شرحوں پر پس انداز کی جا سکتی ہیں، یعنی بعض قلیل شرح سود پر
اور بعض اعلیٰ شرح معاوضہ پر۔ اس طرح یہ صورت تغیر پذیر قیمت رسد کی ہے، 28
جو اصول تکثیر مصارف کے تحت آتی ہے۔ اس صورت حال کی تشریح عام فہم شکل کے ذریعہ سے کی جا سکتی ہے۔[1]

طلب کے حالات خط طط سے ظاہر ہوتے ہیں، جس کا نشیبی ڈھال یا نزولی میلان اصل کے مختلف اقساط کی تقلیل پذیر پیداآوری کی نمائندگی کرتا ہے، صعودی خط وش در رسد کے حالات کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

[1] اس کا مقابلہ کرو باب (۱۳) سے۔

باب ۳
سود (بسلسلۂ ماسبق)
توازن رسد و طلب

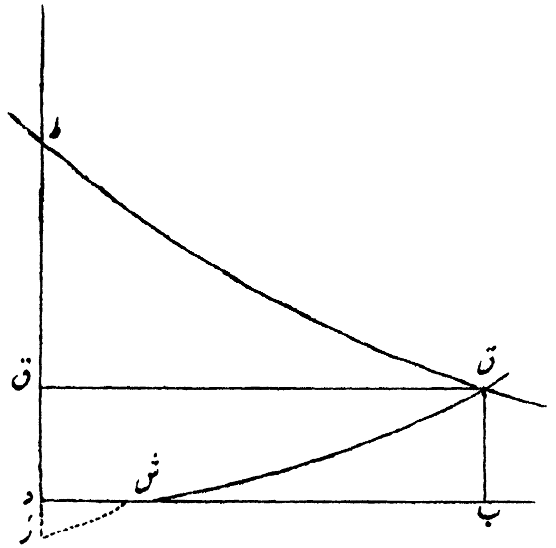

پس انداز کردہ رقوم کی متعدد اقساط کو، جن سے اصل فراہم و مترتب ہوتا ہے، ترغیب دینے کے لیے تکثیری شرح سے قیمتیں ادا کرنا ضروری ہے۔[1] یہ خط اپنے ابتدائی حصے میں بنیادی خط د ب سے اوپر نہیں جاتا بلکہ برابر رہتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اصل پر بہ شکل سود کچھ بھی ادا نہ کیا جائے تو بھی کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کی جائے گی۔ یہی نہیں بلکہ اگر ہم یہ خیال کریں کہ مستقبل کے لیے رقم کی فراہمی کا میلان اور ترغیب بعض پس انداز کرنے والوں میں اس قدر قوی ہے کہ زمانۂ حال کی رقم خطیر کے عوض مستقبل میں وہ اس سے کم رقم قبول کرلیں گے تو یہ خط اپنے ابتدائی حصے میں

[1] یہ اقساط جس اعدام افادہ یا ایثار پر مبنی ہوتے ہیں اس کی پیمائش ان قیمتوں سے نہیں ہوتی جو ان اقساط کو حاصل کرنے کے لیے ادا کی جاتی ہیں۔ ایسی رقوم جو آڑے وقت کے خیال سے بلا سود پس انداز کی جاتی ہیں ممکن ہے کہ بہت کثیر ایثار پر مبنی ہوں۔ حصۂ دوم کے مثل اس میں بھی رسد کی جدول اس قیمت کے حقیقی سوال سے متعلق ہے جسے مقررہ رسد حاصل کرنے کے لیے ادا کرنا ضروری ہے۔

باب ۲۹

سود (بسلسلۂ ما سبق)، توازن رسد و طلب

و ب سے نیچے ہو جائے گا اور وَ سے شروع ہوگا۔ اگر شرح محض ان ہی اشخاص کی مسابقت سے متعین ہو تو منفی سود وصول ہوگا۔ اب جوں جوں ہم ایسی اقساط پر پہنچتے ہیں جن کے پس انداز کرنے کے بارے میں میلان کمزور ہوتا جاتا ہے اور پس انداز کرنے کی ترغیب دینے کے لیے زیادہ سے زیادہ سود ادا کرنا ضروری ہے ویسے ویسے خط اوپر کی طرف بڑھتا ہے۔ آخر میں ہم اختتامی پس انداز کرنے والے کے پاس پہنچتے ہیں جو ب پر ہے۔ جس قیمت پر وہ پس انداز کرنے کے لیے آمادہ ہے وہ اس نفع کے بالمقابل و معادل ہوتی ہے جو اصل کے اختتامی اضافے کے استعمال سے حاصل ہوتا ہے۔ یہاں توازن قائم ہو جاتا ہے؛ شرح سود ایسے نقطے پر قرار پاتی ہے جہاں اصل کی اختتامی پیداآوری، پس انداز کردہ رقم کی اختتامی قسط کو کھینچ لانے کے لیے کافی ہوتی ہے۔

بظاہر وہ اشخاص جن کے متعلق ہم نے کہا تھا کہ بالالتزام اور بے روک
پس انداز کرتے ہیں، یعنی وہ جو کسی حالت میں بھی پس انداز کرنے کی جانب
مائل رہتے ہیں، ما حصل زائد کی صورت میں کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کرتے ہیں۔
ادا کردہ سود کی مجموعی مقدار مستطیل ق قَ ب وَ سے ظاہر ہوتی ہے۔
پس انداز کرنے والوں کو جو کثیر نفع یا لگان وصول ہوتا ہے وہ رقبۂ وش قَ ق یا اغلباً
وَش قَ ق سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی حد تک جو کسی صورت میں بھی پس انداز
کریں گے جتنا سود وصول ہوتا ہے سب کا سب نفع یا ما حصل زائد کی نوعیت رکھتا ہے۔ 29
جو لوگ مروجہ شرح سے کم شرح پر پس انداز کرنے آمادہ ہوں سود کی شکل میں انھیں
جو کچھ وصول ہوتا ہے اس کا ایک جزو نفع یا ما حصل زائد ہوتا ہے۔

لیکن موجودہ تہذیب یافتہ قوموں میں یہ ما حصل زائد کتنا بڑا ہوتا ہے؟ یا دوسرے الفاظ میں، وش قَ کے خط کا میلان کیا ہوتا ہے؟ شکل (۱) میں اس کو اس طرح ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ وَ سے بتدریج بلند ہوتا ہے اور قَ کے قریب ہوتا ہے تو کسی قدر تیزی کے ساتھ بلند ہو جاتا ہے؛ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اختتامی یا بازاری قیمت سے کم شرح پر بھی بہت کچھ رقم پس انداز کی جائے گی، اور یہ کہ پس انداز کرنے والوں کا ما حصل زائد یا نفع کثیر المقدار ہے۔ لیکن یہ بھی

باب ۳۹
سود (بسلسلہ ما سبق)
توازن رسد و طلب

کچھ کم ممکن نہیں ہے کہ خط وش ق، وش سے دفعتاً بلند ہونا شروع ہو اور اس کے بعد خط ق ق کے تقریباً متوازی وہ اوپر کی جانب جائے جیسا کہ شکل (۲) میں بتایا گیا ہے؛ فی الحقیقت یہ ممکن ہے کہ وہ بعد کے حصے میں خط ق ق سے بالکل ملا ہوا آگے بڑھے۔ دوسرے الفاظ میں، پس انداز کردہ رقم کے بیشتر حصے کو پوری یا تقریباً پوری مروجہ شرح سود کے محرک کی ضرورت ہو سکتی ہے اور اس کے بالمقابل پس انداز کرنے والوں کے نفع کی مقدار کم ہو سکتی ہے۔ لیکن ق کے آگے
رسد کے خط کے میلان کے متعلق بھی ایک مزید سوال پیدا ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ 30
طلب میں عام اضافہ رونما ہوتا ہے (جو طلب کے منحنی کے سیدھی جانب ہٹ جانے سے ظاہر ہوتا ہے)۔ کیا ایسی صورت میں شرح سود میں دائمی اضافہ

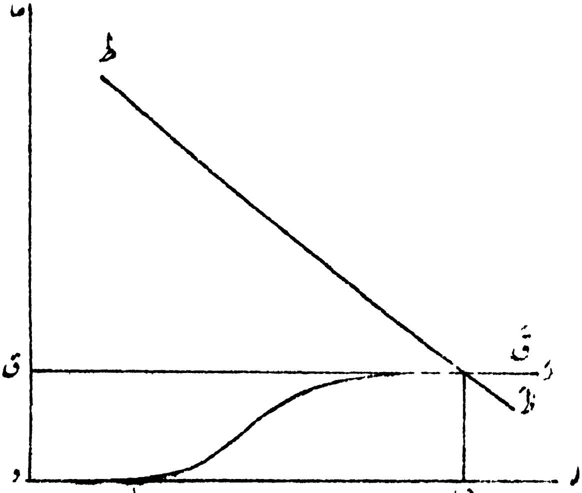

شکل (۲)

ہوگا؟ یا پس انداز کردہ رقوم اور اصل کی رسد بڑھے گی؟ اور شرح سود کو مقدار ب ق تک واپس لائے گی؟ دوسرے الفاظ میں، کیا خط ب ق میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ جانب راست غیر معین طور سے مسلسل ہٹتا جائے، اور اس طرح افقی خط ق ق اوپر کو ہٹے بغیر ق سے آگے بڑھ جائے؟ ان سوالات میں سے بعض کے متعلق

باب ۳

سود (بسلسلۂ ماسبق) توازن رسد و طلب

ہمارے جوابات کا بالکل غیر معین یا غیر قطعی ہونا ضروری ہے؟ اور ان سوالات کے لیے بھی جن کا جواب ہم کسی قدر یقین کے ساتھ دے سکتے ہیں ہمیں کسی صحیح معطیے پر انحصار کرنے کے بجائے عام مشاہدے پر اعتماد کرنا چاہیئے۔

جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے، یہ بالکل ظاہر ہے کہ پس انداز کرنے والوں کو کثیر المقدار نفع ملتا ہے؛ لیکن یہ کہنا ناممکن ہے کہ یہ مقدار کتنی بڑی ہے؟ اندازاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ خط و ش ق اسی قسم کا کچھ میلان رکھتا ہے جیساکہ شکل (۲) میں بتایا گیا ہے؛ یہ کہ اس کی بلندی کے ایک حصے تک و ب سے ملے ہوئے رہنے کے بعد وہ ق قَ کے قریب ایک نقطے تک بتدریج اوپر چڑھتا ہے، اور اپنے طول کے آخری حصے میں ق قَ سے تقریباً متوازی آگے بڑھتا ہے یا اس سے بالکل مل جاتا ہے۔ اس طرح یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اصل کی طلب کی تخفیف تا وقتیکہ بہت زیادہ نہو شرح سود کو پوری طرح متاثر نہیں کرسکتی۔ اس لیے کہ شرح کی تخفیف اکثر صورتوں میں ایسی رقموں کے پس انداز کرنے میں جو اختتام پر یا تقریباً اختتام پر ہوں مزاحمت پیدا کرے گی، اور اس طرح اصل کی رسد میں تخفیف پیدا کرے گی پھر بھی موجودہ قوموں میں اسی قسم کی آزمایش کے استعمال کیئے جانے کا امکان کم ہے۔ گزشتہ ایک یا دو صدیوں میں اصل کی طلب بے انتہا بڑھ گئی ہے، اور اس کی ابھی کوئی علامت نہیں پائی جاتی کہ مستقبل میں اس طلب کا روزافزوں اضافہ رُک جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں، پیدایش میں زیادہ سے زیادہ اصل کو استعمال کرنے سے جو فوائد حاصل ہوئے ہیں وہ بہت عظیم ہیں، اور آیندہ بھی بہت زیادہ فوائد حاصل ہونے کی توقع ہے۔ صنعتوں میں ایجاد و اصلاح کی ترقی نے خط طَ طَ کو (کم از کم اس کے نچلے حصے میں) استقلال کے ساتھ جانب راست ہٹا دیا ہے، مگر اس نے اس خط کو جانب چپ قطعاً نہیں ہٹایا۔ اسی کے ساتھ اصل کی رسد میں بھی اس کے بالمقابل سریع اور قطعی اضافہ ہوتا رہا ہے۔ طلب میں کثیر اضافہ ہونے کے باوجود شرح سود بحیثیت مجموعی خاص طور سے ہموار اور یکساں رہی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں تک و ش قَ کی توسیع کا بجانب راست تعلق ہے، اس میں توسیع ہوئی ہے، اور غالباً آیندہ بھی،

باب ۳۱
سود (بسلسلۂ ماسبق)
توازن رسد و طلب
31

اضافے کے کسی مستقل رجحان کے بغیر، یہ توسیع قائم رہے گی۔

۵۔ اٹھارھویں صدی کے صنعتی انقلاب کے بعد جو وسیع تغیرات ہوئے ان کے دوران میں شرح سود کی ثبات پذیری ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اس دور سے قبل بھی، سود ایسی شرحوں تک گھٹ گیا ہے جنھیں ہم معمولی خیال کرتے ہیں۔ سترھویں صدی میں سوٹزرلینڈ میں شرح اس قدر گھٹ گئی تھی کہ اس کو روکنے کے لیے قانون وضع کرنا پڑا، گو یہ عمل اچھا خاصہ بھونڈا تھا۔ متعدد اضلاع[1] میں ایسے قوانین فرداً فرداً منظور کیے گئے جن کی رو سے ہر قسم کے قرضوں کو ۴ فی صد سے کم شرح سود پر دینا ممنوع قرار پایا۔ پھر بھی اس کے بعد کی صدی میں شرح گھٹ کر ۳ فی صد تک پہنچ گئی بلکہ اس سے بھی گھٹ گئی[2]۔ چنانچہ انگلستان اور ہالینڈ اٹھارھویں صدی کے وسط میں تقریباً ۳ فی صد کی شرح سے قرضہ حاصل کرنے کے قابل ہوئے۔ اس کے بعد سے شرح سود تقریباً ۳ فی صد اور ۶ فی صد کے اقل ترین و بیشترین حدود کے درمیان متغیر ہوتی رہی۔ قدیم ملکوں کے مقابلے میں نئے ملکوں میں شرح سود کا میلان اضافے کی جانب رہا ہے؛ اور کساد بازاری کے زمانے کے مقابلے میں گرما گرمی اور پُر توقع شغل اصل کے دور میں شرح سود زیادہ رہی ہے۔ بڑی بڑی جنگوں کے زمانے میں بکثرت قرضہ جات عامہ لیے گئے (چنانچہ اس کا بیان عنقریب آئے گا) جن کی وجہ سے گاہ گاہ شرح سود میں اضافہ ہو گیا؛ اس کے بعد جوں جوں امن و امان کے معمولی حالات از سر نو بتدریج قائم ہوتے گئے شرح سود آہستہ آہستہ گھٹتی چلی گئی۔ انیسویں صدی کے پہلے تین ربع حصے میں قدیم ممالک میں تو شرح بالعموم ۴ اور ۵ فی صد کے ارد گرد رہی اور نئے ممالک میں ۶ فی صد یا اس سے کچھ زیادہ رہی۔ انیسویں صدی کے آخری ربع حصے میں شرح قدیم ممالک میں ۳ اور ۴ فی صد تک اور نئے ممالک میں

---

[1] Cantons

[2] دیکھو ریپرڈ کی کتاب Le facteur economique dans l, avenement de la democratie en suisse صفحہ ۱۱۳، صفحہ ۱۱۴

باب ۲۹

بسلسلۂ ماسبق، رسد و طلب

۵ فی صد تک گھٹ گئی۔ بیسویں صدی کے آغاز کے بعد پھر اضافہ نمودار ہوا۔ اس زمانے میں حکومتوں نے بہ اغراض جنگ جو کثیر المقدار قرضے حاصل کیے ان کی وجہ سے شرحوں میں اچانک طور سے اور کثیر اضافہ ہو گیا۔ یہاں یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ ہم قلیل المدت قرضوں کی شرح سود کے تغیرات پر بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ مستقل مشاغل اصل کی طویل المدت شرح پر غور کر رہے ہیں۔ اس کا اعادہ کرنا مناسب نہ ہوگا کہ اس شرح کی سطح نہ صرف اصل کی طلب کے غیر معمولی اضافے کی وجہ سے بلکہ اس کی رسد کے غیر معمولی اضافے کی وجہ سے بھی بہت نمایاں طریقے سے ہموار اور یکساں رہی ہے۔

اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غالباً ناواجب نہ ہوگا کہ اختتامی حد پر کثیر مقدار میں رقوم پس انداز کیے جاتے ہیں۔ نمایاں تغیرات کے اس قدر طویل دور میں نہ صرف فراہمی اصل کے سلسلے میں بلکہ اصل کے استعمال کے سلسلے میں شرح سود کی ثبات پذیری بظاہر ایک مستقل سبب کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ 32
اور یہ سبب اختتامی قیمت رسد ہے جس کے لحاظ سے شرح سود نے بحیثیت مجموعی اپنے آپ کو منظم کر لیا ہے۔ بلاشبہ اس کا امکان ہے کہ یہ قیمت رسد مستقبل میں خود فراہمی اصل کی کثرت کے واقعہ سے متاثر ہو یا اس قیمت پر کم از کم اُن عام صنعتی اور معاشری حالات کا اثر پڑے جو کثیر مقدار میں اصل فراہم کرنے کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ اگر خوشحال طبقے کے اشخاص کی تعداد اور ان کی آمدنیاں بڑھ جائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رقم کا اندوختہ اور شغل اصل بہ لحاظ مقدار بڑھ جاتا ہے اور تکلیف و ایثار کی نوبت بہت شاذ آتی ہے۔ ممکن ہے کہ آیندہ پچاس سال کے اثنا میں اختتامی قیمت رسد گھٹ کر کم و بیش ۲ فی صد رہ جائے لیکن گزشتہ چند نسلوں کا تجربہ اس سے زیادہ تخفیف کو غیر اغلب بتاتا ہے۔

۶۔ خواہ اس قسم کا سبب بھی جس کو ابھی بیان کیا گیا ہے موجود کیوں نہ ہو، طویل مدت کے لیے یعنی بیک وقت کئی عشروں کے لیے شرح سود کا مدار اصل کی طلب پر ایسی رسد کے حوالے سے ہوتا ہے جو دائمی طور سے اور تقریباً خود بخود بڑھ رہی ہو۔ فراہمی اصل اور اصلاحات کے مابین جو مسابقت ہوتی ہے

باب ۳۹
سود (بسلسلۂ ماسبق)
توازن رسد و طلب

اس پر شرح کا مدار و انحصار ہوتا ہے۔

فراہمیٔ اصل کی رفتار بہت تیز ہے، اور آئندہ بھی اس کے تیز رہنے کی توقع ہے۔ وہ پس انداز کردہ رقوم اور راس اصل کو اس مقام تک بڑھا لیجانے پر آمادہ رہتی ہے جہاں پہنچکر اصل کے سود میں تنزل کا آغاز ہونا ضروری ہے۔ موجودہ معاشرے کے خوشحال طبقوں میں رقم پس انداز کرنے اور اصل فراہم کرنے کی عادت اس قدر گہری جڑ پکڑ چکی ہے کہ وہ بظاہر بلا لحاظ شرح سود آگے بڑھتی اور پھیلتی جارہی ہے۔ البتہ صرف طویل مدت تک فراہمی کا سلسلہ جاری رہنے اور اس کا کھوکھلا پن ظاہر ہونے کے بعد سود کی شرح کی تخفیف اس فراہمی کے لامتناہی سلسلے میں مزاحم ہوگی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی ترقی کی رفتار میں کس قدر جلد اور کس قدر مکمل طریقے سے رکاوٹ پیدا ہوگی۔ اور نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خود شرح سود کی تخفیف کن مدارج کے لحاظ سے وقوع پذیر ہوگی۔ اگر اس قسم کا عام اور دور رس اصول موجود ہو جس پر گزشتہ باب میں بحث کی جاچکی ہے، یعنی یہ کہ زائد اصل کے استعمال کرنے سے ہمیشہ زائد پیداوار حاصل ہوتی ہے، اگرچہ اس اضافے کی شرح بتدریج گھٹتی جاتی ہے، تو شرح کی تخفیف کا عمل دھیما اور تدریجی ہوگا؛ بلکہ اگر اس اصول کا اطلاق غیر محدود و غیر معین طریق پر کیا جاسکتا ہو تو، خواہ فراہمی کی مقدار کتنی ہی بڑی کیوں نہو، سود بالکلیہ معدوم و غائب نہوگا۔ اگر پیداآور مشاغل میں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ پس انداز کردہ رقوم کو استعمال کرنے کا مفروضہ امکان موجود نہو تو ایسی حالت پیدا ہوجائے گی جس میں اصلاحات وایجادات کی عدم موجودگی میں
33 سود ایک حد تک قبل از وقت معدوم ہوجائے گا۔ اگر گزشتہ فصلوں کا استدلال صحیح ہے تو اصل کی فراہمی، سود کے غائب ہونے سے بہت پیشتر ہی کم ہوجائے گی؛ پھر بھی وقفوں کے ساتھ، بتدریج اور بادل ناخواستہ یہ کمی رونما ہوگی، اور ان لوگوں کی پیشکش کے مسلسل دباؤ کے ساتھ رونما ہوگی جو بحالت موجودہ منافع پس اندازکنندگان سے تمتع حاصل کرتے ہیں۔

لیکن ایک لحاظ سے زائد اصل کو استعمال کرنے کا راستہ ہمیشہ کھلا رہے گا، خواہ پیدائش کے طریق میں کوئی تبدیلی نہو، یعنی اضافۂ آبادی کی صورت میں

باب ۲۹
سلسلۂ ماسبق
رسد و طلب

زائد اصل ہمیشہ کھپ سکتا ہے۔ زائد مزدوروں کو معمولی قسم کے آلات اور ساز و سامان کی زائد رسد کی ضرورت ہوگی۔ موجودہ زمانے میں بہت کم ملک ایسے ہیں جن کی آبادی کی تعداد ایک حالت پر قائم ہے۔ صرف فرانس ہی ایک ایسا بڑا ملک ہے جس کی آبادی کا اضافہ رکا ہوا ہے۔ باقی اکثر ملکوں کی آبادی ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے۔ اس حد تک پس انداز کردہ رقوم کی زائد مقدار کو استعمال کرنے کا بدیہی موقع نکل آتا ہے۔

لیکن عام طور سے زائد اصل کی کھپت کی صورت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ صنعتوں میں بھی اسی کے متوازی ترقی ہو اور اس میں اصل کی زیادہ سے زیادہ دقیق اور محنت طلب شکلوں کی طلب ہو۔ تہذیب یافتہ ممالک میں جو رقوم پس انداز کئے جاتے ہیں ان کے اضافے کی رفتار اضافۂ آبادی کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے، خواہ کسی ملک کی آبادی ریاستہائے متحدہ امریکہ کی طرح گنجان اور بسرعت بڑھنے والی ہی کیوں نہ ہو۔ اسی وجہ سے یہاں اس کا اعادہ نامناسب نہ ہوگا کہ مسابقت، اصلاحات اور فراہمی اصل کے مابین واقع ہوتی ہے۔ اگر اصلاحات کا ایسا سلسلہ جاری رہے جس میں اصل کی محنت طلب و پیچیدہ شکلوں کی طلب یعنی محنت کو وقت صرف کر کے پیدائش میں بالواسطہ طریق پر استعمال کرنے کی ضرورت بڑھتی جائے تو پس انداز کردہ رقوم کی مقدار بڑھ سکتی ہے اور مالکانِ اصل کو اس صورت میں بھی سود وصول ہو سکتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے صنعتی تاریخ کی رفتار ایسی ہی رہی ہے۔ علیٰ ہذا کم از کم آئندہ ایک یا دو نسلوں تک بھی بظاہر یہی رفتار رہتی معلوم ہوتی ہے۔

باب ۴۰

34

سود پر مزید بحث

(۱) خرچ کرنے کے لیے جو قرضے لیے جاتے ہیں وہ طلب کے بارے میں کوئی نیا اصول نہیں پیش کرتے، لیکن کامل مسابقت کے نقدان سے بڑی حد تک متاثر ہوتے ہیں۔ (۲) موجودہ زمانے میں اس قسم کے قرضوں کی سب سے اہم شکل سرکاری قرضہ برائے جنگ ہے عظیم الشان جنگوں اور جنگی قرضوں کی وجہ سے معاشی و مالی مسائل رونما ہوتے ہیں۔ مسئلۂ سود کی حد تک معاشی اثرات اہم ہیں۔ (۳) دیرپا اشیائے صارف بھی مشغل اصل کی شکل ہونے کی حیثیت سے کوئی نیا اصول نہیں پیش کرتے۔ (۴) جہاں تک سود کا تعلق ہے وہاں تک اصل پیدائش اور اشیائے صرف کے مابین فرق قائم کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ حال کا مبادلہ مستقبل کے لیے، یہی سود کے سبب کا سب سے عام بیان ہے۔ (۵) آلۂ بنک کاری و اعتبار سود کے رواج کو وسیع کرتا ہے۔ (۶) مختلف ملکوں میں اور مختلف النوع مشاغل اصل کے لیے سود کی شرحوں کے تغیرات۔ (۷) سود کی اہمیت معاشری اعتبار سے اور اس کا جواز۔

۱۔ گو صرفانہ قرضے موجودہ زمانے میں ان قرضوں سے بدرجہا کم اہم ہیں جو پیدائش میں صرف کئے جاتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کا وجود پایا جاتا ہے۔ افراد اور

باب ۴

سود پر مزید بحث

سرکاری ادارے اب بھی عارضی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اس امید میں قرضے لیتے ہیں کہ مستقبل میں کسی خارجی ذریعے سے اس کو واپس ادا کر دیں گے۔ رہن پر قرض دینے والوں کے قرضے چھوٹے پیمانے پر اسی قسم کی نوعیت رکھتے ہیں علیٰ ہذا حکومتوں کی جانب سے بہ اغراض جنگ بڑے پیمانے پر جو قرضے لیے جاتے ہیں ان کی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

اس قسم کے قرضے طلب کے عمل کے بارے میں کوئی نیا اصول پیش نہیں کرتے۔ مختلف قرضگیروں کی طلب کے مدارج مختلف ہوتے ہیں بعضوں کو زر خرچ کرنے کی شدید ضرورتیں پیش آجاتی ہیں یا مواقع فوراً زر خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ بعضوں کی ضرورتیں اس سے کم شدید ہوتی ہیں یا وہ نسبتہً زیادہ محتاط اور دور اندیش ہوتے ہیں۔ اگر ہم موجودہ ذرائع کی رسد کو جو قرض دہندوں کی جانب سے پیش کی جاتی ہے معین فرض کریں اور یہ مان لیں کہ محض اسی قسم کے قرضے مل سکتے ہیں تو سود کی شرح موثر مسابقت کے تحت ایسے نقطے پر قرار پائے گی جو مسرفوں میں سے سب سے کم خواہشمند مسرف متعین کرے گا۔ دوسرے الفاظ میں شرح، قرضگیر اہل معاملہ کے درمیان جو اختتامی افادہ ہو اس کی بنا پر طے پائے گی۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ اس قسم کے قرضوں کی طلب میں پیداآور استعمال کی طلب بھی شریک ہے (جیسا کہ وہ واقعی شریک ہوتی ہے) تو گزشتہ
باب میں جن نتائج پر ہم پہنچے تھے اُن کی ترمیم محض مقداری ترمیم ہوگی۔ 35
لین داروں کے لیے میدان تو وسیع ہو جائے گا، لیکن طلب کے مدارج میں یا اُن قوتوں کے عمل میں کوئی اساسی تبدیلی نہ ہوگی جن کی بنا پر سود کی شرح قرار پاتی ہے۔

مُسرفانہ قرضوں میں سب سے عجیب و غریب خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ بالعموم نہ تو غیر محدود مسابقت جیسی کوئی شے موجود ہوتی ہے اور نہ ایسی مروجہ یا تقابلی شرح ہوتی ہے جس کا تعین اختتامی مد پر ہو۔ قرضگیروں کی ضرورتیں اور ان کی لاعلمی، بے صبری اور یہ معلوم کرنے کی صلاحیت کی عدم موجودگی کہ کس شرح پر قرضہ مل سکتا ہے اکثر صورتوں میں سود کی شرحوں کو ناواجب

باب
سود پر مزید بحث

حد تک بڑھا دیتی ہے، اور "استحصال بالجبر" کی صورت پیدا کر دیتی ہے۔ ان اصطلاحوں کا مطلب خواہ وہ اشیا کی قیمتوں کے بارے میں استعمال کی جائیں یا شرح سود کے بارے میں یہی ہوتا ہے کہ شرحیں آزادانہ مسابقت کی صورت میں جس طرح قرار پاتی ہیں اس صورت میں قرار نہیں پاتیں۔[1]

مثلاً رہن رکھنے والوں کے قرضوں کی صورت پر غور کرو۔ قرضگیروں کو بالعموم فوری اور شدید ضرورت ہوتی ہے اور وہ اکثر نہ صرف بازار کے حالات سے ناواقف ہوتے ہیں بلکہ اپنی بدنامی سے خائف اور اپنی ضرورت کو راز میں رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس کا قوی امکان ہوتا ہے کہ وہ جس کسی کے پاس پہلے قرضے کی درخواست پیش کریں اسی کے پیش کردہ شرایط کو جلدی سے منظور کر لیں۔ یہ خیال کہ بے اصول اور چالاک ساہوکاروں کو ایسے کاروبار سے ناواجب نفع حاصل ہوتا ہے، ذہنوں میں عام طور سے اس قدر قوت کے ساتھ جم گیا ہے کہ تہذیب یافتہ ملکوں میں حکومت اس کاروبار کی خود نگرانی کرتی ہے۔ بعض اوقات سود کی شرح مقرر کی جاتی ہے یعنی بیش ترین حد معین کر دی جاتی ہے، اور حساب کتاب رکھنے کے طریق اور تمسکات کی فروخت کے طریق کے متعلق تفصیلی قواعد نافذ کیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات فرانس کے مثل رہن دلالوں کی دوکانیں سرکاری طور سے قائم کی جاتی ہیں جہاں معقول شرایط پر اور تقریباً بازاری شرحوں پر قرضے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں عام طور سے جو خطرات پیش آتے ہیں ان کا نیز کثیر انتظامی مصارف کا لحاظ کرنا بھی ضروری ہے۔ رہن دلالوں کو اپنے حاصل کیے ہوئے قرضوں پر اگر دس یا بارہ فی صد کے حساب سے سود ادا کرنا پڑے تو مصارف تنظیم کا لحاظ کرنے کے بعد خالص شرح بہت کم رہ جاتی ہے۔ لیکن تمام مصارف کے لیے خطرات کو زائل کرنے کے لیے اور لیندار کے اصل و محنت کا کافی معاوضہ وصول کرنے کے لیے جتنی رقم درکار ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ شرح بالعموم وصول کر لی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حکومت کی جانب سے تنظیم عمل میں آنے کا موقع پیدا ہوا۔

[1] دیکھو باب فصل (۸)، "واجبی قیمتوں" کے بارے میں۔

باب ۴
سود پر مزید بحث

اکثر نیم مہذب ملکوں کے قریوں میں ساہوکار ہر جگہ دکھائی دیتا ہے، اور یہ غیر مستطیع یا حاجتمند دیہاتیوں کو بڑی بڑی شرحوں سے قرضے دیتا ہے۔
36 ہندوستان کے کاشتکار کا معیار زندگی بہت ہی پست اور ادنیٰ ہے۔ فصلوں کا حاصل اس قدر غیر مکتفی ہوتا ہے کہ وہ آیندہ فصلوں کے طیار ہونے تک اپنے اہل و عیال کی کھانے پینے کی ضرورتوں کو بہ مشکل پورا کرسکتا ہے۔ اور خراب موسم کے اختتام پر اس کو یا تو قرضہ لینا پڑتا ہے یا فاقہ کشی کی نوبت آتی ہے۔ یہی نہیں کہ اس کو بالعموم روپیہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے، بلکہ اس کی مالی حالت ہی بالعموم سقیم اور ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ بیٹی کی شادی بیاہ کی رسم میں یا کسی کی موت کے موقع پر وہ اتنا روپیہ خرچ کر بیٹھتا ہے جو اس کی آمدنی سے زائد ہو، نتیجہ یہ کہ کسی شرح پر بھی وہ قرضہ حاصل کرے گا۔ اس کی یہ بے پرواہی اور ناعاقبت اندیشی، سنجیدہ مغربی مبصر کے لیے ناقابل فہم چیز ہے۔ ظالم ساہوکار اس بیچارے کو اپنے پنجوں میں دبائے رکھتا ہے۔ قدیم زمانے میں مصر کے فلاحین کی بھی بعینہ یہی حالت تھی۔ مصر میں انگریزی دور حکومت کے برکات میں سے ایک نیم سرکاری بنک کا قیام ہے جس نے ربوٹی کا سدباب کرنے اور قرضوں کو تقابلی شرحوں پر دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یورپ کے اکثر علاقوں میں، آسٹریا، آئرلینڈ اور روس میں کاشتکاروں کو چھوٹی چھوٹی رقمیں قرض پر دینے والا ربوٹی خوار ہوتا ہے یعنی وہ مسابقت کے اثر سے علحدہ ہوتا ہے، مفلس اور جاہل اشخاص کو قرض دیتا ہے اور حاصلہ مواقع سے پوری طرح انتفاع کرتا ہے۔

دور وسطیٰ میں قرض دہندوں کے لیے کم از کم عیسائیوں کی حد تک سود لینے کی ممانعت تھی (ممانعت کلیسا کے قوانین کی رو سے صرف عیسائیوں کے لیے کی گئی تھی؛ اسی وجہ سے یہودیوں کی حیثیت قرضخواہوں کی ہوگئی)۔ قرضگیر جتنی رقم مستعار لے اس سے زائد اس سے واپس وصول کرنا ناواجب سمجھا جاتا تھا۔ یہ طریق عمل موجودہ زمانے کے سود قبول کرنے کے معمولی طریق سے بے انتہا مختلف ہے اور اس کی توجیہ غالباً یہ ہے کہ دور وسطیٰ میں

باب ۱

سود پر مزید بحث

قرضے زیادہ تر صرف کرنے کے لیے لیئے جاتے تھے۔ جب قرضگیر اس غرض سے
زر قرض لیتا ہے کہ اس کو کاروبار میں لگائے گا اور اس سے منفعت حاصل کرے گا تو
ایسی صورت میں سود کا لین دین بظاہر فطری اور مبنی بر انصاف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن
جب اس کو ذاتی صرف کے لیے زر کی حاجت ہو اور وہ اپنے شدید ضروریات کو
پورا کرنے کے لیے رقم استعمال کرے تو لیندار کی جانب سے سود کا طلب کیا جانا
تشدد اور ظلم کا پہلو رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں دور وسطیٰ میں مسابقت اور سود کی
بازاری شرحوں کا وجود ہی نہ تھا۔ جو بھی قرضے معاہدات کے ذریعے سے لیئے
جاتے تھے وہ بالعموم ایسی شرحوں پر لیئے جاتے تھے جو انفرادی قرضگیر کی ضرورتوں
کے لحاظ سے متعین ہوتی تھیں۔ جیسے جیسے تقسیم عمل کا طریق پھیلتا گیا، زر کا استعمال
بڑھتا گیا اور صنعت زیادہ پیچیدہ ہوتی گئی اور آلات پیدائش زیادہ نقل پذیر
بنتے گئے، ویسے ویسے پیدائش کی غرض سے عام طور سے قرضے لیے جانے لگے اور
اس تبدیلی کے ساتھ ساتھ سود کے بارے میں انسانوں کے خیالات میں بھی
تبدیلی ہوگئی۔ مذہبی قانون کی ابتدائی سختی کے مستثنیات، اس سختی سے انحراف 37
کرنے کے عذرات اور تاویلات، امتناع کے برائے نام بقا کے ساتھ امتناعی
احکام کی پابندی کرانے میں روز افزوں عملی سہل انگاری اور ڈھیل، اور قرضوں پر
سود کا ایک عام اور معمولی واقعے کے طور پر انجام کار قبول کر لیا جانا، یہ سب
اس تدریجی عمل کی تمثیل ہیں جس کے ذریعے سے انسان اپنے تصورات کو نئے
طریقوں اور نئے ادارات کے مطابق بناتے ہیں۔

۲۔ صرف کے لیئے جو قرضے لیے جاتے ہیں ان کی ایک شکل موجودہ زمانے میں
مقداری حیثیت سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اور یہ شکل ان سرکاری قرضوں
کی ہے جو بہ اغراض جنگ لیئے جاتے ہیں۔ جہاں شاہراہیں یا ریلیں یا آبرسانی
کے کام سرکاری قرضوں سے تعمیر کیئے جاتے ہیں وہاں ہمیں پس اندازی، شغل اصل
اور اصل سازی کے مظاہر ملتے ہیں۔ لیکن ان صورتوں میں جن میں شغل اصل
کرنے والوں کی جانب سے بہ اغراض جنگ قرضے دیئے جاتے ہیں وہاں
پس اندازی اور شغل اصل کے مظاہر تو موجود ہوتے ہیں مگر اس کے نتیجے کے

باب ۲

سود پر مزید بحث

طور پر اصل نہیں بنتا۔ متخاصم فوجیں کثیر رقوم جنگ میں خرچ کر دیتی ہیں، اور اس طرح جو بڑے بڑے قرضے لیئے جاتے ہیں وہ سب اس حد تک جس حد تک کہ ان کے معاشی اثرات کا تعلق ہے لازمی طور سے فضول خرچی میں داخل ہیں۔ اس غرض کے لیے پس انداز کردہ رقوم پر جو بار پڑا وہ نہایت عظیم ہے۔ ہر بڑی جنگ کی وجہ سے لکھوکھا بلکہ کروڑہا پونڈ قرض لیا اور ضایع کر دیا گیا۔ "ضایع کر دیا گیا" کا جملہ صرف معاشی اثرات کے تعلق سے کہا گیا ہے۔

اس قسم کے استعمال کے لیے طلب کے حالات بہت زیادہ تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ جب کسی قوم کا خون جوش میں آتا ہے تو جنگ کرنے کے لیے جو ذرایع مطلوب ہوتے ہیں وہ کسی قیمت پر بھی طلب کئے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے جب جنگ طول کھینچتی ہے تو بالعموم سود کی شرح میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اضافہ کئی سال تک بلکہ غالباً ایک نسل تک قائم رہتا ہے۔ چنانچہ نپولین کی جنگوں میں، خاصکر اس وجہ سے کہ برطانیۂ عظمیٰ نے لڑائی میں حصہ لینے کی غرض سے کثیر المقدار قرضے حاصل کئے تھے، سود کی مروجہ شرح انیسویں صدی کے پہلے ربع حصے میں متاثر رہی۔ اس صدی کے دوسرے نصف حصے میں مسلسل کئی جنگیں ہوئیں اور ان کی وجہ سے کثیر مقدار میں قرضے لیئے گئے۔ مثلاً، ۱۸۵۴ء تا ۱۸۵۵ء میں جنگ کریمیا ہوئی، ۱۸۵۹ء میں آسٹریا کے خلاف فرانس اور اٹلی نے جنگ کی، ۱۸۶۱ء تا ۱۸۶۵ء میں امریکہ میں خانہ جنگی ہوئی، ۱۸۷۰ء تا ۱۸۷۱ء میں فرانس اور جرمنی کے مابین لڑائی ہوئی، ۱۸۷۶ء تا ۱۸۷۸ء میں روس اور ترکی میں آویزش رہی، اور ۱۸۹۹ء میں برطانیۂ عظمیٰ جمہوریۂ بوئیر کے خلاف مصروف پیکار رہا۔ ان میں سے ہر ایک جنگ میں نہ صرف ملک کے اندر بلکہ ملک کے باہر سے بھی قرضے حاصل کئے گئے اور ہر قرضے کا اثر تمام دنیا کے شغل اصل کے بازار پر پڑا۔
چنانچہ اس کل سلسلے کا رجحان ایک طویل مدت تک شرح سود بڑھائے رکھنا تھا۔ 38
جنگ عظیم کے زمانے میں (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) پدموں اور اربوں قرض لیا گیا، اور نہ صرف برسرپیکار ملکوں کی جانب سے بلکہ بڑی حد تک غیر جانبدار ملکوں کی جانب سے جو قرضے لیئے گئے ان کی مقدار ایسی حد تک

باب ۱۲
سود پر مزید بحث

پہنچ گئی جس کا پہلے کبھی خواب و خیال بھی نہ تھا۔ اس غیر معمولی طلب کے دباؤ کے تحت سود کی شرح تمام عالم میں دو چند ہوگئی۔

لڑائی اور فضول خرچی کے اس کل دور میں سود کی شرح میں جو زیادتی ہوئی اس کی وجہ سے بعض ایسی رقمیں بھی پس انداز ہوئیں جو زیادتی نہ ہونے کی صورت میں پس انداز نہ کی جاتیں۔ مگر اس کے لیے اعلیٰ شرح ہی محرک نہ تھی بلکہ دوسرے محرکات و ترغیبات بھی عمل کر رہے تھے۔ حب الوطنی کے جذبے کی وجہ سے لوگوں کو رقم پس انداز کرنے اور سرکاری تمسکات میں اس کو مصروف کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ ایسی صورت کے پیدا ہونے کا امکان سب سے زیادہ ان حالتوں میں ہوتا ہے جبکہ کل قوم اس جذبے سے متاثر ہو کہ اس کا وجود معرض خطر میں ہے، جیسا کہ امریکہ کی خانہ جنگی کے زمانے میں اور ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کے زمانے میں تقریباً سب ملکوں میں ہوا جس حد تک خود نازک موقع کے حالات یعنی اعلیٰ شرح سود اور حب الوطنی کا جذبہ رقوم کی پس اندازی کے لیے مہیج کا کام کریں پس انداز کردہ رقوم، پیدآور استعمال سے نہیں ہٹائی جاتیں، بلکہ وہ ان لوگوں کے مشاغل اصل میں اضافہ کرتی ہیں جو سرکاری تمسکات خریدتے ہیں اور اس اصل کی مقدار کو بحوالۂ زر بڑھا دیتے ہیں جس پر باقاعدہ سود ادا کیا جاتا ہے۔

جنگی قرضوں اور سرکاری قرضہ جات سے دوسرے اثرات بھی مترتب ہوتے ہیں۔ وہ نہ صرف شرح سود میں بالعموم طویل مدت تک اضافہ کر دیتے ہیں؛ بلکہ حقیقی اصل کی رسد میں کمی کرتے ہیں اور اس قلت رسد کی مدت دباؤ کی مدت کے لحاظ سے طویل اور قلیل ہوتی ہے۔ محاذ جنگ پر اصل فی الفور اور بالعموم بہت خطرناک طریق پر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ دور افتادہ مقامات پر کارخانے پوری گرما گرمی کے ساتھ چلتے ہیں اور ہر قسم کی اشیائے خام کا استعمال غیر معمولی طور سے کثیر مقدار میں ہونے لگتا ہے۔ کلوں کی درستی اور یا بجائی انتہائی طور سے کم ہو جاتی ہے۔ کوئی نئی کلیں نہیں بنائی جاتیں، بجز اُن کے کہ جب ان کی ضرورت

باب ۳۰

سود پر مزید بحث

یہ اغراض جنگ ہو۔ اور جو کچھ کلیں ان اغراض کے لیے بنائی جاتی ہیں وہ امن و امان کے زمانے میں استعمال کرنے کے لیے کار آمد اور اطمینان بخش نہیں ہوتیں۔ اگر حقیقت میں جنگ بہت طویل زمانے تک قائم نہ رہے تو اصل کی کمی بہت جلد اور آسانی کے ساتھ پوری کی جا سکتی ہے۔ لیکن طویل اور تھکا دینے والی جنگ کے اختتام پر ایسا دور آتا ہے جو مصائب سے پُر ہوتا ہے اور جس میں از سر نو تنظیم کرنی پڑتی ہے؛ اور اگر اس زمانے میں جیسا کہ عام طور سے ہوتا ہے، زر کے نظام میں افراط و تفریط رونما ہو تو یہ دور اور بھی زیادہ پُر آشوب بن جاتا ہے۔

39 جنگ کے ایک مرتبہ ختم ہو جانے اور قرضہ لینا بند ہو جانے کے بعد جنگی قرضے کے معنی زیادہ تر یہ ہوتے ہیں کہ ملک کے اندر رقم کی بازگشت کا سلسلہ جاری رہے لیکن یہ معنی صرف بڑی حد تک ہیں نہ کہ ہمیشہ یا لازمی طور سے۔ جس حد تک کہ باہر سے قرضہ لیا گیا ہو اس حد تک سود کی ادائی بیرونی ممالک کے لوگوں کو کرنی ضروری ہے، اور انجام کار معاہدے کے شرائط کے مطابق اصل رقم بھی بازگشت کرنی پڑتی ہے۔ اس قسم کے لین دین کا جو اثر تجارت بین الاقوام پر پڑتا ہے اس کا بیان پہلے آ چکا ہے۔ ایسی صورت میں ملک کے ذرائع پر حقیقی بار پڑتا اور ان کا اخراج عمل میں آتا ہے۔ لیکن اگر سود اور اصل کی بازگشت ملک کے اندر ہی عمل میں آئے تو صورت حالات اس سے مختلف ہوتی ہے۔ اس میں سود اور اصل کی ادائی سے نہ تو خالص نقصان ہوتا ہے اور نہ خالص نفع۔

لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ قومی قرضے تباہ کن ہوتے ہیں۔ لیکن ادائے سود کے معنی محض یہ ہیں کہ ٹیکس عائد کیا جائے اور ما حصل کو سرکاری تمسکات کے خریداروں کے حوالے کر دیا جائے۔ حکومت، اشخاص کی ایک جماعت سے زر لیکر دوسری جماعت کو دے دیتی ہے۔ اس عمل میں ممکن ہے کہ دشواری پیش آئے اور ناانصافی بھی ہو۔ اگر محصول ادا کرنے والے زیادہ تر مفلس طبقے کے افراد ہوں، مثلاً اگر روز مرہ کے استعمال کی اشیا جیسے شکر، نمک، چائے، قہوہ، تمباکو وغیرہ پر محصول عائد کیا جائے، اور اگر سرکاری تمسکات کے

باب ۱۴

سود پر مزید بحث

خریدار زیادہ تر خوش حال اور متمول طبقے کے لوگ ہوں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونوں کے مابین عدم مساوات اور بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ چنانچہ ابھی حال تک مالیات اور محصولات کے جو طریقے عام طور سے رائج تھے ان سے یہی اثرات رونما ہوئے۔ موجودہ زمانے میں اور خاص کر ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ کے زمانے میں نتیجہ اس سے مختلف رہا۔ زیادہ تر خوش حال طبقے پر محصول آمدنی عائد کیا گیا اور دوسرے تحصیلات وصول کئے گئے اور ان کو قرضے کی رقم ادا کرنے میں صرف کیا گیا۔ یہ صورت خاص طور سے برطانیہ عظمیٰ اور ریاستہائے متحدہ کے مالی معاملات میں جنگ عظیم کے زمانے میں اور اس کے بعد پیش آئی جس حد تک کہ ایک ہی طبقہ سرکاری قرضوں کا دینے والا ہو (اور واقعہ بھی یہی ہے کہ وہ ان قرضوں کا بیشتر حصہ خود ہی دیتا ہے) اس حد تک یہ عمل لازمی طور سے ایک کی جیب سے اسی طبقے میں دوسرے کی جیب میں نقل زر کا عمل رہے گا اس میں شک نہیں کہ خوشحال طبقے کے وہ لوگ جو جنگی تمسکات کا بڑا متناسب حصہ اپنے پاس رکھتے ہیں سود کی شکل میں خالص بڑھوتری وصول کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف بڑی آمدنی والے جن کے پاس مقابلۃً قلیل مقدار میں تمسکات ہوں سود کی شکل میں جتنا پاتے ہیں اس سے زیادہ محصول آمدنی کی شکل میں ادا کرتے ہیں۔

پھر بھی یہ کہنا ضروری ہے کہ قرضوں اور سود کے حقیقی اثرات کو اس طرح ٹھنڈے دل سے تولنا معمولی تمسک دار اور معمولی محصول ادا کرنے والے کے غور و فکر میں بہت کم دخل رکھتا ہے۔ تقریباً سب اشخاص کا یہ خیال ہوتا ہے کہ محصول خالص نقصان ہے، اور سود کی وصولیابی خالص نفع ہے۔ وہ ٹکس کو نامرغوب اور ناقابل برداشت بار خیال کرتے ہیں۔ مثلاً فرض کیا جائے کہ ایسی صورت میں جیسی کہ گزشتہ فقرات میں بیان کی گئی سود کی مقدار جو ہر محصول ادا کرنے والے کو قابل ادائی ہے اس محصول آمدنی کی مقدار کے ٹھیک مساوی ہے جو محصول ادا کرنے والے کے

باب ۲۰

سود پر مزید بحث

ذمے واجب الادا ہے۔ ایسی صورت میں کسی شخص کا نہ تو نقصان ہوتا ہے اور نہ نفع[1]۔ پھر بھی اکثر محصول ادا کرنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ زیر بار ہو رہے ہیں۔ وہ سود کی وصولیابی کو ایک فطری، موزوں اور اطمینان بخش آمدنی خیال کرتے ہیں۔ اور ادائے محصول کو غیر فطری، نامرغوب اور پریشانی میں ڈالنے والی شئے خیال کرتے ہیں۔ اگر بعض محصول ادا کرنیوالوں کو اس سے کم مقدار میں سود وصول ہو جتنا کہ وہ محصول کی شکل میں ادا کرتے ہیں تو انھیں اور بھی زیادہ دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کے برعکس اگر بعض دوسرے اشخاص کو محصولات کی ادائی کے مقابلے میں زیادہ مقدار میں سود وصول ہو تو انھیں اس کے بالمقابل اطمینان و تسکین ہرگز نہوگی۔ اس قسم کی دماغی کیفیت اور انداز خیال بالکل مہمل اور بالکلیہ ناگزیر ہے۔ محصولات اور حکومت کی پالیسی کی جانب ملک اور املاک کی آمدنی کے بارے میں تمام عالم کے خیالات کا جو طرز یا میلان ہے یہ انداز خیال اسی کا لازمی نتیجہ ہے۔

۳۔ پس انداز کردہ رقوم کی ایک اور شکل، جو شغل اصل میں استعمال کیجاتی ہے، پیدائش کے لیے پس انداز کردہ رقوم اور صرف کے لیے پس انداز کردہ رقوم کے بین بین ہوتی ہے۔ اور یہ ان دیرپا اشیا میں اصل کا شغل ہے جو فوری استعمال کے لیے موزوں ہوں۔ چنانچہ اس کی سب سے اہم قسم رہنے سہنے کے مکانات ہیں جو کرایہ پر دیے جاتے ہیں۔ مکان کو کرایہ پر دینے سے موجودہ ذرایع کا مستقبل ذرایع سے مبادلہ عمل میں آتا ہے، اور بڑھوتری ٹھیک اسی طریقے سے وصول ہوتی ہے

---

[1] اس میں شک نہیں کہ ٹکس وصول کرنے اور سود تقسیم کرنے کی صورت میں مصارف لاحق ہوں گے؛ اور یہ ایک حقیقی بار ہے، چنانچہ اس کی مادی اور معروف شکل یہ ہے کہ حکومت کے عہدہ داروں کو اس کام کے لیے ایسے وقت مقرر کیا جاتا ہے جبکہ وہ اس سے زیادہ کارآمد اور مفید کام میں مصروف ہو سکتے تھے۔ لیکن پھر بھی تحصیل ٹکس اور عام انتظام کے مصارف مجموعی وصول شدنی محصول کی رقم کے مقابلے میں بہت ہی حقیر ہوتے ہیں۔

باب ۶

سود پر مزید بحث

جس طرح کہ سیدھے سادے طریق پر سود پر قرضہ دیتے ہیں۔ کرایہ دار بالعموم کرایہ کے طور پر ایسی رقم ادا کرتا ہے جو مالک مکان یا مکاندار کو مرمت، فرسودگی، بیمہ اور ٹکس وغیرہ مصارف کے پورا کرنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کرایہ دار ایسی رقم بھی ادا کرتا ہے جو مالک مکان کے حق میں خالص آمدنی ہوتی ہے، اور یہی اس کے اصل کے شغل کا سود ہوتا ہے۔ سردست ہم اس زمین سے قطع نظر کر لیتے ہیں جس پر عمارت بنی ہوئی ہے؛ اس زمین کا جو تعلق مجموعی
41 خام کرایہ یا لگان سے ہے اس پر آیندہ بابوں میں بحث کی جائے گی۔

مالک مکان کے پاس ابتداً، موجودہ ذرایع یا پس انداز کردہ رقوم ہوتی ہیں، یعنی وہ رقوم ہوتی ہیں جن سے وہ مکان کی تعمیر کا کام لیتا ہے۔ اگر مکان کا کرایہ جو اس کو وصول ہو، ٹھیک اسی قدر ہو کہ اس کو اس کا صرف کردہ اصل بتدریج انجام کار واپس ملجائے اور اس نے مرمت اور دوسرے رواں اخراجات میں جو کچھ صرف کیا ہو وہ بھی واپس ملجائے تو اس کو کرایہ دار سے یا یکے بعد دیگرے آنے والے کرایہ داروں سے ٹھیک صرف کردہ اصل کے مساوی مقدار وصول ہو جائے گی۔ لیکن یہ آمدنی بتدریج اقساط کے ساتھ ایک مدت دراز کے بعد مکمل طور سے وصول ہوگی۔ مثلاً ہم یہ فرض کر سکتے ہیں کہ مکان پچاس سال تک اچھی حالت میں قائم رہتا ہے جس کے بعد وہ فرسودہ اور ازکار رفتہ ہو جاتا ہے اس صورت میں کل صرف کردہ اصل کی بازیافت صرف نصف صدی کے گزرنے کے بعد مکمل ہوگی۔ موجودہ ضرورتوں کی تکمیل کا التوا مکاندار کے لیے ضروری ہے، مگر اس التوا کو اس وقت تک پسند نہ کیا جائے گا جب تک کہ ایسا کرنے کے لیے کچھ ترغیب نہ ہو؛ یعنی تاوقتیکہ کرایہ دار اتنی رقم ادا نہ کرے جو ابتداً صرف کردہ اصل سے کافی زائد نہو، یعنی تاوقتیکہ سود ادا نہ کیا جائے۔

جہاں یہ توقع ہوتی ہے کہ کوئی عمارت یا فی الحقیقت دولت کی کوئی دوسری مادی شکل بہت طویل مدت تک قائم رہے گی، وہاں مطالبات فرسودگی (یعنی مشغولہ اصل کی تدریجی واپسی) کا اثر بہت کم ہوتا ہے، اور مرمت اور دیگر مصارف، کرائے سے منہا کرنے کے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ تقریباً سب کا سب

باب ۱۲

سود پر مزید بحث

اصل کے سود پر مشتمل ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو شغل اصل کرنے والے کو ہمیشہ فرسودگی کے واقعہ کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ گو دولتِ صارف کی بعض دیر پا شکلیں، پیدا کنندگان کی دولت کی بعض شکلوں کی طرح، بظاہر غیر معین مدت تک صحیح و سالم رہتی ہیں، لیکن انجام کار فرسودگی اور زوال آ ہی جاتا ہے لیکن اس قسم کے مشاغل اصل کی اکثر صورتوں میں یہ ممکن ہے کہ مستقبل بعید کو جبکہ مشغولہ اصل کی انجام کار بازیابی کرنی پڑے گی، فراموش کر دیا جائے۔ مالک مکان کرایوں کے حسابات میں بالعموم محض اصل کا سود شمار کرے گا، اس میں مرمت اور دیگر مصارف کا لحاظ کرے گا، مگر ابتداً جتنا اصل صرف ہوا اس کی انجام کار بازیابی کو ملحوظ نہ رکھے گا۔ ان علاقوں میں جہاں آبادی میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہو اس قسم کی حقیقی یا ظاہری حسابی غلطی اس توقع کی بنا پر رونما ہوتی ہے کہ زمین کی قیمت کا اضافہ عمارت کی فرسودگی کی تلافی کر دے گا مگر مسئلے کے اس پہلو کو کسی آیندہ بحث کے لیے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

رسد کے حالات سے ہٹ کر طلب کے حالات پر غور کرنے میں ہمیں ایک
ایسی صورت حالات ملتی ہے جو اصل پیدایش کی طلب کے حالات سے مقابلۃً 42
کم پیچیدہ ہے۔ مکان وغیرہ کی طلب، دوسرے موجودہ تمتعات کی طلب کے مماثل ہے۔ مکان کا دوسرے افادوں سے ہمیشہ مقابلہ و موازنہ کیا جاتا ہے اور مکان کی طلب میں بھی اسی طرح کے مدارج ظاہر ہوتے ہیں۔ مکان موسموں کی ناگواری سے پناہ دیتا ہے، اور ممکن ہے کہ وہ نفاست کی خواہش اور حسن پرستی کو بھی پورا کرے۔ وہ امتیاز اور نمایش کی خواہش کو بھی کچھ کم پورا نہیں کرتا، اس لیے کہ اس میں نمایش کی سب سے مقبول عام شکل موجود ہے۔ اس قسم کے تمتعات جتنی زیادہ مقدار میں پیش ہوں گے اتنا ہی ان کی انتہائی فروخت پذیری کی حد اور قیمت کم ہوگی۔ فرض کرو کہ شغل اصل کا واحد ذریعہ صرف مکانات کی تعمیر ہے اور یہ کہ جتنی رقوم پس انداز کی جاتی ہیں ان سب کا رخ اسی سمت میں پھیر دیا جاتا ہے؛ ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ اس قسم کے تمتعات کے ذرایع کی رسد جتنی بڑھتی جاتی ہے اتنے ہی وہ کرائے جو خریدار اس رسد کے

باب ۱۴
سود پر مزید بحث

یکے بعد دیگرے آنے والے اقساط کے لیے ادا کریں گے کم ہوتے جائیں گے۔ پھر بھی اگر یہ فرض کیا جائے کہ محض یہی مکانات شغل اصل کی واحد شکل ہیں تو، یہ مزید استدلال کر سکتے ہیں کہ لگان یا کرایہ کی انحطاط پذیری اس وقت تک نہ رکے گی جب تک کہ شغل اصل کرنے والے (یعنی وہ جو کرایہ کے مکانات تعمیر کرتے ہیں) اس نتیجے پر نہ پہنچیں کہ ان کے موجودہ ذرایع کو آیندہ کرایہ کے مکانات تعمیر کرنے میں صرف کرنا اوران ذرایع کے موجودہ استعمال سے باز رہنا منفعت بخش نہیں ہے؛ یا اس سے زیادہ احتیاط کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تا وقتیکہ آخری یا اختتامی شغل اصل کرنے والا اس نتیجے پر نہ پہنچے کرایہ کی تنزل پذیری قائم رہے گی۔ اس طرح اس صورت میں بھی طلب ورسد کے توازن کا عملدرآمد ہوگا۔

دولت صارف کی دوسری شکلوں میں بھی اسی قسم کے مظاہر پیش ہوتے ہیں۔ پیانو، مکان کا فرنیچر، ناٹک کے لباس اور فینسی کپڑے کرایہ کی گاڑیاں، یہ سب اسی اصول کی تشریح اور تمثیل پیش کرتے ہیں زوال پذیری اور فرسودگی کا لحاظ مکانات کے مقابلے میں ان اشیا میں بدرجہا زیادہ اثر رکھتا ہے؛ اورسود، مجموعی خام کرایہ کا نسبتہً بہت ہی قلیل جزو ہوتا ہے۔ مہذب انسان کو اپنے املاک متفرق اور نامناسب طریقوں سے استعمال کرنے میں جو تنفر و تامل ہوتا ہے وہ اس قسم کے املاک کو کرائے پر دینے اور بامعاوضہ مستعار دینے کے عمل کی تحدید کرتا ہے۔ لیکن کوئی ایسی شئے جو رسم ورواج کی بنا پر ایک شخص کے ہاتھ سے دوسرے شخص کے ہاتھ میں منتقل ہو سکے، جیسے پیانو یا مکان، وہ سود کی ادائی کی شکل میں اپنے مالک کے لیے کچھ نہ کچھ آمدنی پیدا کر سکتی ہے۔

اس طرح دولت صارف، جو دیرپا و نقل پذیر نوعیت رکھتی ہو موجودہ ذرایع کو مشغول کرنے کی اور سود کی شکل میں آمدنی حاصل کرنے کی ایک اور صورت بھی پیش کرتی ہے شغل اصل کے لیے جو رقوم پس انداز کی جاتی ہیں ان کی مجموعی مقدار کا مقابلہ ان کو استعمال کرنے کے جملہ مواقع سے

باب ۴ پر مزید بحث 43

کرنا چاہیئے، مثلاً پیدایش دولت میں، قرضہ جات بغرض صرف میں اور مصارف کے اصل میں۔ یہ مواقع متعدد طور سے اس مجموعی طلب کو ترکیب دیتے ہیں جس کو پس انداز کردہ رقوم کی رسد کے مقابلے میں رکھنا چاہیئے۔ جہاں تک سود کی شرح کا تعلق ہے وہاں تک ان متعدد مواقع میں سے کسی ایک کو بھی بقیہ دوسروں پر فوقیت نہیں دیجا سکتی۔ لیکن پھر بھی ان سب کی اہمیت مقداری لحاظ سے یکساں نہیں ہوتی۔ بجز سرکاری قرضوں کے جتنے قرضے مسرفانہ اغراض کے لیے لیے جاتے ہیں ان کی مقدار موجودہ قوموں میں مقابلۃً قلیل ہوتی ہے۔ دولتِ صارف کی دیرپا شکلیں، جن کی بہترین مثال رہنے سہنے کے مکانات سے ملتی ہے، پس انداز کردہ رقوم کے شغل کے لیے بدرجہا وسیع اور مستقل موقع پیش کرتی ہیں، جو اضافۂ آبادی اور عام خوشحالی کی ترقی کے ساتھ مستقل طور سے بڑھتا رہتا ہے۔ پیدایش کے اعمال اور وقت کے لحاظ سے محنت کو استعمال کرکے اس کی کارکردگی کو بڑھانے کا امکان شغل اصل کا سب سے اہم موقع بہم پہنچاتے ہیں۔ اس مفہوم کے اعتبار سے پیدایش کے لیے جو قرضے لیے دیے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ مقابلۃً بازار پر تسلط جمائے رہتے ہیں اور ہر قسم کے اصل اور شغل کی آمدنی کا تعین کرتے ہیں۔

۴۔ ابتدائی حصے میں جو سوالات پیدا کرنے والے کی دولت اور دولتِ صارف کے باہمی تعلق اور اصل کی تعریف سے متعلق پیدا ہوئے تھے ان کا جواب دینے کے لیے ہم اب طیار ہیں[1]۔ اگرچہ تعریف کے معاملات بجائے خود بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتے، پھر بھی ان پر بحث مباحثہ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ تعریف کردہ اشیا کے اساسی لوازم پر غور وخوض کرنے اور روشنی ڈالنے پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

پیدایش کرنے والے کی دولت اور صرف کرنے والے کی دولت

---

[1] دیکھو باب (۵) فصل (۲)۔

باب ۴ سود پر مزید بحث

ایک دوسرے سے اس لحاظ سے مماثلت رکھتی ہے کہ دونوں پیدائش کا آلہ یا ذریعہ ہیں۔ دونوں افادے پیدا کرتے اور تسکین پذیری بہم پہنچاتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق اس لحاظ سے ہے کہ ان سے مختلف اوقات میں افادے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدائش کرنے والے کی دولت زمانہ حال میں کوئی افادے نہیں پیدا کرتی؛ اس کے جملہ اثرات مستقبل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ صارف کی دولت زمانہ حال میں افادے پیدا کرتی ہے۔ لیکن اس کے پیدا کردہ سب افادے صرف زمانۂ حال سے متعلق نہیں ہوتے۔ وہ اپنے وجود کے کل دوران میں مسلسل افادے پیدا کرتی رہتی ہے۔ جتنی زیادہ مدت تک وہ قائم رہے گی اتنی ہی زیادہ مدت تک افادے پیدا کرنے کا سلسلہ قائم رہے گا۔ اس طرح اس کے بعض افادے مستقبل میں بھی پیدا ہوتے ہیں؛ اور وہ جتنی زیادہ دیرپا ہوگی اتنا ہی زیادہ مستقبل میں اس کے افادے پیدا ہوں گے۔

جن حالات کے تحت سود پیدا ہوتا ہے اس کے متعلق سب سے عام بیان یہ ہے کہ سود، مستقبل اشیا سے موجودہ اشیا کا مبادلہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ 44

یہ قضیہ جس کی کم و بیش تاسیس و تیاری یکے دیگرے متعدد معاشئین کے مباحث میں عمل میں آئی اور جس کو انیسویں صدی کے آخر میں آسٹریا کے مشہور عالم معاشیات بوہم باورک نے نہایت منضبط شکل میں مرتب کیا تھا، ان تمام متعدد عملوں پر صادق آتا ہے جن میں قرضے دینے والے کو ماحصل زائد ملتا ہے۔ یہ قضیہ ان عملوں پر جو پیدائش کرنے والے کی دولت سے منسوب کیے جاتے ہیں جس حد تک منطبق ہوتا ہے اسی حد تک دولت صارف کے اعمال پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے اول الذکر بھی ویسا ہی اصل ہے جیسا کہ موخر الذکر دونوں حالتوں میں حقیقی سود اس واقعہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ زمانۂ حال اپنی دلکشی کے لحاظ سے مستقبل سے بڑھا ہوا ہوتا ہے، اور یہ کہ جن لوگوں کو موجودہ ذرائع پر دسترس حاصل ہے وہ ان کی تمتع پذیری اس وقت تک ملتوی نہ کریں گے جب تک کہ بڑھوتری کی شکل میں انھیں کوئی ترغیب نہ ملے۔ جہاں تک تقسیم دولت کے مسائل کا تعلق ہے وہاں تک دولت صارف اور پیدائش کرنے والے کی دولت دونوں ایک دوسرے کے مماثل مظاہر پیش کرتے ہیں۔ ہر دو قسم کی

باب ۱۲ — سود پر مزید بحث

دولت سود پیدا کر سکتی ہے، اور اس طرح ایسے اشخاص کی جماعت کے وجود میں لانے کی جانب رہبری کر سکتی ہے جنھیں فراہم کردہ ذرایع سے مستقل آمدنی وصول ہو اور جنھیں مایہ محتاج حیات کے لیے محنت کرنے کی ضرورت نہ پڑے یعنی متمول آرام طلب طبقہ۔

اگرچہ اس طرح دولت کی یہ دو قسمیں زمانۂ حال اور زمانۂ مستقبل کے اساسی تعلقات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مماثلت رکھتی ہیں، پھر بھی دوسرے اعتبارات سے ان دونوں قسموں میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ ذرایع کی تملیک سے جو معاشری فائدہ حاصل ہوتا ہے اس کی نوعیت ہی میں ایک بدیہی فرق موجود ہے۔ یہ فائدہ پیدائش کرنے والے کی دولت کی حد تک محنت کی پیدآوری کے اضافے میں پایا جاتا ہے اس لیے کہ اس کو "اصلدارانہ" طریق پر استعمال کیا جاتا ہے۔ پیدائش کرنے والے کی دولت کی طلب کا اور اصل استعمال کرنے والوں میں سود ادا کرنے کی قابلیت کا انحصار ایسے عاملین پر ہے جو دولت صارف پر یا دولت صارف سے حاصل کردہ سود پر اثر نہیں ڈالتے۔ ایجاد کی ترقی، کلوں اور بیش خرچ آلات کی روز افزوں پیدآوری اور تیاری میں محنت کے زائد صرف سے پیداوار کے اضافے کے ممکنہ حدود، یہ سب ایسے مسائل ہیں جن پر اصل کے محدود مفہوم کے لحاظ سے غور کرنا چاہیے، اور جو دولت صارف کے بارے میں رونما نہیں ہوتے۔

۵- جب سود کی ادائی ایک مرتبہ عام اور مسلمہ واقعہ بن جاتی ہے، تو اس کا اطلاق ان تمام صورتوں پر کیا جا سکتا ہے جن میں ایک شخص کے قبضے کے موجودہ ذرایع دوسرے شخص کے حوالے کیے جاتے ہیں۔ جس شخص کے پاس قرض دینے کے لیے زر موجود ہو وہ ایسے زر پر ہمیشہ سود حاصل کر سکتا ہے۔ جو کوئی قرضہ حاصل کرتا ہے اس کو قرضہ ادا ہونے تک ہر روز کا اور قرضے کے قلیل ترین جزو کا
سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ ایک ترقی یافتہ اور اعلیٰ درجے کی بنک کاری اور اعتبار 45
کے نظام میں مقابلہ اور باہمی عمل کا جو عنصر ہوتا ہے وہ موجودہ ذرایع کے مالکوں اور اصل کے انجام کار استعمال کرنے والوں اور تاجروں کے مابین ایک

باب ۲
سود پر مزید بحث

دائمی رشتہ یا علاقہ قائم رکھتا ہے۔ چنانچہ زر نقد کے ہر جزو پر، جو بطور قرض دیا جائے، سود مسلسل اور یقینی طور سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اس صورت میں، معاشی جدوجہد کے اکثر شعبوں کے مثل، جو اشخاص براہ راست مصروف ہوتے ہیں وہ اپنے اعمال کی اہمیت سے بہت کم واقف ہوتے ہیں۔ پیشہ ور قرضخواہ یا مہاجن روزمرہ کے تجربے کی بنا پر جانتا ہے کہ اس کے پاس جتنا زر قرض دینے کے لیے ہو اس پر اس کو ہمیشہ سود مل سکتا ہے، اور وہ اپنے اس عمل کو سود حاصل کرنے کا کاروبار خیال کرتا ہے۔ جو شخص قرضہ حاصل کرتا ہے وہ سود ادا کرنے کی شرط کو موجودہ زمانے کا لازمہ سمجھتا ہے، اور اس امر پر غور کرنے کے لیے توقف نہیں کرتا کہ کوئی کل یا متفرق اشیا اور سامان خریدنے کی غرض سے موجودہ ذرایع کے بارے میں خود اس کی طلب ہی اسی صورت حالات کا جزو ہے جس کی بنا پر لیندار کو سود حاصل ہوتا ہے جس طرح تقسیم عمل کے تحت کسی انفرادی کاریگر کو اپنے اس عمل کا کوئی احساس نہیں ہوتا جو وہ صنعت کی پیچیدہ تنظیم میں انجام دیتا ہے؛ اور جس طرح تجارت خارجہ کی تنظیم و ترتیب میں ہر ایک تاجر کو نظام کے اندر اپنی مخصوص حیثیت اور رتبے کا کوئی تصور نہیں ہوتا، اسی طرح انفرادی لینداروں یا انفرادی دینداروں کو ان حالات کا اندرونی علم نہیں ہوتا جو ان کے بیوپار اور معاملات کی تہ میں مضمر ہوتے ہیں۔ علمائے معاشیات کو اکثر برا بھلا کہا جاتا ہے کہ وہ نظری ہیں اور صنعت و حرفت کے واقعات کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ لیکن اوسط کاروباری شخص کا طرز عمل اس سے بدرجہا زیادہ غیر عملی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ تو صنعتی دنیا کے محض ایک چھوٹے سے گوشے سے باخبر ہوتا ہے، بہت ہی سطحی، معمولی اور پامال باتوں کا علم رکھنے پر قانع معلوم ہوتا ہے اور معاشیات کے اساسی مسائل کے متعلق اس قدر کم جانتا ہے کہ ان مسائل کی موجودگی کا بھی اس کو بمشکل علم ہوتا ہے۔

۶۔ بہترین تمسک پر سود کی جو اقل ترین شرح ہوتی ہے وہ مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ انگلستان میں وہ کئی نسلوں تک ادنیٰ ترین رہی اور فرانس میں اچھی خاصی اعلیٰ رہی۔ انیسویں صدی کے اختتام تک

باب ۴

سود پر مزید بحث

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں یہ شرح یورپ کے دیگر ممالک کے مقابلے میں اعلیٰ رہی۔ عام طور سے، نئے، خوشحال اور روز افزوں ترقی پذیر ممالک میں شرح اعلیٰ ہوتی ہے؛ اور قدیم ملکوں میں جو ایک زمانۂ دراز تک خوشحال رہ چکے ہوں شرح ادنیٰ ہوتی ہے۔ اس کی توجیہ زیادہ تر طلب ورسد کے تغیر پذیر حالات میں یعنی فراہمی اصل اور ترقیات کی باہمی مسابقت میں پائی جاتی ہے۔ انگلستان جیسے ملک میں جس کو
46
دو صدیوں تک کامل اندرونی امن وامان اور عظیم الشان صنعتی خوشحالی حاصل رہی، فراہمی اصل کا کام بڑے زور شور سے انجام پاتا رہا، اور باوجود اس امر کے کہ جنگی قرضوں کی صورتوں میں اکثر کثیر المقدار رقوم خرچ اور ضائع ہوتی رہیں، قومی میلان ہمیشہ منفعت بخش شغل اصل کی جانب رہا۔ نپولین کی جنگوں کے ختم کے بعد ہی فرانس بھی اس قسم کی خوشحالی سے متمتع ہوتا رہا، اور اگرچہ وہ ایک مدت دراز سے متمول ملک تھا، مگر اس کے پاس کبھی اتنی وافر رسد فراہم نہ ہوئی جتنی انگلستان میں ہوئی۔ علاوہ ازیں فرانس کے کثیر المقدار سرکاری قرضوں نے خود اس ملک کے باشندوں کی پس انداز کردہ رقوم کے بیشتر حصے کو پیدا آور صرف سے ہٹا لیا۔ دونوں ملکوں سے متعدد نسلوں تک کثیر مقدار میں زر برآمد ہوتا رہا، اور زیادہ تر ان ممالک میں مشغول کیے جانے کے لیے برآمد ہوا جہاں پیدائش میں اس کے استعمال کی طلب بہت زیادہ تھی۔ جرمنی نے ۱۸۷۰ء کے بعد غیر معمولی صنعتی ترقی کی۔ چنانچہ یہاں بھی بسرعت تمام کثیر مقدار میں اصل فراہم ہوا اور دیگر ممالک کو اس کی برآمد ہوئی۔ زر ان سب ملکوں سے زیادہ تر ان نئے ملکوں کو برآمد ہوا جن میں اصل اس وقت تک بڑے پیمانے پر فراہم نہ ہوا تھا، جن کے ذرائع سے پوری طرح استفادہ نہیں کیا گیا تھا اور جہاں اصل کو استعمال کرنے کے مواقع کثیر اور منفعت بخش تھے۔ چنانچہ انیسویں صدی کے دوران میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی یہی حیثیت رہی۔ کینیڈا، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، آرجن ٹائن، چلی اور دیگر علاقے، قدیم ملکوں کے لیے شغل اصل کا وسیع اور منفعت بخش میدان پیش کرتے رہے۔ اب صورت میں ریاستہائے متحدہ کے قدیم علاقے اور خاصکر شمالی اطلانطک کے ساحل سے مغرب جانب کے

باب ۱۳
سود پر مزید بحث

علاقے کو، اور بعد میں، جنوبی علاقے کو جو نقل اصل عمل میں آئی وہ کچھ زیادہ حیرت انگیز نہ تھی۔ نیو انگلینڈ سے مغربی علاقے میں پس انداز کردہ رقوم کی گنگا بہنے لگی۔ چنانچہ اس مستقل بہاؤ کی بدولت مغربی علاقہ اصل کی دیرینہ اور شدید ضرورت بخوبی پوری کرنے کے قابل ہوگیا۔

اگر ایک ملک سے دوسرے ملک میں پس انداز کردہ رقوم کی نقل بلا تامل اور بلا پس وپیش عمل میں آئے تو مشاغل اصل پر جو شرح سود وصول ہوگی وہ دونوں ملکوں میں یکساں و مقررہ ہوگی۔ لیکن یہ نقل اس طرح عمل میں نہیں آتی۔ کسی اجنبی ملک میں کسی اجنبی شخص کو قرضہ دینے کے مقابلے میں ملک ہی کے اندر کسی شخص کو یا ملک کے اندر کوئی کاروبار انجام دینے کے لیے بہت زیادہ مستعدی کے ساتھ قرضہ دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی قرضدار اپنے ملک کے سیاسی حدود سے باہر کسی لیندار سے قرضہ حاصل کرے تو اس قرضدار کو مقابلۃً کچھ زیادہ سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ ان مقامات پر بھی جہاں حدود کو عبور کرنا نہیں پڑتا بلکہ مقابلۃً کم مانوس علاقے میں جانا پڑتا ہے اس قسم کی ترغیب کا عام طور سے پیش کیا جانا ضروری ہے۔ مثلاً اس صورت میں جبکہ قرضہ دینے کی درخواست انگلستان کے باشندے کے پاس کینیڈا یا آسٹریلیا، یا ٹکساس یا اوریگون کے باشندے کی جانب سے پیش ہو۔ اگر 417
نئے اور سرعت کے ساتھ ترقی کرنے والے علاقوں میں اصل کی رسد کا واحد ذریعہ خود انھیں علاقوں کے باشندوں کی پس انداز کردہ رقوم ہوں تو یہاں سود کی شرح، قدیم سطح سے نسبتہً بہت اعلیٰ ہوگی۔ قدیم ممالک سے جو رسد یہاں درآمد ہو وہ اس نئی شرح میں تخفیف کر دیتی ہے، گو اس کی سطح اس قدر کم نہیں ہو جاتی جتنی کہ ان قدیم ملکوں میں حقیقۃً ہوتی ہے۔

اس قسم کا فرق ایک ہی ملک یا علاقے کے اندر معروف اور غیر معروف مشاغل اصل کے مابین رونما ہوتا ہے۔ بوسٹن اور نیویارک کے جیسے بڑے شہر کسی چھوٹے شہر یا بلدیہ کے مقابلے میں بہتر شرایط پر قرضے حاصل کر سکتے ہیں، خواہ موخر الذکر فاصلے کے لحاظ سے اتنے ہی قریب اور قرضے کی ادائی کی اتنی ہی قابلیت کیوں نہ رکھتے ہوں۔ کوئی بڑی ریلوے کمپنی، جس کے

باب ۱۴

سود پر مزید بحث

تمسکات شغل اصل کرنے والوں کے وسیع دائرے میں روشناس ہوں، کسی چھوٹے پیمانے پر کام کرنے والی انجمن کے مقابلے میں بہت زیادہ فائدے کے ساتھ اپنے تمسکات فروخت کر سکتی یعنی قرضہ حاصل کر سکتی ہے، خواہ موخر الذکر کا کاروبار اول الذکر کے مقابلے میں کم غیر محفوظ ہی کیوں نہ ہو۔ اس قسم کے فرق و اختلاف کو ملکوں کے اختلاف کے مثل بنکوں اور تاجروں کی جد و جہد اور صرافوں کے اعلانات گھٹا دیتے ہیں؛ لیکن پھر بھی کچھ اختلافات ضرور قائم رہتے ہیں۔

نقل کے اس پورے عمل میں اور کامل مساوات کے حصول کے بغیر مساوات کی جانب رجحان میں خطرات کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ چونکہ نئے ملکوں میں مشاغل اصل کے مستقبل کا امید افزا ہونا ممکن ہے، نیز اس کا بھی قرینہ ہوتا ہے کہ قدیم ملکوں کے مقابلے میں یہاں انجام کار زیادہ سود وصول ہو، اس لیے نئے ممالک کے مشاغل اصل کی ہر انفرادی صورت میں عدم تیقن اور عدم اطمینان کے عناصر بالعموم موجود ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بیمہ کے اقساط کی شکل میں کچھ نہ کچھ بڑھوتری ادا کرنی پڑتی ہے۔

عدم جاذبیت بعض قسم کے قرضوں کے سود کو بالعموم اعلیٰ رکھتی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، رہن دالوں کو قرضے عام طور سے ایسے حالات کے تحت دیے جاتے ہیں جو مسابقت کے پورے اثر کو محسوس ہونے نہیں دیتے۔ لیکن اگر یہ قرضے ایسی شرحوں پر بھی دیئے جائیں جو بازار کے امکانات کے متعلق قرضگیروں کی کامل واقفیت کا نتیجہ ہوں، تو بھی بلا شبہ ان کی شرحیں معمولی قرضوں کے سود کی شرحوں کے مقابلے میں زیادہ ہی ہوں گی؛ اس لیے کہ اس قسم کے قرضوں کو معاشرتی لحاظ سے کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ علیٰ ہذا رہنے سہنے کے مکانات جو غربا کو کرایہ پر دیے جاتے ہیں ان سے بھی عدم ادائی کے خطرات کا اور کرایہ کی وصولی اور انتظام کے مصارف کا لحاظ کرنے کے بعد مروجہ شرح سود کے مقابلے میں اعلیٰ شرح وصول ہوتی ہے۔ ایسے لین دین کے بارے میں اظہار تنفر کیا جاتا ہے جن میں حاجتمندوں اور اہل ضرورت پر حقیقی یا

48 ظاہری دباؤ پڑتا ہے۔ اگرچہ ہمدردی بنی نوع کے خیال سے ۲ فی صد سود یا کرایہ

باب ۱
سود پر مزید بحث

لینے کی بنا پر شہر کے غریبوں کو نمونے کے مکانات ایسے کرایوں پر دیئے جا سکتے ہیں جن سے مالکوں کو اس سے زیادہ آمدنی وصول نہیں ہوتی جتنی کہ اسی اصل کو دوسرے طریقوں پر صرف کرنے سے وصول ہوتی، بلکہ اس سے ایک حد تک کم ہی وصول ہوتی ہے؛ لیکن اس خیال سے جو کاروبار کیا جاتا ہے اس کا دائرہ بہت ہی محدود ہے، چنانچہ اب بھی یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اس قسم کے مشاغل اصل سے بالعموم اتنی آمدنی وصول ہوتی ہے جو مروجہ شرح سود سے زیادہ ہی ہوتی ہے۔ اسی قسم کے وجوہ کی بنا پر، امریکہ کے شہروں میں شراب کی خردہ فروشی کی تجارت کے لیے جو عمارات استعمال کئے جاتے تھے ان سے بھی غیر معمولی طور سے زیادہ مقدار میں کرایہ وصول ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے شغل اصل سے خفیف سی کم وقعتی اور بے قدری منسوب کی جاتی ہے۔

۷۔ اب آخر میں سود کے جواز میں اور اس کی معاشری اہمیت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے؟

معاشیات کی قدیم انگریزی کتابوں میں سود کو بالعموم "اجتناب یا احتراز کا صلہ" کہا گیا ہے۔ اس فقرے کی بالعموم تضحیک کی گئی ہے، اور روٹ شلٹ[۱] یا وان ڈربلٹ[۲] جیسے اشخاص کے اجتناب کرنے اور صلے کے مستحق قرار پانے کو بہ نظر استعجاب دیکھا جاتا ہے۔ قدیم معاشئین میں جو زیادہ روشن خیال تھے انھوں نے اس فقرے سے اپنے دماغ میں کبھی اخلاقی مفہوم منسوب نہیں کیا، اگرچہ ان لوگوں نے جنھوں نے اپنے نظریات کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی اس کی جانب

---

[۱] روٹ شلٹ (Rothschild) یہ انگلستان کا ایک بہت ہی مشہور ساہوکار تھا۔ اس کے بعد اس کے خاندان والوں نے اسی نام سے بنک کے کاروبار کو جاری رکھا۔

[۲] وان ڈربلٹ (Vanderbilt) یہ امریکہ کا بہت ہی معروف ارب پتی تھا۔ یہاں یہ دونوں نام محض استعارۃً استعمال کئے گئے ہیں اور ان کا مطلب اصطلاحاً ہے۔

اخلاقی مفہوم بالعموم منسوب کیا ہے۔ اس فقرے میں محض ایک واقعے کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سود محض اس وجہ سے رونما ہوتا ہے کہ زر کے پس انداز کرنے اور اصل فراہم کرنے میں "اجتناب" مضمر ہے۔ موجودہ ذرائع کس طریقے سے اس شخص نے حاصل کیے جو اب ان کا مالک ہے اس کا پس انداز کرنے اور اجتناب کرنے کے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اس نے یہ ذرائع دھوکہ دے کر یا سرقہ کر کے حاصل کیے ہوں؛ یا ممکن ہے کہ اپنی پیداآور قوتوں کو ایسے طریقوں سے صرف کر کے جو بنی نوع کے لیے منفعت بخش ہوں حاصل کیے ہوں۔ پھر ممکن ہے کہ ان ذرائع سے کچھ حصہ پس انداز کرنے کا عمل ایسا ہو جو مستحسن قرار پائے؛ مثلاً اس کا مقصد اہل و عیال کی آیندہ ضرورتوں کے لیے زر مہیا کرنا ہو؛ یا ممکن ہے کہ زائد از ضرورت آمدنی سے محض شغل بیکاری کے طور پر رقم پس انداز کی گئی ہو، جس کا محرک محض متمول بننے کی مہمل رقابت ہو۔ جہاں تک معاشی مسئلے کا تعلق ہے، وہاں تک یہ سب معاملات یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ املاک کو مستقبل کے املاک پر ترجیح دی جاتی ہے اور یہ کہ موجودہ ذرائع کا مبادلہ مستقبل کے ذرائع سے اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک کہ کوئی ترغیب نہ دی جائے۔ یہ ایک سیدھا سادہ بدیہی واقعہ ہے؛ یہ سوال کہ آیا وہ اخلاقی معیار کے مطابق ہے یا نہیں ایک بالکل جداگانہ معاملہ ہے۔

سود، بظاہر خانگی ملکیت اور آزاد مبادلے کے نظام کا ناگزیر نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا وجود ابتدائی اور سادہ طریق پر زندگی بسر کرنے والی قوموں میں پایا جاتا ہے، اور پیدائش کے عملوں کی پیچیدگی اور کارکردگی کے اضافے کے
ساتھ ساتھ وہ زیادہ وسیع اور اہم ہو جاتا ہے۔ ابتداءً وہ زیادہ تر قرضوں کی سادہ 49
شکل میں ظاہر ہوتا ہے جو صرف کے واسطے لیے جاتے ہیں۔ موجودہ قوموں کی ترقی کے ساتھ ساتھ پیدائش کی غرض سے قرضے لیے جانے لگے اور ایسے قرضوں کا عمل اور ان کی اہمیت بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ اب قرضوں کی عام اور غالب شکل یہی ہو گئی ہے۔ معاشی تاریخ کے الجھے ہوئے سلسلے کے تبصرے میں یہ معلوم کرنا غیر ممکن ہے کہ خانگی اصل کی فراہمی، سود کے محرک کے تحت کس طرح ترک

باب ٤

سود پر مزید بحث

کیجا سکتی تھی۔ اس حد تک اس کو جائز اور بجا قرار دیا جا سکتا ہے۔

لیکن اس سیدھی سادی افادی وجہ سے قطع نظر کرکے دوسری وجہ کی بنا پر ایک صورت سود کے خلاف ہے اور یہ عدم مساوات کے واقعے پر مبنی ہے۔ جو لوگ موجودہ ذرایع پس انداز کرتے اور الگ رکھتے ہیں وہ اس وجہ سے ایسا کرتے ہیں کہ ان کے ذرایع بالعموم بہت وافر رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ رقم پس انداز کرنا اس معنی میں ایثار ہو کہ موجودہ تمتع پذیری کا التوا عام طور سے تکلیف دہ ہوتا ہے؛ لیکن وہ بالعموم کوئی تکلیف دہ یا ناقابل برداشت ایثار نہیں ہوتا موجودہ زمانے میں ابھی کچھ زمانہ ادھر تک اصل کا فراہم اور مشغول کرنا صرف معدودے چند اشخاص کے دائرے کی حد تک ممکن تھا، جنھوں نے اچھے یا بُرے ذریعے سے دوسروں کے مقابلے میں کثیر آمدنی پیدا کرلی تھی۔ موجودہ زمانے کی سرمایہ داری کے نظام کے آغاز کا حال یقینی طور سے نہیں معلوم ہو سکتا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس نظام کی سب سے ابتدائی حالتوں میں اور کئی صدیوں تک صرف تاجروں، ساہوکاروں اور شہر کے چند متمول اشخاص کی ایک قلیل جماعت فراہمی اصل اور شغل اصل کے کام میں حصہ لیتی تھی۔ اگرچہ سیونگ بنکوں، بیمہ کمپنیوں، انجمن ہائے اتحاد باہمی اور عوام کے لیے دیگر متعدد شغل اصل کے ذرایع کے افتتاح کی وجہ سے عصر حاضر میں یہ صورت حالات کسی قدر متغیر ہو گئی ہے، پھر بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ رقم پس انداز کرنے والے زیادہ تر متمول اور خوش حال طبقے کے لوگ ہوتے ہیں۔ گو اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کوئی باوثوق اعدادی شہادت نہیں پیش کی جا سکتی، لیکن ایسی شہادت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ عام اور معمولی واقعات کے مشاہدے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ موجودہ زمانے میں فراہمی اصل اور شغل اصل کے کاروبار زیادہ تر گنتی کے اشخاص کی دلچسپی کے معاملات ہیں جو صاحب جائداد طبقے کے رکن ہیں یا ان سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔

اس طرح ایسی ملک، جس سے سود وصول ہوتا ہے اور جو عدم مساوات کا نتیجہ ہے، خود بھی عدم مساوات کو فروغ دیتی اور برقرار رکھتی ہے یہی نہیں کہ سود وصول کرنے والے موجودہ عظیم ذرایع پر قابض و متصرف ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے بھی

باب ۲۴

سود پر مزید بحث

زیادہ اہم یہ چیز ہے کہ وہ خود اپنی اور اپنے اہل و عیال کی مامون و محفوظ حیثیت کو آمدنی پانے والوں کی حیثیت سے دائمی طور سے برقرار رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ دورِ حاضر میں معاشرے کی طبقہ بندی اور بے املاک گروہ سے متمول جماعت کی علیحدگی
50 موجود الوقت املاک کی آمدنی سے تائید و تقویت حاصل کرتی ہے۔ سود کے نتیجے کے طور پر آرام طلب طبقہ معرضِ وجود میں آیا ہے، اور سود کی وصول یابی کے ذریعے سے اپنے آپ کو وسعت دینے اور دائمی طور سے قائم رکھنے کی جانب مائل ہے۔

اس طرح اس کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ سود خانگی ملکیت کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ موجودہ زمانے کی کل صنعتی ترقی اسی نظام کے تحت وقوع میں آئی ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس نظام کی عدم موجودگی میں یہ ترقی کس طرح رونما ہو سکتی تھی۔ آرام طلب طبقے کے وجود کا واقعہ غیر متعصب مُبصّر کے نزدیک کبھی اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کرنے والا واقعہ نہیں رہا ہے۔ اس کو ایسے نظام کا جز و تسلیم کرنا ضروری ہے جو بحیثیت مجموعی مفید اور بہرطور ناگزیر ہے؛ یعنی وہ نہ صرف زمانۂ گزشتہ میں ناگزیر تھا بلکہ مستقبل قریب کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اس سوال سے کہ آیا خانگی ملک اور اس کے لوازم و لواحق غیر معین مستقبل تک قائم رہیں گے جو مسائل رونما ہوتے ہیں وہ اُن مسائل سے بدرجہا زیادہ وسیع ہیں جن کا سود سے راست تعلق ہے؛ چنانچہ ان کی بحث کو کسی متعاقب موقع کے لیے اٹھا رکھنا ضروری ہے۔[1]

---

[1] دیکھو باب ۵۱ عدم مساوات اور اسکے اسباب پر اور باب ۶۵ و باب ۶۶ اشتراکیت پر۔

53

باب ۱۴

51

پیدائش مفرط و شغل مفرط

(۱) مفرط پیدائش ان معنوں میں کہ پیداوار استعمال کے امکان سے متجاوز ہو غیر ممکن ہے۔ احتیاجوں کی وسعت پذیری (۲) مفرط پیدائش اس پیدائش کے مفہوم کے لحاظ سے جو نفع آوری کی حالت سے متجاوز ہو، ممکن ہے بشرطیکہ شغل اصل لامتناہی طریقے سے جاری رہے۔ مزدوروں کو پیشگیاں ادا کرنے کا عمل اور مفروضہ حالات کے تحت پیدائش کی تنظیم۔ فراہمی اصل کی موقوفی سے انتہائی نتائج کی روک۔ روڈبرٹس کے استدلال پر نکتہ چینی۔ (۳) معمولی صنعتوں میں مفرط شغل اصل سے مفرط پیدائش کا حقیقی رجحان ظاہر ہوتا ہے (۴) بڑے پیمانے پر کلیں چلانے والی صنعتوں کا بہترین انتظام ان کے مسلسل جاری رہنے سے ہوسکتا ہے، اور وہ مفرط پیدائش یا اتحاد کی جانب مائل ہوتی ہیں۔ (۵) صنعتی بحران اور کساد بازاری کے مظاہر، مفرط پیدائش کے مظاہر سے حقیقۃً مختلف ہیں۔

۱۔ یوں تو موجودہ باب اصل بحث سے ایک حد تک گریز کر گیا ہے لیکن مفرط

باب ۱۲
پیدائش مفرط و شغل مفرط

پیدائش کی بحث، معاشی نظریے کے ایک سے زیادہ پہلو پر حاوی ہے۔ اس کا تعلق نہ صرف پیدائش اور قدر کے مسائل سے ہے بلکہ تقسیم دولت کے مسائل سے بھی ہے۔ اس کے بارے میں جو عام استدلال ہے وہ خاصکر مفرط شغل اصل کے امکان سے اور اسی طرح اصل کی آمدنی کے یقین سے متعلق و وابستہ ہے۔ اس وجہ سے اس پر یہاں بحث کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

”مفرط پیدائش“ یا کثرت پیداوار کے متعدد معنی لیے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی کے مطابق اس سوال کا جواب کہ آیا کثرت پیداوار ممکن ہے یا نہیں، متعدد طریقوں سے دیا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں سب سے اول اس اصطلاح کے وسیع ترین معنی پر غور کرنا چاہیے“ اور وہ یہ ہیں کہ انسان جس حد تک اشیا استعمال کر سکتا ہے عام طور سے اس سے زیادہ مقدار میں پیداوار تیار کی جائے۔ تو کیا ایسی زیادتی یا افراط ممکن ہے؟

معاشئین اس سوال کا نفی میں جو جواب دیتے ہیں اس کا انحصار انسانی احتیاجات کی وسعت پذیری پر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ غذا، لباس اور مکان کے بارے میں انسان کی نری طبعی احتیاجیں مقابلۃً اشیا کی بہت ہی قلیل مقدار سے پوری ہو سکتی ہیں۔ اگر زائد رسد کے امکان کے ساتھ ساتھ سیدھی سادی غذا، لباس اور مکان کی زیادہ مقدار کا اضافہ کیا جائے تو رسد انسانی احتیاجوں سے زائد ہو جائے گی۔ لیکن رسد میں تغیر و تنوع پیدا کر کے تمتع اور تسکین پذیری تقریباً غیر معین طریقے سے
52 بڑھائی جا سکتی ہے۔ غذا میں زیادہ نفاست اور خوبی کا خیال رکھا جائے، اور لباس اور مکان میں زیادہ گوناگونی، تنوع اور باریکی پیدا کی جائے تو تمتع پذیری بظاہر غیر محدود طریقے پر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آدم اسمتھ کا قول ہے کہ ”ہر انسان میں غذا کی خواہش اور احتیاج اس کے پیٹ کی محدود صلاحیت پر منحصر و موقوف ہے، لیکن مکان، لباس، ساز و سامان اور گھر کے فرش اور فرنیچر کی آسائش اور آرائش کی خواہش کی بظاہر کوئی معین حد یا مشخص انتہا نہیں ہے“[۱]۔ اس سے زیادہ کوئی اور چیز حیرت انگیز نہیں کہ ایک شخص، جو قلیل آمدنی اور مختصر تمتعات سے ابتدا کرتا ہے، اپنے لیے کثیر آمدنی کے

[۱]۔ دیکھو ”دولت اقوام“ حصۂ اول باب ۱۱ جزو دوم، اور کینن کا ایڈیشن جلد یکم صفحہ (۱۶۵)۔

باب ۴
پیدائش مفرط، شغل مفرط

وسائل بہم پہنچاتا ہے، اور اخراجات کی ایسی نئی نئی مدیں قائم کرلیتا ہے جو بہت جلد اس کی حاجتوں کی شکل اختیار کرلیتی ہیں اور پھر مُصارف زندگی کی کثرت کا شاکی رہتا ہے جس سے محض اس کی آرام و تعیش کی زندگی کی روزافزوں عادت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ صرف اُس تنوع کا نتیجہ ہے جس کی بنا پر نئی نئی احتیاجیں رونما ہوتی ہیں اور ان کی تکمیل کے نئے نئے طریقے دریافت کئے جاتے ہیں۔ گزشتہ ایک یا دو صدی میں پیدا آور قوت میں جو عظیم الشان اضافہ ہوا اس کے معنی لازمی طور سے یہ رہے ہیں کہ صنائع میں گوناگونی پیدا ہوئی اور نئی نئی اشیا یا معمولی اشیا کی نئی نئی اور ترقی یافتہ شکلیں استعمال ہوئیں۔ اکثر اشیا جو پہلے تعیشات میں داخل تھیں اب محض روز مرّہ کی آرام و آسایش کی اشیا شمار ہوتی ہیں اور متعدد اشیا جو سابق میں آرام کا سامان تھیں اب ضروریات حیات خیال کی جاتی ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ جن احتیاجوں کی تکمیل کے لیے زائد ذرایع استعمال کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک احتیاج محض حبِ جاہ یا جاہ طلبی ہے۔ اکثر اشیا کی قدر و منزلت کلّی یا جزدی حیثیت سے محض اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ اعلیٰ معاشری رتبے کی علامات خیال کی جاتی ہیں، مثلاً شام کا لباس، موٹر کار، گھوڑا گاڑی، پرتکلف ضیافت اور تفریح، خانگی بادبانی کشتی کا مالک ہونا اور محل وغیرہ۔ اس قسم کی چیزوں کا خرچ غالباً تضییع زر ہے، یعنی تضییع اس معنی میں کہ ان سے جو تسکین پذیری حاصل ہوتی ہے وہ خیالی اور عارضی ہوتی ہے۔ دوسری جانب یہی تسکین پذیری رشک و رقابت اور نمایش و خود نمائی کی جبلّت پر مبنی ہے جو بنی نوع انسان میں عام طور پر پائی جاتی ہے اور جد و جہد کے لیے نہایت ہی قوی مہیّج رہی ہے۔ جہاں تک کثرت پیداوار یا مفرط پیدایش کے مسئلے کا تعلق ہے وہاں تک اس سے بحث نہیں کہ حاصل کردہ تمتع کتنا عظیم یا کتنا دیرپا ہے، اور لاحقہ اخراجات سے کس درجہ تناسب رکھتا ہے۔ صرف اس قدر کافی ہے کہ جیتے جاگتے اور موجودہ دنیا میں بسنے والے انسان کی ہر قسم کی احتیاجیں، خواہ وہ جسمانی آرام کے لیے ہوں یا جمالیاتی اور عقلی تسکین پذیری کے لیے، تنوع یا تفریح طبع کے لیے ہوں یا نمایش اور خود نمائی کے لیے، غیر معین طور سے توسیع پذیر ہیں۔ اس بات کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ جتنی مقدار کو انسان

باب ۴

پیدائش مفرط و شغل مفرط

اپنی احتیاجوں کے پورا کرنے کے لیے کم از کم ضروری خیال کریں اس سے زائد اشیا کبھی بھی پیدا ہوں گی۔

یورپ اور امریکہ سے قطع نظر کرکے جہاں تک مختلف آب وہوا کے ملکوں میں بسنے والے اور مختلف النسل انسانوں کا تعلق ہے وہاں تک اس عام بیان کو ایک حد تک مشروط کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے انسان بھی ہیں جن کی احتیاجیں توسیع پذیر نہیں ہوتیں، یا کم از کم بہت دیر میں اور تدریجی طور سے ان میں توسیع کیجا سکتی ہے۔ گرم ملکوں میں رہنے والے حبشیوں اور دوسری قوموں کو جب کھانا پانی کافی مقدار میں میسر آتا ہے تو وہ ایسے ذوق وشوق کی تکمیل کے لیے زیادہ محنت کرنے کے بجائے جسے ہم شایستہ یا بہرکیف مہذب خیال کرتے ہیں، بیکار رہ کر کاہلی میں وقت ضائع کرنا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ جب موجودہ زمانے کا کاروباری شخص نئے علاقوں کے استحصال کی کوشش کرتا ہے تو یہ قومیں اس کو تنگ اور برافروختہ کرتی ہیں اس لیے کہ جب ان کی اساسی احتیاجیں پوری ہوجاتی ہیں تو وہ پیدائش سے دست کش ہوجاتی ہیں۔ کاروباری شخص تو یہ چاہتا ہے کہ انھیں زیادہ محنت کرنے پر ابھارے اور اس زائد کام کے لیے انھیں مزید اجرت دینے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تاکہ منفعت حاصل ہو، لیکن تاوقتیکہ نئی احتیاجیں کسی طرح رونما نہ ہوں وہ کام کم کرتی ہیں، بلکہ زائد اجرت ملنے کی صورت میں زیادہ کام نہیں کرتیں۔ ایسی صورت میں مفرط پیدائش سچ پوچھو تو بالکل غیر ممکن ہے، جب ان غیر تربیت یافتہ اشخاص کو خورد ونوش کے لیے کافی اشیا میسر آجاتی ہیں تو وہ کام سے جی چرانے لگتے اور مزید پیدائش سے دست کش ہوجاتے ہیں۔

۲۔ لیکن ایسے عام مفہوم میں "مفرط پیدائش" یا کثرت پیداوار کی اصطلاح کو بالعموم استعمال نہیں کیا جاتا۔ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جتنی اشیا استعمال کیجا سکتی ہیں اُن سے زائد مقدار میں تیار کرنے سے مشکلات پیدا نہیں ہوتیں، بلکہ جتنی اشیا منافعے کے ساتھ فروخت کیجا سکتی ہیں ان سے زائد مقدار میں تیار کرنے سے دشواریاں رونما ہوتی ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دشواریاں ہمارے زمانے کے موجودہ اصلدارانہ معاشرے کی خصوصیت متاثر ہیں۔ یہ معاشرہ محض اپنے

باب ۴
پیدایش مفرط،
شغل مفرط

اکتسابات اور کامرانیوں کی بدولت اپنے آپ کو مشکلات میں گھرا پاتا ہے۔ اصلدار کے نفع کے خیال سے جتنی اشیا فروخت کیجا سکتی ہیں ان سے زیادہ مقدار میں تیار کیجاتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ انھی عملوں کے ذریعے سے جن کو انجام دینے کا مقصد جلب منفعت تھا نقصان رونما ہوتا ہے۔

یہ چیز کسی ایک صنعت کے لیے اور کسی ایک شئے کے لیے بھی ممکن ہے۔ یہ خیال کرنا بالکل ممکن ہے کہ جتنی سائیکلیں یا جتنا ریشم نفع کے ساتھ فروخت کیا جا سکتا ہے اس سے زیادہ مقدار میں یہ اشیا طیار ہو سکتی ہیں۔ گو یہ صورت عام طور سے واقع نہیں ہوتی، پھر بھی اتنی کافی کثرت کے ساتھ وقوع پذیر ہوتی ہے کہ اس کو عام کہا جا سکتا ہے۔ حسابات اور تخمینوں میں غلطیوں کا سرزد ہونا ایک شدنی امر ہے۔ لیکن اس کا علاج بظاہر سیدھا سادا اور خود بخود ممکن ہے۔ اگر کوئی شئے اس سے زیادہ مقدار میں تیار کی جائے جتنی کہ منافعے کے ساتھ فروخت ہو سکتی ہے تو اس شئے کی پیدایش میں کمی کر دی جائے گی۔ بعض پیدا کرنے والے کاروبار سے جلدی یا بدیر دست کش ہوں گے، اور اگر پیدایش کے عمل کے لیے کلوں کو بڑے پیمانے پر استعمال کرنا پڑے تو غالباً معقول وقفے کے بعد دست بردار ہوں گے؛ نتیجہ یہ کہ رسد گھٹ جائے گی، قیمت بڑھے گی اور زائد پیدایش رک جائے گی۔

54

لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ اس طرح بچکر نکل جانا اس وقت ممکن نہیں ہے جب سب صنعتیں مجتمع طور سے ایک ہی وقت میں اشیا کا کثیر المقدار ذخیرہ تیار کر کے بازار میں بھیج رہی ہوں۔ اگر فی الواقع صرف چند ہی صنعتیں منفعت بخش فروخت کے نقطے سے تجاوز کر کے اشیا طیار کر رہی ہوں تو محنت و اصل دوسری صنعتوں میں جہاں اس قسم کی دشواریاں نہیں ہیں، منتقل ہو سکتے ہیں اور ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ دوسری صنعتیں بھی انھیں کی طرح مشکلات میں پھنسی ہوئی ہوں تو پھر اس قسم کا کوئی علاج کارگر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ یہ کہا جاتا ہے کہ تمام صنعتوں میں اس بات کا میلان پایا جاتا ہے کہ پیدایش دائمی طور سے نہیں تو کم از کم متواترا ور میعادی طور سے منفعت بخش نقطے سے تجاوز کر جائے۔

باب ۴

پیدائش مفرط اور شغل مفرط

موجودہ زمانے کے کارخانے اور کلیں، قابل صرف اشیا کثیر مقدار میں تیار کرتی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ خود کلوں کے تیار ہونے کے زمانے میں لوہے، لکڑی، اور دوسری اشیا کی ضرورت ہوتی ہے جو کارخانے میں استعمال کی جاتی ہیں اور ان کے تیار کرنے میں منافعہ ہوتا ہے؛ اور کلوں کے استعمال ہونے کی ابتدائی حالت میں کوئلے، اون، روئی، وغیرہ اشیا کی ضرورت اور مانگ ہوتی ہے اور ان کے تیار کرنے میں بھی نفع ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی قابل صرف شئے مثلاً کپڑا تیار ہونے کے بعد آخر کار کثیر مقداروں میں بازار میں بھیجا جاتا ہے تو اس کو نفع آور شرایط کے ساتھ فروخت نہیں کیا جاسکتا پیداوار کی مقدار کثیر ہو جاتی ہے، کام رک جاتا ہے، کارخانہ بند ہو جاتا ہے، پھر اس کا ردّ عمل کلیں تیار کرنے اور اشیا پیدا کرنے والے کارخانوں پر ہوتا ہے، ان کا کاروبار بھی رک جاتا ہے اور عام کساد بازاری رونما ہو جاتی ہے۔ اس طرح تجارتی بحران کا متواتر ظہور یا دورہ تسلسل کم از کم ایک حد تک متواتر مفرط پیدائش کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔

اس کل استدلال میں دو اساسی طور سے مختلف چیزوں کو خلط ملط کر دیا گیا ہے؛ ایک طرف شغل اصل میں اس مقام سے تجاوز جہاں اصل کے سود کو قائم رکھا جاسکتا ہے؛ دوسری طرف پیدائش میں اس مقام سے تجاوز جہاں اشیا کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے اول الذکر شکل قابل تصور ہے اگرچہ بہت زیادہ غیر اغلب ہے۔ لیکن دوسری شکل کا، جہاں تک انسانی احتیاجات قابل توسیع یا وسعت پذیر ہیں تصور نہیں کیا جاسکتا۔

اس مسئلے کو اس کی انتہائی شکل میں پیش کرنے کے لیے (اور یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعے سے اصول کے متعلق کسی مسئلے کو پرکھ سکتے ہیں) یہ فرض کیا جائے کہ فراہمیٔ اصل اور شغل اصل بہت افراط اور سرعت کے ساتھ عمل میں آتے ہیں؛ نیز یہ بھی مان لیا جائے کہ کلیں اور کارخانے غیر محدود طریقے پر کثیر تعداد میں قائم ہو جاتے ہیں اور یہ کہ قابل صرف اشیا کی مقدار بھی اسی کے تناسب سے زیادہ طیار ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں رفتار واقعات کیا رونما ہوگی؟

باب ۴
55
پیدائش مفرط
شغل مفرط

اولاً قوتِ خرید یا اختصار کے ساتھ کہا جائے تو دوزر، آلات اور کلوں کے خریدنے میں اور ان کو بنانے کی غرض سے اشیائے خام خریدنے میں صرف ہوگا۔ زر اب ایسی اشیا میں صرف نہ ہوگا جن سے سابق میں وہ اشخاص تمتع حاصل کرتے تھے جواب شغل اصل کرنے والے بن گئے ہیں۔ تعیشات کے اخراجات میں بڑی حد تک کمی واقع ہوگی یا یہ اخراجات بالکل ترک کر دیے جائیں گے۔ طلب کی اس تبدیلی کی وجہ سے پیدائش کے رُخ میں بھی اس کے بالمقابل تبدیلی رونما ہوگی۔ کلیں طیار کرنے والی صنعتیں پُرمنفعت کاروبار کریں گی، اور سامان تعیش تیار کرنے والی صنعتیں گھاٹے میں رہیں گی۔ نتیجہ یہ کہ ایک صنعت سے دوسری صنعت میں نقل محنت واقع ہوگی۔ اس مفروضے کے مغالطے کو کہ اخراجات تعیش کے گھٹ جانے کی وجہ سے مزدوروں کی نسبتہً کم تعداد کام پر لگی رہے گی کئی دفعہ خلاف واقعہ ثابت کیا جا چکا ہے[1]۔ رقم پس انداز کرنے اور شغل اصل کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مزدوروں کو کام ملنا بند ہو جاتا ہے یا اُن کے لیے ملازمت کا موقع کم ہو جاتا ہے بلکہ محض یہ کہ اب مزدوروں سے ایک جداگانہ طریقے سے کام لیا جاتا ہے۔

لیکن قلیل ہی مدت کے گزرنے کے بعد ہی آلات اور کلوں کو استعمال کرنا ضروری ہے، تاکہ ان سے مزید قابل صرف اشیا طیار ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کس قسم کی قابل صرف اشیا کی طلب ہوگی؟ یہ اشیا ایسی نہ ہوں گی جو شغل اصل کرنے والوں اور رقم پس انداز کرنے والوں (غالباً خوش حال طبقے) کی طلب کو پورا کریں۔ مفروضے کے لحاظ سے، یہ طبقہ تمتع کی خاطر اشیا نہ خریدے گا، بلکہ وہ ہر حالت میں اس قسم کے اخراجات کو اقل ترین حد تک گھٹا دے گا۔ لیکن مزدوروں نے تو اپنی نفس کشی کا کوئی قانون منظور نہیں کیا ہے۔ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی اشیا کے لیے غیر محدود بازار موجود ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اگر اشیا کی خریداری بڑھانی مقصود ہو تو اشیا انھی کی پسند اور خواہش کے مطابق

[1] دیکھو باب ۱۲ ب فصل (۲)۔

باب ۱۲ پیدائش مفرط و شغل مفرط

تیار کرنی چاہئیں۔ لیکن اس قسم کی اشیا کو فروخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی بشرطیکہ انھیں کافی کم قیمت پر فروخت کیا جائے۔ تمام عبقریوں[1] میں بنی نوع انسان کی خوشحالی کے جتنے خواب دیکھے گئے ہیں ان سے بدرجہا زیادہ خوشحالی نصیب ہونے تک ان اشیا کی فروخت کے لیے غیر محدود طریقے پر قابل توسیع بازار مل سکتا ہے، جو انسانوں کے اس طبقے کے استعمال کے لیے موزوں ہوگا۔

لیکن اس کا اعادہ کرنا مناسب نہ ہوگا کہ جو اشیا مزدوروں کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہیں ان کی مقدار جتنی جتنی بڑھتی جائے اتنا اتنا ان کی قیمت میں کمی کرنا ضروری ہے۔ اگر کثیر المقدار رقوم پس انداز کرنے کا کل عمل اور مناسب ترمیم یافتہ پیدائش بے کم و کاست سختی کے ساتھ انجام پائے تو انجام کار وہ سب اشیا، جو مزدوروں کے استعمال کے لیے تیار کی جائیں گی، منافعے کے بغیر فروخت کی جائیں گی۔ بلکہ اگر پیدائش بہت شد و مد کے ساتھ جاری رکھی جائے تو نہ صرف منافعہ نہ ہوگا بلکہ نقصان کے ساتھ اشیا فروخت کی جائیں گی۔ اس طرح پیدائش کی کثرت ویسی ہی عام ہو جائے گی جیسی کہ اس امکان کے قائل اشخاص کے پیش نظر اور ذہن میں ہے۔ یعنی پیدائش فی الواقع فروخت کے امکان سے تجاوز نہ کرے گی بلکہ نفع کے ساتھ فروخت کرنے کے امکان سے تجاوز کر جائے گی۔

56 لیکن اس قسم کی صورت حالات میں مشکلات کی اصلی وجہ بظاہر مفرط پیدائش نہیں ہے بلکہ فراہمی اصل اور شغل اصل کی کثرت و افراط ہے۔ معمولی حالتوں میں شغل اصل کا مطلب یہ ہے کہ مزدوروں کو مسلسل "پیشگیاں" دی جائیں اور یہ کہ مزدور خود جتنی اجرت پائیں اس سے زیادہ مسلسل تیار کرتے رہیں۔ پس انداز کردہ رقوم کے مفروضہ اضافے اور اخراجات تعیش کی تخفیف کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ مقدار اجرت کی مزدوروں کو دی جائے گی۔ اگر مزدوروں کو پیشگی ادا کرنے کا سلسلہ انتہائی طریقے پر

[1] Utopias

باب ۱۲
پیدائش مفرط و شغل مفرط

جاری رہا تو، مزدوروں کی پیدا کردہ مقداریں اُن مقداروں کی پابجائی کرنے کے لیے بمشکل کافی ہوں گی جو مزدوروں کو اُجرت کی شکل میں ہمیشگی دیگئی تھیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس عمل کے آغاز ہونے سے بیشتر مزدوروں کا کچھ حصہ اصلداروں کے صرف کے لیے اور کچھ حصہ خود مزدوروں کے صرف کے لیے اشیا بنانے میں مصروف تھا۔ اس عمل کے ختم ہونے کے بعد سب یا تقریباً سب مزدور محض ایک دوسرے کے لیے اشیا بنانے میں مصروف رہیں گے۔ گویا مزدور ہی وہ سب اشیا صرف کریں گے جو انھوں نے تیار کیں اور اصل سے کوئی آمدنی وصول نہ ہوگی۔

اس نتیجے کا بیان اور ان مدارج کا بیان جن کے ذریعے سے اس نتیجے تک رسائی ہوتی ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ نتیجہ کس قدر غیر ممکن وغیر اغلب ہے۔ اس صورت کا تصور تو ممکن ہے، لیکن اس کا وقوع اس قدر غیر اغلب ہے کہ اس کو بالکل غیر ممکن کہا جا سکتا ہے۔ اس میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ فراہمیٔ اصل اور شغل اصل کورانہ طریق پر اور کسی آمدنی کا لحاظ کیے بغیر عمل میں آتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ سابقہ بابوں میں بیان کیا جا چکا ہے، فراہمیٔ اصل اور سود میں جو تعلق ہے وہ سیدھا سادا نہیں ہے۔ لیکن یہ خیال کر لینا لغو ہے کہ اگر فراہمیٔ اصل سے کوئی سود نہ بھی ملے تب بھی فراہمی لامتناہی طریقے پر اور بلا کم و کاست جاری رہے گی۔ نفع کی اس عدم وصول یابی کا باعث جس دباؤ کو فرض کیا گیا ہے وہ خود بخود رفع ہو جائیگا۔ جب سود میں تخفیف ہوگی تو کثیر التعداد خوشحال لوگ یہ نتیجہ نکالیں گے کہ رقم کا خرچ کرنا اور مشغول کرنا دونوں ان کے لیے مساوی ہیں، چنانچہ وہ مکانات، تصاویر، موٹر کار، شام پین خریدیں گے اور اس کی وجہ سے مزدوروں کی محنت ان اشیا کے تیار کرنے میں صرف ہونے لگیگی۔ اس طرح مزدوروں کے صرف کے لیے کم اشیا تیار ہوتے اور پیدائش کے سب شعبوں میں منافع اور سود کے وصول ہونے سے بتدریج ازسرنو توازن قائم ہو جائے گا۔

باب ۱۱

پیدائش مفرط و شغل مفرط

57

یہ سوال کہ مسلسل شغل اصل کا عمل کس حد تک جاری رہے گا اور بالآخر منافع کی موقوفی کی حد کب آ جائے گی اس پر منحصر ہے کہ اضافۂ اصل کا اثر کسی صنعت کی پیدآوری پر کیا پڑتا ہے۔ جیساکہ گزشتہ بابوں میں بیان کیا جا چکا ہے، بعض معاشئین کا خیال ہے کہ اصل کے اضافے کے معنی پیدائش کے غیر محدود اضافے کے ہیں؛ یعنی یہ کہ پیداوار میں بحیثیت مجموعی لازماً اضافہ ہو گو اضافے کی شرح بتدریج گھٹتی جائے۔ اگر صورت حالات یہ ہو تو اصل سے ہمیشہ سود وصول ہوگا، خواہ فراہم کردہ اصل کی مقدار کتنی ہی کیوں نہ بڑھ جائے۔ میں نے خود اپنا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ کثیر مقدار میں پس انداز کردہ رقوم کو استعمال کرنے سے اور زیادہ مقدار میں اصل فراہم کرنے سے کارکردگی میں خود بخود اور یقینی طور پر اضافہ نہیں ہوتا، اس اضافے کا انحصار ایجادوں کی ترقی پر ہے۔ بہرکیف اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر اصل کی کثیر مقدار مصروف کار ہو تو اس کا سود گھٹ جائے گا؛ اور ماحصل کی تدریجی تخفیف یا سود کی کمی بعینہ وہی اثرات پیدا کرے گی جیسے کہ سود کلیتہً غائب ہو جانے سے پیدا ہوتے۔ یہ تخفیف فراہمی اصل کو روکے گی اور اس طرح خود اپنا آپ علاج کرلے گی۔

روڈبرٹس نے، جو گروہ اشتراکئین کے قابل ترین افراد میں سے گزرا ہے، مفرط پیدائش کے ایسے نظریے کے ذریعے سے جو ہمارے بیان کردہ نظریے سے بہت کچھ مشابہت رکھتا ہے صنعتی بحران کی توجیہ پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس نظریے میں صنعتی بحران کو، اصل کی خانگی ملکیت کا ناگزیر لازمہ و لاحقہ قرار دیا گیا ہے۔ مارکس اور دیگر اشتراکئین نے اسی کی توجیہ کا اعادہ کیا ہے۔ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ خوش حال طبقہ مستقل طور سے شغل اصل کرنے اور پیدائش کو بڑھانے کا عزم صمیم رکھتا ہے؛ لیکن وہ خرچ کرنے کی جانب مائل نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس مزدوروں کے پاس اتنا زر ہی نہیں ہوتا کہ وہ اسے خرچ کریں؛ چنانچہ اسی وجہ سے پیدآور قوت، ہمیشہ صرف کرنے کی قوت پر سبقت لیجاتی ہے اور اسی سبب سے صنعتی بحران بار بار رونما ہوتا ہے۔

باب ۱۲ — پیدائش مفرط و شغل مفرط

اس کا جواب یہ ہے کہ مزدور خرچ کرنے کی ہر طرح قابلیت رکھتے ہیں۔ خوش حال طبقے کی جانب سے شغل اصل عمل میں آنے کے معنی محض یہ ہیں کہ "صرف کرنے کی قوت" اجرت کی شکل میں مزدوروں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ "صرف کرنے کی قوت" میں کمی نہیں ہوتی۔ اگر حقیقت میں یہ عمل انتہائی حالت کو پہنچ جائے، یعنی اگر شغل اصل کرنے والے بلا لحاظ نتائج استقلال کے ساتھ اور بلا تامل پس انداز کرتے چلے جائیں، تو انجام کار مفرط پیدائش کی صورت اس معنی میں لازماً رونما ہوگی کہ منافع یا سود کلیتہً غائب ہو جائے گا۔ لیکن ایسی انتہائی حالت کبھی صورت پذیر نہ ہوگی۔ اس کے صورت پذیر ہونے کے بہت پیشتر ہی زائد از ضرورت شغل اصل کا عمل رک جائے گا، طلب از سر نو منظم ہوگی اور مختلف قسم کی اشیا ایسے تناسب سے طیار ہوں گی کہ (ناگزیر اتفاقی غلطیوں سے قطع نظر کرکے) سب اشیا منافعے کے ساتھ فروخت ہو جائیں گی۔

گو انتہائی حالتوں اور غیر ممکن مفروضات کی یہ تحلیل ممکن ہے کہ بظاہر خیالی معلوم ہو، پھر بھی وہ اس لحاظ سے ضروری ہے کہ مفروضہ قسم کی مفرط پیدائش کے حقیقی مفہوم کو واضح کرنے میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ اور موجودہ زمانے کی زندگی کے حقیقی مظاہر سے اس کا جتنا تعلق بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے حقیقت میں اس سے بدرجہا زیادہ تعلق وہ رکھتی ہے؛ 58
اس لیے کہ گو انتہائی حالت رونما نہیں ہوتی لیکن ایسے رجحانات ضرور پائے جاتے ہیں جو اس کے رونما ہونے کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اب ان کی جانب توجہ کرنا مناسب ہوگا۔

۳۔ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں قلیل مدت کے لیے اصل کی فراہمی اندھا دھند اور تقریباً آپ سے آپ عمل میں آتی ہے۔ رقوم محض اس وجہ سے پس انداز اور مشغول کی جاتی ہیں کہ متمول طبقے میں اس کی عادت گہری جڑیں پکڑ چکی ہے اور شغل اصل کے ابتدائی مراحل کا نظام نہایت مکمل حالت میں ہے، یعنی خانگی اور سرکاری سیونگ بنک، شغل اصل انجام دینے والے ساہوکار، مشترک سرمایہ دار کمپنیاں وغیرہ موجود ہیں۔ اسی وجہ سے

باب ۱۳
پیدائش مفرط و شغل مفرط

ایسے کاروبار کے لیے جس کو سب پسند کرتے ہوں اور جس سے سب متعارف ہوں "اصل" بہ شکل زر ہمیشہ غیر محدود مقدار میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے کاروبار میں مقابلے کا بہت بڑا اور تقریباً دائمی دباؤ موجود ہوتا ہے اور مفرط پیدائش کی جانب میلان پایا جاتا ہے۔ یہاں مفرط پیدائش کو اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے کہ منافعہ کے ساتھ جتنی اشیا فروخت کیجا سکیں ان سے زیادہ مقدار میں تیار کی جائیں۔ یہ میلان ان صنعتوں سے مخصوص نہیں ہوتا جو مزدوروں کے صرف کے لیے اشیا تیار کرتی ہیں، بلکہ ہر اس صنعت میں جو اچھی طرح قائم ہو یا جو اپنا کاروبار عمدہ طریقوں پہ چلا رہی ہو ظاہر ہوتا ہے۔ اس صورت میں مقابلہ ہمیشہ سرگرمی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اصل کا ماحصل اقل ترین حدود کے اندر رہتا ہے؛ اور اس خطرے سے صنعتی بے ضابطگی اور عدم تیقن کا اندیشہ ظاہر ہوتا ہے، یعنی؛ منافعے کے غائب ہو جانے کی وجہ سے کام رک جاتا ہے؛ اور قلیل مدت کے بعد پھر منافعہ ملنے کی توقع میں از سر نو کاروبار کا آغاز کیا جاتا ہے، لوگ شغل اصل کو کلیتہً ترک کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے، تاہم شغل اصل کو قائم رکھنے کی یا اس کو منافع کے ساتھ وسیع کرنے کی کم از کم صلاحیت نہیں ہوتی۔

اس خطرے سے بچنے کا راستہ، اگر اس کو حقیقی اور عام خطرہ کہا جا سکتا ہے، صاف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ پیدائش کے طریقوں میں اور پیدائش کے رخ میں فوراً تبدیلی کر دی جائے۔ چنانچہ جو صنعتیں مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں ان کے طریق پیدائش میں ہمیشہ تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ جب تک اصلاحات و ترقیات کی وجہ سے اصل کی زیادہ کمیت ہوتی رہے، یعنی جب تک محنت بالواسطہ طریقوں سے زیادہ صرف ہو، اس وقت تک پہلے سے زیادہ شغل اصل پر معاوضہ مل سکتا ہے۔ پیدائش کے رخ میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ تنوع کے ذریعے سے اور نئی نئی احتیاجوں کو پورا کرنے کے لیے نئی اشیا مہیا کرنے کے ذریعے سے واقع ہوتی ہے۔ جب مسابقت کی وجہ سے روزمرہ کی عام استعمال کی

باب ۴
پیدائش مفرط، شغل مفرط
59

ان اشیا کی زائد از ضرورت پیدائش کا خطرہ نمودار رہا جن سے ہم سب چند نسل پیشتر مانوس تھے تو مختلف قسم کی نئی اشیا مثلاً آرائشی چیزیں، دیوار پر چسپاں کرنے کے کاغذ، کمبل، قالین، میز کے لوازم، گھر کا فرنیچر اور میوے وغیرہ کی طیاری کے لیے محنت صرف ہونے لگی۔ بعض اوقات قنوطیت کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ تمام ایجادات اور تہذیب و شائستگی کے تمام ساز و سامان اور ترقیات نے عامۃ الناس کی حالت میں ذرہ برابر بھی اصلاح نہیں کی ہے۔ تاہم جو شخص یہ دیکھے گا کہ عامۃ الناس کے لیے موجودہ زمانے میں کیا کیا اشیا تیار کی جاتی ہیں اور ایک صدی قبل متمول طبقے کے لیے جو چیزیں تیار کی جاتی تھیں ان کا ان اشیا سے مقابلہ کرے گا، وہ یہ ضرور معلوم کرے گا کہ یہ بیان کس حد تک غلط ہے۔ یہ کہنا بہت زیادہ صحیح ہو گا کہ اکثر آدمیوں کی محنت میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان اشیا کی مقدار کی کثرت اور ان کے تنوع کی شکل میں بہت فائدہ حاصل ہوا ہے جن سے تسکین پذیری ہوتی ہے۔ یہ فائدہ جس عمل کے ذریعے "مفرط پیدائش" کے بغیر، یعنی عموماً نقصان کے ساتھ اشیا فروخت کیے بغیر، حاصل ہوا ہے، وہ ایک طرف تو ایجاد و اصلاح پر اور دوسری طرف پیدا کردہ اشیا کے تنوع اور گوناگونی پر مشتمل ہے۔

اس طرح اس بیان کے لیے کہ نظام سرمایہ داری اپنے اندر خود اپنی تباہی کے تخم رکھتا ہے ایک ظاہری سبب موجود ہے۔ یوں تو فراہمی اصل کے دباؤ میں منافعے کو معدوم کرنے کا خطرہ مضمر ہوتا ہے۔ لیکن اس میں ایجاد اور تنوع کے ذریعے نقصان کی تلافی کرنے کی قوتیں بھی موجود ہیں۔ اور آخری چارۂ کار کے طور پر فراہمی اصل کو ترک کرنے کا ہمیشہ اختیار ہوتا ہے جس پر اس نظام کا شیرازہ حقیقت میں بکھرنے سے قبل عمل کرنا یقینی ہے۔

۴۔ انفرادی صنعتوں میں سے بعضوں میں بقیہ کے مقابلے میں بظاہر مفرط پیدائش کا بدور، بلکہ علی التواتر رونما ہونے کا خطرہ ہوتا ہے؛ یعنی اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ پیداوار اس قدر بڑھ جائے کہ اس کو

باب ۴
پیدائش مفرط و شغل مفرط

نقصان کے ساتھ فروخت کرنا پڑے۔ چنانچہ عام قسم کی صنعتوں کی حالت جو بڑے پیمانے پر کاروبار کرتی ہیں ایسی ہی ہوتی ہے؛ خاصکر اگر وہ طلب کی موسمی بے ضابطگیوں کے تابع ہوں۔

اس طرح کئی سال تک یہ کہا جاتا رہا کہ امریکہ میں چھوٹے کوئلے کی مفرط پیدائش ہو رہی ہے اور نقصان سے بچنے کے لیے رسد کو گھٹانے کی ضرورت ہے۔ لیکن تمام معدنیات کے مثل، کوئلے کے معدنیات میں کام کرنے کے لیے گڑھے کھودنے، آلات پیمائش سطح، کلوں اور نقل و حمل میں کثیر المقدار اصل کی ضرورت پڑتی ہے۔ چھوٹے کوئلے کی صورت میں پلانٹ اور کلیں اتنی بڑی ہونی چاہئیں جو سرما کے مہینوں کی شدید ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کافی ہوں؛ اس لیے کہ ایندھن زیادہ تر گھریلو اغراض کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور مقدار مطلوبہ اس موسم میں بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ قوت محرکہ کے لیے جو کوئلہ استعمال کیا جاتا ہے (چنانچہ تیری کوئلہ اس غرض کے لیے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے) وہ طلب کے موسمی تغیرات سے اس درجہ نمایاں طریقے پر متاثر نہیں ہوتا۔ سرما میں چھوٹے کوئلے کو کلوں کے ذریعے سے خاصے وسیع پیمانے پر نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن گرما میں یہ کلیں زائد از ضرورت ہو جاتی ہیں۔ پھر بھی ان کو گرما اور سرما دونوں موسموں میں مسلسل استعمال کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ جیسا کہ تمام کلوں کا قاعدہ ہے، کان کنی کی کلوں کو بھی بیکار رکھنے میں نقصان ہوتا ہے۔ صرف کی بے اعتدالیوں کو رفع کرنے کے لیے کوئلے کا بڑے پیمانے پر ذخیرہ جمع کرنا بہت دقت طلب ہے۔ اسی وجہ سے ہم سے کہا جاتا ہے کہ مفرط پیدائش متواتر وقوع پذیر ہوتی ہے؛ اور کوئلہ نکالنے والوں کے درمیان کچھ سمجھوتہ ہونا ضروری ہے تاکہ بازار میں جتنی مجموعی مقدار بھیجی جائے وہ منفعت بخش فروخت کے حدود کے اندر رہے۔ ورنہ کبھی تو گرما گرم جدوجہد ہوتی ہے اور گلوتراش مقابلہ ہوتا ہے اور کبھی اس کے بعد ہی کاروبار رک جاتا ہے اور کساد بازاری رونما ہوتی ہے؛ اس تمام چکر کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مزدوروں کو پابندی سے

60

باب ۱۳
پیدایش مفرط و شغل مفرط

کام نہیں ملتا اور معاشری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

چنانچہ انھی وجوہ کی بنا پر تجارتی اتحاد اور جتھا بندیوں کو معاشرے کے لیے حقیقت میں مفید کہا گیا ہے[1]۔ یہ غیر ممکن نہیں ہے کہ تجارتی جتھوں سے ایسا فائدہ حاصل ہو، لیکن میرا یہ گمان ہے کہ اس خطرے کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، بلکہ اس کا امکان ہے کہ علاج مرض سے زیادہ مہلک ثابت ہو۔ کاروباری اشخاص اور اصلدار مفرط پیدایش کے معنی عام طور سے یہ نہیں لیتے کہ منافع غائب ہو جاتا ہے، بلکہ یہ کہ وہ جتنا منافع چاہتے ہیں اس سے کم ملتا ہے۔ جب وہ فی الحقیقت یہ چاہتے ہیں کہ انھیں کثیر المقدار منافعہ ملے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ منافعہ معقول اور واجبی ملنا چاہیئے۔ اس طرح مفرط پیدایش اس معنی میں کہ رسد اس قدر کثیر ہو کہ اشیا حقیقی نقصان کے ساتھ فروخت ہوں اس سے نسبتۂً بہت کم عام ہوتی ہے جو کاروباری طبقہ ہمیں باور کراتا ہے؛ اور جب مفرط پیدایش وقوع پذیر ہوتی ہے تو اس کا باعث طلب کے وہ تغیرات ہوتے ہیں جو منتشر پیدا کرنے والوں کو جس طرح متاثر کر سکتے ہیں اسی طرح ٹرسٹ یا اتحاد کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ مفرط پیدایش اور صنعتی بے قاعدگی کی روک تھام کرنے کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے تجارتی اتحاد کی جو تائید کیجاتی ہے وہ نہ صرف محض ایسا اجارہ قائم کرنے کی کوشش شروع کرنے کا بالعموم حیلہ ہوتی ہے جس سے پیدایش کی تحدید ہوگی بلکہ زائد قیمت کی صورت میں عوام کو زیر بار کر کے باقاعدگی پیدا کرنے یا اس کی کوشش کرنے کا بھی بہانہ ہوتی ہے۔

۵ صنعتی بحران کے متعلق بعض مظاہر اور خاصکر کساد بازاری کے زمانے کے واقعات کی رفتار مفرط پیدایش کی جانب منسوب کی جاتی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کساد بازاری کے زمانے میں اس سے زیادہ اشیا تیار کیجاتی ہیں جتنی کہ سرعت کے ساتھ یا منافعے پر فروخت کیجا سکتی ہیں:

---

[1] باب ۶ فصل (۵)۔

باب ۴
پیدائش مفرط و شغل مفرط

کیا عام طور سے یا منافع پر مفرط پیدائش نہیں ہوتی۔

لیکن یہ مظاہر آلۂ مبادلہ کی شکست کا نتیجہ ہوتے ہیں[1]۔ ان کا باعث وہ دائمی اور شدید مشکلات نہیں ہیں جو منفعت بخش اور قابل توسیع بازار کے تلاش کرنے میں پیش آتی ہیں! بلکہ ان کا سبب یہ واقعہ ہوتا ہے کہ اعتماد میں تزلزل پیدا ہوگیا، اعتبار میں خلل واقع ہوا اور پیدائش اور فروخت کی معمولی رفتار کو سخت صدمہ پہنچا۔ فی الحقیقت ان مظاہر کو ایک حد تک کم و بیش حقیقی "مفرط پیدائش" کیجانب منسوب کیا جاسکتا ہے، یعنی اس واقعے پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ بعض صنعتیں موجودہ بلکہ مستقبل کی ضرورتوں کی تکمیل کی حد سے بہت زیادہ تجاوز کرگئی ہیں۔ یہ حالات مرور زمانہ کے ساتھ اپنی آپ اصلاح کرلیتے ہیں۔ آلۂ مبادلہ کا عمل اپنی معمولی اور اصلی حالت پر عود کر آتا ہے اور پیدائش کی بدنظمی رفع ہو جاتی ہے۔ جیساکہ ہم بیان کرچکے ہیں، بدقسمتی سے، کامل طور سے صحیح اور معمولی تنظیم کی حالت کبھی رونما نہیں ہوتی۔ حد سے زیادہ اور ناواجب گرماگرمی اور سرگرم جد وجہد کے بعد ناواجب اور حد سے زیادہ کساد بازاری کے رونما ہونے کا قرینہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ تغیرات اساسی حیثیت سے عام مفرط پیدائش کے کسی رجحان سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ جو مسائل پیش کرتے ہیں ان کا تعلق زیادہ تر زر، بنک کے کاروبار اور اعتبار سے ہے؛ دقتوں کے حل کی حد تک یہ مظاہر واقفیت کی اصلاح کی طرف اور صنعت کو ترقی کے ساتھ اور بے قاعدگی کے بغیر چلانے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ان کا تعلق طلب کے ان مفروضہ تحدیدات سے یا دائمی مفرط شغل اصل کے ان امکانات سے نہیں ہے، جن پر عام مفرط پیدائش کے خطرے کے قائلین زور دیتے ہیں۔

---

[1] دیکھو باب ۲۸ صنعتی بحران کے بارے میں۔

باب ۴۲

لگان۔ زراعت اور حقیت اراضی

(۱) "حاصل زائد" یا "لگان" کا نظریہ۔ لگان، قیمت کو متعین کرنے والے مصارف پیدائش کا 62
جزو نہیں ہوتا۔ لگان، زمین کی مخصوص پیداوار نہیں ہے۔ (۲) لگان کا دارومدار
تقلیل حاصل زمین پر ہے۔ موقع محل کی سہولتیں لگان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔
(۳) اصول تقلیل حاصل کے شرایط و مستثنیات؛ تکثیر حاصل کی ممکنہ صورت؛
صرف مخصوص خطے قابل لحاظ ہیں؛ اصول کا تعلق پیداوار کی مادی مقدار سے
ہے نہ کہ پیداوار کی قیمت سے؛ زرعی مہارت کی ایک مقررہ حالت فرض کیجاتی ہے۔
(۴) وہ حالت جبکہ تقلیل حاصل کا رجحان قوی ہوتا ہے۔ (۵) کیا زمین میں اصلی اور
لازوال یا لافانی قوتیں ہوتی ہیں؟ ہماری کاشت؛ کاشت عمیق و کاشت وسیع۔
اصلی فروق و اختلافات کم ہو جاتے ہیں لیکن معدوم نہیں ہوتے۔ (۶) حقیت اراضی۔
زمین پر مالکوں کا ذاتی طور پر کاشت کرنا جنمیں سے ہر ایک کے پاس متوسط
درجے کا کھیت ہو، بہترین معاشری فائدہ رکھتا ہے۔ (۷) کیا قوم کو زرعی
لگان اپنے لیے مختص و محفوظ رکھنا چاہیے؟۔

ا۔ موجودہ باب کے استدلال کو سمجھنے کے لیے ناظرین کو حصۂ اول

باب ۱۳

لگان، زراعت اور حقیت اراضی

باب ۱۳ کی جانب متوجہ و رجوع ہونا چاہیے۔ اس باب میں تغیر پذیر مصارف اور تقلیل حاصل کے حالات کے تحت قدر کی تحلیل کی گئی تھی۔ ان حالات کے تحت جب اختتامی مصارف اور اختتامی فروخت پذیری میں مساوات ہو تو رسد و طلب میں توازن پایا جاتا ہے۔ اگر اس کو سیدھے سادے الفاظ میں بیان کیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ رسد کے سب سے بیش خرچ جزو کے مصارف، کل رسد کی طویل المدت قیمت کو متعین و منتظم کرتے ہیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو لوگ کم مصارف کے ساتھ اشیا تیار کرتے ہیں وہی معمولی منافعہ سے زیادہ منافعہ حاصل کرتے ہیں۔ جلد اول میں صفحہ ۲۳۵ شکل نمبر (۶) پر دوبارہ نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ ب پر اختتامی پیدا کرنے والا، جو ب ج قیمت پر پیداوار فروخت کرتا ہے، نہ صرف اصل کا معمولی منافعہ حاصل کرتا ہے، بلکہ محنت کی معمولی اجرت بھی پاتا ہے، خواہ اصل و محنت اس کے ہوں یا دوسروں سے سود اور اجرت پر حاصل کیے ہوئے۔ اگر اس کو اتنا منافعہ وصول نہ ہو تو دیر یا سویر وہ اس حرفے سے دست کش ہو جائے گا۔ ڈ پر پیدا کرنے والے کے مصارف پیدائش، جن کی پیمائش ڈ ڈَ کے فاصلے سے ہوتی ہے، کم ہوتے ہیں؛ اور اس کے لیے یہ بالکل ممکن ہو گا کہ وہ ڈ ڈَ قیمت پر اپنے کاروبار کو جاری رکھے۔ نقطہ و پر پیدا کرنے والا، جو سب سے زیادہ سہولت اور فائدہ رکھتا ہے، قیمت ر و کے بقدر تقلیل ہو جانے کی صورت میں بھی اپنا کاروبار جاری رکھ سکتا ہے۔ پھر بھی دونوں
پیدا کرنے والے مروجہ قیمت ب قَ = ق و پر اشیا فروخت کرتے ہیں؛ اور یہی 63
وہ قیمت ہے جو اس اعتبار سے ادا کرنی ضروری ہے کہ ب پر پیدا کرنے والا فائدے کے ساتھ اپنا کاروبار جاری رکھنے کے قابل ہو؛ اور خواہ اس لیے بھی ادا کرنی ضروری ہے کہ توازن قائم ہو سکے۔ بڑی مقدار ب قَ اور چھوٹی مقداروں ڈ ڈَ اور د و کا درمیانی فرق اس زائد منافعے کی پیمائش کرتا ہے جو زیادہ سہولت رکھنے والے تحت اختتامی پیدا کنندگان کو ملتا ہے۔ ان سب خوش قسمت اشخاص کو جو منافعہ ملتا ہے اس کی مجموعی مقدار

باب ۱۲
لگان، زراعت
اور
حقیقت اراضی

اس رقبہ سے ظاہر ہوتی ہے جو ق ق د کی کم و بیش مثلث نما شکل رکھتا ہے۔

یہ زائد مقدار، جو اختتامی پیدا کرنے والے کے مقابلے میں زیادہ سہولتیں رکھنے والے پیدا کرنے والوں کو ملتی ہے، اس کو علمائے معاشیات بالعموم اس لیے "لگان" کہتے ہیں کہ وہ عام طور سے زمین کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس کو "پیدا کرنے والے کا ماحصل زائد" کہا جائے۔ عرف عام میں لگان کے معنی ایسی مقدار یا رقم کے ہیں جو ایک شخص کی جانب سے دوسرے شخص کو کسی دیرپا شئے مثلاً خطۂ زمین، مکان، پیانو کے مستعار دیئے جانے کے معاوضے یا کرائے کے طور پر ادا کی جائے۔ علمائے معاشیات جن کی مادری زبان انگریزی ہے، لگان کو زمین کے مخصوص حوالے سے "پیدا کرنے والے کے نفع یا ماحصل زائد" کے معنوں میں متعدد نسلوں سے استعمال کرتے آرہے ہیں اور اس کی وجہ سے لفظ "لگان" (Rent) کے ساتھ یہ اصطلاحی مفہوم وابستہ ہوگیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ "پیدا کرنے والوں کا نفع" نسبتہً زیادہ موزوں اصطلاح ہے، اور یہ کہ "لگان" کا لفظ استعمال کرنے میں صرف یہی خرابی نہیں ہے کہ اس کا فنی و اصطلاحی مفہوم روزمرہ کے عرفی مفہوم سے متصادم ہو جاتا ہے بلکہ اس طرح وہ ان اشخاص میں غلط فہمی پھیلانے کی جانب بھی رہبری کرتا ہے جو علمائے معاشیات کی مصطلحات سے ناواقف ہیں۔ لیکن "لگان" کی اصطلاح میں فائدہ یہ ہے کہ وہ بہت مختصر ہے اور مشہور ترین علمائے معاشیات کے دیرینہ استعمال کی سند اس کو حاصل ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں اس کو اسی اصطلاحی مفہوم میں استعمال کیا جائے گا۔ جہاں کہیں غلط فہمی کا اندیشہ ہو وہاں اس کو "معاشی لگان" کہا جائے گا۔ لیکن جہاں "لگان" عرفی اور غیر اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوگا وہاں سیاق و سباق یا واضح انتباہ سے غلط فہمی و پیچیدگی پیدا ہونے دیجائے گی۔

لگان، مصارف پیدائش کا کوئی جزو نہیں ہوتا، یعنی وہ ان مصارف پیدائش کا جزو نہیں ہوتا جو قیمت پر اثر ڈالتے ہیں، وہ ایک ماحصل زائد ہے جو خوش قسمت پیدا کرنے والوں کے مجموعی مصارف ادا ہو جانے کے بعد

باب ۴

لگان زراعت اور حقیقت اراضی

تفرقی نفع کے طور پر وصول ہوتا ہے۔ قیمت، اختتامی جزء کے مصارف سے متعین ہوتی ہے۔ لگان ان عاملین میں سے نہیں ہے جو قیمت پر اثر ڈالتے ہیں بلکہ وہ قیمت کا نتیجہ اور آفریدہ ہے۔ لگان کا باعث وہ مقابلۃً اعلیٰ قیمت ہے جو مجموعی رسد کی نکاسی کے لیے ادا کرنی ضروری ہے۔

34 یہ صحیح ہے کہ بعض ایسے حالات و شرایط بھی ہیں جن کے تحت لگان بظاہر بعض پیدا کرنے والوں کے مصارف پیدائش میں داخل ہو سکتا ہے۔ فرض کرو کہ ایک پیدا کرنے والا جو نقطۂ و پر پیدائش کرتا ہے اور کسی دیرپا سہولت یا منفعت بخش ذریعے پر قابض ہے، مثلاً ایسے خطۂ زمین کا مالک ہے جو زرخیز ہے یا اچھا موقع محل رکھتا ہے، بذات خود کوئی کاروبار انجام دینا نہیں چاہتا بلکہ کسی دوسرے کو اپنی زمین کرایے پر دیدیتا ہے۔ یہ دوسرا شخص اس کو زمین کے استعمال کے لیے ایسی مقدار ادا کرنے کے قابل ہوگا جس کی پیمائش د ق یا کل لگان سے ہو۔ یہی نہیں کہ وہ ایسا کرنے کے قابل ہوگا بلکہ مسابقت کی وجہ سے ایسا ہی کرنے پر مجبور رہوگا۔ اس زمین پر مقدار س و تمام مصارف پیدائش کو بشمول اُجرت محنت اور اصل کے سود کے پورا کرنے کے لیے کفایت کرتی ہے۔ اگر مالک زمین اپنے کھیت کو کاشتکاروں کو استعمال کرنے کے لیے دے تو کاشتکار اس کھیت کے لیے اُس نقطے تک مسابقت کریں گے جہاں تک کہ وہ محنت و اصل کی معمولی آمدنی کو اپنے لیے رکھ سکیں گے؛ یعنی وہ مقدار س ق تک لگان ادا کرنے کے لیے ایک دوسرے کے مقابلے میں بڑھیں گے۔ اس طرح س ق لگان ادا کرنے کا معاہدہ کرنے کے بعد کاشتکار یہ کہیگا کہ اس کے مصارف پیدائش ب یا اختتامی پیدائش کرنے والے کے اعلیٰ مصارف سے کم نہوں گے۔ اگرچہ وہ محنت کی اُجرت وغیرہ کے لیے کم مصارف ادا کرے گا، پھر بھی اس کو لگان ادا کرنا پڑے گا جو اختتامی پیدا کرنے والے کو ادا نہیں کرنا پڑتا۔ اس کے نقطۂ نظر سے لگان بھی اسی طرح مصارف پیدائش میں داخل ہے جس طرح اُجرت، اور اس کے مجموعی مصارف کسی دوسرے پیدا کرنے والے کے مصارف سے کسی طرح کم نہیں ہوتے۔ لیکن لگان کی تمامتر ادائیاں اگرچہ ان کو اس قسم کے کاشتکار "مصارف" کہتے ہیں،

باب ۱۴

لگان، زراعت اور حقیت اراضی

قیمت سے واضح طور پر اس سے مختلف تعلق رکھتی ہیں جو قیمت اور مصارف پیدایش کے مابین ہے۔ لگان کی ادائی اختتامی مد کے اندر مصارف کی کمی کا نتیجہ ہے، نہ کہ اختتامی مد پر قیمت کا سبب۔ لگان کی ادائی ایسے مختلف اشخاص کی حیثیت میں تسویہ کرتی ہے جن میں سے کوئی بھی اتنا خوش قسمت نہیں ہوتا کہ منفعت بخش رسد کے ذریعے کا مالک ہو۔ ایسے شخص کے لیے جو حقیقت میں ایسے منفعت بخش ذریعے کا مالک ہو لگان کی ادائی زائد منافعے کی حیثیت رکھتی ہے جو اس کو ہر صورت میں مساوی طور سے حاصل ہوتا ہے، خواہ وہ اپنی سہولتوں کا اپنے طور پر استعمال کرے یا یہ آمدنی اس کو کسی دوسرے شخص سے وصول ہو جو زمین کو استعمال کرنے کا حق حاصل کرنے کے لیے مسابقت میں سب سے زیادہ لگان ادا کرنے کے لیے آمادہ ہو۔

لگان کی سب سے عام مثال زرعی زمین کے لگان کی ہے اور یہی وہ مثال ہے جس سے اصول کی تشریح نہایت آسانی کے ساتھ ہوتی ہے۔ فرض کرو کہ و، ا اور ب پر پیدایش کرنے والوں کے پاس مختلف زرخیزی والے کھیت ہیں۔ اگر اصل و محنت کی مقررہ مقدار صرف کی جائے تو بحساب فی ایکڑ زمین و سے ۲۵ بشل، ا سے ۲۰ بشل اور ب سے ۱۵ بشل گیہوں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی قیمت ایسی ہونی چاہیے جو ب پر گیہوں کی پیدایش کو منفعت بخش ثابت کرے؛ ورنہ مجموعی رسد تیار اور فراہم نہ ہو سکے گی۔ و اور ا پر جو رسد تیار کی جا سکتی ہے وہ محدود ہے اور رسد و طلب میں توازن قائم ہونے سے پیشتر ب پر زائد رسد حاصل کرنی ضروری ہے۔ قیمت اتنی اعلیٰ ہے کہ وہ ب پر پیدا کرنے والے کے لیے فی ایکڑ ۱۵ بشل کے حساب سے نفع آور ثابت ہونے کے لیے کافی ہے۔ ۱۵ بشل سے جو کچھ قیمت وصول ہوتی ہے وہ ا پر پیدا کرنے والے کے مصارف پیدایش (بہ شمول اصل کے معمولی سود) کو پورا کرنے کے لیے بھی کافی ہے۔ اس طرح اس کی زمین سے ۵ بشل زائد پیداوار جو ملتی ہے وہ اس کے لیے زائد منافعے کی حیثیت رکھتی ہے۔ علیٰ ہذا و پر جو دس بشل زائد ملتے ہیں وہ و پر پیدایش کرنے والے کے لیے زائد منافعہ بہم پہنچاتے ہیں۔ اور اگر و یا ا کے

65

باب ۱۶ لگان، زراعت اور حقیقت اراضی

مالک بجائے خود کاشت کرنے کے زمین دوسروں کو کرائے پر اٹھا دینا پسند کریں، تو وہ فی ایکڑ ۵ اور ۱۰ بشل کا لگان یا اس کا معادل بہ شکل قیمت حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس چیز کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا وہ یہ فائدہ بہتر محل وقوع کی وجہ سے بہ شکل مقدار پیداوار پائیں یا بہ شکل زر۔

بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ لگان، زمین کی مخصوص پیداوار ہے۔ علیٰ ہٰذا سود کے متعلق بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اصل کی پیداوار ہے، اور اجرت محنت کی پیداوار ہے؛ اور اس طرح تقسیم دولت کے تین عناصر، اجرت، سود اور لگان، پیدائش دولت کے تین عوامل: محنت، اصل اور زمین سے علی الترتیب منسوب کیے جاتے ہیں۔ لیکن ان مصطلحات کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔ اصل کے بارے میں ایسی اصطلاح کو استعمال کرنے کی بابت جو اعتراض ہے اس کے اسباب کو بیان کیا جا چکا ہے[1]۔ محنت کو بعض طریقوں سے استعمال کرنے سے جتنی پیداوار حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ محنت کو دوسرے طریقوں (یعنی آلات) کے ذریعے سے استعمال کرنے سے حاصل ہوتی ہے؛ اور صرف اسی مفہوم کے لحاظ سے اصل میں پیدآوری ہوتی ہے۔ زمین کے بارے میں بھی اس اصطلاح کو استعمال کرنے میں اسی قسم کی احتیاط برتنی چاہیئے۔ بعض زمینوں پر جو محنت صرف کیجاتی ہے اس کی پیداوار دوسری زمینوں پر صرف کردہ محنت کی پیداوار سے زیادہ ہوتی ہے؛ اور صرف اسی مفہوم کے لحاظ سے زمین میں پیدآوری ہوتی ہے۔ اگر زمین رسد کے لحاظ سے غیر محدود اور خوبی کے اعتبار سے یکساں ہو، تب بھی جو قدرتی قوتیں اس کے اندر مضمر ہوں گی ان کی تنظیم محنت کے ذریعے سے کی جائے گی اور محنت ہی کے ذریعے سے ان سے استفادہ کیا جائے گا۔ لیکن کسی خطۂ زمین سے نہ تو تفرقی پیداوار حاصل ہوگی اور نہ کوئی لگان وصول ہوگا، اور یہ خیال کرنے کا کوئی موقع ہی نہ ہوگا کہ زمین کی پیدآوری کے فرق کے باعث لگان پیدا ہوتا ہے۔ لگان تو رسد کے بہتر ذرایع کی تحدید کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے؛ اور اس وجہ سے

[1] دیکھو باب ۱۳ فصل (۴)۔

باب ۱۳ لگان، زراعت اور حقیقت اراضی

پیدا ہوتا ہے کہ محنت کی مساوی مقداروں سے حاصل کی ہوئی پیداواروں کی مقداروں میں فرق ہوتا ہے۔

۲۔ لگان کا اساسی اصول یہی ہے۔ لیکن وہ متعدد مستثنیات و شرایط چاہتا ہے۔ یہ شرایط پیدآوری کے فرق و اختلافات کے اسباب اور انواع سے متعلق ہیں اور ان پر الگ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ زرعی زمین کی مثال، جو پہلے بھی 66 اکثر دفعہ اصول کی تمثیل کے لیے استعمال کی گئی ہے، پہلے لیجا سکتی ہے؛ اور موجودہ باب کے آخر تک یہی ہماری توجہ کا مرکز رہے گی۔

تا وقتیکہ کسی ایک خطۂ زمین میں تقلیل حاصل کا رجحان نہ ہو لگان جیسی کوئی چیز نہیں پیدا ہو سکتی۔ اگر رسد کے بہتر ذرایع ما حصل کو کم کیے بغیر غیر محدود طریقے پر استعمال کیے جا سکیں، یعنی اگر اصل و محنت کی زیادہ سے زیادہ مقدار زمین کے کسی مقررہ خطے میں لگائی جا سکے اور اس سے ہمیشہ اتنی زائد پیداوار حاصل ہو جو زائد مصارف کے متناسب ہو، تب تو محض اصل و محنت کے انھی بہتر ذرائع کو استعمال کیا جائے گا۔ ادنیٰ درجے کی زمینوں کو کوئی ہاتھ نہ لگائے گا، اور سب زرعی پیداوار عمدہ زمینوں سے ہی حاصل کی جائے گی۔ اس واقعے سے کہ حقیقت میں صورت حال ایسی نہیں ہوتی؛ نیز یہ کہ اعلیٰ درجے کی زمینیں، اوسط درجے کی زمینیں اور ادنیٰ درجے کی زمینیں سب ایک ساتھ کاشت ہوتی ہیں، یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی ایک خطۂ زمین میں کسی نہ کسی نوبت پر تقلیل حاصل کا میلان ظاہر ہوتا ہے۔

جب زائد اصل اور محنت کاشت میں استعمال کیے جاتے ہیں تو ممکن ہے کہ نفس معاملہ پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے کہ آیا وہ ادنیٰ زمینوں پر استعمال کیے جاتے ہیں کہ خراب حالات کے تحت اعلیٰ زمینوں پر۔ گزشتہ فصل میں زمین کے تین درجے فرض کیے گئے جن کا ماحصل محنت و اصل کی ایک ہی مقررہ مقدار کے استعمال سے بحساب فی ایکڑ ۲۵، ۲۰ اور ۱۵ بشل ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی خیال کیا جا سکتا ہے کہ محنت و اصل کو تین الگ الگ زمینوں پر استعمال کرنے کے بجائے ایک ہی زمین پر الگ الگ استعمال کیا جاتا ہے، اور ان سے یکے بعد دیگرے ۲۵، ۲۰، ۱۵ بشل فی ایکڑ ما حصل تدریجاً تقلیل پذیر تناسب سے وصول ہوتا ہے۔

باب ۲۲
لگان زراعت اور حقیت اراضی

ہر صورت میں اختتامی پیداوار ۱۵ ہے۔ دونوں صورتوں میں ۱۵ بشل جو آخری قسط پر مبنی ہیں اس وقت تک بازار نہ لائے جائیں گے جب تک کہ ان سے ایسی قیمت وصول نہ ہو جو ان کی پیدائش کو نفع آور ثابت کرے؛ اسی وجہ سے دونوں صورتوں میں دوسری اقساط سے ماحصل زائد یا لگان ملتا ہے۔ دونوں صورتوں میں کاشت مختتم کی حد پیدائش کی وہ حالت ہے جس میں محنت و اصل کا صرف معمولی ماحصل ملتا ہے۔ اختتامی حد کو "وسیع" اس وقت کہا جاتا ہے جب ادنیٰ زمینیں زیر کاشت آنے لگتی ہیں؛ اور جب عمدہ زمینوں پر کم موافق حالات کے تحت زیادہ سے زیادہ اصل اور محنت صرف کیئے جاتے ہیں تو اختتامی کاشت کو "عمیق" کہا جاتا ہے۔ پیداوار میں فرق لازماً رونما ہوگا اور اس لحاظ سے بطور فرق زائد آمدنی وصول ہوگی، خواہ سب زمینیں اصل و محنت کے استعمال سے قبل حقیقت میں ایک ہی مقررہ خوبی رکھتی ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ زمین کے قدرتی خواص میں کبھی مساوات و یکسانی نہیں پائی جاتی۔ کوئی خطہ اچھا ہوتا 67
ہے اور کوئی اس سے زیادہ یا کم اچھا ہوتا ہے؛ اسی وجہ سے اختتامی کاشت "وسیع" اور "عمیق" دونوں ہو سکتی ہے۔

محل وقوع کے اختلافات کا ٹھیک وہی اثر ہوتا ہے جو زرخیزی کے اختلافات کا ہوتا ہے۔ موقع محل کے اثرات کی بہت عمدہ مثال جس کو سب سے پہلے جرمانی عالم معاشیات تھیونن نے دقت نظر کے ساتھ مرتب کر کے پیش کیا تھا، اس مفروضے میں ملتی ہے کہ سب زمینیں ایک ہی مقررہ زرخیزی رکھتی ہوں اور وہ سب کی سب ایک مرکزی شہر کے تمام اطراف و جوانب میں واقع ہوں، اور ان کھیتوں کی پیداوار مرکزی شہر میں بغرض فروخت لائی جاتی ہو۔ یہ تصور کر لو کہ ایسے مرکزی نقطے کے اردگرد متعدد ہم مرکز دائرے کھینچے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ زمین جو قریب تر حلقوں میں واقع ہوگی دوسری دور افتادہ زمینوں کے مقابلے میں زیادہ منفعت بخش ہوگی۔ سب پیداوار مرکزی بازار میں ایک ہی مقررہ قیمت پر فروخت کی جاتی ہے، لیکن دور افتادہ کھیتوں کی پیداوار پر زیادہ مصارف نقل و حمل برداشت کرنے پڑیں گے اور ان پر کاشت کرنے والوں کا یہ نقصان نفع میں کمی کر دے گا۔ نزدیک کا کھیت والا

باب ۱۲
لگان، زراعت
اور
حقیت اراضی

ایسی سہولت رکھتا ہے جس کے باعث اس کے لگان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
مصارف نقل و حمل جتنے کم ہوں گے اتنا ہی موقع محل کی وجہ سے جو فائدہ ہوگا وہ بدیہی طور سے کم ہوگا۔ موجودہ زمانے میں وسائل نقل و حمل کی ارزانی کی وجہ سے موقع محل کے لگان کی اہمیت بڑی حد تک گھٹ گئی ہے۔ یہ صورت خاص کر تمام زرعی پیداوار، مثلاً غلے، پر صادق آتی ہے جس کی نقل و حمل آسانی کے ساتھ ممکن ہے۔ گو اشیا کو سرد اور محفوظ رکھنے کے آلات اور بعجلت نقل و حمل کرنے کی سہولتوں نے گوشت، میوہ جات، ترکاریوں اور دودھ کو دور دراز مقامات سے لانا ممکن کر دیا ہے، پھر بھی قریب کی زمینوں کو موقع محل کی وجہ سے کچھ نہ کچھ سہولت حاصل ہوتی ہے، اگر حقیقت میں مصارف نقل و حمل کی شرحیں تمام فاصلوں کے لیے مقررہ و یکساں ہوں تو یہ سہولت اور اس کا فائدہ معدوم ہو جائے گا۔ ریاستہائے متحدہ کے بڑے شہروں کو جو ریلیں دودھ پہنچاتی ہیں انھوں نے کسی زمانے میں "ڈاک کے ٹکٹ کی شرح" کا قاعدہ رائج کیا تھا، یعنی: فاصلہ خواہ کچھ ہی ہو، سب کے لیے ڈھلوائی کی یکساں شرح رکھی گئی تھی۔ جہاں تک کہ انھوں نے اس طریق پر عمل کیا، موقع محل کے فوائد اور نتیجتاً موقع محل سے جو معاشی لگان وصول ہوتا تھا وہ دودھ بھیجنے والے مزرعوں کے لیے غائب ہو گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ قریب کے مزرعوں کے مالکوں نے سرکاری عہدہ داروں کے پاس اس طریقے کا انسداد کرنے کے لیے درخواستیں دیں اور یہ بیان کیا کہ فاصلے کا لحاظ کیے بغیر نقل و حمل کی شرحیں مقرر کرنا نہ صرف غیر منصفانہ بلکہ غیر معقول بھی تھا۔ بین الریاستی تجارتی کمیشن[1] نے اس استدلال کو تسلیم کر لیا اور اس کے مطابق "ڈاک کے ٹکٹ کی شرح" کے طریق کو ممنوع قرار دیا، اگرچہ یہ طریق بظاہر دودھ صرف کرنے والوں کے لیے مفید معلوم ہوتا تھا اور قریب کے پیدا کرنے والوں کے ناممکن الانفکاک یا مقدس حقوق میں خلل انداز نہ ہوتا تھا۔[2]

68

[1] ۔ (Interstate Commerce Commission)

[2] ۔ اس کا مقابلہ کرو باب ۱۲ کے بیان سے دودھ کی شرحوں کے بارے میں دیکھو بین الریاستی تجارتی کمیشن کی روئداد جلد ہفتم ص ۹۲۔

باب ۲۷
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

۲- اس فصل میں ہم اصول تقلیل حاصل کے بعض شرائط، مستثنیات اور توجیہات پیش کریں گے۔

یہ ممکن ہے کہ زراعت کی بعض حالتوں میں تقلیل حاصل ظاہر ہی نہ ہو بعض حالات ایسے ہوتے ہیں جن کے تحت محنت و اصل کو زائد مقداروں میں استعمال کرنے سے کچھ مدت تک حاصل کا تناسب گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس صورت کے پیش آنے کا امکان سب سے زیادہ وہاں ہوتا ہے جہاں تہذیب و شائستگی کے لحاظ سے ترقی یافتہ قوم غیر مزروعہ افتادہ زمین پر دفعتہً کاشت شروع کر دے، جیساکہ ریاستہائے متحدہ اور دیگر نئے ممالک میں گزشتہ صدی کے دوران میں ہوا۔ ابتدائی منازل میں ایسی قوم کے لیے کاشت بالعموم مشکلات کے ساتھ عمل میں آتی ہے۔ دوسری حالت یہ کاشت اس وقت پہنچتی ہے جب کہ زمین پر زیادہ محنت صرف کی جائے، زیادہ دقتیں اٹھاکر کھیت صاف کیا اور نرایا جائے اور زیادہ بیش خرچ آلات کشاورزی استعمال کیے جائیں، اور اس کے بعد ہی کہیں محنت و اصل کی ایک اکائی کے حساب سے بیشترین ماحصل وصول ہوتا ہے۔ یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ، اگر حقیقت میں ایسا ہوتا ہے تو، یہ واقعہ کس طرح رونما ہوتا ہے کہ پہلے جو زمینیں زیر کاشت تھیں ان پر بیشترین پیدا آوری کی حالت طاری ہونے سے پیشتر زائد زمینیں زیر کاشت لائی جاتی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدائی کاشتکار صرف موجودہ ماحصل ہی پر نظر نہیں رکھتا، بلکہ زمانۂ مستقبل بھی اس کے پیش نظر ہوتا ہے جب کہ مالک زمین کی حیثیت سے اس کے قبضے میں وسیع الرقبہ عمدہ کھیت ہوں گے۔ کامل تملیک کی کشش ہی وہ شئے ہے جو انسانوں کے دلوں میں دشت و بیاباں کو قابل کاشت بنانے اور آباد کرنے کا ولولہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن آبادکاری کے اس عمل سے تکثیر حاصل کی جو حالت رونما ہوتی ہے وہ محض عارضی ہوتی ہے، یعنی وہ قوم کی صنعتی زندگی میں عارضی حیثیت رکھتی ہے۔ زیادہ مدت گزرنے سے قبل ہی ایک اور حالت جو غیر معین مدت تک قائم رہتی ہے رونما ہو جاتی ہے، یعنی: ایسا زمانہ جلد آجاتا ہے جبکہ زمین کو زیادہ عمیق طریق پر کاشت کرنے کا نتیجہ ابتدائی

باب ۳
لگان، زراعت
اور
حقیت اراضی

رہبری کی حالت کے مثل زائد پیداوار نہیں دیتا۔ تقلیل حاصل کی صورت ظاہر ہو جاتی ہے اور زراعت ایسی حالت پر پہنچ جاتی ہے جس کو اس کی معمولی حالت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد یہ امر قابل ذکر ہے کہ تقلیل حاصل کا رجحان صرف کسی ایک مختص خطۂ زمین یا خطہ ہائے زمین کے بارے میں صادق آتا ہے۔ اس سے لازمی طور سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ موجودہ قوموں کو عام طور سے دقت طلب حالات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسی زائد زمینیں بھی دسترس کے اندر رہوں جو مستعملہ زمینوں کے مقابلے میں زیادہ خراب نہوں۔ نئے نئے علاقوں کے کام میں لانے سے
69 اس قسم کے دوررس اثرات پیدا ہوئے ہیں۔ نئے نئے علاقوں کے استعمال نے نہ صرف یورپ کے قدیم ملکوں کو بلکہ خود نئے ممالک کو بھی متاثر کیا ہے، اور ان سے بین الاقوامی تجارت کے فوائد کے بارے میں نہایت پیچیدہ اور دقت طلب سوالات پیدا ہو گئے ہیں جن کو بیان کیا جا چکا ہے۔[1] یوں تو تاریخ کے وسیع میدان میں یہ مسائل واقعات کی مستقل رفتار میں محض عارضی انحراف کی حیثیت رکھتے ہیں؛ لیکن موجودہ نسلوں کے لیے یہ بہت نتیجہ خیز رہے ہیں۔

علاوہ ازیں تقلیل حاصل کے قضیئے کے متعلق یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کا تعلق پیداوار کی مادی مقدار سے ہے نہ کہ قدر سے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ غلہ یا گیہوں کے کم بشل یا مٹر اور آلو کے کم انبار حاصل ہوتے ہیں، نہ کہ یہ کہ کاشتکار کو بحوالۂ زر کم ماحصل ملتا ہے۔ فی الحقیقت یہ قضیہ اس اصول کا جزو ہے کہ وہ کمی کے بغیر زر کے حوالے سے ماحصل وصول کرتا ہے۔ گیہوں یا آلو کی قیمت میں ان زائد مصارف کے مطابق اضافہ ہوتا ہے جو آخری زائد مقدار کو تیار کرنے کے لیے ضروری ہوں۔ تاوقتیکہ قیمت میں اس طرح اضافہ نہ ہو کاشتکار زائد پیداوار کی کاشت نہ کرے گا۔ ناخوشگوار امکانات کا مقابلہ کاشتکار کو ہی نہیں کرنا پڑتا؛ بلکہ صارف کو یعنی عام مخلوق کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ البتہ صرف اس حد تک جس حد تک کہ خود کاشتکار زرعی پیداوار کا صارف ہو، کاشتکاران ناموافق نتائج سے متاثر ہوتا ہے جو

[1] دیکھو باب ۳ فصل (۴)۔

باب ۱۲ لگان، زراعت اور ملکیت اراضی

تقلیل حاصل کے میلان سے پیدا ہوتے ہیں۔

مقدار اور قدر کے اس فرق کو ذہن نشین نہ رکھنے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ معاشری مسائل کے بارے میں ایک حد تک انوکھے طریقے پر غلط قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ عبقریوں[1] کے معماروں نے تقلیل حاصل کے میلان کو ہمیشہ مشتبہ نظر سے دیکھا۔ یہ میلان، پیدائش کے غیر محدود اضافے میں اور اس سے بھی زیادہ آبادی کے غیر محدود اضافے میں ایک رکاوٹ ہے اسی وجہ سے اس کو بہ نظر تحقیر دیکھنے اور غلط ثابت کرنے کی غرض سے اس کے خلاف شہادت فراہم کرنے کا میلان پایا جاتا ہے۔

چنانچہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ کہ کثیر مصارف کے ساتھ کاشت کر کے بھی کاشتکار خاصہ منافعہ حاصل کرتا ہے اس قسم کی شہادت فراہم کرتا ہے۔ لیکن یہ امر نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ کاشتکار کی آمدنی معرض بحث میں نہیں ہے بلکہ اس کی تیار کردہ پیداوار کی مادی مقدار زیر غور ہے۔ اس قسم کے مغالطہ آمیز استدلال کی انوکھی مثال کروپوٹکن[2] جیسے مستقل مزاج رجائی کی ایک عبارت میں ملتی ہے جس میں مصنف مذکور
70 ان تجارتی باغبانوں کی اعلیٰ آمدنی کی جانب اشارہ کرتا ہے جو شہر کے بازاروں کے لیے چھوٹے چھوٹے خطہ ہائے زمین پر پیداوار حاصل کرتے ہیں۔ خیال تو کرو کہ ایک چھوٹے سے خطۂ زمین پر بحوالۂ زر کتنی زیادہ قدر پیدا ہوتی ہے! کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں تقلیل حاصل کا کوئی میلان ہے یا زمین سے پیداوار حاصل کرنے کی کوئی عملی حد ہے؟ یہ بے شک صحیح ہے کہ پیداوار کی قدر کے بڑھنے کی کوئی حد نہیں ہے۔ تجارتی باغبان جو موسم سے پہلے خاص اور مناسب حالات پیدا کر کے مٹر یا ٹماٹے اگاتا ہے فی ایکڑ کے حساب سے ہزاروں ڈالر کی آمدنی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن وہ یہ چیزیں نہ تو خود کھاتا ہے اور نہ اپنے اہل معاملہ کو کھلاتا ہے۔

---

[1] (Utopies)

[2] دیکھو کروپوٹکن (Kropotkin) کی کتاب موسومہ بہ "کھیت فیکٹریاں اور کارخانے" صفحہ ۳۷ تا صفحہ ۸۷۔ محولہ عبارت کو برٹ اینڈ اسل جیسے فہیم مفکر نے اپنی کتاب موسومہ بہ "آزادی کی مجوزہ راہیں" صفحہ ۸۵ و صفحہ ۹۰ تا صفحہ ۹۲ میں نقل کیا ہے۔

باب ۳۲

لگان زراعت اور حقیت اراضی

وہ ایک بیش خرچ تعیش کی طلب کو پورا کرتا ہے۔ وہ اور اس کے اہل معاملہ جو پیداوار استعمال کرتے ہیں ان کی کثیر مقدار کا دوسرے اور غالباً دور افتادہ مقامات سے آنا ضروری ہے۔ ہر ایک خطۂ زمین پر فرداً فرداً جو تقلیل حاصل کا میلان ظاہر ہوتا ہے اس کو پوری قوم کے لیے بہ حیثیت مجموعی پیدایش اور آبادی کی غیر محدود ترقی میں ایک مزاحمت خیال کرنا چاہیئے، نیز اسی مد خیال کرنا چاہیئے جس کا لحاظ معاشری نظام کی از سر نو تعمیر کے سب تدابیر میں سنجیدگی کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔

سب سے آخر میں تقلیل حاصل کے میلان کو زرعی فنون کی ترقی کی مقررہ حالت کے حوالے سے سمجھنا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ زمین کو استعمال کرنے کے نئے اور بہتر طریقے دریافت ہوں، اور وہ استعمال کردہ محنت کی افزونی کے تناسب سے زیادہ پیداوار کو بلکہ صرف کردہ محنت کے تناسب سے بہت زیادہ منافع کو ممکن بنا دیں۔ اس طرح کئی صدیوں تک یعنی دور وسطیٰ کے آغاز سے لیکر آج سے کم و بیش ایک سو سال قبل تک ممالک یورپ میں عام رواج یہ تھا کہ زمین کے ایک جزو کو (جو بالعموم یک ثلث ہوتا تھا) ہر سال غیر مزروعہ حالت میں رکھا جاتا تھا اور اس زمانے میں اس کو عام چراگاہ یا رمنے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ غرض کسی ایک وقت میں فی الحقیقت جتنی زمین پر کاشت ہوتی تھی وہ مجموعی زمین کے رقبے کا صرف ۲/۳ ہوتی تھی؛ اور کوئی خاص زمین دو سال تک زیر کاشت رہنے کے بعد تیسرے سال بیکار رکھی جاتی تھی تاکہ وہ از سر نو قوت حاصل کرلے۔ اٹھارھویں صدی کے تقریباً وسط میں یہ دیکھا گیا کہ جڑیلے پودے اور خاص کر تپتیا گھاس اور لونگ کی کاشت زمین کے اضمحلال اور کمزوری کو جو مسلسل غلہ اگانے سے پیدا ہوتی تھی بڑی حد تک زائل کر دیتی تھی؛ اور دوری فصل یا باری باری سے زمین پر کاشت کرنے کا طریقہ مروج رہا جس کی بنا پر کل زمین ہر وقت زیر کاشت رکھی جا سکتی تھی اور اس کے باوجود کھاد کو مناسب طریقے سے استعمال کرکے زمین کی پیداآور قوت کو برقرار رکھا جا سکتا تھا۔ اس بڑی تبدیلی کے بعد ہر خطۂ زمین پر پہلے کے مقابلے میں
71
زیادہ محنت صرف کیجانے لگی، مگر پھر بھی زیادہ موافق حالات کے تحت صرف کیجاتی تھی۔ علاوہ ازیں گزشتہ نصف صدی کے دوران میں جب زراعت میں کیمیائی طریقوں سے

باب ۳
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

کام لیا گیا تو کاشت کے طریقوں میں اور بھی زیادہ ترقی ظاہر ہوئی، یعنی نئی نئی کھادیں استعمال کی جانے لگی ہیں اور زمین کو زیادہ باقاعدگی کے ساتھ باری باری سے کاشت کیا جاتا ہے۔ زمین کو جوتنے، ترانے، پانی کے اخراج کے لیے نالیاں بنانے اور جانوروں اور پودوں کے نئے نئے انواع کے انتخاب کے طریقوں میں بھی بہت ترقی ہو گئی ہے۔ نیز یہ بات کچھ کم اہم نہیں کہ کشاورزی کے آلات اور کلوں میں بھی بہت کچھ اصلاح و ترقی ہو گئی ہے اور وہ ارزاں نرخ پر مل سکتی ہیں۔ اسی وجہ سے جب زمین کو بہترین معلومہ طریق پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل ہوتی ہے، اور پھر بھی اختتامی محاصل میں ایک حد تک کوئی کمی نہیں ہوتی۔

یہ کہنا بظاہر ایک چیستاں سا معلوم ہوتا ہے کہ تقلیل حاصل کا حقیقی میلان موجود ہے، اور یہ کہ فی الحقیقت تکثیر حاصل کا بھی وجود پایا جاتا ہے۔ پھر بھی یہ دونوں بیان صحیح ہیں۔ گو برطانوی ہند اور چین جیسے پسماندہ وغیر ترقی یافتہ ملکوں میں، بلکہ یورپ کے بعض علاقوں میں بھی، زمین سے اب تک ایسے طریقوں سے کام لیا جاتا ہے جنھیں ہم دقیانوسی کہہ سکتے ہیں، یعنی یہ طریقے ۵۰۰ سال قبل رائج تھے، لیکن ریاستہائے متحدہ اور یورپ کے اکثر علاقوں میں زرعی محنت، بمقابلہ ۵۰۰ سال پیشتر یا ایک سو سال پیشتر کے زمانے کے، بدرجہا زیادہ ذہانت اور بہت زیادہ کارکردگی کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔ بایں ہمہ تقلیل حاصل کا میلان باقی ہے۔ زمین کو باقاعدہ ترانے، نئے آلات سے اچھی طرح جوتنے، نئے طریقے پر کھاد دینے اور کھیت پر باری باری سے کاشت کرکے کچھ مدت تک حاصل کی تقلیل ملتوی اور زائل کی جا سکتی ہے۔ کسی خطۂ زمین سے پیداوار کی جتنی مقدار حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ جب تک معتدل ہو اس وقت تک دباؤ کی حالت رونما نہیں ہوتی۔ لیکن اس حد اعتدال سے تجاوز کرکے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کو بہت سخت اور بہت جلد ناقابل گریز ناقابل عبور موانع کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

جہاں تک مختلف محل وقوع رکھنے والے خطوں کے حاصل کے مستقل

باب ۳

لگان، زراعت اور حقیت اراضی

اختلافات کا تعلق ہے وہاں تک نفس معاملہ پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے کہ آیا زرعی ترقی و اصلاح کی گنجایش سب زمینوں میں مساوی طور سے ہے یا صرف چند زمینوں میں۔ مثلاً اگر اصلاح و ترقی کی گنجایش صرف ادنیٰ درجے کی زمینوں میں ہو (یا اُن زمینوں میں ہو جو زرعی صنعت کی ابتدائی حالتوں میں ادنیٰ تصور کی جاتی تھیں)، اور اگر کھیت نرانے یا صاف کرنے اور مسطح کرنے کے طریقوں سے، جو صرف ایسی چند زمینوں کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہوں جو کسی زمانے میں غیر منفعت بخش تھیں، یہ زمینیں ایسی ہی زرخیز بنائی جاسکتی ہوں جیسی کہ وہ زمینیں جو سابق میں زیادہ زرخیز تھیں، تب تو لگان اس حد تک جس حد تک کہ وہ بعض زمینوں پر بعض دوسری زمینوں کے تفوق کی بنا پر پیدا ہو، غائب ہو جائے گا اور صرف اس صورت میں پیدا ہوگا جبکہ سب زمینوں پر بہت زیادہ عمیق کاشت کی جائے گی۔ لیکن اگر اصلاح و ترقی کی ضرورت سب زمینوں پر مساوی طور سے ہو تو ان کے مابین فرق قائم رہے گا۔ اچھی اور بری زمینوں سے حاصل مساوی طور سے زیادہ ملیگا، لیکن پھر بھی اچھی زمینوں سے اس سے کچھ زائد حاصل بھی ملیگا؛ اسی وجہ سے جس حد تک کہ دونوں پر ساتھ ساتھ کاشت کیجائے مقررہ محنت صرف کرنے پر حاصل یا لگان غیر مساوی وصول ہوگا۔ چنانچہ زرعی ترقیوں کا یہی عام طور سے اثر رہا ہے۔ وہ قدرتی اور جبلی اختلافات کو نہیں مٹاتیں۔ صرف ایک قسم کی ترقی ایسی ہے جو نمایاں طور سے غیر مساوی اثرات ڈالتی ہے اور وہ وسائل نقل و حمل کی ارزانی ہے۔ چنانچہ ارزاں وسائل نقل و حمل دور افتادہ زمینوں کا فاصلہ گھٹا دیتے ہیں، ایک کو دوسری سے قریب تر کر دیتے ہیں اور موقع محل کی سہولتوں اور محل وقوع کے فوائد میں بڑی حد تک کمی کر دیتے ہیں۔

۴۔ کسی مقررہ خطۂ زمین کے متعلق ایسی حالت رونما ہوتی ہے جس میں پوری صحت کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ زمین سے وہ سب پیداوار حاصل ہوتی ہے جس کے پیدا کرنے کی اس میں صلاحیت ہو۔ اس صورت میں اس خطے کی انتہائی پیداوار سے جتنے انسانوں کے خور و نوش کا انتظام ہو سکتا ہے اس سے زیادہ کی وہ کفیل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ محض تقلیل حاصل کے عام اصول کی

باب

لگان زراعت اور حقیت اراضی

تشریح کرنے کی غرض سے ہی ہم تدریجی ڈھال کا صعودی منحنی فرض کرتے ہیں جیساکہ جلد اول صفحہ ۲۳۵ شکل نمبر (۶) میں ہے۔ بہت زمانہ گزرنے سے قبل ایسی حالت رونما ہو جاتی ہے جبکہ بہت ڈھلواں صعودی منحنی صورت حالات کی نمایندگی کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ زمین سے زیادہ ماحصل بھی وصول کیا جا سکتا ہے اور منحنی کا صعود بالکل عمودی نہ ہوگا۔ لیکن زائد پیداوار حاصل کرنے کے لیے جو زائد مصارف عائد ہوتے ہیں وہ مزاحم ہوتے ہیں۔

گو زرعی ترقیات اس میلان کو زائل کر دیتے ہیں اور اس حد کو آگے بڑھا دیتے ہیں جہاں تقلیل حاصل کا نمایاں میلان رونما ہوتا ہے، پھر بھی زرعی ترقیات کے اثرات بہت شاذ ہی عظیم اور سریع ہوتے ہیں۔ جب ایک مرتبہ کسی ملک کی سب زمین پر زراعت شروع ہو جائے اور اس قسم کی کاشت اس پر ہونے لگے جس کو فن زراعت کی موجود الوقت معلومات بہترین طریق قرار دے تو پیداوار میں مزید اضافہ و ترقی کی رفتار بہت سست اور دھیمی ہو جائے گی۔ اس صورت میں اس حد تک جس حد تک کہ آبادی اپنی اشیائے خورد و نوش کے لیے اپنے ہی ملک کی زمین پر منحصر ہو اضافۂ آبادی کی رفتار سست رہے گی۔ یہ صحیح ہے کہ بعض علمائے معاشیات اور فن زراعت کے ماہر یہ خیال کرتے ہیں کہ کاشت کے ترقی یافتہ طریقوں کو عام طور سے استعمال کرنے کی صورت میں زمین کے ماحصل کو یورپ کے ایسے علاقوں میں بھی بہت زیادہ بڑھایا جا سکتا ہے جہاں آبادی بہت گنجان ہو اور کاشت وسیع اور عمیق طریق پر کیجا رہی ہو۔ لیکن میرا یہ گمان ہے کہ یہ امکانات کسی قدر مبالغے کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ بہرصورت خاصکر براعظم یورپ میں کاشت کے بہترین طریقوں کے عام طور سے اختیار کرنے میں زرعی آبادی کے بڑے
حصے کی جہالت اور کاہلی رکاوٹیں پیدا کرتی ہے۔ خواہ ترقی کے امکانات 73
کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں پھر بھی وہ حالت جبکہ تقلیل حاصل واضح طور سے رونما ہوگی حقیقت میں زیادہ دور نہیں ہوتی۔ اگر موجودہ زمانے میں آبادی کے نمایاں اضافے کی وجہ سے کوئی سخت دباؤ محسوس نہ ہو تو اس کی توجیہ اس

باب ۱۱
لگان، زراعت
اور
حقیت اراضی

عظیم تبدیلی ملتی ہے جس نے عصر جدید کی کل معاشی تاریخ پر نہایت گہرا اثر ڈالا ہے اور یہ تبدیلی وسائل نقل و حمل کے غیر معمولی ترقیات اور نئے ملکوں میں رسد کے زائد ذرایع کے افتتاح کی صورت میں ہوئی ہے۔

۵۔ ریکارڈو کے نام کے ساتھ نظریہ لگان سب سے زیادہ منسوب کیا جاتا ہے، چنانچہ اسی کا یہ قول تھا کہ لگان "زمین کی اصلی اور ناقابل فنا قوتوں کے استعمال کے معاوضے میں ادا کیا جاتا ہے"۔ لیکن کہا یہ جاتا ہے کہ زمین کی قوتیں ناقابل فنا نہیں ہوتیں۔ اگر زمین مسلسل زیر کاشت رہے تو اس کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ زمین کا فرسودہ اور از کار رفتہ ہو جانا عام مشاہدہ اور واقعہ ہے۔ بات یہ ہے کہ مٹی میں بعض کیمیاوی اجزائے ترکیبی شریک ہیں، جو پودے اگانے سے صرف ہو جاتے ہیں اور جن کے مسلسل اخراج کے معنی یہ ہیں کہ انجام کار زمین کی زرخیزی فنا ہو جائے۔ ان اجزا میں اہم ترین جزو نائٹروجن ہے۔ اگر زمین پر کوئی فصل کاشت نہ کی جائے تو قدرتی عمل کے ذریعے سے یہ جزو خود بخود زمین کو واپس ملجاتا ہے، اگرچہ اس عمل کے طریقے غیر معین اور بے قاعدہ ہوتے ہیں؛ اسی وجہ سے قدیم زمانے میں یہ طریقہ مروج تھا کہ زمین کو غیر مزروعہ حالت میں چھوڑ دیا جاتا تھا تاکہ اس کو "آرام" مل سکے۔ لیکن زمین کی قوت کو اس سے زیادہ سرعت کے ساتھ اور زیادہ موثر طریق پر اس طرح بحال کیا جا سکتا ہے کہ کھاد دی جائے، باری باری سے کاشت کی جائے اور خاص کر جڑیلو پودے اگائے جائیں۔ موجودہ زمانے کی سائنس نے ان تمام کیمیاوی عملوں پر بہت خاصی روشنی ڈالی ہے؛ وہ ان طریقوں کی توجیہ کرتی ہے جن پر قدیم زمانے میں تجربی طور سے عمل کیا گیا اور نئے اور بہتر طریقوں کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ بہرحال یہ یقینی ہے کہ کوتاہ اندیشی اور بے احتیاطی کے ساتھ کاشت کرنے سے زمین کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں اور یہ کہ مسلسل کاشت کی وجہ سے جو قوتیں صرف ہوتی رہتی ہیں ان کو از سر نو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

جب نئی زمین پہلی مرتبہ زیر کاشت لائی جاتی ہے تو اس میں تازہ قوت

باب۱ | لگان زراعت اور حقیقت اراضی

پیدا کرنے یا اس کو بحال کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس حالت میں زرخیزی کے عناصر کا ذخیرہ زمین میں بہت کافی مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ کئی سالوں تک بلکہ ایک نسل تک بھی اس کے مسلسل زیر کاشت رہنے کے باوجود وہ زمین برابر کام دے سکتی ہے۔ اگر نئی زمین کافی مقدار میں موجود ہو تو پہلی مرتبہ زیر کاشت آئے ہوئے خطے پر ضعف کے علامات ظاہر ہونے پر دوسرا خطہ کاشت کیا جا سکتا ہے؛ علیٰ ہذا القیاس نئی زمین کے باقی رہنے تک یہی عمل جاری رکھا جا سکتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کو اہل جرمن (Raubau) نو توڑ یا تاراجی کاشت کہتے ہیں۔

74 چنانچہ کیوبا کی نیشکر کی زمینوں پر مسلسل کئی سالوں تک فصلیں بوئی جاتی ہیں؛ جب نیشکر تیار ہوجاتا ہے تو اس نے کا رس نکال لیا جاتا ہے اور جڑوں اور پتوں کو ایندھن کے طور پر جلایا جاتا ہے۔ زمین کو کھاد نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ وہ عناصر بھی جو جڑوں اور پتوں میں موجود ہوتے ہیں زمین کو واپس نہیں کیئے جاتے۔ لیکن متعدد سالوں تک مسلسل کاشت ہونے کے بعد بہترین نیشکر پیدا کرنے والی زمین میں بھی پیداوار کی تقلیل ظاہر ہونے لگتی ہے۔ بایں ہمہ اس کے بعد کاشتکار نئی زمینوں کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور یہاں بھی وہی عمل از سر نو شروع ہوجاتا ہے۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جبکہ نئی اور تازہ دم زمین استعمال کے لیے باقی نہ رہے؛ اس لیئے تاراجی کاشت اس وقت تک بہت منفعت بخش ہوتی ہے جب تک کہ زمین میں قوت موجود ہو۔

چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں اور خاص کر مسی سپی اور مغربی ریاستوں کی زرخیز وادیوں کی زمین میں زراعت کی ابتدائی حالت عام طور سے ایسی ہی رہی ہے۔ چونکہ گیہوں کی مانگ عام اور عالمگیر تھی اور اس کے نقل وحمل میں سہولتیں پیدا ہوگئی تھیں اس لیے گیہوں کی ہی عام طور سے کاشت ہوتی رہی۔ اس ابتدائی دور میں گیہوں سال بہ سال مسلسل بویا جاتا ہے اور کھاد نہیں دیجاتی یا بہت کم دیجاتی ہے؛ اور جو کچھ کھاد دیجاتی ہے وہ خس وخاشاک یا بھوسے کو جلاکر۔ جہاں زمین قدرتی کھاد کی وجہ سے بہت زرخیز ہو وہاں اس سے دس یا پندرہ

باب ۳ — لگان، زراعت اور حقیت اراضی

سال تک اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ مدت تک کام لیا جا سکتا ہے۔ پھر بھی مرور زمانہ کے ساتھ ضعف کی علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ زمین پیشتر کے مثل ماحصل نہیں دیتی؛ اس کو آرام دینے کی ضرورت پڑتی ہے یا اُس کا مداوا کرنا پڑتا ہے؛ اور کاشتکار کو یا تو نئے خطہ ہائے زمین کی جانب متوجہ ہونا پڑتا ہے یا قدیم زمین پر جس میں کاشت کی صلاحیتیں اور قوتیں باقی ہوں زراعت کرنی پڑتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں اس تغیر کے ساتھ ساتھ بالعموم ملکیت میں بھی تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ ابتدائی کاشتکار اپنی فرسودہ و از کار رفتہ زمین کو (جو فی الواقع بہت زیادہ از کار رفتہ نہیں ہوتی بلکہ محض محتاط طریقے پر کاشت کی طالب ہوتی ہے) نو وارد کے ہاتھ جو بالعموم جرمنی یا اسکنڈی نیویا کا باشندہ ہوتا ہے اس لیے فروخت کر دیتا ہے کہ یہ نو وارد کاشت کے پیچیدہ تر طریقوں کا خوگر ہوتا ہے؛ اور ابتدائی کاشتکار خود مغربی علاقوں میں آگے کو ہٹتا جاتا ہے، وہاں پھر نئی زمین لے لیتا اور از سر نو قدیم عمل کو دُہراتا ہے۔

نو توڑ یا تاراجی کاشت، "کاشت وسیع" کا ایک شعبہ یا رُخ ہے؛ وہ انگلستان، فرانس، جرمنی اور یورپ کے اکثر علاقوں کی "کاشت عمیق" کا ضد ہے۔ کاشت وسیع کے معنی یہ ہیں کہ محنت و اصل ایک وسیع رقبے پر مقابلۃً کم مقدار میں لگائے جائیں؛ اس میں بحساب فی ایکڑ ماحصل بالعموم کم وصول ہوتا ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں فی ایکڑ پیداوار کا اوسط ۱۲ اور ۱۵ بشل کے درمیان ہے۔ انگلستان میں اوسط ۲۵ بشل بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ لیکن انگلستان میں محنت اور اصل کی ایک اکائی کے حساب سے پیداوار کم ہوتی ہے، اس لیے کہ ہر ایکڑ میں بہت زیادہ محنت
75 صرف کی جاتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ کے خاص خاص زرعی علاقوں، مثلاً شمالی وسطی ریاستوں میں، ایک سو ساٹھ ایکڑ کے ایک کھیت پر اس کا مالک اپنے خاندان والوں کی مدد سے غالباً ایک مزدور کے ساتھ جس کو اُجرت دی جاتی ہے کاشت کرتا ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں اتنے ہی رقبے کے کھیت پر اصلدار کاشتکار، زرعی مزدوروں کے پورے عملے کو مصروف رکھ کر کاشت کرتا ہے۔

لیکن کاشت وسیع لازمی طور سے تاراجی کاشت نہیں ہے۔ محنت و اصل

باب ۱۱
لگان ازراعت اور حقیت اراضی

وسیع رقبے پر مقابلۃً کم مقدار میں لگائے جا سکتے ہیں، لیکن بایں ہمہ احتیاط کے ساتھ اور زرخیزی کے عناصر کے مناسب تحفظ کے ساتھ استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں ابتدائی یا تاراجی کاشت کی ابتدائی حالت غالباً دس بلکہ بیس سال تک قائم رہتی ہے، اور اس کے بعد عام طور سے بہت احتیاط کے ساتھ لیکن اس سے بھی زیادہ وسیع طریق پر کاشت کی جاتی ہے۔ مسی سی پی کی بالائی وادی میں اس وقت زمین بڑی حد تک دوسری حالت یا منزل میں ہے۔ یہ توقع کیجا سکتی ہے کہ جتنی جتنی آبادی بڑھتی جائے گی اور نئے نئے خطہ ہائے زمین کا حاصل کرنا مشکل ہوتا جائے گا اتنی اتنی اعلیٰ درجے کی فلاحی یا کاشت عمیق کی حالت کی جانب تدریجی تغیر واقع ہوتی جائے گی اور جس طرح اب یورپ کے ترقی یافتہ ملکوں میں ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا، یعنی فصلوں کو باری باری سے بونے میں بہت زیادہ باریکی سے کام کیا جائے گا، ہر خطۂ زمین کو بہت زیادہ مسلسل طریقے پر کاشت کیا جائے گا، زمین کی جتائی بہت گہری ہوگی، بہت جلد جلد ہنیگا پھیرا جائے گا، بہت زیادہ باقاعدہ طریقے سے پانی خارج کیا جائے گا اور منتخب کھاد بہت کثیر مقدار میں استعمال کیے جائیں گے۔ یہ تبدیلی تقلیل حاصل کے رجحان کے باعث نمودار ہوتی ہے، اور اس بات کی علامت ہے کہ زمین پر دباؤ پڑ رہا ہے۔ اگر زمین سے کثیر ما حصل وصول کرنے کی کوشش کی جائے تو زمین کی پیداآوری کو قائم رکھنے کی غرض سے اعلیٰ درجے کی کاشت کرنا ضروری ہے، لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کثیر ما حصل کسی قدر دقت کے ساتھ وصول ہوتا ہے، اور یہ کہ اضافے کے امکانات کی حد عنقریب ختم ہونے والی ہے۔

بہر صورت کسی ملک کی زمین جتنی جتنی زیادہ استعمال کی جائے گی، اتنا اتنا بحیثیت عامل پیدائش اس کی پیداآوری کا مدار اس چیز پر زیادہ ہوتا جائیگا کہ انسان نے زمین پر کتنی محنت صرف کی۔ جو زمینیں پہلے بہترین تھیں وہ اب اپنے قدرتی ذخائر سے تقریباً محروم ہوگئی ہیں۔ وہ زمینیں جو ابتداً کم اچھی تھیں مسلسل اور محتاط طریقے پر کاشت کرنے کی وجہ سے اوسط درجے کے قریب آگئی ہیں، سب زمینوں کو مسطح کر لیا گیا ہے، ان میں بدررویں بنا دی گئی ہیں، ان کے

باب
لگان اراضی اور حقیت اراضی
76

اردگرد باڑ بنا دی گئی ہے، بڑے بڑے پتھر ان سے خارج کر دیئے گئے ہیں اور ان میں سڑکیں تعمیر کر دی گئی ہیں۔ اس طرح طویل مدت تک استعمال ہوتے رہنے کی وجہ سے مختلف خطوں کے درمیانی فرق و اختلافات کم ہو جاتے ہیں، اور قدیم ملکوں میں سب زمینوں کو تقریباً اسی حالت میں لانے کا میلان پایا جاتا ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ زمین کے پیدائشی فرق و اختلافات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ لیکن، یہ نتیجہ لازمی طور سے نہیں نکلتا۔ یہ صحیح ہے کہ سب زمینیں محتاط استعمال چاہتی ہیں، اور اپنی زرخیزی کے قیام و دوام کے لیے انسان کے عمل پر منحصر ہیں، لیکن سب زمینیں انسان کے عمل کے اثر کو یکساں آسانی کے ساتھ اور یکساں پیمانے پر قبول نہیں کرتیں۔ ایسی زمین جس میں آل کی گہری تہ موجود ہو، پودوں کی غذا کے لیے بہت ہی بیش بہا ذخیرہ پوشیدہ رکھتی ہے جو بآسانی پودوں میں منتقل نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی غیر محدود طریقے پر استعمال کیئے جانے کی صلاحیت اس میں صرف اس وقت ہوتی ہے جبکہ اس پر کاشت کرنے کے بعد اس کو از سر نو قوت حاصل کرنے کی مہلت یا فرصت بھی دی جائے۔ زمین کی طبیعی ترکیب یعنی یہ کہ ریت، مٹی اور نمی اس میں کس تناسب کے ساتھ موجود ہے، کاشت کے امکانات پر بہت اہم اثر ڈالتی ہے۔ گو ریتیلے میدان یا ناقابل کاشت پہاڑی علاقے میں مسلسل توجہ اور محنت کر کے اس کو از سر نو اس قابل بنایا جا سکتا ہے کہ اس سے معقول پیداوار حاصل ہو، پھر بھی اس پر اتنی کم محنت صرف کر کے جتنی کہ اس سے بہتر قدرتی زرخیزی رکھنے والی زمین پر صرف کی جاتی ہو، اس کو اس اعلیٰ حالت پر نہیں لایا جا سکتا یا اس حالت پر برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ نیو انگلینڈ کو اتنا زرخیز کبھی نہیں بنایا جا سکتا جتنا کہ الی نائس اور کِن ٹکی لہ کا علاقہ قدرتی طور سے زرخیز ہے۔ علاوہ ازیں آب و ہوا، یعنی دھوپ، حرارت اور بارش بھی دیرپا فرق و اختلافات کا ایک اہم سبب ہے۔ مثلاً کنیڈا کے شمال مغربی علاقے کی نئی نئی زمینیں، جن کے متعلق موجودہ زمانے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے، بظاہر گیہوں کی کاشت کے لیے بغایت موزوں معلوم ہوتی ہیں، اور توقع ہے کہ

لہ (Illinois and Kentucky.

باب ۱۲
لگان، زراعت اور حقیت اراضی

ابھی مسلسل کئی سالوں تک ابتدائی کاشتکاری کے لیے یہ منفعت بخش مواقع بہم پہنچائیں گی لیکن
غالباً ایک نسل کے بعد جب زمین کو مہلت دینے اور اس کی قوت بحال کرنے کا ناگزیر موقع آپہنچتا
ہے، تو اس زمین کے امکانات بہ نسبت اُس زمین کے جو زیادہ معتدل آب وہوا کے علاقوں میں
واقع ہو کم پائے جائیں گے۔ وہ زمین جہاں سال کے بڑے حصے میں گھر گرتی رہے کاشت
کے لیے موزوں نہیں ہوتی اور زیادہ عمیق کاشت کا اثر قبول نہیں کرتی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ
مغربی ریاستوں کے نیم خشک علاقوں میں، یعنی نیبراسکا، کن ساس، اور ٹیکساس
کے اُن خطوں میں جو ایک طرف مسی سی پی کی سیراب وادی اور دوسری طرف وایومنگ،
کولوریڈو اور نیو میکسیکو کے خشک میدانوں کے درمیان واقع ہیں، اگر خشکی کی زراعت
کیجائے، یعنی گہرا ہل چلایا جائے، احتیاط کے ساتھ ہینگا پھیرا جائے اور خاص طور سے
منتخب تخم استعمال کیئے جائیں تو ان طریقوں سے آب وہوا کی وہ مزاحمتیں ہٹائی جاسکتی
ہیں جو مدت مدید تک ناقابل ارتفاع سمجھی جاتی تھیں۔ خواہ یہ توقعات پورے ہوں یا
نہ ہوں، یہ امر یقینی ہے کہ وادی مسی سی پی کے مقابلے میں جہاں قدرت کافی رطوبت
بہم پہنچاتی ہے ان زمینوں میں بدرجہا زیادہ محنت صرف کرنے کی ضرورت ہے۔

گو اس طرح زمین کی زرخیزی میں قدرتی فرق و اختلافات مستقل طور سے
قائم رہتے ہیں، پھر بھی یہ صحیح ہے کہ ان سب زمینوں کے بارے میں جو ایک مدت دراز
سے زیر کاشت ہوں، یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ زمین کا ماحصل اس کی "اصلی اور 77
ناقابل فنا قوتوں" سے کس حد تک متاثر ہوتا ہے اور ان خواص وصفات سے کس درجہ
متاثر ہوتا ہے جو انسان کے عمل کے ذریعے سے مہیا ہوتے ہیں۔ معاشی لگان کا تمیز کرنا
نہایت مشکل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض زمینوں پر یہ لگان ملتا ہے؛ مثلاً: امریکہ کی
مغربی وادیوں کی نشیبی زمینوں میں جہاں آل کی تہیں بہت گہری ہیں، یا بڑے شہروں
کے قریب کے اُن خطوں میں جو تجارتی باغبانی کے لیے موزوں ہیں (موقع محل کی خوبی
کے لحاظ سے) معاشی لگان موجود ہوتا ہے۔ ہم یہ یقین کرسکتے ہیں کہ دوسری زمینوں پر
یعنی نیو انگلینڈ کے پتھریلے رمنوں پر یا اسکاٹ لینڈ کے پہاڑی علاقوں میں یہ لگان بہت
کم وصول ہوتا ہے یا بالکل وصول نہیں ہوتا۔ لیکن کسی مخصوص خطۂ زمین کے بارے میں
جو مدت دراز سے زیر کاشت ہو، یہ کہنا تقریباً ناممکن ہے کہ محنت کو انسان کے

باب ۲۲

لگان، زر اعانہ اور حقیت اراضی

ہاتھوں سے کی ہوئی اصلاح و ترقی سے کس قدر مدد ملتی ہے اور جبلی خواص سے کس درجہ مدد ملتی ہے۔

جب ایک مرتبہ زمین میں مستقل طور سے اصلاح و ترقی عمل میں لائی جائے تو اس کا اثر ٹھیک ایسا ہی ہوتا ہے جیساکہ قدرت ہی کے زمین کو زرخیز اور عمدہ بنانے کی صورت میں ہوتا۔ مثلاً، اوہیو، انڈیانا، الی نائس اور دیگر ریاستوں میں جہاں کاشت کی ابتدائی حالت ختم ہو چکی ہے، پانی کی نکاسی کے لیے بدررووں کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا گیا ہے اور یہ ایک ناقابل بازگشت، لاینفک اور مستقل شغل اصل ہے۔ جب نالیاں کام کرنے لگیں تو، یہ ایسا ہی ہے جیساکہ قدرت نے نہ کہ انسان نے ضرورت کے مطابق پانی کھیت میں رکھنے اور ضرورت سے زائد پانی کو خارج کرنے کا بہترین انتظام کیا ہے۔ علیٰ ہٰذا جب بدررووں کے لیے بڑے بڑے انتظامات کئے جاتے ہیں، جیسے کہ انگلستان میں بیڈفورڈ کے میدان میں، یا مسوری اور ارکن ساس کے درمیانی حدود میں دریائے مسی سی پی کے خطوں میں کئے جا رہے ہیں تو، ان کا بھی وہی اثر ہوتا ہے۔ اس طرح وسیع رقبے جن میں زرخیزی کے عناصر بہ کثرت موجود ہیں، زائد اور غیر ضروری رطوبت سے پاک صاف کر دیئے گئے ہیں۔ ایک مرتبہ جب اس قسم کی دائمی اصلاحات عمل میں لائی جائیں تو زمین کے ماحصل کا مدار سود کے اصول کے بجائے لگان کے اصول پر ہو جاتا ہے۔ اصلاح و ترقی کے بعد زمین کی جیسی کچھ حالت ہو جاتی ہے اسی کی پیداآور خوبی پر پیداوار کا ہمیشہ کے لیے انحصار ہو جاتا ہے[1]۔

[1] زمین کو پٹے یا کرائے پر دینے اور "لگان" یا پٹہ ادا کرنے کے عام معنی لازمی طور سے یہ نہیں ہیں کہ معاشی لگان کا وجود پایا جاتا ہے۔ جو کچھ کرایہ دار ادا کرتا ہے وہ ممکن ہے کہ اس سے زیادہ نہ ہو جتنا کہ مالک کی انجام دی ہوئی اصلاح و ترقی پر بہ شکل سود معمولی صلہ ہو۔ لیکن عام طور سے جو کچھ حقیقت میں ادا کیا جاتا ہے اس میں

[1] دیکھو باب ۲۳ فصل (۲)۔

باب ۱۲ — لگان، زراعت اور حقیت اراضی 78

کچھ تو معاشی لگان ہوتا ہے اور کچھ اصل کا سود۔ پٹہ داری یا حقیت اراضی سے بعض جداگانہ اور آزادانہ مسائل رونما ہوتے ہیں۔

پٹہ داری، زمین کو بہترین طریقے پر استعمال کرنے کی راہ میں تقریباً ہمیشہ رکاوٹ پیدا کرتی ہے؛ اس لیے کہ پٹہ دار کو محض یہ فکر ہوتی ہے کہ اپنے ٹھیکے کے زمانے میں جتنا بھی زمین سے حاصل ہوسکے حاصل کرلے، اور اس کو تاراجی طریقے یا ایسے طریقے اختیار کرنے کی ترغیب ہوتی ہے جن سے زیادہ سے زیادہ نفع گھسیٹا جاسکے۔ اس کی سادہ ترین شکل میں، جبکہ زمیندار کچھ نہ کرے اور محض زمین پٹہ دار کو سال بہ سال پٹے پر دے دی جائے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس زمین پر نہ صرف کاشت خراب ہوتی ہے بلکہ کاشتکاروں کے حق میں مخرب اخلاق ہوتی ہے۔ چنانچہ آئرلینڈ میں چھوٹے زرعی خطوں (کٹی کی کاشت) کا بھی یہی انجام ہوا جو کاشتکاروں کے جاہل اور مظلوم طبقے اور اجنبی زمینداروں کے باہمی معاہدے کی بنا پر صدیوں سے قائم تھے۔ لیکن جہاں طویل المدت کرایہ داری یا پٹے کی شکل میں حقیت اراضی مستقل و مقررہ ہو اور کاشتکاروں کی جانب سے اصلاحات عمل میں آنے اور کرایہ داری کی مدت کے باقی رہنے تک ان اصلاحات کے قائم رہنے کی صورت میں کاشتکاروں کو ان کا صلہ دینے کا انتظام ہو، وہاں صورت حالات بہتر ہوتی ہے۔ اس انتظام کے تحت بھی زمیندار کو اپنی زمین کی نگرانی کرنی پڑتی ہے کہ کس طریق پر اس کی کاشت کی جاتی ہے، اور وہ بالعموم باری باری سے کاشت کرنے اور اصلاحات عمل میں لانے کے بارے میں معاہدات طے کرتا ہے پھر بھی اگر اس قسم کے معاہدات یا شرایط بالتفصیل طے کئے جائیں تو کاشتکار کے لیے ناواجب مزاحمتیں پیش آتی ہیں۔ انگلستان میں یہ قاعدہ ہے کہ زمین قلیل مدت کے لیے پٹے یا کرائے پر دی جاتی ہے (جو بالعموم ایک سال ہوتی ہے) اور اس کے اثرات اس لیے کچھ زیادہ خراب نہیں رہے ہیں کہ زمینداروں اور کاشتکاروں کی حیثیت فی الحقیقت شرکا کی رہی ہے۔ انگلستان کا کاشتکار ایک حد تک باوسیلہ شخص ہوتا ہے، جو ایک بڑا خطۂ زمین پٹے پر لیتا ہے اور اس کو ایک زمانۂ دراز تک باقاعدہ کاشت کرنے کے لئے آمادہ ہوتا ہے؛ نیز جب تک کاشت

باب ۲ — لگان زراعت اور حقیت اراضی

اچھی ہو وہ یہ توقع بھی رکھتا ہے کہ و اچھی شرایط پر پٹہ داری کی از سر نو تجدید کرا لیگا۔ زمیندار خود مستقل اصلاحات و ترقیات عمل میں لاتا ہے اور اس طرح زمین میں اپنا اصل مشغول کرتا ہے۔ زمیندار کو جو حصہ ادا کیا جاتا ہے وہ محض ایک حد تک معاشی لگان کی نمایندگی کرتا ہے۔ زمیندار اور کاشتکار کے درمیان جو دوستانہ اور مساویانہ تعلقات روایتی طور سے قائم چلے آرہے ہیں وہ اس انتظام کو قابل عمل بناتے ہیں؛ اور واقعہ یہ ہے کہ انگلستان میں زرعی فنون و صنائع ان روایات کے تحت ترقی کے ایک نہایت اعلیٰ زینے پر پہنچ گئے ہیں اسکاٹلینڈ میں عام طور سے خاصی طویل مدت کے لیے، بعض اوقات اکیس سال کے لیے زمینیں پٹے پر دیجاتی ہیں، اور اس طرح اس انتظام کے تحت وہاں کاشت عمیق کی بہترین شکلوں نے ترقی پائی ہے۔

پھر بھی یہ ممکن ہے کہ مالک کی جانب سے زمین کو موثر ترین طریقے پر استعمال کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ان صورتوں میں ہمیشہ ہوتا ہے جہاں انتقال ارضی بہ سرعت ممکن ہو، اور جہاں زمین کو حاصل کرنے کے لیے وہ لوگ مسابقت کریں جو اس کو بہترین طریق پر استعمال کرنا جانتے ہوں۔ اس قسم کی سہولت یورپ کے اکثر ملکوں میں خاص کر انگلستان اور فرانس میں مفقود ہے؛ علاوہ ازیں انگلستان اور فرانس میں قانون کی موجودہ حالت جو موانع پیش کرتی ہے ان میں اس معاشری حق و تفوق 79
کی وجہ سے زیادتی ہو جاتی ہے جو بڑی بڑی منقولہ جائدادوں سے وابستہ ہوتا ہے اور جس کی بنا پر مالک انھیں فروخت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ ریاستہائے متحدہ میں اس قسم کے کوئی موانع نہیں ہیں۔ یہاں کم از کم ملک کے شمالی حصے میں، اکثر زمینوں پر خود مالک ہی کاشت کرتے ہیں۔ کھیت دائمی طور سے ایک شخص کے پاس سے دوسرے کے پاس منتقل ہوتے رہتے ہیں جس کا انحصار مختلف اشخاص کے نقطۂ نظر سے کاشت کے مختلف امکانات پر ہوتا ہے، اور یہ ایسی حالت و شرط ہے جو زمین کے سب سے زیادہ نفع بخش استفادے کو فروغ و ترقی دیتی ہے۔ شمالی وسطی ریاستوں میں ملک کے زرعی علاقے کے بیشتر حصے پر، یعنی جملہ کھیتوں میں سے ۶۰ فی صد کھیتوں پر، خود مالکان زمین

کاشت کرتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز کے بعد سے اس علاقے میں پٹہ داری کا رواج خاص کر شمالی حصے میں عام طور سے بڑھ گیا ہے۔ لیکن اس زیادتی کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ نو واردوں کی مسلسل یہ کوشش رہی ہے کہ اپنی حیثیت بہت جلد مالکوں کی سی کرلیں؛ اور یہ ایسا عمل ہے جس کے لیے ان علاقوں میں بہت زیادہ وقت لگتا ہے جہاں زمین کی قیمت اعلیٰ ہے اور زمین کو فی الفور خریدنے کے لیے معقول نقد رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ پٹہ داری کے طریق کے زیادہ پھیل جانے کے باوجود ریاستہائے متحدہ کے شمالی علاقوں کی زمینوں کی ملکیت اور کھیتوں کے حالات و شرایط اطمینان بخش ہیں۔ علیٰ ہذا جرمنی کے اکثر علاقوں، اور خاص کر جنوبی و مغربی جرمنی، کے متعلق بھی، جہاں زمین کی ملکیت کا تناسب بحساب فیصد بہت اعلیٰ ہے، یہی کہا جا سکتا ہے۔

یورپ کے جنوبی علاقے میں خاصکر اٹلی میں پٹہ یا حقیت اراضی کا ایک عام طریق "بٹائی" ہے۔ زمیندار زمین کو اس شرط سے کرائے پر دیتا ہے کہ وہ بھی کاشتکار کے ساتھ پیداوار میں سے حصہ پائے گا؛ یہ حصہ بالعموم فصل کا نصف ہوتا ہے، لیکن معمولی صورتوں میں، زمین کی زرخیزی کے مطابق اور زمیندار کے مصارف کی وسعت کے لحاظ سے کم و بیش قرار پاتا ہے۔ زمیندار خود صرف کردہ اصل کا ایک جزو مہیا کرتا ہے۔ بٹائی کے طریق میں، بہ مقابلہ مزدوروں سے اجرت پر کام لینے کے طریق کے، یہ فائدہ ہے کہ بٹائی کاشتکار کے لیے ایک محرک کا کام کرتی ہے، اور وہ حتی الامکان زمین سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرتا ہے؛ لیکن اس میں بہ ظاہر ایک نقص بھی ہے جو اس واقعے کی بنا پر رونما ہوتا ہے کہ زمیندار بھی پیداوار میں شریک ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ کے جنوبی علاقے میں حبشیوں میں پٹہ داری میں شرکت کرنے کا رواج بہت عام ہے۔ یہاں کاشتکار کے ضروری ابتدائی مصارف کا بیشتر (اور بعض اوقات کل) حصہ زمیندار ادا کرتے ہیں؛ یعنی: زمیندار، صرف تخم، آلات کشاورزی اور جانور ہی فراہم نہیں کرتے، بلکہ حبشیوں کی غذا بھی فراہم کرتے ہیں۔ ان حالات کے تحت، جن میں جنوبی ریاستوں نے خانہ جنگی کے اختتام پر اپنے آپ کو پایا، اس قسم کا

باب ۲۲ — لگان، زراعت اور حقیت اراضی

انتظام بلاشبہ ناگزیر تھا؛ اس لیے کہ جو لوگ آزاد ہو چکے تھے وہ نہ صرف کوئی ذریعۂ معاش نہ رکھتے تھے بلکہ زرعی انتظام کا کوئی تجربہ بھی نہ رکھتے تھے۔ پھر بھی یہ نظام معاشری فائدے کے لحاظ سے، کامل ملکیت کے اُس نظام کا مقابلہ نہیں کر سکتا جس میں مالک خود کاشت کرتے ہیں۔ یہ نظام مقررہ زر لگان کے اُس پٹے سے بھی
80 ادنیٰ درجے کا ہے جس میں پٹے اس طریقے پر منظم کیے جاتے ہیں کہ حقیت اراضی محفوظ ہو جاتی ہے اور ترقیات اراضی کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔ زمین کی تملیک کے طریقے کو وسعت دینا اور مالکوں میں خود کاشت کرنے کے طریق کو پھیلانا، یہی سب سے زیادہ مفید زرعی حالات ہیں؛ اور کیا ہی اچھا ہو کہ یہ حالات خوش قسمتی سے جس طرح ریاستہائے متحدہ کے بیشتر حصے میں شایع ہیں اسی طرح جنوبی ریاستوں میں بھی رونما ہو جائیں۔

۷۔ جو ملحوظات سابقہ فصلوں میں پیش کیے گئے، یعنی زمین کی زرخیزی کو محفوظ و قائم رکھنے کی ضرورت، کاشت کے روزافزوں عمیق ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کے عمل کی روزافزوں اہمیت، قدرتی عطیے اور مصنوعی ترقیات کے مابین امتیاز قائم کرنے کی دقت؛ یہ سب بعض معاشری مسائل پہ بہت ہی اہم اثر ڈالتے ہیں۔

ایک تجویز یہ پیش کی گئی ہے کہ قوم کے مفاد پر نظر کرتے ہوئے حکومت معاشی لگان پر خود قبضہ کر لے۔ لگان، ماحصل زائد ہے جو اُس ماحصل سے زیادہ مقدار میں وصول ہوتا ہے جو شغل اصل کی ترغیب دینے کے لیے ضروری ہو، گویا وہ غیر مکتسب زائد آمدنی ہے جو زمین پر بڑھتی ہوئی آبادی کی طلب کی زیادتی کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ منفرد زمیندار اس اضافۂ غیر مکتسب کا مالک کیوں بن بیٹھے؟ نام نہاد "محصول مفرد" کے تحت، یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ کل زمینوں پر ان کے معاشی لگان کی انتہائی مقدار تک محصول لگایا جائے؛ اور اس محصول کو "مفرد" کے نام سے موسوم کیا جائے، اس لیے کہ یہ توقع کی گئی ہے کہ اس سے عامۃ الناس کے لیے اس قدر مداخل وصول ہو جائیں گے کہ ان کی بنا پر دوسرے محاصل کی وصولیابی موقوف

باب ۱۲

لگان زراعت اور حقیت اراضی

کیجا سکتی ہے۔ اگر قوم ہمیشہ کے لیے زمین پر قابض ہو جائے، اپنی ملکیت کو دائمی طور سے قائم رکھے اور کاشتکاروں کو اس کے لگان کے ادا کرنے کے معاوضے میں زمین پٹے پر دیا کرے، نیز کاشتکار کو بھی اتنا موقع دے کہ وہ اپنے پاس اتنی کافی مقدار رکھ لے جس سے وہ اپنے انجام دئیے ہوئے ترقیات کا معاوضہ وصول کرسکے اور ان کا سود بھی ادا کرسکے لیکن بقیہ زائد مقدار زمیندار کے حوالے کرے، تو اس سے بھی تقریباً اسی قسم کے نتائج حاصل ہوں گے۔

اس نظام اصل کی راہ میں ایک اساسی رکاوٹ زرعی زمین کی حد تک یہ ہے کہ زمین میں مشغولہ اصل اور اس کے معمولی ماحصل کی پیمائش کرنا وقت طلب ہے۔ لگان، جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے خود بخود نہیں پیدا ہوتا۔ اس کو ایک جداگانہ ماحصل کی حیثیت سے تمیز نہیں کیا جاسکتا لگان کی پیدائش، زمین کو جوتنے اور اس کی زرخیزی کو قائم رکھنے کے پیچیدہ عملوں سے لاینفک طریقے پر
وابستہ ہے۔ زمین کو موثر طریقے سے استعمال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ محنت کو 81
بڑے اہتمام کے ساتھ صرف کیا جائے، بہت کچھ تجربات عمل میں لائے جائیں، اور طویل مدت تک کاشت کرنے کے لیے تدابیر اختیار کئے جائیں، اور ان سب کے علاوہ اہم ترین بات یہ کہ انفرادی طور سے دائماً نگرانی اور خبر گیری کی جائے۔ زمین کو بہترین طریق پر استعمال کرنے کے لیے سب سے اعلیٰ درجے کا محرک یہ ہے کہ زمین کی ملکیت محفوظ ہو، اور یہ یقین حاصل ہو کہ جو کوئی اس پر کاشت کرکے کافی مقدار میں پیداوار حاصل کرے گا وہی اپنی محنت کے ثمرات سے مستفید ہوگا۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے کوئی ملک اس قدر موثر نہیں ہے جس قدر کہ غیر مشروط اور آزاد تملیک۔ یہ صحیح ہے کہ خانگی ملکیت کی وجہ سے قوم ایسی شے ہاتھ سے کھودیتی ہے جسے اگر فرزانگی کے ساتھ بانٹ لیا جائے تو عمدہ تنظیم کے حوصلے پست کئے بغیر وہ حصے میں آسکتی ہے؛ لیکن فرزانگی کے ساتھ بانٹنے کی مشکلات اس قدر زیادہ ہیں اور عمدہ تنظیم کی ضرورت اس قدر شدید ہے کہ معاشری نفع اسی میں ہے کہ نہ تو محصول لیا جائے نہ میعادی تقسیم حصص کی جائے۔

اس تجویز میں کچھ نہ کچھ جاذبیت ہے کہ قوم کو زمین کے استحقاق سے کبھی دست بردار نہ ہونا چاہیئے؛ بلکہ زمین صرف پٹے پر دینی چاہیئے یعنی طویل مدت کے لیے

باب
لگان زراعت
اور
حقیقت اراضی

ایسے طریقے سے پٹے پر دینی چاہیے کہ اس سے کاشتکاروں کو اصلاحات عمل میں لانے کا وسیع موقع ملے اور زمین میں ضعف پیدا کرنے کی ترغیب نہ ہو اور پھر بھی قوم کو انجام کار بتدریج بڑھنے والے معاشی لگان کے اضافے کے حاصل کرنے کا موقع ملے۔ اگر قوم اس منصوبے پر شروع ہی سے عمل کرتی اور اگر اس ملک کی حکومت نہایت متدین، ذہین اور منظم ہوتی، تو اس ملک کی موروثی زمین کا مشترکہ انتظام کرنے کا یہ طریق خانگی ملکیت کے مقابلے میں زیادہ قابل ترجیح ہوتا۔ لیکن کسی ملک نے اس منصوبے پر عمل نہیں کیا ہے؛ یا اگر کسی نے اس کو شروع کیا بھی ہے (مورخوں کو اس بارے میں شبہ ہے کہ جرمانی قوموں نے حقیقی اشتراکی تملیک کے نظام کو کس حد تک شروع کیا تھا) تو اس کے بعد طویل صدیوں تک خانگی تملیک کا رواج جاری رہا۔ تملیک کی تحریص زرعی صنائع کی ترقی کے لیے تاریخی اعتبار سے ناگزیر تھی۔ یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ جہاں کوئی تہذیب یافتہ قوم، صدیوں کے فراہم کردہ تجربے سے تیار ہو کر، نئی زمین پر قبضہ حاصل کرلے، جیسا کہ ریاستہائے متحدہ، کنیڈا اور آسٹریلیا میں ہوا، وہاں وہ زمین کے لگان کو سرکاری ملکیت میں رکھ سکتی اور زمین کو طویل مدت کے لیے پٹے پر دے سکتی ہے۔ لیکن زمین کا لگان ہی ٹھیک وہ شے ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے ابتدأ کاشت کرنے والی نسلیں متمنی رہتی ہیں۔ آئندہ نسلوں کے اغراض کو محفوظ کرنے کا خیال بہت شاذ ایسی قوموں کے پیش نظر ہوتا ہے؛ یا اگر ایسا خیال ان کے دل میں پیدا بھی ہو تو یہ قومیں محض اپنے راست ورثا یا اخلاف کا لحاظ کرتی ہیں، اور آئندہ آبادی کی غیر ممیز جماعت کا
کوئی لحاظ نہیں کرتیں۔ اسی وجہ سے سب قوموں نے، خواہ انھوں نے طویل تاریخی 82
ارتقا کے ذریعے سے بتدریج ترقی کی ہو یا ترقی یافتہ تہذیب و تمدن کی سطح سے شروع کیا ہو، اپنی صنعتی تنظیم کی بنیاد زمین کی خانگی ملکیت پر قائم کی۔ اس طرح زمین کی خرید و فروخت صدیوں تک اس مفروضے پر جاری رہی کہ ملکیت کے حقوق، جو قدیم ترین زمانے سے مسلم و موجود ہیں، آئندہ بھی غیر معین مدت تک قائم رہیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان مکتسبہ حقوق کو پوری طرح معدوم و پامال کر دینا ناقابل تصور نہیں ہے؛ لیکن اگر اس پر عمل کیا گیا تو معاشرے کے پورے نظام کو از سر نو منظم و مرتب کرنا پڑے گا۔ اس سے اشتراکیت کا مسئلہ رونما

باب ۲
لگان زراعت
اور
ملکیت اراضی

ہوتا ہے نہ کہ غیر مکتسب اضافے کے استحصال کا مسئلہ۔

ایک اور تجویز یہ ہے کہ کل غیر مکتسب اضافے کا استحصال نہ کیا جائے، بلکہ مستقبل میں جو اضافے ہوں ان کا استحصال کیا جائے۔ گویا قبض و دخل کے حقوق یعنی زمین کی خانگی تملیک اور موجود الوقت لگان کے تمتع کو حسب حال رہنے دیا جائے، لیکن لگان میں آیندہ جو اضافہ ہو اسے بحیثیت مجموعی قوم کے سپرد کر دیا جائے۔ اصولاً اس تجویز کے بارے میں کسی قسم کے اعتراضات نہیں کیے جا سکتے۔ واحد سوال یہ ہے کہ آیا اس سے بحیثیت مجموعی قوم کو فائدہ ہوگا یا نہیں؟ خالص معاشی لگان وصول کرنے اور اس منافعے کو ہاتھ لگائے بغیر چھوڑ دینے کا کام، جو زمین کو موثر طریق پر استعمال کرنے کے لیے ضروری ہے، اعلیٰ سرکاری عہدہ داروں میں نہ صرف اعلیٰ درجے کی ذہانت بلکہ بہت سخت دیانت داری کا طالب ہے۔ ایسے نازک کام کو انجام دینے کے لیے جو انتظام کیا جائے اگر اس میں خرابی یا سستی ہو تو اس سے سخت مضرت پہنچے گی، اور حقیقت یہ ہے کہ غالباً اس کل منصوبے سے غالباً یک قلم دست بردار بھی ہونا پڑے گا۔ لیکن یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جہاں زمین کی تملیک بہت پھیلی ہوئی ہو، وہاں معاشی لگان کی تقسیم بھی بہت پھیلی ہوئی ہوگی، اور ایسی انتہائی عدم مساواتیں نہ پیدا ہوں گی جو تملیک خانگی کے نظام کے سب سے قابل اعتراض نتائج ہیں۔ انتظامی مشکلات، حکومت کے نقائص اور خالص معاشی عاملین، ان سب معاملات پر غور کرنے کے بعد نفع کا پلہ غالباً زرعی زمین کی تملیک خانگی کے غیر مشروط حق کی موافقت میں اور صرف ایسی آئینی تبدیلیوں کی موافقت میں ہے جس کی بنا پر تملیک خانگی کی آزادانہ منتقلی میں اور اس کو بہترین طریق پر استعمال کرنے والے اشخاص کو اس کے اکتساب میں سہولتیں بہم پہنچیں۔

باب ۳۴

شہری سکنی زمین کا لگان

(۱) خردہ فروشی، تھوک فروشی، مصنوعات اور مکانات کی زمینوں سے کس طرح 83
لگان پیدا ہوتا ہے۔ (۲) اصول تقلیل حاصل سکنی زمینوں کے بارے میں، اس کا عمل درآمد زرعی زمین کے مقابلے میں سکنی زمین پر کمتر ہوتا ہے۔ (۳) سکنی لگان کا مدار زمین کو مناسب طریقے سے اور ہوشیاری کے ساتھ استعمال کرنے پر ہے۔ غیر منقولہ جائداد کے تخمینوں کی جد و جہد۔ (۴) جب اصل مستقل طور سے زمین میں کھپ جاتا ہے تو لگان کو اصل کے سود سے الگ کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ سکنی زمین کا لگان، خالص معاشی لگان سے کس حد تک مماثلت رکھتا ہے۔ (۵) جائداد غیر منقولہ کے سوداگروں اور تخمینوں کی جد و جہد کس حد تک پیدا آور ہوتی ہے۔ (۶) سکنی لگان بعض اوقات بالارادہ پیدا کیا جاتا ہے! کیا ایسی صورت میں وہ معاشی لگان ہے؟

۱۔ سکونتی زمینوں کا لگان، اساسی حیثیتوں سے، زرعی زمین کے لگان سے مماثلت رکھتا ہے۔ زرعی لگان کے مثل، سکنی یا سکونتی لگان مختلف خطوں کی مختلف المدارج سہولتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ بعض سکنی زمینوں پر اصل اور محنت کو صرف کرنے سے

باب ۱۱
شہری سکنی زمین کا لگان

دوسری زمینوں کے مقابلے میں زیادہ حاصل وصول ہوتا ہے جس وقت تک کہ بہتر موقع محل کی زمینوں پر پیدائش کے امکانات محدود ہوں، اس وقت تک مالکان زمین محض محدود مسابقت کے تابع ہوتے ہیں، اور زائد پیداوار کو اپنے لیے رکھ سکتے ہیں؛ اور بلا لحاظ اس امر کے کہ خواہ وہ خود زمینوں کو استعمال کریں یا دوسروں کو کرائے پر دے دیں وہ زائد پیداوار کو اپنے لیے رکھ سکتے ہیں۔

زمین جن جن مختلف طریقوں سے استعمال کی جا سکتی ہے ان پر غور کرنے کے بعد شہری سکنی زمینوں کی مختلف المدارج سہولتوں کی وجہ اور وسعت کی توضیح و تشریح کی جا سکتی ہے۔ مخصوص ترین صورت، جو اپنی خارجی کیفیتوں کے لحاظ سے سادہ ترین بھی ہے، ان سکنی زمینوں کی ہے جو خردہ فروشی کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ جہاں کہیں عامۂ خلائق کی آمد و رفت عادۃً زیادہ ہوگی، وہاں خردہ فروشی کا کاروبار بہت زیادہ فائدے کے ساتھ انجام دیا جا سکتا ہے۔ کسی بڑی دوکان میں جاؤ جو قلب شہر میں واقع ہو اور دیکھو وہاں کیا ہو رہا ہے۔ بیع کرنے والے اہلکار مسلسل مصروف کار ہیں؛ اصل کی نقل اور کھپت بہ کثرت و بہ سرعت ہو رہی ہے؛ عمارت اور اس کا ساز و سامان دائمی طور سے موثر طریقے پر استعمال ہو رہا ہے۔ اس منظر کا مقابلہ کسی دیہاتی دوکان سے کرو جس کا مالک دن کے بڑے حصے میں گاہکوں کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا ہے؛ یا (اگر وہ مستعد و توانا ہو تو) اس کے لیے دوسرے کاموں میں توجہ صرف کرنے کے لیے بھی کافی موقع ملجاتا ہے۔ صرف کردہ محنت اور اصل کی ہر اکائی کے لیے شہر کی سکنی زمین پر پیداوار بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ دوکان کی "پیداوار" سے ہمارا مطلب قوم کے افادوں یا تسکین پذیری کی آمدنی میں اضافہ یا اس چیز کی تکمیل ہے جو عام طور سے صارفوں کے ہاتھ میں اشیا کو پہنچانے کی آخری منزل ہے۔ روزمرہ کی زبان میں اسی چیز کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مقام پر بہت زیادہ اور دوسرے مقام پر بہت کم کاروبار کیا جا سکتا ہے۔ 84

خردہ فروشی کے لیے بعض سکنی زمینیں دوسری زمینوں کے مقابلے میں کیوں عمدہ ہوتی ہیں اس کے صحیح اسباب بعض اوقات سادہ اور بعض اوقات مبہم ہوتے ہیں۔ سادہ ترین اسباب دسترس پذیری یا رسائی اور واقفیت ہیں۔ شہر کے وہ

باب
شہری سکنی زمین کا لگان

مقامات جہاں آمد و رفت اور نقل و حمل کی سڑکیں، ایک نقطے پر مرتکز ہوتی ہیں، خردہ فروشی کے کاروبار کے لیے نہایت کارآمد اور مفید ہوتی ہیں۔ ایسے مرکزوں سے چھوٹی چھوٹی سڑکیں عام طور سے نکلتی ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ اچھی وہ سڑکیں ہوتی ہیں جن پر روزمرہ کے کاروبار کے لیے مخلوق کی کثیر تعداد میں ادھر سے ادھر آمد و رفت ہوا کرتی ہے۔ ہر وہ چیز، جو کسی مقررہ مقام یعنی ریلوے اسٹیشن، ڈاکخانہ، یا تھیٹر میں مخلوق کو مرتکز و جمع کرنے کا باعث ہوتی ہے، اس مقام کے آس پاس کی زمینوں کو خردہ فروشی کے لیے تفوق یا خاص سہولت عطا کرتی ہے۔ اس سے کمتر درجے پر سادہ اثرات، روایات، یا امیروں کے مکانوں کی قربت، یا چند ماہر بیوپاریوں کی ندرت پسندی یا اختراع کے اثرات ہوتے ہیں جن کی بنا پر کوئی ایک سڑک یا علاقہ دوسری سڑکوں یا علاقوں کے مقابلے میں بڑی اور بیش خرچ دوکانوں کے لیے عملی طور سے بہت موزوں ہو سکتا اور فوقیت حاصل کر سکتا ہے، اور اس لحاظ سے ممکن ہے کہ اس کی منفعت زیادہ ہو جائے۔ اہل معاملہ کے لیے جاذبیت و کشش پیدا کرنے میں نمایش اور دکھاوے کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے (چنانچہ خردہ فروش تاجر کا اساسی اصول یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اشیا کو دریچوں میں منظر عام پر رکھنا ضروری خیال کرتا ہے)۔ اسی وجہ سے سڑک کا جنوبی حصہ، جہاں مال نمایشی دریچوں میں نہایت موثر طریقے پر اور خراب ہونے کے خطرات کے بغیر سجایا جا سکتا ہے، شمالی حصے کے مقابلے میں قابل ترجیح اور مفید ہے اور اس کا لگان بھی زیادہ وصول ہوتا ہے۔

قیمتی سکنی زمینوں پر جو اشیا فروخت کی جاتی ہیں ان کی قیمت عام طور سے زیادہ نہیں ہوتی۔ زرعی زمین کے لگان کے مثل، ان زمینوں کا لگان قیمتوں کی افزونی کا باعث نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس وہ معمولی قیمتوں پر کثیر تعداد میں اشیا فروخت کرنے کی سہولتوں کا نتیجہ ہے۔ نام نہاد شعبہ واری ذخائر میں اشیا ایسی قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں جو کم و بیش اتنی ہی ادنیٰ ہوتی ہے جتنی کہ مضافاتی یا دیہاتی دوکانوں کی اشیا کی قیمت۔ اس میں شک نہیں کہ اس بیان کے لیے بظاہر ایک استثنا ان دوکانوں کی صورت میں ہے جو متمول طبقے کو اور ان اشخاص کو جو متمول طبقے کی نقالی کرتے ہیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ یہاں کوئی مقررہ شے بالعموم ایسی قیمت پر فروخت کی جاتی ہے جو پاس ہی کے

باب ۱۳ شہری سکنی زمین کا لگان

کم شان و شوکت والے رقبے کی دوکانوں کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں اگر قیمتیں اعلیٰ ہیں تو انھیں کے ساتھ لگان بھی اعلیٰ ہوتا ہے؛ اور اگر بیوپاریوں سے
85 پوچھا جائے تو وہ قیمتوں اور لگان کی زیادتی کے باہمی تعلق کی تاویل یوں کریں گے کہ چونکہ انھیں لگان زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے اس لیے ان کو قیمتیں زیادہ وصول کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ علاقۂ سببی اس کی برعکس سمت میں پایا جاتا ہے؛ یعنی چونکہ وہ زیادہ قیمتیں وصول کرسکتے ہیں اس لیے وہ خطہ ہائے زمین کو حاصل کرنے کے لیے زیادہ لگان ادا کرنے میں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے اور زیادہ لگان ادا کرتے ہیں۔ اس قسم کی دوکانوں میں بالعموم ایسی اشیا کے ذخائر ہوتے ہیں جو اعلیٰ درجے کی اور منتخب ہوتی ہیں اور ان کو سلیقے کے ساتھ اور دلکش طریقے پر سجا کر رکھا جاتا ہے، وہاں خاموشی اور سکون بھی ہوتا ہے؛ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خریدار کی خود نمائی اور خود بینی کو چاپلوسی کے ذریعے سے اور اعلیٰ طبقے کی صحبت کا امکان پیدا کر کے دوکان کی جانب مائل کیا جاتا ہے۔ یہاں جو افادے بہم پہنچائے جاتے ہیں ان کے منجملہ ایک مشیخت مآبانہ جاہ طلبی و امتیاز کی تسکین پذیری ہے، اور اس کے لیے معقول معاوضہ ادا کرنے پر اکثر لوگ آمادہ ہوتے ہیں۔

ٹھوک فروشی کے لیے جو سکنی زمینیں ہوتی ہیں ان کا لگان زیادہ تر اس وجہ سے وصول ہوتا ہے کہ یہ زمینیں دوسری ایسی زمینوں سے قربت رکھتی ہیں جہاں یہی یا اسی قسم کا کاروبار انجام دیا جاتا ہے۔ یہ فائدہ فائقہ یا سہولت بظاہر معمولی سی معلوم ہوتی ہے، خاصکر موجودہ دور میں جبکہ ٹیلیفون کا رواج ہے۔ تاہم جہاں تجارت بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے کم و بیش چند سو بلکہ چند ہزار ڈالروں کی ادائی بطور لگان عام حساب کتاب میں زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، اور بڑا کاروبار جتنی زیادہ سہولت کے ساتھ انجام پائے گا اتنا ہی موزوں خطوں کے لیے زیادہ لگان ادا کرنے میں مستعدی سے کام لیا جائے گا۔ ایسے عمدہ موقع محل کی زمینوں پر ہر قسم کے اہل معاملہ کی بکثرت آمد و رفت ہوگی؛ بنک، دلال، جہازوں کے ایجنٹ، بیمہ کمپنیاں سبھی قریب ہوتی ہیں۔ ایک ہی قسم کی تجارت کرنے والے ٹھوک فروش بالعموم ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں؛ چنانچہ بڑے شہروں میں کاروبار کی

باب ۱۲ شہری سکنی زمین کا لگان

نوعیت کے اعتبار سے مختلف حلقے ہوتے ہیں، مثلاً، دھاتوں، خشک اشیا، جوتوں اور جہازوں
کے ایجنٹوں کے حلقے الگ الگ ہوتے ہیں۔ یہ سب، مالی مرکز کے ارد گرد مجتمع ہوتے ہیں، جس سے
مالی مرکز کو بھی یہ سہولت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ہر قسم کے کاروبار سے متصل ہوتا اور اس سے قریبی
تعلق رکھتا ہے۔ مختلف قسم کے اشخاص، جنھیں ایسے مقامات پر رہنے کی ضرورت ہوتی ہے
جہاں سے وہ اپنے اہل معاملہ تک آسانی کے ساتھ پہنچ سکتے ہوں، یا ان کے اہل معاملہ ان کے
پاس آسانی کے ساتھ رسائی حاصل کر سکتے ہوں، ایسے مقامات اور عمارات کے لیے ایک دوسرے
سے مسابقت کرتے ہیں جو ہر قسم کے کاروبار کے مرکز میں واقع ہوں، مثلاً، وکیل، دلال، منصوبہ باز
لوگ، مشیر، ہمہ اقسام کے درمیانی اشخاص، مصنوعات تیار کرنے والے کارخانوں کے منتظم
اور گماشتے۔ اسی وجہ سے امریکہ کے شہروں میں عام کاروبار کرنے والی جماعتوں کے
دفتروں کی عمارتیں ترقی کے انتہائی زینے پر پہنچ گئی ہیں۔ چنانچہ کم از کم امریکہ کے
شہروں میں بظاہر ایسی سکنی زمینوں کا لگان کثیر مقدار میں وصول ہوتا ہے جہاں دفاتر
بنائے جاتے ہیں، کوٹھی اور خردہ فروشی کا کاروبار بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ لگان
بعض اوقات غیر معمولی طور سے کثیر مقدار میں وصول ہوتا ہے۔ مثلاً، شہر نیویارک میں 86
کوٹھی کے کاروبار کے مرکز میں ایک ایکڑ زمین کی قیمت سنہ ۱۹۱۰ء میں تقریباً دو کروڑ ڈالر
تھی، اور اس سے سالانہ ۸ لاکھ ڈالر خالص لگان وصول ہوتا تھا۔

مصنوعات طیار کرنے والے کارخانوں کے خطوں کی اعلیٰ قیمت بعض اوقات ان کی
ذاتی اور مخصوص سہولتوں کی وجہ سے وصول ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قوت آبی یا گہرے
پانی کے بندرگاہ یا ارزاں ایندھن اور اشیائے خام سے قریب واقع ہوں۔ پانی کی سہولتوں کا
جتنا اثر پڑتا ہے اس سے کچھ کم اثر ریل کے ذریعے سے نقل و حمل کی سہولتوں کا نہیں پڑتا۔
ریاستہائے متحدہ میں جس وقت تک ریلوں میں سرگرمی کے ساتھ مقابلہ ہوتا تھا اور ریل کے
کرائے کی شرحیں اس مقابلے کی وجہ سے کم تھیں اس وقت تک ایسے مقام کو جہاں
ریلوں کی متعدد راہیں ملتی تھیں، ویسی ہی سہولتیں حاصل ہوتی تھیں جیسے کہ قدرت کی
جانب سے اس خطے کے عمدہ بنائے جانے کی صورت میں ہوتیں۔ جب ایک مرتبہ کوئی
شہر ترقی کر جاتا ہے تو وہ مصنوعات تیار کرنے والے کارخانوں کے لیے ایسے اسباب کی
بنا پر مسلسل مرکز کشش بنا رہتا ہے جو بالعموم عیاں اور ظاہر نہیں ہوتے۔ سوال یہ ہے کہ

باب ۱۱ شہری سکنی زمین کا لگان

شہر کی زمینوں کے لیے زیادہ لگان کیوں ادا کیا جاتا ہے جبکہ بظاہر انھیں کے مساوی اچھی زمینیں دیہات و مضافات میں اس سے کم لگان پر مل سکتی ہیں؟ اس صورت میں بھی ٹیلیفون بظاہر ان نقائص کو رفع کر سکتا ہے جو بُعد مسافت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں پھر بھی ہوشیار اور زیرک کاروباری اشخاص قربت کے فوائد کو اعلیٰ لگان کے مقابلے میں دائمی طور سے تولتے رہتے ہیں اور ان کے باریک حسابات اکثر کارخانوں کو شہری مرکزوں اور ان کے مضافات کی جانب مرتکز کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اہل معاملہ اشیا کی رسد اور ذیلی صنعتوں، حتیٰ کہ حریفوں تک آسانی کے ساتھ رسائی ایک اہم عامل ہے۔ غالباً اہم ترین عامل محنت کی رسد کی کثرت اور لچکداری ہے، جس کا بیان پہلے آچکا ہے[۵] اور جو ایسے کارخانوں کی حد تک بہت اہمیت رکھتی ہے جن کا کام سریع تغیرات کے تابع ہو۔

وہ مقام جس پر شہر کا کاروبار مرکوز ہو اور جس پر شہری لگان سب سے زیادہ وصول ہو بالعموم قدرتی یا جبلی اسباب کی بنا پر متعین نہیں ہوتا۔ یوں تو کسی بڑے شہر کا محل وقوع بالعموم قدرتی سہولتوں کی بنا پر قرار پاتا ہے، مثلاً: اعلیٰ درجے کے بندرگاہ کی وجہ سے، نیو یارک شہر اور سن فرانسس کو؛ یا کوئلے کی بڑی بڑی کانوں کے متصل دریاؤں کے سنگم کی وجہ سے شہر پٹسبرگ؛ یا دریائی راستوں سے ملک کے اندرونی حصے تک رسائی کی وجہ سے شہر شکاگو۔ لیکن شہر کے اندر اس کی بالعموم کوئی وجہ نہیں ہوتی کہ کاروبار کے لیے ایک مختصر سے رقبے کو دوسرے رقبوں پر کیوں ترجیح دی جاتی ہے۔ کاروباری خطوں کو قدر و قیمت دینے والی شئے صنعتوں کا ایک مقام پر اجتماع اور ارتکاز ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح انسانوں کا اجتماع اور ارتکاز سکونتی زمینوں پر اثر ڈالتا اور ان کی قدر کو بڑھا دیتا ہے۔ 87
کسی ایک مرکز کو سب اختیار کریں گے، اور سب کے نزدیک اس کی قدر و قیمت ہوگی؛ لیکن کن اسباب کی بنا پر تھرڈ نیڈل اسٹریٹ یا وال اسٹریٹ کاروبار کے مرکز قرار پائے وہ بالعموم نہایت پیچیدہ اور تاریخی اسباب ہیں؛ اور بعض صورتوں میں تو محض خیالی لٹک کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

سکنی زمینوں کی قدر کی توجیہ بھی اسی اصول کے ذریعے سے اور انھی کے مماثل

---

[۵] دیکھو باب ۱۱ فصل (۲)۔

باب ۴۳
شہری سکنی زمین کا لگان

پیچیدگیوں اور ظاہری بے ضابطگیوں سے کی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسی زمینوں کو مخصوص سہولتیں مثلاً وسیع، روشن اور ہوادار سڑکیں اور چمنوں اور کھلے ہوئے میدانوں کی قربت اور رسائی کی سہولت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن بالعموم فوائد اور سہولتیں محض خیالی ہوتی ہیں۔ محض اپنے ہم جنسوں کی قربت ہی اکثر صورتوں میں بعض محلوں کی طلب کی پوری طرح توجیہ کر سکتی ہے۔ شہری سڑکوں کے گنجان گندے حصے، جہاں ہمیشہ شور وشغب ہوتا ہے، خاموش اور صاف پاک سڑکوں کے مقابلے میں مزدوری پیشہ طبقے کے لیے زیادہ کشش وجاذبیت رکھتے ہیں۔ معاشری ترازو کے دوسرے پلڑے، یعنی متمول جماعت میں، اور سب سے زیادہ مالدار طبقے میں، معاشری مدارج کے اختلافات بہت بڑی حد تک اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض سڑکوں پر وہ لوگ خاص طور سے بود وباش اختیار کرتے ہیں جو معاشرے میں نمایاں رتبہ وامتیاز رکھتے ہیں۔ یہاں وہ سب لوگ بہ تعداد کثیر مجتمع ہوتے جاتے ہیں جو ایسے امتیاز اور جاہ کے طالب ہوتے ہیں، اور ایسی سکنی زمینوں کا کرایہ جو ممتاز ومنتخب طبقے کے لیے موزوں ہوتی ہیں صرف اس حد تک ادا کیا جاتا ہے جس حد تک کہ اس کی آمدنیاں اجازت دیتی ہیں۔ حتیٰ کہ فیشنبل محلوں کے درمیانی حصے، یعنی تنگ گلی کوچے اور تاریک عقبی مقامات، جب اس قوی دلفریبی سے متاثر ہوتے ہیں تو ان کا کرایہ بھی باوجود جاذبیت کے نقدان کے معقول مقدار میں وصول ہوتا ہے۔

۴۔ شہری سکنی زمینوں پر تقلیل حاصل کے رجحان کے بہت مماثل رجحان ظاہر ہوتا ہے۔

اونچی اونچی اور تقریباً غیر محدود ارتفاع کی عمارتیں بنائی جا سکتی ہیں۔ آجکل فولادی ڈھانچے کے مکانوں کے دور جدید میں دس، بیس، اور تیس بلکہ اس سے زیادہ منزلیں تعمیر کرنا عملاً ممکن ہے۔ لیکن اوپر یا سویر ایسی نوبت پہنچ جاتی ہے جبکہ عمارت کی منزلوں میں اضافہ کرنے کے نفع میں تقلیل شروع ہو جاتی ہے اور جب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایک ہی خطے پر عمارت کی منزلوں میں اضافہ کرنے کے بجائے کسی دوسرے خطے پر دوسری عمارت تعمیر کرنا زیادہ مناسب ہوگا یا نہیں؟ جہاں زمین صنعتی یا تجارتی کاروبار کے لیے استعمال کی جاتی ہو، وہاں یہ نوبت کم از کم امریکہ کے شہروں میں چھٹی یا آٹھویں منزل کے ساتھ ہی پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ ان اغراض کے لیے جو عمارتیں استعمال کی جاتی ہیں ان میں اس سے

باب ۱۳
شہری سکنی زمین کا لگان
88

زیادہ بلندی کی عمارت شاذ ہی نظر آتی ہے۔ نیچے کی منزلوں پر ہوا اور روشنی کی کمی، اشیا اور سامان کو اوپر اٹھا کر لے جانے کے مصارف (خواہ یہ نقل وحمل بہ سہولت کام کرنے والے آلہ ہائے ارتفاع کے ذریعے سے کیوں نہ ہو) اور عام نگرانی کے مشکلات، اثر انداز ہونا شروع کرتے ہیں، اور جتنی زیادہ منزلیں بنائی جاتی ہیں اتنا ہی ان کا اثر بڑھتا جاتا ہے۔ جہاں عمارتیں بڑے بڑے شہروں کے کاروباری مرکزوں میں دفاتر کے اغراض کے لیے استعمال کی جاتی ہیں وہاں بالعموم اونچی اونچی منزلیں بنائی جاتی ہیں؛ کم از کم ریاستہائے متحدہ میں تو ایسا ضرور ہوتا ہے کسی کاروباری مرکز میں مستقر قائم کرنے کی سہولت اس قدر عظیم الشان ہوتی ہے کہ ہر قسم کے پیشوں کے کثیر التعداد اشخاص اسی سہولت کے حاصل کرنے کی خاطر فراخدلی کے ساتھ معاوضہ ادا کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں؛ اور دفتر کی مرتفع عمارت بجائے خود ایک چھوٹا سا شہر بن جاتی ہے۔ لیکن اس حالت میں بھی انجام کار ایک حد ہوتی ہے، اگرچہ یہ ایسی حد ہے جس کو ایجادوں کی ترقی مسلسل آگے بڑھائے جارہی ہے۔ بہرکیف یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ سب سکنی زمینوں کو اس طرح استعمال نہیں کیا جاسکتا، اس لیے کہ اس صورت میں ایسی عمارتیں دوسری عمارتوں تک ہوا اور روشنی کے پہنچانے میں بڑی حد تک مزاحم ہوں گی۔ اسی وجہ سے متصلہ خطوں کی نگرانی اور تحدید ضروری ہے؛ دوسرے الفاظ میں، سب خطوں کا بحیثیت مجموعی لحاظ کرتے ہوئے عمیق استعمال کا امکان بہ مقابلہ اس صورت کے جبکہ محض واحد خطے کا لحاظ کیا جائے بدرجہا زیادہ محدود ہوتا ہے۔ عمارت کا محل وقوع اگر سڑک کے نکڑ پر ہو، یا اگر عمارت کسی چوک یا کھلی ہوئی جگہ کے سامنے واقع ہو (جیسا کہ ٹرنیٹی کا قبرستان نیویارک میں براڈوے پر واقع ہے) تو کسی مقررہ رقبے پر اصل کثیر مقدار میں مصروف کرنے کا امکان پیدا ہوتا ہے۔

جب رہنے سہنے کے مکانات شہری زمین پر بنائے جائیں تب بھی یہی بات بڑی حد تک صادق آتی ہے۔ اس صورت میں بھی عمارتیں اونچی سے اونچی بنائی جاسکتی ہیں اور اس طرح بڑے بڑے شہروں میں عمدہ موقع محل کے خطے نہایت عمیق طریق پر استعمال میں لائے جاسکتے ہیں۔ مفلس ترین، اور متمول ترین طبقوں کے لیے قابل سکونت مکانات بہت اونچے اونچے بنائے جاسکتے ہیں؛ اسی طرح ان لوگوں کے مکانات کئی کئی منزلوں کے بنائے جاسکتے ہیں جنھیں اپنے کاروبار اور ساتھیوں سے قریب رہنا ضروری ہے (یا جو اس کو ضروری خیال کرتے ہوں)،

باب ۱۳
شہری سکنی زمین کا لگان

اور ان لوگوں کے لیے بھی جنھیں فیشن اعلیٰ درجے کے منتخب خطوں کی جانب مائل کرتا ہے، بڑی بڑی کوٹھیاں یا حویلیاں بنائی جاسکتی ہیں۔ لیکن انجام کار فولادی ڈھانچے کے ذریعے سے تعمیر، ٹیلیفون اور آلۂ ارتفاع کے باوجود ایسی حد آجاتی ہے جہاں بلندی میں مزید اضافہ کرنا کم منفعت بخش ہونے لگتا ہے۔ جتنا زیادہ اصل اور جتنی زیادہ محنت ایک ہی خطے کو کام میں لانے کے لیے صرف کی جائے گی اتنا ہی تقلیل حاصل کا میلان زیادہ قوی ہوتا جائے گا۔

یہ میلان شہر کی سکنی زمینوں پر اس قدر قوت کے ساتھ اور براہ راست عمل نہیں کرتا جس قدر کہ دیہاتی یا زرعی زمین پر۔ جس زمین پر زراعت کی جاتی ہو وہاں تقلیل حاصل کا میلان مقابلتہً بہت جلد ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اغراض کے لیے مثلاً تجارتی باغات یا انگور کے کھیتوں کی حد تک، بعض زرعی زمینوں کو بہت عمیق طریق پر
89 استعمال کیا جاسکتا ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ شہر کی بعض سکنی زمینوں کو نہایت عمیق طریق پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تقریباً سب صورتوں میں زرعی زمین پر تقلیل حاصل کا میلان مقابلتہً بہت جلد رونما ہوجاتا ہے اور ان مزاحمتوں اور موانع کا عمل جو پیداوار کی کمی کا باعث ہوتے ہیں بہت سریع اور قوی ہوجاتا ہے۔ اس کے برخلاف شہری زمینوں پر موانع نسبتہً زیادہ تدریجی طریقے پر ظاہر ہوتے ہیں، اور اسی وجہ سے خطوں کو کم یا زیادہ عمیق طریق پر استعمال کرنے کے مابین انتخاب کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ چنانچہ ایک ہی سڑک پر نہایت بلند و بالا عمارتوں کے برابر برابر پست عمارتیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں؛ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونچی عمارتوں پر مزید منزلیں بنانے کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک منزلوں میں اضافہ کرنے سے نہ تو کوئی بڑا نفع ہوتا ہے (یعنی جملہ آمدنی میں سے مصارف تعمیر و انتظام منہا کرنے کے بعد خالص آمدنی وصول نہیں ہوتی) اور نہ تقلیل حاصل کا کوئی قوی رجحان رونما ہوتا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوگا کہ شہر کی بعض سکنی زمینوں، خاصکر کاروباری عمارتوں پر، کثیر المقدار اصل صرف کیا جاسکتا ہے اور بہت دور تک ایسی حالت قائم رہتی ہے جس میں کہ قانون استقرار حاصل کا عمل درآمد کم و بیش رہتا ہے۔

۳۔ زرعی زمین کے مثل شہر کی سکنی زمین پر زمین کی کوئی جداگانہ پیداوار نہیں ہوتی۔ خطۂ زمین سے آپ سے آپ کوئی شے حاصل نہیں ہوتی؛ اور کوئی شے "لگان" کے طور پر مشخص و مختص نہیں کی جاسکتی۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان خطوں میں سے بعض پر جو اصل اور محنت کثیر مقدار میں

باب ۱۲ شہری سکنی زمین کا لگان

لگائی جاتی ہے اس سے غیر معمولی طور سے کثیر المقدار ماحصل وصول ہوتا ہے۔ چونکہ ایسے خطے محدود ہوتے ہیں، اس لیے مالکان زمین کو اس کا موقع ملتا ہے کہ معمولی طور سے جو کچھ وصول ہوتا ہے اس سے زائد ملنے کی صورت میں اس زائد حصے کو خود لے لیں۔

منفعت بخش خطوں پر جو ماحصل وصول ہوتا ہے اس کا مدار اس مہارت پر کچھ کم درجے پر نہیں ہوتا جس مہارت کے ساتھ یہ خطے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کے امکانات پر سب اشخاص کی نظریں نہیں پڑتیں۔ ان خطوں کو حاصل کرنے کے لیے سب سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ وہ لوگ مسابقت کرتے ہیں جو اپنی تیز فہمی سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ ان سے کیا کام لیا جا سکتا ہے، اور اپنے حسابات کے مطابق اپنے خیال کو حقیقی اور عملی آزمائش کی کسوٹی پر کسنے کی ہمت رکھتے ہیں۔ بعض اوقات ان لوگوں سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں جو اعلیٰ قیمت پر شہر کی زمین خریدتے یا کرائے پر حاصل کرتے ہیں اور انھیں نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں، لیکن اس کے برعکس بعض اوقات لوگوں کو کامیابی اور فائدہ ہوتا ہے اور وہ زمین کو عمدگی کے ساتھ استعمال کر کے غیر معمولی طور سے کثیر منافعہ حاصل کرتے ہیں۔

مثلاً دفتروں کی عمارتیں، جو امریکہ کے شہروں کی ممتاز خصوصیت ہیں تدریجی ارتقا کے عمل کا نتیجہ ہیں۔ متعدد اشخاص نے یکے بعد دیگرے بہت اہتمام اور محنت کے ساتھ مرکزی خطوں کو استعمال کرنے کے بارے میں خاکے مرتب کیے، تعمیر کے نئے نئے طریقے، اونچی اونچی عمارتیں بنانے کے ڈھنگ اور ان پر آمد و رفت کی سہولتیں مہیا کرنے کے راستے نکالے۔ ہر ترقی و اصلاح میں کچھ نہ کچھ خطرہ مضمر تھا، اور اگر ہر اصلاح و ترقی کامیاب رہی، تو فوراً متعدد دیگر اشخاص نے اس کی نقل کر لی، اگر عملی اصلاح و ترقی کامیاب رہی تو اولاً ایک خاص خطے کے مالک کو اور اس کے بعد اس کے مماثل خطوں کے مالکوں کو فائدہ حاصل ہوا۔

90 امریکہ کے شہروں میں عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ جدت یا اختراع کرنے والا جو زمین کو نئے طریق پر استعمال کرنا چاہتا ہو (مثلاً بہت اہتمام کے ساتھ کوئی عمارت بنانا چاہتا ہو) زمین کو اس کے سابق مالک سے ایسی قیمت دے کر فوراً خرید لیگا جو زمین کو استعمال کرنے کے روایتی طریقوں پر مبنی ہو۔ اس طرح اگر اس کو اپنی باہمت پیش قدمی میں کامیابی ہو تو وہ اپنے مجموعی شغل اصل پر ماحصل کی معقول مقدار پائیگا، اور اس کی زمین بازار میں پہلے کے مقابلے میں اب بہت زیادہ قیمتی ہو جائے گی۔ بعض اوقات وہ زمین کو

باب ۱۳
شہری علاقوں کی زمین کا لگان

طویل مدت کے لیے کرائے پر اٹھا دیتا ہے اور اس اثنا میں کرائے کی شکل میں اتنا ہی نفع حاصل کرتا ہے۔ بعض اوقات مالک خود اس قدر کافی ہشیار اور مستعد ہوتا ہے کہ اپنی زمین کو خود استعمال کرتا ہے اور اس سے ایسے طریقوں سے کام لیتا ہے کہ اس سے بیشتر ین نفع وصول ہو۔ خواہ زمین کسی طریقے سے زیادہ موثر اور منفعت بخش طریقے پر استعمال کی جائے، بہت جلد اس کے مقلد پیدا ہو جائیں گے اور یہ نیا طریقہ اسی قسم کے دوسرے خطوں کے بارے میں عام ہو جائے گا؛ نتیجہ یہ ہوگا کہ مرور زمانہ کے ساتھ، خاص کر ایسی صورت میں جبکہ شہر بھی مسلسل ترقی کرتا جائے، اس طریقے میں اور زیادہ ہنرمندی دکھائی جائے گی اور مزید اصلاحات عمل میں آئیں گی لیکن کامیابی ہمیشہ اور معین طریقے پر نہیں ہوتی۔ غلطی اور حساب میں بھول چوک بھی ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہر قسم کے شغل اصل میں ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ منصوبہ ساز، زمین کی قیمت زیادہ ادا کر کے نہایت اہتمام کے ساتھ مخصوص اغراض کے لیے اس توقع میں مکان تعمیر کرتا ہے کہ اس کی مانگ بہت قوی اور سریع ہوگی؛ لیکن بعد میں چل کر اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے شہر میں کاروباری گرماگرمی و ترقی یا اپنے طیار کردہ مخصوص مکان کی طلب کا ناواجب تخمینہ لگایا تھا۔

ہر بڑے شہر میں نام نہاد "املاک غیر منقولہ کے ایجنٹ" ہوتے ہیں جو شہر کی غیر منقولہ جائدادوں میں کچھ اپنے لیے اور کچھ دوسروں کے لئے مشاغل اصل کی تنظیم کا خاص کاروبار کرتے ہیں۔ ان کے درمیان انتخاب کے عمل کی وجہ سے یہ ہوتا ہے کہ کمتر ہوشیار پیچھے رہ جاتے یا چھنٹ کر نکل جاتے ہیں، اور جو زیادہ زیرک اور فہیم ہوتے ہیں وہ صف اول میں آ جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض عام طور سے شہر کی مختلف المدارج زمین کی موزونیت اور امکانات کے معلوم کرنے کی جبلی مہارت رکھتے ہیں؛ اور بالعموم کثیر المقدار نفع حاصل کرتے ہیں، بلکہ بعض اوقات زمین کی خرید و فروخت سے یا مالکوں کی جانب سے گماشتوں کی حیثیت سے عظیم المقدار دولت کماتے ہیں۔ گویا یہی اس میدان کے رہنما و رہبر ہوتے ہیں، باقی سب ان کی پیروی اور اتباع کرتے ہیں۔ دوسرے ایسے لوگ بھی ہمیشہ موجود ہوتے ہیں جو ان رہبروں کے مساوی اولوالعزم تو ہوتے ہیں، مگر ان کی سی تیز فہمی اور خوش نصیبی سے وہ محروم ہوتے ہیں؛ چنانچہ ان کو اپنے تجربات میں

باب ۵
شہری سکنی زمین کا لگان

ناکامی ہوتی ہے اور وہ جو زر اپنی یا اپنے موکلوں کی جانب سے صرف کرتے ہیں اس میں نقصان آتا ہے۔ انفرادی نفع کی تحریص اور مسابقت کا محرک صنعتی دنیا کے دوسرے شعبوں میں پیدائش کے عاملوں کو نہایت موثر طریق پر استعمال کرنے
91 کے لیے جس قدر ضروری ہے اس سے کچھ کم ضروری اس شعبے میں نہیں ہے۔ چنانچہ اس صورت میں بھی اگر کوئی دقت طلب مسئلہ ہے تو وہ یہی ہے کہ محنت کے صلے کو اس طرح منظم و مرتب کیا جائے کہ منصوبہ سازوں اور خطروں کو کافی واجبی حصہ ملے تاکہ انھیں اس بات کی ترغیب و تحریص ہو کہ وہ اپنی صنعتی و انتظامی قابلیتوں کو بخوبی استعمال کریں۔

۴۔ شہری سکنی زمینوں میں جو شغل اصل کیا جاتا ہے وہ دیہات کی زمینوں کے شغل اصل کے مقابلے میں بہت زیادہ ناقابل انفکاک ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ زراعت میں اصلاحات عمل میں آتی ہیں، مثلاً آب پاشی کا انتظام کیا جاتا اور بدررو بنائے جاتے ہیں جو غیر معین مدت تک قائم رہتے اور ایک مرتبہ بنائے جانے کے بعد اٹل اصل امِث ہوتے ہیں۔ لیکن کھیتوں پر جو کام کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہوتے ہیں جن کا اثر قلیل مدت کے بعد (عام طور سے چند ہی سالوں کے بعد) زائل ہو جاتا ہے، اور اس بات کا انتخاب متواتر کرنا پڑتا ہے کہ آیا محنت اور اصل کی کسی مقررہ مقدار کو دوبارہ استعمال کرنا چاہیے یا اس کا سلسلہ منقطع کر دینا چاہیے۔ اس کے برخلاف شہری سکنی زمین پر جو اصل لگایا جاتا ہے اس کی نوعیت بالعموم ایسی ہوتی ہے کہ اصلاحات و ترقیات بہت دیرپا ہوتی ہیں، اور اسی وجہ سے کوئی تبدیلی مشکل ہی سے کی جا سکتی ہے۔

چنانچہ اکثر بندرگاہوں کے نشیبی علاقوں یا ان حصوں میں جہاں موجوں کا گزر ہوتا ہے، مٹی بھر دی گئی ہے اور اس طرح عمیق بحری زمین کو خشک خطوں میں متبدل کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کے شغل میں کوئی فرسودگی نہیں ہوتی اور نہ اس طرح اصل کو منتقل کرنے کا امکان ہوتا ہے جس طرح کہ کلوں میں ہوتا ہے کہ ان کے فرسودہ اور ازکار رفتہ ہو جانے کے بعد ان کی بجائی دوسری کلوں سے کر دی جاتی ہے۔ لیکن زمین کی متبدلہ سطح ہمیشہ کے لیے ایک ہی حالت میں قائم رہتی ہے۔

باب ۱۳
شہری سکنی زمین کا لگان

چنانچہ جہاں کہیں زمین مسطح کر دی جاتی ہے یا بھر دی جاتی ہے یہی ہوتا ہے عمارتوں کی حالت بھی انہی کے مشابہ ہے، وہ اس قدر انتہائی نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عمارتیں لازوال نہیں ہوتیں، لیکن وہ کئی نسلوں بلکہ صدیوں تک قائم رہ سکتی ہیں۔ ان کی مرمت برابر کرتے رہنا ضروری ہے تاکہ وہ استعمال ہو سکیں اور از کار رفتہ نہ ہو جائیں۔ جس وقت تک عمارتوں سے اتنی آمدنی وصول ہو جس سے مصارف مرمت منہا کرنے کے بعد بھی کچھ بچ رہے اس وقت تک عمارتوں کو قائم اور اپنی ملکیت میں رکھنا فائدہ مند ہوگا، خواہ یہ آمدنی مشغولہ اصل کے مقابلے میں کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ کسی پرانی یا ناموزوں عمارت کا منہدم کرنا اور اس کی جگہ نئی عمارت تعمیر کرنا صرف اس وقت مفید ثابت ہوگا جبکہ نئی عمارت سے آمدنی کی اس قدر مقدار وصول ہونے کی توقع ہو جس سے نہ صرف صرف کردہ اصل کا سود کافی مقدار میں وصول ہو بلکہ اس کے علاوہ بھی اتنا کافی وصول ہو جائے جس سے قدیم عمارت کی آمدنی کے نقصان کی تلافی ہو سکے۔ نتیجہ یہ کہ فرسودہ اور پرانی عمارت، خواہ اس سے اس خطہ زمین کا بہترین طریق پر یا پورے طور سے استعمال نہ بھی ہوتا ہو، ایک زمانہ دراز تک علیٰ حالہ قائم رہتی ہے؛ اور اس سے اتنی آمدنی وصول ہو جاتی ہے جتنی کہ اس کی
فراہم کردہ سہولتوں کی بنا پر ممکن ہو۔ جہاں کوئی شہر سرعت کے ساتھ ترقی 92
کر رہا ہو، وہاں نئی عمارتوں کی مانگ کی وجہ سے مقابلۃً بہت جلد حالات اس نوبت پر پہنچ جائیں گے کہ بوسیدہ اور از کار رفتہ عمارتوں کو منہدم کر دینا اور ان کی جگہ نئی اور جدید ترین طرز کی عمارتیں بنانا منفعت بخش ہوگا۔ جہاں کوئی شہر آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہو، اور اس کی آبادی بھی بہ لحاظ تعداد ایک حالت پر ساکن و قائم ہو، وہاں پرانی عمارت، خاص کر اگر وہ اچھی طرح تعمیر کی گئی ہو اور اس میں ترمیم وغیرہ کی ضرورت نہ ہو، غیر معین طور سے طویل مدت تک استعمال میں رہ سکتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں، جب ایک مرتبہ شہر کی سکنی زمین کا کوئی خطہ شغل اصل کے ذریعے سے استعمال کے قابل بنا لیا جاتا ہے (اور اس طرح شغل اصل کرنے کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس پر عمارت بنا دی جائے) تو شغل اصل کی وسعت کے لحاظ کے بغیر اس پر آمدنی وصول ہوتی ہے۔ ترقی یافتہ زمین کے اس خطے سے

باب ۱۲
شہری سکنی زمین کا لگان

(یعنی زمین اور عمارت سے ایک مرکب کی حیثیت سے) جو آمدنی وصول ہوگی وہ محض کاروبار کے لیے یا رہنے سہنے کے لیے اس کے کارآمد اور مفید ہونے کے لحاظ سے متعین ہوگی۔ لگان اور سود کا فرق بہت طویل زمانے بعد جا کر ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں "لگان" سے مطلب وہ آمدنی جو زمین کے مالک کو تملیک کے معاوضے میں ملتی ہے اور "سود" سے مطلب وہ آمدنی جو اصلدار کو مشغولہ اصل پر وصول ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ عمارتیں فرسودہ ہو جاتی ہیں، پرانی عمارتیں منہدم کر دی جاتی ہیں اور زمین کو سب سے زیادہ منفعت بخش طریقے پر استعمال کرنے کی غرض سے پرانی کی جگہ نئی عمارتیں بنا دی جاتی ہیں۔ اس طرح زمینداروں کو بھی وہ پورا تفرقی منافعہ حاصل ہوتا ہے جس کے پیدا کرنے کی اس زمین میں صلاحیت ہو۔ لیکن چونکہ زمین پر جو اصل اس طرح لگایا جاتا ہے وہ بہت دیر میں منتقل ہو سکتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ منافعے کی بیشترین حد کے حصول میں یہ تاخیر مزاحم ہو۔

پھر بھی عموماً خاصی صحت کے ساتھ یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ ایسی صورت میں شہری سکنی زمین سے منافعہ یا لگان کیا وصول ہوگا۔ گو زمین کو استعمال کرنے کے طریقوں میں وقتاً فوقتاً تبدیلی ہوتی رہتی ہے، پھر بھی کسی مقررہ وقت میں استعمال کا ایک مقررہ یا معمولی طریقہ ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کسی مقررہ وقت میں سوتی پارچہ یا بوٹ اور شوز طیار کرنے کا ایک مقررہ اور معمولی طریقہ ہوتا ہے۔ اس طرح ان معمولی حالات کے تحت یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ خطۂ زمین سے آمدنی وصول ہونے کے کیا امکانات ہیں۔ اسی وجہ سے زمین کی قیمت فروخت، جو آمدنی وصول ہونے کے امکانات پر مبنی ہوتی ہے، کافی صحت کے ساتھ معلوم کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس کو زمین کی مروجہ قیمت کے لحاظ سے جو بازار میں مشتری و بائع کی باہمی گفتگو اور تکرار کے بعد طے پاتی ہے، معلوم کیا جاتا ہے۔ اس قیمت کی پیمائش محصول لگانے کی غرض سے زمین کی جانچ اور تشخیص کے ذریعے سے بھی کی جا سکتی ہے۔ اگرچہ زمیندار کو جو لگان وصول ہوتا ہے اس کو جداگانہ آمدنی کی حیثیت سے متشخص نہیں کیا جا سکتا، اور گو اس لگان پر زمین کے استعمال کرنے کے طریق کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے، پھر بھی 93

باب ۳
شہری سکنی زمین کا لگان

اس لگان میں اور اس سود میں جو زمیندار کو یا کسی پٹہ دار کو مشغولہ اصل پر وصول ہوتا ہے فرق و امتیاز کیا جا سکتا ہے۔

سود اور لگان کا فرق ایسے خطے کے بارے میں جس کی زمین کرائے یا پٹے پر دی گئی ہو بظاہر بالکل واضح معلوم ہوتا ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں شہری سکنی زمینیں بالعموم طویل مدت کے لیے (۹۹ سال کے لیے) پٹے پر دی جاتی ہیں اور پٹہ دار یا مستاجران پر عمارتیں بناتا ہے۔ زمین کے پٹے کا طریق امریکہ کے شہروں میں مفقود نہیں ہے اور اس کا رواج روز بروز بڑھتا جا رہا ہے؛ اگرچہ یہاں کا عام طریقہ اب بھی یہی ہے کہ مالک زمین خود ہی عمارت بھی تعمیر کر دیتا ہے۔ جب پٹہ دار زمین کا کرایہ مالک کو ادا کرتا ہے تو مالک کی وصول کردہ رقم تقریباً ہمیشہ خالص معاشی لگان ہوتی ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں جہاں زمین کا مالک عام طور سے زمین پٹے پر دیتا ہے اور اس پر کوئی عمارت وغیرہ تعمیر نہیں کرتا اس کی آمدنی بظاہر اسی نوعیت کی معلوم ہوتی ہے۔

لیکن اس سے لازمی طور سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ زمین کا کل معاشی لگان زمیندار ہی کو مل جاتا ہے؛ اور یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ پٹے کے تحت وہ اس لگان سے بھی زیادہ وصول کرے۔ یہ ممکن ہے کہ پٹہ دار جو طویل مدت تک پٹہ لے متعدد سالوں تک اس خطے سے حاصل شدہ لگان کا ایک جزو اپنی جیب میں داخل کرتا رہے۔[1] آبادی کے اضافے یا کسی خاص شہر میں آبادی کے زیادہ ارتکاز کے سبب سے ممکن ہے کہ خطۂ زمین اس متوقعہ حالت کے مقابلے میں جبکہ وہ پٹے پر دیا گیا تھا زیادہ منفعت بخش ہو جائے۔ پٹہ دار اس پر جو عمارتیں بناتا ہے ان سے ممکن ہے کہ اتنی کافی آمدنی وصول ہو کہ اس میں سے سود اور مصارف فرسودگی ادا کرنے کے بعد بھی بچت ہو؛ گویا ما حصل زاید وصول ہوتا ہے جو معاملات کو

---

[1] شہر نیویارک میں سکنی خطے مقررہ کرائے پر بالعموم ۲۰ سال کے لیے دئیے جاتے ہیں؛ اور پٹہ دار کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ مزید بیس سال کی دوسری اور تیسری میعاد کے لیے پٹے کی تجدید کرائے؛ اور ان زائد میعادوں کا کرایہ ثالثی کے ذریعے سے یا زمین کی مشخص کردہ قیمت فروخت کے فیصد کے حساب سے (مثلاً ۵ فیصد) مقرر کرائے۔ اس قسم کے انتظام سے یہ امر اور بھی زیادہ یقینی ہو جاتا ہے کہ زمیندار کو کل معاشی لگان مل جائے گا۔

باب ۲ شہری سکنی زمین کا لگان

اپنے موافق شرائط پر خوش اسلوبی کے ساتھ طے کرنے کا نتیجہ ہے۔ بلاشبہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی برعکس صورت واقع ہو، یعنی زمین جتنی منفعت بخش ہونے کی توقع کی جاتی تھی اس سے زیادہ منفعت بخش ثابت نہو بلکہ اس سے کم ثابت ہو؛ چنانچہ اس صورت میں زمیندار کو اپنے معاہدے کے تحت زمین کی حیثیت و حالت سے زیادہ وصول ہوگا۔ گزشتہ ۱۰۰ سال کے زمانے میں، جبکہ سب تہذیب یافتہ ملکوں میں نہ صرف آبادی بڑھ گئی ہے بلکہ شہروں میں زیادہ سے زیادہ مجتمع ہوتی جاری ہے، عام تجربہ یہ ہوا کہ نود سالہ پٹہ داروں نے سکنی زمینوں کے لگان کا ایک جزو اپنی جیبوں میں داخل کر لیا۔ جب اس قسم کے طویل المیعاد پٹوں کی مدت اختتام کو پہنچتی ہے تو ایک صدی
۹۵ قبل کے پٹہ دار کے ورثا یا جانشینوں کو بعض اوقات بہت ہی غیر معمولی فائدہ حاصل ہوتا ہے؛ چنانچہ ڈیوک آف بیڈ فورڈ کے دادا نے اٹھارھویں صدی میں اس علاقے کا بہت بڑا رقبہ پٹے پر حاصل کیا تھا جو اس زمانے میں شہر لندن کے آخری حدود پر مشتمل تھا۔ اس کے ۹۹ سال بعد جبکہ یہ خطہ اس عظیم شہر کے عین قلب میں آ گیا تو اس کی قیمت بڑھ گئی اور متوفی کے ورثا نے اس سکنی زمین سے بہ مقدار کثیر لگان وصول کیا۔ اس قسم کی غیر متوقعہ آمدنیوں سے "غیر مکتسب زیادتی" کا مفہوم بخوبی واضح ہو جاتا ہے، اور وہ شہری زمین میں خانگی ملکیت کی ممکنہ تحدید کے مسائل کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں جن کی جانب ہم عنقریب متوجہ ہوں گے۔

۵۔ اس سے پیشتر "جائداد غیر منقولہ" کے ایجنٹوں کا ذکر اور باہمی گفتگو اور تکرار کے ذریعے سے معاملہ طے کرنے اور سکنی زمینوں کی قیمتیں چکانے کا بیان ہو چکا ہے۔ شہر کی سکنی زمینوں کی حد تک تخمینی کاروبار موجودہ زمانے کی قوموں میں ایک عام واقعہ ہے۔ خصوصاً اس مقام میں جہاں جائداد غیر منقولہ کا قانون حق ملکیت کے انتقال میں سہولتیں پیدا کرتا ہو، زمین اس توقع میں خریدی جاتی ہے کہ اس کی قیمت بڑھے گی اور اس طرح خریداروں اور فروشندوں کے حسابات کے مطابق اس کی قیمت میں تغیرات ہوتے رہتے اور زمینیں دست بدست منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ ان شہروں میں جو سرعت کے ساتھ ترقی کر رہے ہوں یا ان کے سرعت کے ساتھ ترقی کرنے کی توقع ہو، تخمینی کاروبار بعض اوقات نہایت تیز و تند ہوتا ہے۔ جن زمینوں سے معقول منافع وصول ہونے کی توقع ہو ان پر بڑی

باب ۴۴
شہری سکنی زمین کا لگان

بولی بولنے والے خود دھوکا کھا جاتے ہیں اور انجام کار ان میں سے بعض کو نقصان عظیم برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ان کے برعکس دوسرے بولی بولنے والے جو ان سے زیادہ زیرک اور خوش قسمت ہیں یا تو زمین کی بڑھتی ہوئی قیمت سے نفع حاصل کرتے ہیں یا اپنے ساتھی مخمنوں کے اغلاط سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ان سب معاملات میں محنت بظاہر خالصاً غیر بیدآور "معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اس سے بیشتر بیان ہو چکا ہے[1]۔ مخمنوں کی محنت و مہارت، جو اپنے آئندہ عمل کے متعلق منصوبے گھڑنے، کاروبار کے متعلق حساب کتاب کرنے، معاملات سرانجام دینے کے متعلق تخمینے قائم کرنے اور غالباً سازشیں کرنے میں صرف ہوتی ہے، قلیل یا حقیر نہیں ہوتی؛ اور اس کا مقصد اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی خطۂ زمین کی بڑھتی ہوئی قیمت سے ایک شخص کے عوض دوسرے کو نفع ملے۔ معاشری نقطۂ نظر سے یہ بظاہر بہت بڑا نقصان اور تضییع معلوم ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ کاروبار معمولی قماربازی کے مثل نہیں ہے جس میں ایک شخص کو ٹھیک اتنا ہی نفع ہوتا ہے جتنا کہ دوسرے کو نقصان ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ جائداد غیر منقولہ کے کاروبار میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کیا جائے ایک شخص کو محض اتنا ہی نفع حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے جس کے حاصل کرنے میں دوسرا ناکام یا قاصر رہتا ہے۔ پھر بھی اس قسم کے تخمینی کاروبار سے قوم کی آمدنی میں بظاہر کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

گو یہ بات عام طور سے صحیح ہے؛ لیکن پھر بھی وہ بعض شرائط کے تابع ہے۔
شہر کی زمینوں کے بارے میں جو تخمینی کاروبار کیا جاتا ہے اس سے قوم کی
خوش حالی میں یقیناً کچھ نہ کچھ اضافہ ہوتا ہے؛ مگر یہ صرف اسی حد تک جس حد تک کہ
یہ کاروبار، زمین کو زیادہ سے زیادہ موثر طریق سے استعمال کرنے کو فروغ دے۔ 85
یہ کاروبار ان لوگوں کے لیے محرک کا کام کرتا ہے جو کل امکانات سے فائدہ اٹھانے میں
مصروف ہوتے ہیں۔ اس کاروبار کا میلان زمین کو ایسے ہاتھوں میں لانا ہے جو
زمین کو بہترین طریق پر استعمال کریں گے۔ کامیاب مخمن عام طور سے ایسا منصوبہ ساز

[1] دیکھو باب ۱۱۔

باب ۱۳ شہری سکنی زمین کا لگان

ہوتا ہے جو زمین کو موثر طریقے سے استعمال کرنے کے نئے نئے طریق نکالتا رہتا ہے، یا ایسا شخص ہوتا ہے جو ایسے منصوبہ سازوں سے مل جل کر کام کرتا اور ان کے تجاویز کو اصابت رائے کے ساتھ جانچ لیتا ہے۔

اس صورت میں، تملیک خانگی کے نظام کے تقریباً تمام تر عمل کے مثل، سوال محض یہ ہوتا ہے کہ نفع کا پلہ بھاری ہے کہ نقصان کا۔ چنانچہ غلہ اور روئی جیسی اشیا کی تخمین کی بحث میں اس قسم کا سوال رونما ہوا تھا[1]۔ تخمین خواہ اشیا کے بارے میں کی جائے یا زمین کے بارے میں، اس سے قوم کو فوائد حاصل ہوتے ہیں؛ لیکن ان فوائد کو حاصل کرنے کے لیے جتنے اشخاص کی مصروفیت کی فی الحقیقت ضرورت ہوتی ہے اس سے زیادہ اشخاص اس کے حاصل کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ گویا اس چیز میں جس کو غیر پیدا آور کاروبار کہنا چاہیے وقت اور محنت کی بہت خاصی مقدار صرف ہو جاتی ہے۔ یہ سوال کہ اس وقت اور محنت کی فضول خرچی پر ترقی کرنے کے ترغیبات کو کم کیے بغیر کس حد تک بندشیں قائم کی جا سکتی ہیں، موجودہ زمانے کی قوموں کے سب سے زیادہ اساسی معاشری مسئلے کا جزو ہے؛ یعنی سوال یہ ہے کہ ترقی کے ساتھ ساتھ مساوات کس طرح قائم رکھی جا سکتی ہے۔

ایک اور مفہوم بھی ہے جس میں تخمین کو، خواہ وہ مفید ہو یا غیر پیدا آور، عام طور سے ان عاملین میں سے ایک عامل کہا جا سکتا ہے جن پر شہر کے کاروباری خطہ ہائے زمین کی طلب کا مدار ہے۔ ایسے خطوں کی طلب کو کم و بیش متعین کرنے والی شے وہ سہولتیں ہیں جن کو یہ خطے زر کمانے کے لیے فراہم کرتے ہیں۔ اگرچہ زمین کو ایسے طریقوں سے استعمال کرنے میں عام طور سے مالی نفع ہوتا ہے جو قوم کی خوش حالی میں اضافہ کرتے ہیں، مثلاً اس وقت تک جبکہ عمارتیں تجارت یا صنعت کے لیے استعمال کی جائیں؛ لیکن نفع اس وقت بھی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ عمارتیں قماربازی کے کاروبار کے لئے استعمال کی جائیں۔ اگر بڑے پیمانے پر قرعہ اندازی کو

[1] دیکھو باب ۱۱۔

باب ۳۳
شہری سکنی زمین کا لگان

قانوناً جائز قرار دے دیا جائے (جیسا کہ یورپ کے بعض علاقوں میں شرمناک طریقے پر اس کو جائز رکھا گیا ہے) تو ایسی زمینوں اور عمارتوں میں اس کاروبار کو انجام دینے سے بہت خاصہ منافعہ ہوگا جو کسی بڑے شہر کے قلب میں واقع ہوں چنانچہ وہ دلّال جن کے توسط سے تخمینی کاروبار قمار بازی کی شکل میں انجام دیا جاتا ہے ایسے خطے حاصل کرنے پر اصرار کرتے اور ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں جو بڑے شہروں میں کوٹھی کے کاروبار کے حلقوں میں واقع ہوں؛ اس لیے کہ اپنے اہل معاملہ سے قریب رہنے اور اپنے اہل معاملہ کی فرمائشیں پوری کرنے کے لیے ان کا کاروبار کے مرکز اور قربت میں رہنا ضروری ہے۔

۶۔ شہری سکنی زمین کی قیمت اور سکنی زمین کا لگان بعض اوقات تخلیق بھی کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے محض قدرتی اسباب کی بنا پر اس امر کا تصفیہ نہیں ہوتا کہ ٹھیک کس مقام پر شہر آباد ہو؛ اور شہر کے اندر ٹھیک وہ مقام کونسا ہو جس کی قدر و قیمت سب سے زیادہ ہو اس کے تصفیے میں تو قدرتی اسباب کا دخل اور بھی کم ہوتا ہے۔ منصوبہ ساز بعض اوقات ایسی قوتوں کی تنظیم و رہنمائی کرتے ہیں جن کے سبب سے شہر کی زمین کا لگان وجود میں آتا ہے۔ اس توقع میں کہ ایک چھوٹے سے گاؤں کے اردگرد ایک بڑا شہر آباد ہو جائے گا اور اس کے نتیجے کے طور پر زمین کی قدر و قیمت بڑھ جائے گی اس گاؤں میں یا ایسے مقام پر جہاں کوئی گاؤں نہ ہو ایک بڑا جوکھم کا صنعتی کاروبار یا ایسے متعدد کاروبار قائم کیے جا سکتے ہیں؛ ایسے کاروبار کے مالک یا منتظم اس امید میں کہ زمینوں کو فروخت کر کے یا ان کو پٹے پر دے کر منافعہ حاصل کریں گے، پیشتر سے زمین خرید رکھتے ہیں۔ چنانچہ پل من کمپنی نے اسی طرح شہر پل من شکاگو کے قریب آباد کیا۔ علیٰ ہذا اسٹیل کارپوریشن نے بالارادہ شہر گیری قائم کیا۔ کوئی بڑی ریلوے کمپنی بھی اپنے کارخانوں کو خاص خاص مقاموں پر قائم کر کے کسی شہر کے نشوونما پر نمایاں اثر ڈال سکتی ہے۔ اسی طرح شہر کے اندرونی مد و جزر کا بھی اسی ارادی طریق پر اہتمام و بندوبست کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ دو یا تین بڑی بڑی کمپنیاں یا ساہوکار سے

96

باب ۱۲ شہری سکنی زمین کا لگان

اپنے کاروبار کو کسی نئی سڑک پر منتقل کر دیں اور اس طرح دوسرے سب کاروبار ان کا اتباع کریں۔ یہی حال رہنے سہنے کے مکانوں کے خطوں کا ہے: صاحبانِ دولت و ثروت کسی نئے حلقے میں منتقل ہو سکتے اور اس پر فیشن کی مُہر لگا سکتے ہیں۔ ایسے خطوں کو جنھیں وہ موردِ الطاف و کرم بنانا چاہتے ہوں قبل از قبل خرید کر وہ اپنے لیے آیندہ چل کر زمین کی بڑھتی ہوئی قیمتیں محفوظ اور حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اکثر صورتوں میں زمین کی قیمتیں تخلیق نہیں کی جاتیں بلکہ الٹ پھیر کے ذریعے بڑھائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اگر آبادی مقررہ و یکساں ہو اور اس کی تقسیم کے حالات بھی مقررہ و یکساں ہوں تو شہری سکنی زمینوں سے بہر صورت لگان پیدا ہونا یقینی امر ہے۔ اس صورت میں ممکن ہے کہ ایک مقام کی بجائے محض دوسرے مقام میں لگان وصول ہونے کا سبب پیدا کیا جائے، خواہ اس کی مقدار میں اضافے کا سبب پیدا نہ کیا جائے۔ پھر بھی ایسی صورتیں پیش آتی ہیں جن میں لگان کی مقدار پر اثر پڑ سکتا ہے، جیسا کہ شہر کے سکنی مضافات یا خطوں کو یا کسی عمدہ نقشے پر بنے ہوئے صنعتی مرکز کو حسنِ مہارت کے ساتھ ترقی دینے میں ہوتا ہے۔

تاہم اس قسم کے سب کاروبار میں، خواہ وہ شہری زمینوں کی قیمت تخلیق کرتے ہوں یا اس کو ایک مقام سے دوسرے میں منتقل کرتے ہوں، زمین کے معمولی شغلِ اصلی کے کاروبار کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ خطرات موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً جہاں کوئی نیا شہر آباد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں سڑکیں اور بدررو تعمیر کرنا اور پانی کے نل بچھانا اور دوسری سہولتیں مہیا کرنا ضروری ہے۔ ان سب معاملات کے نفع بخش ثابت ہونے کا مدار شہر کی متوقعہ ترقی کی تکمیل پر ہے۔ شہر بفلو کے متصل ایک صنعتی شہر ڈی بیو بنانے اور آباد کرنے کی کوشش منصوبہ سازوں کی ایک جماعت نے کی تھی، اور اس کی تیاری کے سلسلے میں زر کثیر صرف کیا۔ لیکن انھیں معلوم ہو گیا کہ صنعتوں کو یا عام مخلوق کو ڈی بیو میں مرتکز یا آباد ہونے کی ترغیب دینا بہت دقت طلب ہے؛
اور آخر الامر نتیجہ یہ ہوا کہ ناکامی ہوئی اور نقصان اٹھانا پڑا۔ ایسی حال شہری 97
کاروباری رو کو نئی سڑکوں پر یا نئے خطوں میں منتقل کرنے کی کوششوں کا ہو سکتا ہے۔

باب ۴۳
شہری سکنی زمین کا لگان

عامۃ الناس کی توجہ کا مبذول ہونا، خواہ وہ کاروباری اشخاص کا طبقہ ہو یا آرام طلب متمول لوگوں کا طبقہ ان کی ضرب المثل دھن اور موج پر منحصر ہے۔ اس صورت میں بھی، تیز طبعی اور شخصیت کا اثر پڑتا ہے۔ بعض افراد اس قسم کا پُرخطر کاروبار انجام دیں گے اور کامیابی کے ساتھ موانع پر غلبہ حاصل کریں گے۔ اس کے برخلاف بعض ایسے بھی ہوں گے جنھیں ناکامی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس طرح ترقی پائے ہوئے مقامات میں جو خطے واقع ہوں گے ان کی قیمتوں کی زیادتی خالص معاشی لگان کی نمایندگی نہیں کرتی؛ بلکہ یہ زیادتی تنظیمی محنت کا معاوضہ اور خطرے برداشت کرنے کا صلہ ہوتی ہے۔

اس کے برعکس بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں خطرہ بہت ہی معمولی، بلکہ نظر انداز کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ جب حکومت کوئی بڑا کارخانہ یا تعلیمی درسگاہ قائم کرتی ہے تو یہ امر تقریباً یقینی ہوتا ہے کہ حکومت کے چہیتے یا منظور نظر خطے کی جانب آبادی کی توجہ مبذول ہو، اور اس خطے کی قدر و قیمت پر تھوڑا بہت اثر پڑے۔ جب کوئی اہم ریلوے کسی شہر کو اپنا مستقر، یعنی انتظام اور کاروبار کا مرکز قرار دیتی ہے، یا اپنے سامان تیار اور درست کرنے کے کارخانے وہاں قائم کرتی ہے تو، اس کا نتیجہ بھی مذکورۂ بالا نتیجے سے کچھ کم یقینی نہیں ہوتا۔ ممکن ہے ایسا اتفاق ہو کہ ریلوے کے منتظموں اور ڈائرکٹروں کو ان تجاویز کا پہلے سے علم ہو، اور ایسی صورت میں وہ پوشیدہ طور سے زمین خرید کر کے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ حرکت، امانت و اعتماد کی حیثیتوں کو ناواجب طریقے پر استعمال کرنے کی ایسی مخرب اخلاق مثال ہے جو ریاستہائے متحدہ کے ریلوں کے انتظام کے سلسلے میں اکثر و بیشتر رونما ہوئی ہے۔ ایسی صورتوں میں اگر زمین سے کسی قسم کے افراد کو نفع وصول ہونا چاہیئے تو وہ من حیث المجموع ریلوے کے تمسک دار یا حصہ دار ہیں نہ کہ منتظموں کا سازشی گروہ۔ اس سے بھی بہتر یہ ہوگا کہ افراد کی جیب میں اس قسم کا کوئی نفع نہ جائے بلکہ قوم بحیثیت مجموعی اس کی واحد مالک ہو۔

باب ۱۴

لگان (آخری بحث)

(۱) معدنیات کا لگان؛ خطرات کا اس پر کس طرح اثر پڑتا ہے۔ (۲) معدنیات میں تقلیل حاصل۔ (۳) آیا معدنیات کی رائلٹی لگان ہے؟ (۴) کسی خطۂ زمین کی قیمتِ فروخت، اس خطے کے لگان کی سربستہ قیمت ہوتی ہے۔ (۵) بحقِ سرکار لگان کے استحصال کا مسئلہ سب سے زیادہ نمایاں طریقے پر شہری سکنی زمینوں میں رونما ہوتا ہے۔ حکومت کی جانب سے طویل المیعاد پٹے دیئے جانے کا امکان؛ غیر مشروط خانگی ملکیت اور حقوق قائمہ کی تاریخی ترقی۔ (۶) لگان کے مستقبل اضافے پر محصول عائد کرنا زیادہ مناسب ہے، لیکن اس میں مشکلات زیادہ ہیں؛ اس قسم کے محصول کے عائد کرنے کے مختلف طریقے۔ 98

۱۔ معدنیات ایسی صورت حالات پیش کرتے ہیں جو بعض اعتبارات سے شہری سکنی اور زرعی زمینوں کی حالت سے مشابہت رکھتی ہے اور بعض اعتبارات سے مختلف ہے۔ انفرادی حیثیت سے تو معدنیات میں بظاہر فروق و اختلافات موجود ہیں؛ بعض معدن دوسروں کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ زرخیز اور موقع محل کے اعتبار سے زیادہ منفعت بخش ہوتے ہیں اور ان سے ان کے مالکوں کو تفرقی آمدنی یا

باب ۴
لگان ذاتی کی بحث

منافعہ وصول ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ مسابقت آزادانہ ہے اور شغل اصل میں نقل پذیری موجود ہے، تو یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ کسی معدنی پیداوار مثلاً کوئلے کی طلب جتنی جتنی بڑھتی جائے گی اتنا اتنا معدنوں سے زیادہ کام لیا جائے گا یعنی: پہلے سب سے زیادہ پیداآور کانوں سے کام لیا جائے گا اور اس کے بعد ان سے کم پیداآور معدنوں سے؛ یہ کہ کوئلہ معمولی حالات میں ایسی[1] قیمت پر فروخت ہوگا جو اختتامی حد پر (یعنی ادنیٰ ترین پیداآوری کی کان پر) تمام مصارف پیدائش[1] کو پورا کرنے کے لیے کافی ہوگا؛ اور یہ کہ سب عمدہ معدنوں سے ماحصل زائد وصول ہوگا جو خالص لگان ہوگا۔

لیکن معدنوں کے بارے میں نقل پذیر شغل اصل کے حالات صرف ایک محدود حد تک صادق آتے ہیں۔ شغل اصل کی نقل پذیری میں نہ صرف اصل کا باسانی انتقال پہلے سے فرض کر لیا جاتا ہے، بلکہ نفع کے توقعات کی عام طور سے وسیع معلومات بھی فرض کرلی جاتی ہیں۔ کان کنی میں ان میں سے کوئی حالت بھی نہیں پائی جاتی، اس لیے کہ کان کنی میں شغل اصل لازمی طور سے اٹل ہوتا ہے۔ اصل کی مقدار کثیر ہوتی ہے، اور اس میں عدم تیقن اور خطرات کا بھی بڑی حد تک امکان ہوتا ہے۔

زمین کے ہر قسم کے استعمال میں کچھ نہ کچھ خطرہ ضرور ہوتا ہے۔ سب سے کم خطرہ طویل مدت میں (یعنی مسلسل متعدد سالوں کے لیے جو موسمی حادثات کا تسویہ کرنے کے لیے کافی طویل مدت ہوتی ہے) زرعی زمین کی حالت میں ہوتا ہے؛ اس لیے کہ ایسی زمین کے امکانات کو ہر ماہر کاشتکار معلوم کر سکتا ہے۔ شہر کی سکنی زمینوں کے بارے میں خطرہ زیادہ ہوتا ہے، اس لیے کہ یہاں عمارت کے غیر موزوں ثابت ہونے، آبادی کے وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو جانے، اور کاروبار میں عامۃ الناس کی دُھن اور موج کے لحاظ سے تغیر ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ کان کنی کی صورت میں خطرے کا سب سے زیادہ امکان ہوتا ہے؛ گو یہ خطرہ مختلف قسم کے معدنوں کے لحاظ سے مختلف المدارج ہوتا ہے۔ اگرچہ طبقات زمین اور طبعی حالات ارضی کی 99

[1] یعنی وہ مصارف جو سب سے کم زرریز معدن سے پیدائش کرنے میں عائد ہوں۔

باب ۴
لگان (آخری بحث)

ابتدائی مساحت سے (جیسے کہ کسی ملک میں کاربن زار رقبے کو معلوم کرنے کے لیے کی جاتی ہے) معدنیات کے محل وقوع کا اندازہ لگانے میں بعض اوقات سہولت پیدا ہوتی یا تحریک وترغیب ہوتی ہے؛ اور اگرچہ اس طرح یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کس مقررہ رقبے کے اندر معدنی پیداوار کافی مقدار میں موجود ہے یا نہیں، تاہم یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کتنی معدنی پیداوار نکل سکتی ہے، اس کی خوبی کیسی ہے اور کتنی سہولت کے ساتھ اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے، بیش خرچ تجربات عمل میں لانے پڑتے ہیں۔ جب ایک مرتبہ کوئلے کی کان کھل جاتی ہے اور اس پر کام شروع ہو جاتا ہے تو اس کا اندازہ لگانا بالعموم ممکن ہوتا ہے کہ اس میں سے کس قدر پیداوار کتنی مدت میں حاصل کی جا سکتی ہے اور اس کو بازار تک لانے کے مصارف کیا ہوں گے؛ لیکن اس میں بھی ایک حد تک قیاس اور اندازے سے کام لیا جاتا ہے۔ خام لوہے کی حالت، اس حالت سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ لوہے کی کان کی صورت میں بھی زمین کو برمانے اور مساحت کے ذریعے سے تخمینہ قائم کرنے سے بالعموم یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ خام دھات کی کتنی مقدار موجود ہے، اس کی خوبی کیسی ہے، اور وہ کس حد تک قابل حصول ہے؛ لیکن اس قسم کی ابتدائی معلومات صرف ایک بڑے رقبے کی بغور جانچ پڑتال کرنے سے حاصل ہوتی رہیں۔ مساحت کے ذریعے سے معدنیات کے محل وقوع کا اندازہ قائم کرنے میں متعدد دفعہ جو ناکامی ہوتی ہے اس کی تلافی گاہ گاہ اتفاقی کامیابی سے ہو جاتی ہے۔ جب معدنی پیداوار منتشر نہیں ہوتی بلکہ کیسوں[1] کی صورت میں ہوتی ہے تو کامیابی اور ناکامی دونوں کے مواقع بیشترین ہوتے رہیں اور کان کنی کا عمل قماربازی کے عمل سے مشابہ ہوتا ہے۔ چنانچہ نیواڈا کے قیمتی فلزات کی نام نہاد زرریز کانوں کی یہی حالت تھی۔ سونے اور چاندی کے ان غیر معمولی طور سے زرخیز کیسوں کی دریافت سے مالکوں کو بے انتہا نفع ہوا؛ اس کے برعکس سطح کے پر فریب علامات کی ترغیبوں کی بنا پر جو کام کیا گیا اس میں بے شمار

---

[1] Pockets

باب ۱۱
لگان (آخری بحث)

ناکامیاں ہوئیں۔ یہ بہت مشہور بات ہے کہ تانبے کی کانوں کی کھدائی بہت غیر یقینی اور تخمینی نوعیت رکھتی ہے۔ ایسی سب صورتوں میں، بلکہ ایسی حالت میں بھی جبکہ ابتدائی کھدائی امید افزا ہو، شبہے کی منزل رو نما ہوتی ہے اور اس وقت جبکہ اصل کو گڑھوں کی کھدائی اور کلوں کی شکل میں، نیز دھات پگھلانے اور بیچنا اور اکٹھا کرنے میں مصروف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے پس وپیش کیا جاتا ہے۔ انجام کار اگر کامیابی حاصل کرنا ہو تو اولوالعزمی واستقلال سے کام کرنا، قوت فیصلہ اور اصابت رائے سے کام لینا اور اعلیٰ درجے کی انتظامی قابلیت صرف کرنا نہایت ضروری ہے۔

جب مسلسل کئی دفعہ نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں تو یہ لازمی ہے کہ ان کے بالمقابل نفع بھی ہو۔ سیاح جب کولوریڈو، نیواڈا، مونٹانا، ایڈاہو، اریزونا، کیلی فورنیا وغیرہ ریاستوں میں سے گزرتا ہے تو اُسے بے شمار پہاڑیوں اور پہاڑوں کے ڈھلاؤ ایسے دکھائی دیتے ہیں جو جابجا کھلے ہوئے اور کھدے ہوئے ہیں اور ان کے اطراف پتھریلی مٹی کی ڈھیریاں لگی ہوئی ہیں جو زبان حال سے اپنی داستان سناتی ہیں۔

100 اس قسم کے اکثر کاروبار میں ناکامی ہوئی۔ اگر معقول صلہ ملنے کی توقع نہ ہوتی تو مساحت وتجسس کا یہ ضروری عظیم الشان کام ہاتھ میں نہ لیا جاتا۔ ان حالات کے تحت کامیاب کاروبار میں بڑھیا آمدنی حقیقی ماحصل زائد کی نمایندگی نہیں کرتی۔ یہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا بحیثیت مجموعی کامیاب معدنی کاروبار سے جو منافعہ وصول ہوتا ہے وہ ناکام کان کنی کے نقصانات کی کافی تلافی کر دیتا ہے یا نہیں۔ انعامات کا اثر خیالات پر بالعموم بہت ہی نامناسب پڑتا ہے۔

لاٹری کی دائمی جاذبیت ودلکشی (جس میں بظاہر مخمنوں کا، جماعت کی حیثیت سے، ہارنا یقینی ہے)، یہ ثابت کرتی ہے کہ جب خوش نصیبی سے کسی بازی میں کثیر منفعت کی توقع ہو تو، مخلوق اس موقع کے لیے بازی کی مشخصہ قدر وقیمت سے بالعموم زیادہ ادا کر دے گی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے،[1] یہ فرض کرنے کی وجہ موجود ہے کہ کان کنی میں قدیم زمانے میں قیمتی فلزات کے برآمد کرنے کے لیے جو مصارف عائد ہوتے تھے ان کی تلافی مجموعی خالص آمدنی سے نہ ہوتی تھی۔

---

[1] دیکھو باب ۱۹ فصل (۱)۔

باب ۷ لگان (آخری بحث)

کم از کم اسی قسم کا امکان معدنی کاروبار میں عام طور سے موجود ہوتا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ پُرخطر معدنی کاروبار کی اکثر صورتوں میں قدیم زمانے کے مقابلے میں عصر حاضر میں خطرات بہت کم ہو گئے ہوں، لیکن دوسری طرف اس زمانے میں ابتدائی حالت میں شغل اصل کرنے کی ضرورت نسبتہً زیادہ ہے۔ علم الارض وفلزیات کی معلومات کی ترقی کے ساتھ ساتھ سطح کی خارجی پیداوار سے یا آزمائشی برموں سے زمین کے نیچے کی پیداوار کی مقدار اور خوبی کا اندازہ قائم کرنا اب بدرجہا زیادہ سہل اور ممکن ہو گیا ہے۔ خام دھات کو پگھلانے اور صاف کرنے کے طریقوں میں جو ترقیات رونما ہوئی ہیں ان کی وجہ سے سونے، چاندی، تانبے، سیسے کی گھٹیا قسم کی خام دھات، جو بجائے کیسے کے زمین کی مسلسل رگوں یا تہوں میں ملتی ہے، دستیاب ہوتی ہے۔ مثلاً یہ حالت جنوبی افریقہ کی سونے کی کانوں میں پائی جاتی ہے، جہاں سے گزشتہ چند سالوں کے اندر سونے کی کثیر رسد حاصل کی گئی ہے۔ یہاں معدنی کاروبار، جب ایک مرتبہ خام دھات کا پتہ لگ جائے، بڑی حد تک تخمینی نوعیت کے نہیں ہوتے؛ اور اسی وجہ سے رسد کے بہتر ذرائع سے جو پیداوار حاصل ہوتی ہے اس کی نوعیت زیادہ تر خالص ماحصل یا لگان کی ہوتی ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانے میں خام لوہے اور کوئلے کی کان کنی کا زیادہ تر یہی حال ہے، اس لیے کہ ان صورتوں میں معدنوں کی مساحت اور ان کی قدر وقیمت کی تشخیص بیشتر ہی سے ایک حد تک تیقن کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ پھر بھی اس کے مدنظر کہ زمین کی کھدائی میں اور جدید کان کنی کے طریقوں پر کلوں کو استعمال کرنے میں کثیر المقدار اصل صرف کرنا پڑتا ہے، سطح زمین کے اوپر کے اکثر صنعتی کاروبار کے مقابلے میں معدنی کاروبار میں خطرات زیادہ ہوتے ہیں۔

۲۔ معدنیات میں ایک لحاظ سے تقلیل حاصل کا رجحان پایا جاتا ہے۔ تاہم عام استدلال، جو لگان کے اصول کی تہ میں مضمر ہے، اس کا اس بارے میں بھی معدنیات پر اطلاق کرتے وقت مشروط کرنا ضروری ہے۔ 101

کسی ایک کان میں، بلکہ اغلب یہ ہے کہ اکثر کانوں میں گہرائی کی افزونی

کے ساتھ ساتھ پیداوار کی کمی کا رجحان بالعموم پایا جاتا ہے۔ پمپ کے ذریعے سے پانی اوپر کو نکالنے کے مصارف بڑھتے جاتے ہیں، اور معدنی پیداوار کو سطح پر بہت گہرائی سے اوپر لانا پڑتا ہے۔ چنانچہ کارنوال کی ٹین کی کانوں کا بھی یہی حال ہے۔ ان میں کئی صدیوں سے ٹین برآمد کیا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے زمین بہت گہری اور وسیع کھد گئی ہے؛ حتیٰ کہ خشکی کے کنارے سے ہٹ کر سمندر کی تہ کے نیچے بہت دور تک کھدائی پہنچ گئی ہے۔ علیٰ ہذا یہی حال پن سلوانیا کے بے نفتی کوئلے یا جھوٹے کوئلے کے معدنیات کا ہے بلکہ انجام کار ہر کان اپنی آخری حد کو پہنچ جاتی ہے۔ معدن، زرعی زمین یا سکنی زمین کے مثل، ایسا مستقل آلہ نہیں ہوتا جس کی وساطت سے عمل کو بلا تعین وقت مسلسل مشغول رکھا جا سکے۔ گو بعض اوقات معدنی پیداوار کا بہت بڑا ذخیرہ معدن میں رہتا ہے لیکن اس ذخیرے کی مقدار معین و مقررہ ہوتی ہے؛ اور یہ ذخیرہ جب ختم ہو جاتا ہے تو ماحصل میں تقلیل ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کی یافت ہی بالکل موقوف ہو جاتی ہے۔

تقلیل حاصل اور پیداوار کی انجام کار موقوفی کے ان رجحانات کے مقابلے میں رسد کے نئے ذرائع کی دریافت کے امکان یا قرینہ کو رکھنا چاہیئے۔ زراعت کے لیے زمین کا جو مجموعی رقبہ دستیاب ہو سکتا ہے (خواہ بعض اوقات غیر متوقعہ گڑھے بھی موجود کیوں نہ ہوں) اس کا علم تو کافی صحت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ لیکن زمین کی آنتوں میں کتنی پیداوار موجود ہے، اس کا ہمیشہ کم و بیش غیر یقینی رہنا ضروری ہے۔ انیسویں صدی کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں معدنی ذرائع کے عجیب و غریب انکشافات عمل میں آئے۔ چنانچہ اس صدی کے آغاز ہی میں برطانیۂ عظمیٰ میں اسکاٹ لینڈ کے علاقے میں خام لوہے کی تہیں دریافت ہوئیں، اور وسط صدی میں کلیولینڈ کے شمال مشرقی ساحل پر بھی اسی کچ دھات کی تہ کا پتہ چلا۔ ریاستہائے متحدہ میں پٹزبرگ میں اور اس کے بعد اوہیو، انڈیانا اور الی نائس میں کوئلے کی کانیں دریافت ہوئیں۔ امریکہ کی خانہ جنگی کے بعد مشی گن، مون ٹانا اور اری زونا میں یکے بعد دیگرے تانبے کا انکشاف اور حال ہی میں لیک سوپیریر کے نواح میں لوہے کی دریافت، کوئلے کی کانوں سے کچھ کم اہم نہ تھی۔ جنوبی افریقہ میں سونے کی

باب ۱۴
لگان (آخری بحث)

کانوں کا تقریباً اسی کے قریب زمانے میں پتہ چلا۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ اور بھی ایسے ذرائع موجود ہیں جن کے محل و قوع کا پتہ چل گیا ہے مگر جنھیں ابھی تک کھودا نہیں گیا ہے، چینی میں لوہے اور کوئلے کی کانیں اور الاسکا میں کوئلے کی بیش بہا معدنی دولت مدفون ہے، اور ممکن ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی ایسے متعدد معدن موجود ہوں جن کا محل وقوع ہمارے علم سے باہر ہو۔ باوجود اس کے کہ طبقات زمین کے اندر کے معدنی ذخیروں میں سے ہر ذخیرے کی مقدار محدود و معین ہے، بنی نوع انسان کو ابھی صدیوں تک یہ امید ہو سکتی ہے کہ اس کے دسترس پذیر معدنی ذرایع میں بجائے تخفیف کے اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ 102

۳۔ کان کا مالک، جب دوسرے شخص کو اپنی کان پٹے پر دیتا ہے تو، مالک کو بالعموم رائلٹی وصول ہوتی ہے، جو پیداوار کے وزن بہ شکل ٹن کے کچھ فیصد کے حساب سے مقرر ہوتی ہے۔ معدنی پیداواروں کی خوبی و کیفیت اور ان کو برآمد کرنے کی سہولتوں کے لحاظ سے رائلٹی بھی قدرتی طور پر مختلف المقدار ہوتی ہے۔ رائلٹی سے بہت آسانی کے ساتھ اگرچہ کسی قدر سرسری طور پر، خالص لگان[1] کے وصول ہونے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے لیکن رائلٹی اپنی نوعیت کے لحاظ سے لازمی طور پر لگان نہیں ہوتی؛ اس لیے کہ جہاں کوئی کان تلاش و تفحص[2] کے بعد دریافت ہوئی ہو اور ناکامی کے تمام امکانی خطرات موجود ہوں، وہاں ممکن ہے کہ جو کچھ محصول ادا کیا جائے وہ کسی ماحصل زائد کی نمایندگی نہ کرے۔ لیکن جہاں رائلٹی دریافت شدہ معدنوں پر اور ایسی پیداواروں پر ادا کی جاتی ہے جن کی خوبی و قدر خاصی اچھی طرح معلوم ہو، وہاں ایسی رائلٹی لگان محض ہوتی ہے چنانچہ انگلستان کی کوئلے کی کانوں کی رائلٹی کی بظاہر ایسی ہی حالت معلوم ہوتی ہے۔ بعض قابل علمائے معاشیات[3] یہ استدلال کرتے ہیں کہ رائلٹی بہرصورت

۱۔ پروفیسر مارشل کا یہی خیال تھا، چنانچہ دیکھو ان کی کتاب اصول معاشیات حصۂ پنجم باب دہم فصل ششم (چھٹا ایڈیشن)

۲۔ علیٰ ہذا ریکارڈو کا خیال بھی ایسا ہی تھا، دیکھو Political Economy. ریکارڈو باب سوم۔

۳۔ اس تمام بحث کے لیے دیکھو پروفیسر اتی نادی کی کتاب جو موسوم ہے La Rendita Mineraria.

باب ۶
لگان (آخری حصہ)

لگان سے مختلف ہوتی ہے؛ یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ ہر معدن سے مالک کو کچھ نہ کچھ آمدنی یا ماحصل وصول ہوتا ہے، اور یہ کہ سب سے گھٹیا کان سے بھی رائلٹی کی شکل میں تھوڑی بہت آمدنی ہو ہی جاتی ہے۔ اعلیٰ درجے کی کانوں سے اس معمولی آمدنی سے زائد خالص لگان بھی وصول ہوتا ہے، جو ادا شدنی رائلٹی کی زیادتی کی شکل میں مضمر ہوتا ہے۔ اس استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ کسی معدن میں پیداوار کا ایک معین ذخیرہ ہوتا ہے، اور یہ کہ اس کا مالک اس کے ایک جزو کے نکالنے پر بھی اس وقت تک رضا مند نہیں ہو سکتا جس وقت تک کہ اس کو کچھ صلہ یا معاوضہ نہ ملے۔ لیکن مصنف کو اس استدلال کی صحت میں شبہ ہے۔ محض اس واقعے کی بنا پر کہ کان کے اندر معدنی پیداوار کی مقدار محدود و معین ہے اس کا مالک قیمت حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ مثلاً: ریت اور چکنی مٹی کی مقدار اس معنی میں محدود ہے؛ مگر ان کی دسترس پذیر مقدار اس قدر کثیر ہے کہ چکنی مٹی کا گڑھا یا کھڈ یا ریت کا تودہ اس وقت تک کوئی قیمت نہیں رکھتا جب تک کہ موقع و محل کی سہولت اس کو حاصل نہ ہو۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کوئی محصول، رائلٹی یا جو کچھ اس کو کہو، سب سے گھٹیا معدن سے ایسی صورت میں مالک کو حاصل ہو سکتا ہے جبکہ یہ فرض کیا جائے کہ اس نے اس کو ترقی دینے کی کوئی کوشش ہی نہ کی ہو۔ اس قسم کے معدن استفادے کی اختتامی حد پر ہوتے ہیں، اور اختتامی حد پر کسی قسم کا ماحصل زائد وصول نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ کوئی معدن من حیث الکل اختتامی حد پر نہ ہو؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کوئی کھیت من حیث الکل اختتامی حد پر نہیں ہوتا۔
103 اچھے اجزا کے ساتھ برے اجزا بھی ملے جلے ہوتے ہیں؛ اور اصلی رائلٹی جو ادا کی جاتی ہے وہ باہمی گفتگو اور تکرار کے بعد قرار پاتی ہے، جس میں نہ صرف تمام قدرتی مواقع کا لحاظ کیا جاتا ہے بلکہ کان کنی کے جملہ مصارف اور خطرات کار کو بھی محسوب کر لیا جاتا ہے۔ معاشی شعبے کے ہر پہلو کے مثل، اس پہلو میں بھی ظاہری عینی تراشے ہوئے نظریات پر بالکل پورے نہیں اترتے؛ بلکہ محض ان کے لگ بھگ ہوتے ہیں؛ اور ان نظریات کا مقصد ان مظاہر کے عام رجحان کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ لیکن خالص لگان معدنیات کے بارے میں اسی طرح نشو و ترقی کو ظاہر کرتا ہے

باب ۹
لگان آخری بحث

جس طرح کہ دیگر عاملین قدرت کے بارے میں۔

۴۔ قدرتی عامل کی قدر فروخت، خواہ وہ عامل زرعی زمین ہو یا سکنی زمین ہو، یا ترقی یافتہ کان، سود کی مروجہ شرح کے حساب سے اس کی سربستہ مالیت ہے جو اس عامل کے مالک کو وصول ہوتی ہے۔ پس شرح سود اور اس قیمت فروخت میں نسبت معکوس ہوتی ہے۔ فرض کرو کہ کسی مقررہ خطے پر مکان تعمیر کرنے میں مکان کی لاگت ۱۰۰۰۰۰ ڈالر ہونے والی ہے، اور اس سے خالص آمدنی یا کرایہ سالانہ پندرہ ہزار ڈالر وصول ہونے کی توقع ہے، ایسی حالت میں اگر شرح سود ۵ فیصد ہو تو شغل اصل کرنے والا اس خطے کے لیے ۲۰۰۰۰۰ ڈالر فوراً بخوشی ادا کر دے گا۔ اس طرح اس کی مجموعی لاگت یعنی ۳۰۰۰۰۰ ڈالر پر اس کو ۱۵ ہزار ڈالر یا ۵ فیصد ملے گا۔ اگر شرح سود گھٹ کر $2\frac{1}{2}$ فیصد ہو جائے تو یہی خطہ ۴۰۰۰۰۰ ڈالر پر فروخت ہوگا۔ اس خطے کا تفرقی فائدہ علیٰ حالہ ۱۰۰۰۰ ڈالر سالانہ رہے گا؛ اور خریدار اس خطے کو ۴۰۰۰۰۰ ڈالر میں خریدنے سے اپنے شغل اصل پر $2\frac{1}{2}$ فیصد پائے گا۔ عمارت پر جو ۱۰۰۰۰۰ ڈالر صرف کئے گئے اس کی حد تک وہ مسابقت کی وجہ سے $2\frac{1}{2}$ فیصد مروجہ شرح سود کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائے گا؛ اور اس طرح مجموعی کرایہ ۱۲۵۰۰ ڈالر ہوگا نہ کہ ۱۵۰۰۰ ڈالر۔ گویا شرح سود کی تخفیف مجرد عمارت کے کرایے کو گھٹا دیتی ہے، لیکن زمین کی قیمت دُہری کر دیتی ہے۔ آزادانہ طریق پر جو اصل پیش کیا جائے اس کے سود کی شرح جتنی کم ہوگی اتنا ہی زیادہ وہ رقم ہوگی جو مقررہ آمدنی والی غیر منقولہ جائداد کے معاوضے میں ادا کی جائے گی۔

یہی اصول ضمانتی تمسکات، یعنی تجارتی کمپنیوں، مثلاً ریلوے کمپنی کے حصص کے بارے میں بھی منطبق ہوتا ہے جو مقررہ شرائط پر کسی مستاجر کو کرایہ پر دی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک ریلوے کمپنی کو دوسری ریلوے کمپنی کرایہ پر لے سکتی ہے (یا حقیقۃً خرید سکتی ہے) اور سالانہ اتنی رقم ادا کرنے کا معاہدہ کر سکتی ہے جو اس کے حصص پر دس فیصد کے منافع کے مساوی ہو۔ اگر سود کی مروجہ شرح ۵ فیصد ہو تو، اجارہ پر حاصل کی ہوئی ریلوے کا ہر حصہ (اگر قدر مساوات ۱۰۰ ڈالر فرض کی جائے) ۲۰۰ ڈالر پر فروخت ہوگا۔ اگر سود کی

باب ۱۱
لگان (آخری بحث)

شرح ۴ فیصد ہو تو، ہر حصے کی قیمت ۲۵۰ ڈالر ہو جائے گی؛ اور اگر شرح سود ۱/۲ ۴ فیصد ہو جائے تو اسی حصے کی قیمت ۴۰۰ ڈالر ہو گی۔

104 اس میں شک نہیں کہ زمین کی قیمت نہ صرف اس کے موجودہ لگان کے حساب سے اس کی سربستہ مالیت معلوم کرنے کے عمل کے ذریعے سے متاثر ہوتی ہے بلکہ مستقبل کے بارے میں مالکوں کے توقعات اور تخمین کرنے والی پبلک کے توقعات سے بھی متاثر ہوتی ہے۔ ترقی پذیر شہر میں ایسے خطے کی قیمت، جس کا موقع محل عمدہ ہو، اس کے موجودہ لگان کے تناسب سے مقابلتہً بہت زیادہ ہوگی؛ اس لیے کہ یہ توقع لگی رہتی ہے کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ لگان میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس اگر کسی خطے کے مستقبل کے متعلق شبہ ہو تو اس کی وجہ سے اس کی قیمت اس کے موجودہ لگان کے تناسب سے بھی بہت کم قرار پائے گی۔

۵۔ زرعی زمین کے بارے میں حکومت کی پالیسی کے جو مسائل رونما ہوتے ہیں وہی سکنی زمین کے بارے میں بھی رونما ہوتے ہیں۔ سکنی زمین میں، آبادی کے بڑھنے اور گنجان ہو جانے کی وجہ سے اضافۂ غیر مکتسب وصول ہوتا ہے، جو ایک حد تک خوش نصیب مالکِ زمین کی محنت یا نگرانی کی جانب بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ خطۂ زمین کو اس کے سب سے زیادہ موثر استعمال کے مطابق بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ جتنے مصارف ضروری ہیں اس سے زائد تفرقی ماحصل وصول ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس ماحصل زائد کو قوم اپنے لیے کیوں نہ رکھ لے؟

یہ مسئلہ زرعی زمین کی حالت کے مقابلے میں سکنی زمین کی حالت میں بہت زیادہ نمایاں طریقے پر پیش ہوتا ہے۔ اولاً یہ کہ پوری صحت کے ساتھ یہ معلوم کرنا بالعموم ممکن ہوتا ہے کہ سکنی زمین کا لگان اور اس کی قدر و قیمت کیا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ زرعی زمین کے کسی ایسے مخصوص خطے کے بارے میں جو زمانۂ دراز سے زیر کاشت ہو یہ معلوم کرنا دقت سے خالی نہیں ہوتا کہ اس خطے کی پیداآوری کے کتنے جزو کا سبب قدرتی سہولتیں ہیں، اور کتنا جزو انسانی محنت کا نتیجہ ہے۔ یہ دقت سکنی زمینوں کے بارے میں بہت کم ہے۔ کم از کم یہ بیان کرنا تقریباً ہمیشہ ممکن ہوتا ہے کہ اس اقل ترین رقم کی کیا مقدار ہے جو اس خطے کے

باب ۱۴ لگان (آخری بحث)

خالص تفرقی فائدے کی نمایندگی کرتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ نہ صرف خالص سود کا تھوڑا بہت لحاظ کرنا پڑتا ہے، بلکہ تعمیر و تنظیم میں جو محنت اور خطرات برداشت کرنے پڑتے ہیں ان کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان سب مدوں کا نہایت کشادہ دلی کے ساتھ لحاظ کرنے کے بعد بھی ماحصل زائد بچتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں مجموعی خام ماحصل کے ایک جزو کو الگ کر دینا ممکن ہے جو بدیہی طور سے اس خطے کا لگان ہے۔

دوسرے یہ کہ سکنی زمین کا لگان بالعموم مقابلۃً قلیل سی جماعت کے ہاتھوں میں مجتمع ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے دولت اور آمدنی کی عدم مساوات اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ شہری سکنی زمین کے لگان کی مقدار زرعی لگان کی مقدار کے مقابلے میں بحیثیت مجموعی زیادہ ہو یا نہ ہو۔ جرمنی اور فرانس جیسے ملکوں میں زرعی لگان غالباً کم از کم سکنی لگان کے مساوی ہوتا ہے۔ انگلستان میں جہاں آبادی کا بیشتر حصہ شہروں میں مجتمع ہے اور جہاں خارجی پیداواروں کی آزادانہ درآمد زرعی لگان کی پیدائش کو روکتی ہے، سکنی لگان بحیثیت مجموعی بلا شبہ زرعی لگان کے مقابلے میں زیادہ مقدار میں وصول ہوتا ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں بھی غالباً ایسا ہی ہے؛ اس لیے کہ زرعی زمین کی کثرت اور ذرائع نقل وحمل کی کارکردگی نے زرعی لگان کی تحدید کر دی ہے؛ اس کے برخلاف شہری آبادی کی کثرت نے شہر کی سکنی زمینوں کے لگان میں بہت خاصا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن بہرصورت سکنی لگان نسبتۃً قلیل جماعتوں کے ہاتھوں میں جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ برطانیۂ عظمیٰ کا زرعی لگان مقابلۃً قلیل سی جماعت کے ہاتھوں میں جاتا ہے، اور آسٹریا میں بھی وسیع خطہ ہائے زمین حقوق یافتہ مالکوں کی قلیل سی جماعت کے قبضے اور تصرف میں ہیں۔ لیکن فرانس، جنوبی و مغربی جرمنی اور ریاستہائے متحدہ میں زرعی زمین کی تملیک اشخاص کی کثیر جماعت میں پھیلی ہوئی ہے؛ اور اس کا معاشی لگان لاکھوں مالکوں کے ہاتھوں میں جاتا ہے۔ اس کے برعکس یہاں سکنی لگان قلیل التعداد اشخاص میں ہی کو ملتا ہے اور ان میں سے چند ہی کو بڑی بڑی مقداریں وصول ہوتی ہیں۔ ڈیوک آف ویسٹ منسٹر اور ڈیوک آف بیڈفورڈ ایسے

باب ۱۰
لگان (آخری بحث)

برطانوی امرا کی مثال ہیں جنھیں شہر کی سکنی زمینوں کی تملیک سے اور طویل المدت پٹے پر زمین حاصل کرنے سے غیر معمولی طور سے کثیر مالی نفع ہوا۔ انیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں نیویارک میں بڑے بڑے خطہ ہائے زمین جان جیکب اسٹر کی ملکیت میں آگئے، اور ان کی قدر وقیمت ایک صدی کے گذرنے پر عدیم النظیر طریقے پر بڑھ گئی؛ اب ان کے ورثا نہ صرف اس کثیر آمدنی سے متمتع ہو رہے ہیں، بلکہ انھوں نے خاندانی جائداد کو بہت بڑھا لیا ہے؛ حتیٰ کہ ان کی آمدنی رئیسوں اور ڈیوکوں کی آمدنی سے بھی بدرجہا زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اسی قسم کی صورت امریکہ کے تقریباً ہر شہر میں واقع ہوئی ہے۔ بعض "قدیم خاندان" جن کی بنیاد بالعموم کامیاب تاجر کی قسم کے اجداد نے قائم کی تھی، قوم کی ترقی وخوش حالی سے متمول بن گئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ برطانیہ عظمیٰ کی طرح ریاستہائے متحدہ میں اس کا رواج بہت کم ہے کہ ایک ہی خاندان کے افراد نسلاً بعد نسل مضبوطی کے ساتھ زمین پر تملیک برقرار رکھیں۔ حقیت ارضی کے انتقال کی سہولت اور تخمین کی عادت کی وجہ سے سکنی لگان خود امریکہ ہی میں منقسم ہوتا ہے اور متعدد خریداروں کے درمیان یکے بعد دیگرے اس کے اضافے کی تقسیم عمل میں آتی ہے۔ پھر بھی، دیگر ممالک کے مثل، ریاستہائے متحدہ میں شہر کا سکنی لگان دولت کی نمایاں عدم مساواتوں کا ایک سبب رہا ہے۔

اسی وجہ سے زرعی زمین کے مقابلے میں شہر کی سکنی زمینوں کے کل لگان یا 106 اس کے ایک جزو کا تمام قوم کے لیے استعمال کرنے کے بارے میں بہت شد ومد کے ساتھ زور دیا جاتا ہے۔ مصنف کے لیے اس امر سے انکار کرنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ اگر شروع ہی سے قوم کے لیے کافی احتیاط وامتیاز کے ساتھ لگان محفوظ کر دیا جاتا تو قوم کے لیے بدرجہا بہتر ہوتا۔ زمین کو موثر طریقے پر استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوتی، اور اسی کے ساتھ عام محصول کا بار کم ہو جاتا اور دولت کی تقسیم کی عدم مساوات کی روک تھام بھی ہو جاتی۔ محتاط اور سلیقہ شعارانہ تنظیم حقیقت میں ضروری ہوتی۔ ہر پانچ سال یا دس سال کے اختتام پر لگان وصول کرنے کے طریق سے اس بارے میں نازک مسائل رونما ہوتے کہ اولوالعزمی اور تیز طبعی کی

باب ۱۴
لگان (آخری بحث)

ترغیب دینے کی غرض سے جتنا ماحصل ملنا ضروری ہے اس کا کس حد تک لحاظ کرنا چاہیئے۔ ایسے نظام پر میکانکی طریق پر عملدرآمد کرنے سے یا سخت گیر نظام العمل مرتب کرنے سے (اور حکومت کے نظم ونسق میں ان دونوں خصوصیات یا ان میں سے ایک خصوصیت کے ظاہر ہونے کا بہت زیادہ قرینہ ہوتا ہے) قوم کو ماحصل غیر مکتسب کو ضبط کرنے سے اتنا فائدہ نہیں ہے جتنا کہ زمین کے استعمال میں مزاحمت پیدا کرنے کی صورت میں نقصان ہو سکتا ہے۔

سلطنت کی جانب سے زمین کو طویل المدت پٹے پر دینے کا طریق زرعی زمین کے بارے میں جس حد تک ممکن خیال کیا گیا ہے اسی حد تک سکنی زمین کے بارے میں بھی ممکن ہے۔ جہاں تک شغل اصل کی ترقی کا تعلق ہے وہاں تک نود سالہ پٹے کی حیثیت معمولی لگان کی حقیت کے مساوی عمدہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر زمین ایسے شرائط پر سلطنت سے حاصل کی جائے تو پٹہ دار ۹۹ سال کے بیشتر حصے میں زمین کی بڑھتی ہوئی آمدنی کے ایک معقول حصے کو حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن انجام کار جب پٹے کی میعاد ختم ہو جائے تو قوم کو بھی اس کا اپنا نفع وصول ہوگا۔ اس سے کم مدت، یعنی ۵۰ بلکہ ۲۵ سال کے پٹے بھی دیئے جا سکتے ہیں، اور اصلاح کرنے والے پٹہ دار کو اصلاح و ترقی کا ایسا معاوضہ دینے کے شرائط طے کیئے جا سکتے ہیں جس کی بنا پر شغل اصل کا کافی آزادی کے ساتھ موقع ملے۔ شہر نیو یارک میں (خاص کر جیکب اسٹر کی زمینوں پر) ایسے شرائط پر پٹہ دینے کا طریق بہت عام ہے، اور یہ طریق زمین کو عمیق سے عمیق طریقے پر استعمال کرنے کے عین مطابق پایا گیا ہے۔

کانوں کی حالت میں یہ معلوم کرنا دقت طلب ہے کہ طویل المدت پٹے کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ کس طرح دو مطلوبہ مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے، یعنی یہ کہ ذرایع سے کس طرح موثر استفادہ کیا جا سکتا ہے اور عوام کی اساسی مساوات کا تحفظ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ کان کنی میں اس طرح کی عدم تیقن کی کیفیت پائی جاتی ہے کہ معاشی لگان کو الگ نکال لینا بالکل ناممکن العمل ہے۔ محض ایک پالیسی ایسی ہے جو قابل عمل ہوگی اور وہ یہ کہ خانگی افراد کو اجازت دی جائے کہ وہ مدت معینہ تک کاروبار کے خطرات برداشت کریں اور اس کے صلے حاصل کریں۔ 107

باب ۱۴
لگان (آخری بحث)

اس میں شک نہیں کہ مالک کو یا پیٹے کی مدت میں پٹہ دار کو زیادہ سے زیادہ کان کنی، بلکہ کان کے ذرائع کے ختم ہونے تک اس پر کام کرنے کی ترغیب ہوگی؛ لیکن اس دشواری کا مقابلہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ جب کان سے زیادہ پیداوار برآمد ہو تو متزاید رائلٹی کا ادا کرنا لازمی قرار دیا جائے۔ دیگر کاروبار کے مثل، اس کاروبار میں، اگر خوش نصیب یا تیز طبع شغل اصل کرنے والوں کو کبھی کبھی کثیر منفعت ہو تو اس کی بابت خاموشی اختیار کرنی چاہیئے؛ اس لیے کہ بہت زیادہ سخت گیر پالیسی حد اعتدال سے گزر جانے کی وجہ سے بڑے نتائج پیدا کرتی ہے۔

لیکن اس قسم کے خیالات کا اظہار، کم از کم جہاں تک ماضی کا تعلق ہے، محض تضئیع اوقات ہے کیسی قوم نے پیٹے کے ذریعے سے یا میعادی تحصیل کے ذریعے سے غیر مکتسب اضافے کے استحقاق کو اپنے لیے محفوظ نہیں رکھا ہے۔ تاریخی لحاظ سے بھی اس کے برعکس عمل ممکن نہ تھا۔ زمین کی تملیک خانگی، تہذیب و شائستگی کی ترقی کے لیے ایک ناگزیر آلہ تھی۔ یورپ کی صنعتی تاریخ اور یورپ کے شہروں کی ترقی کا تبصرہ کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ غیر مشروط حقیت اراضی کے بظاہر مقابلۃً بھدے سے آلے کے بغیر صنعتوں اور فنون کی ترقی، کاروباری آزادی اور اصل کی فراہمی، کسی طرح ممکن ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ عصر جدید کے نئے ممالک، یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور آرجنٹائن وغیرہ حقیت اراضی کے اس سے زیادہ پیچیدہ اور دور اندیشانہ نظام کو بظاہر رائج کر سکتے تھے لیکن واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ کچھ تو روایات و عادات اور ابتدائی مالکوں اور قابضوں کی اس غارتگرانہ خواہش کی بنا پر کہ انھیں تملیک کا غیر محدود استحقاق حاصل رہے، اور کچھ اساسی معاشی اصول سے عام بے اعتنائی اور جہالت کی بنا پر، یہ ممالک قدیم ملکوں کے طریقے کا اتباع کرنے اور حقیت جائداد کے غیر مشروط قانون کے مقررہ و مسلمہ اصول کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اسی وجہ سے سکنی زمین میں قدیم حقوق قائمہ کا مسئلہ پرجوش مصلحین کی راہ میں اسی طرح سختی کے ساتھ مزاحم بنا ہوا ہے جس طرح کہ زرعی زمین میں حقوق قائمہ کا

باب ۲۳
ن دا فری کا ختم

مسئلہ مزاحم ہے۔ سکنی زمینوں کی خرید و فروخت اور تنقیل کا طریق نہایت قدیم ایام سے ایک ہی نہج پر رائج چلا آتا ہے۔ موجودہ زمانے کے مالکان زمین کو زمین کی مالیت سر بستہ شغل اصل یا میراث کی نمایندہ معلوم ہوتی ہے۔ زمین پر اس کی موجودالوقت قدر و قیمت کے لحاظ سے ان اصول سے مختلف اصول پر بحث نہیں کی جا سکتی جن کا اطلاق دیگر قسم کی زمینوں پر کیا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ملکیت کے کُل آئین و رواج کو ازسرِ نو منظم و مرتب کیا جا سکتا ہے، ہر قسم کی تملیک خانگی، شغل اصل اور توارث کی تحدید کی جا سکتی ہے، بلکہ انھیں بظاہر منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے؛ لیکن تا وقتیکہ 108
تملیک خانگی کا نظام ازسرِ نو مرتب نہ ہو لے، زمین کے بارے میں جو موجودہ حقوق صدیوں سے ترقی کرتے اور رواج پاتے چلے آ رہے ہیں ان کا احترام لازمی ہوگا۔

۶۔ مستقبل میں لگان کے اضافے کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک مسئلے کی نوعیت جداگانہ ہے۔ غیر معین مستقبل میں کوئی حقوق قائمہ نہیں ہوتے۔ یہ تجویز کہ لگان میں اور خاص کر زرعی زمین کے لگان میں مستقبل میں جو اضافہ ہو اس کو قوم کے لیے محفوظ کر دینا چاہیے، جان اسٹورٹ مل اور دیگر مصلحین نے پچاس سال پیشتر پیش کی تھی۔ لیکن زرعی زمین کے بارے میں غیر محدود ملکیت کے جو فوائد ہیں خاص کر ان مقامات میں جہاں ملکیت کی تقسیم بہت وسیع ہے اور صحت کے ساتھ معاشی لگان کی تشخیص کرنے کی جو دقتیں ہیں ان کا لحاظ کر کے مل کی تجویز کو اس کی بعد کی نسلوں کے اکثر معاشئین نے زرعی زمین کی حد تک مسترد کر دیا۔ اس کے برعکس موجودہ زمانے کے شہروں کی سریع ترقی اور سکنی زمینوں کے لگان کی نمایاں زیادتی کے ساتھ ساتھ، سکنی زمین کے بارے میں قوم کے فائدے کے لیے لگان کے ایک جزو کے تحفظ کے خیال کو مسلسل اور روز افزوں قبولیت حاصل ہوتی گئی۔

اکثر قدامت پسندانہ میلان کے اشخاص اصولی اعتبار سے اس قسم کی تجاویز کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ تو محض ابتدا ہے۔ انجام کار یہ ہوگا کہ نہ صرف جدید اضافے کا استحصال کر لیا جائے گا، بلکہ موجود الوقت اضافے کو بھی لے لینے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اس قسم کے اعتراضات تو ہر اصلاحی تجویز پر کیے جاتے ہیں؛ اور اگر انھیں مان لیا گیا تو، کوہ حالت موجودہ میں ہر قسم کی مداخلت

باب ۱۴
لگان (آخری بحث)

کرنے میں مزاحم ہوں گے۔ وہ زمانہ اب باقی نہیں رہا جبکہ ان اعتراضات کا حل مشکل تصور کیا جاتا تھا۔ غیر محدود حق ملکیت کا پرانا اصول اور اس حق کو بلالحاظ و کاست استعمال کرنے کی عملی ضرورت کا عقیدہ اس قدر متزلزل ہو چکا ہے کہ اب اس کا مستحکم طریقے پر از سر نو قائم کرنا محال ہے۔ ملکیت کے حقوق کے لیے ضروری ہے کہ ہر خاص صورت میں وہ جانچ میں اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کر دکھائیں، اور جہاں کہیں معقولیت کے ساتھ یہ توقع کی جا سکتی ہو کہ نفع کا پلہ عامۃ الناس کے حق میں ہوگا وہاں ترمیمات کو قبول کرنا ضروری ہے۔

لیکن مسئلے کے عملی پہلو کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک اعتراضات کا جواب دینا آسان نہیں ہے۔ آیا وضع آئین و قوانین کے متعلق کوئی تجویز اس طریقے سے مرتب کی جا سکتی ہے کہ ان سے صورت حالات کی پیچیدگیوں کا حل ہو سکے؟ اس کا طریق کار کیا ہوگا؟ یہ مسئلہ کسی طرح آسان نہیں ہے۔ عامۃ الناس کے استعمال کے لیے جس چیز کے استحصال کی خواہش کی جاتی ہے وہ لگان کا مستقبل اضافہ ہے۔ لیکن سب سے زیادہ نمایاں طریقے پر جو چیز رونما ہوتی ہے وہ قدر بحوالۂ اصل ہے۔ ان مظاہر سے، جن سے تمام دنیا واقف ہے، آلۂ محصولات کو مطابق و ہم آہنگ بنانے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ زمین کی قیمت فروخت کی زیادتی کے 109 تناسب سے محصول عائد کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ قیمت فروخت کی زیادتی پر محصول عائد کرنے سے بظاہر وہی مقصد حاصل ہوتا ہے جو کہ بڑھتے ہوئے لگان پر ٹکس لگانے سے ہوتا ہے؛ اس لیے کہ زمین کی قیمت، لگان کی شرح سے اصل کی مقدار کی سربستہ مالیت ہے۔ تاہم دشواریاں اور پیچیدگیاں موجود ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ محصول کن پر عائد کیا جائے؟ عام تجویز یہ ہے کہ بائع سے ٹکس کی تحصیل کی جائے۔ اگر ایسا ہو تو خریدار تو خطۂ زمین کی پوری قیمت ادا کر دیتا ہے، اور بائع کو جتنی زیادہ قیمت وصول ہوگی وہ سب یا اس کا جزو محصول جمع کرنے والا، بائع سے وضع کر لیتا ہے۔

باب ۱۴
لگان دا آخری بحث

لیکن یہ عمل بائع کی حد تک اپنی جائداد فروخت کرنے کی راہ میں حائل ہوگا؛ وہ بجائے اس کے کہ جائداد کو فروخت کرکے محصول ادا کرے جائداد کو اپنے ہی پاس رکھے گا اور اس کا لگان وصول کرتا رہے گا۔ قیمت کا اضافہ حاصل کرنے کا یقین صرف اس وقت ہوگا جبکہ زمین کی قیمت کا میعادی طور سے تخمینہ کیا جائے، یا توارث کے ذریعے سے نقل عمل میں آنے کی صورت میں محصول عائد کیا جائے۔ میعادی تخمینۂ قدر ناممکن العمل نہیں ہے؛ لیکن یہ طریق بے انتہا پیچیدہ اور بیش خرچ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ اس قدر بیش خرچ عمل ہے کہ خود ہی مزاحم یا سنگ راہ ہے؛ آمدنی کے اضافے کی مقدار معلوم کرنے کے مصارف ہی بہت ممکن ہے کہ محصلہ محاصل کی مقدار سے زائد ہو جائیں۔ صرف اس صورت میں خالص آمدنی معقول مقدار میں وصول ہونے کا امکان ہے جبکہ دوسرے محاصل (مثلاً جائداد غیر منقولہ کے معمولی محاصل) وصول کرنے کے سلسلے میں زمین کے خطوں کی قدر و قیمت کی تشخیص کی گئی ہو اور اس کے متعلق تحریری یادداشتیں حاصل ہوسکیں۔ اس سے جو انتظامی اور سیاسی مسائل رونما ہوتے ہیں، مثلاً قدر و قیمت کی تشخیص کی نگرانی، نظرثانی اور مرافعے کے حقوق، مقامی اور مرکزی حکومتوں کے مابین اختلافات وغیرہ، ان کی بحث کرنے میں ہم اپنی موجودہ بحث سے بہت دور جا پڑیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی مشکلات کو بالعموم بہت مبالغے کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے؛ ان کو بڑھا چڑھا کر وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو ہر قسم کی تبدیلی و تغیر کے دل سے مخالف ہوتے ہیں اور اپنی مخالفت کو حق بجانب ٹھیرانے میں کوئی سا حیلہ یا بہانہ تراش لیتے ہیں۔ دوسری طرف پرجوش مصلحین ان مسائل کو مناسب طور سے حل کرنے میں ناکام رہتے ہیں جو ان کے پیش کردہ تجاویز کو قانونی شکل میں مرتب کرنے کے بارے میں رونما ہوتے ہیں۔ غرض کسی تجویز پر اس وقت تک کوئی آخری فیصلہ صادر نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ تجویز بہ احتیاط مرتب کردہ مسودۂ قانون یا ضابطے کی شکل میں آگئی ہے۔

باب ۱۳
لگان (آخری)

بائع کی غیر مکتسب آمدنی پر محصول عائد کرنے کے بارے میں ایک اور
اعتراض بھی کیا جاتا ہے۔ ایسے محصول کے معنی ایک حد تک یہ ہوں گے کہ پبلک
اپنا پیدائشی حق فروخت کر رہی ہے۔ خریدار مصروفہ اصل کی پوری مقدار
بہ شکل قیمت ادا کرتا ہے، اور بائع کے ذریعے سے محصول وصول کرنے والے کو
غیر مکتسب اضافہ ادا کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ وہ لگان کے مطالبے کو دواماً خرید 110
لیتا ہے۔ ریاست اپنے اصل کو ہاتھ سے کھو بیٹھتی ہے، اور ایک ایسی رقم کا
لحاظ کر کے جو فوراً وصول ہو سکنی لگان کے غیر مکتسب اضافے کے استحصال
کے استحقاق کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ بیٹھتی ہے۔ یہ اسی معنی میں کفایت شعاری کے
خلاف ہے جس معنی میں کہ فرد واحد کے لیے اپنی آمدنی خرچ کرنے کے بجائے
اپنا اصل خرچ کرنا کفایت شعاری کے منافی ہو گا۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اس
عمل سے آرام طلب متمول طبقے کے دواماً برقرار رہنے میں بڑی اعانت
ہوتی ہے۔ خریدار اور اس کے اخلاف مستقبل میں غیر معین مدت تک اس سکنی لگان کی تحصیل کرنے کا
حق خریدتے ہیں۔ جس کی مجموعی قدر و قیمت بحوالۂ اصل عامۃ الناس کی جماعت کو ادا کی
جا چکی ہے۔

بظاہر اس قسم کے تمام محصولات کا خود معاشی لگان کے حوالے سے
عائد کرنا اصولاً زیادہ قابل ترجیح ہوگا خواہ ان محصولات کا مقصد متزاید لگان کا بڑا
جزو ضبط کر لینا ہو یا قلیل جزو۔ یہ طریقہ بلاشبہ حقیقی جائداد غیر منقولہ کی خرید و
فروخت کے موجود الوقت طریقوں کے مطابق نہیں ہے، چنانچہ ریاستہائے متحدہ
میں بھی جائداد کی اصلی قیمت بحوالۂ اصل پر نہ کہ آمدنی پر مقامی محصولات عائد
کرنے کے جو طریقے ہیں ان سے یہ طریق تطابق نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے اس طریقے کو
بروئے عمل لانا وقت طلب ہے؛ خاص کر اس وجہ سے بھی کہ محصول میں کسی قسم کا
تغیر کرنے کی مخالفت کسی دوسرے معاشی معاملے کی تبدیلی یا تنظیم جدید کی
مخالفت سے بدرجہا زیادہ کی جاتی ہے۔ تاہم سکنی لگان کا میعادی تخمینہ
خود سکنی زمین کی قدر و قیمت کے میعادی تخمینے سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔
سکنی لگان کے اضافے پر کلاً یا جزءً سالانہ محصول عائد کیا جا سکتا ہے، اور

باب ۱۳ لگان کا آخری بحث

ہر پانچ یا دس سال کے بعد اس کی جانچ کر کے از سر نو مقدار مشخص کی جا سکتی ہے۔ مالک کو جو حصہ کمی کے ساتھ ملے گا اس کے لحاظ سے قیمت فروخت اپنے آپ کو منظم کرے گی، اور اس قیمت میں شرح سود کی وجہ سے اسی طرح تبدیلی ہوگی جس طرح کہ اب ہوتی ہے، لیکن لگان کے اضافے کی توقع اس قیمت پر اثر انداز نہ ہوگی یا کم اثر انداز ہوگی۔ اس طریقے میں سب سے بڑی دقت خالی زمینوں کے بارے میں یعنی ایسی زمینوں کے بارے میں رونما ہوتی ہے جن کا وجوبی یا امکانی لگان تو بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن جو مالکوں کی جانب سے وقت سے پہلے وقت استعمال کے لیے نہیں دی جاتیں۔ ممکن ہے کہ ان کی قدر اصل بہت ہی اعلیٰ ہو لیکن ان کی موجودہ افتادہ حالت میں تو کوئی لگان وصول نہیں ہوا۔ اب ان کو بلا محصول چھوڑ دینا ان کے افتادہ اور غیر ترقی یافتہ حالت میں پڑے رہنے میں معین ہوگا۔ امریکہ میں خالی زمین پر اس کی قدر اصل کے لحاظ سے محصول عائد کرنے کے موجودالوقت نظام پر عملدرآمد کرنے سے ایسی زمین کے استعمال کا فوراً آغاز ہو جاتا ہے۔ تاہم اس پر لگان کے امکانی اضافے کے تخمینے کے لحاظ سے پورا محصول عائد کرنا اس واقعے پر نظر کرتے ہوئے ایک تکلیف دہ معاملہ ہوگا کہ ایسی زمینوں کو فوراً استعمال میں نہیں لایا جا سکتا اور ان کے سب رقبے سے فوراً لگان وصول نہیں کیا جا سکتا۔ ان دونوں طریقوں کے بین بین راستہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے، یعنی ایسے امکانی اضافوں پر جزوی بلکہ نصف شرح پر محصول عائد کرنا چاہیئے، گویا محصول کی مقدار اتنی ہونی چاہیئے کہ اس سے مالک پر ایسا کافی دباؤ پڑے کہ وہ اپنی زمین کو استعمال میں لے آوے۔ III

اس میں شک نہیں کہ جزوی محصول ہی وہ محصول ہے جو کسی سکنی زمین کی قیمت کے اضافے پر بلا لحاظ اس امر کے کہ زمین بیکار رہے یا مصروف زیادہ سے زیادہ عام فائدے کے خیال سے لگایا جا سکتا ہے۔ اصول کے اطلاق کی یہ تحدید اتفاق یا حادثے کے اس عنصر کا نتیجہ ہے جو سکنی زمینوں کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ چنانچہ معدنیات کی صورت بھی اس سے ایک حد تک مماثلت رکھتی ہے۔ اگر ہر منفعت بخش کان پر اس کے کل "لگان" کی حد تک "لگان" سے

باب ۱۲
لگان (آخری بحث)

مطلب وہ زیادتی جو اس خاص کان میں مصروفہ اصل کے معمولی محاصل کے ماسوا وصول ہو) محصول عائد کیا جائے اور اگر دوسری طرف ہر غیر منفعت بخش کان کو بلا محصول اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو، معدنی کاروبار کو کوئی ہاتھ ہی نہ لگائے گا۔ گویا حکومت کا طرز عمل اس مصداق کا تابع ہو جائے گا کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ یہ طرز عمل اس صورت سے بھی مشابہت رکھتا ہے کہ شہر کی سکنی زمین کے لگان کے اضافے پر تو محصول لگایا جائے مگر لگان کی کمی کو اس کا ازالہ کیے بغیر اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ سچ ہے کہ معدنوں اور شہر کے سکنی خطوں میں کامل مشابہت نہیں ہے؛ اس لیے کہ اول الذکر صورت میں زمین کے زیریں طبقات کی طبعی حالت کے عدم تیقن کی وجہ سے، اور موخر الذکر صورت میں سکنی خطے پر سطح زمین کی طلب کے تلون اور بے ثباتی کی وجہ سے "اتفاق" کا عنصر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن دونوں میں اساسی مماثلت یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں زمین کے اوپر اور زیر زمین اصل کو مصروف کرنا پڑتا ہے اور دونوں میں شغل اصل کے بارے میں جوکھم اور خطرات موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی میں بھی لگان خود بخود یا انسانی عمل کے بغیر پیدا نہیں ہو جاتا۔ شہر کے سکنی خطے سے پوری طرح استفادہ کرنے کے لیے اولوالعزمی، قوت فیصلہ اور غیر منفک ونا قابل تنسیخ طریقے پر کثیر المقدار اصل کے کھپانے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح معدنیات میں کام کرنے کے لیے ہے، اور اس میں خطرات اور ناکامی کا امکان موجود ہوتا ہے۔

اس قسم کے استدلال سے کھینچ تان کر کے خواہ مخواہ یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ مستقبل کے اضافے پر محصول عائد کرنے کی کوشش ہی نہ کی جائے۔ یہ مسئلہ اختلاف مدارج کا مسئلہ ہے۔ تعمیری کاروبار میں خطرہ تو ہے؛ مگر اتنا بڑا اور ہمہ گیر نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے نتیجہ کلیتہً امر اتفاقی بن جائے۔ سکنی خطوں کی مسلسل خرید و فروخت، زمین کے لگان کے پٹے کی داد و ستد، بازار میں لین دین کا تکرار و گفتگو سے طے پانا، یہ سب امور اس بات کی جانب کافی وضاحت کے ساتھ اشارہ کرتے ہیں کہ حقیقی جائداد غیر منقولہ کا

باب ۲۴
ن (آخری بحث)

کاروبار کرنے والی برادری کیا توقع رکھتی ہے اور سکنی خطے کے متزاید ماحصل کے متعلق واجبی توقعات کیا ہیں۔ سکنی لگان کے مستقبل کے امکانی اضافے کا کوئی معقول جزو، اولوالعزمی کے جذبے کو دبائے یا زمین کے بہترین استفادے میں مزاحمت پیدا کیے بغیر، قوم کے لیے حاصل کیا جا سکتا ہے، لیکن اس کی مستقل اور دائمی شرط یہ ہے کہ آئینی مسائل حل کر لیے جائیں، اور دیانت داری 112
کے ساتھ موثر طریقے سے انتظام کیا جائے۔

آخری مگر سب سے اہم بات یہ کہ ایک نہایت تکلیف دہ دشواری کو حل کر لینا چاہیئے؛ اور وہ قیمتوں کے عام تغیرات کا لحاظ ہے۔ اگر سب قیمتیں دُگنی ہو جائیں تو، یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ زمینوں کا لگان بھی دُگنا ہو جائے گا! ممکن ہے کہ اکثر دوسری اشیا کی قیمتوں کے مقابلے میں لگان بہت دیر میں بڑھے، لیکن انجام کار لگان بھی قیمتوں کے اضافے کی شرح سے بڑھ سکتا ہے۔ اس اثنا میں ہر مخصوص خطے پر اثر انداز ہونے والے خاص اسباب بھی اپنا عمل کریں گے، جس کے نتیجے کے طور پر سکنی لگان بڑھے گا یا غالباً گھٹ جائے گا، یعنی قیمتوں اور لگان کا جو عام میلان ہے اس سے سکنی لگان کم و بیش تجاوز یا انحراف کرے گا۔ سوال یہ ہے کہ اس اضافے کی کس طرح تشخیص کی جائے جس کو معاشی نظریہ اور معاشری پالیسی الگ رکھنا چاہتے ہیں؟ یہ مسائل، خواہ قیمتی معیار طلا ہی پر مبنی کیوں نہ ہوں، اساسی طور سے نہایت پیچیدہ مسائل ہیں۔ یوں تو معیار طلا سریع اور اچانک تغیرات کو بالعموم روکتا ہے؛ چنانچہ اس معیار سے پانچ یا دس سال کی مدت تک ثبات پذیری کا یقین ہو سکتا ہے؛ لیکن طویل مدت میں جو تغیرات ہوتے ہیں اور جن کا لحاظ اضافوں کے محصولات کی تجاویز میں کرنا ضروری ہے یہ معیار انھیں کسی طرح نہیں روکتا۔ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کی وجہ سے زر کے نظام میں جیسے انقلابات رونما ہوئے ان کے بعد تو دشواریاں تقریباً لاینحل ہو جاتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ معاشی یا معاشری اصلاح و ترقی کی کوئی تجویز ایسی نہیں ہے جس کی پیچیدگیاں اور دشواریاں زر کے معیاروں کے اس طرح منہدم ہو جانے سے ناقابل برداشت حد تک نہ بڑھ جاتی ہوں۔ ہر قسم کے

باب ۱۲
لگان (آخری بحث)

محصولات، لگان، تحصیلات، ادائیوں اور آمدنی کے اضافوں اور تسویوں کو بحوالۂ زر مشخص و مرتب کرنا ضروری ہے! لیکن خیال تو کرو کہ ۱۹۲۰ء میں زر کی قدر و قیمت کے معنی یورپی جنگ کے انقلاب عظیم کے بیشتر کے سالوں کے مقابلے میں کیا ہوں گے؟ اور کون کہہ سکتا ہے کہ مزید دس سال کے بعد اس کے کیا معنی ہوں گے؟[1]

---

[1] ۔ ۱۹۱۱ء میں جرمنی نے سکنی زمینوں پر محصول عائد کرنے کے بارے میں ایک قانون منظور کیا؛ جس کی رو سے محصول کی بیشترین مقدار سکنی زمینوں کی قیمت کے اضافے پر ۲۵ فیصد قرار پائی؛ اور اس میں سے ۴۰ فیصد خزانۂ شاہی کے لیے اور بقیہ ۱۵ فیصد مقامی خزانوں کے لیے جمع ہوتا تھا۔ برطانیہ عظمیٰ نے ۱۹۰۹ء میں اسی قسم کا ایک محصول نافذ کیا جس کی مقدار ۲۰ فیصد تھی لیکن جس زمانے میں یہ قوانین نافذ کئے گئے تھے چونکہ اسی زمانے کی زر کی قدر و قیمت پر یہ محصول لازمی طور سے مبنی تھے، لہٰذا متعاقب زمانے میں قیمتوں میں جو انقلاب ہوا اس کی وجہ سے ان محصولوں کا مقصد فوت ہوگیا، اور یہ محصول اپنے مزعومہ مقاصد و اصول کی ہم آہنگی سے کوسوں دور جا پڑے چنانچہ ۱۹۲۰ء میں برطانوی ٹکس منسوخ کر دیا گیا؛ لیکن یہ تنسیخ اس بنا پر حق بجانب قرار نہیں پائی کہ زر کے معیار بدل گئے تھے، بلکہ اس بنا پر اس کی وکالت کی گئی کہ کسی حالت کے تحت بھی زمین کی قدر و قیمت کا تخمینہ کرنے میں مصارف عائد ہوتے اور پیچیدگیاں رونما ہوتیں۔ جرمنی کا ٹکس بعد میں چل کر ہر قسم کی آمدنیوں کے اضافے پر عائد کردہ عام محصول میں ضم ہوگیا۔
سکنی زمینوں کے محصول کی عام بحث کے لیے دیکھو باب زمینوں اور عمارتوں کے محصول پر۔

باب ۴۵

نفع اجارہ

(۱) مطلق اجارے، صنعتی اجارے، پیٹنٹ اور تحفظ حق تصنیف، مطلق اجاروں کی مثال، ان کو بذریعۂ قانون تخلیق و قائم کرنے کے وجوہ۔ (۲) خدمات عامّہ کے اجارے۔ تکثیر حاصل اور تکثیر منافعہ۔ (۳) تجارتی جتھے، اور اتحادات اور ٹرسٹ؛ ان کے اجارے کی قوت کی وسعت غیر یقینی۔ (۴) حقوق قائمہ کے مسائل اور اجارے کے نفع کی قیمت یا مالیت سربستہ۔

113

۱۔ محنت و اصل کے ماحصل کے اختلافات کا ایک بڑا سبب ان قدرتی عاملین کے اختلافات ہیں جن سے لگان طغرا پذیر ہوتا ہے۔ بسا اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ "لگان" اجارے کا نتیجہ ہوتا ہے، اور اجارے کی محض ایک شکل ہے۔ لیکن یہ بیان صحت سے خالی ہے۔ اجارے کی خصوصیت متمائز یہ ہے کہ بلا شرکت غیرے مجموعی رسد کو تنہا قابو میں رکھا جائے۔ لگان، کسی ایک زمیندار یا زمینداروں کی متحد و منظم جماعت کے رسد پر قابو رکھنے کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتا؛ بلکہ وہ، رسد کے بہتر ذرایع کی قلت کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ لیکن جارہ، زمین کی قلت سے اس لحاظ سے مماثلت و مشابہت

باب ۵ حصہ ۴
نفع اجارہ

رکھتا ہے کہ اس کی بدولت بعض پُرخطر کاروبار میں غیر معمولی طور سے کثیر المقدار منافع ملتا ہے، اور اس طرح وہ دولت اور آمدنی کی غیر مساوی تقسیم میں معین ہوتا ہے۔ اجارے کی تنظیم کے بارے میں ہم اس موقع پر کچھ نہ کہیں گے۔ موجودہ باب کا موضوع بحث محض یہ ہے کہ تملیکِ اصل کے دوسرے منافعے سے اجارے کے منافعے کا کیا تعلق ہے اور نظریۂ تقسیمِ دولت میں اس منافعے کی کیا حیثیت ہے۔[1]

اجارے کی مختلف و متعدد تقسیمیں تجویز کی گئی ہیں۔ سادہ ترین تقسیم اور ایسی تقسیم جو موجودہ کتاب کے عام مباحث کی نوعیت کے لیے کافی اور موزوں ہوگی یہ ہے:۔ (۱) مطلق اجارہ؛ (۲) صنعتی اجارہ۔ مطلق اجارے وہ ہیں جن میں اجارہ دار کا اختیار یا قابو از روئے قانون یا رسد کے تمام ذرائع کی تملیک کی رو سے مکمل ہوتا ہے۔ صنعتی اجارے وہ ہیں جن میں، گو رسد پر اجارہ دار کو کامل اختیار یا قابو 114
حاصل نہیں ہوتا، تاہم، یہ اختیار یا قابو اس قدر قوی و موثر ہوتا ہے کہ اس سے مسابقت سے ایک جداگانہ حالت پیدا ہو جاتی ہے؛ اس قسم کے اجارے میں اگرچہ کوئی قانونی یا قدرتی بندش نہیں ہوتی، تاہم کاروبار کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ مسابقت کلیتہً غائب ہو جاتی ہے، یا بہت ہی خفیف حد تک کارفرما ہوتی ہے۔

جس صورت میں اجارہ مطلق ہوتا ہے وہاں صورتِ حالات نسبتہً بہت سادہ ہوتی ہے۔ اس کے متعلق عام اصول کی قدرِ اجارہ" کے باب[2] میں کافی تشریح کردی گئی ہے۔ اگر اجارہ دار باخبری اور فراست کے ساتھ کام کرے تو، وہ ایسی قیمت مقرر کرے گا جس پر اس کو بیش ترین خالص منافعہ حاصل ہو۔

قانونی اجارۂ مطلق کی سادہ ترین مثال تحفظِ حقوق تصنیف اور پیٹنٹ میں ملتی ہے۔ اس مخصوص استحقاق کے حاصل رہنے کے دوران میں حقوق کا مالک یا قابض، مسابقت سے صرف اس حد تک متاثر ہوتا ہے جس حد تک اشیائے بدل

لہ۔ دیکھو باب ۱۲ حصہ ۴، باب ۵ حصہ ۶ دربارۂ ریلوے، تجارتی اتحادات، تملیک، سرکاری کے متعلق ابواب۔

لہ۔ دیکھو باب ۵ حصہ ۱۔

باب ۴۵
نفع اجارہ

دستیاب ہوں، گو اس سے بالعموم مخصوص حق کی بڑی حد تک تحدید ہو جاتی ہے، تاہم یہ تحدید کسی طرح ایسی نہیں جو بعض حقوق تصنیف اور پیٹنٹ کے کثیر منافع میں مزاحم ہو۔ موجودہ زمانے کے پیٹنٹوں میں فولاد بنانے کے لیے بسی مر کے پیٹنٹ، ٹیلیفون بنانے کے لیے بل کے پیٹنٹ، جوتا سینے کی مشین کے لیے مک کے کے پیٹنٹ، تار تھراپ کے خود بخود چلنے والے کرگھے مرجن تھیلر کی چھاپہ ڈھالنے کی مشین، ایڈیسن کی روشنی کے پیٹنٹ بہت نمایاں طور سے کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ ایسے پیٹنٹوں سے معقول آمدنی حاصل کرنے کا جواز یہ ہے کہ اعلیٰ آمدنی حاصل کرنے کی توقع ایجاد کی تحریص و ترغیب دیتی ہے؛ اور یہ کہ اگرچہ ممکن ہے کہ پیٹنٹ کی مدت میں پیٹنٹ اشیا کی قیمت، دیگر قیمتوں کی متقابل سطح سے اوپر ہو، تاہم مخلوق کو انجام کار فائدہ ہوتا ہے۔ پیٹنٹ ایک مختصر مدت یعنی بالعموم پندرہ سال کے لیے عطا کیے جاتے ہیں (چنانچہ فرانس، جرمنی، اور آسٹریا میں یہی مدت ہے؛ برطانیہ عظمیٰ میں مدت چودہ سال اور ریاستہائے متحدہ میں سترہ سال ہے)۔ جب مدت ختم ہوتی ہے تو یہ توقع ہوتی ہے کہ اس نئی ترکیب اور ایجاد کے غیر محدود طریقے پر استعمال ہونے سے قوم کو پہلے سے زیادہ ارزاں یا بڑھیا اشیا دستیاب ہوں گی۔

پیٹنٹ کے قوانین کی تہ میں یہ مفروضہ مضمر ہے کہ ایجاد و ترقی بجز اجارے کے حق کی صورت کے عمل میں نہ آتی؛ اور یہ بڑی حد تک حق بجانب بھی ہے۔ گو بعض اشخاص ایجاد کی پیدائشی قابلیت اور اس کا جبلی میلان رکھتے ہیں، اور انھیں نئی چیزیں اور ترکیبیں ایجاد کرنے کی اسی طرح بے ساختہ ترغیب ہوتی ہے جیسی کہ دوسروں کو ادبیات اور سائنس میں ہوتی ہے؛ تاہم انعام یا صلے کی توقع اکثر صورتوں میں ناگزیر مہیج ہوتی ہے؛ اور اس مہیج کی ضرورت قوت ایجاد کو شہ دینے کے لیے غالباً اس قدر نہیں ہوتی جس قدر ان ایجادوں کو قوم کی خدمت میں صرف کرنے کے لیے ہوتی ہے[1]۔ یہ حالت پیٹنٹوں کے بارے میں بہت زیادہ صادق آتی ہے؛ 115

[1] دیکھو اس بحث کے بارے میں ٹاسگ کی کتاب موسوم بہ Investors and Money-makers, Lectures I.

اس لیے کہ ان میں تقریباً ہمیشہ خطرات عظیم موجود ہوتے ہیں، نہ صرف موجد کے لیے بلکہ ان کے لیے بھی جو اس ایجاد کو بروئے عمل لانے کے لیے زر مہیا کرتے ہیں۔ جتنے پیٹنٹوں کی فی الحقیقت رجسٹری کرائی جاتی ہے (اور ریاستہائے متحدہ جیسے ملک میں تو سالانہ ہزاروں کی تعداد میں کرائی جاتی ہے) ان کے بیشتر حصے میں ناکامی ہوتی ہے۔ گو اکثروں میں ناکامی شروع ہی سے یقینی ہوتی ہے، کیونکہ بالکل مہمل یا غیر اہم ترکیبوں کو پیٹنٹ کرایا جاتا ہے، تاہم اکثروں کا مستقبل، اس سبب سے کہ ان میں فکر اور محنت کرنی پڑتی ہے، مشکوک و غیر یقینی ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قابل قدر اور بیش بہا ثابت ہوں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ناکارہ اور بے وقعت ثابت ہوں۔ پیٹنٹ کے منظور اور جاری ہو جانے کے بعد یہ بالعموم ضروری ہوتا ہے کہ مزید نئی نئی ترکیبوں اور اصلاحوں کے بارے میں بیش خرچ تجربے عمل میں لائے جائیں۔ چنانچہ اوپر جن ایجادوں کا ذکر کیا گیا ان میں سے کم از کم ڈکو کے لیے یعنی نار تھراپ کے کرگھے اور مرٹن تھیلر کی چھاپنے کی کل کے لیے لکھوکھا ڈالر محض ابتدائی تجربے کے عملوں میں صرف ہو گئے۔ دوسرے الفاظ میں خطرات کا برداشت کرنا اور جوکھوں میں پڑنا ضروری ہے، اور ناکامیوں کو زائل کرنے کے لیے صلہ و انعامات کا ملنا ضروری ہے۔ اگر ہر عمل جس پر بہت کچھ محنت اور مصارف کثیر عائد ہوئے ہوں، مکمل ہونے کے بعد سب کے لیے عام کر دیا جائے یا اس کو سب آزادی کے ساتھ استعمال کرنے لگیں تو، اصلی موجدوں اور شغل اصل کرنے والوں کو اس عمل سے کافی صلہ یا نفع حاصل کرنے کی بہت کم توقع رہ جائے گی۔ دوسری صورتوں کے مثل اس میں بھی یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات قسمت سے ناگہانی طور پر من برسنے لگتا ہے، اور وہ بظاہر استحقاق سے زیادہ معلوم ہوتا ہے؛ لیکن یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ وہ جوش، ولولہ اور اولوالعزمی پیدا کرنے کا ایک لازمی جزوی محرک ہے۔

تحفظ حقوق تصنیف کے متعلق بھی تقریباً یہی کہا جا سکتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس صورت میں میکانکی ایجادات کی صورت کے مقابلے میں کسی فرد واحد کا جبلی میلان بلا لحاظ انعامات بہت زیادہ قوی اثرات پیدا کرتا ہے۔ لیکن ادبیات اور صنعت دونوں میں نہ صرف ذاتی جوہر کے سب مدارج ظاہر ہوتے ہیں، بلکہ ہر قسم کے

باب ۱۲
نفع اجارہ

محرکات بھی رو نما ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں اکثر کتابوں کی تصنیف میں انفرادی نفع کا مہیج و محرک کوئی حقیر حصہ نہیں رکھتا۔ کتاب کے مصنف کے لیے قانونی تحفظ اس واسطے خاص طور سے ضروری ہوتا ہے کہ اس کا امکان ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا اس کتاب کی لفظ بہ لفظ نقل کرکے دوبارہ طبع کرا دے۔ اس کے برخلاف کسی نئی میکانکی ایجاد کو، پیٹنٹ کرائے بغیر بھی، مقابلے کی زد سے کچھ مدت کے لیے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اگر مفید جد و جہد کے تناسب سے صلہ یا انعام کا اصول مقرر ہو تو، تحفظِ حقِ تصنیف اس اصول کا ایک قدرتی اور غیر متناقض استعمال و اطلاق ہے۔ اس لحاظ سے وہ لوگ، جو مصنفوں کی قانونی تامین کی عدم موجودگی میں 116
تصنیف کی محنت کا کوئی معاوضہ ادا کئے بغیر ان کی کتابیں طبع کرتے ہیں؛ ان کو نہایت واجبی طور سے حقِ تصنیف کے غاصب یا سارق کا لقب دیا جاتا ہے۔

ایسے مطلق اجارے جو قانونی بندش پر مبنی نہیں ہوتے، بلکہ قدرتی ذرائع کے قابو پر منحصر ہوتے ہیں، بہت شاذ ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال جنوبی افریقہ کے ہیرے کی کانیں ہیں، جن کا پہلے بھی ذکر آ چکا ہے۔ چلی میں شورے کی کھتوں کے مالکوں نے اپنا جتھا بنا لیا ہے؛ علیٰ ہذا کل دنیا کے سہاگے کی پیداوار کے مالک بھی متحد ہوکر ایک واحد مشترکہ انجمن کی شکل میں منتظم ہوگئے ہیں۔ موخر الذکر دونوں صورتوں میں قدرتی ذرائع محدود خیال کئے جاتے ہیں؛ لیکن عنقریب زمین میں نئی رسد کی دریافت کا یا ایسے ذرایع کے استعمال کا جو دریافت تو ہو چکے ہیں مگر گھٹیا درجے کے ہیں ہمیشہ امکان ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے اجارے کا قابو رسد پر غیر محدود نہیں ہوتا۔ عام حالت یہ ہے کہ اس قسم کے نام نہاد اجارہ دار پیدائش کے واحد ذریعے پر قابض نہیں ہوتے، بلکہ بہترین ذرایع پر قابض ہوتے ہیں؛ اور اسی وجہ سے ان کا نفع، اجارے کے محدود معنوں کے مقابلے میں معاشی لگان کی نوعیت بدرجہا زیادہ رکھتا ہے۔

۲۔ موجودہ زمانے میں صنعتی اجارے بدرجہا زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں بھی بالکلیہ غیر محدود نوعیت بہت شاذ ہوتی ہے؛ لیکن ان کی قیمتوں اور منافع پر جو تحدیدات قائم ہوتے ہیں وہ رسد کے گھٹیا ذرایع کی موجودگی کی

باب ۳ نفع ا

بنا پر اس قدر زیادہ نہیں ہوتے، جتنے کہ حکومت کی تنظیم اور مسابقت کے امکان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ وسیع معنوں میں ایسے اجاروں کی دو قسمیں ہوتی ہیں: ایک خدماتِ عامہ کی صنعتیں، اور دوسرے عام جتھے یا ٹرسٹ (Trust)

"خدماتِ عامہ کی صنعتیں" ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے تحت آب رسانی، گیس رسانی، ریلیں، ٹریم، ٹیلیفون، ٹیلیگراف، برقی روشنی، وغیرہ کاروبار بآسانی شمار کیے جا سکتے ہیں۔ اس قسم کے کاروبار کا اثر عامۃ الناس کی کثیر تعداد پر پڑتا ہے، اور ایسے کاروبار کے لیے عام طور سے کسی مخصوص عطیے یا حق مثلاً شاہراہوں کو استعمال کرنے کا حق یا مخصوص علاقے کی ضرورت ہوتی ہے؛ اور ان کو انجام دینے کے لیے بہترین طریق مفرد انتظام ہے۔ مذکورۂ بالا آخری خصوصیت ہمارے موجودہ اغراض کے لیے سب سے اہم خصوصیت ہے۔ انتظام مفرد میں اس قدر عظیم فوائد ہیں کہ خواہ ابتداءً دو یا دو سے زیادہ کارخانوں کے مابین مسابقت کیوں نہ ہوتی ہو، انجام کار ان سب کا متحد ہو جانا یقینی ہے۔ قوم بھی ہمیشہ کے لیے اجارے کے واقعے کو قبول کر سکتی اور اس کے مطابق اپنے معاملات کی تنظیم کر سکتی ہے۔ 117

اصلی معاشی مفہوم میں تکثیر حاصل ان صنعتوں کا خاصہ ہوتا ہے۔ کوئی مفرد بڑا کارخانہ جتنا جتنا بڑھتا اور پھیلتا جائے گا اتنا اتنا مصارف زیادہ ارزاں پڑتے جائیں گے۔ ریلوں کے دُہرے راستے قائم کرنے، پانی یا گیس کی دُہری نلیاں بنانے اور ٹیلیفون یا ٹیلیگراف کے تار لے جانے کے لیے دُہرے انتظام کا عمل بالکل فضول ہے۔ ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کی حد تک ایک اور امر بھی قابل لحاظ ہے، اور وہ یہ کہ اگر سب تار ایک ہی نظام سے متعلق ہوں تو اہل معاملہ کی خدمت زیادہ بہتر طریق پر ہو سکتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات جب کسی نظام کا استعمال حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو دُہرا نظام قائم کرنا ضروری ہو سکتا ہے؛ مثلاً بڑی نلیوں کے دوسرے انتظام کی ضرورت یا ریلوے کے دُہرے راستوں یا فاضل راستوں کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ پھر بھی متعدد کارخانوں کو انتظام مفرد کے تحت لانے میں تقریباً ہمیشہ قابل لحاظ حد تک مصارف کی کفایت ہوتی ہے اور ہر صورت میں یقینی ہوتا ہے کہ مسابقت کرنے والوں کی اس قدر قلیل تعداد اتحاد قائم کر لے گی۔ انتظام مفرد کی

باب ۳ نفع اجارہ

صورت کا منتج ہونا زیادہ تر اس وجہ سے ناگزیر ہوتا ہے کہ اس قسم کی پیدائش میں تکثیر حاصل کا میلان ہوتا ہے، اور عام طور سے اس وجہ سے کہ ممکنہ مسابقت کرنے والوں کی تعداد بہت ہی قلیل ہوتی ہے۔

ان صنعتوں میں ایک اور لحاظ سے بھی تکثیر حاصل کا رجحان رونما ہوتا ہے، یعنی: محض محنت کی کارکردگی ہی نہیں بڑھ جاتی بلکہ مالی نفع بھی زیادہ ہوتا ہے۔ قوم کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے مرور زمانہ کے ساتھ مفرد کارخانہ یا مرکب کارخانے زیادہ منفعت بخش ہوتے جاتے ہیں۔ ابتداءً کارخانے کی پیداوار یا خدمات کے لیے ایک روایتی قیمت مقرر کی جاتی ہے، اور یہ قیمت اس طرح "واجبی" قیمت ہوتی ہے؛ یعنی ایسی قیمت جس سے منافعہ کثیر مقدار میں نہ ملے۔ جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اور آبادی بڑھتی جاتی ہے مصارف فی اکائی کم ہوتے جاتے ہیں؛ اور صنعتوں میں جو اصلاح و ترقی ہوتی ہے اس کی وجہ سے مصارف میں بالعموم مزید تخفیف ہو جاتی ہے۔ لیکن روایتی قیمت بحالہ قائم رہتی ہے، مسابقت مفقود ہو جاتی یا وقفے کے ساتھ رونما ہوتی ہے اور کاروباری منافعہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ منافعے میں تدریجی طور سے اس طرح اضافہ ہونے کا باعث زیادہ تر قوم کی عام ترقی ہوتی ہے اور منافعے کے اس اضافے میں زمین اور خاص کر سکنی خطوں کے لگان کے اضافے کی قوی تمثیل ملتی ہے۔

عصر حاضر کی بعض ایجادیں، ایسی صنعتوں میں منافعے کو بڑھانے میں بڑی حد تک ممد ہوئیں۔ نقل و حمل میں برقی قوت کے استعمال ہونے سے ٹریموں اور ریلوں کے مزدوروں کی کارکردگی بہت خاصی بڑھ گئی گیس کی تیاری میں خاص کر آبی گیس بنانے میں نفط کے استعمال سے جو ترقیات ہوئیں 118
وہ بھی برقی قوت کی ترقی سے کچھ کم اہمیت نہ رکھتی تھیں۔ شہروں کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہرصورت ان صنعتوں کا زیادہ منفعت بخش ثابت ہونا لازمی تھا۔ فنون اور صنعتوں کی عظیم الشان ترقیات کی وجہ سے جوں جوں کاروبار کے مصارف گھٹتے گئے ویسے ویسے کاروبار سے بعض اوقات ناقابل یقین حد تک کثیر منافعے وصول ہوتے گئے۔

یہ ایک حد تک قسمت کی ستم ظریفی تھی کہ اس صورت حال سے کچھ مدت تک عارضی طور سے جو منافع کثیر ملا اور جس کے آیندہ بھی غیر معین مدت تک وصول ہونے کی توقع تھی، اس کا ملنا عارضی طور سے بلکہ غالباً مستقل طور سے موقوف ہو گیا؛ اور اس کا سبب بھی اس سے بہ مشکل کم اتفاقی یا عارضی تھا۔ وہی حالات، جن سے کثیر منافعہ حاصل کرنے کی توقع بندھتی تھی، زر کے نظام کے انقلاب کے غیر متوقعہ حالات کے تحت، مالی پریشانی اور مصیبت کا باعث ثابت ہوئے۔ جس وقت تک عام قیمتیں ثبات پذیر رہیں اور اس لحاظ سے ایسی ایجادوں اور اصلاح و ترقی کے مصارف جن کا سلسلہ اس اثنا میں قائم تھا، عام اضافے کے تابع نہ تھے، ان پیداواروں اور خدمات کی قیمت کی ثبات پذیری سے کثیر منافعہ ملنے کی توقع تھی۔ لیکن جونہی اکثر دوسری اشیا کی قیمتیں اور اُجرت کی شرحیں اضافے کی جانب مائل ہوئیں، ریلوں کے کرایے اور گیس کی قیمتوں کا تقرر و تعین مالی پریشانی و تکلیف کا سبب بن گیا۔ نہ صرف روایات بلکہ سرکاری قواعد و ضوابط کی روز افزوں اثر اندازی کرایے اور قیمت کے اضافے میں مزاحم ہوئی۔ بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں قیمتوں کی سطح میں بہت آہستہ اور تدریجی طریقے سے اضافہ ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منافعے کی سطح بھی بتدریج گھٹتی گئی۔ سنہ ۱۹۱۴ء تا سنہ ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کے زمانے میں منافعے کی سطح دفعتہً بہت بڑھ گئی اور اس رجحان نے انتہائی صورت اختیار کر لی۔ عوام نے کرایوں اور قیمتوں کے عادتی اور معمولی پیمانے میں تبدیلی کرنے کے خلاف بہت ہی شد و مد اور جوش و خروش کے ساتھ احتجاج کیا۔ مگر انجام کار انھیں اضافوں کے سامنے سر تسلیم خم ہی کرنا پڑا؛ قیمتوں کا اضافہ ایسا ہی ناگزیر تھا جیسا کہ تنخواہوں، محصولوں اور مکان اور دوکانوں کے کرایوں کا اضافہ؛ لیکن ان اضافوں کو بہت ہی پس و پیش کے ساتھ اور بادل ناخواستہ روا رکھا گیا۔ جائدادوں کے مالکوں اور شغل اصل کرنے والوں کے لیے مسئلہ یہ نہ رہا تھا کہ منافعے کو کس طرح چھپایا اور جیب میں داخل کیا جائے، بلکہ یہ کہ نقصانات سے کس طرح بچاؤ کیا جائے؛ اور عوام کے لیے اس وقت یہ سوال درپیش تھا کہ اساسی صنعتوں کو کس طرح قائم کیا جائے

باب ۵
نفع اجارہ

اور توسیع دی جائے، نہ یہ کہ اجاروں کے منافعے کو کس طرح قابو و اختیار میں لایا جائے۔

۳۔ معاشی نظریئے کے زیادہ دقت طلب مسائل اور حکومت کی پالیسی کے اسی کے مساوی دقت طلب مسائل نام نہاد ٹرسٹوں[1] کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں؛ ٹرسٹ کا مطلب انتظام مفرد کے تحت متعدد و متفرق کارخانوں کا اُفقی انضمام واتحاد
119 ہے۔ گزشتہ فصل میں جن اجارے کی صنعتوں پر بحث کی گئی ان کا اور ٹرسٹ کا درمیانی فرق اس واقعے میں مضمر ہے کہ ٹرسٹ میں متعدد طبیعی حیثیت سے علٰحدہ علٰحدہ کارخانے ہوتے ہیں۔ مثلاً ٹریم، گیس کا نظام، ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کا جال، ریل کا نظام ان میں سے ہر ایک طبیعی وحدت یا اکائی ہے لیکن جب درجن بھر شکر صاف کرنے والے کارخانے یا کیمیائی ادویہ تیار کرنے والی صنعتیں یا سیسے کے کارخانے ایک ٹرسٹ کی صورت میں متحد ہو جاتے ہیں تو جداگانہ کارخانے الگ ہی رہتے ہیں؛ گو وہ ایک ہی انتظام کے تحت کام کرتے ہیں۔

معاشی تحقیق کی موجودہ حالت میں صاف دلی کے ساتھ اس امر کا اعتراف کر لینا ضروری ہے کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہے کہ ایسی صنعتوں میں کس حد تک موثر اجارے کے ترقی پانے کا امکان یا قرینہ ہے۔ اگر تملیک و تنظیم کی مرکزیت کے مجرد واقعے کی بنا پر تکثیر حاصل کا عام رجحان ہو تو ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ اجارہ بلا کم وکاست ترقی کرے گا۔[2] تاہم ایسے رجحان کے مسلسل طور سے عمل نہ کرنے کی صورت میں ایک حد تک اجارے کا انتظام رونما ہو سکتا ہے۔ بڑا کاروباری اتحاد یا ٹرسٹ گلو تراش مسابقت کے ذریعے سے اور اپنی قوت کا دباؤ ڈال کر اپنے رقیبوں اور حریفوں کو میدان سے ہٹا سکتا ہے۔ اس کے برعکس کثیر منافعے کی وصول یابی دوسرے تاجروں کو دخل در معقولات کرنے کی ترغیب دیتی ہے، ان کے دلوں میں اُمنگ پیدا کرتی ہے، اور دائمی طور سے بڑھنے والے پس انداز کردہ رقوم کی وہ مقدار جو اس کی منتظر ہوتی ہے کہ اسے مشغول کیا جائے

[1] (Trusts)

[2] مقابلہ کرو باب ۱۵ فصل (۳) سے۔ نیز دیکھو باب ۱۶ ٹرسٹ اور کاروباری اتحادوں کے بارے میں۔

باب ۱۲
نفع اجارہ

کثیر منافعہ حاصل کرنے کے ہر موقع کو تلاش کر ہی لیتی ہے۔ علاوہ ازیں تنظیم کا مسئلہ بھی اہم اور خاردار مسئلہ ہے؛ جب ایک مرتبہ کسی بڑے کاروباری اتحاد کے بانی (جو بالعموم غیر معمولی قابلیت رکھتے ہیں) میدان سے ہٹ جاتے ہیں تو، تنزل و انحطاط اور کم نمائی کے رونما ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ حریف کاروبار میں نئی جان پیدا ہو سکتی ہے، اور تفوق و تسلط کی بظاہر محفوظ حیثیت ہاتھ سے نکل کر کاروباری رہبروں کی نئی نسل کو حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ اس اہم معاشی تحریک کے مستقبل کے بارے میں ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے، اور یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ اجارہ دارانہ نگرانی اور نفع اجارہ کس حد تک وسعت پائیں گے۔

لیکن اتنا ضرور واضح ہے کہ ایک نسل پیشتر کے علمائے معاشیات نے مقابلے کے عمل کے متعلق جو خیال قائم کیا تھا، مقابلہ اکثر صورتوں میں اس کی نسبت بدرجہا زیادہ سستی کے ساتھ عمل کرتا ہے۔ صنعت جہاں کہیں بڑے پیمانے پر انجام دی جائے وہاں یہ امکان ہوتا ہے کہ اگر کامل اجارہ نہیں تو کم از کم نیم اجارے کی سی کیفیت طویل مدت کے لیے طاری ہو جائے۔ غیر معین مدت تک معمولی یا تقابلی منافع
سے بہت زیادہ مقدار میں کچھ نہ کچھ منافعہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اگر بڑے بڑے 120
کاروباری اتحادوں کی تنظیم میں اعلیٰ درجے کی تازہ قابلیت کو دائمی طور سے استعمال میں لانے کا موقع حاصل ہو تو محض کاروبار کے وسیع پیمانے اور اصل کی کثیر مقدار کی قوت اور پیدا ہونے والے رقیبوں کو مرعوب کرنے والی طاقت کے ذریعے سے کثیر المقدار منافعے کی سطح کو برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ سود اور معاشی لگان کے علاوہ (جنھیں گزشتہ بابوں میں بیان کیا جا چکا ہے) منافعہ وصول ہونے کا امکان بلکہ ظن غالب ہوتا ہے؛ بلکہ کاروباری منافعے کے علاوہ بھی جس کا ذکر آئندہ بابوں میں ہونے والا ہے، زائد آمدنی وصول ہوتی ہے۔ پس اس منافع کی مخصوص حیثیت ہے اور اُس کو "نفع اجارہ" کہنا مناسب ہوگا۔

۴۔ جس طرح زمین کے لگان کی سربستہ قیمت زمین کی قیمتِ فروخت ہو سکتی ہے، اُسی طرح اجارے کے منافعے کی سربستہ قیمت اجارہ دارانہ قطعۂ جائداد کی قیمتِ فروخت ہو سکتی ہے۔ اس قسم کا تخمینہ موجودہ زمانے میں بہت عام

باب ۹
نفع اجارہ

طریقے سے تجارتی انجمنوں کے نظام کے ذریعے سے اور محدود انجمنوں کے تمسکات کے اضافے کے ذریعے سے عمل میں آتا ہے۔ جب کچھ اجارہ دارانہ سہولت رکھنے والی مشترک انجمن کثیر المقدار نفع حاصل کرتی ہے تو، اس انجمن کے حصص سے معقول مقداریں مقسوم ملتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ حصص بڑھوتری پر فروخت ہو سکتے ہیں؛ یا حصص کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکتا اور اسی مقررہ نفع کو حصہ داروں میں اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ حصہ داروں کی نسبتہً بڑی جماعت کو نسبتہً کم مقدار میں مقسوم ملے۔ حصص کی مجموعی قیمت فروخت، خواہ حصص کی تعداد کم ہو اور ہر حصے کی قیمت زیادہ ہو یا حصص کی تعداد زیادہ اور ہر حصے کی قیمت کم ہو، ہر صورت میں شغل اصل پر مروجہ شرح سود کے حساب سے خالص آمدنیوں کی سربستہ قیمت کی نمائندہ ہو گی۔

حقوق قائمہ سے زمین کے بارے میں جس قسم کے مسائل پیش ہوتے ہیں اسی قسم کے مسائل اجاروں کے بارے میں بھی رونما ہوتے ہیں۔ جب کسی کو کسی قسم کے مخصوص حقوق کسی خاص شے اور مدت کے لیے عطا کئے گئے ہوں اور اس کے نتیجے کے طور پر اجارہ کا نفع پیدا ہوا ہو تو اجارے کی منظوری کے شرائط کی لامحالہ پابندی کی جائے گی۔ حقوق قائمہ اس صورت میں بھی کچھ نہ کچھ لحاظ کے مستحق ہیں جبکہ کسی مخصوص اور مقررہ مدت کے لیے منظوری نہ دی گئی ہو، بلکہ مقررہ پالیسی کو عہدہ داران سرکاری کے ذریعے سے طویل مدت سے قائم رکھا گیا ہو۔ مثلاً امریکہ کے بعض شہروں میں ریلوں یا ٹرمیوں کو سالوں کی کسی مقررہ میعاد کے لیے حقوق حاصل نہیں ہیں اور وہ سرکاری انضباط و تنظیم کے تابع ہیں۔ تاہم ان مقامات میں جہاں ان ریلوں نے حقیقت میں کسی خلل کے بغیر غیر معین مدت تک کاروبار انجام دیا ہو، اور جہاں تمسکات کی خریداری متعدد دفعہ اور مسلسل طریقے سے اس توقع میں کی گئی ہو کہ ان کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو گی، حصہ داروں کی حیثیت اس مالک زمین کی حیثیت سے بہت 121
زیادہ مختلف نہ ہو گی جس نے نیک نیتی سے زمین کا کوئی قطعہ خریدا ہو۔ اس کے برخلاف جہاں ایسے حقوق محدود مدت کے لیے دیے گئے ہوں یا واضح شرائط

کے ساتھ ان کے بارے میں حکومت کو حق ترمیم حاصل ہو وہاں لازمی طور سے یہ سمجھا جائے گا کہ شغل اصل کرنے والا خطرات کا ذمہ دار ہے۔ علاوہ ازیں آمدنی اور قیمت فروخت کے مستقبل اضافے کا واضح طور سے سرکار کی جانب سے استحصال کیا جا سکتا ہے۔

باب ۴۶

اصل کی تعریف اور نوعیت 122

(۱) اجارہ کی قسم کے تفرقی منافعے کی وسعت پر نظر کرتے ہوئے آیا سود اور لگان کا فرق مستقل ہے؟ آیا ہر قسم کی ملکیت کے حاصل ہم جنسی رکھتے ہیں؟ (۲) "لگان" اور "سود" کے متعلق ایک جداگانہ تصور، ایک ہی قسم کی آمدنی کا مختلف طریقوں سے بیان "مصنوعی" اور "قدرتی" اصل؛ اصل کی مقدار کی کس طرح پیمائش کی جائے؟ (۳) مقابلے کے اثر، سود کی معمولی شرح کی موجودگی، اور سود کے جواز کے متعلق سوالات اہم ہیں۔

۱۔ اجارے کے مدارج؛ نفع اجارہ اور لگان کی مماثلت؛ سود اور جائداد کی دوسری آمدنیوں کے مابین بالعموم خطِ فارق کا مبہم ہونا؛ یہ سب معاملات یہ سوال پیدا کرتے ہیں کہ آیا اصل اور آمدنی اصل کے پورے تصور پر نظرِ ثانی کی ضرورت نہیں ہے؟ پیدائش کے مختلف آلوں اور ان عاملین پیدائش کے مالکوں کی مختلف آمدنیوں کے مابین جو فرق و امتیازات گزشتہ صفحات میں قائم کئے گئے ان کے جواز پر ابھی حال میں اکثر معاشئین نے اعتراض کیا ہے۔ زمین اور اصل کے فرق پر

باب ۶
اصل کی نو
اور نوعیہ

غالباً سب سے زیادہ نکتہ چینی کی گئی ہے؛ اور اسی کے ساتھ ان کے بالمقابل لگان اور سود کے فرق پر بھی۔ لیکن لگان اور نفع اجارہ میں اور اس کی بنا پر زمین اور اجارہ دار کی پیدا آور اشیا کے مابین جو فرق قائم کیا گیا تھا اس کے بارے میں بھی شبہہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ "اصل" کی اصطلاح کے تحت کن کن چیزوں کو شمار کرنا چاہیئے اور جائداد کی تملیک سے جو مختلف قسم کی آمدنیاں وصول ہوتی ہیں ان کی معاشری حیثیت و اہمیت کیا ہے، اس پر مکرر غور کرنے کے بارے میں عام رجحان ظاہر ہوا ہے۔

ان مختلف آمدنیوں کو ہم جنس خیال کرنے کے لیے متعدد مستقل وجوہ ہیں۔

اولاً یہ کہ کسی ماحصل کو نفع اجارہ یا لگان کی حیثیت سے مشخص نہیں کیا جاتا؛ اور کسی ماحصل کو بھی بہ یک نظر معمولی سود سے ممیز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زمین سے معاشی لگان "پیدا ہوتا" ہے تو یہ جملہ ایجازاً استعمال کیا جاتا ہے؛ علیٰ ہذا جب یہ کہا جاتا ہے کہ پیٹنٹ یا صنعتی اجارے سے "ماحصل اجارہ" وصول ہوتا ہے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ جملہ بھی ایجازاً استعمال ہوا ہے۔ زمین کی حد تک جو کچھ واقع ہوتا 123
ہے یہ ہے کہ زمین کو تیار کرنے یا جوتنے میں جو محنت یا مصارف عائد ہوتے ہیں ان کے تناسب سے زیادہ ماحصل وصول ہوتا ہے؛ اور اجارے کے بارے میں یہ ہوتا ہے کہ کارخانہ تعمیر کرنے اور اس کو چلانے میں جو مصارف ہوتے ہیں ان کے مقابلے میں مجموعی آمدنی نسبتہً زیادہ ہوتی ہے۔ گویا دونوں صورتوں میں غیر معمولی آمدنی یا ماحصل زائد وصول ہوتا ہے۔ لیکن اس ماحصل زائد کو صرف اسی مفروضے کی بنا پر سود سے ممیز کیا جا سکتا ہے کہ ایسے اصل پر جو آزادانہ مقابلے کا تابع ہو معمولی آمدنی یا معین مقدار میں سود وصول ہوتا ہے۔ ہر مقرون صورت میں، مقابلے کے حالات کے تحت جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس کو صحت کے ساتھ اُس ماحصل زائد سے ممیز کرنے میں دقت ہوتی ہے جو آزاد مقابلے کی صورت میں غائب ہو جاتا ہے۔

علاوہ بریں "معمولی ماحصل" یا سود سادہ کی مختلف و متعدد صورتیں اور مقداریں ہوتی ہیں، اور وہ آپس میں کم و بیش باریک فرق رکھتی اور ایک دوسرے سے متصل ہوتی ہیں۔ ہر قسم کی صنعتیں، یعنی؛ نہ صرف وہ سکنی خطے جو ناف شہر میں

ل کی تعریف
ور نوعیت

واقع ہوں اور بیش قیمت پیٹنٹ کا اجارہ، بلکہ وہ کارخانہ بھی جس کا محل و قوع نہایت عمدہ ہو اور جس کو خاص حقوق اور ٹریڈ مارک کا نیم اجارہ حاصل ہو، تفرقی عنصر پیش کرتی ہیں۔ ایسی صنعتیں اور کارخانے بہ کثرت ہیں جن میں طویل مدت کے لیے معمولی سود سے زائد آمدنی وصول ہوتی ہے؛ اور بعض ایسی بھی ہیں جہاں اس سے کم وصول ہوتی ہے۔ قدیم مصنفین صنعتی صورت حالات کو بالعموم یوں بیان کرتے تھے کہ اس میں چند صورتیں تو اجارے کی ہیں اور چند "لگان" کی جنھیں بآسانی معلوم کر لیا جا سکتا ہے؛ اور ان کے علاوہ بقیہ صورتیں ایسی ہیں جن میں معمولی منافعہ ملتا ہے۔ لیکن یہ صورت حال، دنیا کے موجودہ حالات کے غیر معمولی تنوع اور بے ضابطگی کی پوری پوری ترجمانی نہیں کرتی۔

علاوہ ازیں ماحصل کی شرحوں کے اختلافات پر نظر کرتے ہوئے نہایت معقولیت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نفع اجارہ، معاشی لگان سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سچ ہے کہ اجارہ کا اساسی عنصر، جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، رسد پر قابو اور اختیار ہے؛ اور جس حد تک کہ اجارہ دار کو یہ حاصل ہو اس حد تک وہ اس شخص سے مختلف حیثیت رکھتا ہے جسے رسد کا ایک حصہ تیار کرنے میں محض تفرقی فائدہ حاصل ہے۔ لیکن کامل اجارے کا اختیار بہت شاذ حاصل ہوتا ہے؛ کسی نہ کسی قسم کے مساوی درجے کے یا ادنیٰ درجے کے بدل سے بالعموم سابقہ رہتا ہے۔ اس طرح "نفع اجارہ" کو "لگان" کی نوع کی محض ایک فرع کہا جا سکتا ہے۔ اور نفع اجارہ ہر صورت میں اس واقعے پر مبنی ہوتا ہے کہ اجارے والی شے
بہت کارآمد ہے یا اعلیٰ درجے کا افادہ رکھتی ہے؛ ایسی شے دیگر اشیا کے مقابلے میں احتیاج کو 124
انجام کار بدرجہا زیادہ پورا کرتی ہے؛ اور اسی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے تفرقی آمدنی وصول ہوتی ہے، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ ایک عمدہ آبی قوت سے یا زرخیز زمین سے تفرقی ماحصل وصول ہوتا ہے۔ اس طرح مالک کو جو کچھ ملتا ہے وہ اس "لگان" کے مشابہ ہے جو قدرتی عامل سے وصول ہو۔

۴۔ اس قسم کے ملحوظات نے املاک کی آمدنی کے مسئلے پر غور کرنے کے ایسے طریق کی جانب رہبری کی ہے جو گزشتہ بابوں کے طریق بحث سے بہت مختلف ہے۔

باب ۶
اصل کی
اور نو

یہ کہا جاتا ہے اور بغیر کسی شبہے کے کہا جاتا ہے کہ پیدائش کے تمام مقرون آلوں کی قدر ماخوذ ہوتی ہے۔ وہ سب اپنی قدر ان افادوں سے اخذ کرتے ہیں جنھیں وہ انجام کار پیدا کرتے یا پیدا کرنے میں ممد ہوتے ہیں۔ روئی کی گرنی میں جو آمدنی پیدا کرنے کی قوت ہے وہ سوتی اشیا کی قیمت وصول ہونے کا نتیجہ ہے، اور یہ قیمت اشیا کے ان افادوں پر مبنی ہے جو صارفوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ ریل میں آمدنی پیدا کرنے کی قوت، سریع نقل وحمل کے افادوں پر مبنی ہوتی ہے؛ مکان میں آمدنی پیدا کرنے کی قوت سکنی خطے پر رہنے سہنے کی خوشگواری پر منحصر ہوتی ہے؛ کاروباری عمارتوں میں آمدنی پیدا کرنے کی قوت کا انحصار اشیا بنانے یا تقسیم کرنے کی سہولت پر ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض آلے افادے پیدا یا مہیا کرنے کی حیثیت سے دوسروں کے مقابلے میں بہت زیادہ موثر ہوتے ہیں، اور اسی تناسب سے وہ زیادہ قیمتی اور قابل قدر ہوتے ہیں۔ لیکن سب کا ایک ہی مقررہ نوع یا قسم سے تعلق ہوتا ہے۔ یعنی وہ فی نفسہٖ غیر مکمل افادے ہوتے ہیں، اور ان احتیاجات کے پورا کرنے کے لحاظ سے قابل قدر ہوتے ہیں جو انجام کار تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

اسی خیال کو نشو و ترقی دے کر دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہر آلۂ پیدائش سے "لگان" وصول ہوتا ہے: یعنی قدیم مفہوم کے لحاظ سے نہیں بلکہ جدید مفہوم کے لحاظ سے "لگان" پیدا ہوتا ہے۔ یہ لگان آلۂ پیدائش کی، آمدنی یا ماحصل اس معنی میں ہوتا ہے جس معنی میں کہ کوئی مقررہ آمدنی پانے والا بالعموم یورپ میں رینیٹیر (Rentier) یعنی کرایہ یا لگان پانے والا کہلاتا ہے۔ یہ لگان اس آلۂ پیدائش کی خالص آمدنی ہوتی ہے، اور یہ آمدنی ان افادوں کا نتیجہ ہوتی ہے جس کو وہ آلہ مہیا کرتا یا مہیا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ خواہ کوئی بڑا دخانی جہاز ہو جو بڑی محنت سے بنایا گیا ہو، یا کوئی پُر منفعت سکنی خطہ ہو، مالک کی آمدنی کا مدار اس امر پر ہے کہ اس مادی شے کی وجہ سے آخر میں چل کر قوم کی آمدنی میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ دونوں اشیا کار آمد ہیں اور دونوں کا مدار افادے پیدا کرنے پر ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کی آمدنی باختلاف نقطۂ خیال "لگان" یا "سود" بھی ہو سکتی ہے۔ اگر اس کو رقم مطلق خیال کیا جائے تو وہ آلۂ پیدائش کا لگان ہے لیکن اگر اس کو اس جائداد یا اصل کے قیمت کے لحاظ سے دیکھا جائے جو جہاز یا خطۂ زمین میں

باب ... کی تعریف ... نوعیت

مشمول ہے تو وہ سود ہے۔ ہر قسم کے اصل کو اگر ہم جنس خیال کیا جائے اور یہ تصور کیا جائے کہ متعدد قسم کے آلہ ہائے پیدائش اس میں شامل ہیں تو ہر قسم کے اصل کا ماحصل ہم جنس ہوگا۔ اصل کو مختلف حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، ہم اس کا نام "سود" یا "لگان" رکھ سکتے ہیں، لیکن اساسی حیثیت میں وہ مختلف نہیں ہوتا۔

اسی سلسلۂ خیالات کو جاری رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں[1] کہ اصل دو قسم کا ہوتا ہے: ایک "مصنوعی" دوسرا "قدرتی"۔ قدرتی اصل وہ ہے جو "زمین" یا "قدرتی عطیہ" کے عام عنوان کے تحت شمار کیا گیا ہو؛ اور مصنوعی اصل میں وہ سب آلہ ہائے پیدائش شامل ہیں جو انسان کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہوں۔ قدرتی اصل بہت قابل قدر اور بہت کارآمد ہو سکتا ہے، جیسے کہ کوئی زرخیز معدنی خطہ یا بندرگاہ کے لیے گہرا مقام۔ اس صورت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قدرتی اصل کی کثیر مقدار شامل ہوتی ہے۔ ریل یا کارخانے کے متعلق بھی جس میں اشیا اجارے پر طیار کی جاتی ہوں، یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں اصل کی غیر معمولی طور سے کثیر مقدار شامل ہے۔ ان کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے؛ چنانچہ ان کی مجموعی سربستہ قیمت کا تخمینہ لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کثیر المقدار اصل موجود ہے۔

بظاہر یہاں ایک اور مسئلہ توجہ طلب ہے۔ اور وہ یہ کہ اصل کی مقدار کی پیمائش کیوں کر کی جائے؟ مذکورۂ بالا استدلال کے لحاظ سے مقدار کو بحوالۂ قدر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہی پیمائش کا معمولی کاروباری طریق ہے۔ معدن، ریل، جائداد، مقطعہ، کارخانہ، ان میں سے ہر ایک کی قدر اس کی خالص آمدنی کی بنا پر معلوم کی جاتی ہے۔ گویا آمدنی کی شرح کو سود کی شرح قرار دے کر اس کے حساب سے اصل کی مجموعی مقدار یا سربستہ مالیت دریافت کر لی جاتی ہے۔ علمائے معاشیات نے سود، لگان اور نفع اجارہ میں جو فرق و امتیاز قائم کرنے کی کوشش کی ہے اس پر کاروباری دنیا عمل پیرا نہیں ہے۔ کاروباری دنیا میں ہر قسم کی املاک کی قدر کی پیمائش اس کی آمدنی کے لحاظ سے کی جاتی ہے؛

[1] چنانچہ پروفیسر ایس جان سن نے بھی اپنی کتاب مقدمۂ معاشیات میں یہی کہا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۰۷

باب ۶
اصل کی تعریف و نوعیت

اور جو شے آمدنی پیدا کرے وہ اصل سے مماثلت رکھتی ہے، اور اس کی قیمت کی پیمائش اس کی آمدنی کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ وہ علمائے معاشیات جو قدیم نقطۂ نظر سے اختلاف رکھتے ہیں اصل کی پیمائش اور تعیین کے متعلق کاروباری طریقے کی پیروی کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے اس قدیم نقطۂ نظر کے لحاظ سے اصل کی یہ تعریف کی گئی کہ وہ ہر ایسا آلۂ پیدائش ہے جس کو انسان نے بنایا ہو؛ اور اس تعریف ہی کی بنا پر اس کی مختلف طریقے پر پیمائش کی گئی۔ یعنی مصارف، اخراجات اور محنت کے حوالے سے اس کی پیمائش کی گئی۔ جیسا کہ بعد میں چل کر معلوم ہوگا یہ اصطلاحات مساوی نہیں ہیں[1]؛ لیکن لاحق شدہ محنت اور اخراجات کے
126 مابین جو اختلافات ہیں انھیں موجودہ بحث کی غرض سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ قدیم نقطۂ نظر کے لحاظ سے اصل کی پیمائش زیادہ تر لاحق شدہ محنت کے حوالے سے کی جاتی تھی۔ اصل کے معنی مجسم محنت یا سابقہ محنت تھے؛ اور اصل کا اندازہ اس کی قدر کے لحاظ سے نہیں بلکہ کم و بیش محنت کی اس مقدار کے مطابق ہوتا تھا جو صرف کی جاتی تھی اور اس مدت کے اعتبار سے جس میں وہ صرف ہوئی۔ قدیم اور جدید خیالات کا فرق ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی ریلوے کی قیمت کے "کاروباری" تخمینے اور "طبعی" تخمینے کے مابین ہے۔

اگر اس تخمینۂ قدر کے اصول کے آخری نتائج کی تفتیش کی جائے تو وہ بعض حیرت افزا نتائج کی جانب رہبری کرتا ہے۔ سرکاری قرضے، مثلاً فرانسیسی (Rente) (یعنی سالانہ رقم ادا کرنے کے وعدے) کی مجموعی مقدار یا مالیت سربستہ کا تخمینہ تمسکات کی قیمت فروخت کے حوالے سے کیا جاتا ہے؛ اور وہ "اصل" بن جاتا ہے۔ اس طرح قوم پر جو بار پڑتا ہے وہ اصطلاح اصل میں شامل کیا جاتا ہے، گو عام طور سے اس اصطلاح کی تعریف میں محض قوم کے کارآمد آلات آتے ہیں، نیز ایک پیٹنٹ، یا قانونی تحفظ حق ایجاد جو ابھی کسی مقرون آلہ سے منسوب ہی نہ کیا گیا ہو، اصل بن جاتا ہے۔ دائمی وظیفہ،

[1] ۔ دیکھو باب ۳۸۔

باب ۴
کی تعریف
نوعیت

جیسے کہ برطانوی پارلیمان شاہی مقربوں یا فوجی سورماؤں کو عطا کرتی تھی، اصل بن جاتا ہے؛ اس کی پیمائش بھی بحوالہ قدر کی جا سکتی اور اس کی مجموعی قیمت سربستہ کا تخمینہ کیا جا سکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایک انسان اس حد تک جس حد تک کہ وہ پیدائش کا آلہ ہے، (اور بظاہر اس کو ایسا ہی خیال کیا جا سکتا ہے) اسی طرح اصل بن جاتا ہے جس طرح کہ غلام اثاثہ ہے؛ علیٰ ہذا محنت کے معاوضے اور املاک کی آمدنی کو "سود" یا "لگان" خیال کیا جا سکتا ہے[1]

ایک اور نقطۂ نظر یعنی اشتراکیین کے نقطۂ خیال سے بھی سود، لگان، اور نفع اجارہ کے فرق و امتیاز کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اشتراکی کے لیے یہ اختلافات محض لفظی اور مہمل ہیں۔ یہ سب آمدنیاں غیر ضروری اور خلاف انصاف ہیں۔ یہ سب ایک مذموم معاشری نظام کا نتیجہ ہیں اور ان سب کو منسوخ کرنا چاہیئے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ان سب کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ وہ متمول اور آرام طلب طبقے کے وجود کو ممکن بناتی ہیں۔ متمول اور آرام طلب طبقہ موجودہ سوسائٹی کا سب سے زیادہ قابل اعتراض جزو ہے، خاص کر ایسی صورت میں جبکہ یہ خیال قائم کر لیا جائے کہ قدرت کی نظم و ترتیب میں خاص حقوق کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ صحت مند اور ہٹے کٹے اشخاص کی کثیر تعداد کاہلی اور آرام طلبی میں کیوں 127
زندگی گذارتی ہے؟ یہ چیز تو بظاہر کافی طور سے حق بجانب معلوم ہوتی ہے کہ معمر اور ضعیف اشخاص، بچے اور عورتیں (کم از کم شادی شدہ عورتیں) معمولی پیدآور پیشیوں میں کوئی عملی حصہ نہ لیں؛ لیکن جوان اور تندرست مرد اور عورتیں کیوں محنت نہ کریں اور کیوں قوم کی عام مرفہ الحالی کو بڑھانے میں

[1] اس قسم کا انتہائی استدلال پروفیسر آئی فشر نے اپنی کتاب (Elementary principles of Economics) باب ۲۲ فصل (۱) میں اور پروفیسر ایف اے فیٹر نے اپنی کتاب (Economics principles) باب ۱۶ فصل (۱) میں کیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے دیکھو جے بی کلارک کی کتاب (Distribution of wealth) باب ۱۲ ۔

باب ۴۶
اصل کی تعریف اور نوعیت

حصہ نہ لیں؟ جاگیری نظام میں تو خاص حقوق یافتہ جماعتوں سے کم از کم فوجی خدمت انجام دینے کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ مگر ہمارے موجودہ زمانے کے معاشرے میں ان سے کسی قسم کی خدمت طلب نہیں کی جاتی۔ کیا یہ ناگزیر ہے؟ کیا اس کو مبنی بر انصاف کہا جا سکتا ہے؟ کیا یہ سوال تمام آرام طلب طبقوں اور ان کی آمدنیوں کے متعلق یکساں طور پر نہیں کیا جا سکتا؟ کیا یہ طبقے اصل کے مالک نہیں ہیں اور کیا وہ سب یکساں طور پر اپنے اصل کی آمدنی نہیں پاتے؟

۳۔ ان مصطلحات اور تعریفات کی تہ میں دو اہم مسائل مضمر ہیں۔ ایک تو اصول تبویب اور ٹھنڈے دل سے تقسیم کا مسئلہ ہے کہ آیا املاک کی آمدنی کے مختلف اقسام کے مابین اتنا کافی فرق موجود ہے کہ ان کی بنا پر آمدنیوں اور املاک کی اقسام کے مختلف نام رکھنا مبنی بر معقولیت ہو سکتا ہے؟ دوسرا سوال معاشری حیثیت سے بہت اہمیت رکھتا ہے! اور وہ یہ کہ آیا متعدد قسم کی آمدنیوں کے لیے مختلف سرکاری پالیسی رکھنے کے وجوہ موجود ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ دونوں سوال بالآخر ایک ہی مقررہ نقطے کی جانب مرتکز ہوتے ہیں! اور وہ نقطہ یہ ہے کہ آیا اصل (مصنوعی اصل) کے بارے میں مقابلہ موثر ہوتا ہے؟ اور آیا شغل اصل سے ایسی معمولی آمدنی (جو مقابلہ کا نتیجہ ہو) وصول ہوتی ہے جو شغل اصل کی ترغیب دینے کے لیے ضروری ہو؟

یہ ظاہر ہے کہ "قدرتی اصل" یعنی زمین اور قدرتی عاملین سے جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس کی حد تک نہ تو مقابلہ موثر ہوتا ہے اور نہ مساوات ہی پائی جاتی ہے۔ ان عاملین میں جو عامل اعلیٰ درجے کا ہوگا اس کی آمدنی ادنیٰ درجے کے عامل کی آمدنی کے مقابلے میں زیادہ ہوگی۔ جس حد تک انسان کے بنائے ہوئے آلہ ہائے پیدائش کی آمدنیوں میں اسی قسم کی عدم مساوات اور موثر مقابلے کی عدم موجودگی ہوتی ہے اس حد تک ان کی آمدنی کوئی ایسے مظاہر نہیں پیش کرتی جو قدرتی عاملین کی آمدنی کے مظاہر سے مختلف ہوں۔ لیکن مصنوعی اصل کی مختلف شکلوں کے درمیان اگر موثر مقابلہ ہو تو ان میں سے کسی شکل سے بھی اس کے مالک کو دامی طور پر کوئی غیر معمولی یا تفرقی آمدنی وصول نہ ہوگی۔ اس صورت میں جو کچھ وصول ہوگا وہ

باب ۴۶
اصل کی تعریف و نوعیت

128

اصل پر اس کے محدود معنوں میں سود اور محض سود ہوگا؛ اور اس طرح "سود" ا
"معاشی لگان" کے مابین معقول فرق موجود ہے۔

اس بارے میں کہ آیا مقابلہ درحقیقت موثر ہے یا نہیں، ہمیں احتیاط کے
بحث کرنی چاہیئے۔ بعض صورتوں میں یہ ظاہر ہے کہ مصنوعی اصل کی سب شکلو ں
مابین کامل مقابلے کا جو قدیم تصور تھا اُسے ترک کر دینا چاہیئے۔ ایسی صنعتیں ہو
جن میں پیدائش بر پیمانۂ کبیر اور تکثیر حاصل کے عمل سے اجارے کا نمودار ہونا ناگ
مثلاً نام نہاد خدمات عامہ کی صنعتیں، جن کی آمدنی اس حد تک معاشی لگا ن۔
اس کے قدیم مفہوم کے لحاظ سے مماثلت رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں کاروباری
اور نیم اجارے ہیں کہ ان کی مفروضہ معمولی آمدنی میں اسی طرح کے تغیرات
ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایسی صنعتوں میں بھی جو اجارے یا اتحاد کے زمرے سے با
کارخانوں، گوداموں اور جہازوں کے مالکوں کو بہت غیر معمولی طور سے مختلف
آمدنیاں وصول ہوتی ہیں۔ اس طرح مصنوعی اصل کی آمدنی کی مساوات کے
مفروضے کو مسترد کرنے اور اس لحاظ سے سود اور لگان کے سب فرق و اختلا
رَدّ کرنے کی بظاہر معقول وجہ موجود ہے۔

تاہم انجام کار غالباً "مصنوعی اصل" کی کثیر مقدار کی حد تک یہ معاملہ جدا
صورت اختیار کرتا ہے۔ گو صنعتوں میں بڑی حد تک مقابلے کا نظام شکست ہوگیا
پھر بھی مروجہ نظام ہونے کی حیثیت سے وہ ابھی کامل طور سے معدوم نہیں ہوا
مادی اصل کی تقریباً سب شکلوں کے مالکوں کو جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس میں
کثیر اختلافات موجود ہیں، پھر بھی ان کی توجیہ، جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا[1]، مالک
کاروباری قابلیتوں کے فرق سے بڑی حد تک کی جا سکتی ہے۔ ان بیان کر
اختلافات، نیز طلب کی بے قاعدگیوں سے پیدا شدہ اختلافات سے قطع
کر کے؛ جتنی تاخیر و آہستگی سے نئی کلیں قائم کی جا سکتیں
جتنی دیر سے قدیم کلیں فرسودہ اور از کار رفتہ ہوتی ہیں ا

[1] دیکھو باب ۴۹۔

باب ۷
اصل کی
و نوع

لحاظ کرتے ہوئے؛ اور طویل مدت کے نتائج پر نظر کرتے ہوئے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہر حال صنعتی شعبے میں بڑی حد تک بلکہ اس کے بیشتر حصے میں آمدنیوں میں مساوات کا میلان پایا جاتا ہے۔ اگر مصنوعی اصل کی کوئی مخصوص شکل غیر معمولی طور سے زیادہ منفعت بخش ثابت ہو تو یہ شکل زیادہ مقداریں بنائی جائے گی اور اس سے جو آمدنی وصول ہوگی وہ گھٹ جائے گی۔ اسی امکان میں اصل اور زمین کے مابین، سود اور لگان کے درمیان اور مسابقتی منافع اور نفع اجارہ کے مابین فرق و امتیاز قائم کرنے کی اساسی بنیاد مضمر ہے۔

اگر مادی و مقرون آلۂ پیدائش کی ہر مخصوص قسم پر آمدنی کا وصول ہونا محض اتفاقات پر مبنی ہوتا یا کم از کم کسی مقابلے یا مساوات کے اثر کے تابع نہ ہوتا تو ایسی سب قسموں سے
بلا امتیاز محض "لگان" وصول ہوتا اور ان سب قسموں کی قدر ہمیشہ کے لیے ان افادوں پر 129
مبنی ہوتی جو وہ پیدا کرتیں۔ محض طلب کے حالات کی عملداری ہوگی۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ رسد کے حالات، مقرون آلات پیدائش کے بیشتر حصے کو متاثر کرتے ہیں۔ ان آلات کا محض ایک جز و محدود قدرتی عاملین پر مشتمل ہے، یا اجارے کی وجہ سے مقابلے سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم ایک صورت کو معمولی آمدنی یا سود کی صورت کہتے ہیں اور دوسری صورتوں کو لگان یا نفع اجارہ کی صورتیں کہتے ہیں۔

اسی نتیجے کو دوسرے طریقے سے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ایک وسیع اختتامی حد ایسی آتی ہے جہاں اصل کی آمدنی طے ہوتی ہے، اور اس معمولی شرح سے قرار پاتی ہے جو رقم کو پس انداز کرنے اور جوڑنے کی ترغیب دینے کے لیے کافی ہو۔ مقرون آلات کے مالکوں کو جو دوسرا منافع ملتا ہے اس کی پیدائش اس زائد حصے سے ہوتی ہے جو اس اختتامی حد سے ماورا ملتا ہو۔ یہ زائد منافع بعض اعتبارات سے معاشی لگان سے مماثلت رکھتا ہے، اور بعض اعتبارات سے اس سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کی وسعت اور تنوع پذیری اس سے بہت زیادہ ہے جتنی کہ قدیم علمائے معاشیات جنھوں نے لگان کا نظریہ ترتیب دیا تھا فرض کرتے تھے؛ چنانچہ اس وسعت اور تنوع پذیری کا اثر تقسیم دولت پر بہت بڑا پڑتا ہے۔ لیکن جس وقت تک مقابلے کی وسیع اختتامی حد قائم ہے یہ وسعت اصل کی معمولی یا مکتسب آمدنی اور زائد اور غیر مکتسب آمدنی کے درمیان فرق و امتیاز پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔

باب ۴۲ / ل کی تعریف / نوعیت

پہلے سوال یعنی اصول تقسیم اور درجہ بندی کے سوال کا جواب دینے میں ہم نے ضمناً بالواسطہ دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیا۔ مقابلے کے حالات کے تحت مصنوعی اصل پر جو سود قرار پاتا ہے اس سے اُن معاشری مسائل سے مختلف مسائل پیش ہوتے ہیں جو قدرتی عاملین کے لگان یا نفع اجارہ کے ضمن میں پیدا ہوتے ہیں۔ اول الذکر تو خانگی ملک کے نظام کا ناگزیر جزو ہے[1] اور موخر الذکر اس نظام کا جزو نہیں ہیں، یا کم از کم صرف اس حد تک ناگزیر ہیں جس حد تک حقوق قائمہ کا احترام واجب ہے یا سود اور ماحصل زائد کے مابین صحیح حد فاصل قائم کرنا ناممکن ثابت ہوتا ہے۔ معاشی لگان اور نفع اجارہ غیر مکتسب آمدنیاں ہیں، چنانچہ انھیں اصل کی خالص آمدنی سے جداگانہ شمار کرنا چاہیئے۔ اس کو فی الحقیقت وہ علمائے معاشیات تسلیم کرتے ہیں جن کا میلان تمام اُصل کو ہم جنس خیال کرنے کی جانب ہے۔ لیکن جہاں تک محصولات یا عام انتظامی معاملات کے متعلق وضع آئین و قوانین کے مسائل کا تعلق ہے وہاں تک یہ علماء اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ مختلف قسم کے اصل کی آمدنیوں کے ساتھ جداگانہ طریقے سے سلوک کرنا چاہیئے؛ یعنی: اعلیٰ درجے کے قدرتی عاملین یا اجارے کی صنعتوں کی 130
آمدنی کو گھٹانا چاہیئے؛ اور اصل کی ایسی آمدنیوں کو جو مقابلے کے حالات کے تحت حاصل ہوں عام طور سے انھیں کی حالت پر رہنے دینا چاہیئے[2]۔ اس کے برخلاف اشتراکئین یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ اس قسم کی سب آمدنیاں غیر ضروری اور غیر حق بجانب ہیں، اور ان سب کو بلا امتیاز موقوف کرا دینا چاہیئے۔ بہر کیف آمدنیوں کی تقسیم اور تسمیہ کا مسئلہ اسی نقطۂ نظر سے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ معاشیات اپنے مخصوص معنوں میں ایسا مضمون ہے جو حقیقی واقعات سے اور ان کے علل و معلول سے بحث کرتا ہے۔ اس کے حقائق دراصل اس معنی میں حقائق ہیں کہ وہ انسان سے متعلق ہیں۔ اس کے جوابات اس معنی میں جوابات ہیں کہ وہ ہمارے عمل کی رہنمائی کرتے ہیں۔ تقسیم یا فرق و امتیاز قائم کرنے کے

---

[1] ۔ نیز مقابلہ کرو باب ۳۵ کی بحث سے۔

[2] ۔ اس کا مقابلہ باب ۳۸ فصل ۵ سے کرو۔

باب ۲۶ اصل کی ا… و نوعیہ

کسی مسئلے کے بارے میں صداقت کا معیار یہ ہے کہ اس کی ماہیت کیا ہے؟ اور اس سے کیا نتیجہ مترتب ہوگا؟ معاشیات میں جو نتائج برآمد ہوتے ہیں وہ انجام کار ایسے نتائج ہوتے ہیں جو عام خوش حالی اور عام انتظام سے متعلق ہوتے ہیں۔ اس طرح دیکھا جائے تو اس سوال کا جواب کہ آیا آمدنی پیدا کرنے والی سب املاک ہم جنس ہوتی ہیں اور آیا سب قسم کی آمدنیاں لازمی طور سے ایک ہی مقررہ نوعیت رکھتی ہیں نفی میں دینا پڑے گا۔

باب ۴۷

اُجرتوں کے اختلافات معاشری طبقہ بندی 131

(۱) اُجرتوں کے فرق؛ ان سے مختلف پیشوں کی کشش میں مساوات قائم ہوتی ہے۔ یونیورسٹیوں کے معلم، خانگی خدمتگار، سرکاری ملازم۔ (۲) اضافی اُجرتوں پر کام کی بے قاعدگی اور خطرے کا اثر یا تربیت کے مصارف۔ (۳) آزاد نقل وحرکت کے موانع سے حقیقی فرق پیدا ہوتے ہیں۔ کامل اجارہ بہت شاذ ہوتا ہے۔ (۴) تعلیم کے مصارف نقل پذیری کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں۔ (۵) جبلّی قابلیتوں کی عدم مساوات اور معاشری طبقہ بندی۔ جبلّی قابلیتوں کے اثر کے بارے میں ہماری معلومات کی غیر یقینی حالت۔ (۶) مقابلہ نہ کرنے والی جماعتیں؛ ان کی عام طور سے پانچ قسمیں کی جاتی ہیں۔ آسان اور دقت طلب پیشوں کے مابین وسیع فرق۔ (۷) موجودہ زمانے میں نقل پذیری کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ معمولی مزدوروں کی حالت۔ (۸) اگر انتخاب آزادانہ ہو تو اُجرتوں میں کیا فرق قائم رہے گا؟ (۹) عورتوں کی اُجرت کم کیوں ہوتی ہے؟ اور عورتوں کی محنت معاشری اعتبار سے کس لحاظ سے منفعت بخش ہوتی ہے؟

۱۔ اُجرت عام طور سے صلے یا معاوضے کی ایک علیحدہ اور مخصوص شکل خیال کی جاتی ہے،

باب ۷
اُجرتوں کے
معاشری

جو اس وقت رونما ہوتی ہے جب ایک شخص دوسرے کو کام کرنے کے لیے اُجرت پر حاصل کرتا ہو۔ تاہم اُجرت بالعموم ایک مرکب یا متحدہ آمدنی کا جزو ہوتی ہے، جیسے کہ کاشتکار جس کی اپنی ذاتی زمین اور اصل ہو، لگان اور سود کے علاوہ اپنی محنت کا صلہ بھی پاتا ہے۔ تقریباً ہر ایسی صورت میں جس میں مزدور کو دوسرا شخص اُجرت پر حاصل نہیں کرتا، مثلاً طبیب یا وکیل یا دستکار جو آزادانہ طریق پر کاروبار انجام دے رہا ہو، مزدور کو ایک حد تک مرکب آمدنیاں وصول ہوتی ہیں۔ نظریۂ اُجرت میں ہر قسم کے مزدور کی اُجرت کا لحاظ کرنا چاہیئے؛ یعنی نہ صرف اُس معاوضے کا جو اس قسم کے آزاد مزدوروں کی مرکب آمدنیوں کا جزو ہو بلکہ اس معاوضے کا بھی جس سے اُجرت پانے والے مزدور کی واحد کمائی ترکیب پاتی ہو۔ لیکن اُجرت پانے والے مزدوروں کی حالت سے بحث کرنے میں اکثر دوسرے معاملات پر کافی روشنی پڑجاتی ہے، اور ضمنی طور سے ان مزدوروں کی حالت پر روشنی پڑتی ہے جو اُجرت پر طلب نہ کیے جائیں۔

گو ان اسباب پر اول نظر ڈالنا بظاہر مبنی بر معقولیت ہوگا جو اُجرت کی عام شرح پر اثر ڈالتے ہیں، لیکن پہلے مختلف اقسام محنت کی آمدنیوں کے اختلافات کے اسباب کی بحث کرنے اور دوسرے ایسے مباحث کو بیان کرنے سے جو ان اختلافات سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں، تفہیم میں بہت زیادہ سہولت
132 ہوگی۔ رہی عام اُجرت کے نظریئے کی بحث تو اُس پر سب سے آخر میں غور کیا جائے گا۔

اُجرتوں کے فرقوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ایک تو وہ جو پیشوں کی دلچسپی میں مساوات پیدا کرتے ہیں، اور دوسرے وہ جو دلچسپیوں کے اختلاف کے بلا لحاظ قائم رہتے ہیں۔ اگر پیشوں کے درمیان انتخاب کرنے کے لیے کامل آزادی حاصل ہو تو محض اول الذکر قسم کے اختلافات موجود رہیں گے۔ چنانچہ ہم انھی سے ابتدا کر سکتے ہیں، اور ان کو "مساوات قائم کرنے والے فرق" کہا جا سکتا ہے۔

اگر انتخاب میں آزادی حاصل ہو تو خوشگوار پیشے کی اُجرت کی شرح

باب ۶

کے اختلافات

ی طبقہ بندی

ناخوشگوار پیشے کی نسبت بہت ادنیٰ ہوگی۔ پیشے کی ناخوشگواری اور عدم جاذبیت کو زائل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بڑھوتری ادا کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مماثل درجے کے پیشوں کے درمیان جو مقررہ قسم کے اشخاص کے لیے کھلے ہوتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے فرق موجود ہوتے ہیں جن کی توجیہ و تشریح اسی اصول کی بنا پر کی جاسکتی ہے۔ کسی لڑکی یا عورت کو جو کارخانے یا دوکان میں کام کرتی ہے ریاستہائے متحدہ میں خانگی ملازمہ کے مقابلے میں ادنیٰ شرح اجرت دی جاتی ہے۔ گو دونوں کو بالعموم تقریباً ایک ہی مقررہ اجرت متعارفہ دی جاتی ہے؛ لیکن خانگی ملازمہ کو اس اجرت کے علاوہ قیام وطعام کی سہولتیں میسر ہوتی ہیں اور اس لحاظ سے اس کی مجموعی اجرت نسبتہً بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی عام توجیہ یہ ہے کہ جمہور پسند قوم میں خانگی ملازمت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے؛ خانگی ملازم کی حیثیت بالکل اسفل خیال کی جاتی ہے۔ دوکان کی نوکر لڑکی کو بالعموم طویل مدت تک اور نسبتہً سخت کام انجام دینا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے کام کی نوعیت خانگی حیثیت نہیں رکھتی اور کسی کی ذاتی خدمت سے تعلق نہیں رکھتی، اور اس کے کاموں کے گھنٹے سختی کے ساتھ معین و مقررہ ہوتے ہیں۔ دن بھر مفوضہ فرائض انجام دینے کے بعد وہ آزاد ہے اور اپنی آپ مختار۔ یورپ کے ملکوں میں، جہاں آزادی کا جذبہ اور مساوات کی خواہش ریاستہائے متحدہ کے مقابلے میں بہت کم بیدار اور بہت کم ترقی یافتہ ہے، اس قسم کے محفوظات بہت کم خاطر میں لائے جاتے ہیں؛ چنانچہ وہاں خانگی ملازمت کی اجرت مقابلۃً اس قدر زیادہ نہیں ہوتی۔ امریکہ میں خوش حال طبقوں کے صاحبان خانہ کو خانگی ملازموں کی قلت اور ان کی اعلیٰ اجرت کی شکایت ہے، اور یہ امر ان کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آتا کہ یہ جمہوریت کے جذبے کے نتائج ہیں۔

دوسرے قسم کے پیشوں میں اس اصول کی تشریح یونیورسٹی کے اساتذہ کی تنخواہ سے ہوتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں اساتذہ کی تنخواہوں کی ادنیٰ شرح کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے۔ غالباً یہ بالکل صحیح ہے کہ اسی درجے کے دوسرے پیشوں کی آمدنی کے مقابلے میں اور اسی مہارت، تربیت و قابلیت کے اشخاص کی آمدنی کے مقابلے میں اساتذہ کی تنخواہوں کی سطح ادنیٰ رہی ہے

باب
اُجرتوں
معاشرہ
33

اور اس قدر ادنیٰ ہے کہ یہ پیشہ قابل لوگوں کے لیے اس سے کم جاذبیت رکھتا ہے جتنی اس میں ہونی چاہیئے۔ لیکن اس دھندے میں بڑی دلفریبیاں ہوتی ہیں۔ اس پیشے کا معزز و موقر ہونا، اس کے نظام العمل کا معین اور معتدل ہونا، ذہنی دلچسپی و اکتساب کی خوشی اور طویل موسمی تعطیلات، یہ سب اس پیشے میں جاذبیت و دلبستگی پیدا کرتے ہیں، خواہ حریف پیشوں کی نسبت اس میں اُجرت یا تنخواہ کم ہی کیوں نہ ملتی ہو۔

سکونِ قلب اور صنعتی تحفظ کی اکثر لوگ بہت قدر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے حکومتیں اور تجارتی انجمنیں (کارپوریشن)، جو طویل اور مسلسل ملازمت کا وعدہ کرنے کے قابل ہوتی ہیں، ملازموں کو مقابلۃً ادنیٰ شرحِ اُجرت پر حاصل کرسکتی ہیں۔ جہاں کاروبارِ عامہ کا انتظام صحیح مالی اصول پر نہ کیا جاتا ہو، وہاں یہ نتیجہ رونما نہیں ہوتا۔ اکثر جمہور پسند قوموں میں، اور خاص کر ریاستہائے متحدہ اور آسٹریلیا کے سے نئے جمہوروں میں یہ توقع کی جاتی ہے کہ حکومت اپنے کام کی جاذبیت اور استقلال کا لحاظ کیے بغیر خانگی آجر کے مقابلے میں ملازم کو زیادہ اُجرت دے گی۔ گو مزدوروں کی کثیر جماعت، سرکاری ملازمت میں نہیں ہوتی، تاہم وہ سرکاری ملازموں کی برگزیدہ حیثیت کو بہت پسند کرتی ہے؛ اس کی ایک وجہ تو ہمدردی جماعت ہے اور دوسری یہ کہ مزدوروں کی جماعت معاشی اثرات سے لاعلم ہوتی ہے۔ یہ امر بالکل قطعی اور یقینی ہے کہ سرکاری ملازموں کو جو اعلیٰ اُجرت ملتی ہے وہ قوم کے بقیہ افراد کی جیبوں سے آتی ہے۔ لیکن اس قسم کی اُجرتوں کو دوسرے اجیر بھی محض اس خیال کی بنا پر بہ نظر پسندیدگی دیکھتے ہیں کہ عام اُجرتوں کی شرح کو بڑھانے میں ان کا مفید اثر پڑتا ہے۔

۲۔ اس کے برخلاف جس حد تک آزادانہ طور سے مقابلہ ہو وہاں تک، یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ملازمت کی بے قاعدگی اُجرت کو بڑھا دیتی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ زیادہ تر اسی سبب سے راج کو نجّار کے مقابلے میں زیادہ اُجرت ملتی ہے؛ اس لیے کہ راج کے کام میں موسم اور آب و ہوا کے اثر سے خلل واقع ہونے کا بہت امکان ہے۔ جس حد تک کہ اعلیٰ اُجرت فی یوم یا فی گھنٹہ محض اس قلیل وقت کو زائل کرتی ہے جو کام کرنے کے لیے حقیقت میں

باب ۱۲

کے اختلافات،

طبقہ بندی

دیا جاتا ہے، اس حد تک مجموعی معاوضے میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن اگر زیادہ عدم تیقن اور عدم اطمینان کی وجہ سے اکثر لوگوں کے نزدیک پیشہ غیر دلچسپ بن جائے تو اس کی وجہ سے مجموعی معاوضہ زیادہ ہوگا۔ بدقسمتی سے اکثر دستی مزدوروں میں اتنی دور اندیشی اور ذہانت نہیں ہوتی جو بظاہر بہت اعلیٰ مگر غیر یقینی اُجرت کے غیر منفعت بخش حصے کو معلوم کرنے کے لیے ضروری ہو۔ اس بارے میں شبہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا بے قاعدہ یا دقت طلب اور پُرخطر کاموں سے بالعموم اتنی اُجرت وصول ہوتی ہے جو ان کی حقیقی قدر و قیمت کے متناسب ہو۔

خطرات کا صحیح اندازہ لگانے میں یہ کوتاہی ان پیشوں کے ساتھ دلچسپی میں ظاہر ہوتی ہے جن میں خوشگواری اور فوائد ہوتے ہیں۔ قانون ایسا پیشہ ہے جس میں بڑے بڑے امکانات ہیں، یعنی کثیر آمدنی حاصل کرنے کا موقع ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان سرکاری عہدوں پر فائز ہونے اور شہرت
134 حاصل کرنے کا قوی امکان ہوتا ہے جن کے حصول کا ذریعہ قانون ہے۔ اسی وجہ سے بیش خرچ تربیت و مہارت طلبی اور بتدریج کامل اکتسابی قوت پر پہنچنے کے یقین کے باوجود اس پیشے میں دوسرے علمی پیشوں کے مقابلے میں ہونہار اور قابل لوگوں کے لیئے دلکشی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں تھیٹر کے گویئے کی تربیت میں بہت وقت اور دقت اور زر کثیر صرف ہوتا ہے اور اس کے باوجود کامل ناکامی کا امکان ہوتا ہے۔ تاہم اس پیشے کے عظیم الشان فوائد یعنی مشہور مگر قلیل گروہ کی غیر معمولی طور سے کثیر آمدنی اور ان کی نمایاں مگر عارضی شہرت ایسی چیزیں ہیں جو اس پیشے میں کثیر التعداد اشخاص کے لیے فریفتگی رکھتی ہیں، نتیجہ یہ کہ بحیثیت مجموعی اس پیشے کی اوسط آمدنی گھٹ کر بہت معمولی رہ جاتی ہے۔

ایک ایسے پیشے کی آمدنی بشرطیکہ دوسرے حالات یکساں ہوں نسبتہً زیادہ ہوگی جس میں دستگاہ حاصل کرنے کے لیے طویل اور بیش خرچ تربیت حاصل کرنی پڑے۔ چنانچہ طبیب، انجنیر اور وکیل بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کئی سال تک محنت اور مطالعہ کریں اور ان پیشوں کے لیے تیار ہوں؛ اور انھیں عام طور سے اس مقررہ مطالعے کی مدت پوری کرنے کے بعد بھی کسی نہ کسی قسم کی کارآموزی

باب
اُجرتوں پر
معاشری ا

کرنی پڑتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس ضروری تیاری کے لیے لوگ اس وقت تک کثیر المقدار زر صرف نہ کریں گے جب تک ایسی آمدنی وصول ہونے کی توقع نہ ہو جو کم از کم ان اخراجات کی تلافی کر دے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ عامل دوسرے عاملین کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے، اور آخری نتیجے میں بہت کچھ بے قاعدگی ہوتی ہے یعنی نہ صرف پیشوں کے فوائد اور انعامات پیشوں کے اختیار کرنے پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور کامیابی کے مواقع پر ٹھنڈے دل سے غور کیے بغیر لوگوں میں کثیر مصارف کے ساتھ ان کی طیاری کرنے کا ولولہ پیدا کرتے ہیں، بلکہ والدین بھی، جن کے ذریعے اور اثر سے طویل المدت تربیت حاصل کرنے کا فیصلہ عام طور سے کیا جاتا ہے، محض نفع کے خیال سے اپنی اولاد کو تربیت حاصل کرنے کے لیے نہیں بھیجتے، اور نہ نفع کے امکانات کا اندازہ قائم کرنے میں وہ مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ ان کی پہلی خواہش عام طور سے یہ ہوتی ہے کہ اپنے بچوں کے لیے زندگی کو زیادہ خوشگوار بنائیں، اور زیادہ تر مفروضہ معاشری فوائد کی خاطر وہ بالعموم اعلیٰ تعلیم کے کثیر اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ وہ بسا اوقات کامل انصاف کے ساتھ بھی اس امر پر غور نہیں کرتے کہ آیا ان کے بچوں کے جبلی اوصاف ایسے ہیں کہ وہ ایسی تعلیم و تربیت سے استفادہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف ہر ایسا پیشہ، جس کی تربیت حاصل کرنے میں کثیر اخراجات عائد ہوتے ہوں، اس کے دروازے محض کثیر مصارف کی وجہ سے کثیر التعداد اشخاص کے لیے بند ہوتے ہیں۔ اور یہ واقعہ، جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا، اُجرتوں کے فرق پر تعلیم و تربیت کے اثرات کی توجیہ کرنے میں اتنی ہی اہمیت رکھتا ہے جتنی کوئی اور واقعہ۔

۳۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اُجرتوں کے اختلافات کی ایسی 135
توجیہات، جیسی کہ ابھی بیان کی گئیں، عام طور سے صادق نہیں آتیں بہت ہی سرسری غور کی ضرورت ہے۔ عام واقعہ یہ ہے کہ آسان اور دلچسپ ملازمتوں کی تنخواہیں عام طور سے کم نہیں ہوتیں؛ بلکہ یہ کہنا زیادہ مبنی بر حقیقت ہوگا کہ ان کی اُجرت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ معمولی مزدور یا معدنی مزدور اپنے دقت طلب اور گندہ کام کے معاوضے میں اُس ماہر مزدور کے مقابلے میں کم اُجرت پاتا ہے جس کا کام آسان اور نسبتۃً زیادہ صاف ستھرا ہوتا ہے؛ حالانکہ موخر الذکر کے

باب ... کے اختلافات ... ی طبقہ بندی

کام کے اوقات بھی بالعموم مقابلۃً کم ہوتے ہیں اور ان کے کام بھی زیادہ بے قاعدہ نہیں ہوتے۔ وکیل، طبیب اور کاروباری آدمی کا کام، اکثر قسم کے دستی مزدوروں کے کام کے مقابلے میں زیادہ آسان، فی نفسہ زیادہ دلچسپ، زیادہ متنوع اور زیادہ دلکش ہوتا ہے۔ تاہم ان نام نہاد "شریف" یا دماغی پیشوں کے لیے جتنی بیش خرچ تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے اس کا کافی لحاظ کرنے کے بعد بھی، ان کی آمدنیاں ان کے ایثار کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔

ایثار (یعنی کام) اور اس کے معاوضے میں یہ جو تخالف و تضاد پایا جاتا ہے موجود نہ ہوتا، اگر پیشوں کے مابین آزادانہ انتخاب ہوتا۔ دن بھر جسمانی محنت کرنے والا مزدور، میکانیک یا انجنیر بننے کے لیے خوشی سے تیار ہو جائے گا یا اپنے بچوں کو ان زیادہ دلکش پیشوں میں بھرتی کرنے کے لیے خوشی کے ساتھ آمادہ ہو جائے گا، بشرطیکہ اس کو یہ انتخاب عمل میں لانے کی آزادی حاصل ہو۔ مختلف پیشوں میں داخلے کے موانع اور مزاحمتوں کا باعث خفیف حد تک بعض پیشوں کی نیم اجارہ کی سی حالت ہے؛ لیکن عام طور سے ان موانع کی بنیاد اس معاشری طبقہ بندی پر ہے جو ایام قدیم سے قائم چلی آتی ہے۔

موجودہ زمانے میں ہر قسم کے مقررہ اجارے کی اہمیت بتدریج گھٹتی جا رہی ہے۔ قانونی اجارے، جیسے کہ قرون وسطیٰ میں تھے، جو حرفتی جتھوں کی شکل میں تھے، معدوم ہو چکے ہیں۔ گاہ گاہ مزدور سبھائیں انھی جتھوں کے اصول کے مماثل کسی قسم کا اجارہ حاصل کرنا چاہتی ہیں؛ چنانچہ کسی سبھا میں داخلے کے لیے بھاری فیس ادا کرنے کی شرط عائد کی جاتی ہے یا ارکان کی تعداد کی تحدید کی جاتی ہے؛ اور جہاں تک اس سبھا کے اقتدار کی وسعت کا تعلق ہے وہاں تک صرف ارکان ہی کو کام کا موقع دیا جاتا ہے۔ بعض پیشوں میں، ابھی تک دستکاری کی نوعیت بدستور قائم ہے، اور صرف محتاط تعلیم و تربیت اور طویل کارآموزی کے ذریعے ہی سے مہارت حاصل کی جا سکتی ہے؛ ایسے پیشوں میں بندشیں قائم کرنا بعض اوقات موثر و مفید ثابت ہوا ہے۔ لیکن اکثر صنعتیں ایسی ہیں جن میں آلات کے بجائے کلوں اور مشینوں کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ کمال اور عبور

باب ۷
اُجرتوں کے اقتدا
معاشری طبقہ

حاصل کرنے کے لیے تخصیص طلب مہارت کے بجائے عام قابلیت کی ضرورت ہے؛ کسی قسم کا بھی کام ہو، اسے انجام دیتے کے فن پر گنتی کے چند میکانک نگرانی قائم نہیں کر سکتے۔ مزدوروں کا اجارہ قائم کرنے کی کوشش بالعموم ناکام[1] رہی ہے۔

136 دائمی طور سے اہم قوتیں وہ نہیں ہیں جو بالارادہ مزدوروں کی کسی جماعت کی جانب سے حرکت میں لائی جاتی ہیں؛ بلکہ وہ مختلف ظاہرا و مبہم براہ راست یا بالواسطہ اثرات ہیں جو معاشرے کی مختلف جماعتوں کے مابین موانع قائم کرتے ہیں۔ ان اثرات کو تین عنوانات کے تحت تقسیم اور بیان کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو تعلیم و تربیت کے مصارف؛ دوسرے ماحول کے سریع اثرات؛ اور آخر میں جبلی قوتوں کے اختلافات۔

۴۔ جیساکہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے، مصارف تعلیم کی وجہ سے آزاد مقابلے کے تحت بھی اُجرت اعلیٰ ملتی ہے۔ یہ حالت سب سے بدیہی طور سے اس صورت میں رونما ہوتی ہے جبکہ والدین یا خود نوجوان اشخاص تعلیم و تربیت کے اخراجات ادا کرتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا یہی حال اس وقت بھی ہوتا ہے جبکہ تعلیم و تربیت کا انتظام سرکاری مدرسوں اور کالجوں میں مفت کیا جاتا ہے؛ کیونکہ خواہ تعلیم فی نفسہ مفت ہی کیوں نہ دی جائے، اس کے انتظام کے لیے امداد دینا ضروری ہے۔ اگر سلطنت ہر قسم کی تعلیم کا اہتمام صرف ان شرائط پر کرے جو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بحری اور بری فوج کے کارآموزوں کے لیے بہ مقام اناپولس اور ویسٹ پائینٹ کیا جاتا ہے تو تعلیمی اخراجات کا بار افراد کے سروں سے کلیتہً ہٹایا جا سکتا ہے۔ موجودہ حالات میں یہ بار نہ صرف بہت بھاری ہے بلکہ ایسا بار ہے جس کی گرانی جتنی جتنی بڑھتی جاتی ہے اتنا اتنا قوم کے کم استطاعت افراد اس کو برداشت کرنے سے قاصر ہوتے جاتے ہیں۔ جب دن میں کام کرنے والے مزدور کے بچے کی عمر تیرہ یا چودہ سال کی ہوتی ہے اس وقت یا بالعموم اس سے بہت قبل ہی اس کی کفالت کیے روزافزوں

[1] دیکھو باب ۵ فصل (۲)۔

باب ۷ ۔ ...ں کے اختلافات ...ری طبقہ بندی

اخراجات اور آمدنی میں خفیف سے اضافے کی توقع بچے کو مدرسے سے نکلوانے اور اس کو برسرکار کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ بہت ہی شاذ صورتوں میں یعنی والدین کی عظیم الشان اخوانیت واستقلال کی صورت میں یا بچے کی غیرمعمولی قابلیت کے اظہار کے طور پر یا کسی خیرانہ امداد کی حالت میں بچہ اس قابل ہوتا ہے کہ ابتدائی مدرسے سے نکل کر فوقانی مدرسے میں تعلیم پائے لیکن فی الحقیقت اعلیٰ تر تعلیم کا دروازہ اس کے لیے بند ہوتا ہے۔ میکانک یا محرر کا بچہ مدرسے میں تھوڑی بہت تعلیم حاصل کرتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ ابتدائی مدرسے سے بڑھ کر ثانوی مدرسے میں داخل ہو جائے۔ اگر وہ ثانوی مدرسے میں شریک بھی ہو جائے تب بھی ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ وہ مدرسے کے نصاب کی پوری طرح تکمیل کرلے؛ اس طرح ثانوی مدرسے سے آگے بڑھنے کا راستہ بہت کم کھلا ہوا ہوتا ہے۔ علی العموم صرف وہ لوگ جنھوں نے خود اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہو اور اس کے ثمرات سے تمتع حاصل کیا ہو، اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کا بھی انتظام کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے معاوضوں میں بھی اختلافات ہوتے ہیں؛ اور معاشری جماعتیں، جو زیادہ تر انھیں پر منحصر ہوتی ہیں اپنے آپ کو انھی پر دائماً برقرار و قائم رکھتی ہیں۔ محض یہ واقعہ کہ ایک شخص نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اس کی اولاد کے لیے بھی اعلیٰ تعلیم کے حصول کا موقع دیتا ہے۔ علیٰ ہذا محض یہ واقعہ کہ ایک مزدور تحصیل علم سے بے بہرہ رہا ہے اس کی اولاد کی تعلیم کی راہ میں تقریباً ناقابل عبور مزاحمت اور دشواری پیدا کرتا ہے۔ 137

اس طرح تعلیمی اخراجات، اُجرتوں کے اختلافات پر دُہرا اثر ڈالتے ہیں۔ ایک تو مقابلے کے عمل کے ذریعے سے؛ یعنی معاوضوں کو ایسی سطح تک بڑھا کر جو کم از کم اتنی کافی بلند ہو کہ تعلیم کے مصارف خوشی سے برداشت کیئے جائیں اور حق بجانب خیال کیئے جائیں۔ دوسرے مسابقت کی تحدید کے ذریعے سے بھی اثر ڈالتے ہیں؛ یعنی اعلیٰ حیثیتوں اور عہدوں تک عام مخلوق کی رسائی میں رکاوٹ پیدا کر کے جو اگر قابلیت رکھتی تو، بخوشی ان عہدوں کی متلاشی ہوتی۔

آزاد نقل پذیری کی راہ میں جو موانع ہیں ان میں دوسرے درجے پر ماحول کا اثر ہے۔ گر ماحول اور تعلیم و تربیت کے مابین کوئی باریک خط فارق قائم

باب ۴ اُجرتوں کے اختلاف معاشری طبقہ

نہیں کیا جا سکتا۔ تعلیمی اخراجات کے عامل میں، ماحول ایک اور عامل کا اضافہ کرتا ہے اور ان مقابلہ کرنے والوں کو زیادہ مقبول عہدوں یا حیثیتوں میں داخل ہونے کی کوشش سے باز رکھتا ہے۔ خاندان کا ماحول اور پرورش کے حالات اور تقلید اور مثال کی قوت نوجوانوں کو انھیں پیشوں کے دائرے کے اندر رکھتی ہے جن سے ان کے آباؤاجداد کا تعلق تھا۔ ایک ایسی نقل پذیر اور جمہوری قوم میں جیسے کہ ریاستہائے متحدہ کے باشندے ہیں، ماحول کا اثر قدیم ملکوں کے مقابلے میں بہت کم پڑتا ہے لیکن باقی سب ممالک میں یہ عامل بہت بڑی حد تک اثر انداز ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ خداداد قابلیت رکھنے والے اور چالاک اشخاص کے دلوں میں ترقی کرنے کا جوش اور ولولہ موجزن ہو لیکن عوام انھیں حالات پر قناعت کرتے ہیں جن کے وہ خوگر ہو چکے ہیں۔

۵۔ سب سے آخر میں، ہمیں جبلی قابلیتوں کے اختلافات پر غور کرنا ہے؛ ان کا اثر بلا شبہ بہت بڑا اور دور رس ہوتا ہے؛ تاہم معاشری طبقہ بندی کے وسیع مظاہر پر ان کا جو اثر پڑتا ہے اس کو عام طور سے پوری طرح سمجھا نہیں گیا ہے۔ اس موضوع سے متعلق بعض اساسی مسائل کا کوئی قطعی حل نہیں ہوا ہے اور وہ ابھی تک تصفیہ طلب ہیں۔

اٹھارھویں صدی میں عام خیال یہ تھا کہ قدرت نے سب انسانوں میں یکساں طور سے دماغی اور اخلاقی قابلیتیں اور قوتیں ودیعت کی ہیں چنانچہ آدم اسمتھ کا قول تھا کہ "ایک دوسرے سے غیر مشابہ اور بالکل متضاد کرداروں اور خصائل کے مابین اور ایک فلسفی اور معمولی حمال کے مابین جو فرق و اختلاف ہوتا ہے اس کا باعث و موجب فطرت اس درجہ نہیں ہے جس قدر عادات، رسم و رواج اور تعلیم اس کا سبب ہیں"[1]۔ روسو کا یہ خیال تھا کہ اگر تعلیم مناسب طور سے ہو تو سب اشخاص کی صلاحیتوں کی تشکیل ارادے اور اختیار کے موافق کی جا سکتی ہے؛ اور رابرٹ اوون نے اپنے رجائی معاشری تجربوں کی بنیاد ہی اس خیال پر قائم کی تھی کہ اگر حالات موافق ہوں تو سب انسان مساوی طور سے محنتی اور جفاکش اور مساوی طور سے نیک کردار اور خوش اطوار ثابت ہو سکتے ہیں۔ انیسویں صدی کے دوران میں ڈارون کی سرکردگی میں جو حیاتیاتی تحقیق

[1] دیکھو "دولت اقوام" حصۂ اول باب دوم صفحہ (۱۷) کینن کا ایڈیشن۔

باب

اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی

انجام پائی اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کے برعکس خیالات قائم ہوئے۔ چنانچہ ایک ہی نوع کے افراد کے مابین جو جبلی فرق و اختلافات ہوتے ہیں ان پر زور دیا جانے لگا، نیز مختلف عادات واطوار کی نسلاً بعد نسل منتقلی کو اور طبیعی و دماغی قوٰی وخصائل کے ربط و تعلق کو اہمیت دی جانے لگی۔ اس کا ایک ممکنہ نتیجہ صریح یہ تھا کہ زیادہ خوش قسمت جماعتوں کی اعلیٰ حیثیت کا باعث کم ازکم ایک حد تک وہ جبلی اوصاف وخصائل تھے جو نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے تھے۔ زمانۂ حال میں معاشری مظاہر پر اس قسم کے استدلال کا اطلاق کرنے کے طریق پر زیادہ سے زیادہ توجہ صرف کی جاتی رہی ہے؛ نتیجہ یہ کہ اس عمل کے بارے میں جو قدرتی قوتیں معاشری جماعتوں میں تفریق کرنے میں انجام دیتی ہیں نہ تو کوئی قطعی ثبوت دیا گیا ہے نہ اس کا ابطال ہی کیا گیا ہے۔

کام کے معاوضے یا صلے کے بعض فرق واختلافات اور اس کے نتیجے کے طور پر معاشری رتبے اور حیثیت کے بعض فرق واختلافات یقیناً جبلی اوصاف کا نتیجہ ہیں۔ معاشرے کے کسی ایک طبقے میں، اور خاصکر کسی ایک پیشے میں، بعض افراد غیر معمولی اور مخصوص قابلیتیں اور صلاحیتیں رکھتے ہیں، اور اس کی بنا پر وہ غیر معمولی طور سے کثیر معاوضے حاصل کرتے ہیں۔ وکلاء، طبیب، علماء وفضلاء، شعراء، موجد، کاروباری اشخاص، ان سب کو قدرت نے نادر اور بے نظیر اوصاف کا مالک بنایا ہے۔ ممکن ہے کہ تعلیم ان کی اعانت کرے، ماحول ان کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے؛ لیکن جبلی صلاحیت ہی وہ شے ہے جو قطعی اور فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔ توریث کے اثر کا بالعموم سراغ لگایا جا سکتا ہے، تاہم ایک مقررہ استعداد یا استعدادوں کا مجموعہ کس درجے تک اسلاف سے اخلاف کو وراثتۃً منتقل ہو گا یہ بظاہر کسی معین قانون کا تابع نہیں معلوم ہوتا۔ ودائع کا فرق، خواہ ذہانت و ذکاوت طبع کی شکل میں ہو یا اعلیٰ درجے کی استعداد کی شکل میں، ایسا ہی حکمی واقعہ ہے جیسا کہ اس کے اسباب ناقابل تفحص ہیں۔ اور اس واقعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض افراد کی آمدنی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے، اور یہ کہ مسابقت کے نظام کے تحت اُجرتوں میں عظیم فرق کی موجودگی ناگزیر ہے۔

اس سے زیادہ مشکل مسئلہ یہ ہے کہ آیا مختلف جماعتوں کے درمیان خداداد دماغی قابلیتوں اور خصائل میں وسیع فرق موجود ہیں؟ اور خاصکر یہ سوال کہ آیا خوش حال طبقے بحیثیت مجموعی ایسے اوصاف کے مالک ہیں جن سے

باب ۷ اُجرتوں کے اخ... معاشری طبقہ

دستی محنت کرنے والے مزدور عاری ہیں؟ اگر ہم معاشری فروق و اختلافات کے
مبادی کا پتہ چلا سکتے تو، بلا شبہ ہمیں یہ معلوم ہو جاتا کہ جو لوگ خوش قسمتی سے
اول اول مقبول حیثیتوں اور مدارج پر فائز ہوئے وہ محض فطری قابلیتوں کی
وجہ سے ایسا کرنے پر قادر ہوئے۔ قدیم ترین زمانے کی وحشی اقوام میں جو افراد
سردار یا سرخیل کے رتبے پر پہنچے وہ محض اپنی برتر طاقت اور فراست کے سبب
سے پہنچے۔ جاگیری زمانے کے بڑے بڑے جاگیر دار ابتدا ہی سے جرگوں یا فرقوں کے
فطری سرگروہ تھے۔ شہر کے تاجر، جن میں ہم کو حرفتی جتھوں کا منبع و ماخذ ملتا ہے،
اپنے قصبوں کے نہایت لائق اور ذکی الطبع اشخاص میں سے تھے۔ توریث کے 139
تمثیلات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان اسلاف کے اوصاف ان کے
اخلاف کو وراثۃً منتقل ہوئے؛ اور یہ کہ عصر جدید کے نام نہاد اعلیٰ طبقوں سے
پیدائشی اُمراء کا گروہ ترکیب پاتا ہے۔ توریث اگرچہ اپنے انفرادی مظاہر
میں بے قاعدہ سی ہوتی ہے، لیکن افراد کی کثیر تعداد کا جہاں تک تعلق ہے
وہاں تک اس میں باقاعدگی اور استقلال ظاہر ہوتا ہے۔ ایک ہزار بچے خداداد
قابلیت رکھنے والے والدین کے اور ایک ہزار بچے اوسط درجے کی قابلیت
رکھنے والے والدین کے لیجئے؛ اول الذکر جماعت یقیناً بہتر اور برتر ثابت
ہوگی، اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ موخر الذکر جماعت سے کوئی اِکّا دُکّا ذکی الطبع
فرد بھی نکل آئے۔ مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ معاشری طبقوں کے
مابین جو وسیع فرق و اختلافات ہیں ان کا مدار ان فروق پر ہے جو ان طبقوں کی
جبلّی عقلی، ذہنی اور اخلاقی استعداد میں پائے جاتے ہیں؟

علاوہ ازیں یہ کہا جاتا ہے کہ زندگی میں کامیابی حاصل کرنے والوں کا
اگر شمار اور درجہ بندی کی جائے تو اس سے اعلیٰ طبقوں کی عظیم الشان اوسط
قابلیت ثابت ہوتی ہے۔ مختلف ممالک، خاصکر انگلستان اور فرانس کے
مشاہیر کے متعلق اعداد و شمار پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُمراء کا طبقہ،
خوش حال حلقہ، اور اہل شہر کا گروہ، یہی وہ جماعتیں ہیں جن میں ممتاز اشخاص
یعنی اہل قلم، اہل سیف، مدبّران سیاست، اور صنعتی قائد کثیر تعداد میں

باب ۶
اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

پیدا ہوئے۔ ان کی تعداد کے تناسب سے، اور جیسا کہ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے، ان کی استعداد بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ذکی الطبع لوگ بھی زیادہ تر انھیں جماعتوں نے پیدا کئے۔ ان سب امور سے ایسی شہادت بہم پہنچتی ہے جس سے اس خیال کو تقویت ہوتی ہے کہ جبلی قابلیتیں معاشری طبقوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔

اس کے برخلاف یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خود اسی شہادت سے اتفاقات اور ماحول کے فائق اثر کا ثبوت ملتا ہے۔ ذہنی قابلیت رکھنے والا کوئی شخص، جو بلند و برتر طبقوں کے اوسط درجے کے اشخاص کی صحبت میں رہتا ہے اور ان اشخاص کی تنگ نظری، ان کی کاہلی، ناعاقبت اندیشانہ قناعت گزینی اور بے سلیقگی اور گنوار پن کا مطالعہ کرتا ہے، اس کو یہ خیال قائم کرنے میں پس و پیش کرنا پڑتا ہے کہ یہ اشخاص اور ان کے اخلاف محض غیر معمولی قابلیتوں کی وجہ سے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ وہ اس کے سوا کوئی اور خیال قائم نہیں کرسکتا کہ ان کی کامیابی کا راز بڑی حد تک ان کی تربیت، ان کی زندگی کے سہولت بخش آغاز اور ان کی پرورش کے ماحول میں مضمر ہے۔ اگر ادنیٰ طبقوں میں سے بہت کم اشخاص کو ترقی کا موقع ملتا ہے تو، اس کی وجہ لازمی طور سے یہ ہے کہ استعداد و قابلیت رکھنے والے کثیر التعداد اشخاص کے مقابلے میں وہ ابھرنے نہیں پاتے۔ محض ایسے اشخاص جمود انگیز ماحول کی مزاحمتوں سے بچ کر نکل سکتے ہیں جن میں غیر معمولی جوش و ولولہ اور قابلیت موجود ہو۔ اکثر پُرجوش مصلحین اس امر کے قائل ہیں کہ ادنیٰ طبقوں میں لیاقت و استعداد کا عظیم الشان ذخیرہ ابھی تک غیر ترقی یافتہ حالت میں پڑا ہوا ہے، اس کو نشو و نما کا موقع ہی نہیں ملا اور ان کی لیاقت کے امکانات خوش حال طبقے کی موجودہ لیاقت کے امکانات کے مقابلے میں کوئی حقیر درجہ نہیں رکھتے۔ اگرچہ افراد کے مابین یقینی طور سے فرق و اختلافات پائے جاتے ہیں، لیکن طبقوں اور جماعتوں کے مابین جو فرق و اختلافات پائے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ ابھی تک غیر مصدقہ ہیں۔

140

باب
اجرتوں کے اخ
معاشری طبقہ

اس امر میں ایک اور بات کا اضافہ یہ کیا جاتا ہے کہ ہر اعلیٰ یا خوش قسمت طبقہ ان اوصاف کو جن کے ذریعے سے ان کے اسلاف نے کامیابی حاصل کی تھی، اپنے اخلاف میں منتقل کرنے کی جانب اس قدر مائل نہیں ہوتا جس قدر کہ وہ خود حاصل کردہ باوقعت حقوق سے مسلسل مستفید ہوتے رہنے کی وجہ سے کمزور اور ضعیف ہوتا جاتا ہے۔ یہ بات عام طور سے دیکھی جاتی ہے کہ ترقی یافتہ خاندانوں کی آخری نسلیں انحطاط پذیر اور مائل بہ تنزل ہوتی ہیں۔ اگر ان میں نئی روح پھونکی جا سکتی اور نئی جان پڑ سکتی ہے تو وہ محض نیچے کے طبقوں کے تازہ خون کی آمیزش سے۔ چنانچہ بتایا جاتا ہے کہ شاہی خاندانوں اور طبقۂ اُمرا کے بارے میں تاریخ سے یہی سبق حاصل ہوتا ہے؛ علیٰ ہذا کامیاب تاجروں کی جماعت میں بھی یہی میلان پایا جاتا ہے۔ جب زندگی کے حالات سادہ ہو جاتے ہیں اور ترقی کی کشمکش کمزور پڑ جاتی ہے تو نالایق لوگ میدان سے ہٹائے نہیں جاتے اور اوسط درجے کی قابلیت رکھنے والے اشخاص اپنی حیثیت برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اگرچہ نمایاں اور مسلسل کامیابی وہی لوگ حاصل کرتے رہتے ہیں جو غیر معمولی قابلیتیں رکھتے ہیں (خواہ یہ لوگ ادنیٰ طبقے میں پیدا ہوئے ہوں یا خوش حال طبقے میں)، پھر بھی آسان آغاز اور دائمی سرپرستی کی سہولتیں اب بھی معمولی قابلیت رکھنے والے اشخاص کو اس خوش نصیب جماعت میں رہنے اور اپنی مقبول حیثیت کو برقرار رکھنے کے قابل بناتی ہیں جن میں وہ پیدا ہوئے۔

یہ مسئلہ ہنوز فیصلہ طلب ہے، اور ابھی مدت دراز تک غیر منفصل رہے گا۔ تجربے کا طریقہ اس میں استعمال نہیں کیا جا سکتا؛ اور واقعہ تو یہ ہے کہ اس طریقے کو کسی قسم کے معاشری مسائل کے بارے میں صحت کے ساتھ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ زیادہ خوش نصیب جماعت کے ایک ہزار بچے اور کم خوش نصیب جماعت کے ایک ہزار بچے لیں اور ان کو صحیح طریقے پر تعلیم و ماحول کے یکساں اثرات کا تابع کر کے ان کی تمام زندگی کے حالات کا مطالعہ کرتے رہیں۔ ہم یہ عمل ان کے اخلاف کی یکے بعد دیگرے آنے والی نسلوں

باب ۶

اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی

کے ساتھ تو اس سے بھی کم کرسکتے ہیں۔ صرف ایک طریقے پر ہم کو دسترس حاصل ہے اور وہ مطالعے اور مشاہدے کا طریقہ ہے؛ مگر اس میں نہ صرف مشاہدے کے تحدیدات اور معطیات کی پیچیدگی کی وجہ سے مزاحمتیں پیش آتی ہیں، بلکہ ان اشخاص کے تعصبات کی وجہ سے بھی مزاحمتیں پیش آتی ہیں جو مطالعہ اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ گو حیاتیات کے تمثیلات (جہاں تجربے کا صحیح معنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے) اس خیال کو تقویت پہنچاتے ہیں کہ توریث کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے، لیکن روزمرہ کی زندگی کے عام واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ موقع، سہولت، اتفاقات اور ماحول کا بہت اہم اثر پڑتا ہے۔ جبلی اوصاف رکھنے والے اشخاص موقع و ماحول کے اثر کو بہت زیادہ آسانی کے ساتھ بڑھا دیتے ہیں، بشرطیکہ انھیں زندگی کے ابتدائی حصے میں تعلیم و تربیت اور کفالت کے فوائد اور سہولتیں حاصل ہوں۔ وہ لوگ جو نہایت اعلیٰ درجے کی خلقی استعداد
رکھتے ہیں ان کا مدار بلا شبہ عارضی مدد پر سب سے کم ہوتا ہے۔ جرنیل، 141
سرداری کی پیدائشی قابلیت رکھتے ہیں؛ تعلیم و تربیت کے ذریعے سے ہر ایک جرنیل نہیں بنایا جا سکتا؛ لیکن تعلیم و تربیت کے ذریعے سے کرنل اور کپتان بنائے جا سکتے ہیں۔ معمولی سپاہیوں میں ممکن ہے ایسے اکثر اشخاص ہوں جن کے اندر عمدہ افسر بننے کی قابلیت پنہاں ہو، پھر بھی انھیں سپاہیوں کی صف میں رکھا جاتا ہے، اس لیے کہ ان میں جو جوہر ذاتی موجود ہے اس کو اُبھارنے اور جِلا دینے کا کوئی طریقہ دستیاب نہیں ہو سکتا۔

۶۔ بہر کیف محنت کی نقل پذیری، خواہ قدرتی اسباب کی بنا پر ہو یا موجود الوقت معاشری حالات کی وجہ سے، مختلف پیشوں کے مابین آزادانہ طور سے عمل میں نہیں آتی۔ مختلف قسم کے پیشوں اور اُجرتوں میں بعض وسیع گروہ دوسروں سے ممیز معلوم ہوتے ہیں۔ بقول کیرنس انھیں "غیر مسابق یا مقابلہ نہ کرنے والے گروہ" کہا جا سکتا ہے؛ انھیں اس معنی میں "غیر مسابق" گروہ کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ جو پیدائش کے لحاظ سے یا حالات کے اعتبار سے کسی مقررہ جماعت یا گروہ سے تعلق رکھتے ہیں عام طور سے اسی حیثیت میں

باب ۷
اُجرتوں کے اعتبار سے
معاشرتی طبقے

رہتے ہیں اور دوسری جماعتوں یا گروہوں سے مقابلہ نہیں کرتے۔ کثیر التعداد اشخاص کے لیے یہ بہت مشکل اور اکثروں کے لیے یہ غیر ممکن ہے کہ وہ ایک ایسی جماعت سے جس میں وہ اپنے آپ کو پاتے ہیں زیادہ خوش قسمت جماعت میں منتقل ہو جائیں۔ سہولت تفہیم و تشریح کی خاطر ہم انھیں پانچ جداگانہ گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ان کے مابین کوئی باریک خط فارق نہیں کھینچا جا سکتا؛ اس لیے کہ ان کا اثر ایک دوسرے میں اسی طرح سرایت کیے ہوئے ہے جس طرح فضا میں رنگ و بو، اور ان میں مسلسل مدارج کی وجہ سے رشتۂ تعلقات قائم ہے؛ لیکن ان میں جو امتیاز کیا جاتا ہے وہ اسی حد تک کیا جاتا ہے جو معاشری جماعتوں کے باہمی تعلقات سے متعلق اہم سوالات کو اور اُن اساسی اسباب کو نمایاں طریقے سے ظاہر کرنے کے لیے کافی ہو جو تقسیم دولت اور قدر پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(۱) پہلی اور سب سے ادنیٰ جماعت میں دن کے وقت کام کرنے والے نام نہاد مزدور شامل ہیں؛ مثلاً: زمین کھودنے والے اور پھاوڑے کا کام کرنے والے جو محض جسمانی محنت کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان میں بھی بعض مدارج پائے جاتے ہیں۔ سیدھے سادے کاموں کو بھی ہر روز مسلسل نو، دس، یا گیارہ گھنٹوں تک انجام دینے کی صلاحیت اور آمادگی سب مزدوروں میں یکساں طور سے موجود نہیں ہوتی؛ اور سب انسانوں اور اقوام میں تو اس سے بھی کم یکسانی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یہ صفت معمولی غیر ماہر مزدور کے درجے سے آگے کی چیز ہے۔ لیکن اس قسم کے غیر ماہر مزدور بہت کافی تعداد میں ہیں۔ تقریباً ہر بالغ شخص اس کام کو کر سکتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بھی اس قسم کی جماعتوں کی تعلیم اس اقل نقطے سے آگے نہیں بڑھنے پاتی جس کی تحصیل قانوناً ضروری ہے۔ کم سن بچوں سے ابتدائی زمانے سے کام لیا جاتا ہے جب سے وہ کچھ کمانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ جیسے ہی لڑکا سن بلوغ کو پہنچ جاتا ہے اس کو انتہائی اُجرت ملنے لگتی ہے، اور جتنا جتنا وہ کبر سنی کی جانب بڑھتا

باب ۲

اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

142

جاتا ہے اور ادھیڑ عمر پر پہنچتا جاتا ہے اتنی اتنی اس کی اُجرت کم ہوتی جاتی ہے۔ اسی طبقے میں وہ کارخانے کے مزدور بھی شامل ہیں جن کا کام بہت آسان اور سیدھا سادا ہے۔ ہر کارخانے میں کچھ نہ کچھ کام کی مقدار ایسی ہوتی ہے جو سخت اور کٹھن ہوتی ہے، اور اس کے لیے معمولی مزدور کی ضرورت ہوتی ہے۔ زراعت میں اس قسم کی محنت کی طلب فصل کی کٹائی کے وقت ہمیشہ بہت شدید ہوتی ہے، اور سال کے بقیہ حصے میں نسبتہً قلیل ہوتی ہے؛ اگرچہ کھیت کی نگرانی اور انتظام کے لیے معمولی جسمانی محنت سے بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۲) دوسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جنھیں اگرچہ خاص مہارت کی ضرورت نہیں ہے، تاہم ان کے سر تھوڑی بہت ذمہ داری ہوتی ہے اور ان کے لیے دماغی چستی اور چالاکی ضروری ہے۔ چنانچہ ان کی مثال ریلوں کے موٹر راں ہیں۔ اکثر کان کن خاصکر انگلستان اور جرمنی میں اسی زمرے میں شامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں بھی کوئلے کی کھدائی کو غیر ماہر مزدوروں کے ذریعے سے انجام دینے کا رجحان رہا ہے، بجز ان صورتوں کے جن میں زیرِ زمیں کلیں استعمال کی جاتی ہیں۔ کلوں کے رواج کی ترقی اور بڑے پیمانے پر کارخانوں کے قیام نے کارخانوں میں ایسے کام کرنے والے مزدوروں کی طلب میں گوناگوں اضافہ کر دیا ہے جن کا کام مقابلۃً بہت آسان، مسلسل اور تھکا دینے والا ہے۔ مگر ایسے مزدوروں کو کلوں کے استعمال اور ان کی نگرانی کرنے میں ذہانت کی ضرورت ہے اس گروہ میں اُجرت بالعموم ہفتہ وار نہ کہ روزانہ تقسیم ہوتی ہے؛ یہ ایک ایسی صورت ہے جس میں زیادہ مسلسل طریقے پر کام انجام دینا پڑتا ہے، اور جماعت اول الذکر کی صورت حال سے بہت زیادہ ترقی یافتہ ہے۔

(۳) تیسرے گروہ میں دستی مزدوروں کا اعلیٰ طبقہ شامل ہے۔ اس میں نجار، معمار، سیسے کا کام کرنے والا اور کل بنانے اور درست کرنے والا شمار ہوتا ہے؛ اور ہر قسم کے پیشے شامل ہیں جن میں باریک بینی، آلات استعمال

باب ۴۷ — اُجرتوں کے اندر معاشری طبقہ

کرنے کی واقفیت اور پُر مشق و مہارت ہاتھ کی ضرورت پڑتی ہے۔ گو مشینوں کے رواج کی وجہ سے دستکاروں کی ضرورت بڑی حد تک گھٹ گئی ہے، تاہم اگر کوئی مزدور کسی پیشے میں ماہر ہو تو، وہ اب بھی ایک ناگزیر حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ کلوں کے رواج کی ترقی کی وجہ سے ایسے مزدوروں کی کثیر جماعت کی ضرورت پیدا ہو گئی ہے جو کلوں کو طیار کرنے، ان کی درستی کرنے اور ان کو مناسب طریقے سے چلانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ممکن ہے کہ کسی مخصوص پیشے کی تخصیص یافتہ مہارت میں اتنا ہی اعلیٰ صلہ حاصل کرنے کا تیقن نسبتہً کم ہو جتنا کہ قدیم زمانے میں ہوا کرتا تھا؛ اس لیے کہ موجودہ زمانے میں کلوں کے مقابلے کی وجہ سے ماہر مزدوروں کے لیے بہت بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے؛ لیکن عام میکانکی قابلیت کی طلب میں مسلسل اور روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسی ہی قابلیت رکھنے والے
143 مزدوروں کی سبھا سب سے قوی ہوتی ہے۔ سیونگ بنکوں میں رقم جمع کرنے کی وجہ سے یا مکان کی تملیک کی وجہ سے تھوڑی بہت جائداد کی فراہمی ممکن ہے۔ پیشے کا تعلق خاص تفاخر پیدا کرتا ہے، اور آزادی کا قوی جذبہ رونما ہوتا ہے۔ اس جماعت میں تعلیم بھی ادنیٰ جماعتوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ بچوں کو عام طور سے ابتدائی مدارس (گریمر اسکول) کا کل نصاب ختم کرایا جاتا ہے، اور اس کے بعد بطریق کارآموزی یا دوسرے طریقے سے کسی خاص پیشے کے لیے طیار کیا جاتا ہے۔

(۴) اس کے بعد وہ جماعت ہے جو خوش حال طبقے سے قریب تر ہے؛ یعنی: زیریں اوسط طبقہ، جو ناخوشگوار اور گندہ کاموں کو انجام نہیں دیتا؛ اور کسی نہ کسی قسم کا محرری کا پیشہ یا ایسا پیشہ جس میں زیادہ عقل و ذہانت صرف نہ کرنی پڑے اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اس کی مثال، محرر، محاسب، فروخت کنندگاں، خردہ فروش، ریلوں کے اہلکار، فورمین، مہتمم، اور معمولی درجے کے مدرس ہیں۔ اس جماعت میں تعلیم اور زیادہ آگے بڑھی ہوئی ہوتی ہے، اس لیے کہ والدین زیادہ مدت تک بچوں کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں اور اس کی استطاعت بھی رکھتے ہیں۔

باب ۷ اُجرتوں کے اختلافات، معاشری طبقہ بندی

عام طور سے ثانوی مدرسوں (فوقانی مدرسوں یا کالج) تک رسائی ہوتی اور داخلہ عمل میں آتا ہے، اور بسا اوقات اس کے کل نصاب میں شرکت عمل میں آتی ہے۔ شادی بیاہ کچھ زیادہ سن میں ہوتا ہے؛ اور رقم کے پس انداز کرنے کی سعی تقریباً ہمیشہ کی جاتی ہے۔ اس جماعت کے لوگوں میں ہر قسم کے دستی مزدوروں کو، خواہ وہ ماہر ہوں یا غیر ماہر، حقارت سے دیکھنے کا جذبہ ہوتا ہے اور معاشری احساس کا امتیاز ہوتا ہے جو اُجرتوں کے اختلافات کے مطابق نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ موجودہ قوموں میں اس چوتھی جماعت کی اجرتوں کی شرح تیسری جماعت کی اُجرت سے بالعموم بہت کم مختلف ہوتی ہے۔

(۵) آخر میں ہم خوش حال طبقے پر پہنچتے ہیں؛ اور یہی وہ طبقہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ جماعت خیال کرتا ہے اور حقیقت میں یہی سب سے زیادہ خوش نصیب طبقہ ہے۔ اسی طبقے میں اعلیٰ پیشے ہوتے ہیں؛ مثلاً: وکیل، طبیب، یا دری، معقول مشاہرہ پانے والے معلم، تنخواہ دار خانگی یا سرکاری عہدہ دار اور ذمہ دار اور با اقتدار افسر شامل ہیں؛ اور سب سے بڑھ کر کاروباری اشخاص اور منتظمین صنعت کی جماعت ہے جن کی حیثیت جمہوری قوموں میں کل جماعتوں کی ریڑھ کی ہڈی کی ہوتی ہے۔ اس طبقے کے لوازم جائداد و املاک اور اصل کی فراہمی ہیں؛ اور اس کا عام مقصد محض مناسب وسیلۂ معاش حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ زر کا پس انداز کرنا یا زر کمانا ہے۔ اس گروہ میں تعلیم انتہائی سطح تک دی جاتی ہے۔ یوں تو عام طور سے ثانوی مدارس تک بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے، لیکن اکثر و بیشتر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی انھیں تعلیم دی جاتی ہے۔ کسب معاش کی صلاحیت کم عمری میں نہیں پیدا ہوتی۔ نہ صرف تعلیم و تربیت کا زمانہ طویل ہوتا ہے، بلکہ کسب معیشت کی صلاحیت پیدا ہونے کے بعد آمدنی ابتداءً مدت دراز تک بہت ہی قلیل ہوتی ہے؛ اور اس آمدنی میں بتدریج ترقی ہوتی ہے حتیٰ کہ، جیسا کہ توقع کی جاتی ہے، ادھیڑ عمر میں اکتسابی قوت بہت بڑھ جاتی ہے۔ شادی میں بھی بہت تاخیر 144
کی جاتی ہے، اور بالعموم اتنی تاخیر کی جاتی ہے کہ شادی سے انتہائی خوشی حاصل

باب ؏
اُجرتوں کے ؏
معاشری طبقہ

کرنے کا زمانہ گزر جاتا ہے۔ بیویاں زیادہ تر منجملہ ساما ن آرائش ہوتی ہیں؛ اوران سے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ وہ امور خانہ داری کے انتظام میں عملی دلچسپی لیں گی، یا کم از کم اپنے بچوں کی پوری طرح نگہداشت کریں گی، بلکہ انھیں خدمتگاروں کی حاجت ہوتی ہے۔

ابتدائی تین جماعتیں ہر قسم کے دستی مزدوروں کے شمول کے ساتھ ایک بالکل جدا گانہ جماعت ترتیب دیتی ہیں! نہ صرف اس وجہ سے کہ ان میں اُجرتوں کے فرق و مدارج علی التسلسل پائے جاتے ہیں، بلکہ اس وجہ سے بھی کہ ان جماعتوں کے افراد کا نقطۂ خیال اوران کے تعصبات یکساں اور مقررہ ہوتے ہیں۔ انھیں بالعموم اپنی اُجرتوں پر گزر بسر کرنے کی توقع ہوتی ہے، اور املاک پیدا کرنے یا جائداد فراہم کرنے یا جائدادوں سے آمدنی حاصل کرنے کا خیال ان کے ذہن میں نہیں ہوتا۔ ان میں جسمانی محنت کرنے اور دستی محنت پر انحصار کرنے اور اپنے آپ کو خوش حال طبقے سے عام طور سے الگ اور جدا تصور کرنے کی ذہنیت عام ہوتی ہے۔ سب سے آخر کی دو جماعتوں میں بھی اسی قسم کا اتحاد خیالات پایا جاتا ہے۔ اگرچہ ان میں املاک اور آمدنیوں کے اعتبار سے بہت کچھ فرق و اختلافات پائے جاتے ہیں، تاہم سب میں خوش حال طبقے کے عادات، رجائی توقعات اور تعصبات پائے جاتے ہیں۔ ان میں مشترکہ طور سے یہ احساس پایا جاتا ہے کہ دستی محنت ان کے رتبے سے گری ہوئی چیز ہے۔ چنانچہ ان کے لباس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایسی محنت سے مستغنی ہیں؛ یعنی وہ جمپر یا اور آل[1] استعمال ہی نہیں کرتے۔ ان کی خواہش اور تمنا محض زر فراہم کرنا اوراس کو مشغول کرنا ہوتی ہے، اور ان کا مقصد زیادہ تر متمول اور آرام طلب طبقے کی حیثیت اختیار کرنا ہوتا ہے۔ کاروبار، یعنی صنعت کی نگرانی اور انتظام اوراس کے مماثل دیگر کام ان کے اعمال کا لب لباب ہیں۔ اس طرح ہم مزدوروں کو دو بڑی قسموں یعنی سخت کام

[1] Jumper and Overalls,

باب ۲

اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی

کرنے والوں" اور "ہلکا کام کرنے والوں" میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ وہ لوگ جو کسی قسم کی محنت ہی نہیں کرتے، یعنی محض جائدادوں اور املاک کے مالک ہیں اور ان کی آمدنی وصول کرتے ہیں، ان کی صحیح معاشی مفہوم میں ایک بالکل جداگانہ قسم شمار ہوتی ہے؛ ان کی آمدنی کی نوعیت کسی قسم کی اُجرت کی نہیں ہوتی، بلکہ اس آمدنی کو سود یا لگان یا نفع اجارہ کہنا چاہیئے۔ لیکن عام اور وسیع مفہوم میں وہ اجیروں کے اعلیٰ طبقے میں اور خاصکر سب سے اعلیٰ اور خوش قسمت جماعت میں شمار کیے جاتے ہیں، چنانچہ دونوں کے روایات مشترک ہوتے ہیں اور ان میں شادی بیاہ کے ذریعے سے بھی میل جول قائم ہوتا ہے۔

۷۔ موجودہ زمانے اور خاصکر جمہوری قوموں میں، مختلف جماعتوں کے درمیان حدود فاصل غائب ہوتے جارہے ہیں، اور ایک سے دوسرے میں نقل پذیری آسان ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ ہم اول اس مسئلے پر غور کرسکتے ہیں کہ سب سے ادنیٰ جماعتوں یعنی عام مزدوروں کو یہ تبدیلیاں کس طرح متاثر کرتی ہیں۔

145 دنیا میں سخت، گندہ اور ادنیٰ قسم کے کام ہمیشہ سے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ رہیں گے؛ اور با اقتدار اور خوش قسمت معاشری طبقوں میں بھی یہ خواہش ہمیشہ سے رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی کہ دوسرے ان کاموں کو انجام دیں۔ اسی وجہ سے عہد قدیم میں رسم غلامی کا اور قرون وسطیٰ میں سرفیت (پرجون) کا وجود پایا جاتا ہے۔ موجودہ زمانے میں حبشی غلام، قلی اور چینی مزدور اور معمولی غیر ماہر مزدور موجود ہیں چنانچہ ان کی مانگ بہت زیادہ اور شدید ہے؛ مثلاً ریلوں کی تعمیر میں، نالیاں کھودنے، فصلوں کا انصرام کرنے، اور کان کنی میں ایسے ہی مزدور کام کرتے ہیں، اور ان سب کاموں میں رگ پٹھوں اور معمولی اعضائے جسمانی کو استعمال کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ سب جماعتیں معاشرے میں غلاموں یا ادنیٰ طبقوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے وہاں تک، یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ کسی پیشے میں جاذبیت کا فقدان اُجرتوں کو بڑھا دیتا ہے۔ بلکہ صورت حال

باب ۲
اُجرتوں کے ماتحت معاشری طبقہ

زیادہ تر اس کے برعکس معلوم ہوتی ہے۔ یعنی سب سے مشکل، سب سے گندہ اور سب سے کم دلچسپ کاموں کی اُجرت سب سے ادنیٰ ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک آزاد معاشرے میں اس جماعت کی ادنیٰ اُجرت کی توجیہ یہ ہوگی کہ ایسے اشخاص کی تعداد بہت کثیر ہوگی جو صرف اسی قسم کا کام کرسکتے ہیں اور دوسرا کوئی کام نہیں کرسکتے۔ ایسی محنت کی رسد کی کثرت اُجرت کو گھٹا دیتی ہے، اور اسی لیے تربیت کا فقدان، ماحول کی مزاحمتیں یا جبلی قابلیتوں کی کمی ایسے مزدوروں کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتی اور انھیں زیادہ خوش قسمت جماعت کے دائرے میں داخل ہونے سے باز رکھتی ہے۔ جہاں اس قسم کی مزاحمتیں اور موانع نہ ہوں گے یا کمزور ہوں گے وہاں ادنیٰ ترین طبقے سے باہر نکلنے کی دائمی کوشش عمل میں آئے گی؛ اسی لیے ادنیٰ طبقوں سے نکل کر اعلیٰ طبقوں کی جانب مسلسل نقل عمل میں آتی ہے اور اجرتوں میں مساوات کی جانب میلان پایا جاتا ہے۔ ادنیٰ ترین جماعتوں سے اعلیٰ طبقوں کی جانب نقل کی یہ تحریک ریاستہائے متحدہ میں بہت قوت حاصل کر رہی ہے۔ جمہوریت پسند معاشرے کے سب اثرات، یعنی شدید طبقہ واری فرق و امتیازات کی عدم موجودگی، آزادی کی فضا اور مدارس عامہ کی تعلیم وغیرہ، طبقوں کے مابین آزادانہ نقل پذیری کے موانع اور مزاحمتوں کو رفع کرنے میں معاون ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں (یعنی شمالی و مغربی ریاستوں میں)، معمولی مزدوروں کی حیثیت، محض بیرونی علاقوں سے مزدوروں کی درآمد کی وجہ سے ادنیٰ ترین سطح پر قائم ہے۔ غیر ملکی باشندوں کی دوسری نسل، جو یہاں آباد ہو جاتی ہے، عام طور سے دوسرے اور تیسرے طبقے میں اپنے آپ کو شامل کرلیتی ہے۔ مدارس عامہ نہ صرف اپنی تعلیم و تربیت کے براہ راست اثر سے بلکہ اس سے بھی زیادہ ماحول کی بندشوں کی شکست کے بالواسطہ اثر سے بھی نسبتہً بہتر شئے کے لیے راستہ کھول دیتے ہیں۔ لیکن نصف صدی یا اس سے زیادہ کے اثناء میں معمولی مزدور تعداد کثیر میں بیرونی علاقوں سے ان ریاستوں میں آکر بس گئے، اور انھوں نے ان جگہوں کو پُر کر دیا جن کو ان کے پیشرو ؤں کے بچوں نے اوپر کے طبقوں میں منتقل ہو کر خالی کر دیا تھا۔ اول اول آئرلینڈ کے

باب ۴

اُجرتوں کے اختلافات معاشری طبقہ بندی

باشندے یہاں آئے، اور ان کی نقل پذیری کی ابتدا ۱۸۴۶ء کے آئرلینڈ کے قحط سے ہوئی؛ اس کے بعد وہ فرانسیسی آئے جو کنیڈا میں آباد ہو گئے تھے؛ پھر ان کے بعد اٹلی ہنگری پولینڈ اور مشرقی یورپ کی مختلف قوموں کے باشندے آئے۔ ان تازہ واردوں کی مسلسل آمد نے ادنیٰ ترین طبقے کی اُجرتوں کو گھٹا دیا اور اسی کے ساتھ اس جماعت اور دوسری جماعتوں کے مابین معاشری حد فاصل کو بہت نمایاں کر دیا۔

اکثر اشخاص دوسرے مزدوروں کی اعلیٰ اجرت کے مقابلے میں معمولی مزدوروں کی ادنیٰ اُجرت کو قدرت کی نظم و ترتیب کا جزو خیال کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی عمدہ صورت حال نہیں ہے، بلکہ ایک قابل افسوس بات ہے۔ پیشوں کے انتخاب کی آزادی، خوش حالی کے اہم ترین شرایط میں سے ایک ہے؛ اور اسی آزادی کی عدم موجودگی کی وجہ سے معمولی مزدوروں کی حالت و حیثیت میں دائمی جمود پایا جاتا ہے۔ آمدنیوں اور معاشری مراتب کے فرق و اختلافات (اور نقل پذیری کی آزادی کا نہ ہونا ان میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے) ان اعلیٰ تصورات سے تناقض رکھتے ہیں جن کی تمام مہذب دنیا میں حکمرانی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ایسے فرق، جمہوریت کے مقاصد و عزائم سے تناقض رکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ نقل پذیری کی راہ سے مصنوعی بندشوں اور مزاحمتوں کو ہٹا دینے کے باوجود بھی معمولی مزدور، جیسا کہ ان کے موجودہ نام سے مترشح ہے، معمولی حیثیت ہی میں رہیں اور ادنیٰ اُجرت پائیں۔ لیکن ایسا اختلاف اور عدم توافق، جس کو دنیا نے بطور ایک عام واقعے کے تسلیم کر لیا ہے، ناگزیر نہیں ہے۔ اس سے بڑے بڑے معاشری خطرات، یعنی فرقہ واری تعصبات اور کشمکش پیدا ہوتی ہے، اور باقی قوم میں تمام جسمانی محنت کرنے والے مزدوروں اور ان کے ناگزیر کام کے خلاف ناواجب جذبۂ منافرت اور حقارت رونما ہوتا ہے۔ اس جماعت کے دوسرے اعلیٰ اُجرت پانے والے اور اعلیٰ معاشری رتبہ رکھنے والے طبقے میں ترقی کر جانے کے معنی حقیقت میں یہ ہوں گے کہ دوسرے طبقوں کی حیثیت مقابلۃً خراب ہو جائے اور انھیں سخت محنت کے ثمرات عمدہ شرایط پر حاصل کرنے کا موقع نہ ملے؛ لیکن اس کے یہ معنی بھی ہوں گے کہ

باب ۳
اُجرتوں کا
معاشری

خوش حالی کی تقسیم زیادہ عمدہ اور بہتر ہو گی۔

اسی قسم کے اسباب کی بنا پر ریاستہائے متحدہ سے چینیوں کا اخراج حق بجانب قرار دیا جا سکتا ہے۔ چینی جس قسم کی محنت کرتے ہیں اس قسم کی محنت کی "ضرورت اور مانگ" ابتدائً بحر الکاہل کے ساحل پر بہت زیادہ تھی اور ان کی "ضرورت" اس معنی میں بہت زیادہ تھی کہ جو لوگ ایسی محنت رسم و رواج کی مقرر کردہ اُجرت پر (جو اس کام کے لیے مکتفی خیال کی جاتی تھی) انجام دے سکتے تھے بہت کمیاب تھے۔ خالص معاشی اسباب کی بنا پر چینیوں سے کام لینا بقیہ قوم کے لیے نافع تھا۔ لیکن نیم غلاموں کی جماعت کی دائمی موجودگی جمہوری
147 قوم کے صحت بخش اجزائے ترکیبی کا جزو نہیں ہے۔ چنانچہ انھیں اسباب کی بنا پر جنوبی ریاستوں میں حبشیوں کی حالت و حیثیت سخت فکر و تردد پیدا کر رہی ہے۔ نیم غلام کی حیثیت سے ایسے مزدور کی مسلسل اور غیر معین مدت تک موجودگی اعلیٰ معاشری تصورات کے منافی ہے؛ تاہم اپنی حالت کو بہتر بنانے اور اعلیٰ طبقوں میں منتقل ہونے کے لیے (کم از کم اس کے جبلی صفات اس کو جہاں تک اجازت دیتے ہیں) اس کو جو آزادی حاصل ہو سکتی ہے اس میں نہ صرف دوسرے مزدوروں کے ذاتی اغراض رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں بلکہ قومی تعصبات بھی پوری شدت کے ساتھ مزاحمت پیدا کر رہے ہیں۔

ریاستہائے متحدہ میں بیرونی ممالک سے اشخاص کے توطن داخلی پر بندشیں قائم کرنے کے مسئلے کا حل، مصنف کی رائے میں زیادہ تر اسی نقطۂ خیال سے ہونا چاہیئے۔ اگر بیرونی اشخاص کے توطن کے معنی ادنیٰ معاشی و معاشری طبقے کا دوام و قیام ہوں تو، ان پر بندشیں قائم کرنی چاہئیں لیکن اگر وہ لوگ جو باہر سے آتے ہیں (یا اگر وہ نہیں تو کم از کم ان کے بچے) مرور زمانہ کے ساتھ تبدیل ہو کر آزاد اور نقل پذیر افراد قوم بن جائیں تو ملک ان کے توطن کو بلا تامل گوارا کر سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ باہر سے آنے والے خود اپنے آبائی وطن کے مقابلے میں یہاں بہتر اُجرت اور بہتر حالت پا کر شروع ہی سے فائدہ محسوس کرتے ہیں؛ بقیہ قوم کے لیے کم اُجرت پر محنت شاقہ کرتے ہیں؛ اور اس لحاظ سے

باب ۸

اُجرتوں کے اختلافات

معاشری طبقہ بندی

ادنیٰ ترین طبقے میں ان کی دائمی موجودگی قابل معافی ہوسکتی ہے، بشرطیکہ یہ حالت عارضی ہو۔

تعلیم کی توسیع و اشاعت اور ماحول کے قید و بند کی شکست ادنیٰ طبقوں کو ترقی کرنے کے مواقع بہم پہنچا رہی ہے اور ان کا اثر دوسرے طبقوں کے تعلقات پر بھی پڑ رہا ہے۔ ابتداً محرروں، فروخت کنندوں اور اسی قسم کا کام کرنے والوں کو اپنے دھندے کی ضرورت کے اعتبار سے تھوڑا بہت لکھنا پڑھنا سیکھنا ناگزیر تھا، اور اگرچہ اتنا معمولی لکھنا پڑھنا سیکھنے میں آسانی تھی لیکن پھر بھی اس کی تحصیل میں جو دقت تھی وہی ان پیشوں کو مقابلے کی زد سے ایک حد تک محفوظ اور ان کی حیثیت کو برقرار و مامون رکھتی تھی۔ سرکاری مدارس اور خاصکر سرکاری فوقانی مدارس کے معرض وجود میں آنے کے بعد سے یہ حالات کلیتہً تبدیل ہوگئے ہیں۔ اس قسم کا کام انجام دینے والے بہ تعداد کثیر دستیاب ہونے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اُجرت میں اضافے کی بجائے تخفیف ہوگئی۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں ایک ماہر میکانک کی آمدنی اوسط درجے کے محرر کی آمدنی کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ پھر بھی محرری کے پیشے کی جانب عام میلان بظاہر روبہ تنزل نہیں معلوم ہوتا۔ اس کی وجہ بڑی حد تک یہ ہے کہ اس پیشے کا تعلق کاروبار کے انتظام سے ہے، اور دوسرے یہ کہ اس میں بڑے اور مقتدر عہدے تک ترقی کر جانے کا امکان ہے؛ یعنی اس میں عمدہ صلہ حاصل کرنے کا دل خوش کن مگر پر فریب موقع ہوتا ہے۔ لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دستی محنت کو قدیم ترین زمانے سے سب حقارت کی نظر سے دیکھتے آئے ہیں۔ متمول طبقوں کی ظاہری باتوں کی نقالی کی جاتی ہے۔ جسمانی محنت کرنے والوں کے کام کے "گندہ" ہونے کے متعلق ان کا جو رسمی اور غیر معقول تصور ہے وہ ممکن ہے کہ میکانکوں کے طبقے کے مالی فوائد کے بتدریج بڑھ جانے اور اس طبقے کے زیادہ ہر دلعزیز ہو جانے کی صورت میں بالکل باقی نہ رہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ لوگ اپنی معاشری برتری کے تصورات کو آمدنی کی زیادتی کے لحاظ سے بدلتے جاتے ہیں۔ اگر کسی پیشے سے معقول آمدنی ہو تو، انجام کار اس کے ایک باوقعت پیشہ بن جانے کا امکان 148

باب ۴۷
اُجرتوں کے نسبتہ معاشری طبقہ

ہوتا ہے؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کوئی شخص یا خاندان جب متمول ہو جاتا ہے تو یہ امکان ہوتا ہے کہ بالآخر نام نہاد اعلیٰ طبقے اس کو اپنی صف میں جگہ دے دیں۔ بااین ہمہ معاشرے کے رسمی حکمراں طبقے میں اس قسم کی تبدیلیاں بہت آہستہ آہستہ واقع ہوتی ہیں۔ اگر فی الوقت کوئی پیشہ وقعت کی نظر سے دیکھا جائے تو اس کا یہ وقار اس کی جاذبیت میں اضافہ کر دیتا ہے؛ اور مقابلۃً جس قدر آزادی کے ساتھ ہوگا، اسی قدر زیادہ اشخاص ان پیشوں میں منتقل ہوں گے جن میں داخل ہونا معاشری برتری خیال کیا جاتا ہے۔

۸۔ اگر جماعتوں اور طبقوں کو مساوی مواقع اور سہولتیں حاصل ہوں، اور پیشے کے انتخاب میں اس حد تک کامل آزادی حاصل ہو تو، اُجرتوں میں کیا فرق رہے گا اور مختلف جماعتیں اور طبقے کس حد تک باقی رہیں گے؟ آیا اس صورت میں پیشوں کی جاذبیت، خطرات، اور مساوات قائم کرنے والے تغیرات کے دوسرے اسباب کا اثر اُجرتوں پر پڑنے کی وجہ سے ان میں فرق باقی رہے گا؟ مثلاً آیا سخت اور بے مہارت دستی محنت کا صلہ دوسری کسی قسم کی محنت کے برابر اعلیٰ ملے گا؛ یا چونکہ بے مہارت اور سخت کام ناخوشگوار اور گندہ بھی ہوتا ہے تو، کیا دوسری محنت کے مقابلے میں اس سے زیادہ صلہ ملے گا؟ آیا آسان پیشے اُجرت کی زیادتی کا وہ فائدہ کھو بیٹھیں گے جو انھیں اب عام طور سے حاصل ہو رہا ہے؟

ان سوالات کا جواب اُن خیالات پر منحصر ہے جو قدرتی قابلیتوں کی تحدید کے متعلق ہم قائم کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ بعض خداداد قابلیت رکھنے والے افراد، یعنی چند ادیب اور سائنس داں، موجد، مہندس، انجنیر، کاروباری اشخاص، وکیل، طبیب اور جراح اپنے ساتھیوں سے بالاتر حیثیت اور مرتبہ رکھتے ہوں گے؛ اور ایسے معاشرے میں جہاں مسابقت کا دور دورہ ہو، ان کی آمدنی بھی غیر معمولی طور سے کثیر ہوگی۔ لیکن کیا اطباء من حیث الجماعت، میکانکوں سے من حیث الجماعت اعلیٰ اور زیادہ صلہ حاصل کرتے ہیں؟ ماہر طبیب بننے کے لیے جو استعداد اور قابلیت لازمی ہے

باب ۸ | اُجرتوں کے اختلافات | معاشری طبقہ بندی

اگر وہ انسانوں میں بدرجہا کم پائی جائے تو، اطبا کی جماعت کی آمدنی بے شک نسبتہً زیادہ ہوگی۔ اسی طرح عمدہ میکانکوں کے لیے جو قابلیت و مہارت لابدی ہے اگر وہ اشخاص کی بہت قلیل تعداد میں موجود ہو تو، میکانکوں کی اُجرت دن میں کام کرنے والے مزدوروں کے مقابلے میں زیادہ ہوگی۔ مگر مکرر یہ کہہ دینا نامناسب نہ ہوگا کہ اس پیچیدہ اور اہم مسئلے کے بارے میں ہم کوئی بات قطعی طور سے اور پورے تیقن کے ساتھ نہیں کہہ سکتے۔ بایں امر کہ معاشری طبقہ بندی کے مظاہر پیدا کرنے میں جبلت اور تربیت کے اضافی اثرات کیا ہیں ان پر سردست کوئی بحث نہیں کی جا سکتی۔

لیکن ایک امر بالکل واضح ہے؛ اور وہ یہ کہ اس اساسی مسئلے کو آزما کر دیکھ لینا زیادہ مناسب ہوگا۔ پیشے کے انتخاب میں جو مصنوعی موانع ہیں ان کا ارتفاع قوم کا اہم ترین مقصد ہے۔ 149
اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو، سب کو اپنی جبلّی قابلیتوں کو کام میں لانا پڑے گا، اور ہر شخص سے جو مدد ممکن ہوگی وہ معاشری مقسوم میں اُسے دینا پڑے گی؛ اور اسی کے ساتھ ساتھ کامل ترین آزادی حاصل ہو جائے گی اور اس طرح خوشی اور مرفہ الحالی کی تقسیم بھی غالباً سب سے زیادہ مساویانہ ہوگی۔

۹۔ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو بالعموم کم اُجرت ملتی ہے۔ اس کے متعدد وجوہ ہیں:۔

ایک وجہ تو یہ ہے کہ عورتوں میں جسمانی قوت نسبتہً کم ہوتی ہے اور ان کی کارکردگی بھی گھٹیا ہوتی ہے چنانچہ وہ اکثر قسم کے کاموں کے انجام دینے میں مردوں کے مقابلے میں کم بیدا آور ثابت ہوئی ہیں، اور اسی لیے ان کو کام کا صلہ بھی کم ملتا ہے؛ یعنی یہ اُجرتوں کے ناگزیر اختلافات کی ایک مثال ہے کہ اگر پیشوں کے انتخاب میں کامل آزادی بھی ہو تو یہ فرق باقی رہے گا۔[ل]

ل۔ اس کی تصدیق ایک خاص مثال کے ذریعے سے ہو سکتی ہے، اور وہ یہ کہ نیویارک کے صدری بنانے والے مزدوروں میں نہ صرف آجروں بلکہ اجیروں کی شہادت کا بھی اس پر کامل اتفاق تھا کہ اگر ایک مرد اور ایک عورت کو ایک ہی قسم کی دو کلیں کام کرنے کے لیے ایک ساتھ دی جائیں وہ اس کام کو سال بھر میں مساوی ایام میں انجام دیں اور ان کو اُجرت فی صدری مساوی شرح سے ادا کی جائے تو مرد عورت کے مقابلے میں ہر جگہ ۲۰ یا ۲۵ فیصد زیادہ کمائے گا۔ اس کی توجیہ یہ کی گئی تھی کہ مرد زیادہ تیز رفتاری اور پھرتی کے ساتھ کام کرتا ہے، زیادہ طاقتور ہے اور زیادہ دیر تک مسلسل کام انجام دیتا ہے، یہ کہ عورتیں کام کے زیادہ مشکل حصے کو انجام نہیں دے سکتیں، مرد نہ صرف مشکل کام کو اس لیے زیادہ مشقت کے ساتھ بلکہ زیادہ سرعت کے ساتھ اور زیادہ مدت تک کر سکتا ہے کہ اس کو خاندان کی کفالت کرنی پڑتی ہے اور اس کے برعکس نوجوان لڑکی صرف بیاہ ہونے تک کام کرتی ہے۔" دیکھو مسٹر ڈوز جی سن کا مضمون رسالہ موسوم بہ The Survey مورخہ ۲ مارچ ۱۹۱۲ء

عورتوں کے لیے پیشوں کا انتخاب ایک حد تک بالکلیہ آزادانہ نہیں ہے۔ رسم ورواج اور تربیت کے نقدان نے انھیں ایک زمانۂ دراز سے بعض پیشوں میں داخل ہونے سے روک رکھا ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں اور خاص کر ریاستہائے متحدہ کے سے ملک میں اس قسم کے موانع بتدریج گھٹتے جارہے ہیں اور غالباً ان کا اثر اب دوررس نہیں رہا ہے۔ عورتوں کی تعلیم وسیع ہوگئی ہے اور ہر عورت کی دسترس کے اندر ہے؛ اور اگر وہ ایسے پیشوں میں داخل ہونا چاہیں جن کے لیے وہ حقیقت میں قابلیت رکھتی ہیں تو، رسم ورواج ان کی راہ میں کوئی سنگین رکاوٹیں پیدا نہیں کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ بعض عورتوں کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایسی جماعت میں سے ہیں جو مقابلہ نہیں کرتی؛ اس لیے کہ ان کی حیثیت خود ان کے ہم جنسوں کے پیشوں میں نہایت ادنیٰ ہوتی ہے۔ چنانچہ سلائی کرنے والی کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کے اس معمولی کام کو تو کرلیتی ہے لیکن اس کے سوا دوسرا کام نہیں کرسکتی۔ کچھ زمانے قبل اس قسم کے کام میں عورتوں کی وہی حیثیت ہوتی تھی جو مردوں کے لیے معمولی محنت مزدوری میں ہوتی تھی۔ یہی ایک کام ایسا تھا جس کو ہر عورت انجام دے سکتی تھی، اور صرف یہی ایسا کام تھا جس کی جانب عورتیں تلاش معاش کی فکر میں توجہ کرسکتی تھیں۔ لیکن گزشتہ ایک یا دو نسلوں میں دسترس پذیر پیشوں کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے؛ چنانچہ کسی ایک شعبے میں تلاش معاش کرنے والی عورتوں کا ہجوم نہیں ہوتا۔ 150

موجودہ زمانے میں عورتوں کے درمیان کام کی مسابقت میں اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ انھیں بالعموم محض اپنی کفالت کرنی پڑتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو اس کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اکثر عورتیں جو کارخانوں اور دوکانوں میں کام کرتی ہیں اس لیے بہت ہی قلیل مدت تک وہاں رہتی ہیں کہ وہ شادی کرنا چاہتی ہیں اور شادی کے بعد انھیں کمانے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے اپنے گھروں میں رہتی ہیں اور ان کی آمدنیاں پورے خاندان کی آمدنیوں کا ایک جزو ہوتی ہیں۔ گویا خاندان کی آمدنی میں ان کی آمدنی بھی شریک و معاون سمجھی جاتی ہے۔ لیکن ایسی عورتوں کی تعداد کم نہیں ہے جن کی آمدنی اس معنی میں معاون سمجھی جاتی ہو؛ چنانچہ ان کی کمائی

باب ۲۵

اُجرتوں کے اختلافات معاشری طبقہ بندی

مستزاد ہوتی ہے۔ مرد مزدور کے لیے معمولاً اتنی اُجرت کا ہونا ضروری ہے کہ وہ ایک خاندان کی کفالت و پرورش کر سکے۔ عورت مزدوروں کی بڑی اکثریت کی حالت ایسی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے وہ اتنی اُجرت پر کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتی ہیں جو خاندان کی پرورش کے اخراجات کو پورا کرنے سے کم ہو؛ اور چونکہ ایسی عورتوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی خدمات ایسی شرایط پر پیش کریں جن کی بنا پر سب کو کام مل سکے۔ یہ سچ ہے کہ ان میں سے بعض کو یقیناً خاندانوں کی کفالت کرنی پڑتی ہے؛ چنانچہ بیوائیں اور بڑی بوڑھی عورتیں وغیرہ، یہی کرتی ہیں؛ اور انھیں دوسری عورتوں کے مساوی اُجرت پر اکتفا و قناعت کرنی پڑتی ہے۔ اس کے برخلاف مردوں میں، مجرد مزدوروں کو وہی اُجرت ملتی ہے جو کہ متاہل مزدوروں کو دی جاتی ہے۔ ضرورتوں اور آمدنیوں کے مابین اس قسم کی عدم مساواتیں صنعتی مقابلے کا ناگزیر نتیجہ ہیں۔

چونکہ عورتیں، مردوں کے مقابلے میں کم اُجرت پر کام کرتی ہیں، لہٰذا یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ جہاں کہیں وہ مردوں کے دوش بدوش کام کر سکتی ہیں وہاں مردوں کو ہٹا کر وہ ان کی جگہ لے لیں گی۔ جس حد تک عورتیں فی الحقیقت مردوں کے برابر کارگزار ہوں، یہ نتیجہ لازمی طور سے برآمد ہوگا؛ خاصکر ان پیشوں میں جیسے کہ ٹائپ کے کام، مختصر نویسی کا کام، آسان کارخانے کا کام، اور خردہ فروشی کی دوکانوں میں کثیر نقد و فروخت کے کام ہیں۔ پہلے جو مرد ایسے کام انجام دیتے تھے انھیں اب دوسرا کام تلاش کرنا ضروری ہے! گو اس قسم کے تبادلے بالعموم آسانی یا سرعت کے ساتھ نہیں ہوتے، لیکن انجام کار عام طور سے کسی بڑے نقصان کے بغیر عمل میں آتے ہیں۔ گو بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ عورتیں، مردوں کو جزوی حیثیت سے کام سے ہٹا دیتی ہیں، تاہم وہ کلیتہً ایسا نہیں کر سکتیں۔ مردوں کی کم و بیش تعداد کو رکھنا بالعموم لابدی ہے۔ چنانچہ طباعت کرنے والے کارخانوں میں حروف جوڑنے کا کام عورتیں بھی اتنا ہی کر سکتی ہیں جتنا کہ مرد؛ وہ بعض ٹائپ کی مشینوں کو چلا سکتی ہیں اور مردوں کے

باب ۱۲
اُجرتوں کے اہ
معاشری طبقہ
151

برابر ہی چھاپنے کا کام بھی کر سکتی ہیں۔ لیکن زیادہ مشکل اور تھکانے والے کاموں کے لیے مردوں کا رکھنا ضروری ہے اور اس طرح ان سے عورتوں کے دوش بدوش کام لیا جاتا ہے۔ قومی فوقانی مدارس میں صورت حال اسی کے مماثل ہوتی ہے۔ مدارس فوقانیہ میں کم از کم ریاستہائے متحدہ میں تعلیمی کام بیشتر عورتیں انجام دیتی ہیں۔ لیکن وہاں مردوں کو بھی لامحالہ رکھنا پڑتا ہے، خواہ وہ عمدہ ضبط قائم کرنے کے لیے ہی کیوں نہ ہو؛ اور فی الحقیقت زیادہ مناسب خیال یہی ہے کہ اگر مدارس ثانوی میں مردوں کی تعداد عورتوں کے مقابلے میں زیادہ رکھی جائے تو یہاں کی تعلیمی حالت کی بہت کچھ اصلاح ہو جائے گی۔ گو اس طرح مرد اور عورتیں مل کر اور دوش بدوش کام کرتی ہیں اور بظاہر ایک ہی قسم کے کام کو انجام دیتی ہیں، تاہم ان دونوں کو مختلف اُجرتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ ایسی ہی صورتوں میں بعض اوقات یہ عام پکار سنائی دیتی ہے کہ "مساوی کام کے لیے مساوی اُجرت ملنی چاہیئے"؛ گو فی الحقیقت کام مساوی نہیں ہوتا، اس لیے کہ اگر مردوں کو کلیتہً ہٹا کر عورتوں کو ان کا جانشین مقرر کر دیا جائے تو کارگزاری کم اور خراب ہو گی۔ فی الحقیقت جہاں کام (یعنی کارگزاری) مساوی ہوتی ہے وہاں مسابقت کا عمل بالآخر اُجرت میں بھی مساوات پیدا کر دیتا ہے؛ یعنی نیچے کے درجے میں اس وقت مساوات پیدا کر دیتا ہے جبکہ قابل عورتیں مل سکتی ہوں، اور اوپر کے درجے میں اس وقت مساوات پیدا کرتا ہے جبکہ مردوں سے بھی کام لینا ضروری ہو۔ گویا انجام کار یہ نتیجہ ضرور برآمد ہو گا، لیکن اس قسم کی سب تنظیم و ترتیب کی حالتوں کے مثل ممکن ہے کہ تغیر اور تجربے کا ایک ایسا عارضی دور بھی ہو جس میں صنعت کے عمل اور طریقے مسابقت کی قوتوں کا پوری طرح ساتھ نہ دے سکیں۔ چنانچہ ایسے دور میں یہ روایتی صورت کہ عورتوں کی اُجرت مردوں کی اُجرت سے کم ہوتی ہے، اضافی اُجرتوں پر بلاشبہ اپنا اثر ڈالتی ہے۔

غیر شادی شدہ عورتوں سے کام لینے میں نہ صرف قوم کا بلکہ خود

باب ۴

اُجرتوں کے اختلافات؛ معاشری طبقہ بندی

عورتوں کا بھی فائدہ ہے۔ کم استطاعت عورتوں کے مقابلے میں خوش حال طبقے کی عورتوں کے متعلق یہ بات اور زیادہ صادق آتی ہے۔ اگر وہ اس زمانے میں جبکہ وہ بیاہ کی فکر میں رہتی ہیں کاہلی میں وقت گزارنے کی بجائے کام سے لگی رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اس طرح وہ جو کچھ پیدا کریں گی، گو وہ عمدہ کارگزاری کا صلہ نہ ہو یا ان کی مرضی کے مطابق معقول اور اعلیٰ اُجرت نہ ہو؛ اس سے نہ صرف معاشری آمدنی میں اضافہ ہوگا بلکہ خود ان کی آمدنی بڑھ جائے گی۔ مرد اور بعض نیک طینت مصلحین، عورتوں کے کام سے لگے رہنے کی اس بنا پر بالعموم مخالفت کرتے ہیں کہ یہ دوسروں کا حق چھین لے جاتی ہیں؛ یعنی یہ اس عام مغالطہ انگیز خیال کا ایک رُخ ہے کہ اگر قوم کے افراد کی محنت سے اس کی انتہائی حد تک کام لیا جائے تو قوم گھاٹے میں رہتی ہے[1]۔ جو بات نوجوان شادی کی منتظر عورتوں کے بارے میں صادق آتی ہے وہ ایسی عورتوں کے بارے میں بہت زیادہ صادق آتی ہے، جو شادی کرتی ہی نہیں؛ اگر ان کا کام مقررہ ہو اور اس کا معاوضہ بازاری شرح کے لحاظ سے ملے تو نہ صرف ان کی خوش حالی میں اضافہ ہوگا بلکہ قوم کی مرفہ الحالی بھی بڑھ جائے گی۔ 152

لیکن عورتوں کے کام، اور خاصکر نوجوان غیر شادی شدہ عورتوں کے کام، کا تحفظ و اہتمام اس طریقے پر کرنا چاہیئے کہ اُن کی صحت اور ان کا کردار بگڑنے نہ پائے۔ کام کی قابلیت کی عمر، اوقاتِ کار، کارخانوں کو ہوادار اور روشن رکھنے اور صفائی کے التزام کے متعلق سخت ترین قواعد نافذ کرنے چاہئیں۔ وہ قابلیت اور قوت جو مستقبل کی ماؤں کی جسمانی یا اخلاقی صحت میں خلل پیدا کرے سب سے زیادہ غیر پیداآور اور غیر مفید ہوگی۔ اس واقعے کی بنا پر کہ عورتیں کم اُجرت پر مل جاتی ہیں (اور یہ ایک حد تک اس وجہ سے کہ وہ عارضی اور قلیل مدت تک کام انجام دیتی ہیں) اس امر کا امکان پیدا ہوتا ہے کہ ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد سے کام لیا جائے اور اس لحاظ سے ان کی محنت کے متعلق آئین و قوانین کا وضع کرنا اور بھی زیادہ ضروری امر بن جاتا ہے۔

[1] دیکھو باب ۵ فصل (۳)۔

باب ۴۷ | اُجرتوں کے اثرات معاشری طبقا...

چھوٹے چھوٹے بچوں والی شادی شدہ عورتوں یا بیواؤں سے کام لینا تقریباً ہر صورت میں بُرا ہے۔ ان کی محنت سے حاصل شدہ معاشری آمدنی میں اضافہ قوم کے اس نقصانِ عظیم کے مقابلے میں ہیچ ہے جو امورِ خانہ داری کی بدنظمی اور بچوں کی عدمِ نگرانی کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ جہاں ایسا کرنا ضروری ہو وہاں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ انفرادیت پسند قوم کے شدید ترین ضروریات میں سے ایک ہے۔ بعض خیراتی انجمنوں نے بے روزگار بیواؤں کی مالی اعانت کی تجویز پر عمل پیرا ہونے کا تہیہ کیا ہے، بجائے گھروں سے باہر ان سے کام لے کر ان کو اُجرت دینے کے وہ محض اس غرض سے اور اس بات کے لیے ان کی مالی مدد کرتی ہیں کہ وہ گھروں ہی کے اندر رہیں اور بال بچوں کی نگرانی اور تربیت کریں۔ جرمنی میں یہ مسئلہ زیرِ غور ہے کہ مزدوروں کے عظیم الشان بیمے کے نظام کو جس سے موجودہ حالت میں مرض، حادثات، کمزوری اور ضعیفی[1] کے زمانے میں مالی اعانت کی جاتی ہے، بیواؤں کی مدد کے لیے بھی وسعت دی جائے۔ ممکن ہے کہ اسی قسم کی تدابیر سے موجودہ مصائب و تکالیف کو دور کرنے یا کم کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

---

[1] دیکھو باب ۱۶۔

باب ۴۸

اُجرت و قدر

(۱) مساعی پیدائش و مصارفِ پیدائش پر مکرر غور۔ اگر مزدوروں میں انتخاب کی کامل آزادی ہو تو قدر، مصارف کے تابع ہوگی۔ (۲) مقابلہ نہ کرنے والی جماعتوں کی موجودگی کی وجہ سے طلب (افادۂ مختتم)، اضافی اُجرتوں کا تعین کرتی ہے۔ اس اصول کا اطلاق ایک گروہ یا طبقے پر کس طرح ہوتا ہے؛ اختتامی ناگزیری۔ (۳) شرائط و تشریحات: آمدنیاں اس قدر مختلف ہو سکتی ہیں کہ ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں بتدریج نقل عمل میں آ سکتی ہے؛ معیارِ زندگی، کسی گروہ کی تعداد کو متاثر کر سکتا ہے۔ (۴) معاشرتی طبقہ بندی کے خد و خال ثبات پذیر ہوتے ہیں؛ اسی وجہ سے ان سے قدر کی موجود الوقت ترتیب و تنظیم کے تغیرات بالعموم متاثر نہیں ہوتے۔ (۵) نظریۂ تجارت بین الاقوام غیر مسابق جماعتوں کے تحت نظریۂ قدر سے ہم آہنگ و غیر متناقض ہوتا ہے۔ (۶) تجارت بین الاقوام اور تجارت داخلہ کے مابین تمثیلات۔

۱۔ موجودہ باب میں ہم نظریۂ قدر پر اور نظریۂ تقسیم دولت سے نظریۂ قدر کے تعلق پر دوبارہ غور کریں گے۔ یوں تو دونوں میں اس قدر گہرا تعلق ہے کہ دونوں مباحث پر ایک مسئلے کی حیثیت سے غور کرنا مناسب ہوگا لیکن موجودہ 153

باب ۳۵ اُجرت و نقد

کتاب میں زیادہ تر محض سہولتِ تفہیم و تشریح کی خاطر دونوں مباحث پر الگ الگ غور کیا گیا ہے۔

قاری کو یہ امر یاد دلانا نامناسب نہ ہوگا کہ اس سے قبل "مصارف پیدائش" اور "مساعی پیدائش"[1] کا فرق واضح کیا جا چکا ہے[2]۔ مصارف پیدائش (Expenses) سے ہمارا مطلب وہ اخراجات ہیں جو تیار شدہ شے کو بازار تک لانے میں صرف ہونے ضروری ہیں، یعنی اُجرت ادا کرنے، اشیائے خام خریدنے وغیرہ میں جو کچھ زر صرف ہو۔ لیکن چونکہ اشیائے خام خود محنت سے تیار ہوتی ہیں، اور اصلداروں کے اخراجات خود مزدوروں کو دی ہوئی یکے بعد دیگر پیشگیوں پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لیے مصارف پیدائش انجام کار محض اُجرت رہ جاتے ہیں[3]۔ "مساعی پیدائش" (Cost) سے ہمارا مطلب کوشش جدوجہد اور ایثار، یعنی زیادہ تر "محنت" ہے۔ "مصارف" اور "مساعی" یعنی "اُجرت" اور "محنت" کا فرق بدیہی ہے، اور نہایت اہم فرق ہے، گو کہ بدقسمتی سے یہ فرق معین و مقررہ مصطلحات سے ظاہر نہیں ہوتا۔ عرفِ عام میں "مساعی" (Cost) 154 سے مراد آجر کے اخراجات یا لاگت لیے جاتے ہیں؛ اور اسی عام مفہوم کو سابقہ بیانات کے بیشتر حصے میں تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن آئندہ بحث میں ان دونوں تصورات کو الگ الگ رکھنا زیادہ مفید ہوگا؛ چنانچہ لفظ "مساعی" (Cost) محنت و جدوجہد کے مفہوم میں استعمال کیا جائے گا۔

اگر مزدوروں کے مابین کامل آزاد مقابلہ ہو، یعنی اگر کوئی غیر مسابق جماعت نہ ہو تو، مصارف پیدائش سے، جس حد تک یہ اُجرت پر مشتمل ہوں، مساعی یا جدوجہد کی پوری طرح پیمائش ہوگی۔ اس صورت میں اُجرتوں میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا، بجز ان فرقوں کے جو مختلف پیشوں کی جاذبیت میں

---

[1] (Expenses of production & cost of production)۔

[2] دیکھو باب ۱۲ جلد اول فصل (۱)۔

[3] مقابلہ کرو باب ۵ فصل (۵)؛ باب ۳۱ فصل (۴) سے۔

باب ۳
اُجرت و قدر

مساوات پیدا کریں۔ اس طرح کسی ایک پیشے کی اعلیٰ اُجرت یہ ظاہر کرے گی کہ اس میں زیادہ سخت، زیادہ ناگوار اور کم وقیع کام ہے؛ دوسرے الفاظ میں یہ کہ، اس میں زیادہ جد و جہد یا زیادہ مصائب برداشت کرنے پڑیں گے؛ یعنی یہ کہ اس میں مساعی زیادہ ہوں گے۔

ایسے مفروضے کے تحت قدر کے نظریۂ محنت کو قائم کرنا ممکن ہوگا؛ یعنی یہ کہ اشیا کی قدر اُس محنت کا پیمانہ ہے جو ان اشیا کی پیدائش میں صرف ہو۔ اعلیٰ قدر، زیادتی مصارف بہ شکل اُجرت کا نتیجہ ہوگی، اور زیادتی مصارف بہ شکل اُجرت کے معنی یا تو زیادہ محنت یا زیادہ تکلیف دہ قسم کی محنت؛ یعنی زیادہ مساعی ہوں گے۔ اس نتیجے میں بلاشبہ یہ بھی فرض کیا گیا ہے کہ اصلداروں میں مقابلہ آزاد ہوگا، اور یہ کہ اصلداروں کے سب مصارف بہ شکل اُجرت اسی مقررہ تناسب سے بڑھیں گے تاکہ ان مصارف پر سود کی شکل میں آمدنی وصول ہو۔ چونکہ سود کی تحصیل کے لیے یا اضافہ سب اشیا کو مساوی طور سے متاثر کرے گا، لہٰذا قدر میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی؛ اس لیے کہ قدر محض ایک نسبت یا علاقے کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر سود کے لیے ہر شے کے مصارف بہ شکل اُجرت میں ۱۰ فیصد اضافہ ہو تو کسی ایک شے پر دوسری شے کے مقابلے میں زیادہ اثر نہیں پڑے گا اور ہر شے کا مبادلہ کسی دوسری کی مقررہ مقدار کے ساتھ حسب سابق ہوتا رہے گا۔[۱] اس نتیجے کی صحت کے لیے یہ بھی فرض کرنا چاہیے کہ عارضی تغیرات یا "بازاری قدر" کو نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ اگر محنت و اصل دونوں میں آزادانہ مسابقت ہو تو، انجام کار رسد اس طرح منظم ہوگی کہ مزدوروں اور اصلداروں کی کوئی ایک جماعت دوسری جماعت کے مقابلے میں زیادہ صلہ نہ پا سکے گی۔ رسد کے 155
اس طرح مرتب ہونے کے بعد، قدر اساسی طور سے محنت کی مقدار سے؛ یعنی مصارف بہ شکل مساعی و محنت سے منظم ہوگی۔

---

[۱] معاشی نظریئے کی تاریخ سے جو قاری واقف ہیں انھیں اُس اصول کی شرط یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے جس پر ریکارڈو اور اس کے متبعین نے اس قدر بحث کی تھی۔ دیکھو ریکارڈو کی کتاب موسوم بہ "معاشیات" باب (۱)، اور جے ایس مل کی کتاب "معاشیات" حصہ سوم باب (۴)۔

باب ۷
اُجرت وقت

۲۔ لیکن، جیساکہ ہم بیان کر چکے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ محنت کی نقل آزادی کے ساتھ نہیں ہوتی۔ محض اسی واقعے پر نظر کرتے ہوئے، اور سردست اصل کی نقل پذیری کی آزادی کو نظرانداز کر کے (یعنی یہ فرض کر کے کہ اصل آزادی کے ساتھ نقل پذیر ہوتا ہے) ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے کہ قدر کس طرح قرار پاتی اور منظم ہوتی ہے۔ مزدوروں کی ایک ایسی غیر مسابق جماعت فرض کیجیے جو ایک پیشے سے تعلق رکھتی ہے، مثلاً شیشہ گر؛ ان مزدوروں کی تیار کردہ اشیا کی قدر کا تعیّن کون شے کرے گی؟

اس کا جواب بالکل آسان ہے؛ اور وہ یہ کہ اختتامی افادۂ یا مختتم فروخت پذیری اس کا تعین کرے گی؛ قارئین ان فروق و شرایط کو ذہن نشین رکھیں گے جو اصطلاح کے اس نئے استعمال سے رونما ہوتے ہیں[1]۔ افادۂ مختتم یا اختتامی فروخت پذیری نہ صرف شیشہ گروں کی اُجرت کا تعین کرے گی، بلکہ کھڑکی کے شیشے اور ان کی تیار کردہ دیگر اشیا کی قیمت فروخت کا بھی تعین کرے گی۔ بازار میں پیش ہونے کے لیے ان اشیا کی مقدار اس جماعت کے مزدوروں کی تعداد پر مبنی و موقوف ہوگی۔ چونکہ (بلحاظ مفروضہ) اصلداروں میں بھی باہمی مسابقت ہو رہی ہے، لہٰذا وہ ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے میں مزدوروں کی اس خاص جماعت کی خدمات حاصل کرنے میں زیادہ سے زیادہ اُجرت دیں گے؛ یہاں تک کہ انھیں معمولی منافعے اور سود کے سوا کچھ اور نہ ملے۔ اس قسم کے مزدوروں کی حد تک مروجہ اعلیٰ شرح اُجرت قرار پا جائے گی۔ ہر اصلدار اس قسم کے صرف بہ شکل اُجرت کو اپنی مساعی کا، یعنی اس چیز کا ایک جزو خیال کرے گا جس کو ہم یہاں "مصارف پیدائش" کہتے ہیں۔ اس کے مال کی قیمت فروخت اس کے نزدیک بظاہر اس چیز پر مبنی معلوم ہوتی ہے جو اُسے مزدوروں کو ادا کرنا ہے۔ لوگ عام طور سے یہ کہتے ہیں کہ وہ اُجرت کی مروجہ شرح یا کسی شے کی مروجہ قیمت ادا کرنے پر "مجبور" ہیں؛ لیکن وہ اس امر کو فراموش کر جاتے ہیں کہ مروجہ شرح یا مروجہ قیمت کو قائم کرنے والے اسباب میں سے ایک خود ان کا یہ ارادہ اور خواہش ہے کہ وہ

[1] دیکھو باب ۷ فصل (۴)۔

باب ۵
اُجرت و قدر

مزدور یا شے کے استفادے سے محروم رہنے کی بجائے اس کی اُجرت یا قیمت ادا کریں۔ اصل سبب مزدوروں کو حاصل کرنے کے لیے اصلاروں کی باہمی مسابقت ہے جو اُجرت کی شرح کو بڑھا دیتی ہے؛ لیکن اس مسابقت کا مدار اُن زائد قیمتوں پر ہے جو خریدار مال کے لیے ادا کرتے ہیں؛ یا دوسرے الفاظ میں ان کی اس مال کی پسندیدگی پر ہے۔ اس طرح قدر کا تعیّن افادہ کرتا ہے، نہ کہ محنت کی مقدار؛ یعنی رسد کے حالات کی نہیں بلکہ طلب کے حالات کی بنا پر قدر کا تعین ہوتا ہے۔

اس سادہ اور معمولی مثال سے، غیر مسابق جماعتوں کے حالات کے تحت مظاہر قدر کا حل ملتا ہے۔ لیکن اس کے انطباق سے قبل متعدد شرائط و ترمیمات پر غور کر لینا ضروری ہے۔

156 سب سے اول یہ کہ، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی ایک پیشے کے مزدور دائمی طور سے مقابلے کو روکنے کے قابل ہوں۔ تمثیل و تشریح کی غرض سے شیشہ گروں کی مثال دی جا چکی ہے؛ کیونکہ یہ اس صورت سے بہت قریب ہے۔ شیشہ گری بہت زمانۂ دراز سے ان چند پیشوں میں سے ایک پیشہ تھا جس میں ابھی کچھ زمانہ ادھر تک اعلیٰ درجے کی تخصیص یافتہ دستکاری کی خصوصیات باقی تھیں۔ عام طور سے مزدور جماعتوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں نہ کہ پیشوں میں۔ ممکن ہے کہ حقیقت میں اُجرتوں میں عارضی فرق و اختلافات رہیں اور یہ فرق و اختلاف محنت کی ایک نہ ایک قسم میں دفعتہً تبدیلیاں واقع ہونے کی وجہ سے بہت بڑے ہوں۔ مثلاً لوہے یا عمارت سازی کی صنعت میں؛ گرما گرمی کی وجہ سے مطلوبہ میکانکوں کی اُجرت غیر معمولی طور سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے تغیرات معاشئین کے مفروضہ امکان سے بہت زیادہ مدت تک قائم رہتے ہیں؛ چنانچہ نہ صرف خود مزدور بلکہ ان کے آجر بھی اس طرح گفتگو اور عمل کرتے ہیں کہ گویا تغیرات غیر معین مدت تک قائم رہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی غیر معمولی طور سے اعلیٰ اُجرت، معاشرے کی اسی جماعت سے دوسرے مزدوروں کی کشش کا بھی باعث بنتی ہے، اور اس طرح ایسی قوتوں کو حرکت میں لاتی ہے جو اُجرت کو

باب ۳۵

اُجرت وقدر

گھٹا کر اس جماعت کے لیے معمولی سطح پر رکھتی ہے۔ عام رجحان یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک معاشری یا معاشی طبقے میں سب مزدوروں کے لیے اُجرت تخمینی طور سے ایک ہی مقررہ سطح پر قائم رہے۔

کسی ایک بڑی جماعت میں اُجرتوں کی سطح کو متعین کرنے میں طلب کا اثر کچھ کم پیچیدہ نہیں ہوتا۔ تقریباً ہر قسم کی محنت کا افادہ ماخوذ ہوتا ہے۔ شیشہ گروں کی محنت کا افادہ اس شیشے کے افادے سے ماخوذ ہے جس کو شیشہ گر بناتا ہے؛ علیٰ ہذا لوہار کی محنت کا افادہ خام یا تکمیل یافتہ لوہے کے افادے سے ماخوذ ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال کرنا کہ شیشہ یا لوہے کا سامان محض لوہار یا شیشہ گر بناتے ہیں، صنعت کی حالت کو مصنوعی طریقے پر سادہ فرض کرنا ہے۔ مثلاً لوہا بنانے میں صرف ڈھالنے والے اور بیلن چلانے والے ہی کام نہیں کرتے؛ بلکہ ان کے ساتھ کان کن بھی کام کرتے ہیں، جو خام لوہے کو کھود کر نکالتے ہیں؛ اسی طرح ریلوں کے مزدور بھی کام کرتے ہیں، جو خام لوہے کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرتے ہیں؛ اور منیجروں، فورمین، اور تربیت یافتہ انجنیروں کے علاوہ معمولی مزدور بھی مختلف مراحل میں کام کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں صرف چند شاذ صورتیں ایسی ہیں، مثلاً اطبا یا خانگی ملازموں کی خدمات، جن میں تنہا مزدور ایسے افادے پیدا کرتے ہیں جن پر ان کی آمدنی یا اُجرت کا مدار ہوتا ہے۔ باقی عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ مختلف قسم اور مختلف درجوں کے مزدور تعامل اور اتحاد کے ساتھ کسی شے کو تیار کرتے ہیں۔ سب کا وجود اس کی تیاری کے لیے مساوی طور سے ناگزیر ہوتا ہے؛ اس طرح افادہ اور افادۂ مختتم، دونوں اشیا کے لوازم ہوتے ہیں۔ پس یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ افادہ پیدا کرنے میں ماہر میکانک کا زیادہ حصہ ہے یا معمولی مزدور کا؟

157 "افادۂ مختتم" کے اصول کا یہاں "اختتامی کارکردگی" یا "اختتامی ناگزیری" کی شکل میں انطباق کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً معمولی بے مہارت محنت اس لیے ارزاں ہوتی ہے کہ وہ کثیر مقدار میں ملتی ہے۔ اگر وہ کمیاب ہو تو، اس کی ضرورت بہت زیادہ بڑھ جائے گی اور اس کی اُجرت بھی اس کے بالمقابل زیادہ

باب ۴ اجرت و قدر

ہوگی۔ بہ کثرت دستیاب ہونے کی وجہ سے وہ نہ صرف ایسے کاموں میں استعمال کی جاتی ہے جو ناگزیر ہیں بلکہ دوسرے ایسے کاموں میں بھی استعمال کی جاتی ہے جو اس سے بدرجہا کم اہم ہیں؛ یہاں تک کہ انجام کار اس کا اختتامی استعمال ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی ضرورت سب سے کم ہوتی ہے۔ گو بعض سمتوں میں محنت، پیداوار میں گوناگوں اضافہ کرتی ہے، یا اس تمام محنت کی مشترکہ پیدآوری میں جو اس محنت کے ساتھ متحد ہوتی ہے اضافہ کرتی ہے؛ لیکن بعض دوسری سمتوں میں وہ بہت کم اضافہ کرتی ہے۔ دراصل محنت کی اختتامی پیدآوری ہی اس اُجرت کا تعین کرتا ہے۔ جس کو کل جماعت لازمی طور سے قبول کر لیتی ہے۔ چنانچہ با مہارت محنت کا بھی یہی حال ہے۔ بعض سمتوں میں اس کی اہمیت بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے، چنانچہ اگر اس کو الگ کر لیا جائے تو، نقصان بہت عظیم ہوگا۔ اگر اس کی آخری قسط الگ کر لی جائے تو، پیداوار میں جو کمی یا نقصان ہوگا وہی ہر قسم کی محنت کی اجرت کا تعین کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ اصول لازمی طور سے وہی ہے جس کا اصل کے بارے میں انطباق کیا گیا[1] یعنی اصل کا آخری جرعہ یا آخری قسط پیداوار میں جو اضافہ کرتی ہے وہی ہر قسم کے اصل کے سود کا تعین کرتی ہے۔ اسی طریقے سے محنت کی کسی جماعت یا درجے کی جانب سے پیداوار کی مقدار کا اختتامی اضافہ ہی اس جماعت یا درجے کے اندر اُجرت کا تعین کرتا ہے۔ نہ صرف اصل کے لیے بلکہ مزدوروں کی جماعت کے لیے بھی یہ اصول تدریجی، مسلسل، مستقل اور پُرزور عمل کے ذریعے سے اپنے نتائج پیدا کرتا ہے۔ بازار میں اُجرت کی شرح کے اختلافات، روزمرہ کی کشمکش، گفت و شنید اور مباحث، بظاہر بلا لحاظ اس اصول کے جاری رہتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانے کے بحث مباحث میں جس "واجبی" اُجرت کا استدلال دائمی طور سے پیش کیا جاتا ہے وہ درحقیقت ایسی اُجرت ہے جو اس تدریجی عمل کے ذریعے سے بالآخر رونما ہوتی ہے۔

---

[1] باب ۳ فصل (۵)۔

باب ۴
اُجرت و قدر

اس طرح جہاں کہیں مقابلہ نہ کرنے والی جماعتیں موجود ہوں گی وہاں، قدر کو متعین کرنے والا عامل انجام کار افادۂ مختتم ہوگا نہ کہ محنت وجد جہد کے معنوں میں مساعئ پیدائش۔ یہ صحیح ہے کہ کسی ایک جماعت کے افراد کے مابین 158
مساعی کی بنیاد پر مبادلات طے پاتے ہیں اور اُجرت متعین ہوتی ہے۔ بامہارت مزدور ایک دوسرے کی پیداوار خریدتے ہیں، اور وکلا و اطبا ایک دوسرے کی خدمات حاصل کرنے میں صرف کردہ محنت کے تناسب سے مبادلہ کرتے ہیں، اور ہر گروہ میں آمدنی کا تعین جد وجہد کے مساوی کرنے سے ہوتا ہے۔ لیکن جماعتوں کے مابین اس قسم کی صورت نہیں ہوتی۔ نہ صرف شریف "دماغی" پیشوں میں بلکہ متمول طبقے کے سب پیشوں میں عام طور سے اُجرت کی شرح اس وجہ سے اعلیٰ ہوتی ہے کہ ان پیشوں کے افراد کی تعداد دستی مزدوروں کے مقابلے میں محدود ہوتی ہے، اور اسی لیے ان کی خدمات کی اختتامی کارکردگی اعلیٰ ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی حال میکانکوں اور ہر قسم کے بامہارت مزدوروں کا ہے۔ ان کی خدمات کی طلب کے مقابلے میں ان کی تعداد کی قلت ان کی حیثیت کو نفع بخش بنا دیتی ہے اور ان کو مقابلۃً اعلیٰ اُجرت دلاتی ہے۔ اس طرح مصارف پیدائش یا وہ اخراجات جو محنت کو حاصل کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں قدر کا نتیجہ ہیں نہ کہ قدر کے اسباب۔

۳۔ اس نتیجے کے بارے میں چند شرائط کا دوسری حیثیت سے بھی لحاظ کرنا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ کسی جماعت میں اُجرت اس قدر اعلیٰ ہو کہ اس کی بنا پر دوسری جماعت کے مزدوروں کو پہلی جماعت کی جانب کشش ہو۔ مختلف جماعتوں کے مابین موانع ناقابل عبور نہیں ہوتے، اور قوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ مزاحمت بتدریج گھٹتی جاتی ہے۔ اُجرتوں کا فرق جتنا جتنا زیادہ ہوگا اتنا اتنا موانع پر عبور حاصل کرنے کی ترغیب زیادہ ہوگی، اور اس کا قرینہ زیادہ ہوتا جائے گا کہ چند اولوالعزم اور ہوشیار مزدور اعلیٰ تر طبقوں میں منتقل ہو جائیں۔ اس طرح جس حد تک نقل وحرکت کے موانع، ماحول اور تربیت کا نتیجہ ہیں اس حد تک، غیر مسابق جماعتوں کے اختلافات مزاحمت کے تابع ہوں گے۔ جس حد تک

باب ۸
اُجرت و قدر

جبلّی قابلیتوں کے فرق پر غیر مسابق جماعتوں کی بنیاد قائم ہے (اور یہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے ایک غیر یقینی معاملہ ہے) اُس حد تک، اس قسم کی کوئی مزاحمت رونما نہیں ہو سکتی۔

لیکن ایک جماعت کے اندر بھی افراد کی تعداد آبادی کے اضافے کے ساتھ بڑھ سکتی ہے ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ اگر با مہارت مزدوروں کو اعلیٰ اُجرت ملنے لگے تو اس کا نتیجہ انجام کار اوائل عمر کی شادی، کثرت تولید اور اس طرح بالآخر اس قسم کے مزدوروں کی رسد میں اضافہ ہوگا۔ اس کے برعکس ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ اگر کسی مقررہ جماعت مثلاً دماغی پیشیوں میں اُجرت کم ملے تو بیاہ میں تاخیر کی جائے گی، ولادتیں کم ہوں گی اور انجام کار اس قسم کے مزدوروں کی رسد گھٹ جائے گی۔ کسی جماعت کے اندر اس قسم کی تبدیلیوں کا انحصار اس جماعت کے معیار زندگی پر ہوگا۔ اگر کسی جماعت میں لوگ ایک معیار زندگی پر اس قدر سختی کے ساتھ جمے رہیں کہ اس کا اثر آبادی کے قدرتی اضافے پر بھی پڑے تو ایسا معیار زندگی بہت بڑی بنیادی قوت ہوسکتا ہے اور یہی ایک طرح کی قیمت رسد کا تعین کرے گا اور انجام کار اختتامی کارکردگی کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ
159 اساسی حیثیت سے اضافی اُجرتوں کو متاثر کرے گا۔ اس کی شہادت موجود ہے کہ اس قسم کی ایک قوت موجودہ زمانے کے ملکوں میں خوش حال طبقے کے افراد پر اثر انداز ہوتی ہے، اور ان کو ان کی خوش نصیب حیثیت میں رکھنے میں ممد ہوتی ہے؛ نیز اس کی بھی شہادت موجود ہے کہ دستی مزدوروں کے بالائی طبقے میں یہی قوت رُوبہ عمل ہو رہی ہے۔ لیکن اس موضوع پر نیز اس بارے میں کہ مزدوروں کی تعداد کا اضافہ اور معیار زندگی اُجرت کو کس طریقے سے متاثر کرتی ہے، تفصیل کے ساتھ متعاقب بحث کی جائے گی۔[1]

۴۔ اس کتاب کی پہلی جلد میں[2] "قدر" پر اس طرح بحث کی گئی کہ گویا وہ

[1] ۔ دیکھو باب ۴ و باب ۵ آبادی پر۔
[2] ۔ دیکھو باب ۱۲ ۔ باب ۱۳ و باب ۱۴۔

معمولی تجارتی مفہوم میں "مصارف پیدائش" پر مبنی ہے۔ مگر یہ بتایا جاچکا ہے کہ یہ بیان ناکافی اور غیر تشفی بخش ہے۔ اگر ان مصارف کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اُجرت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان مصارف کا انحصار خود قدر کے عمل پر ہوتا ہے۔ پھر بھی عام اصول میں، جیساکہ انھیں پہلے بیان کیا جاچکا ہے، بظاہر بادی النظر میں غیر مسابق جماعتوں کے نظریئے سے کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوتی۔ عام اصول پھر بھی صحیح رہتا ہے، یعنی یہ کہ مصارف پیدائش کے اختلافات ہی سے اکثر صورتوں میں "قدر" کی تبدیلیوں کی توجیہ ہوتی ہے۔

جب ایک مرتبہ معاشری طبقہ بندی کے وسیع حدود قائم ہوجائیں، اور مختلف جماعتوں کی آمدنیاں ان جماعتوں کے افراد کی تعداد اور اختتامی کارکردگی کے لحاظ سے منظم ہوجائیں تو، اضافی اُجرتیں مقابلۃً دیرپا ہوجاتی ہیں۔ جیساکہ ریکارڈو نے کہا تھا کہ "پلڑا ایک مرتبہ استقرار پذیر ہوجانے کے بعد اس میں تغیر کا امکان بہت کم رہ جاتا ہے۔"[1] طلب کی تبدیلیوں کی وجہ سے ہر درجے کی محنت ایک پیشے سے دوسرے پیشے میں منتقل ہوتی ہے؛ لیکن اس درجے کے کل مزدوروں کی طلب میں نمایاں تغیر واقع نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے مصارف پیدائش اور مساعی پیدائش کے اختلافات بالعموم متوازی رہتے ہیں۔ آجر کا یہ خیال کرنا درست ہے کہ بے مہارت مزدوروں، میکانکوں، اور تربیت یافتہ مہندسوں کو وہ جو اُجرت ادا کرنے پر مجبور رہتا ہے اس کا تصفیہ و تقرر ہمیشہ کے لیے ایسی قوتوں کے ذریعے سے ہوتا ہے جن کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ان لوگوں کی اُجرتوں کو متعین کرنے والی قوتیں اس قدر وسیع اور ہمہ گیر ہوتی ہیں کہ آجر کی مخصوص طلب، ان کے ہجوم سے مغلوب ہوجاتی ہے، گو وہ اُس کل طلب کا جزو ہوتی ہے جو ہر جماعت پر اثر انداز ہوتی ہے۔

غیر مسابق جماعتوں کے باہمی تعلقات پر صرف طلب کے طویل المدت اور دوررس تغیرات کا اثر پڑتا ہے؛ اور صرف اسی صورت میں مصارف پیدائش

---

[1] دیکھو ریکارڈو کی کتاب works. صفحہ ۱۵۔

باب ۳۸
اُجرت و تعد

(یعنی اضافی اُجرتیں)، تغیرات قدر کے نتائج کی حیثیت سے، نہ کہ اسباب کی حیثیت سے، رونما ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر طریقہائے پیدائش میں اس قسم کی تبدیلی واقع ہو کہ 160
معمولی مزدور سے کام لینے کی ضرورت بتدریج گھٹتی چلی جائے؛ اور اگر کلیں اس قدر مکمل صورت میں تیار کی جائیں کہ معمولی کھدائی اور کٹائی کا کام ماہر میکانکوں کی تیار کردہ اور ان کی نگرانی میں چلنے والی پیچیدہ کلوں کے ذریعے سے انجام پانے لگے تو ان دونوں جماعتوں کی اضافی حیثیت و حالت میں تبدیلی واقع ہوگی۔ بے مہارت مزدوروں کی طلب گھٹ جائے گی؛ اور اگر ان کی تعداد مقررہ ہو تو، ان کی محنت کی اختتامی کارکردگی بھی کم ہوگی۔ لیکن با مہارت مزدوروں کی حد تک اس کے برعکس صورت واقع ہوگی؛ ان کی طلب بڑھ جائے گی اور ان کی محنت کا اختتامی افادہ بھی زیادہ ہوگا۔ اغلب یہ ہے کہ زیادہ تہذیب یافتہ و متمدن اقوام میں اس قسم کی تبدیلی بتدریج وقوع میں آ رہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ معمولی مزدور ناگزیر ہیں؛ لیکن اکثر سمتوں میں ان کی ضرورت بظاہر گھٹتی جا رہی ہے[۱]۔ اگر اس جماعت کی اُجرت کی شرحوں میں اضافہ ہوتا ہے تو، اس اضافے کا باعث طلب کی زیادتی کی بجائے زیادہ تر رسد کی کمی لازماً ہوگی؛ رسد میں اس طرح کمی ہوتی ہے کہ مزدور دوسرے اعلیٰ اُجرت کے پیشوں میں منتقل ہو جاتے ہیں جو عام تعلیم اور جمہوری آزادی کا قدرتی نتیجہ ہے۔

پس مکرر یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ معاشری جماعتوں کے معاشی تعلقات میں اس قسم کی تبدیلیاں اس قدر تاخیر کے ساتھ ظہور پذیر ہوتی ہیں کہ ان کو تقریباً نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک وقت ایسا آئے جبکہ ہمارے زمانے کی معاشری طبقہ بندی خود فنا ہو جائے، جبکہ ہر قسم کے کام کا صلہ اس کے ایثار کے تناسب سے ملے، جبکہ ہر قسم کے مزدوروں کی وقعت مساوی طور سے کی جائے۔

[۱] جب مشینیں اور کارخانے تعمیر ہوتے ہیں، بے مہارت مزدوروں کی طلب بظاہر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ریلوں، نہروں اور کارخانوں کا عمل شروع ہو جانے کے بعد طلب زیادہ تر ایسے مزدوروں کے لیے ہوتی ہے جو اس سطح سے اوپر ہوتے ہیں۔

اور جبکہ معمولی مزدور اور اس کے بچوں کے لیے تعلیم و ترقی کے ویسے ہی مواقع ہوں جیسے کہ میکانک یا وکیل کی اولاد کے لیے ہیں۔ اس طرح مصارفِ پیدائش یا اضافی اُجرتیں موجودہ حالت سے بہت ہی مختلف صورتیں اختیار کر لیں گی۔ گو اُجرتوں کے حقیقی فرق مزدوروں کے جبلّی فروق کی وجہ سے پھر بھی قائم ہی رہیں گے، لیکن یہ فرق موجودہ حالت کے مقابلے میں بہت کم نمایاں رہ جائیں گے۔ لیکن موجودہ معاشرتی حالات کے تحت اس قسم کے امکانات کو نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔

اُجرتوں کے فرق، مختلف قسم کی محنت کے عام طور سے دائمی طلب کے دیرپا نتائج ہیں۔ قدر کے تغیرات کا باعث مطلوبہ محنت کی مختلف قسموں کی مقداروں
161 کے تغیرات یا مصارف کے تغیرات ہیں؛ گو کہ قدر کا عام پیمانہ طلب و افادہ کا
نتیجہ ہے نہ کہ استعمال کردہ محنت کا۔

۵۔ اسی قسم کے استدلال سے نظریۂ تجارت بین الاقوام کے بارے میں بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ اس نظریے کا مدار، جیسا کہ جلد اول میں تجارت بین الاقوام کی بحث میں بیان کیا گیا، زیادہ تر قدر کے نظریۂ محنت پر تھا۔[1] اس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ کسی مقررہ ملک میں وہی اشیا ارزاں ہوں گی جو مقابلۃً کم محنت کے ساتھ تیار کی جائیں گی اور اسی وجہ سے ان کے اس ملک سے برآمد ہونے کا قرینہ ہوگا؛ اسی طرح وہ اشیا گراں ہوں گی جن کی طیاری میں مقابلۃً زیادہ محنت صرف ہوگی اور اسی وجہ سے ان کے درآمد کیے جانے کا قرینہ زیادہ ہوگا۔ بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ غیر مسابق جماعتوں یا افادۂ مختتم کے اصول کی بنا پر انجام کار قدر کا تعین ہوتا ہے تو، ہمارے اخذ کردہ سب نتائج غلط ہو جائیں گے۔ اشیا کے نرخ کی ارزانی اور برآمد کی وجہ محض یہی نہیں ہے کہ ان پر صرف کردہ محنت کے مصارف کم ہوتے ہیں، بلکہ یہ وجہ بھی ہے کہ وہ معاشرتی حالات بھی پیچیدہ ہوتے ہیں جن کی بنا پر کسی ملک کے اندر اضافی اُجرتوں اور اضافی قیمتوں کا تعین ہوتا ہے۔ بہر کیف نظریۂ تجارت بین الاقوام میں

[1] دیکھو خاصکر باب ۳۴ و باب ۳۵۔

باب ۶
اُجرت و قدر

جس قسم کی ترمیم کی ضرورت ظاہر کی جا رہی ہے وہ کچھ ایسی دور رس اثرات رکھنے والی نہیں ہے۔

اگر مختلف ممالک میں معاشری طبقہ بندیوں کے مظاہر بہت مختلف ہوں تو یہ ترمیم بہت اہم ہوگی۔ اس صورت میں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک قسم کے مزدور، مثلاً ماہر میکانک، ایک ملک میں ارزاں ملیں اور دوسرے ملک میں گراں؛ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ اول الذکر ملک اس قسم کے مزدوروں کی پیداوار برآمد کرے گا۔ اگر دوسری قسم کی محنت، مثلاً: معمولی کارخانے کی محنت، دوسرے ملک میں ارزاں ہو تو، یہ ملک اپنی باری میں اس محنت کی پیداوار برآمد کرے گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ معاشری طبقہ بندیوں کے مظاہر میں بہت وسیع فرق و اختلاف نہیں ہے۔ غیر مسابق جماعتیں بہ حیثیت مجموعی، مختلف ملکوں میں مدارج کے مقررہ سلسلوں میں منتظم ہوتی ہیں۔ کم از کم مہذب و ترقی یافتہ ملکوں میں تو یہی صورت پائی جاتی ہے۔ یہاں سخت کام اور آسان کام کرنے والی جماعتوں کے مابین اساسی حیثیت سے وہی مقررہ تفریق ظاہر ہوتی ہے اور ماہر میکانک سے لے کر معمولی مزدور تک اسی قسم کے مراحل یا زینے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے جیسا جیسا کہ تہذیب یافتہ ممالک کے درمیان ہوتا ہے، وسیع معاشری تفریقات و امتیازات ایک دوسرے سے مبادلات کرنے کی صورت کے مقابلے میں خود ان کے حدود کے اندر بہت اہم ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی مبادلات کا انحصار اب بھی زیادہ تر محنت کی اضافی کارکردگی پر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قدیم معاشئین کا جو خیال تھا اس کے مقابلے میں بہت عام طور سے یہ ہوگا کہ 162
اُجرتوں کے مخصوص فرق (یعنی یہ کہ ایک درجے یا پیشے میں ایک ملک کے مقابلے میں دوسرے ملک میں اُجرت کم ہو) کسی مخصوص شے کی برآمد کی توجیہ کرتے ہیں چنانچہ جرمنی اور انگلستان کی طفیلی صنعتیں اس کی مثالیں بہم پہنچاتی ہیں۔ علاوہ ازیں جرمنی میں بعض قسم کے تعلیم یافتہ مزدور مقابلۃً کثیر التعداد اور ارزاں ہیں؛ مثلاً جرمنی کے کمپوزیٹر، جو قدیم زبانوں کی کتابیں مرتب کرنے میں خاص مشق و مہارت رکھتے ہیں، یا جرمنی کے آلات موسیقی بنانے والے بعض مزدور۔

باب ۴ أجرت دقه

لیکن یہ صورتیں عام اور ہمہ گیر نہیں ہیں۔ تجارت بین الاقوام کی اساسی اہریں اب بھی، کم از کم تہذیب یافتہ ملکوں میں، برآمد کردہ یا درآمد کردہ اشیا تیار کرنے میں محنت کی اضافی کارکردگی سے متعین ہوتی ہیں۔

۶۔ مختلف ممالک کے باہمی مبادلات اندرون ملک کی غیر مسابق جماعتوں کے باہمی مبادلات سے مماثلت رکھتے ہیں؛ اور یہ مماثلت، قدر کو متعین کرنے والی قوتوں کے عمل کو اس خوبی سے ظاہر کرتی ہے کہ اس پر مزید تفصیلی روشنی ڈالنا حق بجانب ہوگا، خواہ اس تفصیل و تشریح سے ہم اپنے موجودہ اصلی موضوع، یعنی تقسیم دولت سے اور بھی بہت زیادہ دور کیوں نہ جا پڑیں۔

بہ اشکل زر آمدنیوں کی سطح، قوموں کے مثل معاشری گروہوں کے درمیان بھی منافعے کا آلہ اور قطعی معیار یا آزمایش ہوتی ہے؛ اور یہ منافعہ دوسرے گروہوں کی تیار کردہ اشیا یا خدمات کی خریداری سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک امریکی یا انگریز، تجارت بین الاقوام سے سب سے زیادہ نفع اس وقت حاصل کرتا ہے جبکہ وہ چائے، قہوہ اور مسالہ یعنی: ایسی اشیا خرید کرے جن کو گرم ممالک کے ادنیٰ اُجرت پانے والے مزدور تیار کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا وکیل یا کاروباری شخص، معاشری گروہوں کے باہمی مبادلات سے سب سے زیادہ نفع اس وقت حاصل کرتا ہے جبکہ وہ ایسی اشیا یا خدمات خریدے جن کو ادنیٰ طبقوں کے مزدور تیار کریں۔ وکیل یا کاروباری شخص کی متعارفہ آمدنی، خانگی ملازموں، یعنی: ماماؤں، سائیسوں، گاڑی بانوں، مرد یا عورت خاکروبوں کی خدمات مستعار لینے میں بڑی حد تک خرچ ہوتی اور بڑا اثر رکھتی ہے۔ لیکن اطبا اور دنداں سازوں کے بلوں کی ادائی کرنے میں اس آمدنی سے کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اطبا یا دنداں ساز بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جس سے وکیل یا کاروباری شخص کا تعلق ہے، اور ان کی خدمات کا اعلیٰ مروجہ شرح سے صلہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر اطبا یا دنداں سازوں کی کارگزاری خاص طور سے عمدہ ہو تو ان کی خدمات ارزاں شرح پر مل جائیں گی؛ لیکن پھر بھی ان کی آمدنیاں ان کے معاشری طبقے کے

باب ۱۴
اُجرت و قدر

معیاروں کے مطابق زیادہ ہوں گی، چونکہ ان کی کارگزاری بہت زیادہ غیر معمولی طور سے اعلیٰ نہ ہوگی، اس لیے ان کی خدمات گراں ہوں گی؛ بالکل اسی طرح جس طرح کہ کسی اعلیٰ متعارفہ آمدنیوں والے ملک میں وہ داخلی اشیا گراں ہوتی ہیں جن میں محنت کی کارکردگی خاص طور سے اعلیٰ نہ ہو۔

قوموں اور غیر مسابق گروہوں کی باہمی تمثیل میں اور وسعت پیدا کی جا سکتی ہے۔ دونوں صورتوں میں مبادلے کی شرحوں کا تعین ان وسیع اسباب کی بنا پر ہوتا ہے جو بتاخیر عمل کرتے ہیں اور طویل مدت کے سوا ان میں کسی قسم کا خلل واقع ہونے کا قرینہ نہیں ہوتا؛ چنانچہ اسی وجہ سے اکثر اشخاص، بلکہ اکثر معاشئین بھی، ان کو معمولی واقعات شمار کرتے ہیں۔ اس واقعے کو عام طور سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، انگلستان، فرانس اور جرمنی میں، متعارفہ آمدنیوں کا مقابلۃً اعلیٰ ہونا فطرت کی نظم و ترتیب کا ایک جزو ہے۔ علیٰ ہذا یہ واقعہ بھی اسی طرح بلا کم و کاست عام طور سے تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ اطبا، وکلا، اور کاروباری اشخاص کے اوپر کے طبقے کی متعارفہ آمدنیاں مقابلۃً اعلیٰ ہوتی ہیں؛ وجہ یہ کہ آمدنیوں میں بہت عام طور سے اور ہمیشہ فرق پائے جاتے ہیں۔ پھر بھی دونوں صورتوں میں فرق و اختلاف کی بنیاد بلاشبہ وہ اسباب ہیں جو معاشری گروہوں کے درمیان اور قوموں کے درمیان طلب کے حالات میں کم و بیش پائے جاتے ہیں۔ ان طلب کے حالات کی تہ میں غالباً اور بھی زیادہ گہرے اسباب مل سکتے ہیں، یعنی: ذہانت اور عادات و خصائل کے جبلی و ارثی اختلافات۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جہاں تک معاشری گروہوں کا تعلق ہے وہاں تک، اس کا تصفیہ کرنا کس قدر مشکل ہے کہ معاشری طبقات کے حدود کا تعین جبلی خصوصیات کرتے ہیں کہ اکتسابی خصوصیات۔ اسی طرح قوموں کے بارے میں یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ کسی ایک ملک کے فوائد کا سبب آیا ناقابل تغیر قومی خصوصیات ہیں یا تاریخی نشو و ترقی اور اکتسابی مہارت کے اتفاقات۔ کسی تہذیب یافتہ قوم اور کسی وحشی یا نیم مہذب ملک کے

مابین فوائد کے جو اختلافات اور اس کے نتیجے کے طور پر جو مبادلات ہوتے ہیں ان کا تعین و تصفیہ کرنے میں غالباً قومی اسباب کا اثر زیادہ قوی پڑتا ہے، اس کے برخلاف خود مہذب قوموں کے مابین جو اختلافات و مبادلات ہوتے ہیں ان کی حد تک اکتسابی خصوصیات نسبتہً زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو، اتنا ضرور ہے کہ اختلافات موجود ہیں، اور نہ صرف موجود ہیں بلکہ نسلہا نسل تک اور صدیوں تک قائم رہتے ہیں؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ کسی ملک کے اندر معاشری گروہوں کے درمیان اختلافات مدتوں باقی رہتے ہیں۔ کسی مقررہ وقت میں اور طویل مدت کے لیے ان کو مسلمہ و مقررہ واقعات اور اس طرح اسباب تسلیم کرنا ضروری ہے، اور بطور نتائج ان کا تجزیہ نہ کرنا چاہیئے۔

باب ۴۹

کاروباری منافع 164

(۱) کاروباری منافع، خطرات اور جوکھم برداشت کرنے پر منحصر ہوتا ہے۔ اصطلاح "منافع"۔ (۲) کاروباری شخص، مابقی آمدنی وصول کرنے والے کی حیثیت سے۔ اس آمدنی کی بے قاعدگی اور وسعت؛ اس کا تعلق قیمت سے۔ گو بے قاعدہ ہوتی ہے لیکن اتفاقی نہیں ہوتی۔ (۳) جبلّی قابلیت، موقع و سہولت، ماحول اور تربیت کا اثر۔ (۴) کامیابی کے لوازم: غور و فکر، اصابت رائے، اور جرأت۔ میکانکی قابلیت اتنی اہم نہیں جیسا کہ توقع کی جاسکتی ہے۔ کاروباری اشخاص کے تعلقات موجدین سے؛ کامیاب اشخاص کے اوصاف کا اختلاف۔ (۵) کاروباری اشخاص میں فطری انتخاب کا عمل۔ فطری استعداد، دوسرے اکثر پیشوں کے مقابلے میں اس میں زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ (۶) کاروباری جد و جہد اور زر کمانے کے محرکات۔ معاشری اولوالعزمی یا حبِ جاہ سب سے بڑا محرک ہے؛ دوسرے محرکات۔ (۷) اگر کاروباری قابلیت بافراط اور اعصابی محنت کی استعداد کمیاب ہو تو، کیا تغیرات واقع ہوں گے؟

۱۔ اب ہم پھر اصل موضوع، یعنی: تقسیم دولت کی بحث کی جانب رجوع ہوتے ہیں۔ کاروباری منافع ان مسائل میں سے اکثر مسائل پیش کرتا ہے جو

باب ۴۹
کاروباری

اُجرتوں کے فرق سے رونما ہوتے ہیں؛ چنانچہ اس کو بھی اُجرت کی ایک شکل شمار کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ تاہم اس میں اکثر خاص خصوصیات بھی ہیں اور اسی لحاظ سے وہ علٰحدہ غور و بحث چاہتا ہے۔ تقسیم دولت کی بحث میں اس حصے (منافعہ) کے لیے متعدد اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں؛ مثلاً "اُجرت تنظیم" "خالص منافعہ"، "کاروباری آمدنی"، "آجر، مہتمم، یا منتظم کا صلہ" وغیرہ۔ "کاروباری منافعے" سے اسی قسم کی آمدنی مراد ہے جس پر اس باب میں غور کیا جائے گا؛ اسی طرح "کاروباری شخص" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کس قسم کا شخص ایسی آمدنی کو حاصل کرتا ہے۔

روزمرہ کی زبان میں جب "منافعہ" یا "کاروباری منافعہ" کہا جاتا ہے تو اس کو بالعموم مشغول شدہ اصل کے فیصد کے حساب سے بیان کیا جاتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے اپنے اصل سے ۱۰ فیصدی یا ۲۰ فیصدی منافعہ حاصل کیا۔ اگر اصل کا کچھ جزو مستعار حاصل کیا جائے اور مقررہ سود قرض خواہ کو ادا کیا جائے تو اس طرح ادا کردہ رقم مجموعی خام منافعہ سے منہا کردی جاتی ہے۔ لیکن ایسے اصل کے سود کی رقم بالعموم منہا نہیں کی جاتی جس کو کاروباری شخص نے مستعار نہ لیا ہو بلکہ خود لگایا ہو۔ تاہم اگر سود کو محض اصل کی 165
آمدنی شمار کیا جائے، اور کاروباری منافعہ کو ایسی آمدنی شمار کیا جائے جو خالص اُجرت ہے تو، اول الذکر اور موخر الذکر دونوں صورتوں میں خام منافعے سے رقم منہا کرنی پڑے گی۔ کاروباری شخص اپنی نگرانی میں اپنا جو اصل مشغول کرتا ہے اگر وہ کسی دوسرے کو مستعار دے دیا جائے اور دوسرا شخص اس کو صرف کرے تو، اس اصل پر قرض خواہ کو مروجہ شرح سے سود وصول ہوگا۔ سچ پوچھو تو صرف اس رقم کو جو اصلدار کو اپنے سود کے علاوہ وصول ہو کاروباری منافعہ خیال کرنا چاہیے۔

روزمرہ کی بول چال میں سود اور کاروباری منافعہ کا اساسی فرق جس قدر عام طور سے تسلیم کیا جاتا ہے اسی قدر عام طور سے نظر انداز بھی کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں اس کو سب تسلیم کریں گے کہ کسی مقررہ شرح حاصل کی معقولیت یا امکان کے متعلق فرق موجود ہے۔ اگر شرح سود

باب ۹ کاروباری منافع

۶ فیصد ہو تو' مان لیا جاتا ہے کہ منافعہ کی شرح اس سے زائد ہونی چاہیئے؛ اور توقع بھی یہی کی جاتی ہے کہ فی الواقع منافعہ کی شرح' شرح سود سے زائد ہوگی۔ اگر منافعہ کو بحساب فیصد نہ بیان کیا جائے' بلکہ معمار' وکیل یا طبیب کی آمدنی کی طرح اس کی یکمشت رقم بیان کی جائے کہ ہر سال یا ہر ششماہی پر کتنی مجموعی رقم وصول ہوتی ہے تو' اس سے بازار کی زبان اور معاشیات کی اصطلاح میں بآسانی توافق پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طریق پر عمل پیرا ہونے میں متعدد اسباب مزاحم ہوتے ہیں؛ صرف یہی نہیں کہ قدیم زمانے کے روایات' جبکہ کاروباری شخص خود اپنا اصل لگاتا تھا اور دوسروں سے مقابلۃً بہت کم قرض لیتا تھا اس میں مزاحمت پیدا کرتے ہیں؛ بلکہ دوسرے مادی اسباب بھی مزاحم ہوتے ہیں؛ مثلاً ایک تو کاروبار کا سرمایۂ مشترک کے اصول پر اور بڑے پیمانے پر انجام دیا جانا ہے اور دوسرا اہم سبب اصل کی تعداد اور کاروباری منافعہ کی مجموعی خام مقدار کے مابین حقیقی تعلق ہے۔ آگے چلکر ہم ان امور پر تفصیلی بحث کریں گے۔ تجزیۂ بحث کی ابتدائی حالت میں یہی طریقہ بہتر ہوگا کہ اصل کے سود اور منتظم کاروبار کے کاروباری منافعہ کے مابین واضح طور پر فرق قائم کر لیا جائے۔

روزمرہ کی زبان میں نہ صرف کاروباری منافعہ اور سود کے مابین فرق و امتیاز قائم کرنے میں کوتاہی کی جاتی ہے' بلکہ لگان اور نفع اجارہ جیسی آمدنیوں کو بھی منافعہ سے خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً یہی نہیں کہ کسی شئے کا پیٹنٹ (حق محفوظ) کرانے کے بعد مالک کو جو کثیر آمدنی ہوتی ہے اس کو منافعہ کہا جاتا ہے؛ بلکہ پیٹنٹ پر یا ان کتابوں پر جن کے حقوق محفوظ ہیں جو رائلٹی ادا کی جاتی ہے اس کو بھی بالعموم منافعہ کہا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا کسی بیش بہا سکنی خطۂ زمین سے جو منافعہ وصول ہوتا ہے اس کو بھی منافعہ ہی کہا جاتا ہے۔ اگر معاشئین روزمرہ کی زبان استعمال کرنے لگیں تو' اس کی بنا پر عام طور سے غلط فہمیاں اور بعض اوقات حقیقی ابہام رونما ہوگا؛ کیونکہ ایسا ہونا ناگزیر ہے کہ معاشیات داں خود بعض اوقات الفاظ کو عرفی معنوں میں 166

استعمال کرے۔ مثلاً وہ اپنے ذہن میں تو مراد لیتا ہے کسی نہ کسی قسم کا کثیر المقدار ماحصل، اور کہے گا "اعلیٰ منافعہ"۔ موجودہ بحث میں اور عام طور سے موجودہ کتاب میں بھی "کاروباری منافعے" کی اصطلاح اسی مفہوم میں استعمال کی جائے گی جس کو ابھی بیان کیا جا چکا ہے؛ یعنی وہ ماحصل زائد جو سود، لگان یا منافعۂ اجارہ کے علاوہ وصول ہو۔

صنعت کا آزادانہ انتظام ہی کاروباری شخص کے کام کی سب سے نمایاں خصوصیت ہے۔ وہ صنعتی کاروبار کے نتیجے کے خطرات کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے؛ اس کے برخلاف تنخواہ دار ملازم یا اجیر کو اس کی مقررہ خدمات کے معاوضے میں ایک مقررہ رقم ادا کرنے کا وعدہ پیشگی کر لیا جاتا ہے۔ اس حد تک اس سے بحث نہیں کہ کاروباری شخص کاروبار کو پیمانۂ کبیر پر انجام دے یا پیمانۂ صغیر پر۔ دیہات کا موچی اور جوتے کے بڑے کارخانے کا مالک، خردہ فروش دوکاندار اور بڑا تاجر، ملکی کاشتکار اور خود کاشت زمیندار، یہ سب یکساں طور سے کاروباری اشخاص ہیں اور کاروباری منافعہ حاصل کرتے ہیں۔ طبیب یا وکیل، جو اپنے پیشے میں آزادانہ طور سے کام انجام دیتا ہو، اس نقطۂ نظر سے اسی جماعت میں داخل ہے؛ اس لیے کہ اس کی حیثیت بظاہر اسی طریقے سے اُس طبیب یا وکیل کی حیثیت سے مختلف ہے جو ایک مقررہ تنخواہ پر کام انجام دیتا ہو۔ لیکن عام طور سے ہم زیادہ تر ان لوگوں کے کاروباری انتظام کے تعلق سے تصور قائم کرتے ہیں جو کاروبار کو بڑے پیمانے پر انجام دیتے ہیں، جو کثیر المقدار اصل فراہم کرتے اور اس کا انتظام کرتے ہیں؛ جو دوسرے مزدوروں کو اُجرت پر حاصل کر کے اپنی نگرانی میں کام لیتے ہیں، جو اہم اور اہتمام طلب تدابیر اور خاکے مرتب کرتے ہیں، اور جن کا کام خود زیادہ تر یا کلیتہً معاملات کی نگرانی اور انصرام ہوتا ہے۔ نیز ہم تجارت اور مصنوعات سے متعلق زیادہ عام قسم کے صنعتی کاروبار کا تصور قائم کرتے ہیں۔ اگر ہم ان عام صورتوں پر پہلے غور کریں تو کاروباری منافعے کے مخصوص مسائل پر بہترین طریق پر عبور حاصل ہو سکتا ہے۔

باب ۴
کاروباری منافع

۴۔ کاروباری شخص کے ہاتھ میں صنعت کے انتظام کی عنان ہوتی ہے اور وہی صنعتی کاروبار کا رہنما اور قائد ہوتا ہے۔ کاروبار کی آمدنی سب سے اول اس کے ہاتھوں میں آتی ہے، اور وہ دوسروں کو ان کا حصہ تقسیم کرتا ہے۔ وہ اُجرت پر حاصل کیے ہوئے مزدوروں کو ان کی مقررہ اُجرت اور اصلداروں سے حاصل کئے ہوئے اصل کا مقررہ سود ادا کرتا ہے۔ وہی بہترین موقع محل والی اور نفع بخش زمینوں کے امکانات کا تخمینہ اور انتخاب کرتا ہے جس کی بنا پر سکنی زمینوں کے لگان کا تعین ہوتا ہے، اور وہی زمین کا لگان زمیندار کو ادا کرتا ہے۔ ان سب معاوضوں کو ادا کرنے کے بعد جو کچھ بچ رہتا ہے اس کو وہ اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ پس اس کی آمدنی کو "باقی آمدنی"[1] اسی لحاظ سے کہا جا سکتا ہے۔

اس کی اس حیثیت سے کہ وہ باقی آمدنی کا حقدار یا مالک ہے، کاروباری منافعے کی ایک عجیب و غریب خصوصیت کی توجیہ ہوتی ہے، اور وہ اس آمدنی کی بے قاعدگی اور عدم تعین ہے۔ ممکن ہے کہ کاروباری شخص کو ایک سال ایک پیسہ بھی وصول نہ ہو، بلکہ اُلٹا نقصان برداشت کرنا پڑے؛ اور دوسرے سال اس کو بیش قرار منافع وصول ہو۔ ایک ہی شخص کے منافعے میں سال بہ سال جو تغیرات واقع ہوتے ہیں وہ اس وجہ سے رونما ہوتے ہیں کہ کاروباری شخص صنعتی خطرات کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ گو اکثر صورتوں میں خطرات اس قدر باقاعدگی کے ساتھ رونما ہوتے ہیں کہ (آگ اور بحری نقصان کے مقابلے میں) ان کا بیمہ کرایا جا سکتا ہے؛ لیکن اکثر خطرات ایسے بھی ہوتے ہیں جو سب سے اول ذمہ داری لینے والے کو برداشت کرنا پڑتے ہیں؛ مثلاً طلب کے تغیرات، ایجادات، طریقہائے پیدایش میں اختراع، اور عام قیمتوں میں الٹ پھیر کے خطرات۔ اس طرح کاروباری شخص کی خالص آمدنی ناگزیر طور سے تغیر پذیر ہوتی ہے۔

---

[1] (Residual Income)

باب ۳۹

کاروباری منافع

کاروباری شخص قیمتوں کے تغیرات کے اثرات کو سب سے زیادہ خاص طور سے محسوس کرتا ہے۔ جب قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو وہ قلیل مدت تک نفع حاصل کرتا ہے؛ اور جب قیمتیں گھٹ جاتی ہیں تو قلیل زمانے تک اس کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ یہ بات نہ صرف مخصوص اشیا کی قیمت کے تغیرات کے بارے میں ان کاروباری اشخاص کی حد تک صادق آتی ہے جو ان اشیا کا کاروبار کرتے ہیں؛ بلکہ عام قیمتوں کے تغیرات کے بارے میں بھی کاروباری اشخاص کی حد تک من حیث الجماعت صادق آتی ہے۔ اس بنا پر اکثر لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ خرید و فروخت اور قیمتوں کا ماہرانہ اہتمام کاروبار کے روح رواں ہیں۔ اس سے قبل بیان کیا جاچکا ہے[1] کہ قیمت کے اضافے اور تخفیف کا کاروباری اشخاص کے ان تعلقات پر کس طرح اثر پڑتا ہے جو بحیثیت آجروں کے ان کے اور ماتحت مزدوروں یا اجیروں کے مابین پائے جاتے ہیں۔ چونکہ کاروباری شخص تاجروں اور مزدوروں کے مابین ایک درمیانی حیثیت رکھتا ہے اور زر کی قدر کے سب تغیرات کا مزدوروں سے پہلے اسی پر اثر پڑتا ہے، اس لیے کاروباری منافعۂ قیمتوں پر بہت بڑی حد تک منحصر ہوتا ہے۔ لیکن یہ تعلق بالعموم عارضی سا ہوتا ہے؛ کاروباری شخص کی آمدنی کے تغیرات پر یہ تعلق اثر انداز تو ہوتا ہے، لیکن طویل مدت میں وہ نہ تو اس آمدنی کی مقدار کو متعین کرتا ہے نہ اس کے سرچشمہ کو ظاہر کرتا ہے۔

کاروبار میں خطرات اس قدر عظیم ہوتے ہیں کہ اکثر لوگ اس کو محض قسمت آزمائی اور اتفاقات کا کھیل تصور کرتے ہیں۔ بعضوں کو جیت ہوتی ہے اور بعضوں کو ہار، گویا یہ ایک عظیم الشان قرعہ اندازی کے کھیل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ اکثر اشخاص اسی انداز میں اور اسی جذبے کے ساتھ کاروبار کو شروع کرتے ہیں؛ اور غیر محتاط انتظام، غیر صحیح تخمینے اور

[1] دیکھو باب ۲۲ فصل (۵)۔

باب ۲۹

کاروباری منافعہ

بدسلیقگی کے ساتھ اسی طرح کاروبار میں حصہ لیتے ہیں جس طرح کہ قمار باز یا جواری۔ لیکن یہ ثابت کرنے کے لیے بہت زیادہ باریک بینی اور تحقیق کی ضرورت نہیں ہے کہ کاروبار کی کامیابی، بالکلیہ قسمت یا اتفاقات پر موقوف نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ایک سال نفع ہوتا ہے تو دوسرے ہی سال نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ حسن اتفاق سے مسلسل اور دائمی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ بازار کے حالات کی تبدیلی، نئی شئے کی تیاری، نئی کان کی دریافت سے بہت کثیر منافعہ حاصل ہوسکتا ہے؛ اور یہی کاروباری شخص کا نصب العین ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص جس نے کثیر منافعہ حاصل کیا ہو ہوشیاری اور ہوشمندی سے کام لیکر کاروبار بند کردے اور اپنے کمائے ہوئے اصل کو غیر یقینی اور ناقابل اطمینان میدان میں صرف کرنے سے دست کش ہوجائے۔ لیکن عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کا سلسلہ جاری رکھتا ہے اور دوبارہ بلکہ سہ بارہ بھی اسی طرح منافعہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح مسلسل متعدد برسوں کے کاروبار پہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض افراد کو مستقلاً نفع ہی ہوتا رہا اور اس کے برخلاف بعضوں کو انجام کار نقصان برداشت کرنا پڑا اور میدان کارزار سے وہ ناپید ہوگئے۔ کامیابی کے متعدد لوازم ہیں؛ صرف خطرات کا مقابلہ کرنے کی ہمت وجرات ہی کافی نہیں، بلکہ انتظام کاروباری صلاحیت، قابلیت اور مہارت بھی ضروری ہے۔ لیکن مسلسل کامیابی محض اتفاق کا نتیجہ نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کا باعث کچھ اور ہی ہے؛ اور وہ یہ کہ بعض افراد ایسی خوبیوں اور خصوصیتوں کے مالک ہوتے ہیں جو دوسروں میں مفقود ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں مختلف افراد کے اوصاف اور خصوصیتوں کے مدارج مختلف ہوتے ہیں، یا کم ازکم ان کی خوبیوں اور خصائص کے نتائج بہت مختلف ہوتے ہیں۔ کاروباری منافعہ کی وسعت اور سطح میں خود اس قدر عظیم تغیرات ہوتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں کسی شخص واحد کی آمدنی کے اختلافات و تغیرات کچھ زیادہ عجیب نہیں معلوم ہوتے۔ بعضوں کے ہاتھ میں کچھ ایسا جادو ہوتا ہے کہ وہ

باب ۹
کاروباری منافع

جس شئے کو ہاتھ لگاتے ہیں سونا ہو جاتی ہے؛ اور محیر العقول آمدنی وصول ہوتی ہے۔ یہی لوگ صنعت کے قائد اعظم ہوتے ہیں، اور انھیں کو کاروباری طبقہ "بڑا آدمی" خیال کرتا، ان کی عزت و وقعت کرتا، تعظیم و تکریم بجا لاتا، ان سے خوف کرتا اور ان کی تقلید اپنے لیے باعث کامرانی تصور کرتا ہے۔ بعضے ایسے بھی ہوتے ہیں جو مرتبے میں ان سے قدرے کم ہوتے ہیں، مگر خوش حال ہوتے ہیں؛ اگرچہ ان کی خوش حالی اور ترقی اس قدر محیر العقول نہیں ہوتی۔ یہ طبقہ "ٹھوس کاروباری اشخاص" کی منتخب جماعت پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے نیچے کے صنعتی و معاشری طبقات میں بہت ہی باریک اور غیر محسوس فرق و مدارج قائم ہیں جن کا سلسلہ یکے بعد دیگرے بالکل نیچے تک اترتا چلا آتا ہے، یہاں تک کہ ہم خردہ فروش تاجر تک پہنچتے ہیں، جو بے شک حقیقت میں کاروباری شخص ہی، مگر اس کی آمدنی بہت ہی قلیل ہوتی ہے اور حیثیت اور رتبے کے اعتبار سے اس میں اور معمولی میکانک یا محرر میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہوتا۔

جملہ دماغی کام کرنے والے پیشوں کا خاصہ یہ ہے کہ ایک ہی قسم کا کام انجام دینے والے اشخاص کی آمدنیاں مختلف ہوتی ہیں۔ گو بعض میکانک دوسرے میکانکوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ماہر ہوتے ہیں اور انھیں اُجرت بھی نسبتہً زیادہ ملتی ہے؛ لیکن ان کی آمدنیوں کا فرق، وکلا، اطبا، صناعوں اور کاروباری اشخاص کی آمدنیوں کے فرق کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے۔ اس کی وجہ یہ واقعہ ہے کہ دماغی کام کرنے والے اشخاص کی قابلیت و استعداد کا فرق بمقابلۂ دستی کام کی قوت اور جوش کے فرق کے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ گو ہر آدمی کو تربیت اور مشق کے ذریعے سے ماہر میکانک نہیں بنایا جا سکتا؛ لیکن پھر بھی بہت بڑی تعداد کو مہارت کے اعلیٰ ترین ممکنہ درجے تک پہنچانا ممکن ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کارآمد اور تربیت یافتہ وکلا، اطبا اور کاروباری اشخاص کی موجودہ تعداد میں تربیت کے ذریعے سے اضافہ کر دیا جائے، لیکن ایسے اشخاص کی تعداد فی الواقع بہت قلیل ہو گی جو ان پیشوں میں کمال و مہارت کے اعلیٰ ترین ممکنہ زینے پر پہنچ سکتے ہیں۔

169 ۳۔ مختلف کاروباری اشخاص کی طویل المدت آمدنیوں کے اختلافات،

باب ۴۹

کاروباری منافع

وہی مسائل پیش کرتے ہیں جن پر معمولی اُجرتوں کے حوالے سے غور کیا جا چکا ہے۔ کیا ان آمدنیوں کے فرق کا باعث جبلی استعداد کا اختلاف ہے؟ یا آمدنی کا فرق تربیت اور ماحول کا نتیجہ ہے؟ کیا زیادہ خوش حال کاروباری اشخاص، خوش حال طبقے کے عام غیر مسابق گروہ سے پیدا ہوتے ہیں؟ اور ان تمام سہولتوں کے ساتھ جو اس گروہ کو حاصل ہیں؟ یا ان کی کامیابی کا ان کی زندگی کے آغاز سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے؟ اور اس کا باعث زیادہ تر خلقی استعداد ہے؟

بعض معمولی مظاہر، جبلی اختلافات کی بنیاد پر آمدنی کے فرق کی توجیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مفلس لڑکے ترقی کرکے امیر بن جاتے ہیں! چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں مزارعین کی جماعت اپنے نصیبوں کو آپ بنانے والوں کا سرچشمہ رہی ہے۔ اس کے برخلاف انھیں قائدین صنعت کے لڑکے تنزل کرکے قیادت کے درجے سے نیچے آ جاتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ انھیں تربیت کے تمام فوائد، مال متروکہ کی ملکیت اور موافق مواقع حاصل ہوتے ہیں، وہ کاروبار کے عملی انتظام اور نگرانی کو بہ رضا و رغبت ایسے اشخاص کے سپرد کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں جو معمولی طبقوں سے اٹھتے ہیں۔ اس قسم کی مثالیں بلاشبہ کاروباری قابلیت کے ناقابل توریث ہونے کو ہمیشہ ظاہر نہیں کرتیں، جیساکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اگر متمول آدمی کے لڑکے اپنے باپ کے ودایع کی ہمسری کرنے سے قاصر رہتے ہیں تو اس کی وجہ کسی محرک یا مہیج کا فقدان ہے، نہ کہ صلاحیت یا قابلیت کا فقدان۔ احتیاج و ضرورت کا مہیج اور غیر تسکین یافتہ معاشری رتبے کا محرک دونوں مفقود ہوتے ہیں۔ پھر بھی ایسی مثالیں بہ کثرت ملتی ہیں جن میں مقررہ کاروبار کا انتظام جس شخص کو وراثتہً ملتا ہے وہ اس کو برقرار رکھنے اور سنبھالنے میں ناکام رہتا ہے، خواہ وہ اپنی جانب سے سعی کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ یہ بات بارہا مشاہدے میں آ چکی ہے کہ قدیم اور مشہور فرمیں اپنے بانیوں کی وفات کے بعد جب ان کے ورثہ کے زیر انتظام آئیں تو ان کا شیرازہ درہم و برہم ہو گیا۔

لیکن اس صورت میں بھی، دوسرے پیشوں کے مثل، یہ خطرہ ہے کہ توجہ صرف نمایاں مظاہر کی جانب مرتکز ہو۔ قائدین صنعت، بلاشبہ

کاروباری منافع

پیدائشی قابلیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ بڑے شعراء، ماہران موسیقی، سائنس دانوں اور وکلاء کا یہی حال ہے۔ گو ممکن ہے کہ ادنیٰ طبقوں میں بھی ایسے اشخاص خال خال نظر آئیں جن میں ذہانتیں دبی ہوئی یا پوشیدہ ہوں، لیکن اعلیٰ درجے کی قابلیت عام طور سے اُبھر آتی اور ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ اس کے برخلاف استعداد اور عمدہ صلاحیت اتنی کمیاب نہیں ہے، اور اس کی تربیت و داشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آغاز موافق ہو تو، عمدہ قابلیت رکھنے والے شخص کو کامیابی ہو سکتی ہے، اگر آغاز موافق نہ ہو تو، ممکن ہے کہ وہ اتنی ہی عمدہ قابلیت رکھنے والے شخص کی کامیابی میں رکاوٹ پیدا کرے۔ اعلیٰ ترین غیر معمولی قابلیت رکھنے والے اشخاص کے 170
درجے کے نیچے مرفہ الحال اور خوش باش اشخاص کا ایک طبقہ ہوتا ہے جس کے لیے اصل اور تعلقات کی سہولتیں اساسی و انتہائی اہمیت رکھتی ہیں۔

اصل اور تعلقات، یہی دو عامل ہیں جن سے کاروبار فروغ پاتا ہے اور جن کی عدم موجودگی کاروبار کو بگاڑ سکتی ہے۔ ہر کاروباری شخص کے لیے ضروری ہے کہ اس کو اس کے ذاتی یا مستعار ذرایع پر دسترس حاصل ہو۔ یہ صحیح ہے کہ اگر اس میں نہایت اعلیٰ درجے کی قابلیت موجود ہو تو، ذرایع کا فقدان اس کی راہ میں زیادہ دیرپا رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا، ممکن ہے کہ اس کو آغاز میں بہت دیر میں جا کر کامیابی ہو، لیکن وہ بہت جلد رقم پس انداز کر لے گا، آسانی قرضہ حاصل کر لے گا اور قلیل مدت کے اندر اندر ایسے رفیق اور جلیس پیدا کر لے گا جو اس کو زر مطلوبہ مستعار دینے کے لیے نہ صرف آمادہ ہوں گے بلکہ مشتاق و متمنی ہوں گے۔ لیکن جو آدمی اوسط درجے کے قریب قریب ہو اس کی صورت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ اگر اس کے والدین یا دوست اس کو اصل پر قابو دلا دیں تو اس کو مساوی قابلیت کے بدنصیب شخص پر بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ یہی حال تعلقات کا ہے، خواہ وہ ملاقات، شناسائی اور قرابت کا نتیجہ ہوں، یا ماحول کے مختلف النوع اثرات کا۔ وہ شخص جو مرفہ الحال طبقے میں پیدا ہوتا ہے آغاز ہی سے کاروباری فضا میں گھرا ہوا ہوتا ہے۔ روایات، مشورے، نصائح، اور مواقع اس کو خود بخود بلا طلب دستیاب ہوتے ہیں۔

باب ۱۳ کاروباری منافع

جو کچھ قابلیت اس میں موجود ہوتی ہے اس کی نشو و ترقی کی ایک موافق بنیاد بن جاتی ہے۔

خوش حال طبقے کے دوسرے پیشوں کے مقابلے میں کاروباری زندگی کے لیے رسمی تربیت بلا شبہ بہت کم نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے۔ گو یہ غالباً ممکن ہے کہ زمانۂ ماضی میں کاروباری تعلیم جیسی کچھ بے تکی رہی ویسی مستقبل میں نہ رہے، بلکہ زیادہ باقاعدہ و باضابطہ طریقے پر تربیت کا انتظام کیا جائے پھر بھی رسمی تعلیم کاروبار کی حد تک کبھی اس طرح اثر انداز و نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی جیسی کہ دوسرے پیشوں میں ثابت ہو رہی ہے۔ کاروباری زندگی ہمیشہ مقابلتہً زیادہ آسانی کے ساتھ دسترس پذیر ہوگی۔ جو موانع اس کی راہ میں زیر کرنے کے قابل رہ جائیں گے وہ صرف وہ ہوں گے جو ذرایع کے فقدان سے اور ماحول کے تمام مبہم مگر قوی اثرات سے رونما ہوں گے۔

۴۔ اعلیٰ درجے کے کاروباری شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ قوت متخیلہ اور اصابت رائے رکھتا ہو، ہمت وجرأت سے کام کرے اور انتظامی قابلیت اس میں موجود ہو۔

قوت متخیلہ اور اصابت رائے، یہ دو چیزیں صنعت کی قیادت کے لیے لابدی ہیں۔ کاروباری شخص کی کامیابی کا مدار اس پر ہے کہ وہ امکانات کے متعلق پہلے سے تخمینہ قائم کرسکے، اور مستقبل میں اس کے نتیجے کی بابت ہوشمندی اور مآل اندیشی کے ساتھ اندازہ کرسکے۔ نئے کاروبار کے لیے تو یہ خاصکر نہایت ضروری ہے؛ چنانچہ نئے کاروبار کو انجام دینے کے لیے قیادت کے جوہر دکھانے کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کثیر المقدار منافع حاصل کیا جاتا ہے۔ زر پیدا کرنے کی بے شمار تجاویز، کاروباری طبقے کے سامنے متواتر پیش ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں سے اکثر خیالی ہوتی ہیں۔ قائد صنعت ان میں سے صرف ان تجاویز کا انتخاب کرلے گا جن میں فی الحقیقت امکانات موجود ہیں، ان کی تشکیل از سر نو کرے گا، ان کو عملی جامہ پہنائے گا، اور انجام کار ان کو کامیاب بنائے گا۔ بعض اوقات وہ غلطی بھی کر جاتا ہے، مگر تاوقتیکہ اس سے 171

باب ۱۹

کبھی کبھی غلطیاں سرزد نہ ہوں کوئی بڑی کامیابی نہیں حاصل ہوسکتی، لیکن معقول و موزوں آدمی کو کاروباری تجاویز کے بیشتر حصے میں کامیابی ہوتی ہے۔ اکثر تو ایسے لوگ بھی صائب الرائے خیال کیے جاتے ہیں جو حقیقت میں اس صفت سے معرّا ہوتے ہیں۔ شخصیت کا اثر تو پڑتا ہے، مثلاً بارعب ہستی، دل کو لگنے والی گفتار اور ولولہ انگیز جذبات اپنا اثر ڈالتے ہیں، لیکن ممکن ہے کہ شخصیت کے متعلق دھوکہ بھی ہو جائے۔ متعدد دفعہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایسی شخصیت رکھنے والا آدمی ثابت قدم اور قائد ہوتا ہے، اور بڑے بڑے جرأت آزما کاموں میں ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ پھر بھی یہ دیکھا گیا ہے کہ انجام کار اس کو اس لیے ناکامی ہوتی ہے کہ وہ ثابت کر دیتا ہے کہ اس میں اساسی شئے یعنی اصابت رائے اور قوت فیصلہ نہیں ہے۔ (کاروباری منافع)

ہمت اور خطرات اور جوکھم برداشت کرنے کی صلاحیت کاروباری شخص کی کامیابی کے بدیہی لوازم ہیں۔ یہ نتیجہ اس حد تک نکلتا ہے جس حد تک کہ اُس کی کاروباری جد وجہد خطرات برداشت کرنے کی صلاحیت پر مبنی ہو۔ لیکن تاوقتیکہ اصابت رائے موجود نہ ہو، ہمت، قوت متخیلہ اور شخصیت سب انجام کار بے سود ثابت ہوتے ہیں۔

انتظامی قابلیت غالباً اس قدر کمیاب نہیں ہے جس قدر کہ اصابت رائے اور قوت متخیلہ کا اتحاد۔ لیکن پھر بھی وہ عام طور سے نہیں پائی جاتی۔ انتظامی قابلیت کا انحصار دو چیزوں پر ہے۔ ایک تو باحکمت تنظیم، اور دوسرے مردم شناسی۔ کاروبار کا خاکہ مرتب کرنا اور مختلف کام مختلف آدمیوں کو ان کی طبیعت و صلاحیت کی موزونیت کے لحاظ سے تقسیم کرنا، یہ بہت ہی اہم چیزیں ہیں؛ خاصکر کارگزار ماتحتوں کا انتخاب بہت زیادہ اہم شئے ہے۔ منتظم کے لیے عمدہ جسمانی صحت اور دیر تک بلاتکان مشکل کام انجام دینے کی قوت اور صلاحیت تقریباً اسی طرح لابدی اور ناگزیر ہے جس طرح فوجی قائد کے لیے۔

ہر کاروباری آدمی کو تقریباً ہمیشہ طبیعیات اور کلوں سے سابقہ رہتا ہے۔ بڑے کاروبار کے ہر ناظم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ بہترین میکانی اختراعات اور

باب ۷

کاروباری منافع

بہترین طریق پیدائش کا انتخاب کرے، کوئی نئی ایجاد عمل میں آئے تو اس کو اختیار کرے اور ترقیات زمانہ کے قدم بہ قدم گامزن رہے۔ اس لحاظ سے یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ میکانکی قابلیت رکھنے والے اشخاص ہی صنعت کے قائد بن سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ایسا عام طور سے ہوتا نہیں ہے۔ بلکہ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ موجد، انجینیر اور
172 کلوں کے ماہر کاروباری شخص کے تحت ملازم ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی کوئی فرد ایسا بھی نکل آتا ہے جس میں نہ صرف کاروباری قابلیت ہوتی ہے، بلکہ ایجاد و اختراع کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ انگریزا انجنیر اسٹی فن سن اور جرمانی مہندس ورنر سیمنس کا یہی حال تھا۔ علی ہذا انیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں سوتی پارچہ بافی کے جو چند کارخانے دار نیو انگلینڈ میں رہبر مانے جاتے تھے ان کا بھی یہی حال تھا۔ مثلاً لول، بیچ لر، بگ لو، وغیرہ۔ لیکن ایک شخص میں دو مختلف قسم کی قابلیتوں کا جمع ہونا جس طرح دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں عام نہیں ہے اسی طرح زندگی کے اس دھندے میں بھی زیادہ عام نہیں ہے۔ ترقیات کو نشو و نما دینے اور وسیع پیمانے پر استعمال کرنے کے لیے اصابت رائے، بصیرت، ہمت اور استقلال کی ضرورت ہے۔ مگر یہ خوبیاں بالعموم خود موجد میں موجود نہیں ہوتیں۔ واٹ[1] بھاپ کی قوت سے چلنے والے انجن کا موجد یا اس کو کامیابی کے ساتھ عمل کرنے والا تھا، لیکن اس کو بھی اس کے اپنے کاروباری شریک بولٹن[2] کی اصابت رائے، امداد اور اصل کی ضرورت درپیش ہوئی۔ ارک سن[3] نہایت اعلیٰ درجے کی مخترعانہ ذہانت رکھتا تھا اور اس نے طبیعت رسا پائی تھی۔ اس کی ایک ایجاد پیچ دار[4] نے بحری نقل و حمل میں انقلاب پیدا کر دیا، اور اس کے جہاز مونی ٹر[5] کا بھی اسی طریقے سے موجودہ جنگی جہازوں کی

[1] (Watt)

[2] (Boultons)

[3] (Ericsson)

[4] (Screw proeller)

[5] (Monitor)

باب ۴۹

کاروباری منافع

نشو و نما اور ترقی میں بہت بڑا حصہ تھا لیکن وہ حرارت سے چلنے والے جہاز پر کامل بھروسہ اور عقیدہ رکھتا تھا، اور اس نے اس واقعے کو بالکل نظر انداز کر دیا کہ کل کی مطلوبہ جسامت ایسے جہاز کو تجارتی نقطۂ نظر سے ناممکن بناتی تھی۔ ایڈیسن کو نہایت درست طور پر "ساحر" کہا جاتا تھا، لیکن بعض مشہور بڑے بڑے پُر خطر کاروبار میں اس کو نمایاں طور سے ناکامی ہوئی، مثلاً مقناطیسی کچے لوہے کے استعمال میں اور ہم معیار سمنٹ کے مکانوں کی تعمیر میں[1]۔ کاروباری شخص کے دماغ میں جو بے شمار منصوبے اور خاکے مسلسل ترتیب پاتے رہتے ہیں ان میں سے بہترین خاکے کا انتخاب عمل میں لا کر وہ گویا اپنے اہم ترین اور مخصوص فرائض میں سے ایک فریضہ ادا کرتا ہے۔

کاروباری شخص کے مخصوص اوصاف گنا دینے پر بہت زیادہ زور نہ دینا چاہیئے۔ ہر قسم اور حالات کے آدمیوں میں یہ ثابت ہوا ہے کہ ایسے اوصاف موجود ہوتے ہیں جو مالی کامیابی کے لیے ضروری ہیں؛ خواہ وہ محتاط اور دلیر ہوں، سنجیدہ اور جوشیلے ہوں، فضول گو اور کم گو ہوں یا جزرس اور تفصیلات کو نظر انداز کرنے والے ہوں۔ ہر قسم کی ترکیب میں مختلف میلانات اور طبائع پائے جاتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے کارخانوں کے صدر ہر چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں؛ اور نہ صرف اپنے بڑے کاروبار کے وسیع خاکے کو مرتب کرتے ہیں، بلکہ ہر فرع اور تفصیل پر نظر رکھتے ہیں۔ بعضے ایسے ہوتے ہیں جو ماتحتوں کو انتظام سے متعلق ہدایات جاری کر دیتے ہیں اور اپنے لیے غور و فکر کرنے، خاکے مرتب کرنے اور گفت و شنید کرنے کے کام محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خالصاً اپنے کاروبار کی 173
حد تک یعنی صنعت کے اس مخصوص شعبے کی حد تک جس کو وہ شروع کرتے ہیں اپنی توجہ کو محدود رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو نئے نئے اور

[1] موجدوں کے سوانح حیات مثلاً چرچ کی کتاب موسوم بہ "ارکسن اور ڈائر کی حیات" Life of Ericsson and Dyer اور مارٹن کی کتاب "حیات ایڈیسن" Life of Edison موجدوں کی پریشاں خیالیوں کے حوالے سے لبریز ہیں چنانچہ دیکھو خود موجودہ مصنف کی کتاب Inventors and Morey-makers کا باب یکم۔

باب ۱۲
کاروباری منافعہ

مختلف النوع کاروبار میں آزادی کے ساتھ حصہ لیتے رہتے ہیں۔ غرض کسی ایک مخصوص کُنجی سے کامیابی کا دروازہ نہیں کھلتا۔

ایسے اوصاف کے فرق بھی مساوی طور سے حیرت انگیز ہوتے ہیں جن کا براہ راست مالی کامیابی سے تعلق نہیں ہوتا۔ بعض کاروباری اشخاص میں عقلی و علمی میلان ہوتا ہے، اور بعضے بجز کاروبار دوسری سب چیزوں میں غبی اور گاودی ثابت ہوتے ہیں۔ بعض اجیروں کے ساتھ فیاضانہ سلوک کرتے ہیں اور بعض ان پر ہمیشہ ناواجب دباؤ ڈالنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ بعض بلند خیال اور خیر خواہ خلایق ہوتے ہیں تو بعضے کم ظرف اور خود غرض ہوتے ہیں۔ پچاس سال قبل معاشی و معاشری مسائل پر رائے زنی کرنے والے مصنفوں کا میلان کاروباری جماعت کے اوصاف اور خوبیوں کو مبالغے کے ساتھ بیان کرنے کی جانب تھا۔ موجودہ زمانے میں کاروبار کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اکثر لوگوں کے ذہن میں کاروبار کے مفہوم میں سخت گیر اجارہ داری، تمسکات کے الٹ پھیر اور مزدوروں پر ظلم و ستم کا مفہوم بھی داخل ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں کاروباری شخص اپنی افضل و اعلیٰ ترین شکل میں قابل تحسین آدمی ہوتا ہے اور اپنی بدترین اور ادنیٰ حالت میں سب سے بھونڈا اور بُرا شخص ہوتا ہے۔

۵۔ ان مختلف قسم کے اشخاص میں ایک ایسا عمل جاری رہتا ہے جو انتخاب فطری کے بہت مماثل ہوتا ہے۔ یہ پیشین گوئی کرنا کہ کس شخص میں کامیابی کے اوصاف موجود ہیں، جتنا دوسرے پیشوں کی حد تک دقت طلب ہے اس سے بدرجہا زیادہ کاروباری پیشے کی حد تک مشکل کام ہے۔ کسی شخص کو قانون، طب، انجینرنگ، تعلیم و تدریس وغیرہ پیشوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے جن میلانات اور اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے وہ مقابلۃً اوائل عمر ہی میں ظاہر ہوجاتے ہیں، اور کوئی ہمدرد مبصر ان پیشوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے کے بارے میں بالعموم نیک مشورہ دے سکتا ہے۔ لیکن وہ اوصاف جو کاروباری انتظام میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے لابدی ہیں بالعموم بہت دیر میں نشو و نما پاتے ہیں، یا کم از کم خاصی عمر گزرنے کے بعد اور صرف عملی تجربے اور آزمائش کے تحت رونما

ہوتے ہیں کسی دوسرے پیشے کی نسبت زندگی کے اس دھندے میں انوکھی اور عجیب وغریب وارداتیں بہت عام طور سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ آزمائش کا مسلسل عمل متواتر جاری رہتا ہے۔ جو لوگ کامیابی کے لازمی محاسن سے متصف ہوتے ہیں وہ توصف اول میں جگہ پاتے ہیں، اور جو لوگ کسی نہ کسی صفت سے معرا ہوتے ہیں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

خلاصہ مقصد یہ کہ کاروباری پیشے میں بمقابلۂ اکثر دوسرے پیشوں کے جبلی قابلیت بہت زیادہ اثر رکھتی ہے، اور تربیت و ماحول کا بہت کم اثر پڑتا ہے۔ ماحول اور آغاز کی سہولت اس چیز میں بظاہر بہت زیادہ نتیجہ خیز معلوم ہوتی ہے جس کو ہم پیشے کا اوسط درجہ کہہ سکتے ہیں؛ یعنی معتدل پیمانے پر کاروبار جس میں 174 کافی اصل کی ضرورت پڑتی ہے اور جس سے اوسط درجے کی معقول آمدنی وصول ہوتی ہے، لیکن جس کے لیے کوئی غیر معمولی اصابت رائے اور تنظیمی قابلیت لازمی نہیں ہے۔ اس قسم کے کاروبار نصف صدی پیشتر جس قدر اہمیت رکھتے تھے اور جتنے کثیر تھے آج ہر سمت میں صنعت کے بڑے پیمانے پر ترقی پانے کی وجہ سے اتنے اہم اور کثیر نہیں رہے ہیں۔ پھر بھی وہ بلا شبہ کثیر اور اہم ہیں؛ اور ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ان میں ذات پات کے مماثل شئے یا غیر مسابق جماعت موجود ہے۔ ایسے کاروباران لوگوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں جنھیں اصل اور تعلقات کی سہولتیں حاصل ہیں۔ جہاں تک ان کاروبار کا تعلق ہے، یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ قوم کے نام نہاد ادنیٰ طبقے میں اور مزدوروں کے طبقے میں ایسے اشخاص بہ کثرت ہیں جو مساوی طریقے پر عمدگی کے ساتھ کاروبار انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن کاروباری دنیا کے اعلیٰ طبقے میں، بڑے بڑے پُر خطر کاروبار میں، جو موجودہ زمانے کی صنعت پر چھائے ہوئے ہیں، خلقی قابلیت اثر رکھتی ہے۔

خلقی قابلیت رکھنے والے تمام جماعتوں میں ملتے ہیں۔ اس کی مثالیں بہت نمایاں طور سے ملتی ہیں کہ آدمیوں نے چھوٹے درجوں سے بڑھ کر ترقی کی ہو۔ پھر بھی ان لوگوں میں سے اکثروں کا آغاز جو صف اول میں ہوتے ہیں غالباً املاک اور کاروبار کے علایق اور ماحول سے ہوا۔ سب سے عام مثال

باب ۱۲
کاروباری منافع

اس نوجوان آدمی کی ہے جو اوسط طبقے میں پیدا ہوا ہو اور اس طبقے کی روایات اور جاہ طلبی کے جذبات میں رنگا ہوا اور ان سے متاثر ہو، جس کو جوش و ولولہ اور اصابت رائے وراثتاً ملی ہو، لیکن جو بڑے متروکہ کی یافت سے کمزور نہ ہو گیا ہو۔ ریاستہائے متحدہ میں کاشتکاروں کی جماعت اپنی روایات اور مقاصد کے اعتبار سے صاحب املاک طبقے سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ بے مایہ طبقے سے؛ چنانچہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے یہ جماعت اس ملک میں کاروباری قابلیت کے پرورش پانے کا زبردست مرکز رہی ہے۔ غالباً اس قسم کی قابلیت کا خاصہ ذخیرہ، اُجرت پر کام کرنے والے مزدوروں میں پوشیدہ اور دبا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن قابل آدمی جتنی آسانی کے ساتھ چھوٹے درجوں سے بڑھ کر ترقی کرتے ہیں اس سے اس مفروضے کے خلاف شہادت بہم پہنچتی ہے۔ کاروباری پیشے تک دسترس اس قدر آسان ہے، معمولی درجے سے قابل آدمی کا ترقی کر جانا اس قدر معمولی بات ہے اور کاروباری دنیا میں فطری انتخاب کا عمل اس قدر مسلسل اور کامل طریقے سے جاری رہتا ہے کہ ہم اس چیز کو غالباً ممکن خیال کر سکتے ہیں کہ جن لوگوں میں نمایاں فطری قابلیتیں موجود ہوں وہ سب کے سب ان سے کام لینے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ تقریباً یقینی ہے کہ کاروباری کامیابی کو متعین کرنے میں اس قسم کے خلقی اوصاف بہت بڑی حد تک اثر انداز ہوتے ہیں۔

175 ۶۔ کاروباری آدمی کا مقصد اکتساب زر ہوتا ہے اور اصلی محرک، جو اس کو اکتساب زر کی تحریص و ترغیب دلاتا ہے، جاہ طلبی ہے۔

کامیاب کاروباری آدمی موجودہ زمانے کے خوش حال اور متمول طبقوں کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس کی دلی آرزو محض یہی نہیں ہوتی کہ کسب معیشت کرے بلکہ وہ زر جوڑنا بھی چاہتا ہے۔ وکیل، طبیب اور معلم، اگر اپنی جماعت کے معیاروں کے مطابق اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفالت اور پرورش میں اور مستقبل کے لیے معتدل طریقے پر بندوبست کر لینے میں کامیاب ہو جائے تو، معقولیت کے ساتھ قانع ہوتا ہے؛ گو کاروباری طبقے سے قریبی علاقہ

باب ۴۹
کاروباری م

رکھنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ اس میں بھی فراہمیٔ زر کے جراثیم سرایت کر جائیں لیکن کاروباری شخص اس قسم کا متعدی اثر پھیلانے سے اپنے آپ کو باز نہیں رکھ سکتا۔ اس کے طبقے کے سب لوگوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی کفالت کے لیے جتنا درکار ہو اس سے زیادہ حاصل کرے۔ آسودگی، فارغ البالی یا خوش حالی کا حصول ہی "کامیابی" کی آزمائش ہے۔ وہ اپنی مقررہ آمدنی پر اپنی زندگی کے آخری ایام آرام و اطمینان کے ساتھ گزارنے کے قابل بننا یا کم از کم اپنے جانشینوں اور پسماندگوں کے لیے آرام و آسایش کی زندگی کا موقع بہم پہنچانا ضروری تصور کرتا ہے۔ ہم اکتساب زر کرنے والے شخص کے متعلق عام طور سے یہ خیال نہیں قائم کرتے کہ وہ زر پس انداز کرتا ہے۔ وہ عام طور سے دل کھول کر خرچ کرتا ہے، لیکن جتنا وہ کماتا ہے اس سے پھر بھی کم ہی خرچ کرتا ہے۔ اس کا مقصد واحد اپنے خرچ سے زائد کمانا اور اس کو جمع کرنا ہوتا ہے۔ گو اس کو رقم پس انداز کرنے میں دیدہ و دانستہ ایثار بہت کم کرنا پڑتا ہے، پھر بھی اس کی جوڑی ہوئی رقم حقیقی معنوں میں پس انداز ہوتی ہے؛ اور غالباً یہی قوم کے اصل کی رسد کا اہم ترین ذریعہ ترتیب دیتی ہے۔ مجموعی پس اندازیوں کا اعدادی یا مقداری تخمینہ گو عملاً ممکن نہیں ہے، لیکن یہ اغلب ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں اصل کی مجموعی مقداروں میں جو معتدبہ اور غیر معمولی اضافہ عمل میں آیا اس کا بیشتر حصہ کاروباری جماعت کی حالت فارغ البالی کی پس اندازیوں کا نتیجہ ہے۔

اس طرح ہر کامیاب کاروباری آدمی اپنے بعد خوش حال طبقوں کے لیے وافر ذخیروں کا ترکہ چھوڑ جاتا ہے۔ اس کے بچے تعلیم، ماحول اور اصل کی دسترس کی سہولتوں کے ساتھ زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ ان کے پیشے، ان کی جاہ طلبی کے منصوبے، ان کی زندگی کے معیار سب نئی سطح پر قائم ہوتے ہیں۔ اگر انھیں قابلیت ورثے میں ملے تب تو، اس کے عملی اظہار کا فوراً موقع ملتا ہے۔ اگر ان کی قابلیت متوسط درجے کی ہو تو، اس کو تعلیم کے ذریعے سے جلا دی جاتی ہے۔ انھیں جو دولت ورثے میں ملتی ہے وہ بالعموم تباہ کن عطیہ ثابت ہوتی ہے، اس لیے کہ وہ عمدہ قدرتی قوتوں کو استعمال

باب ۱۲

کاروباری منافع

کرنے کی راہ میں حائل ہوتی ہے اور کاہلی اور تعیش کی زندگی کی ترغیب دیتی ہے۔ قدیم زمانے میں یہ کہاوت تھی کہ جو دولت نئی نئی کمائی جاتی تھی وہ زیادہ مدت تک اسی خاندان میں نہ رہتی تھی؛ بلکہ زیادہ سے زیادہ صرف تین نسلوں تک ایک ہی خاندان میں رہتی تھی۔ لیکن موجودہ 176
زمانے میں اس قسم کے تعمیمات صحیح ثابت نہیں ہو سکتے۔ زر کو بحفاظت مصروف رکھنے اور فراہم کردہ املاک کو محفوظ رکھنے کا نظام بہت اعلیٰ پیمانے پر ترقی پا چکا ہے اور ہر شخص کو اس پر دسترس حاصل ہے۔ ایک مرتبہ متمول بن جانے کے بعد تمول کو مسلسل قائم رکھنا ممکن ہے؛ اور آرام طلب طبقوں میں جو اشخاص سربلند ہوتے ہیں وہ غیر معمولی مضبوطی کے ساتھ اپنی حیثیت کو قائم رکھتے ہیں۔ ایک طرف تو مسلسل ترقی ہوتی ہے، جو اگرچہ بہت بڑی نہیں ہوتی لیکن مستقل اور قابل لحاظ ہوتی ہے؛ اور دوسری طرف کوئی قابل لحاظ تنزل نہیں ہوتا۔

اس امر کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ جاہ طلبی کاروباری شخص کی جدوجہد کے حق میں قوی ترین مہمیز ہے۔ رقابت و مسابقت کا گہرا جذبہ اسے اپنے سے اعلیٰ تر طبقے میں بہ سرعت داخل ہونے اور اس کی سعی کرنے کی تحریک دیتا ہے۔ دوسروں کی خدمات حاصل کرکے ان پر حکمرانی کرنے کی متکبرانہ آرزوئیں اور امتیاز و برتری کی نمائش کی جبلی تمنائیں، موجودہ زمانے میں بہت عام طور سے اور بہت زیادہ سرعت کے ساتھ زر اندوزی کے ذریعے سے پوری کی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ دوسرے محرکات بھی اپنا عمل انجام دیتے رہے۔ بعض اوقات آرام و آسائش کی زندگی کی شائستگیوں کا سچا مذاق اور حقیقی جمالیاتی ذوق بھی، جلب منفعت کا محرک رہا ہے؛ گو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے طبع زاد جذبات خود کاروباری آدمیوں میں بمقابلہ ان کے جانشینوں کے نسبتۃً کم پائے جاتے ہیں، اور موخر الذکر گروہ میں بھی بہت عام نہیں ہیں۔ قوت و اقتدار کی محبت، جو رشک و مسابقت کی تحریک طبعی سے بہت قریبی علاقہ رکھتی ہے، لامتناہی زر اندوزی کے حق میں نہایت قوی مہمیز ہے۔ بعض اوقات قائدین صنعت میں اپنے علاقے اور اقتدار کے دائرے کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنے کا خبط سما جاتا ہے؛ اور پھر اس سب کے ساتھ تنگ دو دو کی ترنگ بھی ہوتی ہے۔ بے کاری اور سکون بے مزہ

باب ۴۹ — کاروباری منافع

معلوم ہونے لگتا ہے۔ اکثر اہل کاروبار، جن کا تمول ان کے ابتدائی ایام کی تمناؤں اور ولولوں سے بہت بڑھ جاتا ہے، اپنے مقصد کے حاصل ہو جانے کے بعد بھی منصوبے باندھنے کا اور کارپردازی کا سلسلہ محض اس وجہ سے جاری رکھتے ہیں کہ وہ اس کے سوا کوئی دوسرا کام انجام نہیں دے سکتے۔ انھوں نے کامل انہماک کے ساتھ زر بنانے کا کھیل سیکھا؛ وہ نہ تو دوسرا کھیل کھیل سکتے ہیں اور نہ اس کے کھیلنے سے ان کی دیر تک تشفی ہوسکتی ہے؛ وہ چار و ناچار زر کمانے کا کام جاری رکھتے ہیں تاکہ پریشانی خاطر سے بچے رہیں اور زندگی دوبھر نہ ہو جائے۔

اس طرح کاروباری طبقے پر دولت کمانے کی جو خواہش ہر وقت مسلط رہتی ہے وہ کوئی سادہ محرک نہیں ہے، بلکہ بہت پیچیدہ محرک ہے۔ کیا ہی بہتر ہوتا اگر دوسرے اور اس سے زیادہ شریفانہ محرکات اس کی جگہ لے لیں،[1] اور کیا ہی اچھا ہو اگر وہی ہمت و دلیری، وہی اصابت رائے اور وہی سخت محنت اس سے مختلف قسم کے انعامات کے حصول کے لیے صرف کی جائے اور اس کے نتائج بھی دنیوی متاع اور
املاک کی عدم مساوات کی ناگواری سے پاک و صاف ہوں۔ وہ لوگ جو خانگی 177
ملکیت کے نظام کو بالکلیہ تہ و بالا کرنا چاہتے ہیں کچھ اسی قسم کے خیالات کو ممکن العمل خیال کرتے ہیں۔ صنعتی قائد کی قوتوں اور مساعی کو ابھارنے اور چمکانے کے لیے کثیر المقدار منافع کی تحصیل کو مہمیز نہ بنانا چاہیے؛ عزت و نیک نامی کا سہرا، شہرت و امتیاز کی خواہش ان قوتوں کو ابھارنے کے لیے کافی ثابت ہوسکتی ہے۔ اب یہ امکانات کیا ہوسکتے ہیں اس پر غور کرنے کا موقع تو ہمیں کسی دوسری جگہ ملے گا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ زمانۂ ماضی میں اس سے کہیں زیادہ بھونڈے محرکات بہ کثرت موجود رہے ہیں۔ ان محرکات میں اور بنی آدم پر ان کے تسلط ہی میں وہ نفسیاتی بَرم ملتا ہے جو گزشتہ دو صدیوں کی عظیم الشان معاشی ترقی کی تحریک کی تشریح و توجیہ کرتا ہے۔ یہ غالباً ممکن ہے کہ اسی قسم کے محرکات ابھی ایک مدت دراز تک اپنا اثر ڈالتے رہیں اور مسلسل مادی ترقی کے لیے زمانۂ دراز تک ناگزیر رہیں۔ جیسے ہم عرف عام میں کاروباری شخص

[1] دیکھو باب ۶، فصل (۳)۔

باب ۶

کاروباری منافع

کہتے ہیں وہ اپنے اوصاف و استقامت کے ساتھ اور قوم پر اچھا اور بُرا اثر ڈالنے کی حیثیت سے ابھی ایک مدت دراز کے لیے موجودہ آمدنی کی تقسیم میں اور معاشری طبقہ بندی کی تشکیل میں اہم ترین عامل بنا رہے گا۔

۷۔ اس باب میں اور اس سے پہلے کے بابوں میں ہم جن نتائج پر پہنچے ان میں سے چند کو واضح اور نمایاں کرنے کی غرض سے ہم دو انتہائی مفروضات قائم کریں گے۔ ایک تو یہ کہ اعلیٰ درجے کی قابلیت رکھنے والے کاروباری اشخاص بہ کثرت موجود رہیں؛ دوسرے یہ کہ قوی الجثہ، مضبوط اور غیر ماہر مزدوروں کی بہت قلت ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ ان دونوں قسم کی خدمات کی رسد کے حالات، ان حالات سے بالکلیہ مختلف و برعکس ہیں جو موجودہ زمانے میں پائے جاتے ہیں۔

اگر اعلیٰ قابلیت رکھنے والے کاروباری اشخاص بہت کثیر تعداد میں موجود ہوں تو، ہر نوع کا پُر خطر کاروبار، بہترین اصابت رائے، جوش و خروش اور ذہانت کے ساتھ انجام دیا جائے گا۔ خردہ فروشی کی سب سے چھوٹی دوکان کا انتظام بھی اسی قابلیت کے ساتھ کیا جائے گا جس طرح کہ بڑے سے بڑے تجارتی یا صنعتی کارخانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ بحالت موجودہ تو بہترین قابلیت ان بڑے بڑے کاروبار میں صرف کی جاتی ہے جن میں وہ سب سے زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ شہروں کے مرکزی سکنی خطوں سے انھی کاروبار میں کام لیا جاتا ہے جن کے لیے ایسے خطوں کی سہولتیں سب سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن جب اعلیٰ درجے کی کاروباری قابلیت کی کثیر المقدار بلکہ غیر محدود رسد موجود ہو تو، اس قسم کی انسانی قوت سے نہ صرف ان کاروبار میں کام لیا جائے گا جن میں وہ سب سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے؛ بلکہ ایسے کاروبار میں بھی جن میں وہ نسبتہً کم موثر ثابت ہو۔ کم سے کم موافق حالات کے تحت، اس کو استعمال کرنے کے نتیجے کے طور پر (یعنی اس کی اختتامی پیداآوری سے)، جو نفع یا پیداوار میں جو اضافہ ہوگا وہی ان سب اشخاص کی اُجرت یا صلہ کو متعین کرے گا جو اس قسم کی قابلیت رکھتے ہوں۔ سہولت کی خاطر ہم یہ فرض کرسکتے ہیں کہ 178

ایسے سب اشخاص مساوی درجے کی اعلیٰ قابلیت رکھتے ہیں۔ آیندہ باب میں قابلیتوں کے اختلافات کے نتیجے پر بحث کی جائے گی؛ موجودہ بحث کے لیے اس امر کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ ہم کامل مساوات فرض کریں یا بعض اختلافات کے مدارج کو مان لیں۔ اعلیٰ قابلیت اور اعلیٰ کارکردگی رکھنے والے سب اشخاص اسی قسم کی قابلیت وصلاحیت رکھنے والے موجودہ زمانے کے اشخاص سے چونکہ مقابلۃً بدرجہا زیادہ کثیر تعداد میں ہوں گے، اس لیے ان کی اُجرت تنظیم یا منافعہ بھی موجودہ زمانے کے اہل کاروبار کی اُجرتِ تنظیم یا منافعے سے نسبتۃً بہت کم ہوگا۔

ان حالات کے تحت، معاشرے کی کل محنت کی عام خوبی کار، موجودہ حالت کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوگی۔ ہر کاروبار کا انتظام، بڑے سے بڑے کارخانے سے لیکر چھوٹی سے چھوٹی دوکان تک، اس طرح عمل میں لایا جائے گا کہ اس کی بدولت مصارف کی ہر اکائی کا معاوضہ بیشترین مقدار میں وصول ہوگا۔ ہر قسم کی خدمات اور اشیاء بہ کثرت دستیاب ہوں گی۔ لیکن اہل کاروبار کو جو حصہ ملے گا وہ بہت کم ہوگا۔ اگر ہم اس عمل کی انتہائی حالت فرض کریں، اور یہ مان لیں کہ اعلیٰ درجے کے کاروباری اشخاص کی اتنی ہی کثرت سے ملتی کہ مزدوروں کی اب پائی جاتی ہے، تو ان کا صلہ کم وبیش اسی سطح پر ہوگا جس سطح پر آج کل دن میں کام کرنے والے مزدوروں کا صلہ ہے۔

اس کے بعد، دوسرے مفروضے کو لیجئے۔ فرض کیجئے کہ انسانی جماعت کی قوت اور جسمانی حالت میں انحطاط عظیم واقع ہوتا ہے؛ اور اکثر انسان ہل یا کلھاڑی چلانے کے بھی قابل نہیں رہتے۔ اس صورت میں جو چند آدمی مشکل دستی محنت انجام دینے کے قابل رہ جائیں گے انھیں اعلیٰ اُجرت ملے گی کوئی مزدور اس قدر ناگزیر نہ ہوگا جس قدر مضبوط اور جفاکش مزدور۔ جس طرح قوی الجثہ سپاہی اچی لیس کے زمانے میں ممدوح خلائق سورما بن جاتا تھا؛ اسی طرح ایک ایسے معاشرے میں، جس میں معمولی مزدور کمیاب ہوں، طاقتور اور محنتی آدمی کی قدر ومنزلت بے انتہا کی جائے گی۔ اس کو اُجرت بھی اعلیٰ ملے گی، اس لیے کہ اس کی محنت کا اختتامی افادہ بہت زیادہ ہوگا؛ اور جو شے کمیاب ہو اور بہ شرح اعلیٰ اُجرت جس کا معاوضہ دیا جاتا ہو اس کی قدر ومنزلت بھی یقیناً

باب ۴۹ کاروباری منافع

عام طور سے زیادہ ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ قوی الجثہ مزدور، بقیہ بنی نوع انسان کو حقارت کی نظر سے دیکھے گا؛ اس لیے کہ وہ مایحتاج حیات کے لیے اس کے محتاج و دست نگر ہوں گے؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ موجودہ زمانے میں کاروباری شخص دن میں کام کرنے والے معمولی مزدور کو اس لیے بہ نظر حقارت دیکھتا ہے کہ یہ مزدور اپنی کسب معاش کے لیے اس کا محتاج و دست نگر ہوتا ہے۔ معاشری طبقہ بندی کی کایا پلٹ جائے گی۔

179 چونکہ قدرۃً اعلیٰ دماغی قوتوں کی قلت ہے، لہٰذا ایسا کامل انقلاب حالات و مدارج حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ لیکن ان دونوں انتہائی حالتوں کے بین بین اعتدالی حالت خارج از قیاس نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ کاروباری قابلیت کی آج کل کے مقابلے میں بہت زیادہ کثرت ہو جائے۔ متعدد نسلوں میں مختلف قسم کی پیدا آور قابلیت میں تغیر عظیم واقع ہونا اغلب ہے؛ اور اس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ آمدنی کے فرق اور ان کے نتیجے کے طور پر معاشری رتبے کے اختلافات میں بھی اس کے بالمقابل تغیر واقع ہو۔

باب ۵۰

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق) 180

(۱) کاروباری منافعہ اور لگان میں تمثیل، دیگر پیشیوں میں بھی اسی طرح کی تمثیل۔ خطرے کا عنصر اس تمثیل میں کس حد تک نقص پیدا کرتا ہے۔ (۲) کاروباری قابلیتوں کا فرق مصارف پیدائش کے فرق کی توجیہ کرتا ہے۔ "نمایندہ فرم" کا تصور بحیثیت اس کے کہ وہ اوسط مصارف پیدائش کا تصفیہ کرتا ہے۔ (۳) کاروباری قابلیت کے اظہار کا ایک طریق عمدہ قدرتی ذرائع کے انتخاب میں ہوتا ہے۔ بالآخر معاشی لگان اور تفرقی کاروباری منافع میں اہم فرق ۔ (۴) اصل کے سود اور کاروباری منافعہ کا باہمی تعلق مختلف اوقات میں مالکان اصل و منتظمین اصل کا باہمی تعلق۔ فرایض اور صلے میں تفریق کرنے کا جدید رجحان۔ (۵) طویل مدت کے لیے اصل کی دسترس کسی مقررہ کاروبار میں کثیر منافعہ کا امکان پیدا کرتی ہے، لیکن انجام کار کاروباری قابلیت کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ (۶) بحیثیت مجموعی صنعت اور بحیثیت مجموعی اصل کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک کاروباری منافعہ اور سود میں تعلق پایا جاتا ہے۔ انجام کاران میں اختلاف کیسے پیدا ہوتا ہے۔ (۷) ایک خیال جس کی رو سے حرکی حالت میں کاروباری منافعہ اور اجرت میں فرق قائم ہوتا ہے۔ (۸) ایک اور خیال جس میں خطرے پر زور دیا گیا ہے، اور تنخواہ دار منتظم کی اجرت اور آزاد کاروباری اشخاص کے منافعہ میں فرق قائم کیا گیا ہے۔ تنخواہ دار منتظم کو عموماً فی الحقیقت منافعہ کے تناسب سے صلہ ملتا ہے۔ (۹) جائز اور ناجائز کاروباری منافعہ۔ جائز حدود میں اس کی تحدید کا مدار اجارے کے

باب ۸
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

منافع کے ارتفاع پر اور مقابلے کی سطح کو بلند تر کرنے پر ہے۔

۱۔ گزشتہ باب میں کاروباری اشخاص کی آمدنی پر زیادہ تر اس لحاظ سے بحث کی گئی کہ اس کا ان مسائل سے کیا لگاؤ ہے جو اجرتوں کے اختلافات سے اور ایسے اختلافات کے معاشری نتائج سے متعلق ہیں۔ موجودہ باب میں ہم ایک تو ان تعلقات پر بحث کریں گے جو ایک جانب منافع اور لگان، اجرت اور سود کے مابین پائے جاتے ہیں؛ اور دوسرے اس امر کو بیان کریں گے کہ کسب زر کے وہ متعدد طریقے کیا ہیں جنھیں کاروباری منافعہ کے عنوان کے تحت پوری طرح قائم نہیں کیا جا سکتا۔

کاروباری منافع اور لگان کی باہمی مماثلت کی جانب متعدد دفعہ اشارہ کیا جا چکا ہے۔ کاروباری شخص کی اعلیٰ درجے کی قابلیت، سکنی زمین کی اعلیٰ پیداآوری کے مماثل ہے۔ قابل منتظم کی سرکردگی میں محنت و اصل کی کارکردگی بمقابلۂ اس حالت کے زیادہ ہوتی ہے جبکہ کمتر قابلیت کے منتظم کی سرکردگی میں محنت و اصل مصروف ہو، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ عمدہ زمینوں پر صرف کی ہوئی محنت کا ماحصل خراب زمینوں پر صرف کی ہوئی محنت کے ماحصل سے زیادہ ہوتا ہے۔ اگر کاروباری اشخاص کی رسد غیر محدود طریقے پر وسیع کی جا سکتی ہو تو ان اشخاص میں سے کوئی شخص بھی اعلیٰ اجرت نہیں پا سکتا۔ علیٰ ہذا اگر عمدہ زمینوں کی غیر محدود رسد موجود ہو تو عمدہ زمین سے لگان نہیں پیدا ہوگا۔ کاروباری منافعہ کے ساتھ اس طرح سلوک کرنے کے طریقے کو سب سے زیادہ باقاعدہ طور سے اور پُرزور طریق پر فرانسس اے واکر نے ترقی دی، چنانچہ اس کے نظریۂ تقسیم دولت کا وہ سنگ بنیاد قرار پایا۔ 181

اسی قسم کی مماثلت دیگر پیشوں کے مختلف قابلیت رکھنے والوں کی آمدنیوں کے فرق میں پائی جاتی ہے۔ قابل جراح یا طبیب اپنے ہم حیثیتوں کے مقابلے میں اس لیے زیادہ کماتا ہے کہ اس کی کارکردگی زیادہ ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس انجینیر، وکیل، اور معمار جب کسی انسانی جماعت کے افراد میں ایک ہی قسم کے کام کے بارے میں باہم مقابلہ ہوتا ہے تو، وہ لوگ جن کی کارکردگی اعلیٰ یعنی

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلہ سابق)

زیادہ پیدا آور ہوتی ہے، اپنی اعلیٰ کارکردگی کے لحاظ سے زیادہ اُجرت پاتے ہیں جس حد تک کہ فرق کا باعث جبلّی اوصاف ہوں اس حد تک نتائج از قسم لگان رونما ہوتے ہیں۔

اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ موثر طریق پر مارشل نے اعتراض کیا ہے کہ خطرے کے عنصر کا بھی لحاظ کرنا چاہیئے؛ اور یہ جبکہ خطرے کا پوری طرح لحاظ کیا جائے گا تو، لگان کی تمثیل کی اہمیت میں بہت کچھ قطع و برید واقع ہو جاتی ہے۔ گو کامیاب وکیل بھی ہوتے ہیں، لیکن ایسے بیرسٹر بھی ہیں جن کے پاس مقدمات کا مجموعہ کم ہوتا ہے۔ جب صفر یا نقصان کے ساتھ ساتھ انعامات یا فوائد بھی ہوں تو، ہو سکتا ہے کہ انعامات صفر کو زائل کرنے کے لیے مکتفی نہ ہوں؛ اور اس طرح اس پیشے کی آمدنی میں بحیثیت مجموعی نہ تو ماحصل زائد ہوا ور نہ لگان کا عنصر چنانچہ کہا جاتا ہے کہ یہ بات خاص طور سے کاروباری منافع کے بارے میں صادق آتی ہے۔ کاروبار میں کامیابی نہایت غیر یقینی ہے۔ کسی شخص کے بارے میں جو اس کو شروع کرتا ہے پیشین گوئی کرنا نہایت مشکل ہے، خاصکر اس دھندے کے ابتدائی مراحل میں۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ جو لوگ اپنا کاروبار قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں سے صرف ۱/۲ حصہ انجام کار کامیاب ہوتا ہے۔ اندازہ محض قیاس پر مبنی ہوتا ہے اور اس میں مبالغہ کا بہت قرینہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ ایک واقعے کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ ناکامی کے خطرات اور بدیہی امکانات پر نظر کرتے ہوئے کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ پیشوں تک دسترس باقی رکھنے کے لیے کچھ انعامات و فوائد بھی ہوں؟ کاروباری عمل کا بحیثیت مجموعی اور کاروباری منافعہ کا بحیثیت مجموعی لحاظ کرنے کے بعد کیا چند خوش قسمت لوگوں کے اعلیٰ منافعے کو حقیقی معنوں میں ماحصل زائد کہا جا سکتا ہے؟

182 اس اعتراض میں وزن تو موجود ہے؛ لیکن اعتراض نتیجہ خیز نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کاروباری خطرات برداشت کرنے کے نتائج پہلے سے متعین نہیں کیئے جا سکتے؛ نہ صرف اس وجہ سے کہ ایسے کاروبار کی بنیاد ہی خطرات برداشت کرنے پر قائم ہوتی ہے؛ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ نئے نئے امیدواروں کے لیے اس کا پیشگی تخمینہ قائم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ آیا ان میں وہ اوصاف و خصوصیات موجود ہیں جن کی بنا پر وہ خطرات کا مقابلہ کر سکتے اور ان سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

باب ۵

کاروباری منافعہ (بسلسلۂ سابق)

برخلاف اس کے جو خطرات برداشت کیے جاتے ہیں ان کی وسعت کے بارے میں بہت آسانی کے ساتھ مبالغہ کیا جاتا ہے۔ محض اس واقعے کی بنا پر کہ کوئی ابتدائی بیش خرچ تعلیم ضروری نہیں ہے، ان لوگوں کے ایثار اور ناامیدی میں کمی واقع ہو جاتی ہے جو کوشش کرتے اور ناکام ہوتے ہیں۔ یہ بلاشبہ ممکن ہے کہ وہ جن ذرایع کے مالک ہوں یا جو ان کے تفویض کیے گئے ہوں ان میں سے بعض ان کے ہاتھ سے کھو جائیں؛ اور یہ نقصان بعض اوقات بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن عام طور سے ابتدائی مراحل میں معتدل پیمانے پر کاروبار کیا جاتا ہے، اور معتدل پیمانے کا تجربہ اس بات کی آزمایش کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے کہ آیا ضروری قابلیت وصلاحیت ہے یا نہیں۔ اگر ناکامی ہو تو، بدبخت امیدوار اُجرت پر کام کرنے والی معمولی جماعت میں جا گرتا ہے اور محرر، محاسب یا منتظم بن جاتا ہے۔ اس کی کمانے کی قوت اس کی توقع سے کم نکلی، لیکن وہ بالکل صفر نہیں ہوتی۔

اس بارے میں کاروباری دھندے میں اور ایسے دیگر پیشوں میں جن میں رسمی تعلیم ضروری ہے بظاہر فرق معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ قانونی پیشے کی بیش خرچ اور مکمل تیاری اکارت جائے اور بے سود ثابت ہو۔ ہونے والے وکیل میں ممکن ہے کہ وہ چیزیں نہ ہوں جو قانونی پیشے میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے لابدی ہوں۔ لیکن اکثر پیشوں کے اس خطرے کا مقابلہ، عملی کاروبار کی ناکامی کے خطرے سے نہیں ہو سکتا۔ عام طور سے جو شخص کسی پیشے کی عمدہ تعلیم پائے ہوئے ہوتا ہے وہ معقولیت کے ساتھ اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ اس پیشے میں کام کر کے وہ کسب معاش کرنے کے قابل ہو گا ممکن ہے کہ اس کو اعلیٰ ترین آمدنی حاصل نہ ہو، لیکن اس کا تو قرینہ ہوتا ہے کہ معتدل قسم کی آمدنی پیدا کر لے، جو اتنی کافی ہو کہ اس کی تعلیم میں زرخرچ کرنے میں وہ پس وپیش نہ کرے۔ چنانچہ اطباء، انجینیروں، معماروں اور معلموں، سب کا یہی حال ہے۔ قانون میں البتہ خطرات کچھ زیادہ ہیں؛ گو اس کے فوائد بھی بہت غیر معمولی اور کثیر المقدار ہوتے ہیں۔ قانون میں عظیم الشان مالی کامیابی صرف اعلیٰ ذہنی وعقلی قوتوں پر ہی موقوف نہیں ہے، بلکہ کاروباری اوصاف اور خصوصیات پر بھی اس کا انحصار رہے۔ علاوہ ازیں بعض پیشے ایسے ہیں جو طویل اور مکمل تیاری چاہتے ہیں، اور جن میں

باب ۵ کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

183

اس کے بعد بھی نتیجہ بالکل غیر یقینی ہوتا ہے۔ تصویر کشی، گتوں اور دھنوں کی ایجاد اور ان کا مظاہرہ اور ناٹکوں کے گانے، سب کا یہی حال ہے۔ ممکن ہے کہ ان فنون میں کافی توقعات، ہونہاری اور حقیقی ذوق وشوق کے باوجود بھی آخر میں ناکامی کی صورت دیکھنی پڑے؛ اس لیے کہ ان چیزوں میں صرف انتہائی قابلیت اور کمال اور تحصیل ہی سے قابل لحاظ کامیابی ہو سکتی ہے۔ مگر اس میں بھی اور کچھ نہیں تو آخر میں سکھانے کی نوکری کا وسیلہ موجود رہتا ہے؛ جو پُرجوش اور اولوالعزم ماہرفن کے لیے بہت ہی مایوس کن ثابت ہوتا ہے، لیکن بالعموم بکفایت گزراوقات کی صورت نکل آتی ہے۔ بہرصورت فنی پیشے استثنائی حیثیت رکھتے ہیں؛ چنانچہ مقابلۃً بہت کم لوگ اس جانب رجوع ہوتے ہیں، اور جو لوگ ادھر رجوع ہوتے ہیں ان میں سے بیشتر ان محرکات سے مختلف محرکات کی بنا پر رجوع ہوتے ہیں جن کی بنا پر لوگ عام طور سے کسی پیشے کا انتخاب عمل میں لاتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی عرفی پیشوں میں ناکامی کا کچھ زیادہ خطرہ نہیں ہوتا۔ تعلیم میں جو زر صرف کیا جاتا ہے اس کا ماحصل بالعموم وصول ہو جاتا ہے۔

اس طرح کم وبیش مختلف اسباب کی بنا پر خطرے کا عنصر کاروبار پر یا دیگر پیشوں پر اتنی قوت کے ساتھ اثرانداز نہیں ہوتا کہ آمدنی کے انفرادی فرقوں کی اہمیت زائل ہو جائے کاروبار میں ابتدائی بازی کچھ زیادہ بڑی نہیں ہوتی؛ پیشوں میں معقول آمدنی کا حاصل کرنا کچھ زیادہ غیر یقینی نہیں ہوتا۔ بعض لوگ دوسروں کے مقابلے میں بہتر پیدائشی قابلیت رکھتے ہیں، اور ان کی آمدنی کی اعلیٰ سطح، جو ان کی غیر معمولی قابلیت کا نتیجہ ہوتی ہے، لگان سے مماثلت رکھتی ہے۔ چونکہ خوش حال طبقے کی دوسری آمدنیوں کے مقابلے میں کاروباری منافعے میں جبلّی اختلافات نسبتۃً زیادہ اثرانداز ہوتے ہیں، اس لیے لگان کی تمثیل بہت زیادہ قریبی ہے۔

لیکن اس قسم کے استدلال سے صرف کاروباری منافعے کے اختلافات پر روشنی پڑ سکتی ہے، اور خاصکر آمدنیوں کی اس اعلیٰ سطح پر جس کی جانب ہم خاص طور سے توجہ مبذول کر چکے ہیں۔ کاروباری آمدنی اور دیگر پیشوں کی آمدنی کی ادنیٰ سطحوں کی کارفرما قوتیں وہی ہیں جو اُجرتوں کو عام طور سے متعین کرتی ہیں۔

باب ۶ کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

اسی وجہ سے لگان کا نظریۂ منافع اساسی مسائل پر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ یہ مسائل، اُجرت کے عام مسائل سے نہایت گہرا اور قریبی تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ ایک ہی پیشے میں کام کرنے والے کاروباری اشخاص کی قابلیتوں کے اختلافات ہی اُس واقعے کی اصل توجیہ کرتے ہیں جس نے اکثر مبصرین کو حیرت میں ڈال رکھا ہے؛ یعنی متقابل کارخانوں میں مصارف پیدائش کے تغیرات و اختلافات۔ قدر کی بحث میں[1] ان صنعتوں کو بیان کیا گیا جو قانون استقرار حاصل کی تابع ہیں اور جن کی اشیا کی قدر، کل حریفوں کے لیے یکسانی سے کے ساتھ، مصارف پیدائش کی بنا پر متعین ہوتی ہے۔ لیکن یہ متعدد دفعہ بتا دیا گیا کہ حقیقت میں ایسی یکسانی موجود نہیں ہوتی۔ موجودہ زمانے کی کسی بڑی صنعت میں بھی ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے والے کارخانے کبھی ایک سطح پر نہیں ہوتے۔ بعض کارخانے، دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ارزاں مال تیار کرتے ہیں؛ اس لیے کہ ان کی کلیں زیادہ بہتر، ان کا انتظام زیادہ عمدہ، ان کو زیادہ موثر یا زیادہ ارزاں محنت یا زیادہ ارزاں اشیائے خام پر دسترس حاصل ہوتی ہے اور ان کا محل وقوع زیادہ باموقع ہوتا ہے۔ 184

اگر اس قسم کے اختلافات مستقل اور ناقابل تغیر ہوں تو، ان کی وجہ سے سب صنعتیں تقلیل حاصل کے تحت آجائیں گی، اور لگان کے اصول کا اطلاق عام طور سے ہو سکے گا۔ لیکن اختلافات مستقل اور ناقابل تغیر نہیں ہوتے، بجز اس حد کے جس حد تک کہ عمدہ سکنی زمین یا ارزاں اشیائے خام محدود ہوتے ہیں۔ اکثر حالات، جن سے عام طور سے یہ امر ثابت کیا جاتا ہے کہ مختلف کاروبار میں کن وجوہ سے مصارف پیدائش مختلف ہوتے ہیں، دراصل نتیجہ ہیں کاروباری قائدوں کے ذاتی اوصاف کا۔ اگر کچھ کارخانوں کو دوسروں کے مقابلے میں عمدہ کلیں یا زیادہ بہتر محل وقوع حاصل ہے تو، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا خاکہ مرتب کرتے وقت زیادہ مہارت اور دور اندیشی سے کام لیا گیا۔ خاص کر صنائع کی سریع ترقی کے ان حالات کے تحت جو عصر جدید کی خصوصیت کا خاصہ ہے، صنعتی ساز و سامان کی اصلاح و ترقی کے

[1] دیکھو باب (۱۲)۔

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

مواقع سے سب سے اول قائدین صنعت اپنی ذکاوت طبع اور دلیری کے ذریعے سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، اور اس کے بعد دوسرے اہل کاروبار جن میں نسبتہً کم مگر پھر بھی خاصی قابلیت و صلاحیت ہوتی ہے تقلید کرتے ہیں۔ جب کسی مقررہ صنعت میں کام کرنے والی کثیر جماعت، قائدوں کی اختیار کردہ اصلاح و ترقی کو اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو، یہ قائد قدم آگے بڑھا کر اور بھی نئی نئی اصلاحیں عمل میں لاتے ہیں، اور اس طرح مصارف پیدائش اور سہولتوں کے اختلافات غیر معین مدت تک قائم رہتے ہیں۔

اس صورت حال کو اپنے قدر اور مصارف پیدائش کے استدلال پر منطبق کرنے کے لیے ہم پروفیسر مارشل کے "نمایندہ کارخانے" کے تصور کو قبول کر سکتے ہیں۔ "نمایندہ کارخانے" سے پروفیسر موصوف ایسا کارخانہ مراد لیتے ہیں "جو دوسروں سے بہت زیادہ آگے بڑھا ہوا نہ ہو، جدید ترین اور بہترین کلوں اور مشینوں سے تو آراستہ نہ ہو لیکن اچھا خاصا ساز و سامان رکھتا ہو، عمدہ انتظام کے تحت کام کرتا ہو اور اپنے آپ کو معقول منافعے کے ساتھ قائم رکھ سکتا ہو۔" ایسے "نمایندہ کارخانوں" کے دوش بدوش ایک طرف غیر معمولی خوبی کے کارخانے، اعلیٰ قابلیت رکھنے والے قائدوں کے تحت سرگرم کار رہتے ہیں؛ اور دوسری طرف کمزور کارخانے کشمکش حیات میں مبتلا رہتے ہیں۔ موخر الذکر میں سے بعض تو ناتجربہ کار منتظموں کے تحت کام کرتے ہیں اور ان کا بیٹھ جانا یقینی ہوتا ہے؛ اور بعض عمدہ انتظام کے تحت کام کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ اصل کی قلت اور نامکمل تعلقات کے ابتدائی مراحل میں ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نمایندہ کارخانے کے مصارف پیدائش کے لحاظ سے قیمتیں اپنے آپ کو منظم کر لیتی ہیں۔ جب صنعت اپنی معمولی اور مقررہ حالت میں کام کرتی ہے تو، یہ کارخانہ خاصا منافعہ حاصل کرتا ہے؛ اور اس منافعے کی مقدار کم و بیش اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ اعلیٰ درجے کی قابلیت رکھنے والے اہل کاروبار عام طور سے صنعت میں حاصل کر لیتے ہیں۔ اس سے بڑھیا کارخانے اس سے زیادہ نفع حاصل کرتے ہیں؛ اور اس سے گھٹیا اس سے کم، بلکہ غالباً سب سے کم نفع حاصل کرتے ہیں؛ اور بہت دیر میں اور رفتہ رفتہ اعلیٰ شرح حاصل کرنے کے

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)
185

قابل بنتے ہیں۔

لیکن اگر ایسی صنعت پر کچھ افتاد پڑ جائے، یعنی اگر طلب میں دفعتہً کمی واقع ہو جائے، یا حکومت کی جانب سے بھاری محصول عائد کر دیئے جائیں تو، اس کا پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ کمزور اور مبتلائے کشمکش کارخانے غائب ہو جائیں گے، نمایندہ کارخانوں کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑے گا، یا کم از کم وہ نفع حاصل کرنے سے محروم رہیں گے، اور اعلیٰ درجے کی رہنما فرموں کو پہلے کے مقابلے میں کم نفع پر قناعت کرنی پڑے گی۔ نتیجہ انجام کار یہ ہوگا کہ بعض نمایندہ کارخانے میدان سے ہٹ جائیں گے، اور بعض غالباً دیوالیہ ہو جائیں گے۔ اب رہے قائدین تو ان میں سے بعض اپنی قوتوں کو دوسری سمتوں میں پھیر دیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی صنعت کے آیندہ توقعات کو بہ یک نظر بھانپ لینا، ایسی صنعتوں کا ہوشیاری سے انتخاب کر لینا جن میں مستقبل قریب میں خوش حالی کا دور دورہ ہونے والا ہے اور ان صنعتوں سے فوراً ہاتھ اٹھا لینا جو مصائب کا شکار ہونے والی ہوں، کسب زر کرنے والے کے لوازم خصوصی میں سے چند لوازم ہیں۔ اگر کسی صنعت کی قسمت جاگ اٹھے، یعنی طلب غیر معمولی طور سے بڑھ جائے یا اس کی اشیائے خام دفعتہً ارزاں ہو جائیں تو، پہلی صورت کے برعکس صورت حالات رونما ہوگی۔ ایسی صنعت میں جو کوئی بھی کام کرے گا مالی فائدہ حاصل کرے گا، خواہ اس کا ساز و سامان کتنا ہی گھٹیا کیوں نہ ہو جن کے پاس عمدہ ساز و سامان، اور اعلیٰ قابلیت ہوگی انھی کو موافق حالات کی سہولتوں سے فوائد حاصل کرنے کا بہترین موقع ملے گا اور وہی تھوڑے سے انتظام سے اپنی جیبیں نفع سے بھر سکتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ معمولی حالات از سر نو کتنی جلدی، اور کتنی آسانی کے ساتھ عود کر آئیں گے اس کا مدار ایک طرف تو اس اصل قائم پر ہے جو کلون کی صورت میں ناقابل بازگشت طریق پر لگایا گیا ہو اور دوسرے طلب کے متعلق پیشگی تخمینے پر ہے، اور صنعت کے عملی قائدوں کے ذاتی خصوصیات پر بھی ایک حد تک انحصار ہے۔ ان تمام معاملات کے مثل جن کا انحصار انسانی جذبات اور انسانی قیاسات پر ہے اس میں بھی مظاہر میں کسی میکانیکی باقاعدگی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ صرف

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

بہت زمانے کے بعد اور آخر میں چلکر یہ ہوتا ہے کہ قابل کاروباری اشخاص اپنی قابلیت کی مناسبت سے آمدنی حاصل کرتے ہیں، صرف آخر میں چلکر ہی وہ اور ان کے مقلد اپنی قوتوں کو بدحال صنعتوں سے ہٹا کر خوش حال صنعتوں کی جانب پھیرتے ہیں۔ اور صرف انجام کار ہی نمایندہ کارخانے اور ان کے مصارف پیدائش، قیمتوں کی سطح پر زبردست طریق پر اثر ڈالنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

۴۔ انفرادی دولت پیدا کرنے والوں کے باہمی فرق نہ صرف لگان سے تمثیل رکھتے ہیں بلکہ ان کا اثر لگان پر اور تقسیم دولت پر بھی پڑتا ہے۔ ایک قابل کاروباری شخص جو سہولت بخش سکنی خطے کا مالک ہوتا ہے اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ دو قسم کا لگان وصول کرتا ہے، ایک تو غیر معمولی سکنی خطے سے اور دوسرے اپنی غیر معمولی قابلیت سے۔

ہم یہ خیال کرسکتے ہیں کہ یہ دونوں قسم کے منافعے ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق ہوتے ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوگا کہ قابل آدمی اپنی قابلیت کو
186 نہ صرف حد مختتم پر صرف کرسکتا ہے بلکہ اس حد مختتم سے اوپر بھی صرف کرسکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ بالعموم حد مختتم سے اوپر اپنی قابلیت سے کام لیتا ہے۔ قابلیت کے اظہار کے طریقوں میں سے ایک طریقہ عمدہ سکنی خطوں کے امکانات کے متعلق مکمل اور مستعدانہ طور سے اندازہ قائم کرنا ہے۔ سکنی خطے پٹہ یا خریداری کے ذریعے سے عام طور سے قابل منتظموں کی نگرانی میں آتے ہیں، چنانچہ کم قابل ہاتھوں میں ان سے جس طرح استحصال دولت کیا جاتا اس سے بدرجہا بہتر استحصال دولت اب کیا جاتا ہے۔ زراعت میں اعلیٰ درجے کے کاشتکار اعلیٰ درجے کی زمینیں خریدتے یا پٹہ پر لیتے ہیں اور قابلیت اور زرخیزی (یا موقع محل) دونوں کا ایک ساتھ لگان حاصل کرتے ہیں اور اس کی مقدار اس سے زیادہ ہوتی ہے جتنی کہ تنہا قابلیت یا تنہا زرخیزی سے وصول ہوتی۔ سکنی زمین کے لگان کے بارے میں یہ بات خاص طور سے پیش آتی ہے۔ عام طور سے اعلیٰ طبقے کے کاروباری اشخاص یعنی قائدین صنعت اور

باب ۸
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

بڑے شہروں کے متمول تاجر نہایت قیمتی سکنی خطوں سے استفادہ کرتے ہیں سکنی خطے کی قیمت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اس کے ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں چلے جانے کا قرینہ زیادہ ہوتا ہے جو غیر معمولی طور سے اعلیٰ درجے کی قابلیت رکھتا ہے۔ یہاں دو قلت پذیر اشیا ایک دوسرے کے مقابل موجود ہیں؛ ایک تو سکنی خطے دوسرے نظم۔ اگر نمایاں قابلیت کے کاروباری لوگ بہت کثیر تعداد میں ہوں تو، وہ مرکزی سکنی خطوں کو حاصل کرنے کے لیے آپس میں مقابلہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے سکنی لگان میں زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کثیر التعداد نہ ہوں تو اپنے ہاتھ میں اس نفع کو رکھنے کے بدرجہا زیادہ قابل ہوں گے جو ان خطوں پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کاروباری منافعہ اور لگان کے مابین جو تمثیل ہے اس کے بارے میں ایک اور بات کہہ دینی ضروری ہے۔ غیر مسابق جماعتوں سے اجرت کے جو فرق ظاہر ہوتے ہیں اور جو اس طرح تسویہ کرنے والے نہیں ہوتے، وہ لگان کے مماثل ہو سکتے ہیں۔ نجار، دن میں کام کرنے والے مزدور کے مقابلے میں اس لیے زیادہ کماتا ہے کہ اس کی خدمات کی رسد محدود ہوتی ہے، اور اس کی خدمات کا افادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس طرح اُجرتوں کے تمام حقیقی اختلافات میں لگان کے مماثل ایک عنصر موجود ہوتا ہے۔ لیکن ان صورتوں اور قدرتی عاملین کے لگان کے مابین ایک اہم فرق ہے۔ ایک میں تو محض انسانی عمل اور انسانی محرک کام کرتا ہے؛ اور دوسرے میں قدرت کی بندشیں اساسی عامل ہوتے ہیں۔ نجار اور کاروباری شخص اپنی اپنی قوتوں سے محض انعام یا صلے کی وجہ سے کام لیتے ہیں اور صلہ جتنا جتنا زیادہ ملتا ہے اتنا اتنا انھیں ان قوتوں سے زیادہ کام لینے کی ترغیب ہوتی ہے۔ عمدہ سکنی زمینوں اور خراب سکنی زمینوں کے باہمی اختلافات اس طرح کے محرکات سے کوئی لگاؤ ہی نہیں رکھتے۔ اور اس کے معاشرتی پہلوؤں کی حد تک یہ فرق و امتیاز بہت اہم ہوتا ہے۔ معاشرے کے لیے یہ کسی طرح ناقابل عمل نہیں ہے کہ وہ معاشی لگان اور اجارہ کے منافعہ کو وصول کرلے لیکن حکومت کی جانب سے نفع زائد کی تحصیل جو عوام کو محض اس بنا پر ملتا ہے کہ ان میں غیر معمولی قابلیت اور صلاحیت

باب ۵

کاروباری منافع دبسلسلۂ سابق 187

موجود ہے، ان قوتوں کو عمل میں لانے سے عوام کو باز رکھے گی۔ یہ کہنا تو حد سے بہت زیادہ آگے قدم بڑھانا ہے کہ ان قوتوں سے کام لینے میں قطعاً رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ مالی منفعت کے علاوہ دوسرے محرکات کو موجودہ حالت سے زیادہ موثر بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن انسانوں کی موجودہ حالت میں اور ان کے خانگی ملک اور مقابلے سے متاثر ہونے کی حالت میں تقریباً سب کو مادی صلے کے مہمیز کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنی قابلیتوں سے پوری طرح کام لے سکیں۔ زائد نفع وہ قیمت ہے جو زائد خدمت حاصل کرنے کے لیے معاشرے کی جانب سے ادا کی جانی چاہیئے۔

۴۔ اگر کاروباری منافع بعض اعتبارات سے لگان کے مماثل ہے تو، بعض اعتبارات سے سود سے بہت قریبی تعلق رکھتا ہے۔

ہم نے یہ واضح طور سے فرض کیا ہے کہ کاروباری شخص کی آمدنی کا وہ حصہ نفع شمار کرنا چاہیئے جو اس کے زیر انتظام اصل کے سود سے زائد و متجاوز ہو۔ اگر اس کو اپنا اصل مستعار لینے کا اتفاق ہو تو، ہمارا قول بالکل صحیح ہو گا۔ اس صورت میں وہ دوسرے کو سود ادا کرے گا اور صرف وہ خالص آمدنی اس کا کاروباری نفع شمار ہو گی جو اس کے مصروفہ اصل کے سود کی ادائی کے بعد بچ رہے گی۔ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ تو اپنا اصل لگاتا ہے یا اپنے اعزہ واحباب کا اصل لگاتا ہے جس کو وہ ذاتی مالی منفعت کے ماسوا دوسرے محرکات کی بنا پر دیتے ہیں) اور کچھ مستعار لیتا ہے۔ اس حصۂ اصل کے بارے میں جو اس نے بذات خود فراہم کیا ہے، اس کو یہ بات حقیقتاً ذہن نشین رکھنی ضروری ہے کہ حقیقی انتظام کی محنت اور خطرہ برداشت کیے بغیر مروجہ شرحوں پر اس کو سود مل سکتا ہے؛ اور اس لحاظ سے اس کو آمدنی کے صرف اس جزو کو اپنی اجرت تنظیم یا کاروباری منافعہ شمار کرنا چاہیئے جو سود کے ماسوا وصول ہو۔ صورت حالات پر اس طرح غور کرنے کے طریق کی اتباع ایسی متعدد کمپنیوں کے انتظام میں کی جاتی ہے جن میں خاموش یا غیر عملی شرکا ہوتے ہیں۔ کسی مقررہ مدت مثلاً پورے ایک سال کی خالص آمدنی سے مصروفہ اصل کا سود پہلے نکال لیا جاتا ہے، خواہ اصل عملی شرکا کی جانب سے لگا یا گیا ہو یا دیگر اشخاص سے مستعار لیکر۔ مجموعی سود ادا کرنے کے بعد جو رقم بچ رہتی ہے وہی

باب ۵
کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

خالص کاروباری منافعہ شمار ہوتی ہے۔ لیکن اس میں سے بھی سب سے اول وہ مقررہ رقم الگ کردی جاتی ہے جو تنخواہ کی صورت میں عملی حصہ لینے والے شرکا کو ادا کرنی ہو۔ اس کے بعد جو رقم بچ رہتی ہے وہ عملی اور غیر عملی شرکا کے مابین ان کے فراہم کردہ اصل کے تناسب سے تقسیم کردی جاتی ہے، اور خطرات برداشت کرنے، عام نگرانی کرنے اور اصابت رائے سے کام لینے کا معاوضہ شمار ہوتی ہے۔

منافع خام کے اجزائے ترکیبی کے مابین اس قسم کی باریک تفریق قائم کرنا اس وقت اور بھی زیادہ ممکن ہے جبکہ اس کے بالمقابل عمل کی تقسیم موجود ہو؛ یعنی جبکہ بعضے اصل فراہم کریں اور بعضے انتظامی کام میں عملی حصہ لیں، کچھ لوگ خطرات برداشت کریں اور کچھ لوگ اس سے الگ رہیں۔ اٹھارھویں صدی میں 188
کاروباری تنظیم کی عام صورت خانگی کمپنی یا شراکت کی تھی، اور یہ صورت اس قسم کا فرق قائم کرنے کی موئد نہ تھی۔ اس صورت میں شغل اصل کرنے والا یعنی وہ شخص جو صرف سود کی شکل میں آمدنی کا متوقع ہوتا تھا کاروبار سے کوئی سروکار نہ رکھتا تھا؛ وہ یا تو زمین میں اصل کو مشغول کرتا تھا یا سرکاری قرضوں میں۔ اہل کاروبار کبھی کبھی بنکوں سے یا پیشہ ور ساہوکاروں سے زر مستعار حاصل کرتے تھے، لیکن اس کے ایسے کوئی دائمی رفیق نہ تھے جو انتظام سے الگ ہوں۔ اسی وجہ سے اس زمانے کے معاشئین کاروباری منافعے کو ایسی یک جنس آمدنی خیال کرتے تھے جو تاجروں اور اصل لگانے والے آجروں کو وصول ہوتی تھی۔ برطانیہ کے معاشئین میں بحث کا یہ طریقہ تقریباً ہمارے موجودہ زمانے تک بھی قائم چلا آتا ہے۔ آدم اسمتھ منافع خام کو اصل کا ماحصل اور منتظمان اصل کا ماحصل، دونوں خیال کرتا تھا۔ اس نے بیان کیا ہے کہ دھرے سود کو واجبی، معتدل اور معقول منافعہ تصور کیا جاتا تھا۔ اعلیٰ منافعہ اور اعلیٰ سود دونوں کا چولی دامن کا ساتھ تھا؛ چنانچہ اس نے شرح سود کے تاریخی تغیرات کو منافع کے تغیرات پر محمول کیا ہے کہ گویا ایک کے تغیرات دوسرے کے تغیرات بھی پیش کرتے ہیں۔

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

موجودہ زمانے میں سرمایۂ مشترک کی بڑی بڑی انجمنوں کے نشو و نما پانے کے باعث شغل اصل کرنے والوں کی کثیر تعداد بڑے بڑے کاروبار میں حصہ لینے لگی ہے، اہل کاروبار اور شغل اصل کرنے والوں کے مابین کام تقسیم پا گئے ہیں اور اس وجہ سے ان کے کاموں اور آمدنیوں کی فی الحقیقت مختلف نوعیت کی جانب زیادہ توجہ مبذول کی جانے لگی ہے۔ اکثر مشترک سرمایہ کی انجمنیں تمسکات کی شکل میں طویل المدت قرضے حاصل کرتی ہیں، ان تمسکات کے مالک خطرات سے آزاد تصور کیے جاتے ہیں، اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انھیں خالص سود وصول ہوگا، حالانکہ ان کا تعلق کاروبار سے دائمی ہوتا ہے۔ تمسک دار معمولی شغل اصل کرنے والوں کی حیثیت سے بھی کچھ زیادہ حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ گویا ایک طرح کے خاموش شرکا ہیں، وہ اپنی قوت فیصلہ سے کام لیتے اور خطرات برداشت کرتے ہیں۔ تنظیم کا اصلی کام تنخواہ دار منتظموں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جو تمسک داروں کی جماعت کے بھی ہوسکتے ہیں اور اس کے باہر کے بھی۔

ان مختلف اشخاص کا باہمی تعلق سب سے زیادہ واضح طور سے بڑے بڑے کاروبار اور خاصکر کاروبار بر پیمانۂ کبیر کے ابتدائی مراحل میں رونما ہوتا ہے۔ شغل اصل کرنے والا جو خالص سود کی شکل میں آمدنی کا متوقع ہو، نئے کاروبار میں حصہ نہیں لیتا، وہ "ٹھوس" تمسکات خرید کرتا ہے۔ وہ لوگ جو پُرخطر کاروبار کا بیڑا اٹھاتے ہیں زیادہ تر کہنہ مشق اور تجربہ کار کاروباری اشخاص اور ان کے موکل یا رفقائے کار ہوتے ہیں جنھیں یہ کاروباری اشخاص اپنے لیے فراہم کرلیتے ہیں۔ وہ زیادہ تر اپنی مردم شناسی کے برتے پر کاروبار کئے جاتے ہیں۔ اگر جان اسمتھ کوئی
189 کاروبار شروع کرے اور ان کو اس پر اعتماد ہو تو، وہ بالعموم اس کے کاروبار میں بلا پس و پیش اور آیندہ توقعات کا ارادی لحاظ کئے بغیر حصص لے لیتے ہیں۔ وہ اپنا جو کچھ زر مشغول کرتے ہیں اس پر سود سے زیادہ بھی کچھ وصول ہونے کی توقع رکھتے ہیں؛ ورنہ وہ خطرات برداشت نہ کریں گے۔ اگر مرور زمانہ کے ساتھ کاروبار کامیاب ثابت ہو، اور طویل مدت تک عمدہ شرح پر مقسوم ملتے رہیں تو، وہ دوسرے شغل اصل کرنے والوں کو

باب
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

بڑھوتری پر اپنے حصص فروخت کر دیتے ہیں۔ اگر کاروبار اس صورت میں بالکلیہ معین حالت میں ہو تو، ممکن ہے کہ شغل اصل کرنے والے حقیقتاً کوئی خطرہ ہی برداشت نہ کریں، اس صورت میں ان کی آمدنی معمولی سود سے زیادہ نہیں ہوتی؛ گو حصص خریدنے میں کچھ نہ کچھ خطرہ برداشت کرنا ہی پڑتا ہے، خواہ وہ کتنا ہی خفیف کیوں نہ ہو۔ عملی کاروباری آدمی یا جوکھم برداشت کرکے شغل اصل کرنے والا، جس نے اپنے حصص منافعہ کے ساتھ فروخت کر دئے ہوں، اس طرح دوسرے نئے اور بڑے بڑے کاروبار کی جانب متوجہ ہوتا ہے، اور ممکن ہے کہ اپنے اس عمل کو غیر معین طور سے متعدد دفعہ دھرائے۔ اس کی آمدنی کو زیادہ تر کاروباری منافعہ خیال کرنا چاہیئے؛ اور اس کے برخلاف شغل اصل کرنے والے کی آمدنی، خواہ وہ حصے دار ہو یا "سنہرے کنارے" (اعلیٰ درجے) کے تمسکات کا مالک، زیادہ تر سود ہوتی ہے، اور اس میں لگان کی سربستہ مالیت اور نفع اجارہ کی بھی کچھ آمیزش ہوتی ہے۔

۵ ۔ قلیل مدت کے لیے، بلکہ خاصی بڑی مدت کے لیے بھی، کاروباری منافعہ اور سود بالعموم بہت قریبی باہمی تعلق رکھتے ہیں۔ اگر کسی منفرد کارخانے کو کثیر المقدار اصل پر دسترس حاصل ہو تو، اس کی وجہ سے نہ صرف اصل کی مقدار کے تناسب سے سود کی شکل میں آمدنی وصول ہوتی ہے، بلکہ نفع کثیر حاصل کرنے کا بھی عمدہ موقع ملتا ہے۔

فرد واحد کے لیے، کثیر المقدار یا قلیل المقدار اصل جس پر اس کو دسترس حاصل ہو، اور اس کے نتیجے کے طور پر کاروبار بر پیمانۂ کبیر یا کاروبار بر پیمانۂ صغیر، اس کی خالص آمدنی پر بہت اہم اثر ڈالتے ہیں۔ بادی النظر میں یہی سب سے اہم عامل معلوم ہوتے ہیں۔ کاروباری اشخاص جو اشیا کی قلیل مقدار پیدا یا فروخت کرتے ہیں، وہی قیمتیں وصول کرتے ہیں جو کثیر مقدار پیدا یا فروخت کرنے والوں کو ملتی ہیں؛ بڑے پیمانے پر پیدائش یا تجارت کرنے والے شخص ـــــ کے مصارف فی اکائی پیمانۂ صغیر پر پیدائش یا تجارت کرنے والے حریف کے مصارف سے بالعموم کم ہوتے ہیں، اس سے

باب ۶
کاروباری منافع
(بسلسلہ سابق)

بظاہر یہ نتیجہ نکلے گا کہ محض اس وجہ سے کہ اول الذکر کے پاس کثیر المقدار اصل ہے،
اس کو نفع بھی زیادہ ہوگا۔ اگر بڑے کاروبار کے انتظام کے لیے اس سے زیادہ
قابلیت کی ضرورت نہ ہو جتنی کہ چھوٹے کاروبار کے لیے ہوتی ہے اور اگر کثیر المقدار
اصل پر دسترس محض ورثے کے ذریعے سے یا خوش قسمتی کی بنا پر ہو تو یقیناً مقررہ
نتیجہ برآمد ہوگا۔ لیکن انجام کار اصل کی کثرت اور منافعہ کی مقدار کا باہمی تعلق کسی طرح
خود بخود ظاہر ہونے والا ثابت نہ ہوگا۔ کاروبار بر پیمانہ کبیر کے لیے بمقابلہ کاروبار بر پیمانہ صغیر
کے زیادہ انتظامی قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے، یہی نہیں بلکہ بہت زیادہ
190 بصیرت، اصابت رائے اور دلیری بھی لابدی ہوتی ہے۔ خلاصہ
یہ کہ انجام کار اصل پر اتفاقیہ طور سے دسترس حاصل نہیں ہوتی، بلکہ
قابلیت کے مطابق حاصل ہوتی ہے۔ آغاز میں یا معمولی اوقات میں
چھوٹے کاروبار کا انتظام جتنا آسان ہوتا ہے اتنا ہی بڑے
کاروبار کا انتظام ہوتا ہے یا کم از کم بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے
ہر کاروباری آدمی کی زندگی کے ابتدائی مراحل میں اصل اور تعلقات کو بہت
اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ نیز اسی وجہ سے ان کاروبار میں جو کسی قابل لحاظ
بڑے پیمانے پر نہیں پہنچتے، یا انتظام کے سادہ ترین حالات سے متجاوز نہیں ہوتے،
اصل اور تعلقات کا اثر بہت زیادہ دیرپا ہوتا ہے۔ لیکن تمام تر کاروبار کے
حالات میں مرور زمانہ کے ساتھ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں؛ ذکی الطبع اور
باہمت اشخاص آئے دن نئے نئے طریقے اور نئے نئے اختراعات عمل میں
لاتے رہتے ہیں، اور جدید مقابلے سے دوچار ہونے کے لیے موزونیت پیدا
کرنی پڑتی ہے۔ تب کہیں قابل اور اولوالعزم اشخاص بڑے بڑے پرجوکھم کاروبار
اور کثیر المقدار اصل پر مسلسل دسترس حاصل کر سکتے ہیں۔ نسبتہً کم قابلیت
رکھنے والوں کو ان کے متوقعہ نفع سے کم مقدار میں نفع ملتا ہے۔ اگر جیسا کہ
بالعموم ہوتا ہے اتنے بڑے کاروبار کا انتظام کرنے کی پیہم کوشش کریں جو ان سے
سنبھل نہ سکے اور ان کی قابلیت سے بالاتر ہو تو ان کا دوالہ نکل جاتا ہے اور
وہ سب کچھ ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

کاروبار کے پیمانے اور اس سے حاصل ہونے والے منافعہ کے پیمانے کی انفرادی قابلیت سے نسبت رسم ورواج، مقررہ نیک نامی اور شہرت سے بڑی حد تک متاثر ہوتی ہے۔ کوئی فرم جس کی تاسیس قابل آدمی کے ہاتھوں عمل میں آئی ہو اپنے بل بوتے پر طویل مدت تک قائم رہتی ہے۔ یہ بات خاص طور سے تجارت، تھوک اور خردہ فروش، دونوں کے بارے میں صادق آتی ہے، جہاں اہل معاملہ کو برقرار رکھنے میں تعلقات اور شہرت کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔ یہ بات مصنوعات کے بارے میں جہاں ٹریڈ مارک کا اثر بہت اہم ہوتا ہے بالعموم صادق آتی ہے؛ اور بنک کاری کے بارے میں تو سب سے زیادہ صحیح ثابت ہوتی ہے جہاں شہرت اور نیک نامی ہی پر منفعت بخش کاروبار کی اساس قائم ہوتی ہے۔ جو لوگ عمدہ اساس رکھنے والے بڑے بڑے کاروبار کو چلانے میں کامیاب ہوتے ہیں مسلسل کثیر المقدار نفع حاصل کرسکتے ہیں، خواہ ان میں کوئی خاص قابلیت موجود نہ ہو۔ لیکن جبلی اوصاف کا قوی اثر مرور زمانہ کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ قدیم کمپنیوں میں خون تازہ نئی روح نہ پھونکے وہ فرسودہ ہوکر ٹوٹ جاتی ہیں۔ نئی نئی کمپنیاں قائم ہوتی ہیں اور کاروباری اشخاص کی دوسری ہی نسل ان کی نگرانی کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے۔ اس میں ممکن ہے کہ قابل باپوں کے قابل سپوت ہوں، جنھیں اصل اور تعلقات کے علاوہ قابلیت بھی وراثت میں ملی ہو۔ لیکن نئی پود کے اکثر لوگ پرانے لوگوں کے پورے جانشین نہیں ہوتے۔ وہ محض اپنے خصائل اور کردار کی قوت سے چھوٹے درجے سے عروج پاتے ہیں۔ انھیں کو کثیر المقدار اصل اور معتدبہ نفع پر دسترس حاصل ہوتی ہے۔

۶۔ سود بحیثیت مجموعی اور کاروباری منافعہ بحیثیت مجموعی کے باہمی تعلقات میں محدود مدت کے لیے وہی قریبی علاقہ اور طویل مدت کے لیے وہی تضاد رونما 191
ہوتا ہے۔ سود پر سب سے زیادہ براہ راست اور مسلسل طریق پر اثر ڈالنے والا عامل وہ مقدار ہے جو کاروباری اشخاص بطیب خاطر ادا کرسکتے ہوں اور مقابلے کے باعث ادا کرنے پر مجبور رہوں۔ جس عمل کے ذریعے سے اصل کا سود متعین

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

ہوتا ہے وہ اپنے نتیجے میں کاروباری منافعہ پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ مزدوروں کو عملی اصلدار یعنی کاروباری اشخاص اجرت ادا کرتے ہیں، اور اس کے نتیجے کے طور پر پیدا وار کا اضافہ پہلے انھیں اصلداروں کے ہاتھوں میں آتا ہے؛ اس لیے کہ ان کی حیثیت اجرت پانے والے مزدوروں اور شغل اصل کرنے والوں کے مابین درمیانی اشخاص کی ہوتی ہے۔ جب خام منافعہ (آدم اسمتھ کے مفہوم کے لحاظ سے) کثیر مقداریں وصول ہوتا ہے تو، کاروباری اشخاص اعلیٰ سود یا اعلیٰ اجرت یا دونوں اعلیٰ مقداریں ادا کرنے کے قابل اور اس پر آمادہ ہوتے ہیں؛ اور اس کے برخلاف جبکہ نفع خام کی مقدار کم ہوتی ہے تو ان میں نسبتہً کم اجرت اور سود ادا کرنے کی قابلیت ہوتی ہے۔ صنائع وفنون کی اصلاح وترقی اصل کی اختتامی پیدا آوری کو بڑھا دیتی ہے اور اس طرح سب سے پہلے کاروباری نفع اور سود میں اضافہ کرتی ہے۔

لیکن مرور زمانہ کے ساتھ اس متوازی تغیر میں تبدیلی ہونے کا قرینہ ہے۔ کس طریق پر ان دونوں کے مابین نفع تقسیم کیا جائے گا اس کا انحصار کاروباری قابلیت کی رسد اور پس انداز کردہ رقوم کی رسد کے حالات پر ہوتا ہے۔ اگر وافر پس انداز کردہ رقوم اور اس طرح کثیر المقدار اصل پر کاروباری شخص کو دسترس حاصل ہو تو اس کے حصے میں منافعہ کی نسبتہً زیادہ مقدار آئے گی۔ اگر اس کے برعکس کثیر التعداد اشخاص پس انداز کردہ رقوم کے طالب ہوں تو، سود کی ذیل میں نسبتہً زیادہ رقم وصول ہوگی۔ اگر اصل اور کاروباری قوت دونوں وافر مقداریں موجود ہوں تو، اجرتوں میں اضافہ نمودار ہوگا؛ بحیثیت مجموعی اصلدار جماعتوں کی آمدنیاں گھٹ جائیں گی اور اس حد تک دولت کی عدم مساوات میں کمی واقع ہوگی۔

موجودہ زمانے میں اغلب یہ ہے کہ صنعتوں کی گوناگوں ترقی سے جو نفع حاصل ہوا اس کا مقابلتہً کثیر جزو کاروباری منافعہ کے تحت وصول ہو۔ شغل اصل کے امکانات میں جو عظیم الشان اضافہ ہوا ہے اسی کے تناسب سے اصل اور پس اندازیوں میں بھی کثیر المقدار اضافہ بسرعت تمام عمل میں آیا ہے۔

باب ۶

کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

ان سب آمدنیوں کو محنت کا ماحصل تصور کیا جائے؛ اور ان آمدنیوں کے متعدد خصوصیات ہیں؛ چنانچہ ان میں سے سب سے نمایاں یہ ہیں کہ ان میں خطرات اور عدم تیقن موجود ہے' ان میں گوناگوں اختلافات پائے جاتے ہیں اور قابلیت کے ساتھ قیادت کرنے کے باعث کثیر مقدار میں منافعہ وصول ہوتا ہے۔

۸۔ اس بارے میں ایک اور خیال پیش کیا جاتا ہے جو مذکور الصدر خیال سے بہت مماثلت رکھتا ہے؛ اس میں بھی منافعہ کو اُجرت سے مختلف شے تصور کیا گیا ہے' اور اُس مقدار کو اجرت تصور کیا جاتا ہے جو منتظم کے کسی دوسرے کے پاس ملازمت کرنے کی صورت میں ادا کیا جاتا۔ اس کا قرینہ ہے کہ آزاد کاروباری شخص کی حقیقی آمدنی اس مقدار سے زائد ہو' یہی زائد آمدنی کاروباری منافعہ ہوتا ہے۔ یہاں خطرے کے عنصر پر زور دیا گیا ہے۔ منافعہ' اُجرت سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ منافعہ خطرات برداشت کرنے کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

یہ مسئلہ بھی زیادہ تر لفظی بحث کی نوعیت اختیار کر لیتا ہے؛ لیکن اس میں یہ معقول سوال مضمر ہے کہ آیا اطمینان بخش طریقے پر کوئی خط فاصل قائم کیا جا سکتا ہے؟ اور اس مفہوم کے لحاظ سے "اُجرت" اور "منافعہ" میں کوئی حقیقی فرق قرار دیا جا سکتا ہے؟ تنخواہ دار منتظمین کے عہدے بھی مختلف قسم اور درجوں کے ہوتے ہیں' یعنی فورمین مہتمم' صدر منتظم' صدر نشین وغیرہ۔ تنخواہ دار منتظموں اور آزاد کاروباری منتظموں کے عہدوں کے مابین منتقلی کا عمل دائمی طور سے واقع ہوتا رہتا ہے۔ دونوں پر ایک ہی قسم کے اسباب کا اثر پڑتا ہے۔ قابل آدمی کثیر المقدار خام منافعہ حاصل کرے گا' یا اگر دوسرے اس کی خدمات کو مستعار حاصل کریں تو' خاصی بڑی تنخواہ ادا کی جائے گی۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری کے پاس ملازمت کرنے کی صورت میں اس کو فی الواقع زیادہ آمدنی وصول ہو؛ ممکن ہے کہ اس میں تنظیمی قابلیت موجود ہو' تاہم ہوش مندی اور اصابت رائے کا فقدان ہو۔

بڑے پیمانے کے کاروبار اور انجمنوں کے ترقی پانے کی وجہ سے قیادت و
194 صدارت کے عہدوں پر اشخاص کو تنخواہ دے کر ملازم رکھنے کے مواقع بہت

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

بڑھ گئے ہیں، اور قیادت کے لیے مطلوبہ ضروری اوصاف کی مناسبت سے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ تنخواہ دار منتظمین کو اس بات کی تحریص و ترغیب دلانے کی عام خواہش کی بنا پر کہ وہ اپنے اوصاف سے بہترین طریق پر کام لیں ہر قسم کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ براعظم یورپ، اور خاص کر جرمنی، میں ٹین ٹی میس (Tantiemes) کا عام رواج ہے، یعنی مقررہ تنخواہ کے علاوہ منافعے میں بھی حصہ دیا جاتا ہے۔ انگلستان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں یہ قاعدہ ہے کہ بڑے کارخانے کے صدر منتظم کو بڑی تنخواہ مستقلاً دی جاتی ہے، اور اس کا مقصد صاف طور سے یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گراں قدر مشاہرے کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے معقول مقدار میں منافعہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ اپنے آپ کو اس جگہ پر برقرار رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آجروں کے لیے منافعہ حاصل کرے۔ ریاستہائے متحدہ میں یہ صورت خاص طور سے پائی جاتی ہے۔ یہاں دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ بیش قرار تنخواہیں دی جاتی ہیں اور منتظموں اور صدر نشینوں کو نسبتہً زیادہ اقتدار اور زیادہ ذمہ داری دی جاتی ہے، اور "نتائج" کے طور پر ان سے نسبتہً زیادہ مقدار منافعے کی توقع کی جاتی ہے۔ امریکہ میں بڑے بڑے پُرخطر کاروبار کے صدر منتظموں کو سالانہ ۵۰،۰۰۰ ڈالر یا ایک لاکھ ڈالر یا اس سے زیادہ مشاہرہ بھی دیا جاتا ہے۔ گو بعض صورتوں میں یہ محض ایک طرح کی خویش و اقارب کی خاطر داری ہوتی ہے، لیکن اس کا مقصد زیادہ تر تنخواہ دار اشخاص سے اسی شوق قابلیت اور خلوص سے کام لینا ہوتا ہے جتنا کہ وہ خود اپنے طور پر کام انجام دینے کی صورت میں ظاہر کرتے۔ اس قسم کی قابلیت سے آزادانہ طور پر کام لینے کا ہمیشہ امکان ہوتا ہے، اور اجرت دینے والی تجارتی انجمنوں کو اسی پیمانے پر معقول صلہ دینا پڑتا ہے جس طرح کہ قابلیت کو کام میں لانے سے وصول ہونے کی توقع ہوتی ہے۔

اس قسم کی حقیقی منافعہ کی شرکت سے اس امر کی توجیہ ہوتی ہے کہ کیوں مشترک سرمایہ کی تنظیم کے تحت بھی عام اور مشترکہ صنعت کے مقابلے میں

باب ۸
کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

خانگی صنعت کی کارکردگی بالعموم زیادہ اچھی ہوتی ہے یا اس میں کم از کم ترقی کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے معاشیات دانوں کا یہ قول ہے کہ جونہی معاملات بڑے کارخانوں کے ذریعے سے سرانجام پانے لگیں، خانگی صنعت کا فائدہ باقی نہیں رہتا؛ اس لیے کہ حکومتوں کے مثل اس قسم کی بڑی انجمنوں کو اصلی انتظام تنخواہ دار عہدہ داروں کے تفویض کرنا پڑتا ہے، اور اس لحاظ سے اس مہمیز سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے جو مالک کے خود براہ راست دلچسپی لینے اور نگرانی کرنے کی صورت میں موجود ہوتی ہے۔ لیکن حکومتیں عہدہ داروں کے ساتھ اتنی آزادی سے معاملات طے نہیں کرسکتیں جتنی آزادی کے ساتھ خانگی انجمنیں طے کرسکتی ہیں۔ وہ نہ تو ان انجمنوں کے مساوی بیش قرار تنخواہیں دے سکتی ہیں اور نہ یہ تنخواہیں اس قدر تغیر پذیر ہوتی ہیں؛ متعدد سیاسی قوتیں اس کو ناقابل عمل بناتی ہیں۔ گو سرکاری ملازمت میں عزت و شہرت حاصل ہوتی ہے جس کی بنا پر سرکاری ملازمت میں معتدل تنخواہ پر بھی قابل آدمی دستیاب ہوسکتے ہیں، لیکن کاروباری اوصاف کو عمل میں لانے کے لیے جیسا مہیج ملتا ہے ویسا سرکاری ملازمت انجام دینے میں موجود نہیں ہوتا۔ پیدائش دولت کی قوتوں کی سب سے موثر طریق پر تنظیم کرنے کے لیے خانگی ملکیت اور انتظام کے طریق میں
بلاشبہ زیادہ فوائد ہیں، خواہ انتظام تنخواہ دار منتظمین کے ذریعے سے ہی 195
کیوں نہ انجام دیا جائے۔

۹۔ گزشتہ بحث کا میلان یہ ثابت کرنے کی جانب رہا ہے کہ کاروباری منافع کا باعث زیادہ تر کارکردگی اور قابلیت ہے۔ بحیثیت مجموعی قوم کو کاروباری شخص کی آمدنی کے مساوی حصہ مل جاتا ہے؛ حقیقت یہ ہے کہ قوم کو اس قسم کی آمدنی کا کچھ حصہ انجام دادہ مفید خدمات کے حاصل کرنے کے لیے دینا پڑتا ہے۔ لیکن عام طور سے یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ اس قسم کی حق بجانب آمدنی کاروباری آمدنی کا محض ایک جزو ہے اور یہ کہ مجموعی آمدنی اوسط آمدنی کی سطح سے زائد ہونی چاہیے۔ یہ استدلال مبنی بر صداقت ہے؛ جائز اور ناجائز دونوں طرح کا کاروباری منافع ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں کاروبار کا

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

اکثر حصہ غیر پیدا آور ہوتا ہے؛ اس سے قوم کی خوش حالی میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ دوسرے لوگوں سے کچھ حصہ چھین جاتا ہے۔

بعض اوقات حالت بہت ہی سادہ ہوتی ہے۔ قمار بازی کی تخمین مثلاً سٹہ بالکلیہ غیر پیدا آور ہوتا ہے۔ سرکاری عہدہ داروں سے رشوت دے کر معاہدات کرنا، یعنی ایک شخص برائے نام ٹھیکہ لے کر دوسرے کو اپنے طور پر ذیلی ٹھیکہ دار مقرر کرے اور اس سے سب کام لے اسی غیر پیدا آور تخمین میں داخل ہے۔ بددیانتی کے ساتھ کسی ضرر رساں (یا بے ضرر) پیٹنٹ دوا کا تیار کرنا اور اشتہار دینا بھی اسی ذیل میں شمار ہو سکتا ہے۔

لیکن عام طور سے مفید اور ضرر رساں کاروبار ساتھ ساتھ انجام پاتے ہیں، اور منافعہ جائز و ناجائز دونوں طریقوں سے ملتا ہے، مثلاً ایسی مالی مدد کی مثال لو جو رشوت دے کر ناجائز طریقے پر حاصل کی گئی ہو اور جس کی صنعت زیر بحث کو ترقی دینے کے لیے کوئی خاص ضرورت نہ ہو۔ اس امداد کے حاصل کرنے میں کاروباری شخص کی محنت گویا عوام سے اتنی رقم چھین لیتی ہے؛ لیکن صنعت کی تنظیم و رہنمائی میں اس کی جو محنت صرف ہوتی ہے وہ ممکن ہے کہ پورے موثر طریقے پر صرف ہو اور نتائج کے اعتبار سے مفید ثابت ہو۔ آزاد تجارت کا غیر مناقض حامی یہ استدلال پیش کرے گا کہ ماموں صنعتوں کی موافقت میں محصول کے آئین و قوانین الٹ پھیر کے ساتھ وضع کرنے کے لیے جو محنت صرف کی جائے گی وہ غیر پیدا آور ہوگی؛ لیکن ممکن ہے کہ ایسے اشخاص جن کی نگرانی میں صنعتیں ہوں ان کا اچھی طرح انتظام کریں۔ آجر، عورتوں اور بچوں کی مظلومیت سے اور دوسری قسموں کے غیر منظم مزدوروں کی جہالت اور معاملت نہ کر سکنے کی کمزوری سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور ان کی محنت "واجبی" شرحوں سے کم شرح پر حاصل کر سکتا ہے[لہ]، لیکن اسی کے ساتھ وہ اس محنت کو اعلیٰ درجے کی کارکردگی کے ساتھ منظم بھی کر سکتا ہے۔

لہ۔ مقابلہ کرو باب ۵ اور باب ۶ سے۔

باب ۵

کاروباری منافع (بسلسلۂ سابق)

196

ایسے بے شمار طریقے ہیں جن میں کاروباری قوت کا غیر پیدا آور عمل مفید اور پیدا آور جد و جہد کے ساتھ امتزاج پاتا ہے چنانچہ اشیا کی تیاری میں فریب سے کام لینا اور ان میں میل کرنا، کسی شے کو جھنڈے پر چڑھانا، خواہ وہ اپنے رقیبوں سے اچھی نہ ہو یا بُری ہو؛ اور جھوٹ موٹ اشتہار بازی کر کے اشیا کو اصلی قیمت پر بے وقوف عوام کے سر منڈھنا، مزدوروں کو "کمپنی گوداموں" کے ذریعے سے یا کمپنی کے مکانات کرایہ پر دے کر دھوکہ دینا، پارچہ بافوں پر بظاہر خرابیٔ کار کے الزام سے جرمانہ کرنا یا کان کنوں کو اشیا اور رسد کے زائد مطالبات کے ذریعے سے جھانسہ دینا؛ سب اسی تعریف میں داخل ہیں۔ تاراجی کاروبار کی سب سے نمایاں اور دور رس شکلوں میں سے ایک شکل یہ ہے کہ نظما اور منتظمین (بالعموم صرافے کے) اپنی ذمہ دارانہ حیثیتوں کو ناواجب طریقے پر استعمال کریں۔ ایک ہی شخص صنعت کا قائد ہونے کے باوجود امانتی ذمہ داریوں کے خلاف عمل پیرا ہو سکتا اور صرافہ میں اپنے داؤں کی قمار بازی کر سکتا ہے۔ امریکہ کی صنعتی تاریخ اس قسم کے اشخاص کی مثالوں سے بھری پڑی ہے، اور ہمارے یہاں کے لوگوں نے جس طرح دھن دولت پیدا کی اس کا باعث بڑی حد تک اسی قسم کی غیر متدین کاروباری جد و جہد ہے۔ کاروباری آدمی کا فوری مقصد زر پیدا کرنا ہے۔ اس کے جال میں ہمیشہ مچھلی ہی آتی ہے۔ تاوقتیکہ قانون کے ذریعے سے یا رائے عامہ یا اخلاقی قواعد کے ذریعے سے قیود عائد نہ ہوں، وہ ہر اس طریق پر عمل پیرا ہونا جائز رکھے گا جس میں اس کو معقول آمدنی وصول ہو اور وہ اپنے مصارف بخوبی پورے کرنے کی توقع رکھ سکے۔

"جائز حدود" کے اندر منافعہ کی تحدید کا انحصار دو چیزوں پر ہے؛ ایک تو کامل آزادانہ مقابلہ؛ دوسرے مقابلے کا قیام اعلیٰ پیمانے پر۔

اول کامل آزادانہ مقابلے کو لیجیے۔ نفع اجارہ اس معنی میں ناجائز نہیں ہے جس معنی میں کہ چالاکی اور مکر سے حاصل کیا ہوا منافعہ ناجائز ہوتا ہے؛ لیکن وہ اس معنی میں ناجائز ہے کہ پیدا آور قوتوں سے پوری طرح کام لینے کی ترغیب دینے کے لیے جتنی آمدنی کی ضرورت ہوتی ہے اس سے زائد لیا جاتا ہے۔ پیٹنٹ اور

باب ۵
کاروباری منافع
(بسلسلۂ سابق)

حق تصنیف کی سی مثالوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ایسے منافعے کے معنی یہ ہیں کہ مخلوق ضرورت سے زیادہ دام ادا کرتی ہے۔ اجارہ کے امکانات کو اچھی طرح سمجھنا اور اجارہ کی صنعتوں کی باقاعدہ تنظیم کرنا ہی کاروباری آدمیوں کی آمدنی اور دولت کے بڑے ذرائع رہے ہیں؛ اور یہ بھی قانون کی خلاف ورزی یا کاروباری زندگی کی شائستگی اور آداب کے خلاف کئے بغیر اجارے کی صنعتوں کی تنظیم اشد ضروری معاشری مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے، اور وہ کاروباری منافعے کو معقول یا جائز حدود کے اندر رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

مقابلے کو اعلیٰ پیمانے پر قائم رکھنے کا انحصار ایک حد تک تو قانون پر ہے اور ایک حد تک رائے عامہ اور مروجہ اخلاقی رنگ ڈھنگ پر ہے۔ قانون کا 197
مقصد انسانوں کے مابین اس قسم کے تعلقات قائم کرنا ہے جس سے عام خوش حالی میں اضافہ اور غیر پیدا آور جد و جہد کا سد باب ہو۔ خانگی ملک کے قانون کے اصلی شرائط کی یہی بنیاد ہے کہ جائداد کے مالکوں کی تامین کی جائے، جسمانی تشدد اور سرقے کے لیے سزا مقرر کی جائے، معاہدات آزادانہ طریق پر عمل میں آئیں، دغا اور فریب کی تعریف مقرر کی جائے اور ان کا سد باب کیا جائے۔ جتنی جتنی صنعتی حالات میں تبدیلی ہوتی ہے اور جتنا جتنا مشترکہ اغراض کا احساس انسانوں میں بڑھتا ہے اتنے اتنے قانونی تعلقات متغیر ہوتے جاتے ہیں۔ غلامی نہ صرف ایام قدیم میں مقررہ نظام حالات کا جزو تھی، بلکہ تقریباً ہمارے زمانے تک بھی رہی؛ لیکن اب ان سب ملکوں میں جو مہذب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے۔ سرفیت (Serfdom) کے متعلق بھی یہی بات صادق آتی ہے۔ بنی نوع انسان کے مابین جو مقابلہ اور لین دین ہوتا ہے اور قوت کا استعمال کیا جاتا ہے وہ نہ تو اس بنیاد پر روا رکھا جاتا ہے اور نہ اس انتہائی حالت تک جائز سمجھا جاتا ہے۔ خود ہمارے زمانے کی خصوصیت اجیر اور راجیر کے باہمی معاملات کے شرائط کی تنظیم ہے، یعنی اجرت کی ادائی کے طریق کے انضباط کے قوانین، محنت کے گھنٹوں اور اقل ترین اجرت کی تنظیم کے قوانین، نیز مبادلۂ اجناس کی دکانوں اور "کمپنی گوداموں" کے

باب ۵
کاروباری منافعہ
(بسلسلۂ سابق)

انتظام اور اسی طرح اس منافعے کے ممکنہ ذرایع کے متعلق قوانین جس کو ناجائز تصور کیا جاتا ہے۔ خالص غذا کے متعلق قوانین بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ علیٰ ہذا انجمنہائے سرمایۂ مشترک سے متعلق وضع آئین و قوانین کی اصلاح، نظماء اور منتظمین کی ذمہ داریوں کی تعریف اور ان کا نفاذ اور تجارتی انجمنوں کی ترویج و ترقی میں فریب کا سد باب۔ مقصد تمام تر یہ ہوتا ہے کہ سب اشخاص کو اور خاصکر صنعت کے قائد اور منتظمین کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اپنا کاروبار ایسے حالات کے تحت سرانجام دیں جن سے ان کی جدوجہد صرف پیدآورا ور مفید مسابقت و رقابت کی جانب مائل ہو۔

رائے عامہ بھی نہ صرف وضع آئین و قوانین کی جانب رہبری کرنے میں بلکہ وضع قوانین کے اثر کو دوبالا کرنے میں بہت اہم عامل ہے۔ تاراجی جدوجہد کے ایسے اثرات جو اشتراکیت کے متضاد ہوں جتنے زیادہ تسلیم کئے جائیں گے اور جتنی زیادہ ان کی مخالفت کی جائے گی اتنا ہی زیادہ کاروباری جدوجہد حقیقی خدمت کے راستوں کی جانب مائل ہوگی۔ خود کاروباری حلقے میں اور اس پورے معاشری طبقے میں جس میں کاروباری اشخاص رہتے سہتے ہیں، زر پیدا کرنے کا خیال دماغوں پر حد سے زیادہ مسلط رہا ہے؛ اور گروہ بندی کی بو جاتی جاتی ہے۔ ان دونوں جماعتوں کے ذہنوں میں کاروباری اشخاص کے حقیقی عمل کے متعلق اور اس عمل کے معیار کے متعلق بصیرت افروز تاثرات جتنے جتنے زیادہ قائم ہوتے جائیں گے اتنا اتنا کاروباری آدمی کی رہبری کے تحت خانگی ملک کے نظام کا عمل بہتر ہوتا جائے گا۔

198 معاشیات کی عام اور وسیع تعلیم، جیسی کچھ موجودہ زمانے میں امریکہ کے جامعوں، کلیوں اور مدارس میں دی جارہی ہے، یقیناً اس مقصد کو بوجوہ احسن پورا کرے گی۔

لیکن زیادہ سے زیادہ غیر معین کاروباری منافعے کی کچھ نہ کچھ مقدار ہمیشہ ملتی رہے گی جس وقت تک شغل اصل اور معاہدے کی آزادی موجود ہے اس وقت تک، نادان شغل اصل کرنے والوں، غیر محتاط تخمینوں اور کوتاہ بیں

باب ۶
کاروباری منافع
دبسلسلۂ سابق

اہل کاروبار کا وجود باقی رہے گا؛ اور چالاک اور قوی اشخاص کمزوروں اور جاہلوں کو اپنی منفعت کا ذریعہ بنائیں گے۔ ایسے کاروبار ہمیشہ ہوتے رہیں گے جن میں فریب اور ہوشیاری کے لین دین کے مابین خط فاصل قائم کرنا مشکل ہوگا۔ ایسے آدمی ہمیشہ موجود رہیں گے جن کے نزدیک اخلاقی اصول کی وقعت بہت کم ہوگی۔ اس قسم کی باتیں خانگی ملک کے نظام کا ناگزیر نتیجہ ہیں اور اس نظام کا اس کی بہترین حالت میں بھی صرف ایسی صورت میں جواز ہو سکتا ہے کہ اس کی خوبیاں اس کی برائیوں کے مقابلے میں زیادہ ہوں۔

باب ۱۵

کثیر تمول

199 (۱) پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی ترقی اور تعداد نفوس کی زیادتی یہ دونوں کثیر تمول کی ترقی کے اساسی اسباب رہے ہیں۔ (۲) اعلیٰ درجہ کی کاروباری قابلیت کی قلت اس کثیر المقدار دولت کی توجیہ کرتی ہے جو کاروباری منافعے سے جمع کی گئی ہو۔ (۳) دوسرے قسم کے اثرات میں شہر کی سکنی زمین کا لگان، زرریز قدرتی ذرائع کا استحصال اور اجارہ کا منافعہ شامل ہیں یعنی غیر مکتسب اور اتفاقی تمول۔ (۴) غیر مکتسب منافعے میں مکتسب منافعے کی لاینفک طریقے پر آمیزش ہوتی ہے۔ (۵) کثیر المقدار تمول پیدا آور جد و جہد کے لیے مہمیز ہے۔ کاروباری نفع سے کارخانوں اور پلانٹ کی تیاری اور تمول۔ (۶) معاشی اور معاشری قوتوں کی بہتر رہبری کی ضرورت۔

۱۔ کثیر المقدار دولت، عصر حاضر کے سب سے نمایاں مظاہر میں سے ایک مظہر ہے؛ اور آج کل تو ایسی دولت کی مقدار اتنی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے کہ آیندہ کے لیے آثار اچھے نہیں نظر آتے۔ انیسویں صدی کے بیشتر حصے میں لکھ پتی بڑی جائداد کا مالک سمجھا جاتا تھا، لیکن پچھلی نسل میں کروڑپتی بہت عام ہو گئے ہیں۔ ایک کروڑ، دو کروڑ، پانچ کروڑ بلکہ دس بیس کروڑ جمع کر لینا معمولی بات ہو گئی ہے۔ سچ ہے کہ معیار بدل گئے ہیں۔ لیکن زر کی قیمت کی تخفیف کا لحاظ بھی ضروری ہے؛ ۱۹۲۰ء کے

باب ۱۵
کثیر تمول

پچاس لاکھ کی حیثیت سنہ ۱۸۹۰ء کے دس لاکھ سے بہت زیادہ نہیں ہے۔ ہر قسم کی جائدادیں چھوٹی اور متوسط سے لے کر بڑی سے بڑی تک تعداد میں بڑھ گئی ہیں، اور اوسط غالباً زیادہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود جب ہم سے غیر معمولی طور سے کثیر المقدار تمول کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہمیں اس کی تعداد اور مقدار محو حیرت کر دیتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کی کس طرح تشریح کی جا سکتی ہے، اور ان میں بھلائی برائی کیا دیکھی جا سکتی ہے؟ تشریح اور تجزیے کے ان سوالات میں سے یہ پہلا سوال ہے جس پر اس باب میں زیادہ تر غور کیا جائے گا؛ اس سے زیادہ اہم سوال یہ معلوم کرنا ہے کہ موافق اور مخالف پلوں میں کونسا بھاری ہے یا ہلکا، مگر اس پر بعد میں چل کر غور کیا جائے گا۔[1] اور اس باب میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ لازمی طور سے عام تقسیم دولت کی سابقہ بحث کی تشریح اور خلاصہ ہے۔

کثیر المقدار تمول کے اسباب میں سے اساسی سبب پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی ترقی ہے۔ صناعی، تجارت، نقل و حمل، یہ سب صنعتی انقلاب کے بعد سے ایسے پیمانے پر 200
اور منافعے کے ایسے مواقع کے ساتھ چلائے جا رہے ہیں جو اس سے قبل تک معدوم تھے۔ تعداد نفوس کی ترقی بھی اس سے بمشکل کم اہم رہی ہے۔ مہذب ممالک میں آبادی انیسویں صدی میں بہت بڑھ گئی۔ لوگوں کی عدیم النظیر تعداد کو اشیا کی کثیر مقدار کی سربراہی کی گئی، اور لائق یا خوش نصیب قائدوں اور مخترعوں کو معقول منافعہ ملا۔ ایسی عام تحریکات و ترقیات، جو اس قدر معمولی اور مسلسل طور سے وقوع میں آتی تھیں کہ انھیں روزمرہ کے واقعات شمار کیا جا سکتا ہے، کثیر المقدار دولت کی ترقی کی اساس تھیں۔

گزشتہ بابوں میں تقسیم دولت کا جو خاکہ بالتفصیل پیش کیا گیا اس کے سلسلے میں کثیر تمول کے اسباب کو زیادہ توضیح کے ساتھ اس حیثیت سے تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ مندرجۂ ذیل ذرائع میں سے کن سے ماخوذ ہیں:۔ کاروباری منافعہ، معاشی لگان، اجارہ کا منافعہ، ناجائز یا غیر پیدا آور منافعہ۔ چنانچہ ان میں سے

---

[1] دیکھو باب ۵۵ عدم مساوات پر اور باب ۶۶، باب ۶۷ اشتراکیت پر۔

باب کثیر تحول

ہر ایک پر یکے بعد دیگرے بحث کرنا مناسب ہوگا۔

۲۔ سب سے سادہ صورت وہ ہے جس میں دولت کاروباری منافعے سے جوڑی گئی ہو۔ یہ ایک عام صورت ہے۔ خالص تقابلی کاروبار میں کثیر المقدار منافعہ اور کثیر المقدار نہیں اندازیاں ہمارے روزمرہ کے مشاہدہ میں آتی ہیں چنانچہ متعدد قسم کی صنعتوں مثلاً کفش سازی، پارچہ بافی، ظروف سازی، کالرا ور نکٹائی کی تیاری، سب میں یہی ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ بظاہر کسی غیر اہم شے اور معمولی سی مخصوص شے کی تیاری کثیر المقدار منافعے کا باعث ثابت ہوتی ہے۔ جب وہ شے لاکھوں اہل معاملہ کے ہاتھ فروخت کی جا سکتی ہو تو زیادہ مقدار میں مصنوعات تیار کرنے کا، پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے کفایات کا اور بحیثیت مجموعی زیادہ منافعہ حاصل کرنے کا خواہ انفرادی حیثیت سے وہ کتنا ہی کم نہ ہو، موقع ملتا ہے۔ تجارتی کاروبار اسی کی ذیل میں آتا ہے۔ موجودہ زمانے کی کاروباری کمپنی بہت بڑے رقبے پر حاوی ہے اور کثیر التعداد اشخاص تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔ بالعموم صنعتی کاروبار کے ساتھ تجارتی کاروبار بھی شریک کیا گیا ہے۔ اشیا تقسیم کرنے والا کارخانہ ایک مرتبہ اپنے پرانے گاہکوں کے حلقے کے ساتھ جب قائم ہو جاتا ہے تو، اسی کے ساتھ ساتھ ایک زائد کارخانہ مصنوعات تیار کرنے کے لیے قائم کر لیتا ہے اور ان دونوں کاروبار کے منافعے کو ساتھ ساتھ وصول کرتا ہے۔ اس قسم کے کاروباری اتحاد سے جائداد پیدا کئے ہوئے جب ایک مدت گزر جاتی ہے تو اس میں اس کے وارث اور مالک ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتے ہیں جو غالباً انھیں اس سے بہت بڑی اور جدید تر جائدادوں میں محسوس نہیں ہوتی۔ بنک کا کاروبار اسی قسم کا ایک اور نیا شعبہ ہے جس کو بالعموم نسبتاً زیادہ باوقعت خیال کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی خالص بنک کا کاروبار کرنے والی 201 انجمنیں ہوتی ہیں، اور دوسری جانب بعض ایسی ہوتی ہیں جو اپنے سرمایہ کو مصنوعات تیار کرنے والے اور کان کنی کے پُرخطر کاروبار میں مصروف رکھتی ہیں۔

اس قسم کے منافعے کی مخصوص خصوصیات یہ ہیں کہ وہ آزاد مقابلے کے حالات کے تحت حاصل کیا جاتا ہے، وہ اساسی حیثیت سے بانیوں کی قابلیت

باب ۵ کثیر تمول

اور کارکردگی کا نتیجہ ہوتا ہے، اور اس کے متعلق بجا طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا اکتساب کیا جاتا ہے۔ ایسے کاروبار میں نہ تو مقابلہ کرنے والوں پر کوئی بندش عائد ہوتی ہے اور نہ کسی کو کوئی خاص اجارہ یا حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ میدان سب کے لیے کھلا ہوا ہوتا ہے، نئے لوگوں کی شرکت کا سلسلہ لامتناہی طریقے پر جاری رہتا ہے، سرمایے کے واپس لے لینے اور نئے سرمایوں کے مصروف ہونے کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ایک مرتبہ جب بڑا کاروبار چلنے لگتا ہے تو اپنے زور میں ایک مدت تک خود بخود چلتا ہی رہتا ہے حقوق، بندھے ہوئے تعلقات، اختراعات اور ٹریڈ مارک کی بدولت منافعہ بظاہر خود بخود وصول ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، یہ صورت خصوصیت کے ساتھ بنک کاری میں پیش آتی ہے؛ اور مصنوعات تیار کرنے والے کارخانوں میں بھی اس کے خلاف بہت کم عمل ہوتا ہے۔ لیکن انجام کار انتظام کرنے والے ماہر شخص کی موجودگی ضروری رہی ہے؛ ورنہ کاروبار بیٹھنے لگتا ہے۔ کارخانے کا بانی اور مالک ممکن ہے کہ کاروبار سے ہفتوں دور رہیں، لیکن ان کی عدم موجودگی میں بھی معاملات اچھی طرح طے پاتے رہتے ہیں۔ محض اس واقعے سے کہ معاملات اچھی طرح انجام پاتے رہتے ہیں یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس کی تاسیس اور تنظیم کس قدر عمدہ ہے۔ اس قسم کا بے پروائی کا انتظام نو آغاز کاروبار میں ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ کارخانے کے بانی کی موت یا علیحدگی جلد یا بدیر یا تو کاروبار کی تباہی کا موجب ہوتی ہے یا نئے اور زیادہ منتظم ہاتھوں میں کاروبار کی منتقلی کی جانب رہبری کرتی ہے۔ اعلیٰ درجے کی کاروباری قابلیت کی قلت ہی کثیر المقدار تمول کی توجیہ کرتی ہے؛ اور یہی وہ شے ہے جو خانگی ملک کے قواعد و ضوابط کے تحت اس تمول کو حق بجانب قرار دیتی ہے۔ موجودالوقت معاشی و معاشری نظام کے تحت مقصد اور رجحان یہ ہے کہ انعام یا صلہ، کارکردگی کی مناسبت سے وصول ہو؛ اور اعلیٰ صلے کے حق بجانب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اعلیٰ کارکردگی کے حق میں مہیج کا کام کرتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ پُر خطر کاروبار میں ہمت، محنت اور استقلال سے کام کرنے اور صنعتوں میں ایسی گوناگوں اصلاحیں عمل میں

باب ۱۳ کثیر تمول

لانے کے لیے جن کی بنا پر پیدائش اپنی موجودہ حالت پر قائم ہے کثیر المقدار منافعے کے وصول ہونے کی توقع بہت بڑی ترغیب و تحریص دلاتی ہے۔ مستقبل کے لیے اس قسم کی ترغیب و تحریص کی ضرورت کے بارے میں عام طور سے کچھ ہی خیالات کیوں نہ ہوں، کوئی سنجیدہ مبصر یا کوئی دوراندیش اشتراکی یہ سوال ہرگز نہیں اٹھا سکتا کہ اس قسم کی ترغیب و تحریص زمانہ گزشتہ میں قوی رہی ہے۔

۳- ایسے منافعے کے بارے میں جو مسابقت کی عدم موجودگی کے حالات کے تحت وصول کیا جاتا ہے مختلف قسم کے مسائل رونما ہوتے ہیں۔ 202

مثلاً لگان کی سب سے نمایاں شکل یعنی شہر کی سکنی زمین کے لگان کے بارے میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں وہ بالکل مختلف قسم کے مسائل ہیں چنانچہ ان غیر معمولی طور سے کثیر المقدار وراثتی املاک کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے جو لندن کی زمینوں کے پٹے کے ختم ہونے کے زمانے میں انگلستان کے بعض ڈیوکوں کے خاندانوں کے ہاتھ آئیں۔ امریکہ کے بعض خاندانوں مثلاً ایسٹرس[1] کی دولت کی بھی یہی حالت رہی ہے چنانچہ انھوں نے بھی شہر کی آبادی کے اضافے اور شہر کی سکنی زمین کے لگان کی زیادتی سے غیر معمولی مقدار میں منافعے حاصل کیا۔ اکثر ممالک میں خاصکر ریاستہائے متحدہ امریکہ میں منافعہ کی یہ خاص شکل متعدد ہاتھوں میں منقسم ہوئی۔ تاہم اکثر صورتوں میں افراد اور خاندانوں کے ہاتھوں میں کثیر المقدار دولت آئی۔

خام دھات جنگلات، اور تیل جیسے قدرتی ذرائع سے متعلق منافعہ بھی اس سے بہت مشابہ ہے، اگرچہ بالکلیہ ویسا ہی نہیں ہے۔ وجہ یہ کہ اس میں شغل اصل، ارادی اصلاح و ترقی، خطرات برداشت کرنے اور ہمت سے کام کرنے کے عناصر زیادہ موجود ہیں۔ پوری صحت کے ساتھ یہ کہنا بالعموم مشکل ہوتا ہے کہ ان ذرائع سے حاصل ہونے والے منافعے کا کتنا جزو مکتسب ہوتا ہے اور کتنا غیر مکتسب۔ لیکن غیر مکتسب منافعہ کافی کثیر مقدار میں وصول

[1] Astors

باب ۵
کثیر تول

ہوا ہے۔ اس کے علاوہ زرخیز قدرتی ذرائع کے استحصال کی وجہ سے منافع کی مقدار بہت بڑھ گئی ہے۔ آبادی کی غیر متوقعہ زیادتی، ذرائع نقل وحمل اور صنعتوں کی غیر متوقعہ ترقی کے باعث معدنیات اور جنگلات سے اس قدر زائد منافعہ وصول ہوا ہے کہ وہ ابتدائی مالکوں کی توقع سے، اور اس چیز سے جس کو ان مالکوں کو کامل ترقی کے لیے انتہائی ترغیب دینے والی ضروری شے کہا جاسکتا ہے، بہت زیادہ ہے۔

عدم مسابقت کے حالات کی وجہ سے جو منافعے وصول ہوتے ہیں ان میں دوسرے درجے پر نفع اجارہ ہے۔ جہاں تک اس نفع کا انحصار پیٹنٹ یا اس کے مماثل قانونی تائین پر ہے وہاں تک اس کو مکتسب کہا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں قانون، قوم کے اس ارادی نتیجے کا اظہار کرتا ہے کہ بیش قرار منافعہ ایجاد واختراع کے لیے مہمیز کے طور پر ضروری ہے۔ لیکن بڑی بڑی صنعتیں جو پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی اچانک ترقی اور چند بڑے بڑے کارخانوں یا واحد کارخانے کی صورت میں ایک پوری صنعت کے ارتکاز کی وجہ سے رونما ہوئی ہوں ان کے اہتمام وانتظام کی بدولت اتنا کثیر المقدار منافعہ وصول ہوا ہے جو تقابلی کاروبار کے منافعے سے بہت زیادہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عرفی خدمات عامہ کی صنعتیں اسی قسم سے متعلق ہیں۔ ریلوں، ٹریموں، گیس اور برقی روشنی کے کاروبار میں پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی جانب اور
208 اس طرح واحد انتظام اور اجارہ کے منافعے کی جانب جس چیز نے رہبری کی ہے وہ دراصل فنی اصلاح وترقی ہے۔

تیسری قسم میں، جس کو ایک طرح کا معجون مرکب کہنا بیجا نہ ہوگا، ان تمام متعدد اقسام کے منافعوں کو داخل کیا جاسکتا ہے جن میں مختلف قسم کے اسقام موجود ہوتے ہیں لیکن جو اس لحاظ سے ایک دوسرے کے مماثل ہوتے ہیں کہ ان کا تعلق مفید قوم کاروبار سے بالکل نہیں ہوتا یا بہت بعید ہوتا ہے۔ بعض اوقات موجودہ قانون کی صریح خلاف ورزی کی جاتی ہے؛ مثلاً جب چوبینے کی زمین کے بڑے بڑے خطے قوم سے بذریعۂ فریب یا جعلسازی

باب ۸ کثیر تمول

غصب کر لیے جاتے ہیں۔ مجرمانہ نوعیت کی صورتوں میں بالعموم قانون کی محض برائے نام متابعت کی جاتی ہے، لیکن دراصل اس کے مفہوم و معنی کے خلاف عمل کیا جاتا ہے اور نیم خائن عہدہ داروں سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ اسی قسم کی کھلی ہوئی فریب کاریوں کا رنگ ان آمدنیوں پر چڑھا ہوا ہوتا ہے جن کو تمسک کا کاروبار کرنے والے محض جعل سے قمار بازی میں حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ کسی بڑی کمپنی کے داخلی کارکن ہوتے ہیں، جو خارجی عوام کے مقابلے میں امانتی ذمہ داریوں کو نظرانداز کر کے جوا کھیلتے ہیں۔ اس صورت میں بھی لکڑی کے چوروں کی صورت کے مثل قانون کی صریح خلاف ورزی کی جاتی ہے، اور اس امر کے متعلق کوئی شبہ یا بناوٹ نہیں ہوتی کہ موجودہ نظام کے قوانین پر عمل کیا گیا ہے۔ ایسے تخمینی کاروبار پر غور کیا جا چکا ہے جو اس رنگ سے مختلف ہوتے ہیں[1]؛ یہ کاروبار عوام کے لیے کلیتہً فوائد سے خالی تو نہیں ہوتے؛ لیکن جب تجارتی کشمکشوں کی وجہ سے کسی باہمت اور اولوالعزم شخص کے ہاتھ میں ایک ملین یا کئی ملین ڈالر پہنچ جاتے ہیں تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عوام نے بہت اعلیٰ قیمت ادا کی۔ اس کے علاوہ ایسے عارضی و اتفاقی منافعے، جیسے کہ کسی جنگ عظیم کے زمانے میں وصول ہوتے ہیں، ان کو بلاتامل ایسی جد و جہد کے ساتھ منسوب نہیں کرنا چاہیئے جو عام مفاد کو ترقی دیتی ہے۔ امن کے زمانے کے بعض پرخطر کاروبار جن کا مدار جھوٹے اشتہار کے قصداً استعمال پر ہوتا ہے، اسی مشتبہ قسم سے متعلق ہیں۔

۴۔ حیرانی میں ڈالنے والی چیز یہ ہے کہ ایسے کاروبار کے دوران میں غیر مکتسب منافعہ مکتسب منافعے کے ساتھ لاینفک طور سے خلط ملط کر دیا جاتا ہے اور ایسے کاروباری منافعے کو جسے جائز بلکہ باعزت بھی کہا جا سکتا ہے، مشتبہ اور ناجائز قسم کے منافعے کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے۔ گزشتہ باب میں یہ کہا جا چکا ہے کہ وہ لوگ جو دوسرے اعتبارات سے غیر معمولی طور سے مختلف ہوتے ہیں اعلیٰ درجے کی کاروباری قابلیت رکھنے کی حیثیت سے ایک دوسرے کے مثل ہو سکتے ہیں۔

[1] ۔ دیکھو باب ۸ فصل (۱) و (۵)۔

ایک شخص فریب کار مخمن اراضی یا تمسکات کی تخمین کرنے والا ریل کا مینیجر ہو سکتا ہے، اور اس کے باوجود اس میں کاروباری خوبیاں موجود ہو سکتی ہیں، مثلاً ہمت، جرات، جوش، اصابت رائے اور تنظیمی قوت۔ اور اس صورت میں بھی جبکہ دیانتداری 204
کے فقدان کا سقم نہ ہو، ایسا منافعہ وصول ہوتا ہے، جس کو ہمیشہ کے لیے آمدنی نہیں کہا جا سکتا۔ اس قسم کا منافعہ وہ ہے جو قدرتی ذرائع اور غیر مکتسب آمدنی کے ضبط کر لینے سے وصول ہوتا ہے۔ وہی خصوصیات جو آدمی کو عمدہ کاروباری بناتے ہیں اس کو اعلیٰ درجے کے کاروبار کا منتخب کرنے والا بھی بناتے ہیں چنانچہ وہ معاشی امکانات کے بارے میں بہت ہی تیز نظر رکھتا ہے، اور بہت ہوشیاری کے ساتھ معدنیات، چوبینہ کے خطوں، تیل، شہر کی سکنی زمینوں اور مضافات کی زرعی اراضی کے متعلق اندازہ قائم کرتا ہے۔ اس کو موجودہ معاشری آئین، یعنی قانون، کردار کے مسلمہ قواعد اور کسب زر کے متعلق مروجہ طرز عمل، اس امر کا موقع بہم پہنچاتے ہیں کہ ان میں وہ بہترین طریقے کا انتخاب عمل میں لائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ قدرت کے عطیے سے بہترین کام لینے کی غرض سے اس کی مہارت اور انتظامی قابلیت بہت ضروری ہے۔ ایسی صورت میں اس امر کا تصفیہ کس طرح کیا جا سکتا ہے کہ منافعے کا کتنا جزو اس کی اصابت رائے اور انتظام کا نتیجہ ہے اور کتنا جزو قدرت کا عطیہ ہے؟ یہ معلوم کرنا تو آسان ہے کہ بالعموم جملہ منافعہ اس سے زیادہ ہوتا ہے جتنا کہ آدمی کی محنت کی خاص پیدا آوری کے ساتھ جائز طور پر منسوب کیا جا سکتا ہے لیکن اس مقررہ حالت میں خط فاصل قائم کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے۔

ایک واقعہ اور ہے جو زر اندوزی کو فروغ دیتا ہے اور اسی کو دیتا ہے جس کے پاس کچھ موجود رہے۔ ترقی پذیر کاروباری آدمی انتظار کر سکتا ہے۔ جب وہ اپنی ترقی کے وسط میں پہنچتا ہے اور اس کو کثیر ذرائع اور کثیر اعتبار پر دسترس حاصل ہوتی ہے تو، وہ اپنے ادرگرد اپنے ابتدائی اور قریبی کاروبار سے آگے پرخطر کاروبار میں حصہ لینے کے لیے نظریں دوڑانے لگتا ہے۔ اسے پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مستقبل میں اس کو کیا ملے گا؛ چنانچہ وہ ارزاں زمینیں، ارزاں معدن اور ارزاں تمسکات خریدتا ہے؛ اور اس کے بعد بازار کی اصطلاح میں وہ

کثیر تمول ماٹ

چکا ہو بیٹھتا ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے جبکہ اس کے توقعات حق بجانب ثابت ہوتے ہیں؛ لیکن ایسا ہمیشہ اور یقینی طور سے نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ ایسے پُرخطر کاروبار میں مایوسیوں اور دشواریوں سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے؛ لیکن جو لوگ دوربیں اور عاقبت اندیش ہوتے ہیں انھیں بالآخر ان کے صبر، فراست و دقیقہ رسی کا ثمرہ مل ہی جاتا ہے۔ انیسویں صدی میں امریکہ کی ریلوں کی سرگزشت پر نظر ڈالنے سے دولت اندوزی کی کل پیچیدگیوں کی بہترین مثال ملتی ہے۔ اس دور میں ہم کو اعلیٰ درجے کی قابلیت، علو ہمتی، پُرخطر تخمینی کاروبار، چالاک چوری اور دغا بازی، سبھی کچھ دکھائی دیتی ہے۔ اسی دور میں امریکہ جیسے بڑے براعظم میں وسائل نقل و حمل کا افتتاح ہوا، غیر معمولی قدرتی ذرائع کا انکشاف ہوا، وسیع پیمانے پر ریلوں کی تعمیر ہوئی؛ خاص قسم اور خاص کارکردگی کے ساتھ ریلوں کا انتظام عمل میں آیا؛ ریلوں کے متمول مالکوں نے عظیم الشان قوت حاصل کرلی جو اجارہ داری سے ملتی جلتی تھی؛ اس سب کے ساتھ ساتھ صرافے میں تخمینی کاروبار کی مقدار روز افزوں بڑھتی رہی، عوام بھی قمار بازی میں حصہ لیتے رہے اور چند اندرونی انتظام کرنے والے بھی جو خوش نصیب اور قابل افراد تھے قیمتیں چکاکر ہوشیاری کے ساتھ سودا کرتے تھے۔ اس کے بعد کے دور میں 205 جبکہ بڑے بڑے صنعتی اتحادات اور ٹرسٹوں کی ترقی رونما ہوئی بالکل یہی نہیں تو اسی قسم کا عمل مسلسل جاری رہا۔ اور اسی طرح کی غیر معمولی بے قاعدہ ترقی اور عروج کا سلسلہ قائم ہوگیا اور کثیر المقدار منافعہ وصول ہوا۔

۵۔ کثیر المقدار منافعے کی وصول یابی کا جواز گزشتہ صفحات کی بحث سے بخوبی واضح ہوگیا۔ اس قسم کا انعام یا ماحصل زائد، پیدا آور جدوجہد کے لیے نہایت قوی مہمیز ہے؛ وہ نہ صرف نئے پُرخطر کاروبار اور صنعتی اصلاح و ترقی کو فروغ دیتا ہے، بلکہ اصل کی مقدار کے اضافے کی جانب بھی رہبری کرتا ہے۔ کسب زر انفرادی نظام کا جزو ہے۔ خواہ یہ نظام بحیثیت مجموعی اچھا ہو یا برا، اس کے دیر پا رہنے کا امکان ہو یا جلدی مٹ جانے کا یقین، وہ جیسا کچھ بھی ہو، اپنی حالت میں موجود ہے؛ اور اس کے اندر اور اس کی

باب ۵
کثیر تمول

مستقبل تحریک میں کسب زر کی امکانی قوت موجود ہے۔ پیدائش سے متعلق صنعتوں کی عظیم الشان اصلاح و ترقی عام مفاد کے لیے ہوتی ہے۔ عوام اس اصلاح و ترقی کو اپنے طور پر حاصل کرنے کے ناقابل رہے ہیں؛ اس کی تحقیق کہ وہ کیوں اس قابل نہ ہوئے ہماری موجودہ بحث سے غیر متعلق سی معلوم ہوتی ہے۔ جس وقت تک انفرادی جدوجہد اور انفرادی منافعے پر انحصار کیا جائے گا اس وقت تک آمدنیوں میں عظیم اختلافات قائم رہیں گے اور کثیر المقدار منافعہ وصول ہوتا رہے گا۔ اور جیسا کہ ایک سے زائد دفعہ ان صفحات میں کہا جا چکا ہے، ایک حد تک اس اختلاف اور عدم مساوات ہی کی بدولت پس اندازیوں کی فراہمی اور راس المال کے اضافے کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ بحالت موجودہ جس قدر عظیم اختلافات پائے جاتے ہیں اور جس قدر کثرت سے اور عظیم المقدار منافعہ وصول ہوتا ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ ناگزیر نہیں ہے لیکن اس سیدھے سادے واقعے کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ آمدنیوں اور املاک کے نمایاں اختلافات کے بغیر موجودہ دنیا کی مادی ترقی ہی ممکن نہ ہوتی؛ اور نہ اس بات کا بین ثبوت موجود ہے کہ ترقی کی یہ شرط مستقبل کے لیے ناگزیر نہ رہے گی۔

کسی کاروبار کے خالص منافعے سے بڑے بڑے کارخانوں اور بڑے بڑے پرخطر کاروبار کی بنیاد، کثیر المقدار منافعے کے سلسلے میں اضافۂ اصل کے اس معاملے کا ایک رخ ہے؛ اور اسی سے کل مسئلے کی پیچیدگیوں کی تشریح ہوتی ہے۔

موجودہ صورت حالات کے جوشیلے مؤیدین اس عمل کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ گویا املاک کے مالکوں کو منافعہ ہی نہیں مل رہا ہے، اور گویا ان کو کبھی منافعہ ملا ہی نہیں۔ بالعموم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ طریق عمل فی الحقیقت اخوانی ہے؛ یعنی ماحصل زائد عوام کے فائدے کے لیے الگ رکھ دیا جاتا ہے۔

206 چنانچہ ان تمام باتوں میں صداقت کا شائبہ موجود ہے۔ مالکوں کو حقیقت میں آمدنی وصول ہی نہیں ہوتی، کم از کم فی الوقت تو وصول نہیں ہوتی۔ انھیں جو کچھ خالص آمدنی وصول ہوتی ہے اس کا ایک جزو وہ الگ رکھتے جاتے اور پس انداز کرتے ہیں، اور اس سے تمتع نہیں حاصل کرتے۔ علمائے معاشیات نے

باب ۵
کثیر تمول

آپس میں گاہ گاہ یہ امر معرض بحث میں آیا ہے کہ آیا پس انداز کردہ رقم آمدنی ہے یا نہیں، اور صحیح نتیجہ یہ ہے کہ اساسی حیثیت سے پس انداز کردہ رقم آمدنی نہیں ہوتی۔ آخری تحلیل میں وہ شے جس سے تمتع حاصل کیا جائے یا جس کو صرف کیا جائے آمدنی ہے؛ جو شے علیحدہ یا مشغول رکھی جاتی ہے وہ موجودہ آمدنی کا جزو نہیں ہوتی۔ شغل اصل تمامتر عام مفاد پر مبنی ہوتا ہے؛ قومی اصل اور مادی ساز و سامان کی تیاری سے عام مفاد کی تحریک کو تقویت پہنچتی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وصول ہونے والے منافعے سے کارخانے تعمیر کرنا خاص طور سے فائدہ رساں ہوتا ہے؛ چنانچہ صرف اسی طریقے ہی سے اکثر بڑے بڑے پیداآور کاروبار کی ترقی ممکن ہے۔ نئی اور غیر آزمودہ صنعتوں کا قیام اور نئی قسم کی فنی اصلاح و ترقی اور توسیع بہت عام طور سے ٹھیک اسی طریقے سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ ان کے لیے مطلوبہ اصل عجلت کے ساتھ عوام کے چندے سے فراہم نہیں کیا جاسکتا۔ صرف کاروبار کی کامیابی کا ثبوت مل چکنے کے بعد "بیرونی" اصل شغل کے لیے کھنچکر آتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ منافعے کو کاروبار میں واپس ڈالنے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ عظیم الشان مفید کارخانوں کی توسیع عمل میں آرہی ہے اور اشیا کی پیدائش وسیع پیمانے پر اور کثیر مقدار میں ترقی پارہی ہے۔

لیکن انجام کار اس کا نتیجہ پھر کثیر المقدار منافعہ اور غالباً کثیر تمول ہے۔ بالآخر مالک ہی اپنی آمدنی سے خود مستفید ہوتے ہیں۔ پس ان کا ایثار قابل اعتنا نہیں ہے۔ کارخانے سے آخر الامر اس تمام اصل کا سود وصول ہوتا ہے جو اس میں لگایا گیا ہو بلکہ بہت ممکن ہے اس سے زائد مقدار میں وصول ہو؛ اور اس ثمرے سے عملی طور پر مستفید ہونے کا موقع ملتا ہے۔ بالعموم بانیان کارخانہ جات کے ورثا آخری ثمرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس صورت میں یہ دریافت کرنا بے سود ہے کہ ٹھیک کس طریقے سے گزشتہ نسل کی پس انداز کردہ آمدنی اور ما حصل زائد حاصل کیا گیا؛ آیا یہ محض قابلیت اور کارگزاری کا نتیجہ تھا یا ان اوصاف کے ساتھ سازشیں، فریب بلکہ بد دیانتی سے بھی کام لیا گیا! یہ کس حد تک ارادی تدابیر کی پیداوار ہے اور کس حد تک محض آبادی اور

باب ۵ کثیر تمول

دولت کی زیادتی کا نتیجہ ہے؟ اس قسم کی تفریق قائم کرنا محالات سے ہے، اور کسی طریقے سے زمانۂ گزشتہ کی حق تلفیوں کی تلافی کرنا ناممکن ہے۔ منافعہ بحالت خود موجود ہے، اور اس کی موجودگی گویا ایک تنبیہ ہے کہ اس قسم کے دور کے مستقبل میں وقوع میں آنے کے متعلق احتیاط کرنی چاہیئے؛ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے اپنی آپ نظیر ہے؛ بااینہمہ فی الحال وہ معاشری نظام کا ایک مستقل جزو ہے۔

۶۔ کثیر المقدار منافعوں کے قابل اعتراض پہلو، بمقابلۂ ان کے جواز کی 207
دلیلوں اور ممکنہ وجوہ کے بہت زیادہ واضح اور روشن ہیں۔ خرابیوں کی ساری جڑ عدم مساوات و اختلاف ہے، اور خاصکر ایسی عدم مساوات جو توریث کی رسم کا نتیجہ ہے اور جس کے ذریعے سے چند افراد نمایاں تعیش اور بے کاری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے کے صنعتی نظام کے سربرآوردہ مویدین، نوابوں اور امیروں کو فرسودہ جاگیری و اعزازی نظام کی مخصوص پیداوار خیال کرتے تھے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی آرام طلب ہستیاں فطری آزادی کے سیدھے سادے اور بدیہی "موجودہ نظام" کے تحت بھی رونما ہوتی ہیں۔ عالی حوصلگی کے مہمیز، دائمی مسابقت و رقابت کی چاشنی اور یکساں زندگی سے اکتا جانے کی لاکھ نفسیاتی توجیہیں پیش کی جائیں لیکن اس حقیقت پر پردہ ڈالنا ممکن نہیں ہے کہ بیشتر مفاد انسانی کو نمایاں، مستقل اور وسیع اختلاف و عدم مساوات کی وجہ سے فروغ نہیں ہوتا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کا سب سے قریبی اور آسان طریقہ کثیر المقدار منافعہ کی توریث پر بھاری محصول عائد کرنا ہے؛ یعنی یہ کہ جوں جوں موتیں واقع ہوتی جائیں اور جائدادیں ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوتی جائیں ویسے ویسے بڑے بڑے اجزا عوام کے لیے علٰحدہ کر لیے جائیں۔ لیکن یہ کوئی بالکل آسان مسئلہ نہیں ہے۔ اس سے املاک کے رسم و رواج کے عمل کے متعلق متعدد مسائل میں سے ایک مسئلہ رونما ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے متعلق مزید تفصیلی بحث عنقریب کی جائے گی۔[1]

[1] دیکھو باب ۵۔

باب کثیر تمول

سردست ہمارا تعلق زیادہ تر صورت حال کے خالص تجزیے سے ہے۔ موجودہ زندگی کے کسی دوسرے واحد شعبہ سے زیادہ بہتر طریق پر کثیر المقدار منافعہ و تمولات اور ان کے اسباب کے ذریعے سے اس امر کی تشریح ہوتی ہے کہ موجودہ زندگی کی حرکت کس قدر غیر منظم ہے وہ کسی نصب العین کے بارے میں کس قدر بے حس ہے اور اس کے مظاہر کس درجہ خلل پیدا کرنے والے ہیں۔ کوئی اور شے اس سے زیادہ مشکل مسئلہ پیش نہیں کرتی اور نہ کوئی شے اس سے زیادہ واضح طور سے اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ہمیں معاشی و معاشرتی قوتوں کی بہتر نگرانی و رہبری کے لیے کمر بستہ ہو جانا ضروری ہے۔

208

باب ۵۳

اُجرتوں کی عام سطح

(۱) اُجرتوں کی عام سطح کے بارے میں اساسی سوال اُجرت پانے والے مزدوروں کی مثال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ (۲) یہ تصور کہ کثیر مصارف محنت کی طلب پیدا کرتے اور اُجرتوں کو اعلیٰ کرتے ہیں مشغولات اصل کے نتائج "مصارف" کے مقابلے میں۔ (۳) کام پیدا کرنے کا مغالطہ۔ اُجرت پانے والے مزدور کیوں عام طور سے اس امر کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ کام بڑھنا چاہیئے اور کیوں محنت کو بچانے والے طریقوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ (۴) یہ نظریہ کہ محنت کی مخصوص پیداوار سے تعین اُجرت ہوتا ہے۔ (۵) اُجرت کا مدار محنت کی بٹہ کٹی ہوئی اختتامی پیداوار پر ہے۔ "اختتامی حد" اور "بٹہ" کی تعریف و تشریح۔ مزدوروں کو پیشگیوں کی ادائی۔ (۶) بعض شرائط:۔ (ل) سود کی مروجہ شرح کے متعلق فرض کیا جاتا ہے کہ وہ ترجیح زمانی سے قرار پاتی ہے؛ ورنہ استدلال دوری ہوگا۔ (ب) وسیع مقابلہ کی حد فرض کی جاتی ہے ورنہ سود یا اُجرتوں کا تقرر نہ ہوگا۔ (۷) مزدوروں کو پیشگیاں ادا کرنے کا نظام حقیقی آمدنی کا ان کے ہاتھوں میں جانا موجودہ رسد کا ذخیرہ۔ پیشگی ادائی کی پابجائی۔ (۸) پیدائش کی روزافزوں پیچیدگی کے ساتھ سود کا میلان قوم کی مجموعی آمدنی کا بڑا جزو اور اُجرتوں کا میلان قوم کی آمدنی کا ادنیٰ جزو بننے کی جانب ہوتا ہے۔ (۹) عام اُجرتوں کا نظریہ گو بظاہر حقیقی زندگی کے مسئلے سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے لیکن بڑے بڑے

باب ۲
اُجرتوں کی عام سطح

معاشری سوالات کی حد تک بہت اہمیت رکھتا ہے۔

۱۔ اُجرتوں میں اس قدر عظیم اختلافات پائے جاتے ہیں کہ بظاہر ان کے بارے میں تعمیمات سے کام لینا بے سود معلوم ہوتا ہے۔ ان کے حدود اعلیٰ تنخواہ دار کاروباری منتظم یا پیشہ ور آدمی کی تنخواہ سے لیکر کاریگر اور معمولی مزدور کی آمدنی تک پھیلے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں جن طریقوں سے یہ آمدنیاں وصول کی جاتی ہیں وہ بھی بہت مختلف ہیں۔ سب سے آسان طریقہ اور وہ طریقہ جس کو ہم عام طور سے "اُجرت" کی اصطلاح کے ساتھ منسوب کرتے ہیں آجر کی جانب سے مقررہ رقم کی ادائی ہے۔ آزاد مزدور کی آمدنی، خواہ وہ کاروباری آدمی ہو وکیل ہو، کاشتکار ہو یا دستکار، تقریباً ہمیشہ بہت زیادہ بے قاعدہ ہوتی ہے اور اس میں تقریباً ہمیشہ بعض عناصر (سود یا لگان کے طور پر) جو محنت کا صلہ نہیں ہوتے شامل ہوتے ہیں۔ پھر اس سے بھی زیادہ مختلف بٹائی کاشتکار اور اس ماہی گیر کی حالت ہوتی ہے جو مچھلی پکڑنے میں بطور شریک کام کرتا ہے۔

209 لیکن کرایئے کے اُن مزدوروں کی سادہ ترین صورت پر غور کرنا زیادہ مناسب ہوگا جن کی سب اُجرت دن میں ایک دفعہ یا یکمشت ادا کر دی جاتی ہے۔ اس طریق کی اُجرت "مسئلۂ اُجرت" کو اس کے محدود معنوں میں پیش کرتی ہے یہی ادائی اُجرت کا وہ طریق ہے جو پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی توسیع کے ساتھ ساتھ روز بروز زیادہ عام ہوتا جارہا ہے۔ اس سے اُجرتوں کی عام سطح کو متعین کرنے والے اسباب سے متعلق اساسی سوال پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ سب سے اول ہم بعض غلط تصورات کو واضح کرسکتے ہیں۔ ان تصورات میں سے ایک تصور یہ ہے کہ کثیر مصارف محنت کے لیے طلب پیدا کرتے ہیں اور مزدوروں کے نقطۂ نظر سے مفید ہیں۔ اس بنیاد پر تعیش اور ہر قسم کے اسراف کو براہ راست یا بالواسطہ مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تہ میں جو مغالطہ مضمر ہے اس کو بارہا بیان کیا جاچکا ہے۔ جو کچھ رقم پس انداز کی جاتی ہے وہ بھی ویسی ہی خرچ کی جاتی ہے جیسی کہ وہ رقم جو پس انداز نہیں کی جاتی۔ اکثر لوگ پس اندازی اور شغل اصل کے عمل کے صرف

باب ۲ب
اُجرتوں کی عام سطح

ابتدائی مرحلے کو ذہن میں رکھتے ہیں کہ گویا یہ معاملہ محض جمعبندی کا ہے کہ رقم بنک یا کسی دوسرے
محفوظ مقام پر رکھ دی جائے۔ جو رقم اس طرح جمع کی جاتی ہے وہ کسی دوسرے کو ادا
کر دی جاتی ہے، اور وہ بالعموم ایسا شخص ہوتا ہے جو پیدایش دولت کے کاروبار میں
مصروف ہوتا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ وہ مختلف طریقے پر خرچ ہوتی
ہے۔ باقی دونوں مساوی طور سے شغل محنت کی جانب رہبری کرتے ہیں اور
مساوی طور سے ایسی حیثیت رکھتے ہیں جس کے ذریعے سے آجر اور مزدور اپنے
حسب دلخواہ اشیا کو خرید سکتے اور ان پر دسترس حاصل کر سکتے ہیں۔ تعیش اور
شغل اصل کے مصارف کا باہمی فرق محض مزدوروں سے کام لینے اور ان کی نگرانی کرنے
کے طریق کا فرق و اختلاف ہے۔

ممکن ہے کہ مزدوروں کے کام کی نگرانی سے مستقل نتائج رونما ہوں۔ اس
نگرانی کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بعض قسم کے مزدوروں کی طلب زیادہ ہو اور بعض
قسم کے مزدوروں کی کم۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ عالیشان عمارتیں یا سیر و تفریح کی
بادبانی کشتیاں بنانے میں یا کسی بیش خرچ کھیل تماشے میں اجرت پر کام کرنے والے
مزدور ایک غیر مسابق گروہ سے متعلق ہیں، اور کارخانوں یا ریلوں کی تعمیر میں کام
کرنے والے مزدور مسابقت کرنے والے گروہ سے متعلق ہیں تو طلب کی سمت
میں تبدیلی مستقل طور سے اضافی اجرتوں کو متاثر کر سکتی ہے۔ لیکن ایسی مستقل تبدیلی بڑی حد تک
ناممکن ہے۔ اس کے برعکس اجرتوں میں ایسے عارضی تغیرات، جو مختلف سمتوں میں
مصروف کار مزدوروں کی طلب کی تبدیلیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، نہ صرف
ممکن ہیں بلکہ معاشی مظاہر میں سب سے عام مظاہر ہیں۔ یہ تبدیلیاں ممکن ہیں کہ
ایک قسم کے فوری مصارف کے عوض دوسری قسم کے فوری مصارف میں واقع
210 ہوں، یعنی بائیسکلوں کی بجائے موٹروں میں یا ان مصارف کی بجائے پس اندازی
اور شغل اصل میں واقع ہوں۔ لیکن ان سے محنت کی مجموعی طلب پر کوئی بھلا یا
برا اثر نہیں پڑتا۔

مصارف کے مقابلے میں مشاغل اصل کے فوری اثرات کو نظر انداز کر کے
اور آخری نتائج کو پیش نظر رکھ کر ہم ان قدیم معاشئین کے ساتھ اتفاق کر سکتے ہیں

باب ۴
اجرتوں کی عام سطح

جن کا یہ قول تھا کہ پس اندازی، مزدوروں کے لیے مفید تھی۔ شغل اصل، پیدائش کے ساز و سامان یعنی آلات، کلوں، کارخانوں اور اشیائے خام کے اضافے اور ترقی کی جانب بالعموم رہبری کرتا ہے۔ آخر الامر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی برعکس صورت میں جتنی قابل صرف اشیا تیار ہوتیں اس سے زیادہ تیار ہوتی ہیں۔ اگر اس نتیجے کے پیدا کرنے میں آلات کامیاب نہ ہوں تو، ایسے آلات منفعت بخش ثابت نہ ہوں گے اور تیار ہی نہ کئے جائیں گے۔ قابل صرف اشیا میں غالباً بڑی حد تک یا خفیف حد تک ایسی اشیا ہوتی ہیں جن کو خود مزدور خریدتے ہیں اور ان اشیا کی کثرت اور ارزانی کی وجہ سے مزدوروں کو نفع ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فوری مصارف کے مقابلے میں شغل اصل مزدوروں کے لیے بحیثیت مجموعی زیادہ بہتر ہے۔ ابتدائی حالتوں میں مزدوروں کو نہ تو نفع ہوتا ہے اور نہ نقصان۔ البتہ انجام کار ان کو نفع پہنچنے کا امکان ہوتا ہے۔

۴۔ ایک اور تصور، جو ہر قسم کی مختلف شکلوں میں رونما ہوتا ہے، یہ ہے کہ فائدہ اس میں ہے کہ مزدور کے لیے کام پیدا اور قائم کیا جائے۔ بعض اوقات بہت بڑی آتشزدگی اور بہت بڑی جنگ کو مزدور پیشہ طبقہ خداداد نعمت تصور کرتا ہے۔ سنگین برف باری کا اس لیے خیر مقدم کیا جاتا ہے کہ اس سے مزدوروں کے لیے کام پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے برعکس اصلاح و ترقی اور محنت میں کفایت کرنے والی کلیں، کام کو کم کرنے والی تصور کی جاتی ہیں؛ کیا وہ واقعی اکثر مزدوروں کی خدمات سے عوام کو مستغنی نہیں کر دیتیں؟ مزدور خود بلا استثنا کام بڑھانے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ کام کو انجام دینے کا مشکل طریقہ یعنی ایسا طریقہ جس میں زیادہ محنت کی ضرورت ہو ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو محنت فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس قسم کے خیالات کو ارادی اور مستقل طور سے پیش کرتے ہیں؛ تاہم ایسے لوگ بھی بہت کم ہیں جن کے طرز گفتگو سے یہ معنی نہ نکلتے ہوں۔

ظاہر ہے کہ کام کو کم پیدا آور بنا کر یا ایک ہی کام کو انجام دینے کے لیے زیادہ محنت طلب کر کے بنی نوع انسان کی خوش حالی میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا

باب ۵

اجرتوں کی عام سطح

اگر برف باری دائمی طور سے ہوتی رہے اور کھرپے سے برف کو ہٹانے میں مسلسل محنت صرف کرنی پڑے تو، اتنی ہی محنت ایسے کاروبار میں کم صرف ہوگی جن سے قطعی اور 211 مادی نتائج رونما ہوتے ہیں۔ آتشزدگی یا جنگ کی وجہ سے تباہ شدہ دولت کی پابجائی کرنے کے لیے صرف کردہ محنت اسی قدر نئی دولت پیدا کرنے کے لیے بھی صرف کی جا سکتی ہے۔ قابل صرف اشیا کی کثرت، جس پر سب مادی خوشحالی مبنی ہوتی ہے، بظاہر اس امر پر منحصر ہے کہ کم سے کم ممکنہ محنت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ممکنہ کام انجام دیا جائے۔ جب ایسی صورت ہو تو لوگ کس طرح کام پیدا کرنے اور بڑھانے کے فوائد کو بار بار بیان کر سکتے ہیں؟

اس کی توجیہ ایک حد تک تقسیم عمل کے نتائج میں پائی جاتی ہے؛ اور ظاہر ہے کہ تقسیم عمل عام خوشحالی پر اثر ڈالنے والے اسباب اور خاص جماعتوں پر اثرانداز ہونے والے اسباب کے مابین فرق پیدا کرتی ہے؛ اور دوسری طرف اس کی توجیہ ایک حد تک اکثر اجرتی مزدوروں کی مفلسانہ حالت میں پائی جاتی ہے۔

جہاں تقسیم عمل اور مبادلہ نہ ہو وہاں، یہ تصور کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کوئی کاشتکار جو اپنے طور پر کام کرتا ہو ایک لمحہ کے لیے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ کام کو ایسے طریق پر انجام دینے میں اس کا فائدہ ہے جس میں سب سے زیادہ محنت صرف ہوتی ہو۔ وہ یقیناً محنت میں کفایت کرنے والی ہر تدبیر کا خیر مقدم کرے گا۔ لیکن جب تقسیم عمل اور مبادلہ موجود ہو تو، ہر فرد کی آمدنی کا انحصار نہ صرف ان اشیا کی مقدار پر ہوگا جو اس کی محنت سے طیار ہوں گی، بلکہ ان اشیا کی قیمت فروخت پر بھی ہوگا۔ کم طیار کرنے اور اس کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنے میں ممکن ہے اس کا فائدہ ہو اور بظاہر ایسا ہی معلوم ہو؛ خواہ یہ ظاہر بھی ہو جائے کہ اگر سبھوں نے اس طرح عمل کیا تو سب کو نقصان ہوگا۔ چنانچہ اسی طرح سے ممکن ہے کہ اس کا اس میں بھی فائدہ ہو کہ اس کی محنت کی طلب زیادہ ہو، خواہ اس کا سبب کوئی ایسی چیز ہی کیوں نہ ہو جس سے قوم کی مجموعی آمدنی گھٹے۔ اگر شدید برف باری ہو اور متعدد کھڑکیاں ٹوٹ جائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ شیشہ گروں کی طلب بڑھے گی۔ اگر اس قسم کی تباہ کاری کا سلسلہ ایک

باب ۵۲
اجرتوں کی عام سطح

مدت تک قائم رہے تو، ملک کے شیشہ گر سب کے سب کام سے لگ جائیں گے۔ زیادہ لوگ اس قسم کا کام انجام دینے لگیں گے، اور کم تعداد دوسرے کام انجام دینے کے لیے ملے گی۔ شیشہ گروں کو خود انجام کار فائدہ نہ ہوگا، تا وقتیکہ ان کی جماعت غیر مسابق نہ ہو اور وہ اس طرح محنت کے اجارے کی مالک نہ ہو۔ لیکن ایک مدت تک ایسے شیشہ گر جو دستیاب ہوسکیں گے اور اس خاص قسم کے کام کو انجام دینے کے لیے مستعد ہوں گے، اس وجہ سے فائدہ حاصل کریں گے کہ ان کی خدمات کی طلب بڑھ جائے گی۔ اکثر اشخاص صرف فوری اثرات کو دیکھتے ہیں اور عارضی مظاہر سے عام نتائج اخذ کرتے ہیں۔ وہ یہ فرض کرتے ہیں یا اس طرح گفتگو کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ ایسا فرض کرتے ہیں کہ جو چیز مختصر مدت کے لیے مزدوروں کی قلیل تعداد کے لیے مفید ہے وہ سب مزدوروں کے لیے غیر معین وقت کے لیے مفید ہے۔

2 لیکن مزدوروں کے عام میلان کی تشریح کرنے میں سب سے اہم شئے ان کی اجرتی مزدوروں کی حیثیت ہے۔ ان کے لیے یہ امر سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے کہ انھیں کام دیا جائے۔ جہاں کام کے مستقل طور سے ملنے کا یقین ہوتا ہے وہاں، وہ محنت میں کفایت کرنے والی تدابیر کی بہ مشکل مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ کسی مقررہ کام میں مصروف ہوتے ہیں اور کام کے ختم ہو جانے پر ان کی ضرورت باقی نہیں رہتی تو، ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کام مسلسل جاری رہے۔ اس میں شک نہیں کہ پیدائش دولت کی عام کارکردگی کے مدنظر یہ مناسب ہے کہ یہ کام حتی الامکان جلد ختم ہو جائے اور یہ کہ ان کی محنت کو دوسرے کاموں میں مصروف ہونے کا موقع ملے۔ لیکن جہاں تھوڑا بہت کام قریبی طور پر ان کے پیش نظر نہ ہو، ان کا یہ خواہش کرنا قدرتی امر ہے کہ موجودہ کام حتی الوسع زیادہ مدت تک باقی رہے۔ دوسرے کام میں منتقل ہونے کی دشواری ہی وہ شئے ہے جو ان کی کام پیدا کرنے کی خواہش یا موجودہ کام کے جاری رہنے کی آرزو کی توجیہ کرتی ہے۔ نقل پذیری کی یہی دشواری مزدور کے ان نقصانات کی بڑی حد تک توجیہ کرتی ہے جو وہ آجر کے ساتھ معاملہ طے کرنے میں

اٹھاتا ہے۔ چنانچہ مزدور سبھاؤں کو حق بجانب قرار دینے والے اہم اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے۔

جہاں کسی مقررہ پیشے کے مزدور کسی ایسی اصلاح سے دوچار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے محنت زیادہ پیدا آور ہو جاتی ہے تو بھی یہی صورت حال باقی رہتی ہے۔ ان کے لیے اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ کام کم ہو جائے اور کم اجرت قبول کر لینا یا کسی دوسرے پیشے میں منتقل ہونا ضروری ہو۔ چھاپے کے لیے سیسے کے ابھرے ہوئے حروف اور ان کو جمانے کی کلوں کی ایجادوں نے طباعت کی محنت کی پیداوار کو بڑی حد تک بڑھا دیا؛ اور ایک مدت تک کم از کم حروف جمانے والوں (کمپوزیٹر) کی طلب کو بھی گھٹا دیا۔ اس پیشے کے بعض قدیم ارکان جو نہ تو نئی کلیں چلا سکتے تھے اور نہ کسی دوسرے پیشے میں کام کر سکتے تھے مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔

نہ صرف طباعت کے شعبے میں ایسا ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دوسرے پیشوں میں بھی بالعموم یہی ہوا ہے کہ ان میں کام کرنے والوں کی مجموعی تعداد اور سابقہ کام انجام دینے والے مزدوروں کی طلب کبھی یا صرف عارضی مدت کے لیے بھی کم نہیں ہوئی۔ کسی شے کی ارزانی کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ بازاری طلب میں اس طرح اضافہ ہو کہ اس پر جو مجموعی رقم صرف کی جائے وہ حسب سابق زیادہ بلکہ پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ ہو۔[1] کتابوں اور اخباروں کی قیمتوں کی کمی کے ساتھ یہ بالکل ممکن ہے کہ ان اشیا کی بہت زیادہ تعداد خریدی جائے اور
پہلے کے مقابلے میں اشخاص کی زیادہ تعداد نہ کہ کم ان کے چھاپنے میں مصروف ہو۔ 213
یہ کہا گیا ہے کہ ایجادات اور محنت میں کفایت کرنے والے ساز و سامان کا عام اثر اسی طرح کا ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال بہت زیادہ رجائیت پسندانہ ہے۔ نتیجے کا انحصار بظاہر اس مخصوص شے کی طلب کی لچک یا تغیر پذیری پر ہے۔

۱۔ اس کا مطلب اصطلاحی زبان میں یہ ہو سکتا ہے کہ طلب کی تغیر پذیری اکائی کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ دیکھو باب ۴ فصل (۲)۔

باب ۲۶

اجرتوں کی عام سطح

صرف اس صورت میں جبکہ قیمتوں کی تخفیف کے ساتھ طلب میں بہت تیزی کے ساتھ اضافہ ہو اس امر کا قرینہ ہوتا ہے کہ محنت کی نقل و تعطل عمل میں نہ آئے۔

۴۔ ابھی جن پیچیدہ اور مغالطہ آمیز خیالات کو بیان کیا گیا ان سے بلحاظ نوعیت بہت ہی مختلف قسم کے خیالات دورِ حاضر کے اکثر قابل علمائے معاشیات پیش کرتے ہیں؛ اور وہ یہ کہ اُجرتوں کو اساسی لحاظ سے متعین کرنے والی شے محنت کی مخصوص پیداوار ہے۔ محنت اور اصل کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک عامل اپنے طور پر پیداوار میں اعانت کرتا ہے؛ یعنی پیداوار کا ایک مخصوص حصہ اصل سے اور ایک مخصوص حصہ محنت سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مقابلے کے حالات کے تحت ان میں سے ہر ایک عامل کا میلان صرف اسی قدر بطور صلہ لینے کا ہوتا ہے جس قدر کہ اس نے پیداوار میں اضافہ کیا ہو۔ یہ ایک قدرتی نتیجہ ہے کہ صلوں کی اس طرح کی تقسیم انصاف کے مطابق ہے؛ گو یہ نتیجہ صرف اس وقت نکلتا ہے جبکہ یہ فرض کیا جائے (حالانکہ وہ خلاف واقعہ ہوگا) کہ کارکردگی کے تناسب سے تقسیم ہمیشہ منصفانہ ہوتی ہے۔[1]

اُجرتوں کی بحث کے اس طریق میں جو استدلال استعمال کیا گیا ہے اس کو تفصیلی طور سے بیان کرنے میں مباحث موجودہ کتاب کے حدود سے متجاوز ہو جائیں گے۔ اس طریق کے متعلق جس عام بنیاد پر بحث کی جا سکتی ہے اس کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے[2]۔ وہ اصل اور محنت کی جداگانہ پیدآوری کی صورت اختیار کرتا ہے۔ لیکن اصل خود محنت سے تیار ہوتا ہے؛ گویا وہ محنت کے صرف کرنے میں ایک منزل کی نمایندگی کرتا ہے۔ اگر ایک شخص آلات بناتا ہے اور دوسرا شخص آلات کو استعمال کرتا ہے تو دونوں اشخاص قابل صرف اشیا تیار کرنے میں متحد ہیں۔ اس طویل المدت اور دقیق عمل میں سیدھے سادے عمل کی نسبت زیادہ قابل صرف اشیا تیار ہونے کا امکان

---

[1] دیکھو اشتراکیت کے تحت کیا کہا گیا ہے، باب ۶۶، فصل (۳)۔

[2] باب ۳۸، فصل (۴)۔

باب ۲۵
اُجرتوں کی عام سطح

ہوتا ہے؛ اور پیداوار کا یہ اضافہ اس امر کی بڑی حد تک توجیہ کرتا ہے کہ آلات کے مالکوں کو کیوں آمدنی یعنی سود وصول ہوتا ہے۔ لیکن یہ توجیہ کرنا کہ مالکوں کو کس طرح آمدنی وصول ہوتی ہے ایک علٰحدہ پیداوار کو مخصوص کر دینے کے مماثل نہیں ہے؛ مثلاً آلات کی پیداوار اور ان آلات کو استعمال کرنے کی محنت کی پیداوار جدا جدا نہیں ہوتی۔ جتنی محنت صرف ہوتی ہے خواہ ابتدا میں ہو یا آخر میں اس سب سے ایک مشترکہ پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ ہم یہ تو کر سکتے ہیں کہ ان اسباب کو جو آلات بنانے والے اور استعمال کرنے والے مزدوروں کی 214
اُجرت کو متعین کرتے ہیں ان اسباب سے ممیز کریں جو آلات بنانے والے اور استعمال کرنے والے مزدوروں کے حاصل کردہ سود کو متعین کرتے ہیں؛ لیکن محنت اور اصل کی انفرادی پیداوار کو مادی طور سے الگ الگ کر کے پیش نہیں کر سکتے چنانچہ اسی بنیاد پر جس کو یہاں حتی الامکان اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا مصنف اُن اسباب کا تجزیہ کرنے کے کسی دوسرے طریق کی جانب متوجہ ہوگا جو محنت کی آمدنی کی عام شرح کی تہ میں مضمر ہیں۔

۵۔ عام اُجرتوں کے نظریے کو سب سے سادہ اور واضح طریقے سے مصنف کی رائے میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اُجرتوں کا تعین محنت کی بٹہ کٹی ہوئی اختتامی پیداوار کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ اس کا کسی قدر پیچیدہ سے ضابطے میں "بٹہ" اور "اختتامی حد" کے دو عناصر پر توجہ کرنا مناسب ہوگا۔

اختتامی پیداوار کے جو کچھ معنی ہیں وہ کافی طور سے بدیہی ہوں گے پیداوار کے بارے میں اور نظریۂ لگان کے بارے میں جس کا پیداوار پر اطلاق کیا جا سکتا ہے، اس کا مفہوم سب سے زیادہ واضح ہے۔ اُجرت اور سود کا تعین کاشت کے اختتام پر ہوتا ہے۔ اختتامی کاشت والے کھیت سے بہتر کھیت پر جو ماحصل زائد وصول ہوتا ہے وہ زمیندار کو ملتا ہے اور دوسرے اشخاص کی آمدنیوں کو متاثر نہیں کرتا۔ یہی اصول اجارے کے منافعے پر اور تمام تفرقی منافعوں پر بھی منطبق کیا جا سکتا ہے۔ اچھی زمین کے مالک یا اجارہ دار کے ساتھ جو مزدور معاملہ کرتا ہے اُس کو وہی اُجرت قبول کرنی پڑتی ہے جو

باب ۲۵
اُجرتوں کی عام سطح

اس کو اختتامی زمیندار یا تقابلی پیدا کنندہ کی جانب سے ادا کی جا سکتی ہے۔ کوئی نہ کوئی زائد یا تفرقی آمدنی ان آلات کے خوش نصیب مالکوں کو ملتی ہے جو غیر محدود مقابلے کی زد سے یا تو قدرت کے احسان کی وجہ سے یا معاشری رسم و رواج کے ذریعے سے محفوظ رہے ہیں۔

بٹہ میں پیشگی کا مفہوم مضمر ہے۔ یہ یاد دلانا نامناسب نہ ہوگا کہ پیدائش کے لیے وقت صرف ہوتا ہے؛ اور یہ کہ وقت صرف ہونے والے عمل میں جن اشیا اور کلوں کی ضرورت پڑتی ہے ان کو مزدور طیار کرتے ہیں۔ دولت کی تقسیم غیر مساوی ہے، اور مزدوروں کی بڑی اکثریت کو عمل پیدائش کی طویل مدت میں اپنے قیام و بقا کا انتظام کرنے کا وسیلہ میسر نہیں آتا۔ انھیں جو کچھ صلہ ملتا ہے وہ انھیں اس ماحصل زائد سے دیا جاتا ہے جو کسی دوسرے کے قبضے میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اصلداروں کا کاروبار مزدوروں کو یکے بعد دیگرے متواتر پیشگیاں ادا کرنے پر مبنی ہوتا ہے[1]۔ اصلداروں کی جماعت کو جو کچھ منافع ملتا ہے وہ اس عمل کے ذریعے سے ملتا ہے کہ مزدوران کار جو کچھ پیدا کریں اس سے کم مزدور کو بطور اُجرت دیا جائے۔ محنت کی پیداوار پر آجروں کی اصلدار جماعت بٹہ کاٹتی ہے۔

اس خیال کو اصطلاحی زبان میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ 215
محنت اسی معنی میں "مستقبل" شے ہے جس معنی میں کل یا اشیائے خام کا ذخیرہ مستقبل شے ہوتا ہے۔ محنت ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وساطت سے "موجودہ" اشیا یعنی قابل صرف اشیا یا تمتعات حاصل ہوتے ہیں۔ سود کی توجیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ اشیا کو مستقبل اشیا پر ترجیح دی جاتی ہے؛ اور یہ کہ موجودہ ذرایع کا یا تسکین پذیری کے ان ذرایع کا جو بحالت موجودہ ہمدست ہوں ان ذرایع سے مبادلہ نہ کیا جائے گا جو مستقبل میں پیدا یا حاصل ہونے والے ہوں[2]۔ اسی اصول کو دوسرے الفاظ میں اس طرح بھی

[1] دیکھو مقابلے کے لیے باب ۶ فصل (۵)، اور باب ۲۹ فصل (۴)۔
[2] مقابلہ کرو باب ۲۰ فصل (۴) سے۔

بیان کیا جا سکتا ہے کہ "پس اندازی" یا "التوا" یا "انتظارکشی" میں بالعموم ایثار کرنا پڑتا ہے، اور یہ ایثار اس وقت تک نہ کیا جائے گا جب تک کہ کوئی صلہ نہ ملے۔ اس طرح نظریۂ اجرت، نظریۂ سود سے بہت کچھ مطابقت رکھتا ہے۔

بٹہ کاٹنے کے اس عمل میں پیدا آور کاروبار کے پورے سلسلے کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ "عملی" آدمی صنعت کے اس مخصوص جزو کی حد تک جس سے وہ مانوس ہے، بٹہ کے تصور کو تسلیم کرلے گا۔ اس پر یہ بھی اچھی طرح واضح ہوگا کہ مزدور کو اتنا نہیں دیا جا سکتا جتنے پر پیداوار فروخت کی جا سکتی ہے؛ ورنہ آجر اور اصلدار ایک حبہ بھی نہ پا سکیں گے۔ لیکن مزدوروں کو پیشگیاں اس مدت سے زیادہ زمانے تک ادا کرتے رہنا ضروری ہے جس میں اشیاء کو محض فروخت کرکے قیمت وصول کی جاتی ہو۔ فروخت کردہ پیداوار خود ممکن ہے کہ ایک طرح کا "اصل" ہو؛ وہ پیشگیوں کی ادائی کے سلسلے کی محض ایک حالت کی نمایندگی کرتی ہے۔ جو شخص کلیں اور اشیائے خام فروخت کرتا ہے وہ گویا دوبارہ بٹہ کاٹتا ہے؛ آجر اصلدار جو ان کو خریدتا ہے وہ ابتدائی آجر کو معاوضہ ادا کرتا ہے، اور اپنی جانب سے بھی دوسرے مزدوروں کو مزید پیشگیاں ادا کرتا ہے۔ اجرت صرف ایک ہی مرحلے میں ادا نہیں کی جاتی اور نہ کوئی ایک آجر اپنی اشیاء فروخت کرنے تک اجرت ادا کرتا ہے، بلکہ اجرت سب مرحلوں میں یعنی اشیائے خام کی ابتدائی فراہمی اور آلات کی ابتدائی طیاری سے لیکر تسکین پیدا کرنے والی "مادی" آمدنی کے آخری طور پر ظاہر ہونے تک بحیثیت مجموعی سب مزدوروں کو سب اصلداروں کی جانب سے پیشگیوں کی ادائی کی جاتی ہے؛ اور ہر یکے بعد دیگرے آنے والے مرحلے میں بٹہ کاٹنے کا عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔

ہم عارضی طور سے یہ فرض کرسکتے ہیں کہ بٹہ کاٹنے کا یہ عمل سود کی مروجہ شرح پر وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ عمل جس قدر زیادہ سادہ ہوں گے اسی قدر ان کے نتیجے کے متعلق پہلے سے اندازہ قائم کرنا زیادہ آسان ہوگا۔ اسی طرح اصلداروں کے مابین جس قدر زیادہ موثر مقابلہ ہوگا اسی قدر زیادہ گہرا

باب ۵
اجرتوں کی عام سطح
216

تطابق مستقبل پیداوار اور موجودہ اجرتوں کے مابین ہوگا۔ اس صورت میں بٹہ کا حساب کرنا آسان ہوگا۔ جہاں عمل پیچیدہ، طویل المدت اور اپنے نتیجے کے اعتبار سے غیر متیقن ہوتا ہے وہاں، اجرتوں اور پیداوار کا باہمی تعلق بہت ہی سطحی ہوتا ہے۔ چنانچہ نہر پناما کی تعمیر جیسے کاروبار سے پیداوار اور اجرتوں کے باہمی تعلق کے بارے میں انتہائی عدم تیقن کی مثال ملتی ہے۔ نہر کے تیار ہونے میں کئی سال لگے۔ بحری راستوں اور مصارف نقل و حمل پر اس نہر کا اثر رونما ہونے میں اور کئی سال لگ جائیں گے۔ پھر ان تبدیلیوں کا اثر محنت کی بین الاقوامی تقسیم پر اور پیداوار کے آخری اضافے پر (جو روزافزوں جغرافی تخصیص کا نتیجہ ہوگا) پڑنے میں اور بھی کئی سال لگیں گے۔ نہر کی تعمیر میں کام کرنے والے وہ اجرتیں حاصل نہیں کر سکتے تھے جو ان کی محنت کی پیداوار کی بٹہ کٹی ہوئی قدر سے متعین ہوتی تھی۔ انھیں ان معمولی صنعتوں کی محنت کے مماثل محنت کی بٹہ کٹی ہوئی مروجہ قدر ملی جن میں تجربے سے پیداوار کا اندازہ ہوتا تھا۔ گو نہر پناما کی تعمیر کی ابتدا بالکل خانگی تھی، لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اس کی تکمیل ریاستہائے متحدہ کی حکومت کے ہاتھوں ہوئی اور اس میں حکومت نے مالی فائدے کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ ان حالات کے تحت مزدور کی مخصوص پیداوار مزدور کی اُجرت پر خفیف سا اثر بھی بہ مشکل ڈال سکتی تھی۔ اس صورت میں بھی جہاں مشغلہ اتنا خانگی ہو اور ممکنہ پیداوار اور متوقعہ منافعہ کا معمولی حساب کیا جائے، ہر پُرجوکھم کاروبار خاصکر اس حالت میں جبکہ نئے کارخانے کی تعمیر اس میں شامل ہو اُجرت کی ان شرحوں کے تحت انجام پاتا ہے جو تجربے اور عام صنعتوں کی روایات سے متعین ہوتے ہیں۔ ایسے کاروبار میں کاروباری شخص اپنی انتہائی قوت سے عمل کرتا ہے اور اگر اس کو کامیابی ہوئی تو، بیشتر ین آمدنی وصول کرتا ہے۔ وہ نہ صرف بٹہ کاٹتا ہے، بلکہ تخمین بھی کرتا ہے؛ اور اپنے مزدوروں کو مروجہ شرح سود اور معمولی کاروباری آدمی کے معمولی شرح منافعہ کی بنیاد پر دوسرے کاروبار کے اس بٹہ کی متعین کردہ شرح اُجرت ادا کرتا ہے جو

باب ۶
اجرتوں کی عام سطح

مقابلتہً بہت سادہ اور قابل شمار ہوتا ہے۔

۶۔ اس استدلال میں دو شرایط ذہن نشیں رکھنے چاہئیں، ایک تو بٹہ کے بارے میں، دوسرے اختتامی حد کے بارے میں۔

(۱) سابقہ فصل میں یہ فرض کیا گیا تھا کہ بٹہ کاٹنے کا عمل سود کی مروجہ شرح پر انجام پاتا ہے۔ ہمیں اس موقعہ پر استدلال دوری کرنے کے خلاف 217
احتیاط برتنی چاہیئے۔ گزشتہ بابوں میں سود کی توجیہ کم ازکم ایک حد تک اس واقعے سے کی گئی کہ اصل میں "پیدا آوری" ہوتی ہے؛ سود، محنت کو زیادہ پیدا آور طریقوں سے استعمال کرنے سے رونما ہوتا ہے۔ اگر یہی کل نظریۂ سود ہو تو ہمارا یہ بیان کہ اجرتوں کا تعین بٹہ کاٹنے کے عمل سے ہوتا ہے ایک دوری استدلال ہوگا۔ اگر سود کا انحصار محض اس زائد فرق پر ہو جو مزدوروں کی مستقبل پیداوار اور ان کی موجودہ یافت بہ شکل پیشگی کے مابین ہوتا ہے تو، اس صورت میں مزدوروں کی اجرت کی ادائی کے عمل سے شرح سود رونما ہوگی۔ وہ ان پیشگیوں کی مقدار کو بھی متعین یا منظم نہیں کرسکتی۔

لیکن گزشتہ بابوں میں بیان کیا جاچکا ہے[1] کہ اصل کی "پیدا آوری" کا تصور محض اصل کی قیمت طلب کی تشریح کرتا ہے۔ رسد کے حالات اور توازن طلب و رسد کے حالات پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ اگر عام یا اختتامی وقت کی ترجیح کے طور پر سود کا منظم کرنے والا عامل، موجود ہو یعنی اتنی اقل شرح جو بڑے پیمانے پر پس اندازی اور فراہمی زر کی ترغیب دینے کے لیے ضروری ہو تو، اس صورت میں، اور صرف اسی صورت میں سود کا تعین آزادانہ طریق پر ہوگا؛ اور اس طرح بٹہ کے عمل کے نتیجے کے طور پر اجرت کا ایک ممکن العمل نظریہ قائم ہو سکے گا۔ اس قسم کی اساسی قیمت رسد کے متعلق ہمارے پاس جو سب سے بڑی شہادت ہے وہ دور حاضر میں شرح سود کی ثبات پذیری میں پائی گئی ہے۔ بہر حال تاوقتیکہ ایسی بنیادی اور آزادانہ طور سے

[1] دیکھو باب ۳۹ خاصکر فصل (۴) و (۵)۔

باب ۵
اُجرتوں کی عام سطح

خدمات، خاصکر اشیاء خریدنے میں صرف کرتے ہیں۔ بہ شکل زر ادا کردہ پیشگیوں کا تسلسل اور وسعت اور اس زر سے خریدی ہوئی اشیاء کی رسد کی حالت، دونوں، اجرتوں کی سطح کے تغیرات کو متاثر کرتے ہیں۔

اشیاء کا وہ ذخیرہ جس سے اجرت صحیحہ رونما ہوتی ہے، یعنی وہ اشیاء جو اُجرت متعارفہ سے خریدی جاتی ہیں ایک رَو کی شکل میں مزدوروں کے ہاتھ میں پہنچتی ہیں، بالکل اسی طرح جیسے سب آمدنیاں صارفوں کے ہاتھوں میں بذریعۂ رَو پہنچتی ہیں۔ ہم یہاں ایسے خزانۂ آب کی تشبیہ استعمال کرسکتے ہیں جس سے دائمی طور پر پانی خارج ہوتا رہتا اور جس میں بھرتا رہتا ہے۔ خردہ فروش تاجروں کے ذخائر ہی گویا وہ رسد ہے جو فوراً دستیاب ہوسکتی ہے۔ ان ذخائر کے عقب میں تھوک فروش تاجروں کے ذخائر ہوتے ہیں؛ اور علیٰ ہذا ان کی پشت پر وہ اشیاء ہوتی ہیں جو دولت آفرینوں" کے پاس تیار ہوتی رہتی ہیں۔ کارخانوں کی عمارات اور کلوں کے متعلق بھی اشیائے خام کے مثل یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان میں مستقبل کی قابل صرف اشیاء کی امکانی قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ دولت کا کل ذخیرہ اپنی متعدد حالتوں اور قسموں میں بقول بیوہم باورک ایک بڑا ذخیرۂ معاش خیال کیا جاسکتا ہے جس کا صرف ایک جزو ایک وقت فوراً دستیاب ہوسکتا ہے اور بیشتر حصہ جستہ جستہ بالاستقلال نامکمل اشیاء کے اس حالت پر منتقل ہوتے رہنے سے بتدریج دستیاب ہوسکتا ہے جس میں وہ قابل تمتع بن جاتی ہیں۔ اس طرح نظر ڈالی جائے تو کل ذخیرے کو ایک خزانۂ آب کہا جاسکتا ہے جس سے قوم دائمی طور سے مکمل اشیاء اور اس طرح تمتعات کی دھار حاصل کرتی رہتی ہے اور جس میں قوم کی محنت دائمی طور سے ان چیزوں کی پابجائی کرتی رہتی ہے جو اس خزانے سے خارج ہوتی رہتی ہیں۔

مکمل اشیاء یا قابل دسترس آمدنی صحیحہ کا بہاؤ بظاہر تغیر پذیر ہوتا ہے۔ اس خزانے سے جس شرح سے اشیاء کا اخراج کیا جاسکتا ہے وہ بڑی حد تک تغیرات کا تابع ہوتا ہے۔ ایک لحاظ سے کل قوم کی آمدنی کے

باب ۵۲

اجرتوں کی عام سطح

متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پہلے سے متعین ہوتی ہے، کسی مقررہ مدت میں موجود الوقت آلات پیدائش میں جتنی اشیاء پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اس سے زیادہ اشیاء اسی مقررہ مدت کے اندر حاصل نہیں کی جا سکتیں۔ ایک لحاظ سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قوم کے کسی مخصوص طبقے کی آمدنی بھی اس حد تک جس حد تک خزانے میں داخل ہونے والی اشیاء مختلف جماعتوں کے روایاتی فروق کے مطابق ہوتی ہیں بیش از بیش مقرر ہوتی ہے لیکن تطابق پذیری
یعنی کم و بیش سرعت کے ساتھ بہاؤ اور اشیاء کی صارفین کے کسی ایک یا 220
دوسرے گروہ کی جانب منتقلی باقی رہتی ہے؛ اور اسی وجہ سے اصلداروں کی جانب سے مزدوروں کو بہ شکل زر جو پیشگیاں ادا کی جاتی ہیں ان کے تغیرات کا ساتھ اجرت صحیحہ دیتی ہے۔

علاوہ ازیں اصلدار آجروں کی جانب سے بہ شکل زر جو پیشگیاں ادا کی جاتی ہیں وہ ان کے منافعے کے توقعات سے بھی متاثر ہوتی ہیں۔ رجائیت اور گرماگرمی کے زمانے میں اجرت متعارفہ بہت، زیادہ فراخدلی کے ساتھ ادا کی جائے گی، اور اس کے بالمقابل دستیاب ہونے والی اشیاء کی رسد سے بھی بہت آزادی کے ساتھ استفادہ کیا جائے گا۔ عدم تیقن اور کساد بازاری کے زمانے میں یہ منتقلی سرد پڑ جائے گی۔ عمدہ موسم میں گو قیمتوں میں اجرت متعارفہ کے مقابلے میں بالعموم بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے تاہم کاروبار کی گرماگرمی بڑھ جاتی ہے اور دھندا بہت زیادہ یقینی اور مسلسل بن جاتا ہے اور اجرت صحیحہ بحیثیت مجموعی بڑھ جاتی ہے۔ کاروباری اشخاص اور شغل اصل کرنے والوں میں وہ زائد پیداوار تقسیم ہو جاتی ہے جو مزدوروں کا حصہ بہ شکل اجرت ادا کرنے کے بعد باقی بچ رہتی ہے۔ اگر یہ ماحصل زائد کثیر المقدار ہو اور اگر آجروں اور شغل اصل کرنے والوں کے مابین سرگرمی کے ساتھ مقابلہ ہو تو، خاصکر گرم بازاری کے زمانے میں ان لوگوں کی رہبری اعلیٰ تر پیشگیاں ادا کرنے کی جانب ہوگی، اور اس طرح اجرتوں میں بتدریج اضافہ ہو جائے گا۔ اگر ماحصل زائد گو وہ کثیر المقدار ہو، اجارے کے حالات کے تحت یا محدود قدرتی ذرایع کے

باب ۱۳

اُجرتوں کی عام سطح

استعمال کے ساتھ وصول کیا جائے تو اصلداروں کی جماعت کو زائد منافعہ وصول ہوگا۔ لیکن اجرتوں پر اثر نہ پڑے گا۔

انجام کار ذخیرے سے جو مقدار مزدوروں کی جانب سے وصول کی جاسکتی ہے اس کا انحصار نہ صرف اس شے پر ہوگا جس کو وہ اس ذخیرے میں داخل کریں گے، بلکہ اصلداروں کے باہمی مقابلے پر بھی ہوگا۔ اس طرح گرا یہ کے مزدوروں کی اُجرتوں کی اعلیٰ عام شرح کا مدار صنعت کی اعلیٰ عام پیدآوری پر ہوگا، یا زیادہ صحت کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ اختتامی پیدآوری پر اور اصلداروں کے گرماگرم باہمی مقابلے پر ہوگا جس صورت میں مزدور دوسروں کی اُجرت پر کام نہ کریں، بلکہ اپنے طور پر کام کریں، ان کی اُجرت اور ان کی محنت کی پیدآوری کا باہمی تعلق بظاہر زیادہ یقینی اور زیادہ موثر ہوگا۔ اُجرتوں کے وسیع اختلافات جو مختلف ملکوں میں پائے جاتے ہیں ان کی توجیہ اسی بڑے سبب کے ذریعے سے کی جاسکتی ہے۔ اگر انگلستان اور جرمنی کے مقابلے میں ریاستہائے متحدہ میں اُجرتوں کی شرح اعلیٰ ہے اور ہندوستان چین اور جاپان کے مقابلے میں یوروپ کے سب ممالک میں اعلیٰ اُجرت ملتی ہے تو اس کی وجہ اس واقعے میں مل سکتی ہے کہ ان مختلف ممالک میں محنت کی پیدآوری مختلف ہے۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً اجرتوں میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کی وجہ بھی یہی ہوتی ہے۔ تمام ترقی و تہذیب یافتہ ملکوں میں انیسویں صدی کے وسط سے اب تک اجرتوں (یعنی اُجرت صحیحہ) کی عام شرح میں برابر اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے۔ اس اضافے کی بنیاد مستقل طور سے روزافزوں بڑھنے والی محنت کی پیدآوری قرار پاتی ہے جو صنعتوں کی گوناگوں اصلاح و ترقی کا نتیجہ ہے۔ 221

۸۔ لیکن بٹے کے تصور اور اُجرتوں اور سود کے باہمی تعلقات کی جانب عود کرکے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُجرتوں کی اعلیٰ مطلق شرح بالعموم اس صورت میں پائی جاتی ہے جہاں مجموعی سود کے ساتھ مجموعی اُجرت کا تناسب مقابلتہً قلیل ہوتا ہے۔ جن طبقوں کو سود ملتا ہے ان کی آمدنی کی

باب ۲ اُجرتوں کی عام سط

مقدار کا انحصار ایک تو ان رقوم کی مقدار پر ہوتا ہے جو وہ پیشگی ادا کرتے ہیں، اور دوسرے بٹے کی شرح، یعنی شرح سود، پر ہوتا ہے۔ جوں جوں پیدائش میں اصل زیادہ سے زیادہ استعمال ہوتا جاتا ہے، کارخانے کی توسیع کے ساتھ اصل کے پھیلاؤ میں زیادہ وقت لگتا جاتا اور اشیا کی تیاری میں زیادہ احتیاط برتی جاتی ہے تو ویسے ویسے اسی شرح کے ساتھ ساتھ ان کی آمدنی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ جس طرح پانچ سال قبل جاری شدہ نوٹ کی قدر میں بٹہ زیادہ نمایاں صورت اختیار کرتا ہے اور اس کے مقابلے میں ایک سال قبل جاری کردہ نوٹ کی قدر پر نسبتہً کم مقدار میں بٹہ کاٹا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح اس قوم میں سود بہت زیادہ نمایاں صورت اختیار کرتا ہے جس میں پیدائش کی مدت طویل ہو اور بحساب فی مزدور اصل کی مقدار کثیر ہو۔ مجموعی آمدنی کے اضافے کے ساتھ ساتھ آمدنی کی عدم مساواتوں میں بھی اس لحاظ سے زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ خود اصلداروں کی جماعت کے اندر عدم مساواتیں لازمی طور سے زیادہ نہ ہوں گی؛ اس لیے کہ اصلداروں کی تعداد اسی تیزی کے ساتھ بڑھ سکتی ہے جس تیزی کے ساتھ اصل کی مقدار بڑھتی ہے، اور ممکن ہے کہ اصل کی ملکیت کسی ایک کے ہاتھ میں نہ رہے۔ لیکن اس جماعت کو ملنے والی آمدنی کی قطعی مقدار کا میلان اضافے کی طرف ہوگا، اور مجموعی آمدنی میں اس جماعت کا جو حصہ ہوگا وہ بھی بڑھے گا؛ اس کے برعکس جہاں تک مزدوروں کا تعلق ہے وہاں تک گو ممکن ہے کہ ان کی آمدنی بحیثیت مجموعی بڑھے مگر مجموعی آمدنی میں ان کا جو حصہ ہوگا اس کا میلان تخفیف کی جانب ہوگا۔

اسی وجہ سے اُجرتیں ان قوموں میں زیادہ ہوتی ہیں جن میں اصل کی فراہمی اور اصل کا شغل وسیع پیمانے پر ہوتا ہے اور جن میں اصلداروں کی مجموعی آمدنی کثیر المقدار ہوتی ہے۔ کارخانے، کلیں، اشیائے خام کے کثیر المقدار ذخائر اور مکمل آلات پیدائش یہ سب معمولاً محنت کی اعلیٰ درجے کی پیدآوری حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ نئے ممالک میں دوسرے

باب ۳۴
جرتوں کی عام سطح

حالات کی بنا پر اُجرتوں کی شرح اعلیٰ ہو سکتی ہے۔ ان میں یہ امکان ہوتا ہے کہ محنت زیادہ تر زراعت اور دوسری اُن اُستخراجی صنعتوں کی حد تک محدود ہو جن میں تازہ بہ تازہ ذرایع سے کام لیا جاتا ہے اور جن میں تکمیل یافتہ اصل دائر کا استعمال مقابلتہً بہت کم ہوتا ہے چنانچہ ریاستہائے متحدۂ امریکہ
222 میں اس کی تاریخ کی پہلی صدی میں یہی صورت حالات تھی؛ اور کنیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں اب بھی یہی حالت ہے لیکن قدیم ملکوں میں اعلیٰ اجرت ملنے کے امکان کا سبب یعنی صنعت کی اعلیٰ پیدا آوری اسی کثیر المقدار اصل کا صرف ہے جس سے اصلداروں کی جماعت کو زیادہ مقدار میں آمدنی وصول ہوتی ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں براعظم یوروپ کے دیگر ملکوں کے مقابلے میں نہ صرف اجرتیں اعلیٰ ملتی ہیں بلکہ اصل کی آمدنی بھی زیادہ ملتی ہے؛ اور چین، جاپان اور ہندوستان کے مقابلے میں یوروپ کے سب ملکوں میں سود اور اجرت دونوں کی شرح اعلیٰ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قوم کی مجموعی آمدنی اور اجرتوں کی عام شرح کو جو قوتیں بڑھاتی ہیں وہی اصل کے سود کی مقدار کو بڑھانے کا بھی موجب ہوتی ہیں۔

یہ رجحان پیدائش کے اس طریق میں مضمر ہوتا ہے جس میں اصل کام کرتا ہے، اور مقابلے کے حالات سے جس حد تک انحراف کیا جاتا ہے اس حد تک وہ بڑھتا جاتا ہے۔ نفع اجارہ اور معاشی لگان بھی اُس مجموعی آمدنی کی مقدار کو بڑھا دیتے ہیں جو صاحبان املاک کو ملتی ہے۔ گو اس قسم کے منافعے اس قدر ہمہ گیر نہیں ہیں کہ وہ پورے مقابلے کے میدان کو نیست و نابود کر دیں تاہم دور حاضر میں ان کا پھیلاؤ بہت بڑھ گیا ہے۔ جہاں خوش حالی کا دور دورہ ہے، جہاں محنت کی عام پیدا آوری بہت اچھی ہوتی ہے اور جہاں اُجرتوں کی شرح اعلیٰ ہوتی ہے وہاں عام طور سے منافعے بھی کثیر المقدار ہوتے ہیں۔ خالص سود کی زیادتی کے مثل منافعے کی زیادتی بھی پیدائش بر پیمانۂ کبیر کا اور آبادی کی ترقی پذیری کا نتیجہ ہے۔ سود کے مقابلے میں منافعے کو بہت جلد تخفیف و تنظیم کا تابع کیا جا سکتا ہے، اور اسی وجہ سے

باب ۵ - اُجرتوں کی

منافعہ اس قدر ناگزیر طریق پر زمانۂ موجودہ کی صنعت کا نتیجہ نہیں ہے۔ لیکن اس سبب کی بنا پر عدم مساوات کی زیادتی بظاہر ایک حد تک ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔ خانگی املاک کے نظام کے تحت مادی ترقیات کے فطری نتائج ہی یہ ہیں کہ متمول و آرام طلب طبقہ بڑھتا جائے اور مزدوروں کی آمدنی کا تناسب گھٹتا جائے گا۔

۹۔ اس باب میں جو اصول بیان کیا گیا ہے کہ اُجرتوں کا انحصار محنت کی اختتامی پیداوار پر بٹہ کاٹنے پر ہوتا ہے وہ اکثر اشخاص کو ایک موہوم اور تجریدی اصول معلوم ہوگا، جو حقیقی اور مادی زندگی کے مسائل سے بہت بُعد رکھتا ہے۔ عام اُجرتوں سے متعلق کسی نظریے میں لازمی طور سے بعید تر قوتوں اور موہوم نتائج سے بحث کی جاتی ہے؛ چنانچہ وہ لازمی طور پر بظاہر بعید از حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ اکثر معاشئین ایک حد تک اسی سبب سے عام بیان پیش کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لینے سے محترز رہے ہیں۔ تاہم یہ نقص تقریباً ان تمام اصول میں مضمر ہے جو وسیع معاشی مظاہر کے آخری اسباب سے بحث کرتے ہیں۔ بظاہر صنعتی زندگی کے تفصیلات 223 کے ساتھ اس قسم کے تعلق کا فقدان نہ صرف اس اصول میں پایا جاتا ہے کہ سود کا تعین اختتامی پیدا آوری اور اختتامی پس اندازی کے باہمی تعلق سے ہوتا ہے، اور یہ کہ زر رواں کی مقدار قیمتوں کی عام سطح کو متعین کرتی ہے؛ بلکہ اس اصول میں بھی پایا جاتا ہے کہ بین الاقوامی طلب کا توازن مختلف ممالک میں قیمتوں کی سطحوں اور مختلف متعارف آمدنیوں کو متعین کرتا ہے۔ ان سب اصول اور قضیوں میں ایسے حقایق کی تلاش کی جاتی ہے جو راست اور عملی تعلق رکھتے ہیں، خواہ ان میں ایسے میلانات کیوں نہ بیان کئے جاتے ہوں جن کی رفتار سست ہے اور جو نمایاں حیثیت نہیں رکھتے۔ دوسرے اصول کے مثل، اُجرتوں کی عام سطح سے متعلق یہاں جو اصول بیان کیا گیا اُس میں بھی، آخری نتائج سے بحث کی گئی ہے؛ اور یہی وہ قوتیں ہیں جنھیں عام شرح دریافت کرنے کے سلسلے میں جانچنا اور پرکھنا ضروری ہے۔ خانگی ملک کے نظام کے تحت صرف اس وقت

225

باب ۵۳

آبادی اور محنت کی رسد

(۱) نظریۂ مالتھس، علم حیاتیات سے اس کو کس قدر تقویت پہنچی ہے۔ (۲) بیشترین شرح پیدائش؛ اقل ترین شرح اموات اور اس کے نتیجے کے طور پر تعداد آبادی کے امکانات کس مفہوم میں سریع تعداد کا میلان ہوتا ہے؛ ایجابی و انسدادی مانعات۔ (۳) زمانۂ موجودہ کے بعض ممالک کی ولادت اور اموات کی حقیقی شرحیں۔ اعلیٰ شرح ولادت کا نتیجہ انجام کار اعلیٰ شرح اموات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مستثنیات کی توضیح۔ ریاستہائے متحدۂ امریکہ کی حالت (۴) آیا اونیٰ اجرت کا باعث اعلیٰ شرح ولادت ہے یا اس کی برعکس صورت؟ اسباب کا باہمی عمل۔ تعداد نفوس کی تحدید خوش حالی اور اعلیٰ اجرت کی شرط ہے نہ کہ سبب۔ (۵) اجرت پر معیار زندگی کا اثر براہ راست نہیں پڑتا بلکہ پہلے تعداد نفوس پر اس کا اثر ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے اجرت متاثر ہوتی ہے۔ اس موضوع کے بارے میں مغالطے۔ (۶) شرح ولادت کی موجودہ زمانے میں کمی کس طریق پر واقع ہوئی ہے؟

۱۔ محنت کی رسد کا انحصار بنی نوع انسان کی تعداد کے اضافے پر ہے۔ اضافۂ آبادی سے متعلق سوالات نہ صرف تقسیم دولت پر، بلکہ معاشیات کے

باب ۵۳
آبادی اور محنت کی رسد

دوسرے شعبوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ رہے عام اور وسیع تر معاشری مسائل تو ان پر ان سوالات کا اور بھی زیادہ اثر پڑتا ہے۔ لیکن علمائے معاشیات میں اس بارے میں اختلاف آرا ہے کہ بحث کی تشریح میں ان سوالات کو کہاں جگہ دی جائے۔ یوں تو عام طور سے آبادی کے مسئلے کی بحث مقدم رکھی جاتی ہے، لیکن اس کتاب میں اس کو کسی قدر موخر کر دیا گیا ہے۔ گو آیندہ صفحات میں اس پر تقسیم دولت کے تعلق سے زیادہ تر بحث کی گئی ہے، لیکن اس سے ایسے بعض فروع اور اختلافی مسائل کی جانب ضرور رہبری ہو گی جو اس موضوع سے رونما ہوں گے۔

مالتھس کے نظریے کے متعلق مناظرہ و مباحثہ ایک عرصے سے ہوتا آرہا ہے۔ انیسویں صدی کے ابتدائی دور میں مالتھس نے یہ اعلان کیا کہ ادنیٰ اجرت
226 اور افلاس کی وجہ بنی نوع انسان کی تعداد کی زیادتی میں مضمر ہے؛ اضافۂ آبادی کا
اشیائے خورونوش پر دباؤ پڑتا ہے اور اس طرح اجرت کی سطح کم رہتی ہے؛ اجرت میں اس وقت تک اضافہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ محنت کرنے والی آبادی کے اضافے کے میلان کو نہ دبایا جائے؛ جب تک ایسی روک نہ ہو عامۃ الناس کی اصلاح و ترقی کی کوئی تجویز کامیاب نہیں ہو سکتی؛ اور یہ کہ انھیں وجوہ سے قوم کے تمام مجوزہ انتظامات و اصلاحات کا ناکام ہونا امر یقینی ہے۔ علاوہ ازیں مالتھس کو اس کی توقع ہی نہ تھی کہ کوئی مفید اور موثر روک درحقیقت عمل میں لائی جا سکے گی۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کو قطعاً ناامیدی تھی؛ لیکن اس کی تعلیم کا رجحان اور اس کے متبعین کے خیالات یقیناً یہ تھے کہ مزدوروں کی تعداد میں بہت سرعت سے اضافہ ممکن ہے اور یہ کہ اجرت غالباً معیار مایحتاج یا کفاف کی سطح تک اتر آئے گی[ل]۔ ان کی نظر میں یہ صورت واقعات بنی نوع انسان کی عام مادی خوش حالی کی اصلاح کے راستے میں ایک

ل۔ مالتھس کے مضمون آبادی (۱۸۰۳ء) کا دوسرا ایڈیشن وہ ہے جس میں مالتھس نے اپنے اصول اس شکل میں بیان کیے ہیں جس پر وہ اور اس کے متبعین آخر تک جمے رہے۔

باب ۳ آبادی اور محنت کی رسد

زبردست بلکہ ناقابل عبور رخنہ تھا۔

مالتھس کے بعد خیالات کی جو رفتار رہی اس کے ذریعے سے اس کی تعلیمات کے بعض اجزا باقی رہ گئے۔ انسان عضویاتی اعتبار سے مثل دوسرے حیوانات کے ایک حیوان ہے؛ اور بنی نوع انسان کی تعداد کے اضافے کے امکانات ایسے ہی غیر محدود ہیں جیسے کہ حیات کی دوسری شکلوں کی تعداد کے اضافے کے امکانات۔ یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ ڈارون کو مالتھس کا مضمون پڑھنے کے بعد اس خیال پر پہنچنے کا موقع ملا کہ نہ صرف انسان میں بلکہ ہر قسم کی مخلوق میں غیر محدود اضافے کا امکان ہے؛ اور اس بنا پر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ غذا اور مکان کے لیے کشمکش کا لامتناہی سلسلہ قائم ہے اور وہی باقی رہتے ہیں جو سب سے بہتر طریق پر اپنے ماحول کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس طرح بنی نوع انسان کے بارے میں مالتھس کے خیالات کو خود ڈارون کے وسیع نتائج کی بنا پر مزید تقویت پہنچی ہے۔ ہر سو سال میں ہاتھی اپنی تعداد کو دوگنی کر سکتا ہے؛ انسان کی تعداد ہر پچیس سال میں دوگنی ہو جاتی ہے؛ بلیوں کی نسل ہر دوسرے یا تیسرے سال چھ گونہ بڑھ جاتی ہے؛ اور مچھلی کی نسل ہر موسم میں صدہا بلکہ ہزار ہا گونہ بڑھ جاتی ہے۔ ہر نوع جو اپنی بیشترین شرح سے بڑھتی ہے اس کی حد تک انجام کار یہ ضروری ہے کہ ذریعۂ معاش غیر مکتفی ثابت ہو۔

۴۔ انسانی آبادی کے ممکنہ اضافے پر ہمیں نظر غائر ڈالنی چاہیئے اور اس کا مقابلہ حقیقی اضافے کی شرحوں سے کرنا چاہیئے۔ یہ ضروری ہے کہ شرح اموات پر شرح ولادت کی جتنی ممکنہ زیادتی ہوتی ہے اس پر آبادی کا ممکنہ اضافہ مبنی ہو۔ کسی آبادی میں اس کی معمولی ہیئت ترکیبی میں بیشترین شرح ولادت کم از کم ۵۴ فی ہزار ہوتی ہے؛ یعنی ایک ہزار زندہ آدمیوں میں ہر سال ۵۴ نومولودوں کا اضافہ عمل میں آتا ہے۔ اگر آبادی کلیتہً ایسے مردوں اور عورتوں پر مشتمل ہو جو بلحاظ عمر اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو شرح اضافہ قلیل مدت کے لیے اور بھی زیادہ ہوگی۔ اگر 227

باب ۱۲
آبادی اور محنت کی رسد

آبادی میں اسی قسم کے اشخاص کی تعداد غیر معمولی طور پر زیادہ ہو (جیسا کہ ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں بیرونی علاقوں سے مہاجر آ بستے ہیں) تو، ایسی صورت میں بھی شرح اضافہ بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ ایسی آبادی کے لیے بھی جس کی ترکیب معمولی ہو اور جس میں بچوں اور بوڑھوں کی خاصی تعداد موجود ہو، ۵۴ کا عدد عضویاتی اعتبار سے بیشترین حد سے کم ہے۔ بیشترین شرح غالباً ۵۰ فی ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ سردست حقیقی اضافے سے ممکنہ اضافہ کا مقابلہ کرنے کی غرض سے اس عدد کو لینا سب سے بہتر ہوگا جس پر آبادی یقیناً پہنچ سکتی ہے؛ مثلاً ۵۴ فی ہزار سالانہ۔

اس کے برعکس اقل ترین شرح اموات بہت کم یعنی ۱۵ فی ہزار سالانہ ہے۔ یہاں بھی یہ فرض کرنا ضروری ہے کہ آبادی کی ہیئت ترکیبی معمولی ہے۔ ایسی آبادی میں جس میں جوان آدمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو شرح اموات بہت کم ہوگی؛ اس کے برعکس اس آبادی میں شرح اموات اس قدر کم نہ ہوگی جس میں خواہ بہت زیادہ موافق حالات کیوں نہ موجود ہوں اچھے قوئی کے آدمیوں کے باہر ہجرت کر جانے کی وجہ سے بہت بوڑھے اور بہت ہی نوخیز اشخاص کی بہت زیادہ تعداد موجود ہو۔ ایسی آبادی میں جو معمولی حالت پر قائم ہو شرح کا اتنا کم ہونا یقیناً ممکن ہے۔ اگر ان تمام اسباب موت کو علیحدہ کر لیا جائے جن کی روک تھام ممکن ہے، اگر قابل علاج امراض سے بلکہ قلیل غذا، غیر مکتفی احتیاط اور گندہ ماحول سے کوئی اموات نہ حادث ہوں، اور اگر موت صرف پُرامن کبرسنی میں یا ایسے مرض کی وجہ سے واقع ہو جو لا علاج ہو اور کسی قسم کی احتیاط سے بھی نہیں رُک سکتی تو، پندرہ فی ہزار کے قریب قریب کوئی عدد مل سکے گا۔ حقیقت میں اگر یہ امکانات وقوع پذیر ہوں تو، شرح یقیناً کم ہوگی۔ ایسی آبادیاں موجود ہیں جن میں تقریباً اسی قدر کم شرح پائی جاتی ہے؛ اور یہ یقینی ہے کہ ان میں ایسی بہت سی موتیں واقع ہوتی ہیں جن کا روکا جانا ممکن تھا۔ علاوہ ازیں علم طب روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ چنانچہ گزشتہ نسل کے دوران میں متعدی امراض سے

باب ۵
آبادی اور محنت کی رسد

واقع ہونے والی موتوں کو طب نے بڑی حد تک گھٹا دیا ہے، عضوی اور مخرب نسل امراض نوجوانوں کے لیے سخت مہلک ہیں، اُن سے واقع ہونے والی موتوں کو علم طب اسی طرح نمایاں طریقے پر کم کرسکتا ہے۔ پس یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اقل شرح اموات کم سے کمتر ہوتی جائے گی۔[له] 228

کسی قوم یا ملک میں جن کے صحیح اعداد و شمار ہمیں معلوم ہیں ایسی بیشترین شرح ولادت اور اقل ترین شرح اموات نہیں ظاہر ہوتی جیسی کہ یہاں بیان کی گئی ہے۔ لیکن جن وسیع نتائج سے ہمارا تعلق ہے اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم ان آخری حدوں کی صحت کو معین کریں۔ یہ بیان کردینا کافی ہوگا کہ شرح ولادت اور شرح اموات کے مابین ممکنہ فرق کتنا بڑا ہے، اور آبادی کا ممکنہ اضافہ کس قدر عظیم ہے۔ اگر ولادت کی شرح ۴۵ فی ہزار سالانہ ہو اور شرح اموات ۱۵ فی ہزار تو اموات پر پیدائش کی زیادتی یا اضافۂ آبادی ۳۰ فی ہزار ہوئی۔ اس شرح اضافہ سے آبادی تخمیناً [۲۳] سال کی مدت میں دگنی ہو جائے گی۔ خود مالتھس نے اسی کے مماثل ممکنہ شرح اضافہ کا استخراج اس چیز سے کیا جس کو اس نے ایک حقیقی صورت حال پایا یا جس کو وہ کم از کم حقیقی صورت حال خیال کرتا تھا۔ "یہ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کی شمالی ریاستوں میں

له۔ نوآباد علاقوں اور سرعت کے ساتھ بڑھنے والے شہروں میں نوجوانوں کی آبادی بڑھتی جارہی ہے، لیکن یہاں بھی شرح اموات بہت کم، یعنی ۱۲ اور ۱۳ فی ہزار ہے۔ بعض اوقات ان شہروں کو غیر معمولی صحت مندی کے ثبوت کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے، ان کا باعث بچوں اور بوڑھوں کا معمولی تعداد میں موجود نہ ہونا ہے، چنانچہ بوڑھوں اور بچوں ہی میں موتیں زیادہ واقع ہوتی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ نیوزی لینڈ میں دہ سالہ مدت یعنی ۱۸۸۷ء تا ۱۸۹۶ء میں شرح اموات صرف دس فی ہزار پائی گئی تھی، اور عمر کی کسی بہت زیادہ غیر معمولی تقسیم کو اس کا سبب قرار نہیں دیا گیا تھا۔ دیکھو نیوشامز کی کتاب موسوم بہ vital statistics صفحہ ۸۸۔ ایسی شرح غیر معمولی طور سے ادنیٰ ہے اور ناقص شمار کا شبہ پیدا کرتی ہے۔

باب ۱۳
آبادی اور محنت کی رسد

آبادی پچیس سال سے کم مدت میں دگنی ہوگئی اور یہ سلسلہ تقریباً ۱½ صدی سے زائد یعنی سنہ ۱۶۵۰ء سے سنہ ۱۸۰۰ء تک متواتر یکے بعد دیگرے جاری رہا ہے"۔ المتھس یہ خیال کرتا تھا کہ اس سے زیادہ سریع اضافہ بھی ممکن ہے، اور یہ کہ آبادی کے دوچند ہونے کی مدت اس سے بھی کم یعنی پندرہ سال ہوسکتی ہے۔ اس میں غالباً اضافے کے امکان کے متعلق مبالغہ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ چیز یقیناً امکان کے حدود کے اندر ہے کہ بنی نوع انسان کی تعداد متذکرۂ بالا مدت یعنی ربع صدی یا اس کے قریب قریب دور میں دگنی ہو جائے۔

یہی نہیں کہ ایسے سریع اضافے کا امکان ہے؛ بلکہ ایسے اضافے کا میلان بھی ہوتا ہے۔ یہاں میلان سے ہمارا مطلب وہ نہیں ہے جو عام طور سے لیا جاتا ہے؛ عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ انجام کار فلاں نتیجہ واقع ہونا اغلب ہے۔ لیکن ہمارا مفہوم وہ ہے جس میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ اشیاء آزادی کے ساتھ طیار کی جائیں تو، وہ اسی قیمت پر فروخت ہوں گی جو ان کے مصارف پیدائش کی بنا پر متعین ہوگی۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آبادی بیشترین شرح سے بڑھتی ہے تو، ہم اس سے کچھ اور ہی مفہوم لیتے ہیں، یعنی یہ کہ ایسی قوتیں عمل کر رہی ہیں کہ ان کو اگر زائل یا رد نہیں کیا گیا تو، وہ مقررہ نتیجہ پیدا کریں گی۔ اسی طریقے سے ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام اشیاء میں یہ میلان پایا جاتا ہے کہ اگر وہ اچھالی جائیں تو، زمین پر گرتی
229 ہیں؛ اس میں اشیاء کے زمین پر گرنے کا محض امکان ہی نہیں ہے، بلکہ یہ کہ تاوقتیکہ ان کو گرنے سے باز نہ رکھا جائے وہ یقیناً زمین پر ہی گریں گی۔ آبادی میں بڑھنے کا جو میلان پایا جاتا ہے وہ نتیجہ ہے تولید کی جبلت کا اور والدین کی بچے پیدا کرنے کی خواہش کا۔ یہ عالمگیر اور نہایت پرزور قوتیں ہیں، جو حیوانات میں بلا قید و بند عمل کرتی ہیں۔ حیوانات کے تمام انواع اپنی انتہائی قوت سے اضافۂ تعداد کی سعی کرتے ہیں؛ سعی کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی مزاحم سبب تعداد کو نہ گھٹائے ان کی

تعداد بڑھتی ہی رہے گی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حیوانات کی کوئی نوع بھی اپنی بیشترین شرح سے نہیں بڑھ سکتی۔ اگر وہ ایسا کرے تو مرورِ زمانہ کے ساتھ اُس کی تعداد اس قدر بڑھ جائے گی کہ دوسروں کی بقا ناممکن ہو جائے گی اور صرف وہی کرۂ ارض پر چھا جائے گی۔ انسان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ہر ربع صدی کے اختتام پر اس کی تعداد مسلسل دُگنی نہیں ہو سکتی۔ صرف غیر معمولی موافق حالات کے تحت اس قسم کی شرح طویل زمانے تک قائم رکھی جا سکتی ہے۔ جب صدیوں کے ترقی پذیر تمدن و تہذیب کی بدولت بتدریج ضروری آلات اور علم حاصل کرنے کے بعد کسی تہذیب یافتہ آبادی کا دفعتہً نئے ملک پر قبضہ ہو جاتا ہے تو ایسی آبادی کو کچھ مدت کے لیئے اضافۂ تعداد کی غیر محدود گنجائش مل جاتی ہے۔ چنانچہ جس زمانے کو مالتھس نے اضافے کے امکانات کی تمثیل کے طور پر پیش کیا ہے اس میں شمالی امریکہ میں یہی صورت پیش آئی۔ علیٰ ہذا ریاستہائے متحدہ کے باشندوں میں بھی ان کی تاریخ کے بیشتر حصے میں یہی صورت حالات تھی؛ اور اہل کنیڈا، اہل آسٹریلیا اور اہل ارجن ٹائن کی صورت میں بھی یہی ہوا۔ یہ سب صورتیں بنی نوع انسان کی تاریخ میں نہایت شاذ صورتیں ہیں۔ یہ ان مقابلتہً شاذ صورتوں کے مشابہ ہیں جن میں کوئی حیوان مثلاً پروانہ، پرند یا دودھ پلانے والا جانور کسی نوآباد علاقے کو ہجرت کر جائے جو اس کے لیے بالکل نیا ہو اور کچھ مدت تک وہاں اپنی غذا کے ذرائع کو کم یا اپنے رقیبوں کو زیادہ طاقتور پائے بغیر اپنی تعداد بڑھا سکتا ہو۔ کسی ایسے ملک میں جہاں آبادی قائم ہوئے مدت گزر چکی ہو بنی نوع انسان کسی بیشترین شرح سے اپنی آبادی کو نہیں بڑھا سکتے۔ اس کا اساسی سبب زمین کے رجحان یعنی تقلیل حاصل میں مل سکتا ہے۔ کسی مقررہ رقبے پر یہ رجحان تمام اقسام کی زرعی پیداوار کے بارے میں ظاہر ہوتا ہے۔ فنون کی ترقیات سے اس رجحان کو ایک حد تک زائل کرنا ممکن ہے۔ لیکن ہر ربع صدی کے ختم پر تعداد کے مسلسل دوگونہ ہو جانے میں غذا کی رسد

باب ۵۳
آبادی اور
محنت کی رسد

حاصل کرنے کی روز افزوں دقت انجام کار مزاحمت پیدا کرے گی۔

اس طرح اضافۂ آبادی کے رجحان کو زائل کرنا ضروری ہے؛ اور اس کا زائل کرنا ان
280 دو طریقوں سے ممکن ہے، جن کا نام مالتھس نے ایجابی و انسدادی مانعات[ل] رکھا ہے۔ مالتھس کا مطلب ایجابی مانع سے ایسی روک ہے جو پیدا شدہ اور موجودہ آبادی کو کم کر دے، مثلاً فاقہ، امراض، جنگ اور تمام قسم کے مصائب۔ انسدادی مانع سے اس کا مطلب ایسی روک ہے جو آبادی کو وجود میں آنے سے باز رکھے۔ پہلی قسم کی مزاحمت اعلیٰ شرح اموات کے ذریعے سے عمل کرتی ہے اور دوسری ادنیٰ شرح ولادت کے ذریعے سے عمل پیرا ہوتی ہے؛ دوسرے الفاظ میں پہلی روک اموات کی زیادتی سے اور دوسری تولید کی تحدید سے۔

یہ کہنے میں موضوع سے بہت زیادہ تجاوز نہ ہوگا کہ جس حد تک ایک قسم یا دوسری قسم کا مانع غالب رہے گا وہی تہذیب و تمدن کی ترقی کا معیار ہوگا لیکن سوال یقیناً اثبات یا نفی کا نہیں ہے بلکہ کم و بیش کا ہے۔ نوع انسانی تولید کا اختیار بہ مشکل انتہائی حد تک صرف کرتی ہے۔ ولادتوں کی تحدید معاشرے کے ہر اس طبقے میں ظاہر ہوتی ہے جس نے ادنیٰ ترین طبقے سے آگے کچھ بھی ترقی کی ہو جوں جوں تہذیب و تمدن میں ترقی ہوتی جاتی ہے عاقبت اندیشی اور پیش بینی سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ تمام قوموں میں ایجابی مانع کا بھی ایک حد تک عمل ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی خوش حال طبقے کے مختصر گروہ کے بقیہ سب طبقات میں ولادتوں کی تعداد زندہ بچ جانے والے بچوں کے بالمقابل زیادہ ہوتی ہے۔ تعداد میں کمی اس شرح اموات سے واقع ہوتی ہے جو ضرورت سے زیادہ اعلیٰ ہوتی ہے؛ یعنی شرح اموات سے مطلب وہ شرح جو کبر سنی اور لاعلاج امراض کی اقل حد سے اوپر ہو۔ ولادتوں کی تحدید جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی تہذیب و تمدن کا معیار بلند تر ہوگا؛ اور اموات کی زیادتی جتنی بڑھی ہوئی ہوگی اتنا ہی تہذیب کا معیار کم ہوگا۔

۳۔ ان عام اصول کو ذہن میں رکھ کر ولادتوں اور اموات کی ان شرحوں پر ایک نظر ڈالنی چاہیے جو خود ہمارے زمانے میں بڑے بڑے ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ مندرجۂ ذیل جدول میں ولادتوں کی بیشترین شرحیں اور اموات کی اقل ترین شرحیں فوری مقابلے کے لیے پہلے دی گئی ہیں؛ اس کے بعد ان شرحوں کے اعداد درج کئے گئے ہیں جو بعض منتخب ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ آبادی کے دوگونہ ہو جانے کا زمانہ، مطلب سالوں کی وہ تعداد ہے جس میں آبادی دوگنی ہو جائے گی اگر ولادتوں کی موجودہ زیادتی استقلال کے ساتھ قائم رہے۔

شرح ولادت کے وسیع فرق قابل ملاحظہ ہیں۔ رومانیا، ہنگری اور سکسنی کی شرحیں ہماری مفروضہ شرحوں سے بہت زیادہ کم نہیں ہیں۔ دیگر ممالک کی شرحیں بہت نمایاں طور پر ادنیٰ ہیں۔ فرانس کی ولادتوں کی شرحیں سب سے ادنیٰ ہیں یعنی رومانیا اور

ل۔ Position Checks & Preventive checks

باب ۳ آبادی اور محنت کی رسد 231

ہنگری کے مقابلہ میں اس کی شرح ولادت تقریباً نصف ہے۔ رومانیا اور ہنگری میں شرح اموات تقریباً ۳۰ فی ہزار یا اقل ترین شرح سے دو چند ہے

اموات اور ولادتوں کی شرحیں

سالانہ اوسط فی ہزار آبادی سنہ ۱۸۹۱ء تا سنہ ۱۹۰۰ء کے لیے

	ولادتیں	اموات	ولادتوں کی زیادتی	دوچند ہونے کی مدت
بیشترین و اقل ترین حد	۴۵ (بیشترین)	۱۵ (اقل ترین)	۳۰ (بیشترین)	۲۳
رومانیا	۴۰،۷	۲۹،۳	۱۱،۴	۶۱
ہنگری	۴۰،۶	۲۹،۹	۱۰،۷	۶۵
سیکسنی	۳۹،۵	۲۴،۰	۱۵،۵	۴۵
بیوریا	۳۶،۵	۲۵،۴	۱۱،۱	۶۲
اٹلی	۳۴،۹	۲۴،۲	۱۰،۷	۶۵
انگلستان اور ویلس	۲۹،۹	۱۸،۲	۱۱،۷	۵۹
سویڈن	۲۷،۲	۱۶،۱	۱۱،۱	۶۲
فرانس	۲۲،۲	۲۱،۵	۰،۷	۹۹۰

جدول کے آخری حصے میں اموات کے اعداد گھٹ کر بہت زیادہ معتدل شرح پر آگئے ہیں، یعنی فرانس میں ۲۰ فی ہزار سے کچھ اوپر، اور انگلستان اور سویڈن کے اعداد ان اعداد سے بھی نمایاں طور سے کم ہیں۔

فی الجملہ اعلیٰ شرح ولادت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ شرح اموات بھی پائی جاتی ہے۔ یہ حالت ان تمام ممالک میں پائی جاتی ہے جو جدول کے بالائی حصے میں درج ہیں، مثلاً رومانیا، ہنگری، سیکسنی، بیوریا، اٹلی۔ اعلیٰ شرح ولادت کے بالمقابل اعلیٰ شرح اموات کی موجودگی کے معنی یہ ہیں کہ

باب ۵

آبادی اور محنت کی رسد

مالتھس کے تنبیہات اور پیشین گوئیوں کا اطلاق ممکن ہے۔ یہ وہ ممالک ہیں جن میں اشیائے خورد و نوش پر آبادی کا دباؤ پڑ رہا ہے۔ ممکنہ ذرایع معاش کے مقابلے میں آبادی بہت زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے؛ اور ایجابی مانعات کا عمل جاری ہے، لیکن انتہائی شکل میں نہیں ہے؛ اور نہ شرح ولادت بیشترین ہے۔ البتہ ولادتوں کی تحدید ایک حد تک ہوتی ہے۔ لیکن جتنے بچے زندہ رہ سکتے اور جوان ہو سکتے ہیں ان سے زیادہ تعداد میں ولادتیں ہوتی ہیں اور جتنے نوجوان بڑھ کر پُرامن کبر سنی تک پہنچ سکتے ہیں ان سے زیادہ لوگ جوان ہوتے ہیں۔ آبادیوں کو غذا، لباس اور مکان ناقص حالت میں میسر آ سکتے ہیں؛ سرد موسم میں ان کا تحفظ پورا نہیں ہوتا اور امراض میں تیمارداری بہت خراب ہوتی ہے۔ ہنگری اور رومانیا کی حالت بدترین ہے؛ سکسنی، بیوریا اور اٹلی کی حالت خراب ہے۔ ان سب ملکوں میں مجموعی آبادی کی حالت کی مستقل اصلاح کی ناگزیر شرط شرح ولادت کی تقلیل ہے تاکہ اس سے ذرایع معاش پر آبادی کا دباؤ گھٹ جائے۔ 232

ایسے ملکوں میں شرح اموات سب سے زیادہ ہمیشہ نوجوانوں میں ہوتی ہے۔ بہترین حالات کے تحت زمانۂ طفلی وہ زمانہ ہوتا ہے جس میں طبعی بیماریوں کے قبول کرنے کی بہت صلاحیت ہوتی ہے۔ ایسے ممالک میں بھی جہاں شرح اموات بہت کم ہوتی ہے، مثلاً ناروے اور سویڈن جیسے ممالک میں اور آسٹریلیا کی بعض ریاستوں میں، دس فی صدی بچے اپنی عمر کا پہلا سال ختم کرنے سے پیشتر نذر اجل ہو جاتے ہیں۔ انگلستان، فرانس، ماساچوسیٹس اور نیو یارک میں بچے دس اور پندرہ فیصد کے مابین مر جاتے ہیں۔ آسٹریا اور ہنگری میں بیس فیصد بلکہ اس سے زیادہ بچے ایک سال کی عمر سے قبل فوت ہو جاتے ہیں۔ روس میں اس کا اوسط ۲۵ فیصد ہے۔ بعض ایسی انتہائی صورتیں ہیں جن میں بچوں کی ایک ثلث تعداد بھی فوت ہو گئی ہے؛ پھر پانچ برس سے کم عمر کے بچوں کی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہزار نومولودوں میں سے حسب ذیل تعداد پانچ سال کی عمر کو پہنچنے سے قبل

باب ۵ آبادی اور نشان کی رسد

مرگئی دشت ۱

بیوریا میں	۳۹۳
آسٹریلیا میں	۳۸۹
اٹلی میں	۳۷۸
فرانس میں	۲۵۱
انگلستان اور ویلس میں	۲۴۹
سویڈن میں	۲۲۲

ان ممالک میں جن میں شرح ولادت اعلیٰ ہے، شرح اموات جیسی کچھ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے اس کے معنی محض یہ ہیں کہ ایسے بچے پیدا ہوتے ہیں جو دنیا میں زیادہ نہیں جی سکتے۔ اس کے معنی پُر مصائب زندگی ہیں جس میں خوشگوار نتائج کا کوئی موقع نہیں ہوتا۔ جو بچے زندہ رہ جاتے اور شباب کو پہنچتے ہیں ان کو ادنیٰ اُجرت اور زندگی کے سخت حالات کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی شادی اوائل عمری میں ہو جاتی ہے اور وہ آزادی کے ساتھ بچے پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح مصائب کا لامتناہی سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔

اب دیگر ممالک کی حالت پر غور کیجئے۔ سب سے اول یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرح اضافہ یعنی اموات پر ولادتوں کی زیادتی، انگلستان اور سویڈن میں اسی قدر اعلیٰ ہے جس قدر دیگر ممالک میں پائی جاتی ہے۔ لیکن سویڈن اور انگلستان میں ولادت اور وفات دونوں کی شرحیں ادنیٰ ہیں۔ گو ہنگیری اور

۱ ۔ اس قسم کے اعداد نامیاتی اجسام کے اعداد و شمار سے متعلق ہر کتاب میں ملیں گے چنانچہ یہاں جو اعداد درج کئے گئے ہیں وہ Newsholme's: Vital statistics صفحہ ۲۰۳ میں، بیلی کی کتاب Modern Social Conditions صفحہ ۲۲۴ میں اور Massachursetts Registration Reports میں ملیں گے۔ اضافی تبصرے کے لیے اور ریاستہائے متحدہ کے اعداد کے لیے دیکھو E. B. Phelps in Publications American Statistical Association December 1910.

باب
آبادی اور محنت کی رسد
233

بیویریا میں ولادت کی شرحیں اعلیٰ ہیں، پھر بھی ان کی آبادی حقیقت میں تیزی کے ساتھ نہیں بڑھ رہی ہے۔ آبادی، بڑھنے کی سعی کر رہی ہے، لیکن قطعی مانعات کی بنا پر اس کی تعداد گھٹ رہی ہے۔ انگلستان اور سویڈن میں لوگ اس قدر تیزی سے بڑھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں، شرح ولادت ادنیٰ ہے، اور انسدادی مانعات کا دور دورہ بڑی حد تک ہے۔ بدیہی طور سے انگلستان اور سویڈن بدرجہا زیادہ خوش حال اور قابل تدارک مصائب سے بڑی حد تک بچے ہوئے ہیں۔ اگر اُن کی ولادتوں کی شرحیں دیگر ممالک کے مقابلے میں بڑھ جائیں تو، اُن کی اموات کی شرحیں بھی تقریباً یقینی طور سے اس کے بالمقابل بڑھ جائیں گی۔ آبادی میں بہت زیادہ سریع اضافہ تو نہ ہوگا، بلکہ محض ایک مختلف اور مصیبت انگیز عمل کے ذریعے سے اضافہ ہونا موقوف ہو جائے گا۔

یہ واقعہ کہ ان خوش حال ملکوں میں آبادی کچھ سرعت کے ساتھ بڑھتی ہے اور اس کے باوجود وہاں اموات کی شرح اعلیٰ نہیں ہے؛ اس کی توجیہ مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے۔ سویڈن میں اس کا باعث زیادہ تر خارجی توطن ہے۔ اس قسم کے اعداد سے لازمی طور سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مختلف ممالک میں آبادی کس قدر بڑھی۔ ان سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اندرون ملک اضافہ ہوتا تو اس سے کس قدر زیادتی رونما ہوتی۔ آبادی کی تعداد پر جو آخری اثر پڑتا ہے اس کا انحصار آبادی کی برآمد اور درآمد پر یعنی توطن خارجی و داخلی پر بھی ہوتا ہے۔ زمانۂ زیر بحث میں سویڈن سے جو لوگ باہر گئے ان کی تعداد وہاں کی مجموعی آبادی کے مقابلے میں نسبتہً زیادہ رہی۔ اس سے قطع نظر کرتے ہوئے یا تو شرح اموات زیادہ ہوتی یا شرح ولادت ادنیٰ ہوتی؛ اس لیے کہ سویڈن ایسا ملک نہیں ہے جس میں ذرائع معاش کی توسیع کے ایسے امکانات موجود ہوں کہ ان کی بنا پر ملک کی آبادی اس طرح بڑھ سکے جس طرح کہ وہ محض قدرتی اضافے سے بڑھتی۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ بعض دیگر ممالک کی آبادی کی کثرت میں بھی توطن خارجی کی بنا پر کمی رونما ہوئی۔ یہ بات اٹلی کے بارے میں خاص طور سے صادق آتی ہے۔ اگر کثیر تعداد میں لوگ توطن خارجی اختیار نہ کرتے تو اٹلی کی شرح اموات بھی مندرجۂ جدول

باب ۳۵
آبادی اور
محنت کی رسد

حالت کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ ہوتی؛ یا نہیں تو اس کی شرح ولادت بہت قلیل ہوتی۔

انگلستان کی آبادی کو بھی تو طن کے ذریعے سے باہر نکلنے کا کچھ موقع ملا۔ لیکن جس عشرے کے اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں اس میں یہ عمل بڑے پیمانہ پر نہیں ہوا۔ عام طور سے اموات پر اس کی ولادتوں کی زیادتی کے معنی یہ رہے ہیں کہ ملک کی آبادی میں حقیقی اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ اضافۂ آبادی کی وجہ یہ رہی ہے کہ انگلستان کی توسیع معاش کی قوتیں اضافۂ آبادی کا ساتھ دیتی رہیں۔ اگر محض انگلستان کی سرزمین سے پیدا کی ہوئی اشیائے خام پر وہاں کی آبادی کی مایحتاج حیات کا انحصار ہوتا تو، یہ اضافہ ناممکن ہوتا۔ لیکن انگلستان ایک بہت بڑا صناع ملک ہے، اور اپنے طیار کردہ مصنوعات کی برآمد کے مبادلے میں مطلوبہ غذا اور اشیائے خام حاصل کرتا ہے اور مصنوعات قانون تقلیل حاصل کے تابع نہیں 234
رہیں کہ ان کی طیاری میں کوئی مزاحمت رونما ہو۔ چنانچہ انیسویں صدی میں اس قسم کا مبادلہ انگلستان کی دولت اور آبادی کی ترقی کی اساس رہا ہے۔

جب تک اس مبادلے کا سلسلہ قائم رہے گا اور اس کی بنا پر اضافۂ آبادی ہوتا رہے گا انگلستان اعلیٰ شرح ولادت کے ساتھ ساتھ ادنیٰ شرح اموات کو قائم رکھ سکتا ہے۔ جب اس قسم کی ترقی کی رفتار سست پڑ جائے گی، یعنی جب مصنوعات کو برآمد کرکے اشیائے خورد ونوش کو روز افزوں زیادہ مقدار میں خریدنا زیادہ دقت طلب ہو جائے گا تو، یہ ضروری ہوگا کہ یا تو انگلستان کی شرح ولادت کم ہو جائے یا شرح اموات بڑھ جائے۔ لیکن پہلا بدل تقریباً یقینی طور سے مرجح خیال کیا جائے گا؛ اور حقیقت یہ ہے کہ شرح ولادت میں خفیف سی کمی رونما ہو چکی ہے۔ جیسا کہ متعاقب پوری طرح معلوم ہو جائے گا، یہی وہ طریق ہے جس پر عمل کرکے تمام ترقی یافتہ ممالک کی آبادیوں میں سخت دباؤ کے حالات کے مطابق اپنے آپ کو منظم کرنے کا قرینہ پایا جاتا ہے۔

فرانس قدیم زمانے سے ایسا ملک رہا ہے جہاں انسدادی مانعات عمل

باب ۵۳ — آبادی اور محنت کی رسد

کرتے رہے ہیں۔ اس کی آبادی کئی عشروں سے بالکل ایک حالت پر قائم رہی ہے، یا غالباً وہ فطری اضافے کے ذریعے سے بڑھنے سے قاصر رہی ہے مجموعی آبادی میں جو کچھ خفیف سا اضافہ رونما ہوا ہے اس کا باعث توطن داخلی ہے۔ فرانس میں شرح اموات اس قدر کم نہیں ہے جس قدر کہ اس کو ہونا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی مقابلتہً اعلیٰ شرح اموات کی توجیہ محض اس واقعے کی بنا پر کی جاسکتی ہے کہ اس کی آبادی کچھ مدت سے ایک حالت پر ساکن رہی ہے۔ چنانچہ اس کی بنا پر عمر کی تقسیم رونما ہوتی ہے جس میں بوڑھوں کی متناسب تعداد بہت زیادہ ہے اور اموات بوڑھوں ہی میں زیادہ واقع ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ فرانس گو بہت بڑا اور مرفہ الحال ملک ہے تاہم اس میں دیگر ممالک کے مثل صنعتی و زراعتی آبادی کے طبقات ہیں جن میں زندگی کے حالات سخت اور دشوار ہیں اور اموات کا باعث زیادہ تر ایسے اسباب ہیں جن کا تدارک ہو سکتا ہے۔ بایں ہمہ اس کی شرح ولادت بحیثیت مجموعی کم ہے، اور اس کی آبادی کا ذرایع معاش پر کوئی بڑا دباؤ نہیں ہے خاصکر دیہاتی علاقوں میں فرانس کی آبادی بہت زیادہ کفایت شعار، بردبار اور محتاط و دور اندیش ہے؛ یہ حالت ہر اعتبار سے بالکلیہ اطمینان بخش نہیں ہے؛ لیکن آبادی اٹلی، ہنگری، یا سیکسنی کے مقابلے میں بہت زیادہ مرفہ الحال اور سکھ چین کی زندگی بسر کرتی ہے۔

جہاں تک ریاستہائے متحدہ امریکہ کا بحیثیت مجموعی تعلق ہے وہاں تک، ولادتوں اور اموات کے اعداد دستیاب نہیں ہوتے۔ مردم شماری کرنے والے
235 حکام سنہ ۱۸۹۰ء تا سنہ ۱۸۹۹ء میں اس ملک کی شرح ولادت ۱ د ۳۵ فی ہزار اور شرح اموات ۷ د ۱۷ فی ہزار بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں اعداد کے متعلق شبہ سا ہوتا ہے۔ شرح اموات، مردم شماری کے غیر مکتفی اعداد کی بنیاد پر بیان کی گئی ہے اور شرح ولادت کا مدار پیچیدہ حساب پر ہے جس میں غیر یقینی شرح اموات بھی شامل ہے۔ یہ توقع ہو سکتی ہے کہ ریاستہائے متحدہ جیسے ملک میں، جس میں معاشی ترقیات کی سہولتیں نہایت اعلیٰ ہیں، شرح ولادت بھی نہایت اعلیٰ ہوگی؛ اور دوسری طرف عام مرفہ الحالی اور آسانیوں پر

باب ۵۳ آبادی اور محنت کی رسد

نظر کرتے یہ خیال ہوتا ہے کہ وہاں شرح اموات بھی مقابلتہً کم ہی ہوگی۔ لیکن ریاستہائے متحدہ امریکہ جس ملک کا نام ہے اس میں ہر جگہ یکساں حالات نہیں پائے جاتے؛ چنانچہ اس کی انسانی آبادی کے متعلق اعداد و شمار کا کوئی عام اوسط بھی نکالا جائے، خواہ وہ صحیح اعداد ہی پر کیوں مبنی نہ ہو، تو اس کی قدر و وقعت غیر یقینی سی ہوگی۔ مثلاً کالے لوگوں میں شرح ولادت خاصکر جنوبی علاقوں میں زیادہ ہے؛ یہاں کی شرح اموات بھی اعلیٰ ہے۔ کالے باشندوں کی آبادی کی حالت رومانیا اور ہنگیری کے حالات کے مشابہ ہے۔ جنوبی حصوں کی گوری آبادی میں بھی شرح ولادت اعلیٰ ہے؛ اور شرح اموات مقابلتہً زیادہ ہے، اگرچہ اس قدر زیادہ نہیں ہے جس قدر کہ حبشیوں کی۔ ملک کے وسطی اور مغربی علاقوں میں شرح ولادت تو غالباً مقابلتہً اعلیٰ ہے، لیکن شرح اموات کم ہے۔ مشرقی ریاستوں میں اور خاصکر نیو انگلینڈ میں شرح ولادت مقابلتہً ادنیٰ ہے۔ مثلاً ماساچوسٹس میں، اور یہی وہ واحد ریاست ہے جہاں صحیح شرحیں مسلسل درج کی جاتی رہی ہیں، شرح ولادت کچھ عشروں سے ۲۵ فی ہزار سے بہت زیادہ نہیں رہی ہے۔ اسی ریاست میں شرح اموات ادنیٰ رہی ہے؛ یعنی ۱۷ تا ۱۹ فی ہزار[1]۔ لیکن یہاں بھی آبادی یکساں نہیں ہے

[1] ماساچوسٹس میں ولادت اور اموات کی شرحیں حسب ذیل رہی ہیں اور سب اعداد پنجسالہ مدت کے لیے مرتب کئے گئے ہیں۔

	ولادتیں	اموات
پنجسالہ دور مختتم بہ سنہ ۱۸۸۰ء	۲۴،۲	۱۸،۸
پنجسالہ دور مختتم بہ سنہ ۱۸۸۵ء	۲۵،۰	۱۹،۸
پنجسالہ دور مختتم بہ سنہ ۱۸۹۰ء	۲۵،۸	۱۹،۴
پنجسالہ دور مختتم بہ سنہ ۱۸۹۵ء	۲۷،۶	۱۹،۸
پنجسالہ دور مختتم بہ سنہ ۱۹۰۰ء	۲۷،۰	۱۸،۰
پنجسالہ دور مختتم بہ سنہ ۱۹۰۵ء	۲۴،۲	۱۶،۴

باب ۳

آبادی اور محنت کی رسد

اور اعداد تشریح طلب ہیں۔ ماساچوسیٹس میں باہر سے آکر بسنے والوں کا سلسلہ استقلال کے ساتھ قائم ہے؛ اس لیے اس کی آبادی میں ایسے لوگوں کی غیر معمولی طور سے کثیر تعداد شامل ہے جو نوجوان ہیں، اور یہی واقعہ ایک حد تک ادنیٰ شرح اموات کی توجیہ کرتا ہے، دوسری طرف ملک کے اندر اور باہر پیدا شدہ
236 لوگوں میں بین فرق ہے۔ باہر پیدا شدہ لوگوں میں شرح ولادت نسبتۃً بہت اعلیٰ ہے؛ اس کے برخلاف ملک میں پیدا شدہ باشندوں کی شرح بہت ادنیٰ ہے؛ اس عجیب و غریب واقعے کی مزید توجیہ متعاقب کی جائے گی۔ ریاستہائے متحدہ کے مختلف علاقوں میں جو فرق و اختلافات پائے جاتے ہیں وہ اتنے ہی بڑے ہیں جتنے کہ یورپ کی مختلف ریاستوں کے مابین۔

۴۔ اعلیٰ شرح ولادت، اعلیٰ شرح اموات، پست صنعتی حالات، ادنیٰ اجرتیں ان سب معاملات میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ لیکن ان میں سبب کونسا ہے اور نتیجہ کونسا ہے؟ مالتھس کا غیر مشروط خیال یہ ہے کہ آبادی کا دباؤ جو اعلیٰ شرح ولادت سے ظاہر ہو، سبب ہے، جس سے تمام خرابیاں رونما ہوتی ہیں؛ اور یہ کہ اصلاح کا واحد طریقہ شرح ولادت کی تخفیف ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ صورت حال اتنی سیدھی سادی نہیں ہے۔

اعلیٰ شرح ولادت اور مصائب بڑی حد تک ایک دوسرے پر اثر ڈالنے والے اسباب ہیں۔ اعلیٰ شرح ولادت کے معنی قدیم ملک میں مصائب کے ہیں، اور مصائب بالعموم شرح ولادت کو بڑھا دیتے ہیں۔ جب کوئی قوم مفلس ہو اور اس کو افلاس سے نجات حاصل کرنے کی کوئی صورت نہ دکھائی دے تو اس کے اخلاق کے بگڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ناعاقبت اندیشانہ تعدد واقع ہوتا ہے اس لیے کہ مستقبل کے متعلق ہر صورت میں کوئی امید نہیں ہوتی۔ یہی تعدد خود امید کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ موجودہ زمانے میں ایک دوسرے پر اثر ڈالنے والے اسباب کا اس قسم کا مہلک دور بالعموم صنعتی اضلاع میں ظاہر ہوتا ہے جہاں عورتیں اور بچے کثرت سے برسرکار ہوتے ہیں؛ مثلاً جیسے سیکسنی کے پارچہ بافی کے اضلاع میں جس کا مرکز کیمنٹز ہے۔ یہاں عورتیں اور بچے کارخانوں میں

باب ۳ ؎

آبادی اور محنت کی رسد

اپنی خدمات اس لیے پیش کرتے ہیں کہ آبادی کثیر ہے اور اجرت ادنیٰ ہے۔ دوسری جانب ملازمت حاصل کرنے کی توقع خود تعداد کو ترقی دیتی ہے؛ اس لیے کہ خاندان کی آمدنی میں ماں اور بچوں کی کمائی سے اضافہ ہو جاتا ہے۔ جہاں اس قسم کے حالات قائم ہو گئے ہوں وہاں، ان سے نجات حاصل کرنا اور بہتر راستہ ڈھونڈنا مشکل ہے۔ اخلاق کی تخریب اور مصائب کے اسباب گوناگوں ہو جاتے ہیں۔ خود ایسے ملکوں میں بھی جہاں عام حالات اچھے ہوں، عام طور سے ایک ادنیٰ طبقہ ایسا ہوتا ہے جس میں شرح ولادت اور شرح اموات اعلیٰ ہوتی ہے۔ روزگار پر دباؤ پڑتا ہے، اجرتیں ادنیٰ ہوتی ہیں؛ یہ سب ایک دوسرے سے متعلق و متصل مظاہر ہیں، تاہم ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا یقینی سبب نہیں ہے۔

بایں ہمہ یہ ظاہر ہے کہ اضافۂ آبادی کی روک ہی اصلاح و ترقی کی واحد اساسی شرط ہے۔ اس طریقے سے بیان کیا جائے تو، مالتھس کا اصول ناقابل تردید ہے۔ آبادی کی تحدید اعلیٰ اجرت کا سبب نہیں ہے؛ بلکہ وہ اعلیٰ اجرت کے قیام کی شرط ہے۔ 237

اعلیٰ اجرت کا مدار بنیادی طور سے صنعت کی اعلیٰ پیدا آوری پر ہے۔ نئے ممالک میں جہاں اضافۂ آبادی کو محدود قدرتی ذرائع کا سامنا نہیں ہوتا اور جہاں اصل بھی تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے، مزدوروں کی تعداد میں سخت حالات زندگی کا مقابلہ کیے بغیر تیزی کے ساتھ اضافہ ہونا ممکن ہے۔ لیکن ان ممالک میں جو اچھی طرح آباد ہو چکے ہوں، زمین کے تقلیل حاصل کی اساسی تحدید ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ تاوقتیکہ انسدادی مانعات کسی حد تک عمل نہ کریں عام اصلاح و ترقی کی جانب کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔

لیکن محض انسدادی مانع پر عمل پیرا ہونے سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ محض اسی صورت میں جبکہ دیگر حالات جو خوش حالی کے لیے ضروری ہیں موجود ہوں؛ یعنی فنون کی اصلاح و ترقی، اصل کی افزونی، صنعت کی کثیر پیدا آوری وغیرہ، تو عام قومی آمدنی اور اجرت میں اس قومی

باب ۵
آبادی اور محنت کی رسد

مدنی کا جزو ہونے کی حیثیت سے اضافے کا میلان ظاہر ہوگا۔ اس صورت میں
فند دیر جو بندش قائم ہوگی، اگرچہ وہ فی نفسہ اضافے کا سبب نہ ہوگی، اضافے کو
ائم رکھنے میں مدد دے گی۔ یہ یقینی ہے کہ اگر آبادی اپنی بیشترین شرح سے
کم و بیش اس بیشترین شرح سے بڑھے تو، اعلیٰ شرح ولادت کا نتیجہ نہ صرف
لیٰ شرح اموات ہوگا؛ بلکہ شرح اجرت کی کمی بھی ہوگا۔ لیکن اگر ایسی قوتیں عمل
رہی ہوں جو صنعت کی پیدآوری کو بڑھا دیں تو، ادنیٰ شرح ولادت کی بدولت
یادہ موافق حالات پیدا ہوتے اور قائم رہنے میں مدد ملے گی۔

۵۔ عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ معیار زندگی ہی اجرت کو متعین کرنے
الا اساسی سبب ہے۔ ایک لحاظ سے اس کو اساسی سبب کہا جا سکتا ہے۔
ہم اس کا عمل براہ راست نہیں ہوتا، بلکہ تعداد پر اس کا جو اثر پڑتا ہے
ں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ اعلیٰ معیار زندگی فی نفسہ اجرت میں اضافہ
یں کرتا۔ ممکن ہے کہ وہ ولادت کی شرح کو کم رکھے یا کم رکھنے میں مدد دے
ور اس طرح ان حالات میں سے ایک حالت پیدا کرے جن پر اعلیٰ اجرت کا
ام طور سے انحصار ہوتا ہے۔ لیکن تاوقتیکہ دیگر حالات موجود نہ ہوں یعنی
ردوروں کی مانگ زیادہ نہ ہو جو صنعت کی روزافزوں پیدآوری کی وجہ سے
نجام کار رونما ہوتی ہے، اعلیٰ معیار زندگی سے کوئی اہم نتیجہ رونما نہیں ہوتا۔

اس موضوع کے بارے میں عجیب و غریب مغالطے ہیں۔ اوپر کے
بقے کے مزدوروں، یعنی کاریگروں وغیرہ میں، یہ خیال عام طور سے پایا جاتا ہے کہ
288 زاں طرز بود و باش ان کے لیے مضر ہے اور شاہ خرچ ہونا مفید ہے۔
ہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر وہ کفایت شعاری سے کام لیں، مثلاً ارزاں غذا
ستعال کریں تو، وہ بہ کار آمد نہ رہیں گے اور ان کی اجرت میں کمی ہوجائے گی؛
ں کے برخلاف اگر وہ خوش حالی کے ساتھ بسر کریں تو ان کی اعلیٰ اجرت
ئم رہے گی۔ اسی وجہ سے ایسے اشخاص کے متعلق جو یہ تجویز پیش کرتے
ں کہ اشیائے خورد و نوش کو پکانے اور استعمال کرنے کے طریقوں میں
ایت برتی جائے یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ان کی اجرت کو کم کرنے کی

باب ۳۵
آبادی اور محنت کی رسد

سازش میں پوشیدہ طور سے ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ خام خیالی اور غیر معقول بات اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ اگر آمدنی سے حتیٰ الامکان زیادہ سے زیادہ تمتع حاصل کرنے کا طریق اختیار کیا جائے، یعنی مصارف کی تنظیم اس طرح عمل میں لائی جائے کہ مصارف کی ہر اکائی سے بیشترین افادہ حاصل ہو تو اس سے ان قوتوں کا زور بڑھ جاتا ہے جن پر خوش حالی کی اساس قائم ہے۔ مزدوروں کی آمدنی کا انحصار کسی طرح بھی براہ راست ان کے مصارف پر یا ان اخراجات کے معیار پر نہیں ہوتا۔ اس کا انحصار ان کی تعداد پر بحیثیت ایک عامل کے ہوتا ہے۔ اس مبحث کے بارے میں خود مزدوروں کے خیالات جس قدر غلط اور پیچیدہ ہیں اس سے کچھ کم بعض علمائے معاشیات کے خیالات نہیں ہیں۔ وہ بھی اسی مغالطے میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ انھوں نے معیار زندگی پر اس طرح سے بحث کی ہے کہ گویا وہ راست اثر ڈالنے والا عامل ہے؛ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ محض بالواسطہ اثر انداز ہوتا ہے۔

یہ اصول، معاشیات کے دیگر متعدد مسائل کی طرح جو اساسی طور سے صحیح ہیں، چند شرائط کے تابع یا ان کا محتاج ہے۔ گو اعلیٰ معیار زندگی اُجرت پر زیادہ تر اپنے اس اثر کے ذریعے سے اثر انداز ہوتی ہے جو وہ تعداد پر ڈالتی ہے، لیکن معاملے کے طے پانے کے عمل پر بھی اس کا کچھ اثر پڑتا ہے۔ مزدوروں کی اُجرت کے تصفیے میں پہلا قدم آجر کے ساتھ معاہدہ ہے۔ ہر قسم کے عاملین اس معاہدے پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ یعنی نہ صرف مزدوروں کے نظامات جن پر عنقریب بحث کی جائے گی[1] بلکہ "معقول اُجرت" اور "کفافی اُجرت" کے بارے میں قائم شدہ روایات بھی۔ یہ اصطلاحیں مبہم اور اکثر تشریح طلب ہوتی ہیں۔ کونسی اُجرت منصفانہ ہے اور کونسی محض زندگی بسر کرنے کے لائق ہے اس کے متعلق لوگوں کے خیالات محض ان شرحوں کی بنا پر بالعموم متعین ہوتے ہیں جن کے وہ خوگر ہوں۔ لیکن خوگر ہونے کا واقعہ معاملہ طے کرنے کے عناصر میں سے ایک شمار ہوتا ہے۔

[1] دیکھو باب ۳۸۔

باب۵ آبادی اور محنت کی رسد

ر معیار زندگی مقررہ ہو تو اس کے باعث مزدور سختی کے ساتھ اس چیز کی
نگ پر قائم رہیں گے جس کو وہ مناسب اُجرت خیال کرتے ہوں۔ اس طرح
ینا زعہ فیہ حدود میں آجر و اجیر کی کھینچ تان اور کشمکش کے تابع اعلیٰ معیار زندگی
یجے پر براہ راست اثر ڈال سکتا ہے۔

239 گو اعلیٰ معیار زندگی اپنے آپ کو ادنیٰ شرح ولادت کی شکل میں ظاہر کرنے
ے باوجود بمشکل تمام اپنے آپ کو ایسی آبادی میں قائم کرتا ہے جو افلاس میں
وبی ہوئی ہو، پھر بھی معیار کو بلند کرنا اس قدر دشوار نہیں ہے جس قدر اکثر
دیم مصنفین خیال کرتے تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ حقیقی ترقی صرف کسی ایسی قسم کے
ری ارتفاع کے ذریعے سے رونما ہو سکتی ہے جو نئے عادات کے قائم ہونے کا
قت دے۔ اس نقطۂ نظر سے صورت حالات بہت کم امید افزا تھی۔ اس لیے کہ
دی اور معاشری حالات میں فوری تبدیلی کرنا جس قدر مشکل ہے اس قدر کوئی
ور شے نہیں ہے۔ خوش قسمتی سے یہ طرز خیال حالیہ تاریخ کی رفتار سے بے بنیاد
ابت ہوا ہے۔ چنانچہ حالیہ چند نسلوں میں خصوصاً زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں
رفہ الحالی میں تدریجی اور آہستہ آہستہ ترقی رونما ہوئی ہے اور شرح ولادت
یں بھی تدریجی کمی نمودار ہوئی ہے۔ تمام بڑے بڑے ملکوں میں شرح ولادت
دریجی کمی کی جانب مائل معلوم ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ شرح اموات
یں بھی اس سے زیادہ کمی واقع ہو رہی ہے۔ یہ تبدیلی خوش حال طبقے میں بالکل
مایاں ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا لیکن مزدوروں کے بالائی طبقے
یں بھی وہ رونما ہو چلی ہے، گو ان کے زیریں طبقے میں اس کے اثرات بہت زیادہ
بہم پائے جاتے ہیں۔ غرض ہر طبقے اور ہر ملک میں اس کے اثرات بتدریج
ونما ہو رہے ہیں۔ یہ تبدیلی نہ صرف بڑھنے والی خوش حالی کا سبب ہے بلکہ
س کا نتیجہ بھی ہے۔ اور اسی طرح اعلیٰ معیار زندگی کا سبب اور نتیجہ بھی ہے۔
ر و زمانہ کے ساتھ توقع بندھتی ہے کہ اس سے روز افزوں زیادہ اہم نتائج
ترتب ہوتے جائیں گے۔

۶۔ انیسویں صدی کے وسط سے تمام تہذیب یافتہ ممالک میں

باب ۳

آبادی اور محنت کی رسد

شرح ولادت کمی کی جانب مائل معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ انگلستان میں ۱۸۵۱ء تا ۱۸۶۰ء میں یہ ۳۵ فی ہزار تھی، اور ۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۵ء میں ۲۷ فی ہزار رہ گئی۔ فرانس میں اسی زمانے میں وہ ۲۶ فی ہزار سے گھٹ کر ۲۲ فی ہزار ہوگئی جرمنی میں اس کی کمی بہت کم نمایاں رہی، لیکن بایں ہمہ یقینی طور سے رونما ہوئی، یعنی ۳۶ یا ۳۷ فی ہزار سے گھٹ کر ۳۳ یا ۳۴ فی ہزار ہوگئی۔ اس امر کا ثبوت موجود ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بھی انیسویں صدی کے اثنا میں اسی کے مماثل تبدیلی نمودار ہوئی[1]۔ دوسرے الفاظ میں ان سب ملکوں میں اس چیز کا اطلاق ہوتا رہا ہے جس کو مالتھس نے انسدادی مانعات سے موسوم کیا تھا۔ لیکن یہ تبدیلی اس عمل سے مختلف طریقے سے واقع ہوئی جس کی مالتھس نے سفارش کی تھی اور جس کی وہ توقع رکھتا تھا۔ مالتھس کی یہ خواہش تھی کہ بیاہ کی عمر بڑھادینی چاہیئے اور یہ کہ شادیاں زیادہ سن پر پہنچنے کے بعد ہونی چاہئیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو، شادی کی شرح گھٹ جائے گی اس لیے کہ ممکن ہے کہ اس عمر کو پہنچنے سے قبل کچھ نوجوان مرجائیں، بایں ہمہ یہ ایسی تبدیلی ہے جو تا وقتیکہ بہت نمایاں نہ ہو بہت خفیف حد تک اثر انداز ہوگی۔ شرح ولادت میں بھی کسی قدر تخفیف واقع ہوگی، اس لیے کہ شباب کا تولیدی عہد اس شادی میں بہت کم شامل ہوگا اور دیر سے شادی کرنے میں 240

[1] اس موضوع کے بارے میں اعداد و شمار کے کسی رسالہ یا تصنیف سے بھی اعداد دستیاب ہوسکتے ہیں۔ محتاط قسم کی بحث اور منتخب اعداد کے لیے دیکھو مائر کی کتاب موسومہ Statistik und Gisellschaftslehre Vol III PP. 118.114 اور ریاستہائے متحدہ کے لیے دیکھو پروفیسر وِل کاکس کا مضمون Publications American Statiscal Associaation 1911, No2 میں۔ پروفیسر موصوف نے اس عجیب و غریب واقعے کی جانب اشارہ کیا ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں تخفیف کا عمل کسی قریبی زمانے سے نہیں ہو رہا ہے، بلکہ یہ کہ ۱۸۱۰ء سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔ نیز دیکھو دو قابل تعریف مضامین یعنی ایک نیوز ہومز اور اسٹی ونسن کا اور دوسرے مسٹر یول کا Journal Royal Statistical Society ۱۹۰۶ء صفحہ ۳۴ و ۸۸ میں۔

باب ۳۵
آبادی اور محنت کی رسد

کم بچے پیدا ہوں گے۔ لیکن ان قابل پیمائش جسمانی اثرات کے ذریعے سے وہ نتائج رونما نہیں ہوئے جس کی مالتھس کو توقع تھی۔ اصل سبب قدرتی وحیاتیاتی عملوں سے ارادی مداخلت رہی ہے۔ گو اکثر ممالک میں بیاہ کی شرح کچھ تقلیل کی جانب مائل معلوم ہوتی ہے، پھر بھی اس میں بہت ہی کم تغیر ہوا ہے۔ عام طور سے وہ ۸۰ فی ہزار سے زیادہ دور نہیں ہے۔ فرانس، جرمنی اور انگلستان میں بھی تقریباً یہی شرح رہی ہے؛ پھر بھی ان ملکوں میں ولادت کی شرحیں بہت مختلف رہیں۔ اور شادی کی اوسط عمر میں بھی کوئی قابل لحاظ تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ہر شادی سے جو بچے پیدا ہوئے ہیں ان کی تعداد تقریباً تمام ممالک میں کمی کی جانب مائل ہے، گو ہر ملک میں یہ تعداد مختلف ہے۔ فرانس اس سے مستثنیٰ ہے یہاں یہ تعداد ایسی اقل ترین حد پر پہنچ گئی ہے کہ وہ اموات کی تعداد سے ٹھیک متوازن ہو جاتی ہے۔ اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ ایسی عام صورت حالات کا باعث، جس میں شادی کی شرحیں ایک حالت پر قائم ہوں اور اس کے باوجود شرح ولادت میں کمی ہو رہی ہو، تولید سے ارادی اجتناب ہے محض ارادے اور نیت کی بنا پر پہلے کے مقابلے میں اب شادی شدہ جوڑے سے کم بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ رجحان بعض ممالک کے مقابلے میں دیگر ممالک میں بہت زیادہ نمایاں ہے؛ مثلاً کیتھولیکی ممالک کے مقابلے میں پروٹسٹنٹ ممالک میں بہت زیادہ نمایاں ہے۔ ادنیٰ طبقوں کے مقابلے میں خوش حال طبقوں میں یہ میلان بہت زیادہ واضح ہے؛ بایں ہمہ اس کے اثرات سب طبقوں میں پھیل رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف عام مسائل آبادی کی حد تک بلکہ معاشری طبقہ بندی کے مسائل کی حد تک بھی بعض بڑے سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن ان سوالات پر ہم آیندہ باب میں بحث کریں گے۔

241

باب ۵۴

آبادی (بسلسلۂ سابق)

(۱) معاشری طبقوں میں شرح ولادت کے اختلافات، اوران کا تعلق زندگی کے مختلف معیاروں سے۔ (۲) شرح ولادت کو کم کرنے کے عام رجحان کا بڑا سبب معاشری رتبہ بڑھانے کی آرزو ہے۔ اس کا تعلق خانگی ملک اور انفرادیت سے۔ ریاستہائے متحدہ میں اصل باشندوں اور باہر سے آئے ہوئے مقیموں سے اس کی تمثیل۔ (۳) آیا انسدادی مانعات پر حد سے بہت زیادہ عمل کیا جارہا ہے؟ قومی خودکشی اور قوم کے توریثی ونسلی اثرات کے مسائل۔

۱۔ مختلف معاشری طبقوں یا مقابلہ نہ کرنے والی جماعتوں کے مابین ولادت اوراموات کی شرحوں کے فرق ان اختلافات سے کچھ کم نمایاں نہیں ہیں جو مختلف ملکوں کے مابین پائے جاتے ہیں۔ کسی ایک ملک کے اندر کے اختلافات اُن اختلافات سے کم اہم نہیں ہوتے جو مختلف ممالک کے مابین پائے جاتے ہیں؛ اس لیے کہ اول الذکر اختلافات، معاشری طبقہ بندی کی نوعیت، زندگی کے معیاروں اور آمدنی کی مروجہ شرحوں پر پوری طرح روشنی ڈالتے ہیں۔ موضوع کے اس جزو پر جو اعدادی شہادت ملتی ہے وہ بہت ہی قلیل ہے؛ اس کے برخلاف روزمرہ کی زندگی کا

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

مشاہدہ عام صورت حالات کی توضیح کرنے میں بڑی حد تک مدد دیتا ہے۔

اولاً اعدادی شہادت کی نوعیت پر غور کیجئے۔ مزدوروں کے مقابلے میں خوش حال طبقے میں شادی بہت بعد میں ہوتی ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں مجرد مرد اور عورتوں کی اوسط عمر شادی کے وقت (یعنی پہلی شادی کے وقت) سنہ ۱۸۹۱ء میں حسب ذیل پائی گئی:[1]

	کنوارے	کنواریاں
کان کن	۲۴	۲۲٫۴
دستکار	۲۵٫۳	۲۳٫۷
دکاندار	۲۶٫۶	۲۴٫۲
پیشہ ور اور آزاد طبقے	۳۱٫۲	۲۶٫۴

242 اس صورت حالات کا دوسرا پہلو اس واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ میں اسی تاریخ میں ہر ہزار شادی شدہ کان کنوں کے منجملہ ۷۰۴ افراد ۲۵ سال سے کم عمر کے تھے؛ اس کے برخلاف پیشہ ور اور آزاد طبقوں میں ہر ہزار آدمیوں میں صرف ۱۵۱ کی عمر ۲۵ سال سے کم تھی۔

تاخیر سے شادی کرنے کا واقعہ فی نفسہ خوش حال طبقے میں شرح ولادت کو کم کر دیتا ہے۔ لیکن شرح ولادت کی کمی محض اس واقعے کی توجیہ سے جس قدر ظاہر ہونی چاہیئے اس سے بہت بڑی حد تک کم ہے۔ معاشری طبقوں کے فرق و اختلاف نہایت حیرت افزا ہیں۔ برلن میں نہایت تحقیق و تدقیق سے معلوم ہوا کہ مفلس ترین طبقوں کی شادی شدہ عورتوں میں شرح ولادت متمول ترین طبقوں کی شادی شدہ عورتوں کے مقابلے میں دو چند تھی، اور یہ کہ شرح ولادت اور خوش حالی کے مابین ہر جگہ معکوس نسبت

[1] دیکھو اوگل کے مقبول عام اعداد ایک رسالہ موسوم بہ Journal Royal Statistical Society شائع شدہ سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۵ میں۔

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

پائی جاتی تھی۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں بچہ کشی کے قابل یعنی ۱۵ تا ۴۵ کی عمر کی شادی شدہ ہر ہزار عورتوں میں:۔

۲۳۶ ولادتیں مفلس ترین طبقے میں ہوئیں
۲۱۲ " اس سے اوپر کے " " "
۱۹۱ " " " " "
۱۶۱ " " " " "
۱۲۷ " متمول ترین " " "

بالعموم ایسا نہیں ہوتا کہ شادی شدہ عورتوں اور ولادتوں کے مابین اس قسم کا براہ راست مقابلہ ممکن ہو۔ لیکن یہ بات تعدد واقعات سے ثابت ہو گئی ہے کہ ۱۵ تا ۴۵ کی عمر کی بچہ کشی کی صلاحیت رکھنے والی عورتوں کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں، خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، ولادتوں کی تعداد مفلس طبقوں میں زیادہ ہوتی ہے اور متمول طبقوں میں کم۔ یہ نتیجہ محولہ بالا تحقیق کے ذریعے سے جرمنی کے تمام شہروں کے بارے میں برآمد کیا گیا۔ ہمبرگ کی ایک مثال لی جائے تو معلوم ہوگا کہ ۱۵ تا ۴۵ کی عمر کی حاملہ بننے کی صلاحیت رکھنے والی ہر ہزار عورتوں میں متمول ترین طبقوں میں ۵۹ اور مفلس ترین طبقوں میں ۱۵۱ ولادتیں ہوئیں۔ یورپ کے مختلف شہروں کے لیے ۱۵ تا ۵۰ کی عمر کی ہر ہزار عورتوں میں ولادتوں کی تعداد حسب ذیل قدیم اور معروف اعداد سے معلوم ہوتی ہے:۔

	پیرس	برلن	ویانا	لندن
بہت مفلس طبقے	۱۰۸	۱۵۷	۲۰۰	۱۴۷
مفلس طبقے	۹۵	۱۲۹	۱۶۴	۱۴۰
آرام کی زندگی بسر کرنے والے طبقے	۷۲	۱۱۴	۱۵۵	۱۰۷
بہت " " " "	۶۵	۹۶	۱۵۳	۱۰۷
متمول طبقے	۵۳	۶۳	۱۰۷	۸۷

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

بہت متمول طبقے	۳۴	۴۷	۱۷	۶۳

248 بوسٹن کے شہر میں اوسط شرح ولادت سنہ ۱۹۰۰ء تا سنہ ۱۹۰۴ء میں ۲۷ فی ہزار نفوس تھی؛ متمول طبقے کی آبادی میں یہ شرح صرف ۱۳ فی ہزار تھی؛ مفلس طبقوں میں ۲۸ تا ۳۶ فی ہزار تھی۔ اور اس حصے میں جہاں اٹلی کے نو وارد باشندوں کی کثرت سے آبادی ہے شرح ۴۶ فی ہزار تھی۔[1]

یہ انھی مظاہر کا ایک جزو ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ملک میں پیدا شدہ باشندوں کی شرح ولادت، بیرون ملک پیدا شدہ باشندوں کی شرح ولادت سے بہت کم ہے۔ ملک میں پیدا شدہ باشندے بحیثیت مجموعی وہ لوگ ہیں جو کثیر آمدنی والے ہیں اور بہتر معاشری رتبہ رکھتے ہیں۔ مچی گن میں سنہ ۱۸۷۰ء تا سنہ ۱۸۹۵ء کے پچیس سالوں میں ملک میں پیدا شدہ عورتوں میں بچوں کی تعداد ۱۵ تا ۴۵ کی عمر کی ہر ہزار عورتوں میں ۲۰۰ (یا ۱۱۱ تا ۲۱۷) تھی؛ اور بیرون ملک پیدا شدہ عورتوں میں فی ہزار ۲۳۰ (یا ۲۲۱ تا ۲۳۵) تھی۔

شرح اموات کے اختلافات کے بارے میں اس کے مماثل اعداد حاصل کرنا آسان نہیں ہے؛ لیکن اساسی واقعات کو ثابت کرنے کے لیے ان کی ضرورت

[1] برلن اور ہمبرگ کے اعداد موبرٹ کی تصنیف موسوم بہ Siudien Zur Berolkerungsbewegung in Deutschlad صفحۂ ۱۴۹ اور ۱۵۰ سے ماخوذ ہیں۔ مختلف ملکوں کے لیے اس موضوع سے متعلق شہادت پر اعلیٰ درجے کا تبصرہ موبرٹ کی کتاب میں موجود ہے۔ پیرس، برلن وغیرہ کے اعداد برتِلّن کی تصنیف موسوم بہ Bulle tın de l, Institut Internat. de Statıstique جلد ۱۱ حصۂ دوم صفحۂ ۱۲۳ سے اخذ کئے گئے ہیں؛ اور بوسٹن کے اعداد وُلف کی کتاب موسوم بہ The lodgıng house Problem ın Boston صفحۂ ۱۲۸ سے لیے گئے ہیں۔ برتِلّن کے اعداد و شمار میں اختلافات کی حد تک مبالغے سے کام لیا گیا ہے؛ اس لیے کہ متمول طبقوں میں غیر شادی شدہ خادماؤں کی تعداد کثیر ہے جن کی موجودگی حاملہ بننے والی عورتوں کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں شرح ولادت کو کم کر دیتی ہے۔

باب ۵۴
آبادی
بسلسلۂ سابق

نہیں ہے۔ مفلس طبقے میں، خاصکر شیر خواروں اور بچوں کی حد تک نہایت افسوسناک طریقے پر نسبتہً اعلیٰ شرح اموات پائی جاتی ہے۔ ہر مفلس علاقے میں بچوں کا ہجوم ہوتا ہے؛ چنانچہ وہاں بقا اور شباب تک پہنچنے کی صلاحیت خوش حال طبقوں کے مقابلے میں نسبتہً بہت کم ہوتی ہے[1]۔

یہ اختلافات، معیار زندگی کے اختلافات کے نتائج اور ثبوت ہیں؛ اور معاشری طبقوں میں ان اختلافات کا تعلق معیار زندگی سے وہی ہے جو اس کے مماثل اختلافات کا مختلف ممالک کی زندگیوں کے معیار سے ہے۔ "کسی مقررہ طبقے میں اجرت ادنیٰ ہو تو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طبقے کی تعداد اس کی

[1] مندرجۂ ذیل اعداد ۱۹۰۳ء کے لندن کی بابتہ ہیں۔ ان میں لندن کی آبادی کی شرح ولادت اور شرح اموات طبقہ واری دی گئی ہے۔ پہلا طبقہ مفلس ترین آبادی ہے اور چھٹا طبقہ متمول ترین آبادی ہے؛ (یہاں افلاس و تمول کا معیار اُن خادموں کی تعداد ہے جو ان کی ملازمت میں ہوں) تخمینی اور صحیح، دونوں شرحیں، اموات اور ولادتوں کے لیے دی گئی ہیں تخمینی شرحیں بحساب فی ہزار آبادی ہیں اور مصححہ شرحیں شادی کی زندگی کے حالات کے اختلافات کو اور عمر کے لحاظ سے آبادی کی تقسیم کو ملحوظ رکھ کر پیش کی گئی ہیں؛ وہو ہذا۔

طبقے	تخمینی شرح ولادت	تخمینی شرح اموات	مصححہ شرح ولادت	مصححہ شرح اموات
پہلا طبقہ (مفلس ترین)	۳۵٫۰	۱۸٫۴	۳۱٫۶	۱۹٫۱
دوسرا طبقہ	۳۰٫۳	۱۴٫۴	۲۵٫۸	۱۵٫۰
تیسرا طبقہ	۲۶٫۰	۱۴٫۶	۲۵٫۶	۱۵٫۳
چوتھا طبقہ	۲۵٫۹	۱۳٫۱	۲۵٫۵	۱۲٫۷
پانچواں طبقہ	۲۵٫۱	۱۴٫۸	۲۵٫۳	۱۵٫۵
چھٹا طبقہ (متمول ترین)	۱۸٫۲	۱۳٫۰	۲۰٫۴	۱۴٫۶

دیکھو نیوزہوم اور اسٹیونسن کا مضمون جس کا حوالہ اوپر دیا جا چکا ہے ایک رسالہ موسوم بہ جرنل اسٹاٹسٹیکل سوسائٹی شایع شدہ ۱۹۰۶ء منقولہ حقہ

باب ۵ آبادی (بسلسلۂ سابق) 244

مطلوبہ خدمات کے مقابلے میں نسبتہً زیادہ ہے؛ دوسرے الفاظ میں وجہ یہ ہے کہ طبقے کے افراد کا مختتم افادہ یا فروخت پذیری ادنیٰ ہوتی ہے [1]۔ لیکن کسی طبقے کی مجموعی تعداد اس کی تعداد کی صلاحیت کے مطابق زیادہ یا کم رہتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کلیتہً اس عامل کے مطابق تعداد میں کمی بیشی نہیں ہوتی؛ کیونکہ ایک طبقے سے دوسرے میں نقل ہوتی رہتی ہے، اور خاصکر ادنیٰ طبقوں سے اعلیٰ طبقوں میں جو بھرتی ہوتی ہے اس کی وجہ سے کچھ تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی عام طور سے ہر طبقے میں خود اسی کے افراد کے ذریعے سے بھرتی ہوتی ہے۔ غیر ماہر مزدوروں کے ادنیٰ ترین طبقے میں جو کچھ اضافہ ہوتا ہے وہ یقیناً کلیتہً اسی جماعت کے اندر زیادتی کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ دن میں کام کرنے والے مزدوروں کی اُجرت اس لیے کم ہوتی ہے کہ ان کی تعداد کثیر ہوتی ہے؛ اور ان کی تعداد اس لیے کثیر ہوتی ہے کہ ادنیٰ اُجرت کے باوجود وہ بیاہ کئے جاتے اور اضافۂ تعداد کا عمل جاری رکھتے ہیں؛ بلکہ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ وہ اوائل عمر ہی میں شادی کرتے اور تیزی کے ساتھ اولاد پیدا کرتے ہیں۔

پھر اس صورت میں بھی معیار زندگی اور اُجرت کے مابین تعلق راست نہیں ہے بلکہ محض بالواسطہ ہے۔ محض یہ واقعہ کہ خوش حال طبقہ آرام دہ زندگی کا خوگر ہے اور آرام و آسایش کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے، آمدنی کی مقدار کو نہیں بڑھا دیتا؛ بلکہ یہ واقعہ کہ طبیبوں، وکیلوں، انجینیروں، معماروں اور اوپر کے طبقے کے اہل کاروبار کی تعداد مقابلتہً قلیل ہے، ان مختلف جماعتوں کی آمدنیوں کو اعلیٰ رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ معمولی مزدوروں کی اُجرت اس لیے ادنیٰ نہیں ہوتی کہ وہ موٹی جھوٹی غذا اور ناخوشگوار زندگی بسر کرنے کے خوگر ہو جاتے ہیں؛ بلکہ ان ناگوار حالات کے بالمقابل ان کی کثیر تعداد کے قیام و بقا کا بار ان کی اُجرت کو ادنیٰ سطح پر رکھتا ہے۔ معیار زندگی، شرح ولادت، مزدوروں کی رسد، اور آخر میں آمدنی، ان سب میں باہمی تعلق پایا جاتا ہے۔

---

[1] دیکھو باب ۴ فصل (۱) و (۲)۔

باب ششم آبادی سلسلۂ سابق

یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ معیارِ زندگی انجام کار تعداد پر اثر انداز ہو کر اس کے ذریعے سے اجرت پر اثر نہیں ڈالتا بلکہ اجرت کو مقررہ حالت پر قائم کر دیتا ہے، یعنی اسی طرح کا متعین کرنے والا اثر ڈالتا ہے جس طرح کا اثر مصارفِ پیدائش اشیا کی طویل المدت قدر پر ڈالتے ہیں۔ اس طرح ایک مقررہ جماعت مثلاً دستی کام کرنے والے مزدوروں، میکانیکوں اور ماہر دستکاروں کے متعلق یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ ان کا معیارِ زندگی مقررہ ہے، جب ان کی آمدنی مقررہ حد سے متجاوز ہو جاتی ہے تو ان کی تعداد میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے، اور جب آمدنی مقررہ حد سے کم ہو جاتی ہے تو اضافۂ تعداد میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ لیکن صورتِ حالات کے بارے میں اس قسم کا تخیل واقعات پر صرف بہت ہی مبہم اور غیر یقینی طریقے سے منطبق ہوتا ہے۔ پہلے سے دیکھی بھالی اور حساب کی ہوئی شرحِ اجرت کے علاوہ دیگر حالات و واقعات بھی شادیوں اور ولادتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ خالص معاشی محرکات کا اثر بے قاعدہ ہوتا ہے، اور بالعموم بہت کم محسوس ہوتا ہے۔ ان محرکات کے متعلق تعداد کو بڑھانے کے مقابلے میں اس کو روکنے کا قرینہ زیادہ ہوتا ہے اور اضافۂ اجرت کو روکنے کے مقابلے میں اجرت کی تخفیف کو روکنے کا قرینہ زیادہ ہوتا ہے۔ جب کسی مقررہ جماعت میں اس کی خدمات کی مانگ کی زیادتی کے باعث اجرت میں معتدل اضافہ ممکن ہوتا ہے تو اس امر کو اغلب نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اعلیٰ شرحِ ولادت اور اندرونی اضافہ، ترقی کو روک دے گا۔ یہ بہت زیادہ ممکن ہے کہ بیرونی اخراج کی بدولت یعنی اس امر کے باعث کہ دیگر جماعتوں کے بعض افراد زیادہ خوش حال جماعتوں میں داخل ہونے میں کامیاب ہوں، جماعت کی تعداد اس کے حدود کے اندر قائم رہے۔ نہ صرف ملک کی عام آبادی کے لیے بلکہ آبادی کے اندر متعدد جماعتوں کے لیے بھی یہ کہنا زیادہ مبنی بر صحت ہوگا کہ اعلیٰ معیارِ زندگی، اعلیٰ اجرت یا آمدنی کو قائم رکھنے کا سبب اس قدر نہیں ہے جس قدر کہ اس کی شرط ہے۔ 245

۲۔ ترقی یافتہ ممالک میں شرحِ ولادت کی عام تخفیف؛ خوش حال طبقے میں اس کی بہت زیادہ تخفیف؛ اور یہ امکان بلکہ یقین کہ خوش حالی پھیلنے سے یہ میلان تمام طبقوں میں زیادہ سے زیادہ پھیلتا جائے گا؛ ان سب کا باعث زیادہ تر معاشرتی و صنعتی ترقی کی آرزو اور حوصلہ مندی ہے۔ بعض مصنفین نے اس تبدیلی پر اس نقطۂ نظر سے بحث کی ہے کہ گویا وہ از خود رو نما ہوتی ہے، اور

باب ۵۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

یہ کہ خوش حال طبقے میں ادنیٰ شرح ولادت کثیر آمدنی پانے کا لازمی اور قدرتی نتیجہ ہے۔ شرح ولادت اور آمدنی کا تعلق معکوس ہے؛ بڑھنے والی خوش حالی، گھٹنے والے دباؤ کا سبب اتنا نہیں ہے جتنا کہ اس کا نتیجہ ہے۔ اساسی سبب ہر خاندان کی یہ خواہش ہے کہ اپنی مادی خوش حالی کو ترقی دے۔ مالتھس کا یہ کہنا تھا کہ ہر فرد کا اپنی حالت کی اصلاح کی خواہش رکھنا معاشرے کے نقائص کے دفعیہ یا علاج کا کام کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اضافۂ آبادی کا جہاں تک تعلق ہے، 246 اس نے نہایت صحیح بات کہی۔ جب بہتر حالات کا کوئی موقع ظاہر ہوتا ہے، جب کوئی عمدہ اجرت کا پیشہ، تعلیم اور کچھ اندوختہ یہ سب رسائی کے اندر معلوم ہوتے ہیں، جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے والوں کی کثرت کے معنی ایسے موقع سے استفادہ کرنے کے امکان کے کم ہونے کے ہیں تو، تعدد کے میلان میں زیادہ سے زیادہ رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ گھٹنے والی شرح ولادت کے اسباب اُن عقلی اور مادی قوتوں میں ملتے ہیں جنھوں نے گزشتہ صدی میں مغرب کے تہذیب یافتہ اقوام کے حق میں بطور مہیج کام کیا؛ یعنی تعلیم کی ترقی و اشاعت اخبارات، اور کتابیں، ریلوں اور دخانی جہازوں کے ذریعے سے ارزاں نقل وحرکت، اور ملازمت کے نئے طریقوں کے ذریعے سے پیدائش بر پیمانۂ کبیر کارخانوں کے نظام اور توطن خارجی کی تبدیلیوں سے غیر ترقی یافتہ جامد آبادی کا جولانی میں آنا۔ لیکن یہ سب قوتیں ایک ہی سمت میں استقلال کے ساتھ عمل نہیں کر رہی ہیں۔ کارخانے کا نظام بعض اوقات بظاہر محض مخرب اخلاق معلوم ہوا ہے، اگرچہ انجام کار اس کا اثر بیداری پیدا کرنا اور ترقی کی روح پھونکنا رہا ہے۔ جہاں زمین کی ملکیت عام رہی ہے یا حقیت یقینی رہی ہے وہاں، زرعی آبادی قطعی طور پر نئے مواقع کے قدم بقدم گامزن رہی ہے؛ چنانچہ فرانس، ریاستہائے متحدہ اور مغربی جرمنی میں یہی ہوا۔ جہاں زرعی مزدور زمین سے وابستہ نہ رہے، جیسا کہ مشرقی جرمنی، انگلستان، جنوبی اٹلی، آسٹریا اور ہنگری میں ہوا وہاں، انھیں توطن خارجی کے ذریعے سے دوسری دنیا کی تحریک کی ضرورت ہوئی، تاکہ وہ اپنی اصلاح و ترقی کے لیے چونکیں۔ بحیثیت مجموعی یہ افراد کی

باب ۷ آبادی (بسلسلۂ سابق)

بیدار شدہ امنگ ہے جو معیار زندگی کی ترقی کا سبب بنی رہی ہے۔

مالتھس کو مسئلۂ آبادی پر لکھنے کی ترغیب اس لیے ہوئی کہ وہ خیال کرتا تھا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے عبقریوں کی تجاویز میں ناقابل عبور رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔ اس کے متبعین نے استقلال کے ساتھ یہ خیال کیا کہ آبادی میں ذرایع معاش پر بار بن جانے کا جو رجحان ہے وہ اشتراکیت کی راہ میں مزاحمت پیدا کرے گا۔ یہ مزاحمت ممکن ہے کہ ناقابل عبور نہ ہو؛ لیکن یہ یقینی ہے کہ ایک اشتراکی جماعت میں اس سے ایسے طریقے سے عہدہ برآ ہونا پڑے گا جو موجودہ قوموں میں ظاہر شدہ طریقوں سے مختلف ہوگا۔ ایک جانب تو عدم مساوات اور اعلیٰ معاشی و معاشری رتبہ حاصل کرنے کا عام منظر؛ اور دوسری جانب شخص واحد کے ذاتی مفاد اور اس کے اہل وعیال کے مفاد کا ہیج؛ یہی وہ عامل ہیں جنھوں نے آبادی کی نقل وحرکت کی تحدید کی ہے، ترقی کی آرزو کے حق میں تازیانے کا کام انجام دیا ہے، بندشیں عائد کی ہیں، اور اس طرح ترقی کا باعث اور مادی خوش حالی کو پھیلانے کا موجب بنے رہیں۔ انفرادیت اس واقعے کی تہ میں مضمر ہے۔ 247

یہ تمام انفرادی قوتیں سب سے زیادہ شدومد کے ساتھ ریاستہائے متحدہ میں عمل کرتی رہی ہیں۔ کسی اور جگہ مواقع اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کی اس قدر آزادی حاصل نہیں رہی ہے، نہ کسی جگہ انفرادی امنگوں کو پورا کرنے کی ایسی قوت محرکہ نصیب ہوئی ہے، اور نہ تعلیم اور وسیع امکانات کے احساس سے اس قدر بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اس وجہ سے ملک کے اُن علاقوں اور اُن معاشری طبقات میں جہاں ترقی پذیر آبادی کا دباؤ خطرے کی پیشین گوئی کر رہا تھا دباؤ گھٹنا شروع ہوگیا ہے۔

مثلاً نیو انگلینڈ میں ملکی نژاد آبادی ایک مدت دراز سے بہت ہی دھیمی رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نیو انگلینڈ کی آبادی کا مجموعی اضافہ مسلسل کثیر رہا ہے؛ لیکن اضافے کا باعث باہر سے لوگوں کی مسلسل آمد اور بیرونِ علاقہ پیدا شدہ والدین کی اعلیٰ شرح ولادت ہے۔ ملک میں پیدا شدہ عورتوں اور ملک سے باہر پیدا شدہ عورتوں کی قوتِ تولید میں

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

جو نمایاں فرق ہوتا ہے اس کو بھی گن کی مثال کے ذریعے سے بیان کیا جا چکا ہے۔ مساچوسٹس میں یہ فرق اور بھی زیادہ ہے۔ بیرون ملک پیدا شدہ عورتوں کی شرح ولادت ملک میں پیدا شدہ عورتوں کی شرح سے سہ گونہ ہے، جیسا کہ مندرجۂ ذیل اعداد سے ظاہر ہوتا ہے[۱]

سالانہ شرح پیدائش

	۱۸۸۳ء تا ۱۸۸۷ء	۱۸۸۸ء تا ۱۸۹۲ء	۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۷ء
ملکی والدین	۱۷ ، ۱	۱۷ ، ۱	۱۷ ، ۰
غیر ملکی والدین	۴۸ ، ۴	۴۹ ، ۶	۵۲ ، ۱

یہ اعداد تخمینی شرح ولادت بحساب فی ہزار سے متعلق ہیں، اور ان میں دونوں جماعتوں کی قوت تولید کے فرق کو مبالغے سے بیان کیا گیا ہے، اس لیے کہ بیرونِ ملک پیدا شدہ لوگوں میں تولید کی صلاحیت رکھنے والے اشخاص کا تناسب زیادہ ہے۔ لیکن حاملہ بننے کی صلاحیت رکھنے والی عورتوں کے تناسب سے ولادتوں کا مقابلہ کرنے کے بعد بھی بیرونِ ملک پیدا شدہ لوگوں میں شرح اضافہ ملکی باشندوں کے مقابلے میں دو چند ہے، چنانچہ

[۱] دیکھو R. R. Kuczynski کا مضمون ایک رسالہ موسوم بہ کوارٹرلی جرنل آف اکنامکس Quarterly Journal of Economics جلد (۱۶) صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۶ و صفحہ ۱۸۳ میں۔ نیز دیکھو نیو ہمپ شائر کے اعداد از لے، اے ینگ مطبوعات موسوم بہ Publications American Statistical Association شائع شدہ ستمبر ۱۹۰۵ء میں۔

باب۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)
248

اعداد حسب ذیل ہیں:۔

۱۴ تا ۴۹ کی عمر کی فی ہزار عورتوں میں ولادتوں کی شرح

	سنہ ۱۸۸۳ء تا سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۱۸۸۸ء تا سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء تا سنہ ۱۸۹۷ء
ملکی نژاد مائیں	۶۳٫۷	۶۲٫۸	۶۲٫۶
غیر ملکی نژاد مائیں	۱۲۴٫۵	۱۳۳٫۶	۱۳۹٫۴

جس محتاط ماہر اعداد و شمار سے یہ اعداد لیے گئے ہیں اس نے سنہ ۱۹۰۱ء میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مساچوسٹس کی آبادی کے لیے وہاں کے ذرائع معاش مکتفی نہیں ہو رہے تھے، سنہ ۱۸۸۳ء تا سنہ ۱۸۹۷ء میں جو شرح ولادت قائم رہی اگر وہ غیر معین مدت تک قائم رہ گئی تو آبادی بالکل ختم ہو جائے گی۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ رفتار اضافہ غیر معین طور سے جاری نہ رہے گی؛ ثبات پذیر تعداد بلکہ کسی قدر بڑھنے والی تعداد کے حالات کے مطابق از سر نو تنظیم عمل میں آئے گی بلکہ لیکن ادنیٰ شرح ولادت تقریباً یقینی طور سے اپنے آپ کو مستقل طور سے قائم کر لے گی۔

ملک کے مرکزی علاقے کے ملکی کاشتکاروں کی آبادی کی شرح اضافہ میں اسی قسم کی کمی رو نما ہو رہی ہے، گو یہ ویسی نمایاں نہیں ہے جیسی کہ نیو انگلینڈ میں ہے۔ مرکزی علاقے میں بھی فی بیاہ بچوں کی اوسط تعداد میں اس لیے کمی ظاہر ہو رہی ہے کہ والدین اپنے بچوں کی معاشری و معاشی حیثیت نہ صرف قائم رکھنے کے بلکہ اس کو بڑھانے کے بھی آرزو مند ہیں۔

یہ تحریک استقلال کے ساتھ بڑھ رہی ہے، اور رفتہ رفتہ نہ صرف ان لوگوں کو متاثر کر رہی ہے جو زیادہ مخصوص معنی میں "ملکی نژاد" خیال کیے جاتے ہیں بلکہ باہر سے آ کر بسنے والوں کے ورثا کو بھی متاثر کر رہی ہے۔ آزاد رسم و رواج اور آزاد اداروں اور آزاد مواقع کا اثر معاشری طبقوں کی

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

ات پات کی سی نوعیت کو کم کرنا یا غالباً مٹا دینا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں جو لوگ باہر سے آکر بس جاتے ہیں ان کی دوسری نسل کو یہ اثرات ادنیٰ ترین غیر مسابق جماعتوں سے ترقی دے کر اوپر بڑھا دیتے ہیں۔ چنانچہ اس دوسری نسل میں شرح ولادت گھٹنا شروع ہو جاتی ہے، اگرچہ ابتدائی نو واردوں میں یہ شرح اعلیٰ ہوتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں معمولی مزدوروں اور کارخانے کے غیر ماہر مزدوروں کی اجرت کی شرح کم رہتی ہے جس کی وجہ ملک کے اندر مسلسل اعلیٰ شرح ولادت نہیں ہے، بلکہ بیرونی ذرایع رسد میں اعلیٰ شرح پیدایش اور ادنیٰ معیار زندگی ہے۔ یورپ کے ممالک میں لاکھوں افراد ایسے پیدا ہوتے ہیں جو ادنیٰ طبقے کو مستقلاً بڑھاتے رہتے ہیں۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ امریکہ میں قیام پذیر ہو جاتے ہیں تو معاشری و معاشی رتبہ بڑھانے کا جذبہ ان میں موجزن ہونے لگتا ہے۔
249 چنانچہ اس کی بنا پر اضافۂ آبادی کی شرح کی کمی تقریباً یقینی ہو جاتی ہے۔ جوں جوں مرور زمانہ کے ساتھ قدرتی ذرایع پر کامل طور سے قبضہ و تصرف ہوتا جاتا ہے اور اضافے کا امکان قدیم ملک کے حالات کے تابع بن جاتا ہے تو اس میں کوئی کلام نہیں کہ مالتھس کی بیان کردہ وقت انسدادی مانع کے روز افزوں اطلاق کے ذریعے سے رفع کر دی جائے گی۔

۳۔ ترقی یافتہ ممالک اور خاصکر ان ممالک کے زیادہ خوش حال طبقوں کے سامنے یہ سوال ہے کہ آیا انسدادی مانع کو حد سے زیادہ دور تک استعمال کرنے کا قرینہ ہے یا نہیں؟ فرانس کی آبادی بحیثیت مجموعی اپنے آپ کو بمشکل تمام قائم و برقرار رکھتی ہے؛ یہ ممکن ہے کہ فرانس کے خوش حال طبقے اپنے آپ کو قائم و برقرار رکھنے میں کلیتہً ناکام رہیں۔ مساچوسٹس کی خالص ملکی آبادی اپنے آپ کو قائم و برقرار رکھنے میں غالباً قاصر ہے؛ اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس ریاست کے خوش حال طبقے کی بھی یہی حالت ہوگی۔ اس واقعے کا بڑا اور اصلی سبب جاہ طلبی اور معاشری رتبہ بڑھانے کی حد سے زیادہ آرزو ہے؛ یعنی بزدلی کی حد تک پیش بینی اور احتیاط ہے۔ استقلال کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا مناسب طریقہ کیا ہے اس کے بارے میں

باب ۱ آبادی (بسلسلۂ سابق)

لوگوں کے خیالات زیادہ تکلیف دہ ہوتے جاتے ہیں اور رسمی معیار پر خاندان کی پرورش کرنے کے مصارف بڑھ جاتے ہیں۔ شادیاں مقابلتہً تاخیر کے ساتھ کی جاتی ہیں اور مجرد اشخاص کی تعداد میں خاصہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ جہاں جائداد مجتمع ہو جاتی ہے وہاں خاندان کی تعداد بڑھانے سے اجتناب اس لیے کیا جاتا ہے کہ مبادا ترکے کی تقسیم و تسہیم بہت زیادہ افراد میں کرنی پڑے۔ سب سے زیادہ متمول طبقہ بظاہر بہت ہی سست رفتار کے ساتھ اپنی تعداد بڑھاتا ہے۔

یہ رجحان خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ مقابلے اور دباؤ سے جو مہیج مترتب ہوتا ہے اس کے ایک جزو کو یہ رجحان دور کر دیتا ہے۔ جن بچوں کی پرورش بہت زیادہ احتیاط کے ساتھ کی جاتی ہے، جن کی تعلیم بہت محنت سے دی جاتی ہے اور جن کو توریثی ذرایع سے مالی امداد کا کامل یقین ہوتا ہے ان بچوں میں ہمت وجرات نہیں ہوتی۔ بظاہر یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایسے والدین کی اولاد جنھوں نے اعصاب کو مضمحل کر دینے والی زندگی بسر کی ہو، اور خاصکر اگر والدین نے زیادہ عمر میں شادی کی ہو تو، جوش وخروش اور جولانی سے معرا ہوگی جس آبادی میں شادیاں اوائل عمر میں ہوتی ہیں اور تیزی کے ساتھ بچے پیدا ہوتے ہیں اور جس کے نئے افراد کو خود اپنے ذاتی ذرایع پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اس کے زیادہ ترقی کرنے کا قرینہ ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں آبادی میں زیادہ خوش حال طبقے وہ ہوتے ہیں جن میں عقلی اور دماغی جوہر ظاہر ہونے کا زیادہ قرینہ ہو۔ وہ زیادہ تر اس لیے خوش حال ہوتے ہیں کہ ان میں ایسے قویٰ اور جوہر موجود ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ متمول طبقوں میں، جن میں تعدد نمایاں طور سے محدود ہوتا ہے، معمولی قابلیت رکھنے والوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے۔ لیکن ان میں قابل اور ذہین افراد کی تعداد بھی غالب ہوتی ہے۔ اسی بنا پر خوش حال طبقے میں اس رجحان کی موجودگی سے یہ خطرہ 250
ہے کہ آبادی کی خوبیاں انحطاط پذیر ہو جائیں گی۔ وہبی قابلیت کے لوگ کم پیدا ہوتے ہیں، اور جو کچھ پیدا ہوتے ہیں، ان پر اپنی وہبی استعداد سے

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

پوری طرح کام لینے کے لیے عملی مقابلے کا بطور مہیج بہت کم اثر پڑتا ہے۔ اس کے برخلاف آبادی کے ادنیٰ ترین طبقوں میں شرح ولادت بہت اعلیٰ ہوتی ہے۔ گو ان کی جماعت سے بھی اعلیٰ قابلیت کے چند افراد پیدا ہوتے ہیں لیکن عام جماعت معمولی قابلیت کے افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ سلسلہ دواماً جاری رہتا ہے۔ وہ چند افراد جن کی غیر معمولی قابلیت ان کی مادی ترقی میں معاون ہوتی ہے' ان معاشرتی آرزوؤں اور حدبندیوں کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں جو خوش حال طبقے میں جاری وساری ہوتی ہیں اور اس خوش حال طبقے کی طرح وہ بھی آزادانہ طریقے سے تولید کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

گزشتہ چند سال سے اس عجیب و غریب تضاد پر بہت توجہ کی گئی ہے جو حیوانات کی پرورش میں ہماری احتیاط اور نسل انسانی کی بقا و پرورش میں ہماری بے احتیاطی کے مابین پایا جاتا ہے۔ نسل انسانی کی اصلاح[1] اس کے خواص وصفات کے اعتبار سے کرنی ممکن ہے اور اسی طرح اس کی مرفہ الحالی کو بڑھانا بھی ممکن ہے' بشرطیکہ کمزور جسمانی و دماغی قوٰی کے انسانوں کو' ازدواج سے باز رکھا جائے۔ لیکن یہ امر بالکل غیر یقینی ہے کہ تولید کے لیے مناسب اشخاص کا انتخاب کرنے کا عمل کس حد تک ممکن ثابت ہوگا۔ اگرچہ توارث کا بڑا اور وسیع واقعہ سب پر واضح ہے' لیکن قوانین توارث کے تفصیلات کا علم' خاصکر انسان پر ان کے تمام اطلاقات کا جہاں تک تعلق ہے' ہم کو بہت کم ہے۔ نسلیات کے مطالعے سے آیندہ چلکر اس مسئلے پر بہت کچھ روشنی پڑے گی۔ یعنی اگر پرورش و انتخاب کے امکانات کو پیش نظر رکھ کر اس امر کی باقاعدہ تحقیق کی جائے کہ ایک نسل سے دوسری نسل میں وہبی و اکتسابی خواص وصفات کی منتقلی کس طرح عمل میں آتی ہے تو نئی معلومات میں بے حد اضافہ ہوگا۔ علم کی موجودہ حالت میں انفرادی تفریق ناقابل عمل ہے۔ رہا یہ امر کہ وہ کیا حالات و شرایط ہیں جو غیر معمولی قابلیت رکھنے والے افراد کی ولادت کا سبب ہوتے ہیں تو اس کا ہمیں بہت ہی کم علم ہے۔

---

[1] Eugenics

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

اور اگر زیادہ صحیح معلومات حاصل بھی ہو جائے تو بھی، تحدید و انتخاب کا کوئی نظام اُس آزادی مواقع اور انفرادی ترقی کے غالباً ہم آہنگ نہ ہوگا جو ترقی کے جذبے کی جان ہے۔ کسی ایسے نظام کا خاکہ مرتب کرنا جس میں بے شمار افراد کو نسل انسانی کی آخری اصلاح کے مبہم و بعید نصب العین کی خاطر اپنی موجودہ خوشی و مسرت کا ایثار کرنا پڑے، دشوار کام ہے۔ اس وقت اس اصول کے بظاہر بہت ہی محدود اور چند اطلاقات انتہائی صورتوں میں حیطۂ امکان کے اندر معلوم ہوتے ہیں۔ بعض قسم کے مجرم اور بھیک منگے اپنی ہی سی اولاد پیدا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے سوسائٹی کو یہ حق حاصل ہے اور اس کا یہ فریضہ ہے کہ اس قسم کے مار آستین کو پالنے اور ان کی نگرانی کرنے کے دُہرے بوجھ سے اپنے افراد کی حفاظت کرے۔ بعض قسم کی بیماریاں اور گندگیاں وراثتہً پھیلتی ہیں۔ ہونے والے والدین اور ان کے پیدا ہونے والے بچوں کو ان کے تعدیہ سے محفوظ رکھنا بہت بڑی کریم النفسی ہوگی۔ اس سے آگے کسی نظام کے تحت بھی جس کا ہم تصور کر سکتے ہوں اس کی بہت کم توقع ہے کہ نوع انسانی اپنے افراد میں سے ایسا حصہ ارادۃً منتخب کرلے گی جس کو بلا شرکت غیرے نسل انسانی میں اضافہ کرنے کا امتیازی حق حاصل رہے گا۔ 251

بہت زیادہ زور اس چیز پر نہ دینا چاہیئے جس کو "نسلی خودکشی" کہا جاتا ہے۔ خوش حال طبقے میں اجتناب کی جانب جو میلان ہے اس کی وسعت میں بالعموم مبالغہ کیا جاتا ہے۔ گو عاقبت اندیشی کو اعلیٰ طبقے میں قریب قریب اعدام نسل کے نقطے تک وسیع کیا جا سکتا ہے، لیکن اغلب یہ ہے کہ ایسا نہیں کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان طبقوں میں کثیر العیالی اور سریع تعدد کا قرینہ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کی موجودہ تعداد اور معتدل اضافے کا برقرار رکھنا کسی طرح سے غیر ممکن نہیں ہے۔ جو نصب العین اور مقاصد ان کی زندگیوں کو متاثر کرتے ہیں ان پر کسی نہ کسی چیز کا مدار ہوگا۔ حوصلہ مندیوں کا ادنیٰ جذبہ، نمائش کی عامیانہ خواہش، مصنوعی امتیازات میں مبالغہ آمیزی، یہ سب تاخیر سے شادی کرنے میں ممد و معاون ہیں اور اولاد پیدا کرنے میں پس و پیش کا باعث ہوتے ہیں۔ عالی ہمتی اور حوصلہ مندی کا رجحان جلد ہی اہل و عیال مہیا کرنے اور تولید کی کمتر تحدید کی جانب ہوتا ہے۔

باب ۵
آبادی
(بسلسلہ سابق)

دوسری جانب تعداد سے اجتناب کرنے کے جو عمدہ پہلو ہیں ان کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ نسل انسانی کے لیے بحیثیت مجموعی ادنیٰ شرح ولادت اور آبادی پر قلیل دباؤ کے معنی ترقی کے ہیں، نہ کہ انحطاط کے۔ اگر سب طبقوں میں عاقبت اندیشی کے عادات جاگزیں ہو جائیں تو اس کو انسانی خوش حالی کے لیے فال نیک خیال کرنا چاہیئے۔ غالباً وہ وقت آئے گا جبکہ اس قسم کی دور اندیشی پر اس حد تک عمل کیا جائے گا کہ ترقی یافتہ قوموں میں آبادی کا بڑھنا یکقلم موقوف ہو جائے گا۔ اس صورت میں ترقی غالباً محدود ہوگی؛ یا کم از کم دوسری سمت میں ہوگی، مختلف جذبات و محرکات کے تحت رونما ہوگی اور اس کے عواقب و نتائج بھی مختلف ہوں گے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں پیدائش کی صنعتوں میں ترقی کا سلسلہ نہ جاری رہے، اور یقیناً اس کی بھی کوئی وجہ نہیں کہ کیوں اخلاقی و عقلی زندگی کو ترقی نہ ہو۔ مسرت اور خوش حالی کے لیے سرعت کے ساتھ اضافۂ تعداد کی کوشش اور مسابقت لازمی نہیں ہے؛ اور نہ آبادی کو یکساں حالت پر 252 قائم رکھنے کی کوشش کرنا تکالیف یا مصائب کا باعث ہو سکتا ہے۔ قدیم معاشئین میں سب سے زیادہ وسیع النظر عالم معاشیات جان اسٹورٹ مل کے فصیح مقولے کو یہاں درج کرنا ناموزوں نہ ہوگا؛ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ایسی مملکت میں جس کی آبادی ایک حالت پر قائم ہو نہ صرف ہر قسم کی دماغی تہذیب و ترقی کا وسیع میدان موجود ہوگا اور اخلاقی و معاشری ترقی کی راہ کھلی ہوئی ہوگی، بلکہ فن معیشت کی اصلاح و ترقی کا بھی خاصہ موقع ہوگا؛ اور جب دماغ تولید پرورش اطفال کے افکار سے خالی ہو تو اس اصلاح و ترقی کا اور بھی زیادہ قرینہ ہے۔ صرف اس صورت میں جبکہ مناسب و موزوں رسم و رواج اور آئین کے علاوہ، اضافۂ نسل انسانی بالقصد و ارادہ عاقبت اندیشی کے ساتھ ہو، یہ ممکن ہو گا کہ عقل انسانی اور علمی انکشافات کی جد و جہد کے ذریعے سے قدرت کی قوتوں پر حاصل کردہ فتوح کو نوع انسانی کی مشترکہ ملک قرار دیا جا سکے اور

باب ۵
آبادی
(بسلسلۂ سابق)

عالمگیر ترقی و اصلاح کا ذریعہ بنایا جا سکے[1]"

له۔ دیکھو جان اسٹورٹ مل کی تصنیف موسوم بہ "معاشیات" Political Economy حصۂ چہارم باب (۶) فصل (۲)۔

باب ۵۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب، وراثت

253 (۱) عدم مساوات کا واقعہ: تقسیم دولت کی شکل منشوری ہوتی ہے۔ پرشیا، برطانیہ عظمیٰ، اور لندن کی آمدنی کی تقسیم کے اعداد۔ (۲) املاک کی تقسیم جیسی کہ برطانیہ کے دستاویزی وصیت ناموں سے اور پرشیا کے ٹکس کے اعداد سے ظاہر ہوتی ہے۔ (۳) ریاستہائے متحدہ امریکہ میں آمدنی کی تقسیم۔ (۴) آیا عدم مساوات بڑھتی جارہی ہے؟۔ (۵) عدم مساوات کے اسباب: جبلی قابلیت کے اختلافات؛ اکتسابی فوائد کا استمرار موقع اور میراث کے ذریعے سے۔ (۶) خانگی ملک کے نظام کے تحت اصل کے قیام کے لیے وراثت ضروری ہے۔ (۷) وراثت کی ممکنہ حدبندیاں محصول اور دیگر طریقوں سے۔ (۸) وراثت کی کامل حدبندی کی تجاویز۔ (۹) خانگی ملک کی اساس۔ افادیت کا استدلال۔ (۱۰) آرام طلب طبقہ؛ اس کی معاشی و اخلاقی حیثیت۔

۱۔ املاک اور آمدنی کی تقسیم میں سب سے نمایاں واقعہ عدم مساوات ہے۔ یہ عدم مساوات کس حد تک ہے اور اس کے کیا اسباب ہیں؟ اس موضوع کے

بارے میں ہماری معلومات ابھی حال ہی تک نہایت حیرت افزا طریقے پر محدود تھیں؛ اور اب بھی ان کو مکمل یا بالکلیہ صحیح نہیں مانا جا سکتا۔ ہمیں جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ زیادہ تر محصول برآمدنی (انکم ٹیکس) کے اعداد و شمار پر مبنی ہے؛ لیکن ایسے اعداد و شمار صرف چند ملکوں کی حد تک دستیاب ہوتے ہیں، اور ان میں بھی ترمیم اور تشریح کی ضرورت ہے۔ بایں ہمہ عام مشاہدہ اور اس کے ساتھ محصلہ اعداد ہیں نہ صرف عدم مساوات کے واقعے کا یقین دلانے کے لیے کافی ہیں، بلکہ وہ عدم مساوات کی عام وسعت و نوعیت بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ متمول اشخاص کی تعداد بہت قلیل ہے؛ خوش حال اور آرام سے رہنے والے اشخاص کی تعداد گو ان سے بہت زیادہ ہے، پھر بھی قلیل ہی ہے؛ اور قلیل آمدنی والے اشخاص کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ دولت اور آمدنی دونوں کی تقسیم بھدی مخروطی شکل رکھتی ہے؛ اس کا صرف ایک اہم استثنیٰ ہے جس کو عنقریب بیان کیا جائے گا! اگر اس تشبیہ کو زیادہ احتیاط کے ساتھ بیان کیا جائے تو، اس کی شکل ایک الٹے لٹو کی سی ہے؛ یعنی نیچے کا حصہ چھوٹا ہے، اس کے بعد بڑا پھیلاؤ ہے، اور پھر اس کے بعد جیسے
جیسے بلندی کی جانب بڑھتے ہیں تدریجی کمی نمودار ہوتی ہے۔ 254

تمثیلاً چند اعداد پیش کرنا کافی ہوگا۔ بہترین قسم کے محصول کے اعداد، جو کسی بڑے ملک کی آبادی میں آمدنی کی تقسیم کو ظاہر کرتے ہیں، سنہ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ سے قبل تک پروشیا کے تھے[1]۔ مندرجہ ذیل اعداد سنہ ۱۹۰۸ء کے لیے ہیں؛ اسی زمانے کے کسی دوسرے سال کے متعلق بھی وہی نتائج ظاہر ہوں گے۔

پروشیا کی مجموعی آبادی یعنی ۴ کروڑ ۸۰ لاکھ نفوس کے منجملہ تقریباً ایک کروڑ ۸۰ لاکھ اشخاص (یا ۸۳ لاکھ قابل ادائی ٹیکس اشخاص) محصول آمدنی سے متاثر نہیں ہوئے، اس لیے کہ متعدد قابل ٹیکس اشخاص کی آمدنی مستثنیٰ مقدار یعنی ۹۰۰ مارک سے کم خیال کی گئی[2]۔ قابل ادائی محصول اشخاص کی تعداد ۵،۸۷۲،۰۰۰ تھی؛ اس لیے کہ

---

[1] دیکھو باب ۱۶، محصول برآمدنی کے طریقوں کے متعلق۔

[2] ان اعداد پر غور کرتے وقت زمانۂ قبل از جنگ کی آمدنی کے حالات کا لحاظ کرنا چاہیئے۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسباب۔ وراثت

ان کی آمدنی مستثنیٰ مقدار سے زائد تھی۔ ان میں آمدنی کی تقسیم بستہ رقوم میں حسب ذیل تھی:۔

محصول ادا کرنے کے قابل اشخاص

۲۴،۸۴،۰۰۰ یا ۹۰٫۵ فیصد کی آمدنی	بحساب	۹۰۰	———	۳۰۰۰ مارک تھی			
۲،۱۳۴،۰۰۰ یا ۷ فیصد	″	″	″	۳،۰۰۰	———	۶،۵۰۰	″
۶۲۶،۶۰۰ یا ۲٫۱۳ ″	″	″	″	۶،۵۰۰	———	۹،۵۰۰	″
۴۳۲،۲۰۰ یا ۱٫۴ ″	″	″	″	۹،۵۰۰	———	۳۰،۵۰۰	″
۱۸،۰۰۰ یا ۰٫۲۵ ″	″	″	″	۳۰،۵۰۰	———	۱۰۰،۰۰۰	″
۳،۸۰۰ یا ۰٫۰۵ ″	″	″	″	زائد از		۱۰۰،۰۰۰	″

اگر خوش حال اور تنگ حال اشخاص کے مابین ۳۰۰۰ مارک پر خط کھینچا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ محصول ادا کنندگان میں سے صرف دس فیصد اشخاص خوشحال طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ اعداد صرف ان اشخاص سے متعلق ہیں جو محصول آمدنی کے حدود کے اندر آتے ہیں اور جن پر محصول حقیقت میں عائد کیا گیا۔ تقریباً اتنی ہی اور تعداد کے اشخاص کی آمدنی مستثنیٰ مقدار آمدنی سے کم تھی۔ تمام خاندانوں کی تعداد کے منجملہ تقریباً ۵ فیصد خوش حال تھے[1]۔ برطانوی انکم ٹکس[2] سے ایسا مواد ملتا ہے جس سے موجودہ غرض کے لیے برطانیہ عظمیٰ کی آمدنی کی تقسیم کے خصوصیات کا کافی طور سے صحیح تخمینہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

مندرجۂ ذیل اعداد ۱۹۰۴ء کے لیے ہیں:۔

255

خاندانوں کی تعداد جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ سے کم تھی ——— ۶،۷۷۵،۰۰۰ تھی

---

[1] دیکھو شمولر کے تخمینے ۱۸۹۰ء کے لیے ان کی کتاب موسوم بہ Grundriss der Volkswirthsch aftslehre جلد (۲) صفحہ ۱۳۹ تا صفحہ ۱۴۰ میں۔

[2] دیکھو باب ۶۹ فصل (۳)۔

شب ۵۵

خاندانوں کی تعداد جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ اور ۷۰۰ پونڈ کے مابین تھی ـــ ۸۳۰,۰۰۰ تھی

〃 〃 〃 〃 〃 ۷۰۰ 〃 ۲۰۰۰ 〃 〃 ـــ ۱۲۲,۰۰۰ تھی

〃 〃 〃 〃 〃 ۲۰۰۰ 〃 ۵۰۰۰ 〃 〃 ـــ ۳۴,۰۰۰ تھی

〃 〃 〃 〃 〃 ۵۰۰۰ 〃 ۵۰,۰۰۰ 〃 〃 ـــ ۱۴,۲۰۰ تھی

〃 〃 〃 〃 〃 زائد از ۵۰,۰۰۰ 〃 〃 ـــ ۳۵۰ تھی

اس نتیجے کو دوسرے طریقے سے بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ ۴ کروڑ ۳۰ لاکھ آبادی کے منجملہ تقریباً پچاس لاکھ ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ سالانہ یا اس سے زیادہ ہے؛ اور ان پچاس لاکھ اشخاص کی آمدنی برطانوی قوم کی مجموعی آمدنی کا تقریباً نصف ہے؛ بقیہ ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ اشخاص جن کی آمدنی ۱۶۰ پونڈ فی خاندان سے کم ہے، مجموعی آمدنی کے بقیہ نصف حصے کے مالک ہیں۔ ان اعداد کے متعلق پوری طرح صحیح ہونے کا دعوی نہیں کیا جا سکتا جو اشخاص موجودہ عدم مساوات کو حق بجانب قرار دینے اور اس کی مدافعت کرنے کی جانب مائل ہیں وہ ایسا تخمینہ پیش کرتے ہیں جس کی رو سے بہت بڑی آمدنی والوں کی تعداد نسبتاً کم اور اوسط آمدنی والوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ ان کے حسابات کی تفصیلات ماہران اعداد و شمار کے لیے دلچسپ اور اہم ہیں، لیکن عام تبصرے کے اغراض کے لیے وہ زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں جو اعداد پیش کئے گئے ہیں ان سے ترقی یافتہ ممالک کی تقسیم آمدنی کے عدم مساوات کی کافی طور پر صحیح تصویر کھنچ جاتی ہے[1]

[1] یہ اعداد Mr. A.L.Bowley کے پیش کردہ اعداد سے ماخوذ ہیں بحوالہ ذیل رپورٹ سے مل سکتے ہیں:۔ Report of the Committee on Income Tax دستاویز پارلیمنٹ شائع شدہ ۱۹۰۶ء جلد (۹) صفحہ ۲۲۹۔ ۱۶۰ پونڈ سے اوپر کی آمدنیوں کے اعداد کی بابت میری ترتیب و تقسیم بولی صاحب کی تقسیم سے کسی قدر مختلف ہے، اور میں نے ۱۶۰ پونڈ سے کم آمدنی والے خاندانوں کی کل تعداد کے متعلق مسٹر شیوزامنی کے تخمینہ کا بھی اضافہ کیا ہے محط فارق ۱۶۰ پونڈ پر قائم کیا گیا ہے اس لیے کہ اس سے کم آمدنیاں محصول سے مستثنی ہیں۔ نیز دیکھو شیوزامنی صاحب کی کتاب تمول و افلاس Riches and Poverty شائع شدہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۴۱ اور مذکورۂ بالا رپورٹ پارلیمنٹ جس میں معلومات کا ذخیرہ ہے تمام ممالک کے اعدادی معلومات کے مفید خلاصے ڈاکٹر رابرٹ میئر نے ایک کتاب موسوم بہ Handworterbuch der Staats wissen Schaften کی متعدد اشاعتوں میں یکے بعد دیگرے شائع کئے۔

باب ششم
عدم مساوات اور اسکے
اسباب۔ وراثت

	اشخاص کی تعداد	آبادی کا فیصد	
ملازم رکھنے والی کل جماعت ...	۴۷۶،۲۵۰	۱۱٫۰	
ان کی ذیلی تقسیم :-			
(ا) ایک ملازم رکھنے والے ...	۲۲۲،۰۰۰	۵٫۵	
(ب) دو ملازم 〃 〃	۱۴۴،۰۰۰	۳٫۴	
(ج) ۳ 〃 〃 〃	۵۷،۷۰۰	۱٫۳	
(د) ۴ 〃 〃 〃	۱۸،۸۰۰	۰٫۴	۱۱٫۰
(ر) ۵ 〃 〃 〃	۱۳،۳۰۰	۰٫۳	
(ذ) ۶ 〃 〃 〃	۷،۱۰۰	۰٫۲	
(س) ۷ 〃 〃 〃	۳،۰۰۰	۰٫۱	
(ش) زائد ملازم رکھنے والے ...	۴،۳۵۰	۰٫۱	
کوئی ملازم نہ رکھنے والی جماعت ...	۳،۳۷۲،۰۰۰	۸۰٫۱	

256 تقسیم آمدنی کا اندازہ قائم کرنے کے لیے مسٹر چارلس بوتھ نے ایک بالکل جداگانہ بنیاد استعمال کی ہے۔ لندن کے بارے میں انھوں نے جو مہتم بالشان تحقیقات کی اس میں ان کو آمدنیوں کے متعلق صحیح معلومات حاصل نہ ہو سکے تو انھوں نے ملازم رکھنے کی صلاحیت کو اپنا معیار قرار دیا ہے' اور یہ طریقہ بدیہی طور سے بہت اہم ہے۔ باملازم اور بے ملازم افراد کے مابین بیّن خطِ فارق ہے؛ پھر انھوں نے باملازم جماعت کی ذیلی تقسیم ملازموں کی تعداد کے لحاظ سے بھی کی ہے۔ معلوم ہوا کہ لندن کی ۴/۵ آبادی' یعنی ۸۰٫۱ فیصد یا ۳،۳۷۲،۰۰۰ اشخاص ایسے تھے جن کے پاس کوئی ملازم نہ تھا۔ بالائی یا ملازم رکھنے والی جماعت ۴۷۶،۲۵۰ اشخاص پر مشتمل تھی جو آبادی کا ۱۱ فیصد تھے۔ بقیہ ۹ فیصد آبادی میں خود ملازم اور ہوٹلوں' اقامت خانوں اور اداروں وغیرہ کے مقیم اور دیگر اشخاص جو مذکورہ حساب میں شامل نہیں کیے گئے'

باب ۵
ناوا سکے
وراثت

داخل تھے۔ اوپر کا طبقہ بحساب فی خاندان ملازم رکھنے کی صلاحیت رکھنے کے حساب سے دو حصوں میں قابل تقسیم ثابت ہوا (چنانچہ دیکھو جدول مندرجہ صفحہ ۵۷ سو بٹہ)۔

براہ راست مشاہدے کی بنا پر مسٹر بوتھ نے لندن کی آبادی کو حسب ذیل طریقے پر تقسیم کیا۔

	اشخاص کی تعداد	آبادی کا فیصد
پہلی جماعت (ادنیٰ ترین)	۳۸،۰۰۰	۹ء۰
دوسری جماعت (بہت مفلس)	۳۱۷،۰۰۰	۷ء۵
تیسری اور چوتھی جماعت (مفلس)	۹۳۸،۰۰۰	۲۲ء۳
پانچویں اور چھٹی جماعت (آرام سے رہنے والی مزدور جماعت)	۲،۱۶۲،۰۰۰	۵۱ء۵
ساتویں جماعت (زیریں اوسط)	۵۰۰،۰۰۰	۱۱ء۹
آٹھویں جماعت (اعلیٰ ترین)	۲۵۰،۰۰۰	۵ء۹

ان اعداد سے اس استثنیٰ کو ظاہر کرنے میں مدد ملتی ہے جس کی طرف تھوڑی دیر قبل اشارہ کیا گیا تھا۔ یہ استثنیٰ اس بیان کے متعلق ہے کہ تقسیم آمدنی کامل طور سے منشوری شکل رکھتی ہے۔ وہ صرف ادنیٰ ترین طبقے سے پہلے تک منشوری ہے۔ اس ادنیٰ ترین طبقے میں اس سے ماقبل طبقے کے مقابلے میں تعداد زیادہ نہیں ہے۔ لندن کی آبادی میں سب سے بڑا واحد عنصر مفلس ترین طبقہ نہیں ہے، بلکہ مقابلتہً آرام سے زندگی بسر کرنے والے مزدوروں کا طبقہ ہے۔ یہی صورت حالات بلحاظ مجموعی ایشیا میں بھی پائی جائے گی، اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ انکم ٹکس کے اعداد 257

لہ۔ دیکھو مسٹر بوتھ کی کتاب موسوم بہ "لندن کی آبادی کی زندگی اور محنت Life and Labour of the Peoples of London, Second Series جلد (۱) صفحہ ۵ شائع شدہ سنہ ۱۹۰۳ء۔

باب ۵
عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

۹۰۰ مارک سے کم آمدنی کو اتنی زیادہ تعداد اشخاص کی جانب منسوب کرنے کی حد تک غلط ہیں، جن کی آمدنی اس سے زیادہ ہے۔ غالباً یہی نتیجہ ادنیٰ ترین طبقے کی حد تک برآمد ہوتا، اگر ہمیں برطانیہ عظمیٰ، فرانس اور ریاستہائے متحدہ جیسے ترقی یافتہ ممالک میں سے کسی ایک کی آمدنیوں کی تقسیم کے بارے میں باوثوق اطلاعات یا معلومات حاصل ہوتیں۔

۲۔ املاک و جائداد کی ملکیت کی تقسیم کے بارے میں بھی صورت حالات اساسی طور سے اسی کے مماثل ہے۔ اعداد کے ایک یا دو جدول تمثیل کے لیے کافی ہوں گے۔ برطانیہ میں توریثی محصولات اس بنیاد پر متعدد سالوں تک بہت احتیاط کے ساتھ عائد کئے گئے؛ گو کل مدت میں شرح محصول مقررہ نہیں رہی، لیکن ایسے طریقے سے عائد کی گئی جس سے طویل مدت کے لیے مختلف حیثیتوں کی جائدادوں کی تعداد معلوم ہوتی ہے۔ اگر سرکاری مالی سال ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۰ء سے شروع کر کے ۱۹۰۸ء۔ ۱۹۰۹ء تک دس سال کی مدت کو شمار کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ دستاویزی وصیت ناموں کے لحاظ سے ہر سال جائدادوں کی حسب ذیل تعداد تھی:[1]

چھوٹی جائدادیں جن کی مالیت ۵۰۰ پونڈ سے زائد نہ تھی	۴۸،۰۰۰
جائدادیں جن کی مالیت ۵۰۰ پونڈ تا ۱۰۰۰ پونڈ تھی	۹،۹۳۳
" " " (۱۰۰۰) " (۱۰،۰۰۰) "	۱۲،۴۸۴
" " " (۱۰،۰۰۰) " (۲۵،۰۰۰) "	۲،۳۱۱

[1] ایک گوشوارہ موسوم بہ Statistical Abstracts for the united Kingdom میں متعدد سالوں کے جو اعداد دئے گئے ہیں، میں نے ان سے اپنے اوسطوں کو مرتب کیا ہے، اور اس سے صرف چھوٹی جائدادیں مستثنیٰ ہیں۔ Statistical Abstract میں چھوٹی جائدادوں کی کل میزان نہیں دی گئی ہے، اس لیے کہ اس میں ۱۰۰ پونڈ سے کم مالیت کی جائدادوں کو شمار نہیں کیا گیا ہے۔ مندرجۂ بالا عدد (یعنی وہ عدد جو جدول میں سب سے اوپر درج ہے) بستہ عدد ہے اور اعدادی اعتبار سے صحیح نہیں ہے، لیکن متعلقہ اغراض کے لیے کافی صحیح ہے۔

باب ۵ مساوات اور اسکے ... وراثت

جائدادیں جن کی مالیت (۲۵،۰۰۰) پونڈ تا ۵۰،۰۰۰ پونڈ تھی	۹۱۱
〃 〃 (۵۰،۰۰۰) 〃 (۷۵،۰۰۰) 〃	۲۸۶
〃 〃 (۷۵،۰۰۰) 〃 (۱۰۰،۰۰۰) 〃	۱۴۰
〃 〃 (۱۰۰،۰۰۰) 〃 (۱۵۰،۰۰۰) 〃	۱۳۵
〃 〃 (۱۵۰،۰۰۰) 〃 (۲۵۰،۰۰۰) 〃	۸۸
〃 〃 (۲۵۰،۰۰۰) 〃 (۵۰۰،۰۰۰) 〃	۵۱
〃 〃 (۵۰۰،۰۰۰) 〃 (۱۰۰۰،۰۰۰) 〃	۱۸
〃 〃 زائد از (۱۰۰۰،۰۰۰) پونڈ تھی	۷ تا ۸

پرشیا کے لیے بھی اسی قسم کے اعداد تھے اور وہ ایک قسم کے ٹکس موسوم بہ تکمیلی ٹکس (Erganzungssteuer) کے سلسلے میں شائع کئے گئے تھے، یہ ٹکس انکم ٹکس کے اعداد پر مبنی تھا، لیکن آمدنی کے لحاظ سے وصول کئے جانے کے بجائے املاک کے لحاظ سے وصول کیا جاتا تھا۔ ۱۹۰۸ء میں ۱،۵۰۰،۰۰۰ کی تعداد ان اشخاص کی تھی جن کے پاس ۶۰۰۰ مارک یا زیادہ مالیت کی جائداد موجود ہونے کا تخمینہ کیا گیا تھا؛ ان اشخاص اور ان کے خاندانوں کی مجموعی تعداد ۵،۳۵۰،۰۰۰ تھی۔ جن اشخاص کو محصول کے لیے شمار کیا گیا تھا ان کی تفصیلی حالت حسب ذیل تھی:-[1] 258

۳۱۷،۰۰۰ اشخاص ایسے تھے جن کی جائداد (۶،۰۰۰ مارک) تا (۲۰،۰۰۰ مارک) کی مالیت کی تھی				
۲۶۲،۳۰۰	〃	〃	(۲۰،۰۰۰) تا (۳۲،۰۰۰)	〃
۲۰۳،۸۰۰	〃	〃	(۳۲،۰۰۰) تا (۵۲،۰۰۰)	〃
۱۹۰،۰۰۰	〃	〃	(۵۲،۰۰۰) تا (۱۰۰،۰۰۰)	〃
۷۹،۹۰۰	〃	〃	(۱۰۰،۰۰۰) تا (۲۰۰،۰۰۰)	〃

[1] میں نے یہ اعداد تقابلی گوشوارے Vergleichende Uebersicht سے اخذ کئے ہیں جو پرشیائی پارلیمان Landtag کے روبرو سرکاری مالی سال ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۰ء کے لیے پیش کئے گئے تھے ان سے سہ سالہ دور کے تخمینوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

باب ۵۵
عدم مساوات اور اسکے
اسباب۔ وراثت

۳۴۳و۳۶۰ اشخاص ایسے تھے جن کی جائداد (۲۰۰و۰۰۰ مارک) تا (۵۰۰و۰۰۰ مارک) کی مالیت تھی

۱۲و۶۰۰	"	"	(۵۰۰و۰۰۰) تا (۱و۰۰۰و۰۰۰)	"
۵و۳۰۰	"	"	(۱و۰۰۰و۰۰۰) تا (۲و۰۰۰و۰۰۰)	"
۳و۰۰۰	"	" زائد از	(۲و۰۰۰و۰۰۰) تا (۲۰و۰۰۰و۰۰۰)	مارک تھی

دونوں ملکوں میں نتائج آمدنیوں کے نتائج کے اساسی طور سے مماثل ہیں۔ لکھ پتیوں کی تعداد فی الحقیقت بہت ہی قلیل ہے؛ متمول گروہ کی تعداد بھی کم ہی ہے؛ لیکن جتنی جتنی املاک کی مالیت کم ہوتی جاتی ہے مالکوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے، اور سب سے کم مالیت کی جائداد جن اشخاص کے پاس ہے ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اس سے کم مالیت کی جائدادوں کے مالکوں کا حساب لگایا جائے تو ان میں یہ رجحان کس حد تک رونما ہوگا اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے؛ لیکن یہ یقینی ہے کہ اس جدول کے حدود سے نیچے جو اشخاص صاحب جائداد ہیں ان کی تعداد اس جدول کی مشمولہ تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں ہر چھ معمر اشخاص میں سے صرف ایک نے اپنی وفات پر ۱۰۰ پونڈ کی جائداد کا ترکہ چھوڑا اور بیس اشخاص میں سے صرف ایک نے ۱۰۰۰ پونڈ کی جائداد چھوڑی[۱]۔ پرشیا میں ہر سات اشخاص کے منجملہ ایک شخص کی جائداد ۶۰۰۰ مارک یا اس سے زیادہ کی تھی؛ ۵/۶ حصہ آبادی محصول املاک سے متاثر نہیں ہوا، اس لیے کہ اس کی جائداد ۶۰۰۰ مارک سے کم کی تھی[۲]۔ جن اشخاص کے پاس بڑی مالیت کی جائداد ہے وہ ہر تہذیب یافتہ ملک میں آبادی کا

۱۔ مسٹر شیوزا منی نے اپنی کتاب موسوم بہ Riches and Poverty صفحہ ۱۵ و ۲۷ میں اس حالت کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے؛ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ہر دس کی آبادی میں صرف ایک وفات پر جائداد چھوڑتا ہے۔ لیکن جیسا کہ مسٹر اے' یل' بولی نے مجھ سے بیان کیا یہ تناسب مجموعی آبادی کے لحاظ سے صحیح نہیں ہوسکتا بلکہ بالغ آبادی کی تعداد کے لحاظ سے ٹھیک بیٹھتا ہے؛ اسی لحاظ سے متن میں چھ بالغ اشخاص میں سے ایک شخص کا تناسب بیان کیا گیا۔

۲۔ پرشیا کی مجموعی آبادی ۱۹۰۸ء میں ۳۸و۰۰۰و۰۰۰ تھی؛ اور (۱۵و۵۰۰و۰۰۰) اشخاص پر مشتمل جتنے خاندان محصول املاک کے لیے محسوب کیے گئے تھے ان میں صاحب جائداد افراد کی تعداد ۵و۳۵۰و۰۰۰ تھی۔

بہت ہی قلیل جزو ہیں۔

۳۔ ریاستہائے متحدہ کے لیے ہم کو تقسیم آمدنی کے کارآمد اعداد دستیاب ہوتے ہیں، مگر تقسیم املاک کے بارے میں ایسے کارآمد اعداد دستیاب نہیں ہوتے۔ آمدنی کے اعداد، یوروپ کے ممالک کے اعداد کے مثل محصول کے حسابات پر مبنی ہیں ۱۹۱۳ء میں وفاقی حکومت نے ایک انکم ٹکس مقرر کیا[1] اور اسی کے بعد سے اعداد و شمار شائع ہونے لگے جن سے محصول عائد ہونے والی آمدنیوں کی مقدار اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جس زمانے میں نیا نظام جاری رہا اس کے ابتدائی پانچ سالوں کے لیے اعدادی نتائج اگر ان کو تقسیم کی صحیح حالت کی علامت کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، محتاج تصحیح خیال کیے جاتے تھے جیسا کہ ٹکس عائد کرنے اور اس کا انتظام کرنے کی تمام صورتوں میں ہوتا ہے، مرور زمانہ کے ساتھ قابل محصول ذرائع پر پہنچنے میں زیادہ کامیابی ہوئی۔ ۱۹۱۸ء میں ملک جس وقت جنگ عظیم کے مصائب میں مبتلا تھا، حکام نے صحیح اور مفصل کیفیت حاصل کرنے کی خاص طور سے کوشش کی اور جنگ عظیم نے خدمات عامہ کا جو جذبہ ابھارا تھا اس نے محصول ادا کرنے والوں کی رہبری اس کا مستعدانہ جواب دینے کی جانب معمولی اوقات کے مقابلے میں بہت زیادہ موثر طریقے پر کی۔ لیکن اس کے باوجود حسابات کئی اعتبارات سے نامکمل رہے۔ جس زمانے میں یہ نظام رائج رہا اس کی مدت پھر بھی قلیل ہی تھی؛ علاوہ ازیں ضوابط ناقص طریقے سے مرتب کیے جانے کی وجہ سے لوگوں کو محصول سے ایک حد تک جائز قانونی طریقے پر اور ایک حد تک ناجائز طور سے بچ جانے کا موقع ملا۔ محکمۂ محاصل داخلہ (Bureau of Internal Revenue) نے جو اعداد مرتب کیے تھے، اگرچہ وہ اس حد تک ناقابل اعتماد نہ تھے جتنے کہ وہ خیال کیے جا سکتے تھے، پھر بھی محتاج نظرثانی و تصحیح تھے، اور اس تصحیح کے بغیر ان کو صحیح تقسیم آمدنی کے نمایندوں کی حیثیت سے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ماہرین اعداد و شمار کی ایک قابل جماعت نے دوسرے متعدد ذرائع سے مواد حاصل کر کے نہ صرف ان کی تحلیل، توضیح و تصحیح کی بلکہ ان میں

[1] دیکھو باب (۶۹) فصل (۵)۔

باب ۵
عدم مساوات دولت کے اسباب۔ وراثت

اضافہ بھی کیا۔ اس طرح ان سے اس خلاصہ کیفیت و جدول کی ترتیب میں کام لیا گیا جس کو معقولیت کے ساتھ صحیح کہا جا سکتا ہے[1]
۱۹۱۸ء میں مقررہ مقداروں کی آمدنیاں رکھنے والے اشخاص کی تعداد کا اندازہ حسب ذیل کیا گیا:-

	تعداد اشخاص
آمدنی (۲،۰۰۰ ڈالر) تک	۳۲،۰۷۸،۱۴۱
آمدنی (۲،۰۰۰) تا (۳،۰۰۰ ڈالر)	۳،۰۶۵،۰۲۴
〃 (۳،۰۰۰) تا (۱۰،۰۰۰ 〃)	۱،۹۷۰،۹۹۱
〃 (۱۰،۰۰۰) تا (۵۰،۰۰۰ 〃)	۲۳۳،۱۸۱
〃 (۵۰،۰۰۰) تا (۲۰۰،۰۰۰ 〃)	۱۸،۹۵۲
〃 (۲۰۰،۰۰۰) تا (۵۰۰،۰۰۰ 〃)	۱،۹۷۶
〃 (۵۰۰،۰۰۰) تا (۱،۰۰۰،۰۰۰ 〃)	۳۶۹
〃 زائد از ۱،۰۰۰،۰۰۰ ڈالر	۱۴۵

عام صورت حال کو پیش کرنے کا دوسرا طریق یہ ہے کہ خوش حال طبقے کی مجموعی آمدنی کا تناسب بقیہ حصۂ قوم کی مجموعی آمدنی سے بیان کیا جائے۔ ۲،۰۰۰ ڈالر یا اس سے کم آمدنی والے افراد، مجموعی تعداد کا ۸۶ فیصد تھے؛ اور مجموعی آمدنی کے منجملہ ۶۰ فیصد آمدنی کے وہ مالک تھے۔ ۲،۰۰۰ ڈالر سے زائد آمدنی والوں کی تعداد
260 مجموعی تعداد کا ۱۴ فیصد تھی اور ان کو مجموعی آمدنی کا ۴۰ فیصد وصول ہوتا تھا۔ خوش حال اور غیر خوش حال طبقوں کے مابین ۳،۰۰۰ ڈالر پر خط فارق کھینچنے سے معلوم ہوا کہ اس حد کے اندر آمدنی پانے والوں کی تعداد، مجموعی تعداد کا ۹۴ فیصد تھی،

[1] دیکھو ایک رپورٹ موسوم بہ Income in the United States its Amount and Distribution, 1909—1919. By the Staff of the National Bureau of Economic Research, New York, شائع شدہ ۱۹۲۱ء

باشب
نااوراسکے
وراثت

اوران کو مجموعی آمدنی کا ۳۷ فیصد وصول ہوتا تھا؛ اس کے برخلاف ۳۰۰۰ ڈالر سے زائد آمدنی پانے والوں کی تعداد آبادی کا ۶ فیصد تھی اور آبادی کی آمدنی کا ۲۷ فیصد پاتی تھی۔ اس واقعے کو قدرے مختلف طریق پر بھی بیان کیا جاسکتا ہے۔ چوٹی کے آمدنی وصول کرنے والے ۵ فیصد اشخاص جن پر خوش حال ترین طبقہ مشتمل ہے مجموعی آمدنی کا ۲۶ فیصد پاتے ہیں؛ مجموعی آمدنی کے اعداد مطلق ۶۰ء۵ بلین ڈالر ہوتے ہیں جس کے منجملہ یہ خوش قسمت طبقہ ۱۶ بلین ڈالر وصول کرتا ہے۔

اس سے زیادہ مفصل نمایندگی دی ہوئی شکل سے ہوتی ہے۔ اس شکل میں مختلف متوازی الاضلاع کے عرض سے ان اشخاص کی تعداد معلوم ہوتی ہے جو مندرجۂ حاشیہ آمدنی پاتے ہیں، اوپر کی طرف کا ہر زینہ آمدنی میں ۱۰۰ ڈالر کے تغیر کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ معلوم ہوگا کہ یہ شکل اُلٹے لٹو کی شکل سے بہت قریبی مماثلت رکھتی ہے۔ وسیع ترین متوازی الاضلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واحد طبقے میں آمدنی وصول کرنے والوں کی سب سے زیادہ تعداد ہے، لیکن یہ سب سے

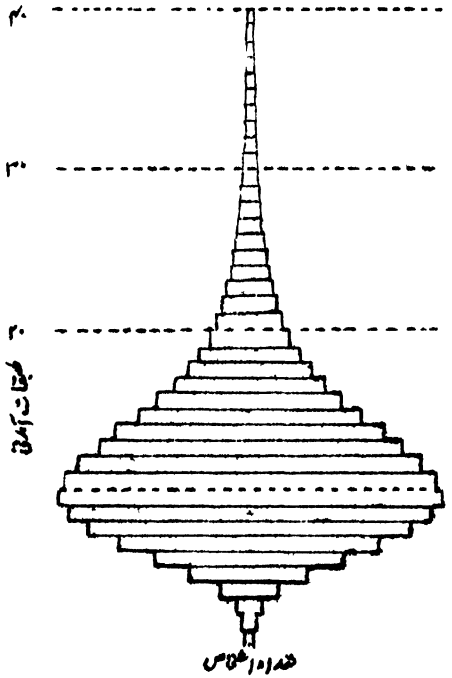

باب ۵

عدم مساوات اور اسکے اسباب ۔ وراثت

نیچے نہیں ہے؛ اس میں ۹۰۰ تا ۱۰۰۰ ڈالر پانے والے اشخاص شامل ہیں۔ اس سے اوپر اور نیچے کے مقررہ طبقوں کی آمدنیاں ۸۰۰ تا ۱۲۰۰ ڈالر ہیں یہ بھی پھیلی ہوئی ہیں اور ان سے خاصی بڑی تعداد ظاہر ہوتی ہے۔ جتنی جتنی آمدنی بڑھتی ہے طبقے سکڑتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ ۴۰۰۰ ڈالر پانے والوں کی تعداد بہت گھٹ جاتی ہے۔
261 اس حد سے آگے شکل اس لیے وسیع نہیں کی گئی ہے کہ تقریباً فوراً ہی وہ پتلی لکیر کی شکل اختیار کرلے گی۔ یہ لکیر اگر اسی پیمانے پر اعلیٰ ترین آمدنی کو ظاہر کرنے کے لیے کھینچی جائے تو اس کا طول کئی ہزار فٹ ہوگا۔ گویا لٹو کا سرا بہت زیادہ طویل ہو جائے گا اور بہت دور تک چلا جائے گا۔

اس قسم کے معطیات سے نتائج اخذ کرنے میں، معیارہائے زر، قیمتوں کی سطحوں اور متعارف آمدنیوں کا ہمیشہ لحاظ کرنا ضروری ہے۔ بعض شرائط بدیہی ہیں۔ دیگر کم بدیہی ہیں، ان کا اقتضا یہ ہے کہ عام معاشی اصولوں کا اطلاق ناقدانہ طریقہ پر کیا جائے۔ ایک بدیہی تصحیح زر کے حالات کے اس غیر معمولی تغیر سے متعلق ہے جو بیسویں صدی کے اوائل اور ۱۹۱۸ء کے مابین رونما ہوئی۔ برطانیہ و پرشیا کے اعداد اول الذکر مدت سے متعلق ہیں اور ریاستہائے متحدہ کے اعداد ۱۹۱۸ء کے لیے مرتب ہوئے[1]۔ ۱۹۱۸ء کے امریکہ کی ۳۰۰۰ ڈالر کی آمدنی ۱۹۱۳ء کی ۱۵۰۰ ڈالر کی آمدنی سے کچھ زیادہ نہ تھی۔ مختلف ممالک کی اضافی آمدنیوں کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک اس کے مساوی بدیہی ضرورت بین الاقوامی اختلافات کا لحاظ کرنے کی ہے۔ مثلاً عام نظر سے دیکھا جائے تو ۱۹۱۳ء کے برطانیہ کی ۱۶۰ پونڈ (یعنی تقریباً ۸۰۰ ڈالر) کی آمدنی معاشری معیار کے لحاظ سے اس سال کی امریکہ کی ۱۵۰۰ ڈالر کی آمدنی یا ۱۹۱۸ء کی ۳۰۰۰ ڈالر کی آمدنی کے مساوی تھی گو قوت خرید کے اعتبار سے وہ اس قدر مساوی نہ تھی۔ ۱۹۱۳ء کے برطانوی اعداد کی تشریح کے سلسلے میں، ۱۲۰ پونڈ کی رقم کو خوش حال طبقے اور بقیہ کثیر آبادی کے مابین خط فارق مانا جا سکتا ہے۔ اس کے بالمقابل

[1] ۔ دیکھو باب ۲۳ فصل (۶)۔

اس سے زیادہ بڑی رقم یعنی ۳۰۰۰ ڈالر کو ۱۹۱۸ء کے امریکہ کی دونوں جماعتوں کے مابین خط فارق مانا جا سکتا ہے[1] جیساکہ مندرجہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے اور جیساکہ دوسرے عنقریب پیش کئے جانے والے اعداد و شمار سے پوری طرح ظاہر ہوگا، خوش حال طبقے کو میسر آنیوالی آمدنی کا تناسب ریاستہائے متحدہ کے مقابلے میں برطانیہ عظمیٰ میں زیادہ ہے۔

ایک اور تصحیح نسبتاً بہت زیادہ دقت طلب قسم کی ہے۔ اس کا تعلق ایسی جماعت کی معاشری حیثیت اور متعارف آمدنی کے مفہوم سے ہے جس کی تعداد ریاستہائے متحدہ میں زیادہ ہے اور جس کی کوئی نظیر برطانیہ عظمیٰ میں نہیں ہے۔ یہ آزاد کاشتکاروں کی جماعت ہے۔ امریکہ کے لاکھوں کاشتکاروں کی آمدنیاں خوش حال طبقے کی آمدنیوں سے بالعموم بہت کم ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ 262
بظاہر مزدوری پیشہ طبقے کی آمدنیوں کے اوسط سے بھی کم معلوم ہوتی ہیں (مصنف نے "بظاہر کم معلوم ہوتی ہیں" اس لیے کہا کہ کاشتکاروں کی آمدنیوں کا حساب تشریح طلب ہے اور اعتراضات کی گنجائش رکھتا ہے۔ وہ اور اس کے اہل وعیال کھیت کی جتنی پیداوار صرف کرتے ہیں وہ بھی اس کی آمدنی میں شمار ہوتی ہے، اور بجائے خود ایک بہت بڑی مد ہے۔ اس کی مقدار کی پیمائش کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ یہ سوال کیا جائے کہ اگر پیداوار کو کاشتکار اپنے صرف میں نہ لاتا اور فروخت کرتا تو، اس کی کیا قیمت وصول ہوتی؟ اگر اس کے کھیت کا مکھن، انڈے، میوے، ترکاریاں، مرغ، گوشت فروخت کرنے سے اور مکان کا کرایہ شامل کرنے سے کل قیمت (۳۰۰) ڈالر وصول ہو تو، اس کی مجموعی متعارف آمدنی کو ظاہر کرنے کے لیے اس کی خالص متعارف آمدنی میں یہ (۳۰۰) ڈالر بھی شامل کرنے پڑیں گے۔ لیکن (یہیں سے دقت شروع ہوتی ہے)؛ یہ زائد (۳۰۰) ڈالر بحوالۂ اشیا یا

---

[1] علیٰ ہٰذا ۱۹۰۸ء کے پرشیا کے ۳۰۰۰ مارک کی آمدنی معاشری اہمیت کے لحاظ سے ۱۹۱۸ء کے ریاستہائے متحدہ کی ۳۰۰۰ ڈالر کی آمدنی کے بالمقابل رکھی جا سکتی ہے۔

باب
عدم مساوات اور اسکے اسباب۔ وراثت

بحوالۂ آمدنی صحیح بہت زیادہ رقم کی نمایندگی کرتے ہیں، گو (۳۰) ڈالر کی اسی رقم کی قدر شہر میں رہنے والے مزدور کے حق میں ۳۰۰ ڈالر سے زیادہ نہ ہوگی۔ کاشتکار اپنے کھیت پر جتنی اشیا ۳۰۰ ڈالر پر فروخت کرسکتا ہے اُن کو اگر شہر کا باشندہ خریدے تو اُسے ۳۰۰ ڈالر سے بہت زیادہ قیمت ادا کرنی پڑے گی؛ بلا شبہ یہ قیمت اوسطاً دگنی ہوگی۔ پیدا کنندے کو، اس اصطلاح کے عام مفہوم کے لحاظ سے، جو قیمت وصول ہوتی ہے اور صارف کو جو قیمت ادا کرنی پڑتی ہے ان دونوں کا فرق علمائے معاشیات کے نزدیک ایک مستقل محلِ حیرت ہے؛ یہ فرق زیر بحث زرعی پیداوار کی حد تک غالباً سب سے بڑا ہے۔ اس طرح کاشتکار کی آمدنی کا تخمینہ کرتے وقت ہمیں تصحیح میں وہی عامل استعمال کرنا چاہیئے جیسا کہ بین الاقوامی معاملات کے تقابل میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ امریکہ کے ایک میکانک کی آمدنی متعارف انگلستان اور فرانس کے میکانکوں کی آمدنی متعارف کے مقابلے میں علی الترتیب دوگونہ اور سہ گونہ ہو، لیکن اس کی آمدنی صحیح اس حساب سے ہرگز اتنی زیادہ نہ ہوگی۔ علیٰ ہذا اگرچہ ممکن ہے کہ امریکہ کے میکانک کی آمدنی امریکہ کے کاشتکار کی آمدنی سے ۵۰ فیصد زیادہ ہو، لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ دونوں کی صحیح آمدنیاں تقریباً مساوی ہوں۔ یہ ایسے معاملات ہیں جن کی جانب عوام بحث مباحثوں میں کچھ بھی توجہ نہیں کرتے؛ ملک کے دیگر معاملات کا تقابل تو بڑی چیز ہے۔ یہ معاملات ایک جانب عام اعداد و شمار اور خاص کر ان اعداد و شمار کے استعمال میں جو باشندوں کی مجموعی آمدنی کو ظاہر کرتے ہیں اور دوسری جانب مختلف طبقوں میں اس آمدنی کی تقسیم کے باہمی فرق و امتیاز کی ضرورت کو واضح کرتے ہیں۔

263 ۴۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ عدم مساوات بڑھ یا گھٹ رہی ہے؟ آیا یہ صحیح ہے، جیسا کہ بالعموم بیان کیا جاتا ہے، کہ دولتمند زیادہ دولتمند اور مفلس زیادہ مفلس بنتے جارہے ہیں؟ اس بارے میں بھی ہمیں صحیح معلومات زیادہ حاصل نہیں ہیں۔ لیکن جو کچھ معطیات ہمارے پاس موجود ہیں ان کی بنا پر عام رجحان یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں متمول لوگ غالباً زیادہ متمول ہوتے جارہے ہیں اور اُن کے

باب ۵
ساوات اور اسکے
ب ۔ وراثت

تمول میں یقیناً کمی نہیں ہو رہی ہے، مفلس زیادہ مفلس نہیں ہو رہے ہیں۔

برطانیہ کے لیے سنہ ۱۸۸۰ء اور سنہ ۱۹۱۳ء کے دو سالوں کا محتاط مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ درمیانی مدت میں (یعنی ایک نسل کے قریب) اُجرت پانے والی جماعتوں کی آمدنیوں میں بقدر ۵۰ فی صد اضافہ ہوا، اور خوش حال طبقوں کی آمدنیوں میں یعنی ایسی آمدنیوں میں جن کی مقدار محصول آمدنی کی استثنائی حد سے زیادہ ہے بقدر ۳۰ فی صد اضافہ ہوا۔ خوش حال طبقے کو برطانوی قوم کی مجموعی آمدنی کے منجملہ جتنا حصہ سنہ ۱۸۸۰ء میں پہنچا تقریباً ٹھیک اتنا ہی سنہ ۱۹۱۳ء میں بھی پہنچا اور اس کی مقدار نصف سے کچھ ہی کم ہے۔ واضح رہے کہ یہ کسر ریاستہائے متحدہ کی اسی کے بالمقابل کسر کی نسبت زیادہ ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں، جیسا کہ ابھی بیان کیے ہوئے اعداد سے معلوم ہوتا ہے، خوش حال طبقے کو جو مجموعی آمدنی ملتی ہے اس کا تناسب کل آبادی کی مجموعی آمدنی کے مقابلے میں تقریباً $\frac{1}{4}$ ہے۔ ان دو ملکوں کے مابین اس بین فرق کی بڑی وجہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی آزاد کاشتکاروں کی جماعت کی کثرت تعداد اور عام خوش حالی ہے۔ برطانیۂ عظمیٰ میں تغیر کے عام رجحان پر اگر مکرر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں خوش حال طبقے کے افراد کی تعداد تقریباً دوچند ہوگئی تھی، اور اس کے برخلاف اُجرت پانے والے طبقے کے افراد کی تعداد میں $\frac{1}{4}$ سے بھی کم اضافہ ہوا تھا۔ مختلف طبقوں کی آبادی کی تقسیم میں نمایاں تغیر خوش حال طبقے اور مزدوروں کے طبقے کی درمیانی جماعت کی آمدنی کا اضافہ تھا۔ اس جماعت میں چھوٹی تنخواہ پانے والے اشخاص، دوکاندار اور ایسے لوگ شامل ہیں جن کی آمدنیاں مستثنیٰ مقدار سے کم ہیں لیکن دستکاروں اور مزدوروں کی معمولی اوسط آمدنیوں سے زیادہ ہیں۔ آبادی کا بیشتر تناسب درمیانی جماعت اور خوش حال طبقے کی سطحوں تک ترقی کر جانے کے قابل ہوا۔ اس کے برخلاف جو لوگ مفلس تھے وہ کسی قدر اور مفلس ہوگئے۔[1]

---

[1] ۔ دیکھو A.L. Bowly کا تجزیۂ فن اعداد و شمار کی نہایت قابل تعریف تصنیف موسوم بہ The Technique in the Distribution of the National Incomes برائے سنہ ۱۸۸۰ء تا سنہ ۱۹۱۳ء شائع شدہ سنہ ۱۹۲۰ء میں۔

باب ۹

عدم مساوات اور اس کے اسباب۔ ۱۰

264

اس زمانے میں جرمنی میں اسی کے مماثل میلان رونما ہوا۔ یہاں بھی محصول کے اعداد و شمار خاصی صحیح اطلاعات کا منبع ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں بھی مفلس طبقے کی آمدنیوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ علاوہ ازیں یہاں ایک مستقل ترقی کی تحریک جاری رہی اور آبادی کا کچھ تناسب زیادہ خوش حال طبقے میں اپنے کو دفعتہً پہنچا دینے کی دوامی کوشش کرتا رہا۔ آرام سے زندگی بسر کرنے والے مزدوروں کی جماعت اور زیریں متوسط جماعت کمزور نہیں ہوئی بلکہ زیادہ طاقتور ہو گئی۔ نہ تو متوسط طبقے کے غائب ہونے کا کوئی میلان رونما ہوا اور نہ بہت ہی متمول اشخاص کی مختصر جماعت میں اعلیٰ آمدنیوں کے انجذاب کا کوئی رجحان پیدا ہوا۔ اس زمانے میں جرمنی، برطانیہ سے زیادہ تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا تھا، اور اس وقت اس کی حالت وہی تھی جو اس کے رقیب کی نصف صدی پیشتر رہی تھی۔ یہ توقع کیجا سکتی ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ اس سریع مادی ترقی کے دوش بدوش کاروباری جماعت کو خاصہ منافعہ وصول ہوگا اور خوش حال طبقہ بھی عام طور سے فائدہ حاصل کرے گا۔ اس وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ جرمنی کے بہت زیادہ خوش حال طبقے کے پاس آمدنی اور املاک کے روزافزوں زیادہ مقدار میں مجتمع ہونے کے علامات عیاں ہیں اور پھر بھی اس طبقے کے اندر تعداد کا اضافہ ہو رہا ہے، لیکن یہ سب کچھ کم خوش حال طبقے کی حالت کو نقصان پہنچائے بغیر ہوا ہے۔

ریاستہائے متحدہ میں موجود الوقت صورت حال کے مقابلے میں عدم مساوات کے رجحان کے متعلق کہ آیا وہ کم ہو رہا ہے یا زیادہ، ہمیں بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ لیکن یہ بالکل اغلب ہے کہ جنگ یورپ سے پیشتر کی نسل میں ترقی کی رفتار عام طور سے جرمنی کی رفتار ترقی کے مثل تھی، اس لیے کہ دونوں ملکوں کی حالت سریع صنعتی ترقی کی حد تک ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھی۔ بہت نمایاں طور سے کثیر المقدار دولت و تمول کے مجتمع ہو جانے کی وجہ سے اکثر حصوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ عدم مساوات اور زیادہ ترقی کر رہی تھی۔ لیکن ملک خاصہ وسیع ہے اور اس کی آبادی بھی کثیر ہے، متوسط طبقے کے اشخاص خواہ وہ بالائی حصے کے ہوں یا زیریں حصے کے کثیر التعداد ہیں، اگرچہ متمول طبقے کی طرح ممتاز و نمایاں

باب
عادات اور ایکے
ب۔

قائم کی جاتی ہے۔ موجودہ زمانے کے مفروضہ آزاد اور مسابقت کرنے والے معاشرے میں فوائد کا رجحان پھر بھی اپنے آپ کو قائم رکھنے کی جانب ہوتا ہے۔ یہ رجحان دو طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک تو ماحول اور موقع سے اور دوسرے املاک کی توریث کے ذریعے سے۔

ماحول اور موقع پر پہلے غور کیا جا چکا ہے[1]۔ اگرچہ یہ یقین نہیں ہے کہ معاشری طبقہ بندیوں کا انحصار کس حد تک اکتسابی فوائد اور سہولتوں پر ہوگا اور کس حد تک مختلف جماعتوں کے جبلی اخلاقی اور عقلی صفات و خواص پر ہوگا؛ لیکن یہ ظاہر ہے کہ مصنوعی اسباب بڑی حد تک عمل کرتے ہیں مختلف قوتوں کا عمل ہر شخص کو اس کے آبا و اجداد کے معاشری رتبے ہی میں رکھتا ہے۔ صرف وہ لوگ جو غیر معمولی جبلی خوبیاں رکھتے ہیں آسانی سے اس رتبے سے آگے ترقی کرتے ہیں اور صرف وہی لوگ اس سے گھر جاتے ہیں جن میں غیر معمولی نقائص موجود ہوتے ہیں۔

لیکن اس سے زیادہ اہم شے املاک کی براہ راست توریث ہے۔ اس کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ بدیہی طور سے محض یہی اس چیز کی تشریح کر دیتی ہے کہ اصل، زمین اور آمدنی پیدا کرنے والی ہر قسم کی جائدادوں سے وصول ہونے والی آمدنی میں دوام کیوں ہوتا ہے، اور اس طرح متمول اور غیر متمول کے درمیان دائمی خلیج کیوں حائل رہتی ہے۔ توریث، معاشری طبقہ بندیوں کے خطوط فارق کو مضبوط کرنے میں اور رسم و رواج اور عادات کے اثرات کو از سر نو پُر زور بنانے میں بھی مدد دیتی ہے۔ جو اشخاص ورثہ حاصل کرتے ہیں انھیں موقع اور سہولت بھی ارث میں ملتی ہے۔ ان کا آغاز نہایت بہتر ہوتا ہے، ان کا ماحول زبردست مہیج کا کام دیتا ہے اور ان کی ترقی کی آرزوئیں بھی بلند ہوتی ہیں۔ ایسے اشخاص کی آمدنیوں میں مزید اضافے کا امکان ہوتا ہے اور تاخیر کی شادیوں اور کم اولاد کے ذریعے سے ان کے معیار زندگی اعلیٰ درجے پر

---

[1] دیکھو باب ۵۲۔

باب ۵
عدم مساوات کے اسباب۔

برقرار رہنے کا قرینہ ہوتا ہے۔ توریث کا آئین معاشری طبقہ بندی کو جس طرح راست طریقے پر متاثر کرتا ہے اس سے کچھ کم درجے پر بالواسطہ طریق پر متاثر نہیں کرتا۔

کوئی اور شے جبلی قوی، توریث املاک، اور دوامی ماحول کے متحدہ اثر کو اس قدر کامل طور سے ظاہر نہیں کرتی جس قدر موجودہ زمانے کی سوسائٹی کی سب سے ممتاز ہستی یعنی سرمایہ بڑھانے والے کاروباری شخص کی حیثیت ظاہر کرتی ہے۔ کسی انفرادی کاروباری شخص کی زندگی کے ابتدائی مراحل میں ذرایع کی تملیک بہت اہم مانی جاتی ہے۔ ابتدائی مرحلے کے بعد جبلی قابلیت کا زیادہ سے زیادہ اثر پڑتا ہے صنعت کا قائد خواہ کسی طریقے سے اپنے کاروبار کا آغاز کرے وہ ترقی کرتا اور سرمایہ بڑھاتا جاتا ہے؛ اور جوں جوں وہ سرمایہ بڑھاتا جاتا ہے کثیر املاک کی بدولت اس کو پھر زیادہ سے زیادہ موافق حالات میسر آتے ہیں۔

267 جب وہ مرتا ہے تو اپنے پیچھے متعدد ورثا چھوڑ جاتا ہے، جو غالباً نہ صرف قابلیت ورثے میں حاصل کرتے ہیں؛ بلکہ املاک بھی یقینی طور سے حاصل کرتے ہیں۔ املاک کے ساتھ وہ نیا ماحول اور نئے نئے مواقع بھی ارث میں پاتے ہیں حقیقت میں ایسا ہونا ممکن ہے کہ کفایت شعاری یا ہوشمندی کے فقدان کی وجہ سے جائداد تباہ ہو جائے یا ورثا میں حصہ بندی کے باعث اس کے ٹکڑے ہو جائیں لیکن ان دونوں نتائج میں سے کوئی نتیجہ بھی اغلب نہیں ہے؛ اور اگر یہ نتائج رونما بھی ہوں تو بھی ورثا کے خیالات عالی اور ارد گرد کے حالات اُس مفلس طبقے کے ماحول اور امنگوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں جن کی صفوں سے ممکن ہے کہ ان کا جد اعلیٰ نکلا ہو۔ بہرصورت عدم مساوات، توریث اور ماحول کے ذریعے سے دوامی شکل اختیار کر لی جاتی ہے، خواہ وہ ابتداءً موافق حالات کے بغیر ہی کیوں نہ رونما ہوئی ہو۔

۶۔ املاک کی توریث عدم مساوات کو قائم و برقرار رکھنے میں جب اس قدر قوی اثر ڈالتی ہے تو، اس کو کس طرح حق بجانب قرار دیا جاسکتا ہے؟

تاریخی لحاظ سے توریث کی ابتدا خاندان کی وحدت کے احساس سے ہوئی۔ قدیم زمانے میں جدؔ، املاک کا قریبی مالک اس قدر نہ ہوتا تھا جس قدر وہ اس خاندان کا صدر اور نمایندہ ہوتا تھا جن کی ملک میں یہ املاک ہوتے تھے۔ متوفی کے بعد اس کے پسماندگان کے ہاتھ جو ملک آتی تھی اس سے تملیک کا تغیر نہ ہوتا تھا، بلکہ سلسلے میں آنے والے مالکوں کے نئے نمایندوں میں ملک کی منتقلی عمل میں آتی تھی۔ گو تاریخی اعتبار سے توریث کی یہ تشریح کافی ہے لیکن وہ آئین وراثت کو حق بجانب قرار دینا تو درکنار اس کی موجودہ حالت میں توجیہ و توضیح کرنے میں بھی کچھ مدد نہیں دیتی۔ جس بنیاد پر اب وراثت کی مدافعت کی جاتی ہے وہ صاف بات یہ ہے کہ افادی بنیاد ہے۔ جو سوسائٹی خانگی ملک کی بنیاد پر منظم ہو اس میں اصل کے قیام و دوام کے لیے توریث ضروری ہے۔

یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ فراہمی اصل کے ابتدائی مراحل میں توریث کس حد تک ضروری ہے۔ زر اندوزی اور پس اندازی و شغل اصل کے ابتدائی مراحل کی جانب متعدد محرکات رہبری کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کے مستقبل کے تحفظ کا خیال، معاشری حیثیت بڑھانے کا ولولہ، امتیاز حاصل کرنے کی خواہش، جد و جہد کرنے سرگرمی دکھانے اور حکومت و اختیارات حاصل کرنے کے جذبات۔ لیکن مسلسل اصل کی فراہمی اور اس کو مستقل طور سے مصروف کرنا، یہ اسی وقت ممکن ہے جب گھر بار کی محبت اور خاندان کی آرزوں کا پورا کرنا بطور محرک موجود ہوں۔ جائداد یا دولت کا وقف، اگرچہ ورثا کے لیے بالعموم ایک مشکوک سا عطیہ ہوتا ہے، پھر بھی جد کا بنایا ہوا ایسا سرچشمہ ہوتا ہے جس کو بڑھایا اور پھیلایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم توریث کا خاتمہ کر دیں اور یہ حکم نافذ کر دیا جائے کہ متوفی کی جائداد بحق سرکار ضبط کر لی جائے گی تو مالک عام طور سے خود مرنے سے پیشتر جائداد ختم کر دے گا۔ اکتساب جائداد کے اولین محرکات میں سے ایک محرک غائب ہو جائے گا اور اس طرح جائداد کے قیام و بقا کا یقیناً 268
سب سے بڑا محرک نابود ہو جائے گا۔ پھر عامۃ الناس کے فائدے کے لیے کون اصل جوڑے گا اور اس کو مصروف کرے گا؟

باب
عدم مساوات اور
اسباب۔

یہی اس اصول کی بنیاد ہے کہ توریث کے محصول کو حدود کے اندر رکھنا چاہئیے۔ جیسا کہ بعد میں چلکر معلوم ہوگا، وفات پر جائداد کی منتقلی محصول عائد کرنے کا اور متزائد شرحوں کے اطلاق کا مناسب موقع پیش کرتی ہے لہ لیکن اس قسم کے محصول، اصل کی جڑ کھوکھلی کر دیتے ہیں۔ تا وقتیکہ ان کو معتدل حدود کے اندر نہ رکھا جائے ان کی ادائی اصل جائداد میں سے کرنی پڑتی ہے نہ کہ آمدنی سے؛ اور افراد کے "اصل" کی تقلیل اجتماعی اصل کی اتنی ہی تقلیل کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ یہ کہ محصولات جس قدر زیادہ ہوں گے اور اس کے نتیجے کے طور پر جائدادوں کی قرقی سے وہ جس قدر منتقل ہوتے جائیں گے اسی قدر یہ زیادہ اغلب ہوگا کہ اصل کی ابتدائی فراہمی میں مزاحمت رونما ہو۔

۷۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ توریث غیر محدود ہونی چاہیئے۔ بعض ایسے تحدیدات یقیناً عائد کئے جا سکتے ہیں جو اس آئین کی اساسی تاثیر کو متاثر نہ کریں۔ گو دیگر بندشیں ممکن ہے کہ اصل کو کم کرنے کی جانب رہبری کریں، لیکن ان سے نقصانات کی تلافی کرنے والے فوائد رونما ہوں گے۔ عدم مساوات کو گھٹا کر ممکن ہے وہ ایسی معاشری منفعت پیدا کریں جو مادی نقصان کی کافی سے زیادہ تلافی کر دے۔

اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ بلا وصیت توریث کا عمل غیر معین طور سے سب سے دور کے عزیز تک کیوں وسیع کیا جائے۔ جہاں کوئی شخص وصیت تحریر کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا وہاں، یہ بات بخوبی مانی جاسکتی ہے کہ اس نے اپنی جائداد دور کے رشتہ داروارثوں کے خیال سے نہیں جوڑی تھی۔ اگر عوام اس قسم کی غیر منترقبہ دولت کا کلی یا جزوی استحصال کرلیں تو، ایسے شخص یا دوسرے اشخاص کی جوڑی ہوئی دولت میں رکاوٹ نہ پیدا ہوگی۔ اسی بنیاد پر جیسی جیسی وارث کی رشتہ داری متوفی سے زیادہ بعید ہوتی جائے توریث پر،

لہ۔ دیکھو باب ۶۹ فصل (۶)؛ نیز باب ۶۸ و باب ۶۹ میں محصولات متزائد کی عام بحث۔

باب ۱۰
مساوات اور اسکے

خواہ اس کے متعلق وصیت نامہ تحریر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، بھاری محصول لگانا حق بجانب ہوگا۔

اس نے مختلف تجویز جس کا مقصد بھی مختلف تھا، بہت زمانے قبل جان اسٹورٹ مل نے پیش کی تھی؛ اور وہ یہ تھی کہ اس جائداد کی مقدار جو کسی واحد وارث یا وصی کو منتقلی کے قابل ہو محدود کی جائے۔ ایسی جائداد کی انتہائی مقدار مقرر کر دینی چاہیے جو کوئی شخص وصیت یا توریث کے ذریعے سے یا کسی زندہ آدمی سے بطور ہبہ حین حیات حاصل کر سکتا ہو۔ یہ مقدار دس لاکھ ڈالر یا اس سے بہت کم یا کچھ زیادہ مقرر کی جاسکتی ہے؛ مقدار کے تعین کا انحصار عامۃ الناس کے مروجہ خیالات پر اس حد تک ہوگا جس حد تک وہ عدم مساوات کو برداشت کرنے سے عاجز آگئے ہوں۔ اس اہم تحدید کے تابع رہ کر کامیاب سرمایہ دار اپنی ملک کو تقسیم کرنے کے بارے میں آزاد ہوگا۔ چاہے وہ متعدد پانے والوں میں اس کو تقسیم کرے یا عوام کی خدمت کے لیے بڑے بڑے عطیے دے کر اپنے لیے یادگار قائم کرے۔ اس کو اگر اس حد تک اپنی دولت پر تصرف کرنے کا اختیار دیا جائے تو' (مجوزوں کو یہ توقع ہے کہ) وہ اپنی زندگی میں دولت کو تلف کرنے سے باز رہ سکے گا۔ اس صورت میں فراہمی اصل میں تو کوئی مزاحمت پیدا نہ ہوگی لیکن کثیر المقدار دولت کی ملک از روے وراثت کسی کو نہ ملے گی اور اوپر کے "قارونی" طبقہ کا دوام رک جائے گا۔ اس طرح سب سے بڑی اور بھیانک عدم مساوات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ 269

یہاں بنیاد غیر استوار ہے۔ یہ صحیح ہے کہ زراندوزی کے محرکات قوی ہونے کی وجہ سے ان کے حق میں غیر محدود ذرائع کو تقسیم کرنے کی آزادی پھر بھی مہیج کا کام کرے گی؛ تاہم قریبی ورثا کو جو مقدار قابل انتقال ہو اس کی تحدید مالک کو اپنے حین حیات غیر محتاط مصارف یا اسراف کرنے کے جذبے کو فروغ دے گی۔ اس طرح ہمیں اس خیال پر پہنچنا پڑے گا کہ چونکہ مستقل املاک کی عدم مساوات خوش حالی کے بیشترین امکانات کے متضاد ہے اس لیے وہ صرف فی نفسہ ایک نقص یا خرابی نہیں ہے، بلکہ مفروضہ خوش قسمت فیض رسانوں اور

باب ۶
عدم مساوات املاک
اسباب ۔

اہل خیر کے لیے بھی بالعموم خطرناک ہے ۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ بیجا اسراف کے ذریعے سے اصل کا جتنا اتلاف ہوگا اس کی تلافی کسی دوسری جگہ اصل کی فراہمی کے ذریعے سے ہوجائے گی ۔ پہلے بیان ہوچکا ہے[1] کہ پس اندازی اور فراہمی اصل کو جو قوتیں عمل میں لاتی ہیں ان کی رفتار موجودہ زمانے میں یکساں ہے ، اور اس کا امکان ہے کہ وہ بظاہر ان کا مادی سازوسامان مہیا کرنے کا مسالہ کافی یا کافی سے زیادہ مقداریں فراہم کردیں ۔ گو ممکن ہے کہ چند بڑے بڑے املاک اپنی ممکنہ بیشترین حد پر پہنچنے سے قبل منقطع ہوجائیں ، پھر بھی پس اندازیوں کا بڑا حصہ مثل سابق بڑھتا رہے گا اور من حیث المجموع اس کا ذخیرہ غالباً کافی مقدار میں ہوگا ۔ قوم جتنا نقصان برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اس سے زیادہ نقصان نہ ہوگا ۔

۸ ۔ اس سے زیادہ کامل و اساسی نوعیت رکھنے والی اور اپنے عملدرآمد میں بالکلیہ مختلف تدابیر کی متقاضی تجاویز یہ ہیں کہ عامۃ الناس یا ان کی نمایندہ حکومت چند نسلوں کے مرور کے بعد متوفی کی متروکہ جائداد کا کامل استحصال کرلے ۔ ایک اطالوی مصنف نے نہایت انوکھی اور جدت آمیز 270
تجویز پیش کی ہے[2] ۔ وہ یہ مشورہ دیتا ہے کہ ہر اس جائداد یا ملک سے جو اقل ترین حد یا قابل محصول مقدار سے متجاوز ہو اس کی پہلی وراثتی تقسیم کے وقت حکومت ایک ثلث حصے پر خود قابض ہوجائے ، دوسری مرتبہ جب اس بقیہ جائداد کی تقسیم عمل میں آئے تو حکومت اس کا ایک

[1] ۔ دیکھو باب ۳۹ فصل (۶) ۔

[2] ۔ دیکھو ای ۔ رگنانو کی تصنیف موسوم بہ Un Socialism en harmonie avec la doctrine economique شائع شدہ ۱۹۰۹ء مصنف نے محض اس کا فرانسیسی ترجمہ دیکھا ہے ۔ اس تجویز کی تشریح و بحث ایچ ڈالٹن نے اپنی کتاب موسوم بہ The Inequality of Incomes. باب ۹ میں کی ہے ۔

باب ۵
مساوات اوراسکے
سباب۔

ثلث حصہ اور تیسری اور آخری تقسیم کے وقت کل ما بقی حصہ لے لے۔ مالک جائداد یا وصیت کرنے والا جائداد کا اعتنا بڑا جزو چاہے اور جتنے زیادہ یا کم اشخاص میں چاہے تقسیم کرسکتا ہے۔ پھر بھی پہلی وراثتی تقسیم کے بعد اور غالباً پہلی نسل میں، جائداد کا بیشتر حصہ اس سے مستفید ہونے والوں کے ہی قبضے میں رہے گا۔ دوسری حالت یا منزل میں اس سے کمتر جزو ملے گا اور انجام کار تیسری حالت میں (یا منازل کے انتخاب کے مطابق چوتھی یا پانچویں حالت میں) سب کچھ سرکار کی ملک ہوجائے گا۔ مفروضہ یہ ہے کہ وصیت کرنے والا اپنے پوتوں پرپوتوں کے مقابلے میں خود اپنے بچوں کے متعلق زیادہ فکرمند ہوتا ہے، اور اسی طرح سے درجہ بدرجہ زیادہ دور کے رشتے کے اخلاف کے بارے میں کم فکرمند ہوتا ہے۔ جس وقت تک کہ اس کے املاک کا بیشتر حصہ اُن لوگوں تک پہنچ سکتا ہو جن کی خوش حالی اس کا مقصد اولین ہے وہ املاک کو صحیح وسالم محفوظ رکھے گا۔ دور کے رشتے کے ورثا کے حقوق کی پامالی اُس کو متاثر نہ کرے گی۔

اس سے بظاہر قدرے مختلف لیکن اصولی لحاظ سے بالکل مشابہ یہ تجویز ہے کہ توریث کے ذریعے سے صرف مستقل آمدنیوں کی تقسیم سلسلے کے ساتھ عمل میں لائی جائے، یعنی موصی کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنے حسب منشا اپنی ملک کی آمدنی کو دو، تین یا چار ورثا میں یا جتنوں سے اس کو دلچسپی ہو اتنوں میں تقسیم کرسکے، اور اس کے بعد ہر چیز حکومت کے قبضے میں کرلی جائے۔

اس قسم کی سب تجاویز کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان پر عملدرآمد کرنے کا ابتدائی نتیجہ بھی یہ ہوتا ہے کہ املاک کی نگرانی بلکہ اُس کا انتظام عمومی ہوجائے۔ ممکن ہے کہ وہ اُن قوتوں کو عمل میں رکھنے میں کامیاب ہوں جن کی بناپر ابتدائی زراندوزی کرنے والے بڑے بڑے املاک بنالیتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان تجاویز میں پہلے بعد دیگرے مستفید ہونے والے ورثا کو اس امر کی ترغیب دینے والی کوئی شے نہیں کہ وہ بھی اپنے حصے کے املاک صحیح وسالم حالت میں برقرار رکھیں۔ متعدد ورثا اور خاصکر اس

باب ۵
عدم مساوات اور اس کے اسباب۔
271

سلسلے کے آخری افراد کو اس کی ترغیب ہوگی کہ جو کچھ ان کے پاس بچ گیا ہے اس کو ضائع کر دیں۔ حکومت کو اصل پر اپنی پوری نگرانی رکھنی چاہیئے تاکہ اس کے صحیح و سالم رہنے کا یقین ہو جائے۔ تا وقتیکہ یہ نہ کیا جائے گا، ظن غالب یہ ہے کہ افراد کے پاس کے سرمائے کی رقوم اور اسی حد تک قوم کا مادی ساز و سامان ضائع جائے گا۔

حکومت کی جانب سے اس قسم کی تضییع کی روک تھام کا انتظام کیا جانا ناممکن العمل شے نہیں ہے۔ ایک سرکاری دفتر اس غرض کے لیے قائم کیا جا سکتا ہے اور اس کے ذمے متعلقہ جائداد اور املاک کا نظم و نسق کیا جا سکتا ہے۔ یہی محکمہ ترکے سے استفادہ کرنے والے متعدد افراد کو اُن کے مقررہ حصوں کے مطابق سالانہ آمدنیوں کی ادائی کا انتظام کر سکتا ہے۔ اس کی نگرانی اور ملک میں روز افزوں زیادہ املاک آتے جائیں گے۔ یہ املاک صنعت کے منتظموں کو قرضہ حاصل کرنے کے لیے مستعار دئیے جا سکتے ہیں۔ ایسے انتظام کے تحت ممکن ہے کہ خانگی تنظیم مستقل صورت اختیار کرلے۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی بڑے بڑے املاک بلکہ کثیر المقدار دولت کی فراہمی کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن دولتمندوں کی مفت خور جماعت صدیوں تک قائم نہ رہ سکے گی۔

ایک موزوں سرکاری محکمہ نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیے وسیع اور مہتم بالشان پیمانے پر انتظام کرنے، قابل و عالی دماغ مستقل تنخواہ دار عہدہ داروں اور عملے کی ضرورت ہوگی؛ اور اس محکمے کے کاروبار کو حکومت کے معمولی مالیاتی معاملات کے انتظام سے بالکل الگ تھلگ رکھنا ہوگا۔ اور یہیں ہم کو اُس دقت کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے جو اصلاح معاشرت کی ہر تجویز کے بارے میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ آیا عامتہ الناس مجوزہ کاموں کا ساتھ دیں گے؟ آیا عوام ضروری ذہانت اور اجتناب کی صلاحیت رکھتے ہیں؟ آیا یہ توقع رکھنے کی معقول بنیاد ہے کہ سرکاری عہدہ داروں کے ہاتھوں میں عظیم المقدار رقوم کے فنڈ آنے کے بعد وہ ان سے واجبی طور سے کام لیں گے؟ تاریخ مالیات اس بارے میں بہت کم ہمت افزائی کرتی ہے۔ جو رقم اصل حکومت کے ہاتھ میں

باب ۵
سامان اور اس کے
ب.

رہتی ہے وہ حکومت خود بالعموم مستعار حاصل کرتی ہے؛ وہ کسی محکمہ یا دفتر کے حوالے کی جاتی ہے اور اس کے بعد خرچ بلکہ ضائع ہو جاتی ہے۔ اس سے کوئی دائمی مادی منفعت نہیں حاصل ہوتی؛ روحانی منفعت اس سے بھی کم درجے پر حاصل ہوتی ہے۔ یہ خیال کرنا آسان ہے کہ جس سررشتے کو یہ رقم دی جائے گی وہ اس کو کس قدر منفعت کے ساتھ اور مفید طریقے پر صرف کرے گا اور کس حد تک امور عامہ مطلوبہ انتظام سکونت کی تجاویز اور تعلیمی سہولتیں پیدا کرنے میں اس کو خرچ کرے گا۔ لیکن عام اخراجات کے سلسلے میں ان کو ضائع ہو جانے سے روکنا بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ خزانۂ سرکاری کی حیثیت فرد واحد کی سی ہے۔ اس کا قرینہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی گاڑھی پسینہ کی کمائی کی بہت احتیاط کے ساتھ نگرانی کرے، اس کو محفوظ رکھے یا بطور اصل مصروف کرے۔ لیکن جو کچھ بطور ناگہانی عطیہ یا نعمت غیر مترقبہ اس کے ہاتھ لگتا ہے اس کو وہ بے فکری بلکہ غالباً ہنسی خوشی کے ساتھ خرچ کرے گا۔ خزانۂ سرکاری جب بظاہر آسان ذرایع سے رقوم حاصل کرتا ہے جو فی الوقت بڑی اکثریت پر 272 کوئی بار نہیں ڈالتے تو، ہر معمولی سے معمولی وہمی تجویز پر ان کے بیدریغ خرچ کئے جانے کا قرینہ ہوتا ہے۔ جو رقوم بذریعۂ محصول وصول کی جاتی ہیں جس کو لوگ بہت بڑا بار خیال کرتے ہیں تو، وہ ان رقوم کو بہت دانشمندی اور جانچ کے ساتھ خرچ کرے گا۔ دونوں صورتوں میں جو مداخل بآسانی وصول ہوتے ہیں، وہ بہت جلد خرچ ہو جاتے ہیں۔

اور اگر توریثی املاک کے تدریجی استحصال سے جو رقوم ہاتھ آئیں وہ شغل اصل کے لیے قائم کی جائیں تو اس شغل اصل میں کس حد تک دانشمندی سے کام لیے جانے کا قرینہ ہے؟ امریکہ کا کاروباری آدمی ایک وسیع سرکاری محکمے کے قیام سے خائف ہوگا جو فی الحقیقت ایسا قرضے کا بنک ہوگا جو منتخب شدہ یا مقرر کردہ عہدہ داروں کے منظور کردہ قرضگیروں کو لاکھوں اور کروڑوں کے قرضے دے گا۔ اس محکمے کو نہ صرف معاشی مسائل اور معاشی امکانات پر بلکہ قوم کے خصائل سے متعلق دور رس مسائل پر بھی غور کرنا پڑے گا؛ اور اسی کے ساتھ

باب ۵

عدم مساوات اور اسباب

اس کو نہ صرف سیاسی تحریکات میں حصہ لینے والے اشخاص کو مسترد کرنا اور عمدہ خدام ملک کی خدمات حاصل کرنا ہوگا بلکہ اس میں اس قدر ذہانت بھی ہونا چاہیئے کہ عمدہ حکمت عملی اور عمدہ آئین و قوانین پر استواری کے ساتھ جما رہے۔

اس قسم کے سوال اور شبہے کا ہمیں ہر سمت میں مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ سوال صرف یہی نہیں ہے کہ آیا جمہوریت پسند قوم روایتی افعال کے حدود کے اندر اپنے آپ پر حکومت کر سکتی ہے؛ بلکہ یہ بھی کہ آیا وہ ان افعال کو کامیابی کے ساتھ انجام دے سکتی ہے جو بہت زیادہ تغیر یافتہ، پیچیدہ اور دقت طلب ہیں۔ عام دلچسپ اصول کا خاکہ مرتب کرنا آسان ہے؛ لیکن تفصیل کے ساتھ اس خاکہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے نظام العمل مرتب کرنا اور انتظام کرنا بہت مشکل ہے؛ اور عوام کی اس ذہانت اور ان کے اس جوش و خروش کی تشفی کرنا جو تنہا کامیاب عمل کی قوت محرکہ مہیا کر سکتے ہیں بہت زیادہ مشکل ہے۔

اس کی بہت کم توقع ہے کہ اس فصل میں توریث کے جن انقلاب انگیز تحدیدات پر بحث کی گئی ہے ان کو مستقبل قریب میں استعمال کیا جائے گا۔ اس طرح اس کی بھی بہت کم توقع ہے کہ خانگی ملک کے آئین کا اساسی اصول کامل طور سے ترک کر دیا جائے گا۔ اس سے زیادہ اغلب یہ ہے کہ توریث کے بارے میں محصول متزائد کے اصول کا اطلاق وسیع کیا جائے، اس عمل سے کثیر المقدار تمول کی قطع و برید کی جائے، اور مالیات کے چند نئے اور دقت طلب مسائل رونما ہوں۔ سب سے آخر میں قوم کے اصل کی کاٹ چھانٹ کرنے کا بھی میلان ہوگا اور اس کا ازالہ ایک تو اس خالص معاشری منفعت سے ہوگا جو عدم مساوات کی تخفیف کے ذریعے سے عمل میں آئے گا اور دوسرے ہمیں توقع کرنی چاہیئے کہ اصل کی اس افزائش سے اس کا ازالہ ہوگا جو معمولی ذرائع سے عمل میں آئے گی۔

278 ۹۔ اب سوال یہ ہے کہ خانگی ملک کے کل نظام کی بنیاد کیا ہے؟ یہاں اس موضوع پر کچھ بحث کرنا ناموزوں نہ ہوگا، اگرچہ اس کی بنا پر اس سے قریبی تعلق رکھنے والے موضوع، یعنی اشتراکیت کی بحث آیندہ

باب ۵ب
اسادات ادا کے
مباب۔

صفحات کے لیے ملتوی کیوں نہ ہو جائے[1]
یہ نظریہ کہ ملک کا انحصار محنت پر ہے یعنی اس پیدائشی حق پر جو ہر انسان کو اپنی پیدا کردہ دولت پر قدرتی طور پر حاصل ہے اب اصول متروکہ کی ذیل میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کو بڑی جانفشانی کے ساتھ لاک نے ابتداً پیش کیا تھا، اسی کے بعد کم و بیش پوری اٹھارھویں صدی میں اس کو تسلیم کیا جاتا رہا، اور انگریز معاشئین نے انیسویں صدی کے نصف اول حصے میں اسی اصول کو آزادی کے ساتھ استعمال کیا۔ لیکن عصر جدید کے مباحث میں اس کا بہت کم استعمال کیا جاتا ہے۔ قدرتی حقوق کو تسلیم کرنے کا رواج بالکل اٹھ گیا ہے۔ جہاں انتہائی طور سے پیچیدہ تقسیم عمل مروج ہے، جیسا کہ موجودالوقت معاشرے کی خصوصیت متائز معلوم ہوتی ہے وہاں صحت کے ساتھ یہ معلوم کرنا کہ فرد واحد نے اپنی محنت سے مجموعی پیدا وار میں کتنا جزو شریک کیا ہے یا اس کا حصہ یا حقیقی ملک متعین کرنا ناممکن ہے۔ اگر ایسا کرنا ممکن بھی ہو تو اس سے کسی قدرتی یا پیدائشی حق کی بنیاد قائم نہیں ہو جاتی۔ اور ایسے استدلال کی بنا پر توریث کو حق بجانب قرار دینا تو بدرجہا کم ممکن ہے۔ جس طرح توریث کا آئین صرف افادیت کی بنیاد پر حق بجانب قرار پا سکتا ہے اسی طرح عام ملک کا آئین بھی اسی بنیاد پر قرار پا سکتا ہے۔

افادی استدلال کا خلاصہ حسب ذیل طریق پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ انسان مستقل اور موثر طور پر اس وقت تک محنت نہ کرے گا جس وقت تک اس کا ذاتی مفاد اس میں مضمر نہ ہو۔ محنت ایک تکلیف دہ چیز ہے اور مشترکہ مفاد کا احساس کمزور ہے۔ محنت بجز انفرادی مفاد کے کسی اور چیز کی خاطر مسلسل اور پرجوش طریقے پر نہ کی جائے گی یہ متوقعہ ماحصل کے تناسب سے محنت بھی تندہی اور اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہے۔
حقیقت میں ان تمام معاملات میں سب سے زیادہ دقت طلب

[1] دیکھو باب ۱۶ و باب ۶ب۔

باب ۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب

اور پیچیدہ ہی معاملہ ہے۔ اگر یہ یقین کر لیا جائے کہ مشترکہ مفاد کا احساس گہرا اور قوی ہوتا ہے "اکثر آدمیوں کو اپنے بنی نوع کی خدمت انجام دینے کی بہت قوی تحریک ہوتی ہے اور وہ اپنے اعزہ و اقربا کی خوش حالی کو بڑھانے کی جس قدر سرگرمی کے ساتھ کوشش کریں گے اسی قدر اپنے دور کے جان پہچان کے لوگوں کے لیے بھی کریں گے تو" تمام معاشری و معاشی مسائل کے متعلق خیالات کا طرز اساسی طور سے مختلف ہو جائے گا۔ مصنف کے خیال میں حق یہ ہے کہ گو انسان کلیتہً مجسم خود غرضی نہیں ہے جیسا کہ لذتیئے (Hedomists) کہتے ہیں، اور نہ انسان کا دل خدمات انجام دینے کے لیے اس قدر مملو ہوتا ہے کہ پیدا وار محنت و مشقت برداشت کرنے کے لیے قوت محرکہ کا کام دے؛ پھر بھی وہ دوسری انتہا کے مقابلے میں 274
پہلی انتہا سے بہت زیادہ قریب ہے۔ رہا یہ امر کہ تعلیم، ماحول اور اعلیٰ درجے کا اثر ڈالنے والی معاشری فضا کے ذریعے سے انسانی صفات و خصائل کی ترمیم و اصلاح کے امکانات کس قدر عظیم ہیں تو اس کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے اور نہ ہمیں یہاں خیال آرائی کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ امکانات بہت کثیر ہیں لیکن وہ بہت آہستہ آہستہ صورت پذیر ہوں گے۔ بحالت موجودہ روز مرہ کی زندگی کی معمولی رفتار میں انسان پر اثر ڈالنے والے محرکات زیادہ تر وہ تنگ و محدود جذبات ہیں اور آیندہ بھی طویل مدت تک رہیں گے جن کو ہم ذاتی اغراض کہتے ہیں۔

سادہ ترین حالات کے تحت بھی عدم مساوات کا باعث انسانوں کے غیر مساوی قدرتی خواص و خصائل ہیں۔ تقسیم عمل کی روز افزوں پیچیدگی کی بنا پر یہ عدم مساوات اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جہاں تقسیم عمل نہیں ہے وہاں ہر انسان کو وہ سب کچھ کرنے کی جانب رہبری ہوتی ہے جس کے نتیجے کے طور پر اس کی محنت کا بیشترین ماحصل اس کے ذاتی استعمال کے لیے براہ راست یا بلا واسطہ ملتا ہے۔ ایک مختلف النوع معاشرے میں اس کی عقل ہر اس عمل کی جانب اس کی رہبری کرتی ہے جس کے نتیجے کے طور پر محنت کا

باب ۵

م مساوات اور اسکے
سباب۔

بیشتر بین ماحصل اس کو بالواسطہ ملتا ہے؛ اور یہ ماحصل وہ ہوتا ہے جس کی دوسرے بہت قدر کرتے اور بہت اعلیٰ معاوضہ ادا کرتے ہیں۔ اس طرح مقابلہ اور ذاتی مفاد نہ صرف محنت کی سرگرمی کو بڑھاتا ہے، بلکہ پیدایش کی موثر تنظیم کو بھی فروغ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ جوں جوں صنعتی صورت حالات زیادہ پیچیدہ ہوتی جاتی ہے، درمیانی شخص یعنی آجر، تاجر اور ساہوکار رونما ہوتا جاتا ہے؛ اور یہ سب اشخاص صنعت کی ترقی کے لیے ناگزیر ہیں۔ اور جب روز افزوں پیچیدگی مختلف النوع قابلیتوں کے عمل کو وجود میں لاتی ہے تو عدم مساوات اور زیادہ نمایاں شکل اختیار کرلیتی ہے۔ خواہ عدم مساوات جبلی اوصاف کے باعث ہو یا اکتسابی فوائد سے پیدا ہونے والے فروق کا نتیجہ ہو، واقعہ یہ ہے کہ عدم مساوات ہر شخص کے حق میں اپنی قابلیتوں کو پوری طرح عمل میں لانے کا ناگزیر مہیج رہتی ہے۔

اس طرح آمدنیوں، املاک اور سرمایۂ حاصل کے وسیع فرق و اختلافات رونما ہوتے ہیں۔ اصل کا بجوڑ سرحاصل یا بچت ہے[1] متعدد افراد پس اندازی اور فراہمی اصل کا کام انجام دیتے ہیں اور اس پس انداز کردہ اصل کو وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جو محنت کو دقت طلب طریقوں سے موثر طور سے منظم کرنے کا موقع پاتے ہیں۔ تا وقتیکہ کوئی ترغیب و تحریص نہ ہو، مسلسل محنت سے اصل کی بڑے پیمانے پر فراہمی اور اس کا شغل واقع نہ ہوگا۔ یہاں اصل کے سود کا واقعہ رونما ہوتا ہے۔ جس طرح خانگی ذرایع کو پس انداز کرنے اور معاشری اصل میں اضافہ کرنے کے لیے سود ناگزیر مہیج کے طور پر عمل کرتا ہے اس سے کچھ کم درجے پر توریث خواہ اس کی تاریخی نوعیت کچھ ہی ہو اثر انداز نہیں ہوتی۔

اس طرح آرام و فرصت سے بسر کرنے والی جماعت رونما ہوتی ہے؛ اور یہ محض عدم مساوات، فراہمی اصل، سود اور توریث کا نتیجہ ہے۔ قوم کے

---

[1] مقابلہ کرو باب فصل (۳) سے۔

باب ۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب۔

ایک جزو کی بیکاری و کاہلی کا جو قریبی اثر مترتب ہوتا ہے وہ بظاہر یہ ہے کہ دستیاب ہونے والے مزدوروں کی جماعت کی مجموعی قوت گھٹ جاتی ہے۔ مزدوروں کی کثیر جماعت کو نہ صرف اپنے قیام و بقا کے لیے بلکہ اس مخصوص حقوق یافتہ جزو کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن آرام و فرصت سے بسر کرنے والی جماعت کا رکن ہونے کی توقع، موثر جد و جہد اور مستقل شغل اصل کے حق میں حیرت افزا طریق پر نہایت زبردست مہیج ثابت ہوئی ہے۔ خواہ چند اہل الرائے محنت و مشقت سے مستثنیٰ رہنے کے نصب العین کو بظاہر کتنا ہی جھوٹا خیال کریں اور خواہ آرام و فرصت کی زندگی کے لیے جو لوگ پیدا ہوں ان کی خوشی و خوش حالی کتنی ہی مشتبہ کیوں نہ ہو، پھر بھی کسی شخص کی اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال کے لیے ذی وقار مرتبہ حاصل کرنے کی توقع ہی معاشرے کی مادی ترقی کی سب سے بڑی قوت محرکہ رہی ہے۔

موثر محنت اور موثر شغل اصل کے حق میں مہیج کا کام کرنے والے نظام کا ایک جزو ملکیت ارضی ہے۔ زمین کے بغیر پیدائش ممکن نہیں؛ پیدائش کے تمام ساز و سامان کو کسی نہ کسی موقع یا محل پر قائم کرنا ضروری ہے۔ افزونی اصل کے لیے تملیک زمین وحق ملکیت زمین ناگزیر رہے ہیں۔ جائداد کے بارے میں اس قسم کا غیر مشروط حق ممکن ہے کہ مثالی طور پر قائم کئے ہوئے معاشرے میں لازمی نہ ہو؛ اور ممکن ہے کہ موجودالوقت معاشروں میں تحدید کے امکانات جتنے عام طور سے خیال کئے جاتے ہیں ان سے زیادہ ہوں؛ پھر بھی تاریخی لحاظ سے زمین کا خانگی حق مطلق اس کے موثر استعمال کو حاصل کرنے کا یقینی ذریعہ رہا ہے۔ اس طرح لگان، تقسیم دولت کے عنصر کی حیثیت سے رونما ہوتا ہے۔ لگان میں ایک حد تک اصل کا سود شریک ہوتا ہے اور ان دونوں کی تفریق ناممکن ہے۔ بہر صورت لگان، ملکیت کے نظام کا اس کی ابتدائی اور بھدی حالتوں میں ایک ناگزیر شاخسانہ ہے۔

۱۰۔ اگر سابقہ فصلوں کا استدلال کسی قید و بند اور شرط کے بغیر جاری رکھا جائے تو اس نتیجے کی جانب رہبری کرے گا کہ آرام و فرصت سے بسر

باب ۵

مساوات ادعائے

ب۔

کرنے والے طبقے کے وجود کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے اس طبقے کے افراد کا استحقاق ضروری نہیں ہے۔ اس کی آرام و آسائش کی زندگی، فراہمی اصل اور حوصلہ مندی کے حق میں مہمیز کا کام کرنے کا ایک حیلہ ہے۔ دولت جوڑنے والوں کے اخلاف و ورثائی جانب سے کسی براہ راست خدمت کا انجام پانا بظاہر غیر متعلق شے ہے۔ تاہم عدل و انصاف کے مروجہ تصورات گو ان کی نوعیت مبہم ہے، خدمت اور صلے کے مابین کچھ نہ کچھ قریبی رشتہ قائم کرتے ہیں؛ اور یہ سوال قائم رہتا ہے کہ آیا موجود الوقت عدم مساوات کو پوری طرح حق بجانب قرار دینے میں حقوق یافتہ جماعت کے ذاتی اوصاف پر اور مشترکہ بہبودی میں ان کے قریبی حصے پر غور نہ کرنا چاہیے؟

276 اکثر مفکر اس سوال کا جواب اثبات میں دیتے ہیں[1] ان کا خیال ہے کہ اگر ہر فرد واحد سے ممکن نہ ہو تو کم از کم پوری جماعت کو من حیث المجموع مسلسل خدمت انجام دینی چاہیئے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ گو عدم مساوات کا منبع اور ماخذ انسانوں کے غیر مساوی قدرتی اوصاف میں ملتا ہے، تاہم اس کو مختلف نوعیت کی خدمات میں بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ طبقہ بندیوں کے ابتدائی مراحل میں معاشری طبقے یعنی مذہبی پیشواؤں کے یا جاگیرداروں کے یا صنعتی طبقے، اس لیے رونما ہوئے کہ بعض افراد عام جماعت کے لیے بدرجہا زیادہ مفید اور کارآمد تھے۔ معاشرے میں مختلف طبقات کے عام تفریقات کی توجیہ و تشریح نہ صرف تاراجی قوت اور مکر و عیاری کے ذریعے سے ہوتی ہے، بلکہ ان قابلیتوں کے ذریعے سے بھی ہوئی ہے جو عام مفاد کو فروغ

---

[1] مثلاً دیکھو شمولر کی کتاب موسوم بہ (Volkswirthschaftslehre) جلد اول صفحہ ۹-۴ تا ۱۱۴۔ مقابلہ کرو پالسن کی کتاب موسوم بہ (Ethick) حصۂ چہارم جزو سوم باب ۳ فصل (۳) صفحہ ۱۳، ۷ شایع شدہ ۱۸۸۹ء سے؛ یا نیز ڈیوی و ٹفٹس کی کتاب موسوم بہ (Ethick) باب ۲۳ فصل (۱ تا ۳) سے۔

باب ۵

عدم مساوات اور اس کے اسباب۔

دینے کی خاطر عمل میں لائی جاتی ہیں۔ لیکن مابعد مرحلوں میں جبکہ فائق اور برتر جماعتیں خاص حقوق نہایت محکم طریقے سے حاصل کرلیں، یہ امر مشتبہ ہو جاتا ہے کہ آیا قابلیت و خدمت برقرار رکھی گئی ہے اور آیا عدم مساوات کا حق بجانب ہونا اب بھی صادق آتا ہے۔

اس قسم کے مسائل اخلاقیات کے نظریئے کی تہ کو پہنچتے ہیں۔ لذت پسندی (Hedomistic) کے اصول کے لحاظ سے مناسبت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ذاتی استحقاق بے بنیاد شے ہے۔ ٹھنڈے دل سے غور کرنے والا معاشیات دان کاہل الوجود دولتمندوں کو ایسے نظام کا ناگزیر لزوم خیال کرتا ہے جو بجائے خود انسانوں کے عقلی و اخلاقی تحدیدات پر مبنی ہے، اور ان کے طرز بود و باش کی اصلاح کو وہ واعظ پر چھوڑ سکتا ہے۔ مصنف یہ کہنے کی ذمہ داری نہ لیگا کہ افراد یا جماعت کے لیے عدل و انصاف کے کیا معیار ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ جب آرام سے بسر کرنے والی جماعت بالواسطہ یا بلاواسطہ خدمت انجام دینے لگے اور کارآمد ہو جائے تو، عدم مساوات اور اس کے عواقب بالکل حق بجانب ثابت ہو جائیں گے۔ گو اصلداروں کی متمول جماعت کا محض وجود ہی حیثیت کو فروغ دینے اور اصل کو محفوظ کرنے کے لیے مہمیز کا کام کرتا ہے، تاہم اگر اس جماعت کے منفرد ارکان عام بہبود و خوش حالی میں اضافہ کرنے کے لیے عملی طور سے سرگرمی دکھائیں، یعنی صنعتی قیادت کا سلسلہ جاری رکھیں، علم و حکمت ادب اور فن کو ترقی دیں اور عوام کی حقیقی خدمت انجام دیں تو، اس جماعت کی حیثیت بدرجہا زیادہ قوی اور مستحکم ہوگی۔

آیا اس قسم کی خدمات حقیقت میں انجام دی جائیں گی یا نہیں، اس کا انحصار نہ صرف قابلیت پر (اور قابلیت کا انحصار توریث پر ہے) ہے بلکہ حقوق یافتہ جماعت کے متعلق رائے عامہ پر اور عام قوم پر ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ متمول طبقے کے عادات اور مقاصد کوئی بڑی توقع دلاتے ہیں۔

277 "ظلم و درشتی، حرص و طمع اور اسراف ہمارا مذہب ہے اور اسی کے

ہم زیادہ ہیں"۔کثیر التعداد عامۃ الناس کے مقاصد اور مطامح نظر بھی اس سے اساسی طور سے مختلف نہیں ہیں۔ وہ دولتمندوں کی عیب جوی و حرف گیری نہیں کرتے؛ بلکہ ان سے کسی قدر حسد و رقابت رکھتے ہیں، اور ان کی بری باتوں کی بہت جلد تقلید کرتے ہیں۔ بہتر تعلیم کی اشاعت سے اور قوم کے زیادہ جمہوریت پسند بن جانے سے مروجہ خیالات و مقاصد کس حد تک متاثر ہوں گے ان کی بابتہ پیش گوئی کرنا بہت زیادتی ہوگی۔ اگر صورت حالات کا تجزیہ کیا جائے تو بہت کچھ منفعت حاصل ہوگی؛ اور معاشری و معاشی مباحث پر اسی قسم کی توجہ زیادہ منعطف کرنے سے اصلاح و ترقی ہوگی۔ معاشی اصول، معاشری طبقہ بندیوں کے عام واقعات اور حقوق یافتہ قلیل جماعت کی حیثیت یگانہ، کاہل زندگی کے عام نقصانات اور معاشری موضوعات پر خوش حال طبقے کے خیالات کا کھوکھلا پن اور ان کی مغالطہ انگیزی، ان تمام معاملات کو اگر سب لوگ پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں تو یہ معلومات خوش نصیب طبقے کے حق میں باکار زندگی بسر کرنے کے لیے مہمیز کا کام دے گی۔ واقعہ یہ ہے کہ اکثر اشخاص کی رائیں اور خاصکر ان لوگوں کی رائیں جو معاشری خدمت کا احساس و جذبہ رکھتے ہوں ان تمغہی اور ظاہری خدمات سے متاثر ہوں گی جو آرام و فرصت سے بسر کرنے والی جماعت کے افراد مفاد عامہ کے لیے انجام دیں۔

تعلیقات حصۂ پنجم

عام تقسیم دولت اور قدر کے نظریوں کے بارے میں پہلی قابل ذکر کتاب اے مارشل کی "اصول معاشیات" حصۂ چہارم، حصۂ پنجم، حصۂ ششم چھٹی اشاعت ۱۹۱۰ء ہے۔ ایک جامع اور مقابلانہ نظری تجزیہ ٹی این کارور کی کتاب موسومہ "تقسیم دولت" شائع شدہ ۱۹۰۴ء میں ملتا ہے۔ قومی مقسوم اور اس کی تقسیم کے بارے میں نیز موجودہ کتاب کے متعاقب حصوں میں پیش کردہ مباحث کے بارے میں محققانہ بحث اے سی پیگو کی کتاب موسوم بہ (The Economics of Welfare) شائع شدہ ۱۹۲۰ء میں ملتی ہے۔ جی شمولر کی کتاب موسوم بہ (Grundriss der Vokswirtschaflstehre) حصۂ سوم و چہارم شائع شدہ ۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۴ء جس کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا پیگو کے طریق تحقیق سے کلیۃً مختلف ہے لیکن اس میں تاریخی و اعدادی تجزیے بکثرت ملتے ہیں۔ اس سے بھی مختلف اور جداگانہ نقطۂ نظر کی کتاب جے۔ اے ہابسن کی کتاب موسوم بہ (Work and Wealth) شائع شدہ ۱۹۱۴ء ہے۔ اس کی ایک ذیلی سرخی "انسانی قدر و قیمت کا تخمینہ" ہے۔ یہ کتاب واقعی اس عنوان کو حق بجانب قرار دیتی ہے۔

اصل و سود سے متعلق متعدد جدید کتابوں میں بوہم باورک کی کتاب موسوم بہ (Positive Theory of Capital) نے جس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۹۱ء میں ہوا، زمانۂ حال کے معاشی خیال کو بہت بڑی حد تک متاثر کیا ہے جرمن زبان میں جو ترجمہ ہوا اس کی اشاعت نظر ثانی کے بعد ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ آئی، فشر کی دو تصانیف یعنی (۱) اصل و آمدنی کی نوعیت (شائع شدہ ۱۹۰۶ء) اور (۲) شرح سود (شائع شدہ ۱۹۰۷ء) اور جی کیسیل کی کتاب موسوم بہ "سود کی نوعیت و ضرورت" بوہم باورک کی کتاب سے اعلیٰ درجے کی ذہانت کے اعتبار سے گھٹیا نہیں بلکہ اس کی طرح ان میں بھی نازک خیالی اور نفاست طبع کا اظہار ہوتا ہے۔ کیسیل کی کتاب موسوم بہ "سود کی نوعیت و ضرورت" کا انگریزی ترجمہ لندن میں ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا۔ نظریۂ سود کے بارے میں تسویۂ انتخاب مابین حال و مستقبل کی بابت نہایت عمدہ بحث پی۔ ایچ وکسٹیڈ کی کتاب موسوم بہ (The common sense of Political Economy) شائع شدہ 278

۱۹۱۰ء میں موجود ہے۔ فرانسیسی مفکر اے لینڈری کی کتاب موسوم بہ (L'interet du capital) (۱۹۱۰ء) نہایت قابلانہ کتاب ہے۔ کلارک اپنی کتاب موسوم بہ "تقسیم دولت" (شائع شدہ ۱۸۹۹ء) میں اجرت وسود کا نظریہ پیش کرتا ہے کہ یہ دونوں محنت و اصل کی مخصوص پیداوار ہیں۔ میں اس استدلال کو تسلیم کر لینے کے لیے اپنے کو ناقابل پاتا ہوں لیکن بعض علمائے معاشیات کو وہ بظاہر نتیجہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ فیٹر نے اپنی کتاب موسوم بہ "معاشی اصول" (شائع شدہ ۱۹۱۵ء) میں نظریۂ تقسیم دولت وقدر کو نئے طریقے پر از سر نو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ کاروباری منافع پر ایک قابلانہ بحث ایف ایچ نائٹ کی کتاب موسوم بہ (Risk, uncertanity and profit شائع شدہ ۱۹۲۱ء میں موجود ہے! اگرچہ اس کا نقطۂ نظر میرے نقطۂ نظر سے جداگانہ ہے۔

جے بونر کی کتاب موسوم بہ Malthus شائع شدہ ۱۸۸۵ء میں مالتھس کی تصانیف پر اور اس کے اصول کے متعلق ابتدائی مباحث پر اعلیٰ درجے کی بحث کی گئی ہے۔ اے ڈیومانٹ کی کتاب موسوم بہ (Depopulation et civilization) شائع شدہ ۱۸۹۰ء گو اعلیٰ درجے کی کتاب نہیں ہے، پھر بھی اس میں جدید فرانسیسی خیال کو بیان کیا گیا ہے اور جنسی کمزوری پر زور دیا ہے کہ یہی شرح تولید کی تقلیل کی توجیہ کرتی ہے اور بڑھتی ہوئی آبادی کے مناسب ہونے کے متعلق تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ ای لیواسیور کی کتاب موسوم بہ La population francaise شائع شدہ ۱۸۹۲ء جلد سوم حصہ اول میں اضافۂ دولت کے مقابلے میں کثیر آبادی کے متعلق عمدہ اور جامع بیان ہے۔ جی میئر کی کتاب موسوم بہ Statistik und gesellschaflslehre جلد دوم، Bevolkerungsstatistik شائع شدہ ۱۸۹ء جلد سوم حصہ اول Moralstatistik شائع شدہ ۱۹۱۰ء میں اعدادی معطیات کے متعلق نہایت عمدہ خلاصہ اور اصولی مسائل کے متعلق منصفانہ بیان دیا گیا ہے۔ ڈالٹن کی کتاب موسوم بہ (Some aspects of the inequality of Incomes in modern communities) (شائع شدہ ۱۹۲۰ء) میں عدم مساوات متعلقہ اصول اور تصانیف کے بارے میں اعدادی معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کے بغیر بحث کی گئی ہے۔

حصہ ششم

مسائل محنت

281

باب ۵۶

اُجرت کا نظام۔ ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق

(۱) تمہید۔ اس حصے کے مسائل کی نوعیت:۔ وہ متضاد عناصر کے موازنہ پر مشتمل ہیں، اور معاشری ہمدردی سے متاثر ہوتے ہیں۔ (۲) اُجرت کا نظام لازمی طور سے افراد کی آزادی کی تحدید پر مبنی ہے۔ (۳) اس میں مادی و روحانی نقائص ہیں، پھر بھی اس سے نفع کی خالص زیادتی رونما ہوتی ہے۔ (۴) ہڑتال محض کام کے ترک کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ نزاعی تحریک ہے۔ وہ ملازمت سے نکال دینے کی قوت کے توڑ کے لیے کی جاتی ہے۔ (۵) کیا ہڑتال کرنے کے حق کی تحدید کرنی چاہیئے؟ (۶) مزدورعمل کی نمایندگی، اس کے امکانات اور تحدیدات۔

۱۔ اس حصے اور آئندہ حصص میں جن موضوعات پر بحث کی جانے والی ہے وہ گزشتہ حصوں کے مباحث سے بعض اہم اعتبارات سے مختلف ہیں۔ ان میں محض بیان اور تحلیل کی ضرورت کم ہے، اور موجودالوقت آئین و رواجات کی قدر پرائے صائب اور اصلاحی مشوروں کی ضرورت زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے نتائج کا انحصار سابقہ معاملات کے مقابلے میں بہت زیادہ، موافق و مخالف صورتوں کے جانچنے پر ہے۔

باب ۵۲
اُجرت کا نظام

اب تک جتنے اصول بیان کیے گئے ان میں سے اکثر معین اور قطعی اصول تھے۔ وہ یا تو صحیح ہیں یا غلط۔ چنانچہ یہ صورت، مبادلہ، تجارت بین الاقوام، قدر زر، قیمتوں کی سطح، لگان، سود اور اُجرت کے اصول کے بارے میں صادق آتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اصول عمل کے مسائل پر بھی غور کیا گیا اور اس میں لازماً متضاد ملحوظات کا تھوڑا بہت توازن بھی کیا گیا؛ مثلاً بنک کاری کے قوانین کی وضع یا اُن حالات کے بارے میں جن کے تحت تامینی محصول مفید ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس قسم کا توازن اُن معاشری مسائل کے لیے خاص طور سے ضروری ہے جن پر اب بحث کی جانے والی ہے۔ تقریباً ان سب مسائل کی حد تک موافق و مخالف دونوں طرف کچھ نہ کچھ کہنا پڑے گا؛ کوئی قانون ان کے بارے میں نہیں پیش کیا جا سکتا، اور کسی ناقابل تردید استدلال یا قائل کرنے والی شہادت کے ذریعے سے کوئی نتائج ثابت نہیں کیے جا سکتے۔ تقریباً ہمیشہ کچھ نہ کچھ اختلاف رائے کی گنجائش رہے گی؛ چنانچہ اس بارے میں نتائج کے وسیع اختلافات کی حد تک اور اُن مسائل کے تلخ بحث مباحث کی حد تک جن میں واقعات مسلم ہیں، کافی شہادت ملتی ہے۔ 282

علاوہ ازیں ایسے مسائل کے بارے میں اخذ کردہ نتائج بڑی حد تک ہر شخص کے اپنے زاویۂ خیال کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اگر مسائل پر ہمدردانہ رنگ میں یا بے لاگ طریقے پر بحث کی جائے تو اس سے بہت عظیم فرق نمودار ہوگا۔ بہت کچھ انحصار کسی شخص کے معاشری جذبات کی سرگرمی پر ہوتا ہے۔ بعض لوگ اخوانیت کا نہایت سرگرم جذبہ لیکر پیدا ہوتے ہیں؛ بعضے اخلاقی حس سے بدرجۂ اتم عاری ہوتے ہیں۔ مختلف مزاج رکھنے والے اشخاص میں استدلال کے لیے بہت کم مشترکہ مقدمات ملتے ہیں۔ اگر کسی شخص کا نقطۂ نظر آپ کے نقطۂ نظر سے تمام تر مختلف ہو تو، اس کو کسی طرح قائل نہیں کیا جا سکتا۔ عام اخلاقی فضا کا بلا شبہ بڑی حد تک اثر ہوتا ہے۔ اکثر خوش حال اشخاص، گو کسی طرح خود غرض یا بے لاگ نہیں ہوتے، اپنی جماعت کے احساسات سے متاثر ہوتے ہیں؛ اور ان کا میلان غیر محسوس طریقے پر اُن تدابیر کے متخالف ہوتا ہے جن کا مقصد سب کو مساوی مواقع دینا اور مساوی ملکیت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ وہ اس قدر ناقد یا متخالف نہیں ہیں جس قدر کہ پچاس یا

باب ۵۶

اُجرت کا نظام

سو سال قبل تھے؛ اس لیے کہ فی زمانہ جذبات بہت زیادہ کریمانہ، اصلاحی اور بہت زیادہ ہمدردانہ ہو گئے ہیں۔ بایں ہمہ معاشری مساوات کی تجاویز کے بارے میں اصلدار جماعتوں میں پوشیدہ مخالفت پائی جاتی ہے؛ اور کاروباری جماعتوں میں بھی، جو اصلداروں کو ان کی حیثیت عطا کرتی ہیں، یہ جذبہ کچھ کم نہیں پایا جاتا۔ دوسری جانب معاشرے کے کم خوش حال طبقے کے نمائندے جبلی طور سے مخالفت کا طرز رکھتے ہیں۔ موجود الوقت نظام املاک و مسابقت سے بلا لحاظ اس نظام کے مفید اثرات اور اُن ناگزیر عواقب کے جو ان فوائد کا نتیجہ ہیں، ان نمایندوں کو اختلاف ہے۔ پھر اس میں بھی رائے کے اُن اختلافات کا ایک سبب ملتا ہے جن کا رفع کرنا ناممکن ہے۔

اس حصے میں مسائل محنت سے بحث کی جائے گی؛ اس کے بعد کے حصے میں سرکاری انتظام یا نگرانی عامہ اور تنظیم صنعت کے مسائل پر گفتگو ہوگی۔ دونوں قسم کے مسائل کا مرکز، تقسیم دولت کی عدم مساوات اور اس کو رفع کرنے کے طریقے ہیں۔ مصنف ان دقت طلب و پیچیدہ معاملات پر حتی الامکان خارجاً اور معاشری ہمدردی کے جذبے سے ملورہ کر بحث کرنے کی کوشش کرے گا؛ تاہم انسانوں کے دیرینہ عادات و روایات، حکومتی نظام کے نقائص، اور سب سے بڑھ کر، فطرت انسانی کی اخلاقی و عقلی کمزوریوں کے عائد کردہ تحدیدات کا کرہاً و قہراً مقابلہ کرے گا۔

288 ۲۔ اکثر مسائل محنت، آجر و مزدور کے باہمی تعلقات پر مرتکز ہوتے ہیں؛ اور مسئلۂ اُجرت کے سلسلے میں اس کے محدود معنی میں رونما ہوتے ہیں؛ یعنی اس اُجرت کے مسئلے کے سلسلے میں جو عام مزدوروں کو نہ دی جائے بلکہ جو اصلدار آجر مزدوروں سے کام لیکر ادا کرتا ہے۔ اس نوعیت کی اُجرت کا طریق اس درجہ عام ہے کہ اس کے وجود کو ایک امر واقعہ کے طور پر عام طور سے تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ ابتداءً اس کی موجودگی کے اسباب، اس کے فوائد و نقائص کے متعلق کچھ نہ کچھ کہنا ضروری ہے۔

بحالت موجودہ اُجرت کا نظام جیسا کچھ ہے تقسیم عمل کا نتیجہ ہے؛

باب ۵۶
رت کا نظام

اور فنی زبان اس کے اہم ترین مسائل کا باعث وہ روز افزوں پیچیدگی ہے جو پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی خصوصیت متمائز ہے۔ صنعت کی حالیہ ترقی نے انتظام واہتمام رہنمائی و نگرانی اور ضبط انضباط کو یعنی تنظیم بہ مقصد واحد کو ضروری بنا دیا ہے۔ رہنمائی کرنے والی اور سب کو ملا کر کام لینے والی حکمران جماعت کی موجودگی ضروری ہے۔ انفرادی مزدور کی آزادی لازمی طور سے محدود ہوتی ہے۔ اس کو اپنے روزمرہ کے معاملات کا تصفیہ کرنے کی ویسی آزادی حاصل نہیں ہوسکتی جیسی کہ آزاد دستکار یا کاشتکار کو ہوتی ہے۔ نظام کے ایک جزو کی حیثیت سے اس کا کام کرنا ضروری ہے؛ اور اس کا کام، اس کی رفتار اور اس کے اوقات ان سب کا مجموعی خاکے اور منصوبے کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ اس پر احکام کی تعمیل و پابندی لازمی ہے۔

آزادی کی یہ تحدید بالعموم اضلدار آجروں کے طریق اور خانگی ملکیت کی خصوصیت متمائز خیال کی جاتی ہے۔ لیکن یہ اعلیٰ درجے کی تنظیم یافتہ صنعت و پیدائش کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ یہ تحدید، صنعت کی انفرادی تملیک کے تحت جس قدر سخت ہوتی ہے اسی قدر تملیک عامہ کے تحت بھی ہوتی ہے! خود مزدوروں کی باہمی اتحادی تنظیم کی کامیابی کی بھی وہ لازمی شرط ہے! وہ موجود الوقت نظام کے تحت جس قدر اچوک اور نمایاں ہے اسی قدر ایک کامل اشتراکی معاشرے میں بھی ہوگی۔ موجودہ طریق اجرت پر اس تحدید کے اثر کے بارے میں یہ بات صحت کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اس طریق نے تحدید کی ضرورت کو واضح اور حکمی بنا دیا ہے؛ اس لیے کہ اس نے تنہا پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے طریقوں کو ترقی دی ہے اور اس طرح پیچیدہ تقسیم عمل کے فوائد و نقائص تک پہنچی ہے۔ یہ کہنے میں مصنف نے صنعت عامہ کی عظیم وسعت کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ صنعت عامہ یا مشترکہ نے اب تک خود اپنا خاکہ یا نظام مرتب و مکمل نہیں کیا ہے؛ اس نے صرف انفرادی صنعت کے لازمی اکتسابات کی تقلید کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ خانگی تنظیم ہی نے مطلوبہ تنظیم، انضباط اور قیادت کو حاصل کرنے کے طریقوں کی

باب ۵ اُجرت کا نظام

نشا ندہی اور ان کی تکمیل کی ہے۔ اس حد تک خانگی تنظیم اور اس کے ساتھ خانگی ملکیت ناگزیر ہے۔ 284 خوش حال طبقے کے اکثر اشخاص صنعت کے خانگی انتظام کو جبلی اور دائمی طور سے ناگزیر خیال کرتے ہیں۔ یہ واقعہ کے خلاف ہے، لیکن اس کی خصوصیات، یعنی انفرادی آزادی کی تحدید اور متحدہ نگرانی سے کوئی مفر نہیں۔ اس لحاظ سے اجرت کے طریق سے کوئی گریز نہیں ہو سکتا۔

۳۔ اس طرح اُجرت کا طریق خواہ تنظیم کی شکل کچھ ہی ہو، شدید نقائص پیدا کرتا ہے۔ مزدور کی دلچسپی اپنے کام میں جیسی راست، قوی اور ذاتی اس کے اپنے طور پر کسی کی ہدایت و نگرانی کے بغیر کام کرنے کی صورت میں ہو سکتی ہے ویسی دوسری صورت میں نہیں ہو سکتی، خواہ وہ خانگی ملکیت و تنظیم کے تحت کام کرے یا غیر خانگی ملکیت و تنظیم کے تحت۔ لیکن ان نقائص کو اصلدار مالک اپنی نگرانی سے بلاشبہ بہت زیادہ کامیابی کے ساتھ رفع کر سکتے ہیں۔ حقیقت میں اصلداروں کی نگرانی، اساسی فوائد کو حاصل کرنے کے خاص اثر کے ذریعے سے اپنے آپ کو حق بجانب ٹھیرا سکتی اور اپنا تسلط قائم رکھ سکتی ہے۔ بایں ہمہ نقائص کا مقابلہ کرنا ضروری ہے اور ان کو رفع کرنے کی تدابیر تلاش کرنی چاہئیں۔

نقائص دو قسم کے ہیں: مادی اور روحانی۔ مادی خوبیاں اس سے کم ہیں جتنی کہ ہو سکتی ہیں۔ روحانی نقائص اس سے زیادہ ہیں جتنے کہ ہو سکتے ہیں۔ موجودہ طریق اجرت کے اکثر حوادث، زندگی کی مسرت میں رخنہ ڈالتے ہیں۔

بیشترین پیدا آوری اور پیداوار حاصل کرنے کی ناکامی ظاہر ہے۔ عام شہادت تو یہ ہے کہ اُجرت پر کام کرنے والے مزدور اتنا کام نہیں کرتے جتنا کہ وہ مستعدی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اس کو زیادہ صحت کے ساتھ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ تاوقتیکہ آجر کا معاشی تسلط زیادہ نہ ہو اور وہ مزدوروں سے بیشترین کام بزور لینے کے اقتدار کو کام میں نہ لائے مزدور اپنی انتہائی یا اس کے قریب قریب محنت کرنے سے قاصر رہیں گے۔ یہ محض کام انجام دینے کا معاملہ نہیں ہے؛ (چنانچہ اس کے متعلق کسی دوسری جگہ

باب ۹۶
اجرت کا نظام

کچھ کہا بھی گیا ہے[1]) اور نہ وہ اساسی طور سے کاہلی کی بنا پر کام سے نفرت کا معاملہ ہے۔ ان عاملین کو دخل ضرور ہے، لیکن یہی سب سے اہم ترین نہیں ہیں۔ اساسی چیز یہ ہے کہ مزدور اپنے کام سے براہ راست دلچسپی نہیں رکھتے؛ بلکہ اپنی اجرت سے۔ جو کچھ وہ تیار کرتے ہیں اس کا فائدہ آجر حاصل کرتا ہے اور خود ان کو کوئی ظاہری یا معتدبہ نفع نہیں حاصل ہوتا۔ انجام کار معاشری مقسوم میں اضافے کی بعید توقع اور اس مقسوم میں ان کی انجام کار شرکت، ان کے تخیل یا عمل پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔ یہ حالت اس صورت سے بظاہر تضاد رکھتی ہے 285
جس میں کاشتکار یاد ستکار اپنی محنت صرف کرنے کے بعد اس محنت کی پیداوار کا مالک بن جاتا ہے۔ جہاں پیدائش مقررہ نوعیت رکھتی ہو، پیداوار کا اندازہ اور نگرانی صحت کے ساتھ کی جاسکتی ہو اور جہاں کلوں کے ذریعے سے بسرعت کام لیا جاتا ہو وہاں، خرابی فطری طور سے کم ہوتی ہے؛ تاہم ان حالات کے تحت بھی خرابی حیرت افزا طریق پر بڑی ہوتی ہے۔ جہاں انفرادی عقل وتمیز پر بہت کچھ انحصار کرنا پڑتا ہے وہاں خرابی سب سے زیادہ ہوتی ہے؛ اور اجرت کے طریق کے تمام تر میدان میں یہ خرابی خاصی بڑی ہے۔

واضح رہے کہ یہ خالص نقصان نہیں ہے؛ بلکہ ممکنہ بیشترین فوائد میں ایک گھاٹا ہے۔ وہ نقص ضرور ہے، لیکن ایسا نقص ہے جس کے مقابلے میں تقسیم عمل اور اہتمام و انتظام سے حاصل ہونے والے فوائد کا پلہ بھاری ہے۔ گو مزدوروں سے اور پورے انہماک کے ساتھ کام کرنے کی صورت میں جتنی پیداوار حاصل کرسکتے ہیں اس سے بدرجہا کم طیار کرتے ہیں، پھر بھی وہ طریق اجرت کے بغیر جتنی پیداوار طیار کرتے اس سے زیادہ ہی طیار کرلیتے ہیں۔ اگر یہ خالص منافع وصول نہ ہوتا تو یہ طریق ترقی ہی نہ کرتا۔ اصلاً اجرتی مزدوری کی اجرت اس سے زیادہ ادا کرسکتا ہے جتنی کہ خود مزدور آزادی کے ساتھ اپنے طور پر کام کرنے کی صورت میں حاصل کرسکتا ہے، خواہ وہ آجر کے تحت

---

[1] دیکھو باب ۲۳ فصل (۳) اور باب ۵۵ فصل (۴)۔

باب ۵٦
اُجرت کا نظام

بد دلی کے ساتھ ہی کیوں نہ کام کرے۔ موچی خود جوتے طیار کرنے کی صورت میں جتنا کما سکتا ہے اس سے زیادہ اجرت اُس کو جوتوں کا کارخانہ دار دے سکتا ہے۔

روحانی نقصان پر اس زمانے میں بہت زیادہ توجہ صرف کی گئی ہے؛ اور یہ نفسیات و معاشیات کے باہمی تعلق کی جانب روز افزوں زیادہ توجہ کئے جانے کی متعدد علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ ہم آہستہ آہستہ اس سیدھے سادے واقعے کو محسوس کرتے جا رہے ہیں کہ اگر انسانوں کے روزمرہ کے کام کی دلچسپی و مسرت بڑھادی جائے تو ان کی خوش حالی میں کئی گونہ اضافہ ہو جائے گا۔ طریق اُجرت اپنی بہترین شکل میں بھی خوش حالی کے منبع کو مسدود کر دیتا ہے؛ اور اس کی بدترین شکل میں، انسان کی دلچسپی اس کے روزمرہ کے کام میں ہرگز نہیں ہوتی؛ اس کا دھیان اور اس کی شخصیت کسی دوسری جانب لگی ہوئی ہوتی ہے۔ مزدور اپنی خوشی سے جتنی پیدا وار دے سکتا ہے اس سے زیادہ مقدار زجر و توبیخ یا قوت سے حاصل کرنے میں جس قدر زیادہ تشدد سے کام لیا جائے گا اسی قدر اس تشدد سے حاصل کردہ ممکنہ مادی اضافہ مزدوروں کے روحانی نقصان سے زائل ہو جائے گا۔

لیکن پھر بھی ان تمام امور میں مبالغے سے کام لیے جانے کا خطرہ ہے؛ علاوہ ازیں ان سے متعلق بعض مسائل ایسے ہیں جن کی بابتہ اپنی معلومات کی موجودہ حالت میں ہمیں بہت حزم و احتیاط کے ساتھ کام لینا چاہیئے۔ یہ مبالغہ اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ انسانی خوش حالی کے نقصانات کو بیان کرتے ہیں وہ خود ایک خاص میلان اور نمایاں شخصیت رکھنے والے اشخاص ہیں۔
286 یہ مفکر، محسن، اور مصنف ہیں؛ اور ان میں شعرا، ماہران موسیقی اور اہل فن اور موجدین کا کچھ انداز بھی موجود ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انفرادیت اور تخلیقی جبلت کا شائبہ ہم سب میں کچھ نہ کچھ موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس کے اظہار کی شدید ضرورت صرف ایک مختصر اقلیت میں ہوتی ہے۔ اکثر لوگوں کی خوشی میں سیدھے سادے اور یکساں کام یا حکومت و نگرانی کے دباؤ کی وجہ سے کمی نہیں ہو جاتی۔ دور وسطیٰ کے دستکار کی زندگی کو جس طرح پُر لطف خیال

باب ۵۶
ت کا نظام

کیا جاتا ہے اس میں بہت کچھ مبالغے سے کام لیا گیا ہے؛ اور یہی بات مقررہ کاموں میں خوشی کے فقدان کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ جس افتادِ مزاج کے ساتھ قوت کا استعمال کیا جاتا ہے وہ نفسِ قوت کے مقابلے میں خوش حالی کی بہت زیادہ مخالف ہے۔

اس سے مختلف قسم کے سوالات، جن پر ہمیں اور بھی زیادہ محتاط طریقے پر بحث کرنی چاہیئے، وہ ہیں جو انتظام و نگرانی کی موجودہ تقسیم اور اُن اشخاص کی قابلیتوں کے باہمی تعلق سے متعلق ہیں جو اب انتظامی اختیارات سے کام لیتے ہیں۔ اس واقعے میں بحث کی کوئی گنجایش نہیں ہے کہ افراد میں ان کی قیادت کے اختیارات اور قوتوں کی حد تک اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ حکمرانی کے لیے پیدا ہوتے ہیں تو بعض لوگ متابعت اور اطاعت کے لیے؛ بعض لوگ حکمرانی سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور بعض لوگ اطاعت میں مگن رہتے ہیں۔ لیکن کیا وہ لوگ جو صنعت کے قائد ہیں قیادت کے لیے خاص طور سے موزوں ہیں؟ اور کیا وہ لوگ جو اب ان کی پیروی اور متابعت کر رہے ہیں وہ قدرۃً اطاعت کرنے کے لیے پیدا کئے گئے ہیں؟ خوش حال طبقے کی معمولی گفتگو کے بیشتر حصے سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اس قسم کی حیثیتوں کی قدرتی اور مفروضی طور سے مناسب و واجبی تقسیم اب موجود ہے۔ اس کے برخلاف جو لوگ کامل انقلاب پر زور دیتے ہیں وہ بالعموم تفریق اور انتخاب کے مسائل کی موجودگی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کسی دوسرے مقام پر متعلقہ موضوع پر بحث کرتے وقت[1] راقم الحروف نے بتایا تھا کہ معاشرے کی طبقہ بندیوں کے کل مسئلے کے بارے میں ہماری معلومات کس قدر ادھوری ہیں۔ یہ کسی طرح یقینی نہیں ہے، گو کچھ شہادت اس کی جانب اشارہ کرتی ہے، کہ اصلداروں اور آجروں کی جماعتیں بلحاظ نوعیت معمولی درجے کے مزدوروں سے مختلف ہیں۔ ممکن ہے کہ کاموں کی موجودہ تقسیم متعدد شرکا کی قابلیتوں اور

[1] دیکھو باب ۴۹ فصل (۳) ''کاروباری منافع اور معاشری طبقوں میں تنظیمی قابلیت کی تقسیم'' ۔

شخصیتوں کے ہم آہنگ و مطابق ہو۔ اس کے برخلاف یہ بھی بالکل یقینی نہیں ہے کہ اس سے ایک کلّیتہً مختلف معاشری نظام کی بدولت قابلیتوں کے لحاظ سے کاموں کی زیادہ بہتر تقسیم و تنظیم اور انسانی خوش حالی کے لیے اس شرط کی زیادہ کامل تحصیل ممکن ہوگی۔

بہرصورت یہ امر قابل ذکر ہے کہ نہ صرف روحانی بلکہ مادی پہلو سے بھی اُجرت کے نظام کے تحت انسانی خوش حالی کی کمی کوئی خالص نقصان نہیں ہے۔ روزمرہ اپنی پسند سے کام کرنے کا واقعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ موچی کا کام کل چلانے والے کے مقابلے میں زیادہ دلچسپ اور محسوس طریقے پر زیادہ تخلیقی ہو؛ اس لیے کہ کارخانے کے مقررہ کاموں کی یکسانیت وہاں کام کرنے والے کی زندگی کو تھس اور غیر دلچسپ بنا سکتی ہے۔ بااین ہمہ اگر موچی کو کارخانے میں زیادہ اُجرت ملے خواہ یہ زیادتی معمولی ہی کیوں نہ ہو تو وہ اپنی چوکی چھوڑ دے گا اور کارخانے میں کام کرنے چلا جائے گا۔ علیٰ ہذا زرعی مزدور، خواہ وہ مالک زمین ہو یا ایسا اسامی جس کی حقیت قطعی ہے شہر میں منتقل ہو جائے گا؛ اور وہ ایسا محض اس وجہ سے نہ کرے گا کہ شہر میں اس کو صحبت اور تفریح اچھی ملے گی، جو احکام کی اطاعت اور کاموں کی یکسانی کے نقائص کو زائل کر دے گی؛ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کو زیادہ آمدنی ملے گی۔ اعلیٰ درجے کی تنظیم یافتہ صنعت سے مقدار پیداوار کی صورت میں اور اس کے نتیجے کے طور پر آمدنی کی صورت میں اس قدر عظیم نفع ملتا ہے کہ وہ نہ صرف دلچسپی نہ رکھنے والی محنت کے مادی نقصان کی تلافی کر دیتا ہے بلکہ شخصیت کے دب جانے سے جو روحانی نقصان ہو اس کو بھی زائل کر دیتا ہے۔ ان دو امور کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک سوال یہ ہے کہ نقصانات کو کس طرح کم کیا جائے؛ اور پیچیدہ صنعت کے فوائد کو باقی رکھتے ہوئے نقائص و نقصانات کو کس طرح زائل کیا جائے؟

بعض اوقات اس امر پر زور دیا جاتا ہے کہ اس قسم کا کوئی انتخاب نہیں ہوتا جس طرح کا اوپر بیان ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اُجرت کے طریق کے تحت

باب ۵ ۔ ۔۔ کا نظام

انتخاب کا کامل فقدان ہوتا ہے۔ مزدور کے لیے کام قبول کرلینا اور اطاعت کرنا ناگزیر ہے؛ وہ ان سے دیگر حالات کے تحت اپنے آپ کو کام سے لگاکر بچ نہیں سکتا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جب ایک دفعہ نئے نظم کی جانب تغیر عمل میں آجاتا ہے اور یہ نیا نظام ایک دفعہ قائم ہو جاتا ہے تو مزدور کے لیے بالعموم کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا۔ لیکن یہ امر کہ وہ بہر صورت قائم ہو گیا ہے اس کا باعث اساسی طور سے وہ انتخابات ہیں جن سے متعدد بار کام لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بالکل صحیح ہے کہ اصلداری کے جدید نظام کی تاریخ ایسے واقعات و حادثات سے مملو ہے جو جبر و تعدی پر دال ہیں؛ یعنی یہ کہ ضرورت کے دباؤ کے ذریعے سے قدیم زندگی کے سیدھے سادے اور غالباً زیادہ دلچسپ حالات کا ترک عمل میں آئے۔ لیکن پھر بھی یہ مستثنیات ہیں۔ سب سے بڑی قوت محرکہ جو قدیم حالات کے مغلوب ہو جانے کا باعث بنی وہ انسانوں کے انبوہ کثیر کا کارخانوں، فکٹریوں، قصبات اور شہروں میں ہجوم ہے، اس لیے کہ یہاں کی زندگی ان کو بحیثیت مجموعی زیادہ دلچسپ معلوم ہوئی۔ موجودہ صنعتی نظام اور موجود الوقت اجرت کے طریق کی توجیہ ترجیحات کے خاموش اور دیرپا عمل سے ہوتی ہے نہ کہ جابرانہ قوت یا اجرت کی محتاجی سے۔

۴۔ اب مصنف اجرت کے نظام کے بعض دیگر پہلوؤں پر توجہ کرتا ہے جن کے بارے میں بہت موہوم خیال آرائی اور مبہم بحث و گفتگو کی جاتی ہے؛ یعنی ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق"۔

گو اجرت کے طریق کی جانب مزدوروں کے میلان کی توجیہ زیادہ دلچسپ حالات کے انتخاب میں ملتی ہے؛ پھر بھی یہ صحیح ہے کہ یہ طریق ایک مرتبہ قائم و مروج ہو جانے کے بعد انتخاب فی الوقت محدود ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کو عمل میں لانا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ مزدور صرف مختلف اجروں کے مابین؛ یا اجرتی کام اور بیکاری کے مابین انتخاب کر سکتے ہیں۔ کام سے اخراج کے حق میں، اور یہ کہنے کا اقتدار رکھنے میں کہ آیا کوئی آدمی اجرت پر حاصل کیا جائے یا نہیں، کام پر باقی رکھا جائے یا نہیں، آجر کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا خطرناک 288

باب ۵۶
اُجرت کا انتظام

آلہ ہوتا ہے۔ وہ مزدور کو اس کے ذرایع معاش سے کم ازکم وقتی طور پر محروم کر سکتا ہے کیسی دوسری جگہ کام تلاش کرنے کا راستہ کم و بیش پُرخطر ہوتا ہے۔ پس اس اخراج کے آلے کے مقابلے میں مزدور ہڑتال کا آلہ استعمال کرتا ہے۔

ہڑتال کی تعریف عام طور سے یہ کی جاتی ہے کہ گویا وہ افراد کی جانب سے محنت کے کسی معاہدے میں دعوت شرکت کے شرایط کو تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ یہ تعریف بعض اوقات اس ترمیم کے ساتھ پیش کی جاتی ہے کہ ہڑتال اس قسم کے معاہدے کے انفرادی انکار کا نام نہیں ہے بلکہ اجتماعی انکار کا نام ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہڑتال ان دونوں سے کچھ زیادہ معنی اپنے اندر رکھتی ہے؛ یعنی بہ اتفاق و اتحاد کام چھوڑ دینا تاکہ اُس کام اور پیشے کی اُجرت آجروں کے پیش کردہ شرایط سے بہتر شرایط کے تحت حاصل کی جائے۔ حالات کی بہتری مختلف رُخوں میں ہو سکتی ہے؛ یعنی اعلیٰ اُجرت حاصل کرنا، اُجرت کی تخفیف کو روکنا، کام کے اوقات یا دیگر حالات کو تبدیل کرنا۔ لیکن مقصد ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ سابقہ حیثیتوں کو برقرار رکھ کر اطمینان بخش شرایط حاصل کئے جائیں، اور ان جگہوں کو ترک کرکے دوسرے مقام کا قصد نہ کیا جائے۔ مقررہ کام کو قائم و برقرار رکھنے کی غرض سے دباؤ ڈالنے کے لیے متحدہ طور سے کام سے ہٹ جانے کا نام ہڑتال ہے۔

اس معاملے کی محض تعریف بیان کردینا کافی نہ ہوگا بلکہ اس میں یہ سمجھنے کی بھی ضرورت ہے کہ حقیقت میں اس سے لوگوں کی کیا غرض و غایت ہوتی ہے، اگرچہ ان کے دل میں جو بات ہوتی ہے اس کو وہ صحت کے ساتھ بیان نہیں کرتے۔ ہڑتال کے حق کی تحدید کی تجاویز (یعنی اُس مسئلے کے اخلاقی و قانونی پہلوؤں) پر غور کرنے میں حقیقی صورت حالات کو باحتیاط سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ہڑتال کے حق کی تحدید کی بالعموم مخالفت کی گئی ہے اور یہ گنجلک بحث و مباحثہ کی مثالوں میں سے ایک مثال ہے؛ اس مخالفت کی بنیاد یہ ہے کہ ایسی تحدید انسانوں کو قعر غلامی میں پھینک دے گی۔ کہا گیا ہے کہ

باب ۵
اُجرت کا نظام
289

انسانوں کو ہڑتال کے حق سے محروم رکھنا ان کو جبراً ان کی حیثیتوں میں رکھنے کے مرادف ہے۔ جو لوگ تحدیدی تجویز پیش کرتے ہیں ان کے ذہن میں اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی؛ اور نہ جو لوگ ہڑتال مناتے ہیں وہ حقیقت میں دوسرے پیشے کو منتخب کرنے کی آزادی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہڑتالیوں کے مقصد کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنی مقررہ حیثیتوں کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ ہڑتال اس وقت کامیاب تصور کی جاتی ہے جبکہ ہڑتالی من حیث الجماعت کام ترک کرکے اپنے مطلوبہ و پیش کردہ شرایط کے مطابق اپنی سابقہ حیثیت دوبارہ حاصل کرلیتے ہیں۔ اگر دوسرے کام کو تلاش کرنے کی ضرورت ہوئی تو ہڑتال ناکام تصور کی جاتی ہے؛ خواہ نیا پیشہ حقیقت میں اطمینان کا کیوں نہ ہو اور خواہ ہڑتالی انجام کار اپنے نئے پیشوں میں بہتر طریق پر گزارہ کیوں نہ کریں۔ دوسرے الفاظ میں ہڑتال قدیم جگہ کو قائم رکھنے کے لیے دباؤ ڈالنے کا ایک طریقہ ہے۔ اس دباؤ کے معنی آجروں بلکہ غالباً عامۃ الناس کو اور ابتداءً خود ہڑتالیوں کو نقصان پہنچنے کے ہیں؛ کیونکہ یہ قابل قبول شرایط پر قدیم جگہیں ازسرنو حاصل کرلینے کی کوشش کے ناگزیر واقعات ہیں، اگرچہ قابل افسوس ہیں۔

ہڑتالیوں کا جو عام طرز عمل نوواردوں اور مقابلہ کرنے والوں یعنی "ہڑتال توڑوں" کی جانب ہوتا ہے خود اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل مقصد اور صورت حال کیا ہے۔ ہڑتالی اس کے عوض کہ اپنی جگہوں کو چھوڑدیں اور یہ کہیں کہ دوسرے اگر ان کو شرایط اطمینان بخش معلوم ہوں تو ان جگہوں پر قبضہ کرلیں، اس بات کی انتہائی کوشش کرتے ہیں کہ دوسروں کو کسی شرط پر بھی ان جگہوں کو پُر کرنے سے باز رکھیں۔ ترغیب، جماعت کے احساسات کا خیال رکھنے اور جماعت سے وفادار رہنے کی استدعا، جسمانی تشدد وغیرہ طریقوں کو استعمال کیا جاتا ہے؛ تاکہ نووارد مداخلت کرنے سے باز رہیں۔ ان کی رائے میں ہڑتال کا پُرامن اور اطمینان بخش عملدرآمد اس وقت ہوتا ہے جبکہ خالیہ جگہوں کو پُر کرنے کی کوئی کوشش نہ کی جائے اور جب فریقین تساہل اور صبر و انتظار کے ساتھ اور طویل گفت و شنید کے بعد تصفیے کی جانب مائل ہوں۔

باب ۵۶
اجرت کا نظام

اس طرح ہڑتال ایک پُرحیلہ اور جارحانہ تحریک ہے۔ اس کو زیادہ تر اس لیے پسند کیا جاتا اور استعمال کیا جاتا ہے کہ وہ اُجرت پر کام کرنے والے مزدوروں کے قبضے کا سب سے زیادہ کارگر آلہ ہے۔ وہ آجروں کے مزدوروں کو نکال دینے کے حق کے خلاف استعمال کرنے کا ایک ہی بڑا قوی ہتیار ہے۔

حقِ اخراج آجروں کے ہاتھوں میں کتنی بڑی قوت دے دیتا ہے اس کا اندازہ ایسے لوگ بہت کم کرسکتے ہیں جو صنعتی کشمکش کے دائرے سے باہر ہیں۔ ملازمت سے خارج اور بے روزگار کر دیے جانے کا کھٹکا اُجرتی مزدوروں کو ہمیشہ لگا رہتا ہے۔ 290 اپنے معاملات طے کرنے کے بارے میں مزدور کے ذاتی اسقام، اس کا نسبتہً غیر نقل پذیر ہونا، دوسرے پیشے میں فوراً منتقل ہو جانے کے بارے میں اس کی راہ میں مزاحمتیں، ان سب امور پر تمام کتب معاشیات میں بہت کچھ بحث موجود ہے۔ ان اساسی قوتوں کے اثرات کے متعلق بھی بہت کچھ صداقت کے ساتھ کہا جا چکا ہے جو اُجرتوں کو متعین کرتے اور انجام کار ان فوائد اور سہولتوں کی روک تھام کرتے ہیں جو آجر کو معاملہ طے کرنے میں حاصل ہوتی ہیں۔ کوئی عام بیان احساسات کی معمولی حالتوں کی تصویر کافی طور سے نہیں کھینچ سکتا۔ یہ احساسات حسب ذیل ہیں: انسانوں کی دائمی بے چینی جو بڑھ کر خوف کی شکل حاصل کر لیتی ہے؛ اور نام نہاد آقاؤں میں اقتدار کا احساس اور اقتدار کو قائم رکھنے کا مصمم ارادہ۔ آجر کو اخراج کا جو حق حاصل ہے وہ صنعت کے موجودہ نظام کا ناگزیر جزو ہے۔ اگرچہ اس پر کچھ تحدیدات عائد کیے جا سکتے ہیں اور گو اس حق کے بیجا استعمال کو روکا جا سکتا ہے، پھر بھی یہ حق ضبط قائم کرنے کے لیے اور پیدائش میں خوبی کار اور پیدآوری کے لیے ضروری ہے۔ لیکن اس کے بیجا طور سے استعمال کیے جانے کا امکان و قرینہ بلاشبہ موجود ہوتا ہے۔ غیر مشروط حق کو آجر نہ صرف اس لیے پسند کرتے ہیں کہ وہ ضبط قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے، بلکہ بڑی حد تک اس لیے بھی کہ اس سے تسلط و اقتدار کی خواہش پوری ہوتی ہے۔ یہی تسلط کا جذبہ مزدوروں میں مخالفت کی آگ بھڑکاتا ہے اور اسی بنا پر ان میں اپنے جارحانہ و مدافعانہ آلے یعنی ہڑتال کو

استعمال کرنے کی خواہش موجزن ہوتی ہے۔ اس آلے کے بغیر وہ اپنے کو بے یار و مددگار پاتے ہیں۔ اور چونکہ انسان میں ذرایع کو مقصد قرار دینے کا میلان ہوتا ہے، اس لیے ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق خالص حیلہ اور عملی ضرورت کے معاملات نہیں بلکہ اصول کے معاملات بھی بن جاتے ہیں جس طرح اخراج کے حق کو آجر ناممکن الانفکاک حق خیال کرتے ہیں اسی طرح مزدور بھی ہڑتال کے حق کو خیال کرتے ہیں۔

۵۔ ہڑتال کے حق کو استعمال کرنے کو کس حد تک روا رکھا جائے گا، قانون کس درجے تک ہڑتالیوں کو اجازت دے گا کہ ان لوگوں پر جو ان کی جگہیں پُر کرنے کے لیے مستعد ہیں دباؤ ڈالیں، کس شکل میں قانون کی قوت استعمال کی جائے گی، یہ سب انتہائی مشکل اور پیچیدہ سوالات ہیں۔ قانون فی نفسہ یعنی نہ صرف دستوری قانون بلکہ عدالتی قانون بھی، ہنوز معرض تکون و تغیر میں ہے، اور کوئی اس طرح کا مقررہ اساسی اصول نہیں ہے جو وضع آئین و قوانین و عدل گستری کے لیے محکم بنیاد کا کام دے سکے۔ آخری تحلیل میں، تمام چیزوں کا مدار اس پر ہے کہ موجودالوقت صنعتی نظام کے متعلق کسی شخص کا طرزِ عمل کیا ہے۔ معاشری نظام کی از سرِ نو ترتیب اور عدم مساوات کی تقلیل کی سمت میں دوررس تغیرات کی توقع اور خواہش رکھنے والا آدمی ہڑتال کے حق کی عام توسیع کی اس لیے موافقت کرے گا، کہ یہ آجروں کی قوت کو کم کرنے کا اور غالباً انجام کار ان کا شیرازہ بکھیرنے کا ذریعہ ہے۔ خانگی ملک اور آجر کے انتظام کو ناگزیر اور ناقابل تبدیلی خیال کرنے والا 291
شخص ہڑتال کا استیصال کرنے پر زور دے گا۔ اس معاملے میں، اُن متعدد دیگر معاملات کے مثل جن پر آیندہ صفحات میں بحث کی گئی ہے، اکثر اشخاص (اس سے واضعان قانون اور حکام عدالت مستثنیٰ نہیں ہیں) ایسے مقدمات سے استدلال کرتے ہیں جن کو انھوں نے مرتب ہی نہیں کیا ہے اور جن کے متعلق ان کو کافی تجربہ نہیں ہے۔ ان کا میلان طبع اور طرزِ عمل ہمیشہ کے لیے ان کے تعصبات اور پیش از پیش قائم کیے ہوئے خیالات کی بنا پر متعین ہوتا ہے۔

تاہم بعض ایسے امور ہیں جو متعلقہ آئینی مسائل کے لیے اہم ہیں اور جن کا لحاظ بغیر اس امر کے ضروری ہے کہ معاشری و صنعتی ترقی کے آخری نتیجے اور

باب ۵۶
اجرت کا نظام

مقصد کے بارے میں کسی شخص کے خیالات کیا ہیں۔

ہڑتال پر محض اس لحاظ سے غور نہ کرنا چاہیئے کہ وہ ترک کار ہے، بلکہ اس لحاظ سے کہ وہ ایک ایسی حربی چال ہے جو کاروبار کو بہ تمام وکمال روک دینے کی غرض سے اختیار کی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کاروبار قوم کے لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہو، مثلاً ریلیں، شہری نقل وحمل کے ذرایع، روشنی، آب رسانی وغیرہ۔ ایسے کاروبار کے رکنے کے معنی خطرہ بلکہ تباہی ہیں۔ دوسری جانب ممکن ہے کہ اسی قسم کے کاروبار میں مزدوروں کا حق ملازمت مقابلتہً محفوظ ہو اور اخراج کا اقتدار محدود و منظم ہو۔ ایسی صنعتوں میں بھی اسی قسم کی صورت رونما ہونے کا قرینہ ہے جو براہ راست سرکاری انتظام کے تحت ہیں۔ سرکاری عہدہ داروں کو بہت شاذ اخراج کا غیر محدود اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ قانون یا رواج کی رو سے جو مزدور نکال دیا جائے اس کو دادرسی اور کسی حد تک مرافعے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اسی قبیل کی کوئی چیز، یعنی روزگار اور ملازمت کے بے قاعدہ تعین کی کچھ نہ کچھ روک تھام معمولی صنعتی دستور العمل کا جزو بنا دینی چاہیئے۔ یہ محض ایک صورت ہے اس حالت کی جس پر بڑے پیمانے پر اور وسیع بنیادوں پر عمل کرنا ضروری و مناسب ہے، یعنی اجیر جن حالات کے تحت کام کرتے ہیں ان کے تصفیے میں حصہ لیں۔ اس قسم کی شرکت کے امکانات نیز تحدیدات پر عنقریب بحث کی جائے گی۔ سردست یہ مان لو کہ وہ موثر شکل میں موجود ہے۔ اس طرح ہڑتال اور ہڑتال کرنے کا حق مختلف پہلو اور نوعیتیں اختیار کر لیتے ہیں۔ دادرسی اور کام پر بزور کامل قابو حاصل کرنے کے لیے ہڑتال، ناگزیر آلہ باقی نہیں رہتی۔ مفید اور اہم صنعتوں کے عمل کو روکنے کی کوششوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا حق قوم کو حاصل ہے۔ مزدوروں سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ صنعت کے عمل کو بالکل روک دینے کی ارادی سعی کے معنی میں ہڑتال نہ کریں۔ اب اس کے لیے
292 جبر کی کون شکلیں اختیار کی جائیں گی، ان کے متعلق کچھ کہنا آسان نہیں ہے۔ آیا محض کام کو متحدہ طور سے روک دینے کی کوشش کو قابل سزا جرم قرار دینا چاہیئے یا محض دوسروں کو کام کرنے سے روکنے کی کوشش کو تعزیری جرم کی ذیل میں لانا چاہیئے۔ اصولی سوال ہڑتال کرنے کے حق کے بارے میں ہے، یعنی یہ کہ آیا اس حق کی تحدید

باب ۵
مت کا نظام

اس صورت میں کرنی چاہیئے جبکہ آجر اور اجیر مخالف فریقوں کی حیثیت سے ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں اور مل جل کر کام کر رہے ہوں اور جبکہ خود آجر پر اپنے تسلط کے بڑے آلے کو استعمال کرنے میں بندشیں عائد ہوں؟

یہ اصولی سوال سب سے زیادہ نمایاں طور سے ان صنعتوں میں ظاہر ہوتا ہے جن کا انتظام حکومت کرتی ہے۔ قوم نے ان صنعتوں کو سرکاری نگرانی کے تفویض کر کے گویا اپنا یہ خیال ظاہر کر دیا کہ عامۃ الناس کی مرفہ الحالی کے لیے وہ خاص طور سے اہمیت رکھتی ہیں۔ یہاں یہ امر ناقابل تردید معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو مزدوروں کو کام اور پیشے کے نظم ونسق میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے اور دوسری جانب صنعت کے پہیوں کی راہ میں روڑہ اٹکانے کی آزادی انھیں نہ دی جائے۔

ان صورتوں میں جہاں سرکاری انتظام نہ ہو اور پھر بھی وہ ایسی صنعت ہو جس کا سلسلے کے ساتھ کاروبار کرتے رہنا عامۃ الناس کے مفاد کی خاطر نہایت ضروری ہے وہاں سرکاری اور غیر سرکاری صنعتوں کے مابین خط فارق بآسانی نہیں کھینچا جا سکتا[1]۔ بالعموم ان دونوں کے بین بین ایک تیسری شکل بھی پائی جاتی ہے، یعنی خانگی انتظام کی نگرانی و تنظیم اسی طرح کی جائے جس طرح کہ عرفی "مفادات عامہ" کی صورت میں کی جاتی ہے۔ کیا انھی امور کا اطلاق ان صنعتوں پر براہ راست سرکاری انتظام کے تحت کیا جا سکتا ہے؟ عوام سرکاری ملک اور انتظام میں چلنے والی ریلوں کے مسلسل عمل میں جتنی دلچسپی لیں گے اسی قدر خانگی ملک کی ریلوں کے مسلسل عمل میں بھی لیں گے۔ اس کے علاوہ کام اور حق اخراج کے حالات ممکن ہے کہ ان حالات سے اساسی طور سے مختلف نہ ہوں جو سرکاری انتظام کے تحت پائے جاتے ہیں، گو اس بارے میں یکطرفہ افعال کے خلاف مزدوروں کی مقررہ حفاظت اتنی مستعدی کے ساتھ نہیں کی جا سکتی یا اتنی آسانی کے ساتھ قائم نہیں رکھی جا سکتی۔

---

[1] مقابلہ کرو باب ۲۴ فصل (۱۱) سے۔

باب ۵۲
اجرت کا نظام

اس کے برخلاف بہت معقولیت کے ساتھ یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ خانگی اشخاص کے ہاتھوں میں صنعت کو چھوڑ کر یا دے کر قوم نے صنعتی تنظیم کی اس شکل کے خطرات و عواقب خود برداشت کر لیے ہیں۔ خانگی تملیک میں تخالف و تضاد کے تخم مضمر ہوتے ہیں، یعنی یہ آجروں اور اجیروں کے ناگزیر باہمی نزاع کا باعث ہوتی ہے۔ خواہ اس کی کسی طرح سے پردہ پوشی
298
کیوں نہ کی جائے، بظاہر اس کو کتنا ہی بے ضرر کیوں نہ ثابت کیا جائے، اس کی کتنی ہی اصلاح و تنظیم کیوں نہ کی جائے، پھر بھی نزاع کا وجود قائم رہتا اور اس کے عملی شکل اختیار کرنے کا قرینہ ہوتا ہے۔ اس خطرے کے سامنے ہم صرف اس لیے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں کہ اس نظام کے متعلق بحیثیت مجموعی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں نقائص کے مقابلے میں فوائد کا پلہ بھاری ہے۔ اگر ریلوں کے سرکاری انتظام پر خانگی انتظام کو ترجیح دی جاتی ہے تو، اس کی وجہ لازمی طور سے یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی وہ زیادہ بہتر طریقے پر عمل کرتا ہے؛ اور ذاتی مفاد کا محرک، اولوالعزمی و حوصلہ مندی کی ترغیب، سیاسی قیود سے آزادی، نقل و حمل کو بہتر طریق پر عمل میں لانے کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر کوئلے کی کان کنی کا انتظام خانگی اشخاص کے ہاتھوں میں دے دیا جاتا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں بھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خانگی صنعت سرکاری صنعت کے مقابلے میں قوم کی ضرورت بہتر طریق پر پوری کر سکتی ہے۔ بایں ہمہ خانگی آجر کاروبار کو اپنا ذاتی معاملہ تصور کرتا ہے اور اس کے انتظام کے طریقوں کے متعلق یہ خیال کرتا ہے کہ وہ صرف اس کی اصابت رائے کے تابع ہیں۔ وہ اور اس کا گماشتہ ہمیشہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ کاروبار کے انتظام کو موثر طریقے پر عمل میں لانے کا انحصار سب سے اول اجیروں کے انتخاب اور حق اخراج کی غیر محدود آزادی پر ہے۔ جس وقت تک یہ میلان طبع اور طرز عمل قائم رہے گا مزدور اپنی جگہ پر یہ محسوس کرے گا کہ اس کو اپنا آلۂ مدافعت قائم رکھنا چاہیئے خواہ اس کے نتیجے کے طور پر کثیر تعداد افراد ہی متاثر کیوں نہ ہو۔ اگر عامۃ الناس خانگی تملیک اور خانگی انتظام سے حاصل ہونے والے فوائد سے مستفید ہونا

باب ۵ — اجرت کا انتظام

چاہتے ہیں تو انھیں وہ نقائص و نقصانات بھی تسلیم کرنے پڑیں گے جو نزاع اور کام کے رک جانے سے پیدا ہوں گے۔ ہڑتال کے حق کی تحدید کرنا اور خانگی منتظموں کو روزگار اور کام کی قطعی نگرانی تفویض کر دینا ایک ہی فریق کو تقویت دینا اور دوسرے کو کمزور کرنا ہے۔

اب تک جو کچھ بیان ہوا وہ بہت عام طریقے پر بیان کیا گیا ہے؛ اور یہ عام بیان حقیقی حالات کی مختلف صورتوں پر حاوی نہیں ہے۔ اعلیٰ درجے کی سرکاری صنعتی تنظیم اور غیر محدود خانگی ملکیت و انتظام کی دو انتہاؤں کے مابین مختلف مدارج و مراحل پائے جاتے ہیں، یعنی سرکاری و نیم سرکاری نگرانی کے تحت کام کرنے والی انجمن ہائے تجارت۔ سرکاری صنعت خود ہمیشہ عملے کی فلاح کو ملحوظ رکھ کر نہیں انجام دی جاتی۔ اکثر و بیشتر یہ ہوتا ہے کہ عہدہ داران متعلقہ خانگی صنعت کے نقطۂ نظر اور طریق کار کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اپنے اقتدار کی قطع و برید کو مساوی طور سے ناپسند کرتے ہیں۔ اس قسم کے طرز عمل کی مدافعت اس بنیاد پر کی جاتی ہے کہ وہ ضبط و انتظام کے قیام کے لیے ضروری ہے؛ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی نوعیت ہمیشہ حیلے یا بہانے کی ہوتی ہے۔ بہرکیف جہاں اس قسم کی صورت حالات موجود ہو وہاں ہڑتال کو فی نفسہ 294
تعزیری جرم اس بنیاد پر نہیں قرار دیا جا سکتا کہ صنعت سرکاری ہے۔ اس کے برخلاف یہ خیال کرنا بالکل ممکن ہے کہ ایک مثل سرکاری انجمن تجارت، جو بلحاظ ملکیت خانگی اور بلحاظ انتظام سرکاری ہو، نہ صرف مصارف و منافعہ بلکہ محنت کے اصول کی حد تک بھی، خانگی صنعت کے مرمطریقوں کے تحت عمل کر سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ اجیروں کے انتخاب، حق اخراج، عملے کے ضبط و انتظام کے شرایط و حالات ایسے قواعد و ضوابط کے تابع ہوں جن کی اعلیٰ سرکاری انتظام کے تحت توقع کی جا سکتی ہے؛ اور پھر بھی یہ ان ہی شرایط کا جز و ہو سکتی ہے جن کے تحت خانگی انتظام کی اجازت دی گئی ہو۔ جب صورت حالات یہ ہو تو ہڑتال ناجائز آلہ بن جاتی ہے۔ عوام نے اجیروں کی تامین و حفاظت تو کر لی ہے اور اب وہ خود اپنی حفاظت کرنے کا حق بھی رکھتے ہیں۔

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

اوپر کی بحث سے قارئین نے سمجھ لیا ہوگا کہ ہڑتال اور اخراج کو کھیل میں برابر کے پتے خیال کرنا چاہیئے؛ دونوں کا وجود ایک دوسرے کے مقابلے میں ضروری ہے، اگر کسی ایک کو ہٹایا گیا تو دوسرے کو بھی ہٹانا ضروری ہے۔ لیکن مسئلے پر اس قسم کے میکانیکی طریق پر بحث کرکے نہ تو فریقین کے تعصبات و معتقدات میں اعتدال پیدا کیا جا سکتا ہے اور نہ خود مسئلے ہی کی پیچیدگیوں کو رفع کیا جا سکتا ہے۔ مزدور ہڑتال کے حق کو صرف غیر مساوی حالات کے تحت ہی آلۂ مدافعت تصور نہیں کرتے ہیں؛ بلکہ کم و بیش محسوس طریقے پر اور کم و بیش وسیع پیمانے پر اس کو حالات کی اصلاح اور از سر نو تنظیم کا جزو خیال کرتے ہیں۔ اگر آجر اپنے اقتدار اخراج کی تحدید کیے جانے پر بھی رضامند ہو جائیں تو بھی، لڑائی جھگڑے باقی رہیں گے اور ہڑتالوں سے کام لیا جائے گا۔ اس لیے کہ حق اخراج محض ان معاملات میں سے ایک معاملہ ہے جن میں آجر کی قطعی حکمرانی سے معارضہ کیا جاتا ہے۔ اخراج کی قوت اس وجہ سے نمایاں ہو جاتی ہے کہ وہ سب سے زیادہ نمایاں آلۂ کار ہے۔ لیکن اگر کام کرنے والے یعنی مزدور کو بھی نگرانی میں رکھنا ہے تو کام لینے کے جملہ حالات و شرائط کو بھی کچھ نہ کچھ نگرانی کے تابع بنایا جا سکتا ہے۔ نہ صرف اجیروں کا تقرر اور ان کی برطرفی، بلکہ اُجرت کے معیار، مزدکاری کی شرحیں، تقسیم کار، فورمین کے اقتدارات اور کارخانے کے قواعد کا تصفیہ صرف آجر کے واحد اور غیر محدود اختیار تمیزی پر نہیں چھوڑا جا سکتا بلکہ باہمی مشاورت، گفت وشنید اور معاہدے کے ذریعے سے ہو سکتا ہے۔ جب اس موثر طریقے پر تصفیے ہونے لگیں اور معاہدۂ کار میں اس قبیل پر مشاورت و مشارکت عمل میں آنے لگے تو، ہڑتال کی جس قدر تحدید ان چیزوں کے نہ ہونے کی صورت میں ممکن ہوتی اس سے کہیں زیادہ عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ یہ خیال کرنا بالکل ممکن ہے کہ ہڑتال کے جارحانہ مفہوم کے لحاظ سے یعنی ہڑتالیوں کے اپنے شرائط کو حاصل کرنے تک کام کو روک رکھنے کے معنی میں ہڑتال کو قانوناً ناجائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

295

۶۔ مذکورہ بالا بحث سے اس چیز کی تائید ہوتی ہے جسے مبہم طور سے

باب ۵۶ اجرت کا نظام

"صنعتی جمہوریت" کہا جاتا ہے۔ کارخانوں کی کونسل صنعتی کونسل کارخانوں کی کمیٹیاں، اجیروں کی نمایندگی[1] یہ سب متعدد انتظامات کے مختلف نام ہیں جو اجیروں کو تنظیم کے کم از کم چند مسائل کے حل کرنے میں حصہ اور موقع دینے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کا قرینہ ہے کہ ہر مخصوص تجویز اس کے سرگرم پیش کرنے والے کی جانب سے تمام معاشری خرابیوں کو دور کرنے کا علاج تصور کی جائے لیکن حقیقت میں کسی تجویز میں اس قسم کی عجیب و غریب قوت و صلاحیت نہیں ہے۔ مستقبل کے لیے بہترین توقع اس میں مضمر ہے کہ یکے بعد دیگرے متعدد اصلاحی تدابیر پر عمل کیا جائے جن میں سے ہر ایک مفید ثابت ہونے کے لیے حقیقی تجربے کی محتاج ہے۔ امید افزا اور کامیاب ثابت ہونے والی تجاویز کے منجملہ ایک تجویز یہ ہے کہ مزدوروں کے ساتھ معاہدہ کرنے اور خصوصاً اس کے نظم و نسق میں ان کی نمایندگی کا بھی اہتمام کیا جائے۔ اس تجویز میں امکانات کے ساتھ ساتھ تحدیدات بھی ہیں۔ کچھ نہ کچھ اس سے ضرور حاصل ہوسکتا ہے، لیکن اس سے بہت زیادہ توقع نہ رکھنی چاہیئے۔

اول تو یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس انتظام سے اجرت کے نظام کی ان خرابیوں کی حد تک کچھ زیادہ فوائد حاصل ہوں گے جن پر اس باب کی ابتدائی فصلوں میں غور کیا گیا ہے۔ نہ تو اس نظام کے مادی نقائص کے دور ہونے کا امکان ہے اور نہ اس کے روحانی استقام کے رفع ہونے کا قرینہ بلکہ ان خرابیوں کو بڑی حد تک کم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ "صنعتی جمہوریت" کے اکثر مویدین یہ توقع رکھتے ہیں کہ مجلسوں یا انجمنوں میں نمایندگی ایک دفعہ قائم ہو جانے کے بعد مزدوروں کے اپنے روزمرہ کے کام کی جانب طرز عمل میں انقلاب عظیم پیدا ہو جائے گا۔ وہ کام کو اپنا ذاتی کام خیال کرنے لگیں گے، پوری تندہی اور انہماک کے ساتھ محنت کریں گے اور خوشی و آزادی کے ساتھ اپنے قوی سے

---

[1] Works Councils, Industrial Councils, Shop Committees, Employe Representation

باب ۶ اُجرت کا نظام

کام لیں گے۔ مگر مصنف کو بظاہر یہ سب کچھ خیالی منصوبہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح جس طرح شرکت منافعہ کی تجویز اور دیگر تجاویز کے متعلق اس قسم کے توقعات خیالی منصوبے معلوم ہوتے ہیں۔ اس واقعے کی بنا پر کہ مزدور کو مجلس میں اپنا نمائندہ منتخب کرنے کا حق رائے دہی حاصل ہے یا وہ خود اجلاس میں حاضر ہوتا ہے اس کے روزمرہ کے کاموں کی جانب اس کے طرزِ عمل پر کوئی قابلِ لحاظ اثر پڑنے کا کوئی قرینہ نہیں معلوم ہوتا۔ ممکن ہے کہ وہ اسی مقررہ سمت میں عمل کرنے والے دیگر عاملین کو تقویت دینے کی جانب کچھ اثر انداز ہو، مثلاً مزدکاری یا اُجرت بہ لحاظ کار کا طریق بخوبی مرتب و منتظم ہو جائے یا آجر کی حد تک صبر و استقلال، کریمانہ غور و خوض اور نیک نیتی پر اس کا اثر پڑے۔ لیکن اس قسم کی جزوی مشارکت کا اثر بحیثیت مجموعی
296 نظر انداز کرنے کے قابل ہوگا۔ کارخانے میں کام کرنے والا مزدور یا ریلوے کا فائرمن اپنے مقررہ کام کو بڑی حد تک سابقہ طریقے ہی پر انجام دیتا رہے گا، اور یہ ان صدہا یا ہزاروں مزدوروں میں سے ایک ہوگا جو قواعد و ضوابط کی پابندی کو اپنا اولین شعار بنائے رہنے اور اپنی مقررہ تنخواہ وصول کرنے کی جانب مائل ہوں گے اور جنھیں اس سے کوئی بحث نہ ہوگی کہ روز بروز مزدوروں کی جماعت کی حیثیت کو متاثر کرنے والے کونسے واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔

اگر ان تجاویز کو خود مزدوروں کے تنظیمات کے مقابلے میں بطور ایک چال یا توڑ کے استعمال کیا گیا تو، مزدوروں کی اخلاقی حالت کی درستی کی توقع اور بھی کم ہوگی۔ چنانچہ کارخانوں کی مجلس مشاورت قائم کرنے والے آجروں میں سے اکثروں کے دل میں یہی بات ہوتی ہے۔ وہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ اس قسم کے نئے انتظامات سے ان کے مزدوروں کی موجودالوقت تنظیمات دب جائیں گی۔ یہ توقع بالعموم علانیہ ظاہر نہیں کی جاتی، بلکہ نئے انتظام کے حقیقی فوائد کو اور حق و انصاف کی خواہش کو بیان کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ اس سے مزدوروں کی انفرادی و اجتماعی کارکردگی کے اضافے اور خوبیٔ کار کی ترغیب کی توقع

باب ۵
...رت کا نظام

کی جاتی ہے؛ لیکن روز مرہ کے کام کی جانب بہتر اور خوش دلی کا طرز عمل اختیار کرنے کا گاہ گاہ خیال کیا جاتا ہے۔ پھر بھی متعدد صورتوں میں، بلکہ غالباً اکثر و بیشتر صورتوں میں، کم از کم ریاستہائے متحدہ میں آجروں کی یہ نیت و توقع ہوتی ہے کہ وہ مزدور سبھاؤں کا خاتمہ کردیں اور ان کی جگہ اپنی دوسری انجمنیں قائم کریں جس وقت تک صورت حالات کی یہ نوعیت رہے گی اس وقت تک مصنف کی رائے میں تحریک کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ اجیروں کی نمایندگی اور مزدور سبھائیں کسی حال ایک دوسرے سے متناقض اور غیر ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس کے برخلاف نمایندگی کے کسی نظام کے کامیابی کے ساتھ چلنے کا مدار خود مزدوروں میں تنظیم کی موجودگی پر اور غالباً خود اس نظام کے باہر کی تنظیم پر ہے۔ لیکن آجران دونوں چیزوں کو بالعموم ایک دوسرے کا ضد تصور کرتا ہے؛ اور خود اجیر بھی یہی خیال کرنے کی جانب مائل ہوتا ہے جس وقت تک یہ سوء ظن موجود ہے اور حقیقی مقصد پوشیدہ رکھا جائے گا اس وقت تک اس قسم کی کوئی تجویز سرسبز اور مطلوبہ نتائج کی حامل نہیں ہوسکتی۔ علاوہ ازیں مخالفت کے اصول کو، خواہ وہ کتنا ہی چھپا ہوا کیوں نہ ہو، پوشیدہ نہیں رکھا جاسکتا۔ خواہ اس کو رازداری کے کتنے ہی پردوں کے اندر کیوں نہ رکھا جائے اور اس کے وجود سے کتنا ہی انکار کیوں نہ کیا جائے، وہ ظاہر ہوکر ہی رہے گا۔ خود مزدوروں کے پیش کردہ استدلال پر ان کے شکایات کو رفع کرنے کا حقیقی جذبہ اور ان کے ذاتی مقاصد کے لیے ان کے اندر اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کے طریقوں کو صاف دلی سے تسلیم کرنا، یہ دو چیزیں ناگزیر ہیں۔

دوسری جانب اگر یہ عامل موافق ہو تو بھی یہ غیر اغلب ہے کہ مشارکت یا نمایندگی کی کوئی تجویز اس قدر وسیع کی جاسکے کہ اس کے حدود کے اندر انتظام کا کل خاکہ آجائے۔ ممکن ہے کہ وہ تنظیم محنت تک اس کے محدود معنوں میں، یعنی
صرف تقرر و اخراج کے مسائل، شرح اجرت، معیار کار، مزدوروں کی مختلف 297
جماعتوں کی اضافی اجرتوں، چھوٹی اور بڑی شکایات، حد سے زائد ضبط یا بغض و عناد کے مسائل تک محدود رہے۔ دوسرے اور بالعموم بڑے مسائل انتظام و نظم و نسق اس سے

باب ۵۶
اُجرت کا نظام

بہ مشکل متاثر ہوں گے؛ بلکہ اغلب یہ ہے کہ انھیں متاثر نہ ہونا چاہیئے۔ اس قسم کے انتظامات کے امکانات کے بارے میں قائم کردہ توقعات عجیب وغریب افراط و تفریط رکھتی ہیں۔ زر جوڑنے والے معمولی قسم کے سخت دل آجران تجاویز پر اس حیثیت سے نظر ڈالتے ہیں کہ دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ، یعنی بے چینی کے جذبے کو دبانے کے لیے جھوٹی مراعات خیالی دنیا میں گھومنے والے اور معیاری تصورات قائم کرنے والے اشخاص ان تجاویز کے عملدرآمد کو نئے معاشری نظام کے افتتاح کی ضروری شرط خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ مجلسیں اور انجمنیں مزدوروں کو اپنے کارخانوں پر کامل قابو حاصل کرنے کا موقع دینے کا پہلا زینہ ہیں۔ لیکن اس کا قرینہ نہیں ہے کہ دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی اپنے متوقعہ نتیجے کا مشاہدہ کرے۔ انتظام کے اساسی مسائل ایک مختصر و منتخب گروہ کے ہاتھ میں ابھی طویل مدت تک رہیں گے۔ اصلدار آجروں کے نیم آمرانہ یا نیم مستبدانہ اقتدارات کی قطع و برید یقیناً عمل میں آئے گی؛ وہ نہ صرف مزدوروں کے تعلقات اور مفاد عامہ بلکہ قیمتوں کی حد تک بھی نگرانی کے تابع ہو جائیں گے۔ لیکن یہ غیر اغلب ہے کہ موجود الوقت صنعتی نظام کی اہم خصوصیات میں کوئی انقلاب انگیز تبدیلی واقع ہو۔ پیدائش بہ امداد باہمی کے تجربات کسی اور چیز کو اس قدر قطعیت کے ساتھ ثابت نہیں کرتے جس قدر دستی محنت کرنے والے مزدوروں کے ہاتھ میں عنان حکومت کے فوراً منتقل ہو جانے کے امکان کے بعد کو۔ پیدائش بہ امداد باہمی، فی الحقیقت صنعتی جمہوریت ہوگی۔ لیکن جن صورتوں میں اس طریق پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا گیا ہے وہ اس قدر غیر معمولی طور سے شاذ و کمیاب ہیں کہ وہ صرف عام ناکامی کو نمایاں کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ کامل اصلاح کرنے والوں کی آرزوؤں اور خیالات کا میلان اب اشتراکیت کی جانب ہے؛ یعنی یہ کہ موجود الوقت نظام کو بالکلیہ الٹ دیا جائے؛ اور یہ ایک بالکل مختلف مفہوم میں صنعتی جمہوریت ہے۔ تنظیم جدید کے امکانات پر خواہ وہ کسی شکل میں ہو آئندہ بابوں میں

باب ۵۶
اجرت کا نظام

بحث کی جائے گی۔[1] سردست ہمارا تعلق موجودالوقت اجرت کے نظام، اس کے نقائص اور اصلاحی تجاویز سے ہے۔ اصلاحی تجاویز کے منجملہ ایک تجویز اجیروں کی نمایندگی ہے۔ یہ معاشرتی خرابیوں کا کوئی قطعی و کامل علاج نہیں ہے؛ لیکن موجودالوقت صنعتی نظام کے عمل کو ہموار کرنے کی آس اس سے ضرور بندھتی ہے۔

---

[1] دیکھو باب ۶۱، امداد باہمی پر اور باب ۶۲ و باب ۶۳ اشتراکیت پر۔

باب ۵۷

مزدور سبھائیں

(۱) مزدوروں کی معاملہ چکانے کی قوت کو سبھائیں تقویت دیتی ہیں۔ منفرد مزدور کی کمزوری۔ 298
محنت کی عدم نقل پذیری؛ سرمایۂ محفوظ کا فقدان؛ فنا پذیری محنت۔ (۲) ماہر مزدوروں کی سبھاؤں کے اجارہ وی رجحانات: ان کی اہمیت بالعموم زیادہ نہیں ہوتی۔ کھلی سبھا جو صرف ادنیٰ مہارت رکھنے والے مزدوروں میں فروغ پا سکتی ہے، اصلاح و ترقی کا قوی آلہ ہے۔ (۳) بند کارخانہ یا کھلا کارخانہ؟ کھلی سبھا کے ساتھ بند کارخانے کا استدلال بدیہی طور سے قوی ہے۔ (۴) بند کارخانے کے تحت ترقی و کارکردگی میں رکاوٹ کا خطرہ پیدا کی تحدید؛ مزد کاری؛ معیاری شرح؛ محنت بچانے والے آلات بضبط۔ (۵) کھلے کارخانے اور بند کارخانے کے مابین تقسیم ناقابل قبول نہیں ہے۔ آجروں کی مخالفت کی بنیاد بالعموم ناقابل جواز ہے۔ سبھا کی قیادت بہت نازک معاملہ ہے۔ (۶) غدار مزدور اور تشدد کا استعمال۔ ناکہ بندی۔ (۷) مزدور سبھا کی تحریک کے وسیع ہونے کا قرینہ ہے اور وہ ہمدردی کی مستحق ہے۔

۱۔ مزدور سبھا کی تحریک بالکل جدید ہے، اور زیادہ تر صنعتی انقلاب یعنی کارخانوں کے نظام اور ارتکاز صنعت کا نتیجہ ہے۔ منفرد کاروبار میں اور منفرد آجر کے تحت جتنے اشخاص کام کرتے تھے ان کی تعداد روزافزوں ہے۔ اسی وجہ سے آجر و اجیر کے باہمی ذاتی تعلقات کی

باب ۳ مزدور سبھائیں

حد تک کشیدگی بڑھ رہی ہے یا تعلقات معدوم ہو رہے ہیں؛ اور باہمی گفت و شنید زیادہ تشدد آمیز اور غیر ہمدردانہ نوعیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اسی کے ساتھ اجیروں میں متحدہ عمل بہت آسان ہو گیا ہے۔ اس معاشی رجحان کے ساتھ ساتھ جمہوریت میں اور ان آرزوؤں میں جو جمہوریت کا لازمہ ہیں ترقی ہو رہی ہے۔ مزدور سبھا کی تحریک معاشری بے چینی اور معاشری ترقی کی اہم ترین علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ مزدور انقیاد و اطاعت کے حالات سے روز بروز زیادہ اکتاتے جا رہے ہیں۔ وہ نہ صرف اعلیٰ اجرت کے خواہاں ہیں، بلکہ نیم ابوتی[1] حالات سے آزادی کے طالب بھی ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ اجرت ہمیشہ کے لیے آجر کے حسب دلخواہ طے نہ ہونی چاہیئے بلکہ معاہدے کے ذریعے سے طے ہونی چاہیئے جس میں ان کے ذاتی عمل کا بھی موثر حصہ ہو۔

299 ہم اس اہم ترین معاشی مسئلے کی جانب فوراً توجہ کر سکتے ہیں جو مزدور سبھائیں پیش کرتی ہیں؛ یعنی اُجرت پر ان سبھاؤں کا ممکنہ اثر۔ اس موضوع کے بارے میں پچاس سال قبل یہ کہا جا سکتا تھا کہ معاشئین اور مزدور سبھاؤں کے مویدین کے خیالات میں بین اختلافات تھے؛ اس لیے کہ اس وقت اکثر معاشئین کا یہ خیال تھا کہ سبھائیں اجرت پر اثر انداز نہ ہو سکتی تھیں؛ اس کے برعکس سبھا کے موئدین اُجرت کے ہر حقیقی اضافے کو اپنی ذاتی کوششوں کی جانب منسوب کرتے تھے۔ مزدوروں کے قائدوں میں اب بھی متحدہ عمل کے اثرات پر ناواجب زور دینے کا میلان پایا جاتا ہے؛ لیکن بحالت موجودہ اکثر علمائے معاشیات ان دونوں کے بین بین اعتدالی راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

یہ امر یقینی اور حقیقت میں بدیہی ہے کہ اُجرتی مزدوروں کی معاملہ چکانے کی قوت ان کے اجتماعی طور پر کام کرنے سے تقویت پاتی ہے جہاں ایک آجر سَو مزدوروں سے معاملہ کرے وہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ منفرد مزدور کے مقابلے میں اس کی معاملہ چکانے کی قوت سو گونہ زیادہ ہوتی ہے۔

[1] Semi-Patriarchae

باب ۵

مزدور سبھائیں

آیا اس کے آدمیوں میں سے کوئی چلا جائے یا ٹھیرا رہے اس کا فرق اس کے نزدیک ۱۰۰ اور ۹۹ کے فرق سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن مزدور کے سامنے صرف دو صورتیں ہیں یعنی کام اور کم از کم فی الوقت بیکاری۔ یہ صحیح ہے کہ مزدور اپنا رُخ دوسری طرف پھیر سکتا ہے؛ اور یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ اپنی محنت بازاری شرح پر پیش کرے تو، اس کو کسی دوسری جگہ کام ملجائے گا۔ وہ غالباً کام پر مقرر ہو جائے گا، لیکن صرف ایک وقفے کے بعد اور کم و بیش عدم تیقن کے ساتھ ایسا ممکن ہوگا۔ یہ اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آجر کے پاس اخراج کی دھمکی کی شکل میں اور مزدور کے اپنے کام سے محروم کردیئے جانے کے خوف کی شکل میں کس قدر قوی ہتھیار موجود ہے۔ لیکن جہاں تحت کے تمام مزدور فوراً مطالبہ پیش کردیں اور کام فوراً ترک کردینے کی تجویز کریں وہاں آجر کی حیثیت مقابلۃً بہت دشوار ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں اس کو بھی رک جانا پڑے گا، اور فی الوقت وہ بھی، اپنے دھندے سے محروم ہو جائے گا؛ پس وہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کرے گا کہ آیا وہ مقررہ شرایط کے تحت مزدوروں کی دوسری جماعت حاصل کرسکتا ہے یا نہیں؛ اگر وہ بازاری شرح پیش کرے تو بلاشبہ ۱۰۰ مزدوروں کی دوسری جماعت حاصل کرسکتا ہے؛ لیکن انفرادی مزدور کے مثل صرف ایک وقفے کے بعد اور کم و بیش عدم تیقن اور عارضی نقصان کے ساتھ اس کو نئے مزدور ملیں گے۔

بڑے آجر کا فائدہ فایقہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اس کی حیثیت کا مقابلہ ایسے آجر کی حیثیت سے کیا جائے جو منفرد مزدور یا بہت ہی قلیل التعداد مزدوروں کو اجرت پر رکھ سکتا ہو یعنی معمولی متوسط طبقے کا صاحب خانہ، جو ایک یا دو ملازم رکھ سکتا ہو، ہر ملازم کا اسی قدر محتاج ہے جس قدر کہ ملازم اس کا محتاج ہے۔ اگر بیگم صاحبہ باورچی کو نکل جانے کی اطلاع دیں تو وہ بلاشبہ مروجہ شرحوں پر کسی دوسری جگہ نوکری حاصل کرسکتا ہے؛ لیکن فوراً یا بہت آسانی کے ساتھ حاصل نہیں کرسکتا۔ اگر باورچی 300 نکل جانے کا نوٹس دیدے تو بیگم صاحبہ کو بھی بلاشبہ مروجہ شرحوں پر دوسرا آدمی مل سکتا ہے؛ لیکن فوراً یا بلا وقت نہیں مل سکتا۔ اسی وجہ سے

باب۵ مزدوروں کی سبھائیں

۲۔ مزدور سبھاؤں کے متعلق مقرون مسائل ہمیشہ عام اُجرتوں سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ کسی مخصوص جماعت کی اُجرتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انکا تعلق عام طور سے پیشوں کی سبھاؤں سے ہوتا ہے جو معمولی قسم کی مزدور سبھاؤں سے ممیز و مختلف ہوتی ہیں۔ حرفتوں یا پیشوں کی سبھا، جو اب بھی تنظیم کی سب سے عام اور موثر شکل ہے، ایسے مزدوروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کسی ایک پیشے یا ایسے پیشوں کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو آپس میں گہرا ربط رکھتے ہیں۔ اس قسم کے ہر گروہ کی اُجرتوں کا مدار اس کی مخصوص صورت میں اس کی کی ہوئی خدمت کی طلب پر ہوتا ہے۔ اگر کسی مقررہ پیشے یا گروہ میں مزدوروں کی رسد محدود کر دی جائے تو، اس پیشے یا گروہ میں اعلیٰ اُجرت پانے کا موقع بہتر ہو جاتا ہے؛ چنانچہ یہی وہ حالت ہے جس کا پیدا کرنا حرفتی سبھائی دوامی خواہش ہوتی ہے۔ سب سے موثر ادارات ماہر مزدوروں، یعنی کل چلانے والوں، راجوں، معماروں اور نجاروں وغیرہ کی انجمنیں ہوتے ہیں۔ یہ جماعتیں بہر صورت کم و بیش غیر مسابق گروہ کی ذیل میں آتی ہیں۔ ان کی نیم اجارہ دارانہ حیثیت گو توسیع تعلیم اور 802 کلوں کے استعمال و رواج کی وجہ سے معرض خطر میں ہے، پھر بھی قوی ہے؛ اور متعدد تجاویز کے ذریعے سے اس کو قائم و برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں کارآموزوں کی تعداد محدود ہوتی ہے۔ انجمن کا داخلہ اعلیٰ ابتدائی فیس کی بنا پر محدود ہوتا ہے۔ بعض بھدے قسم کے پیشوں میں ہونے والے رقیبوں یا آیندہ مسابقت کرنے والوں کو جسمانی تشدد کی دھمکی دیجاتی ہے۔ حرفتی درسگاہوں کی مخالفت کی جاتی ہے۔ انجمنوں کے ارکان بقیہ مزدوروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو زیادہ موافق حیثیت میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فطرت بشری کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، ان کو اس کے لیے موردِ الزام نہیں ٹھیرانا چاہیئے؛ لیکن ان کا عمل مفاد عامہ کے منافی ہے۔ اصلدار و آجر مقابلہ کا انسداد کرنے اور ماحصل اجارہ حاصل کرنے سے کچھ کم خواہاں نہیں ہوتے۔ دونوں قسم کے اتحاد کا عمل مفاد عامہ کے خلاف ہوتا ہے۔ گو اتحادیت یا انجمن سازی کو، عام مزدوروں کے طبقے کی بہبود و ترقی کی

باب ۵ب
مزدور سبھائیں

تحریک ہونے کی حیثیت سے، ہمدردی حاصل ہونا ضروری ہے؛ پھر بھی اتحادیت کے ذاتی اغراض اپنی بعض مخصوص شکلوں میں بالکل بین اور ظاہر ہوتے ہیں، اور اس طرح اس کے سب سے سرگرم موید اور حامی بھی اس کو بہ نظر اکراہ و حقارت دیکھتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ ایسی مثالیں جن میں حرفتی سبھا کے داخلہ کو مخصوص اور سخت بنا کر اجارہ کی حالت پیدا کی گئی ہو، کثیر نہیں ہیں؛ اور کمی کی جانب مائل ہیں۔ یہ مثالیں زیادہ تر ان پیشوں میں رونما ہوتی ہیں جہاں دستکاری کا غلبہ و تسلط باقی ہے؛ مثلاً شیشہ گروں کی یہی حالت ہے، یا کم از کم ابھی حال تک تھی۔ ان کی انجمن میں داخلہ پر سخت حد بندی قائم تھی؛ وہ کارآموزوں کی تحدید میں کامیاب ہوئے؛ انھوں نے تعداد ارکان کو محدود کیا؛ اور اپنے لیے غیر معمولی طور سے اعلیٰ اجرت حاصل کی جوں جوں کلوں کا استعمال و رواج بڑھتا جاتا ہے اور مخصوص مہارت کی قدر و وقعت عام تربیت و ذہانت کے مقابلے میں گھٹتی جاتی ہے، اس قسم کے اجاروں کو قائم و برقرار رکھنا زیادہ سے زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ خود شیشہ گروں کے پیشے میں نئی ایجادات و اختراعات کے بروئے عمل آنے کی وجہ سے، کلوں کے ذریعے سے ان چیزوں کا انجام دینا ممکن ہو گیا جو پہلے محض اعلیٰ درجے کے ماہر شیشہ گر کے اپنی نلی سے دھونکنے پر تیار ہو سکتی تھیں۔ پھر بھی ماہر مزدور من حیث الجماعت اپنی مخصوص حیثیت کی تامین و حفاظت دوسرے مزدوروں کے مقابلے میں اب بھی بہ دل و جان کرتے ہیں؛ اگرچہ کامیابی کی توقع بہت کم ہوتی ہے۔

یہ امر اہم اور قابل لحاظ ہے کہ اس تحدیدی طرز عمل کو عام مزدوروں کی تائید و اعانت حاصل ہے۔ تمام تر مزدور جبلی طور سے اپنی تامین کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ انھیں نہ صرف مسابقت کے اضافے کے باعث بیکاری و بے روزگاری کا خطرہ ہے؛ بلکہ وہ مخصوص صورت سے یہ عام نتیجہ اخذ کرتے 808
اور مفروضہ قائم کرتے ہیں کہ جو چیز بعض مزدوروں کے لیے مفید ہے اگر سب مزدوروں پر اس کا اطلاق کیا جائے تو ان کے لیے بھی مفید

باب ۵
مزدوروں کی سبھائیں

۲۔ مزدور سبھاؤں کے متعلق مقرون مسائل ہمیشہ عام اُجرتوں سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ کسی مخصوص جماعت کی اُجرتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انکا تعلق عام طور سے پیشوں کی سبھاؤں سے ہوتا ہے جو معمولی قسم کی مزدور سبھاؤں سے ممیز و مختلف ہوتی ہیں۔ حرفتوں یا پیشوں کی سبھا، جو اب بھی تنظیم کی سب سے عام اور موثر شکل ہے، ایسے مزدوروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کسی ایک پیشے یا ایسے پیشوں کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو آپس میں گہرا ربط رکھتے ہیں۔ اس قسم کے ہر گروہ کی اجرتوں کا مدار اس کی مخصوص صورت میں اس کی کی ہوئی خدمت کی طلب پر ہوتا ہے۔ اگر کسی مقررہ پیشے یا گروہ میں مزدوروں کی رسد محدود کر دی جائے تو، اس پیشے یا گروہ میں اعلیٰ اجرت پانے کا موقع بہتر ہو جاتا ہے؛ چنانچہ یہی وہ حالت ہے جس کا پیدا کرنا حرفتی سبھائی دوامی خواہش ہوتی ہے۔ سب سے موثر اداراتِ ماہر مزدوروں، یعنی کل چلانے والوں، راجوں، معماروں اور نجاروں وغیرہ کی انجمنیں ہوتے ہیں۔ یہ جماعتیں بہرصورت کم و بیش غیر مسابق گروہ کی ذیل میں آتی ہیں۔ ان کی نیم اجارہ دارانہ حیثیت گو توسیع تعلیم اور کلوں کے استعمال و رواج کی وجہ سے معرض خطر میں ہے، پھر بھی قوی ہے؛ اور متعدد تجاویز کے ذریعے سے اس کو قائم و برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں کار آموزوں کی تعداد محدود ہوتی ہے۔ انجمن کا داخلہ اعلیٰ ابتدائی فیس کی بنا پر محدود ہوتا ہے۔ بعض بھدے قسم کے پیشوں میں ہونے والے رقیبوں یا آیندہ مسابقت کرنے والوں کو جسمانی تشدد کی دھمکی دیجاتی ہے۔ حرفتی درسگاہوں کی مخالفت کی جاتی ہے۔ انجمنوں کے ارکان بقیہ مزدوروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو زیادہ موافق حیثیت میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ 802

فطرتِ بشری کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، ان کو اس کے لیے مورد الزام نہیں ٹھیرانا چاہیئے؛ لیکن ان کا عمل مفاد عامہ کے منافی ہے۔ اصلدار و آجر مقابلہ کا انسداد کرنے اور ماحصل اجارہ حاصل کرنے سے کچھ کم خواہاں نہیں ہوتے۔ دونوں قسم کے اتحاد کا عمل مفاد عامہ کے خلاف ہوتا ہے۔ گو اتحادیت یا انجمن سازی کو، عام مزدوروں کے طبقے کی بہبود و ترقی کی

باب ۵
مزدوروں کی سبھائیں

تحریک ہونے کی حیثیت سے، ہمدردی حاصل ہونا ضروری ہے؛ پھر بھی اتحادیت کے ذاتی اغراض اپنی بعض مخصوص شکلوں میں بالکل بین اور ظاہر ہوتے ہیں، اور اس طرح اس شئے سب سے سرگرم موید اور حامی بھی اس کو بہ نظر اکراہ و حقارت دیکھتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ ایسی مثالیں جس میں حرفتی سبھا کے داخلہ کو مخصوص اور سخت بنا کر اجارہ کی حالت پیدا کی گئی ہو، کثیر نہیں ہیں؛ اور کمی کی جانب مائل ہیں۔ یہ مثالیں زیادہ تر اُن پیشوں میں رونما ہوتی ہیں جہاں دستکاری کا غلبہ و تسلط باقی ہے؛ مثلاً شیشہ گروں کی یہی حالت ہے، یا کم از کم ابھی حال تک تھی۔ اُن کی انجمن میں داخلہ پر سخت حد بندی قائم تھی؛ وہ کارآموزوں کی تحدید میں کامیاب ہوئے؛ انھوں نے تعداد ارکان کو محدود کیا؛ اور اپنے لیے غیر معمولی طور سے اعلیٰ اُجرت حاصل کی جوں جوں کلوں کا استعمال و رواج بڑھتا جاتا ہے اور مخصوص مہارت کی قدر و نعت عام تربیت و ذہانت کے مقابلے میں گھٹتی جاتی ہے، اس قسم کے اجاروں کو قائم و برقرار رکھنا زیادہ سے زیادہ مشکل ہوجاتا ہے۔ خود شیشہ گروں کے پیشے میں نئی ایجادات و اختراعات کے بروئے عمل آنے کی وجہ سے، کلوں کے ذریعے سے ان چیزوں کا انجام دینا ممکن ہوگیا جو پہلے محض اعلیٰ درجے کے ماہر شیشہ گر کے اپنی نلی سے دھونکنے پر تیار ہوسکتی تھیں۔ پھر بھی ماہر مزدور من حیث الجماعت اپنی مخصوص حیثیت کی تامین و حفاظت دوسرے مزدوروں کے مقابلے میں اب بھی بہ دل و جان کرتے ہیں؛ اگرچہ کامیابی کی توقع بہت کم ہوتی ہے۔

یہ امر اہم اور قابل لحاظ ہے کہ اس تحدیدی طرز عمل کو عام مزدوروں کی تائید و اعانت حاصل ہے۔ تمام تر مزدور جبلی طور سے اپنی تامین کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ انھیں نہ صرف مسابقت کے اضافے کے باعث بیکاری و بے روزگاری کا خطرہ ہے؛ بلکہ وہ مخصوص صورت سے یہ عام نتیجہ اخذ کرتے اور مفروضہ قائم کرتے ہیں کہ جو چیز بعض مزدوروں کے لیے مفید ہے اگر سب مزدوروں پر اس کا اطلاق کیا جائے تو اُن کے لیے بھی مفید

808

باب ۵

مزدور سبھائیں

ہو سکتی ہے۔ یہ مفید اصول کہ آزاد مسابقت کے میدان میں ہر شخص کو اپنی انتہائی کوشش عمل میں لانی چاہیئے آجروں میں جس قدر کم قبولیت رکھتا ہے اسی قدر اجیروں میں بھی کم مقبول ہے۔

اگر انجمن کے دروازے کھلے ہوئے ہوں کھلی سبھا ہو، یعنی اگر کام کرنے کی صلاحیت رکھنے والے سب اشخاص اس انجمن میں آزادی کے ساتھ شریک ہو سکیں تو سبھائی طریق کا یہ بظاہر قابل اعتراض پہلو، جس پر یہاں غور کیا گیا، غائب ہو جائے گا۔ اس صورت میں سبھا ایک ایسا ادارہ ہو گی جس میں اجارہ دارانہ خصوصیت کا کوئی شائبہ نہ ہو گا؛ بلکہ اس کا وجود محض باہمی امداد اور بحیثیت مجموعی معاملہ چکانے کی حد تک رہے گا۔

بعینہٖ یہی عام حالت غیر ماہر یا جزوی طور سے ماہر مزدوروں کی سبھاؤں کی ہے۔ پیشوں کی سبھا یا حرفتی انجمن، جو سب سے قدیم، ابتدائی اور راز خود قائم شدہ ادارہ ہے، اس میں ادنیٰ درجے کی محنت کی تنظیم کی عظیم الشان نشو و نما کے ذریعے سے توسیع و ترقی ہوئی ہے؛ اور یہ تنظیم نہ صرف کارخانے کے مزدوروں بلکہ مختلف قسم کے غیر ماہر مزدوروں میں بھی ہوئی ہے۔ خاصکر ریاستہائے متحدہ میں محض پیشے کی قربت اور ربط کے مطابق تنظیم میں خاصی توسیع ہوئی ہے؛ مثلاً ٹریموے کے موٹر چلانے والوں، ریلوں کے سوچ گھمانے والوں، گودی کے مزدوروں، حمالوں، قلیوں، کوچبانوں اور کوئلہ ڈھونے والوں وغیرہ میں۔ یہ ایسے پیشے ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ چند ہفتوں کے تجربے اور مشق کی ضرورت ہے اور جس میں ہر صحتور انسان عبور حاصل کر سکتا ہے۔ اس لحاظ سے سبھائیں انجام کار لازمی طور سے کھلی انجمنیں بن جاتی اور خود غرضانہ تخصیص کے الزام سے آزاد ہو جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ وہ مزدوروں کی ٹھیک ان جماعتوں کو متاثر کرتی ہیں جو بحیثیت افراد بالکل بے یار و مددگار ہوتے ہیں جس وقت تک اتحادیت ان میں جسمانی ایذا رسانی کے رنگ سے معرا رہے اس وقت تک بڑی حد تک فوائد حاصل ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات ان کے

باب ۵۵
مزدور سبھائیں

قائد سیاسی حیثیت سے چالباز ہوتے ہیں یا اس سے بھی بڑھ کر غدار ہوتے ہیں جو رشوت قبول کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں تنظیم کے ابتدائی اور تشکیلی مراحل میں وہ سبھاؤں کے فوائد کو بڑھا چڑھا کر ظاہر کرتے ہیں اور ممکن ہے کہ مفسدہ پردازی کریں۔ لیکن بحیثیت مجموعی سبھائیں ترقی و بہبود کا نہایت قوی ذریعہ ہوتی ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے ارکان کی معاملہ چکانے کی حیثیت کی اصلاح کرتی ہیں اور اجرتوں کو اس حد تک بڑھا دیتی ہیں جس حد تک یہ عامل اضافے میں ممد ہو سکتا ہو؛ بلکہ ان کے باعث تعلیمی نقطۂ نظر سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ گزشتہ نسل میں، ریاستہائے متحدہ کے ان طبقوں کے مزدوروں کا مقام ولادت زیادہ تر بیرون ملک رہا ہے، اور وہ بالعموم نووارد تھے جو باہر سے ہجرت کر آئے تھے۔ ان کے لیے حرفتی سبھائیں بڑی درسگاہ رہی ہیں، اور اتحاد و ترقی کے عمل میں باوجود اپنی تنگ نظری کے بڑی حد تک معاون رہی ہیں۔

مہارت طلب پیشوں میں انجمنوں کا دروازہ کھلا رکھنے کے اصول کی حتی الوسع ہمیشہ مخالفت کی جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ متعدد پیشوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے اور اکثروں کو غالباً آیندہ معلوم ہو جائے گا کہ محض یہی محفوظ اصول ہے۔ اخراج اور تحدیدات خاص خاص حرفتوں میں اجرتوں کو غیر معمولی سطحوں تک بڑھانے کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے خود اپنی ہی تباہی کا آپ باعث ہوتے ہیں۔ آجروں کو ماہر مزدوروں کی تحدیدات سے مستغنی ہونے کے لیے غیر اشخاص کی تلاش و تربیت کرنے یا اصلاح و ترقی عمل میں لانے میں بہت سخت دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ تعلیم کی توسیع اور خاصکر دستی تربیت کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مشینوں کا رواج و استعمال اجارہ دارانہ انجمن کی حیثیت کو زیادہ سے زیادہ پرخطر بنا دیتا ہے۔ جہاں حرفتی درسگاہیں قائم ہیں (اور واقعہ یہ ہے کہ سبھاؤں کی مخالفت کے باوجود یہ درسگاہیں بالاستقلال وسعت حاصل کر رہی ہیں) وہاں یہ سبھائیں اپنی صف میں اس طرح تربیت یافتہ اشخاص کو داخل کرنا ہی واحد عاقلانہ اصول خیال کرتی ہیں۔ اور حرفتی درسگاہوں کے بغیر بھی ایسی اجرتیں جو غیر معمولی طور سے

باب ۵۷ دور سبھائیں

اعلیٰ ہوں اکثر آجروں کی رہبری بیش خرچ اراکین انجمن کے بغیر کام چلانے کی سعی کیجانب ہوتی ہیں، اور دوسرے مزدوروں کے گروہ عظیم کو ترغیب دیتی ہیں کہ وہ اعلیٰ اجرت کے کاموں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں؛ نتیجہ یہ کہ ایک دوسرے سے دلچسپی رکھنے والی یہ جماعتیں ایکہ کرلیتی اور سبھا کو اس کے اجارے سے محروم کردیتی ہیں۔ بے دلی اور ناخوشی کے ساتھ ماہر مزدور بھی اکثر صورتوں میں کھلی سبھا کے اصول کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

۳۔ سبھاؤں کے طریق سے متعلق جس مسئلے پر سب سے زیادہ سرگرم بحث مباحثہ کیا جاتا ہے وہ "بند کارخانے" کا مسئلہ ہے۔ آیا سب مزدوروں کو سبھاؤں کے احاطے میں لانا چاہیئے اور اجرتوں سے متعلق سب معاملات کو سبھا کی نمایندگی کے ذریعے سے طے کرنا چاہیئے یا نہیں؟ آیا سب غیر رکن مزدوروں کو انجمنوں میں شریک ہونے کے لیے مجبور کرنا چاہیئے اور تا وقتیکہ وہ ایسا نہ کریں ان کو کام سے محروم رکھنا چاہیئے یا نہیں؟ اس کا تسبیل البدل "کھلا کارخانہ" ہے جس میں آجر اپنے مزدوروں سے انفرادی طور سے معاملہ کرتے ہیں یا کم از کم ان سے ان کے انجمن کے رکن ہونے کے لحاظ کے بغیر معاملہ کرتے ہیں۔

بظاہر "بند کارخانہ"، اجارہ دارانہ قسم کی سبھا کی مدافعت کا بہت قوی آلۂ کار ہے۔ اگر ارکان نہ صرف نوواردوں کو اپنی صف میں داخل کرنے سے انکار کریں بلکہ کارخانے میں ان کے ساتھ ملکر کام کرنے سے بھی انکار کریں تو بیرونی اشخاص کو حاصل کرنا بہت دقت طلب ہوگا، خواہ انھیں غیر معمولی طور سے اعلیٰ اجرت کی ترغیب ہی کیوں نہ دی جائے۔ تقریباً سب کاروبار میں آجر کو تربیت یافتہ اور منظم عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر انجمن کے شریک مزدور من حیث الجماعہ اس وقت جبکہ آجر غیر شخص کو کام پر رکھ لے کام سے ہٹ جائیں تو، آجر کو ان کی پابجائی پوری کرنی پڑے گی۔ اگر کام پر حاوی ہونا بہت مشکل نہ بھی ہو اور اگر پیش کردہ اجرت پر بیرونی اشخاص کو کثیر تعداد میں آنے کی ترغیب بھی ہو تب بھی، ان کو کام سے واقف کرانا اور ماہر بنانا بہت مشکل معاملہ ہے۔ اگر حرفت مہارت طلب اور اس کی تربیت حاصل کرنا

باب ۵
مزدور سبھائیں

مشکل ہو تو، ایسی سبھا جو "بند کارخانے" کے اصول پر سختی سے عامل ہو صورت حالات پر بخوبی قابو حاصل کر لیتی ہے۔ صرف حد سے زیادہ مطالبات پیش ہونے کی صورت میں آجر کی رہبری ان سے ترک تعلق کرنے کی جانب ہو سکتی ہے۔ بالعموم وہ ان کے ساتھ شرکت عمل کرنے کو ترجیح دے گا، ان کو مطمئن رکھنے کے لیے اعلیٰ اجرت ادا کرے گا اور خریداروں سے اعلیٰ قیمت وصول کر کے اپنے نقصان کی تلافی کرے گا۔ اس تدریجی عمل کی بھی ایک بدیہی حد ہوتی ہے، اور وہ خریداروں کی طلب کے حالات میں مضمر ہوتی ہے؛ لیکن اگر سبھا بھی داخلے کے لیے کارآموزوں پر بندشیں عائد کرے اور دیگر مزاحمتی تدابیر اختیار کرے تو یہ تحدید اس کو "بند کارخانے" میں منفعت بخش اجارے کی حیثیت حاصل ہونے کا سبب اور بڑی حد تک اس کا نتیجہ بھی ہوگی۔

لیکن فرض کرو کہ "بند کارخانے" کے ساتھ "کھلی سبھا" ہو اس کے باعث ان خرابیوں میں سے ایک خرابی رفع ہو جائے گی جو "بند کارخانے" کی جانب منسوب کیجا سکتی ہیں؛ اور یہ خرابی، اجارے کی تخلیق یا کم از کم اس کی تقویت ہے۔ اگر مطلوبہ قابلیت رکھنے والے سب درخواست گزار راست بازی کے ساتھ سبھا میں شریک کر لیے جائیں تو "بند کارخانے" کا پہلا اثر یہ ہوگا کہ اجتماعی حیثیت سے معاملہ چکانے کا طریقہ نافذ ہو جائے گا۔ اس صورت میں انفرادی مزدوروں کے ساتھ کوئی معاہدات نہ کیے جائیں گے؛ تمام معاملات، خواہ وہ محنت سے متعلق ہوں یا اجرت سے، سبھائی وساطت و نمایندگی سے طے پائیں گے۔

اس طرح بیان کردہ صورت بادی النظر میں بند کارخانے کی موافقت میں ہے۔ یہ نتیجہ اس بیان سے نکلتا ہے جو مزدوروں کی انجمنوں کی وساطت سے حاصل کردہ فوائد کے متعلق پیش کیا گیا۔ مزدور اس طریقے پر معاملات طے کرنے میں زیادہ بہتر شرایط حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے موجودہ معاشروں کے یہی سب سے کثیر التعداد اور سب سے زیادہ ضرورتمند ارکان ہیں؛ جو چیز ان کی حالت کی اصلاح کرے وہ یقینی طور سے انسانی مرفہ الحالی کے مجموعے میں اضافہ کرتی ہے۔
لیکن ہمیں اس بارے میں بہت تعمق کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ اگر

باب ۵۷ دور سبھائیں

اعلیٰ ہوں اکثر آجروں کی رہبری بیش خرچ اراکین انجمن کے بغیر کام چلانے کی سعی کیجانب ہو کرتی ہیں، اور دوسرے مزدوروں کے گروہ عظیم کو ترغیب دیتی ہیں کہ وہ اعلیٰ اجرت کے کاموں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ نتیجہ یہ کہ ایک دوسرے سے دلچسپی رکھنے والی یہ جماعتیں ایکہ کر لیتی اور سبھا کو اس کے اجارے سے محروم کر دیتی ہیں۔ بے دلی اور ناخوشی کے ساتھ ماہر مزدور بھی اکثر صورتوں میں کھلی سبھا کے اصول کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

۳۔ سبھاؤں کے طریق سے متعلق جس مسئلے پر سب سے زیادہ سرگرم بحث مباحثہ کیا جاتا ہے وہ "بند کارخانے" کا مسئلہ ہے۔ آیا سب مزدوروں کو سبھاؤں کے احاطے میں لانا چاہیئے اور اجرتوں سے متعلق سب معاملات کو سبھا کی نمایندگی کے ذریعے سے طے کرنا چاہیئے یا نہیں؟ آیا سب غیر رکن مزدوروں کو انجمنوں میں شریک ہونے کے لیے مجبور کرنا چاہیئے اور تا وقتیکہ وہ ایسا نہ کریں ان کو کام سے محروم رکھنا چاہیئے یا نہیں؟ اس کا تسبیل البدل "کھلا کارخانہ" ہے جس میں آجر اپنے مزدوروں سے انفرادی طور سے معاملہ کرتے ہیں یا کم از کم ان سے ان کے انجمن کے رکن ہونے کے لحاظ کے بغیر معاملہ کرتے ہیں۔

بظاہر "بند کارخانہ" اجارہ دارانہ قسم کی سبھا کی مدافعت کا بہت قوی آلۂ کار ہے۔ اگر ارکان نہ صرف نوواردوں کو اپنی صف میں داخل کرنے سے انکار کریں بلکہ کارخانے میں ان کے ساتھ ملکر کام کرنے سے بھی انکار کریں تو بیرونی اشخاص کو حاصل کرنا بہت دقت طلب ہوگا، خواہ انھیں غیر معمولی طور سے اعلیٰ اجرت کی ترغیب ہی کیوں نہ دی جائے۔ تقریباً سب کاروبار میں آجر کو تربیت یافتہ اور منظم عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر انجمن کے شریک مزدور من حیث الجماعہ اس وقت جبکہ آجر غیر شخص کو کام پر رکھ لے کام سے ہٹ جائیں تو، آجر کو ان کی پابجائی پوری کرنی پڑے گی۔ اگر کام پر حاوی ہونا بہت مشکل نہ بھی ہو اور اگر پیش کردہ اجرت پر بیرونی اشخاص کو کثیر تعداد میں آنیکی ترغیب بھی ہو تب بھی، ان کو کام سے واقف کرانا اور ماہر بنانا بہت مشکل معاملہ ہے۔ اگر حرفت مہارت طلب اور اس کی تربیت حاصل کرنا

موافقت میں ہوتا ہے جو بظاہر کام بڑھاتے ہیں اور ایسے انتظامات کی مخالفت میں ہوتا ہے جو کام کم کرتے ہیں ہر اصلاح و ترقی اور ہر محنت بچانے والی تجویز کے معنی کچھ نہ کچھ تبدیلی اور ترتیب نو کے ہیں، اور اسی وجہ سے عام طور سے مشکلات رونما ہوتی ہیں؛ گو یہ مشکلات عارضی ہوتی ہیں، لیکن پھر بھی وہ مشکلات ہی ہیں۔ ایک مرتبہ کام پر جم جانے کے بعد مزدور کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کو آخر تک انجام دے۔

اس طرزِ عمل کا عام مظاہرہ پیداوار کی تحدید ہے؛ یعنی جتنی مقدار ایک شخص مقررہ وقت میں تیار کر سکتا ہے اس کی تحدید، مثلاً یہ کہ روزانہ وہ اتنی تعداد اینٹوں کی تیار کرے گا۔ اس قسم کی تحدید کی مدافعت اس بنیاد پر کی جاتی ہے کہ وہ کام کے لامتناہی طریق پر انجام پانے میں مزاحم ہے؛ یعنی آجر کے ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کام لینے کی خواہش میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ اس کا بہت قرینہ ہے کہ اس بنیاد پر اس کی موافقت میں ایک استدلال مرتب ہو جائے؛ لیکن اکثر و بیشتر صورتوں میں وہ محض کام کو دیر تک قائم رکھنے کا ایک طریقہ اور اس طرح جوش و خروش اور کارکردگی پر ایک روک ہے۔ وہ نہ صرف صنعت کی پیداوار میں کمی کر دیتی ہے؛ بلکہ ارادی طور سے اور بطیب خاطر جد و جہد کرنے کے جذبے کو کمزور کرتی ہے، اور اس طرح ان عاملین کی (جو بہر صورت کثیر التعداد اور ناموافق ہیں) اور بھی زیادہ اعانت کرتی ہے جو محنت کو تکلیف دہ بناتے ہیں۔

مزدکاری (اُجرت بلحاظ کار) کا بھی یہی حال ہے۔ مزدور فرداً فرداً یا سبھاؤں کی وساطت سے مجتمعہ طور پر اس کے مخالف ہیں۔ اس صورت میں بھی مخالفت کی بدیہی بنیاد بالعموم یہ ہے کہ مزدکاری زائد کام لیے جانے کی جانب رہبری کرتی ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ شرح اُجرت، کسی غیر معمولی طور سے قوی یا ماہر مزدور کی صلاحیت پر مبنی رکھی گئی ہے؛ جس کو آجر ایک اوسط درجے کے آدمی سے انتہائی کام لینے کے مہمیز کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ بلاشبہ ایسا ہوتا ہے کہ مزدکاری اس طرح بہت زیادہ کام لینے یا مقررہ تنخواہ پر زائد کام لینے کی بنیاد کے طور پر استعمال کی جاتی ہے؛ اور یہ انفرادی مزدور کی معاملہ طے نہ کر سکنے کے نقص اور کمزوری کی ایک اور مثال بہم پہنچاتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ مزدکاری کے متعلق اساسی خیال یہ ہے کہ وہ

باب ششم
مزدور سبھائیں

مفاد عام کو پیش نظر نہیں رکھتی، اور ہر جماعت اپنی حد تک منافع کی وصولیابی کو مبنی بر انصاف خیال کرتی اور اسی پر زور دیتی ہے۔ عام مرفہ الحالی کی ترقی کے
809 مفہوم کے لحاظ سے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ پیداوار اور کم قیمتوں کی شکل میں قوم کو نفع پہنچے؛ اور یہ پیدا کنندوں اور خاصکر آجروں کے مابین مقابلے کا نتیجہ ہوگا۔ اگر مقابلہ نہ ہو، بلکہ اجارہ کی حالت پائی جائے تو، مزدور بھی آجروں کے مثل منافع حاصل کر سکتے ہیں۔ تجربہ تمامتر یہ بتلاتا ہے کہ گو اصلاح و ترقی کے فوائد ابتداءً اعلیٰ منافع کی شکل میں مخترع اصلداروں ہی کو حاصل ہوتے ہیں، پھر بھی مرور زمانہ کے ساتھ قوم بھی انجام کاران سے مستفید ہوتی ہے۔ دوسری جانب، اگر قلیل یا طویل مدت کے لیے اعلیٰ منافعہ حاصل ہونے کی توقع نہ ہو تو، آجروں کو اصلاح و ترقی بروے عمل لانے کی ترغیب ہی نہ ہوگی۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آجروں کو نہ کہ مزدوروں کو درمیانی تکوینی دور میں منافعہ حاصل کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اگر اس کو زیادہ سادہ طریقے پر اور کم پیچیدگی کے ساتھ بیان کیا جائے تو، حقیقت یہ ہے کہ مزدوروں کی کسی جماعت کے مقابلے میں آجروں کے قریبی اغراض عوام کے اغراض سے زیادہ تطابق رکھتے ہیں۔

اسی قسم کی عام رائے زنی مزدوروں اور سبھاؤں کے اس طرز عمل کے بارے میں کیجا سکتی ہے جو وہ ضبط و انتظام کی نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے کی بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والی صنعتیں، نیم فوجی تنظیم (یعنی پابندی اوقات، فوری اطاعت اور احکام کی تعمیل کی طالب ہیں۔ آجروں کے ہاتھ میں ضبط کا انحصار اخراج کی قوت پر ہے۔ اس قوت کا مزدور قدرتاً مخالف ہے؛ اسی طرح جس طرح وہ کلوں کے رواج کا قدرتی طور سے مخالف ہے جو اس کو کام سے محروم کر دیتی ہیں۔ طاقتور سبھا اس قوت کے استعمال میں مزاحم ہوتی ہے اور عام "بند کارخانے" کا طریق اس میں اور بھی زیادہ مزاحمت پیدا کر سکتا ہے۔ ان سب چیزوں کا انحصار مزدوروں کے طبائع، خصائل اور ذہانت و واقفیت پر ہے۔ جماعت میں فرقہ بندی کا جذبہ اور زندگی کے تمام شعبوں میں ان اشخاص کے لیے جو "گرفتار بلا" ہو چکے ہیں، بڑی اکثریت کی ہمدردی ہمیشہ یہ خطرہ

باب ۵ مزدور سبھائیں

پیدا کرتی ہے کہ اخراج کی ضروری قوت لوٹ جائے گی[1]

حرفتی سبھاؤں کے متعدد قابل اعتراض اصول کے منجملہ ترقی میں مزاحمت پیدا کرنے والے اصول کا سب سے بڑا اثر بظاہر برطانیہ عظمیٰ میں پڑا اور ضبط میں مزاحم ہونے والے اصول کا سب سے قوی اثر ریاستہائے متحدہ میں ظاہر ہوا۔ اول الذکر ملک میں، حرفتی سبھائیں، انتہائی ترقی کر چکی ہیں، اور اجتماعی حیثیت سے معاملات طے کرنے کا طریق بہت عام طور سے رائج ہو گیا ہے۔ چنانچہ اکثر برطانوی حرفتوں میں کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ انفرادی مزدور آجر کے ساتھ براہ راست معاملہ کرے گا؛ سب کچھ مزدور سبھاؤں کے ذریعے سے طے ہوتا ہے۔ گو یہ ترقی اکثر اعتبارات سے اطمینان بخش ہے، پھر بھی بظاہر برطانیہ عظمیٰ میں پیدا وار کی تحدید اور محنت بچانے والے آلات کی خاموش مگر موثر مخالفت کے ذریعے سے یہی چیز ترقی میں رکاوٹ کا باعث بھی ثابت ہوئی ہے۔ بعض صنعتوں مثلاً لوہے اور فولاد کی کانوں میں اپنی سابقہ قیادت کو قائم رکھنے کے بارے میں برطانیہ کی ناکامی کا باعث ایک حد تک مزدور سبھاؤں کے اصول ہیں جو ترقی کی راہ میں روڑہ ثابت ہوئے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس قسم کا اثر بہت کم محسوس کیا گیا ہے؛ جس کی وجہ ایک حد تک یہ ہے کہ وہاں اصلاح و ترقی کو قبول کرنے اور ان کا خیر مقدم کرنے کی عادت لوگوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، لیکن بڑی وجہ غالباً یہ ہے کہ سبھائی طریق کا کامل تسلط کسی صنعت میں بہت کم ہوا ہے۔ اس ملک میں ضبط و انتظام عام طور سے بہت ابتر رہا ہے، خاصکر ریلوں اور اسی کی مماثل صنعتوں میں اس قسم کی خرابی کے بہت ہی مہلک نتائج رونما ہوئے ہیں۔

۵۔ جہاں تک بند کارخانے کا تعلق ہے وہاں تک، یہ طویل بحث ایک درمیانی یا اعتدالی نتیجے کی جانب رہبری کرتی ہے۔ مزدوروں کی موجودہ طبیعت اور ذہانت پر نگاہ کرتے ہوئے یہ نامناسب ہے کہ انھیں وہ قابو حاصل ہو جو عام بند کارخانے سے مل سکتا ہے۔ پھر بھی یہ کچھ کم نامناسب نہیں ہے کہ آجروں کو

310

[1] دیکھو مثال کے لیے Fitch کی کتاب حصہ سوم The Steel Works صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳۔

باب ۵ مزدور سبھائیں

مفاد عام کو پیش نظر نہیں رکھتی، اور ہر جماعت اپنی حد تک منافع کی وصول یابی کو مبنی بر انصاف خیال کرتی اور اسی پر زور دیتی ہے۔ عام مرفہ الحالی کی ترقی کے
809 مفہوم کے لحاظ سے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ پیداوار اور کم قیمتوں کی شکل میں قوم کو نفع پہنچے، اور یہ پیدا کنندوں اور خاصکر آجروں کے مابین مقابلے کا نتیجہ ہوگا۔ اگر مقابلہ نہ ہو، بلکہ اجارہ کی حالت پائی جائے تو، مزدور بھی آجروں کے مثل منافع حاصل کر سکتے ہیں۔ تجربہ تمامتر یہ بتلاتا ہے کہ گو اصلاح و ترقی کے فوائد ابتداءً اعلیٰ منافع کی شکل میں مخترع اصلداروں ہی کو حاصل ہوتے ہیں، پھر بھی مرورِ زمانہ کے ساتھ قوم بھی انجام کاران سے مستفید ہوتی ہے۔ دوسری جانب، اگر قلیل یا طویل مدت کے لیے اعلیٰ منافعہ حاصل ہونے کی توقع نہ ہو تو، آجروں کو اصلاح و ترقی بروئے عمل لانے کی ترغیب ہی نہ ہوگی۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آجروں کو نہ کہ مزدوروں کو درمیانی تکوینی دور میں منافعہ حاصل کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اگر اس کو زیادہ سادہ طریقے پر اور کم پیچیدگی کے ساتھ بیان کیا جائے تو، حقیقت یہ ہے کہ مزدوروں کی کسی جماعت کے مقابلے میں آجروں کے قریبی اغراض عوام کے اغراض سے زیادہ تطابق رکھتے ہیں۔

اسی قسم کی عام رائے زنی مزدوروں اور سبھاؤں کے اس طرز عمل کے بارے میں کیجا سکتی ہے جو وہ ضبط و انتظام کی نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے کی بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والی صنعتیں، نیم فوجی تنظیم یعنی پابندی اوقات، فوری اطاعت اور احکام کی تعمیل کی طالب ہیں۔ آجروں کے ہاتھ میں ضبط کا انحصار اخراج کی قوت پر ہے۔ اس قوت کا مزدور قدرتاً مخالف ہے؛ اسی طرح جس طرح وہ کلوں کے رواج کا قدرتی طور سے مخالف ہے جو اس کو کام سے محروم کر دیتی ہیں۔ طاقتور سبھا اس قوت کے استعمال میں مزاحم ہوتی ہے اور عام "بند کارخانے" کا طریق اس میں اور بھی زیادہ مزاحمت پیدا کر سکتا ہے۔ ان سب چیزوں کا انحصار مزدوروں کے طبائع خصائل اور ذہانت و واقفیت پر ہے۔ جماعت میں فرقہ بندی کا جذبہ اور زندگی کے تمام شعبوں میں ان اشخاص کے لیے جو "گرفتار بلا" ہو چکے ہیں، بڑی اکثریت کی ہمدردی ہمیشہ یہ خطرہ

پیدا کرتی ہے کہ اخراج کی ضروری قوت لوٹ جائے گی۔[1]

حرفتی سبھاؤں کے متعدد قابل اعتراض اصول کے منجملہ ترقی میں مزاحمت پیدا کرنے والے اصول کا سب سے بڑا اثر بظاہر برطانیہ عظمیٰ میں پڑا اور ضبط میں مزاحم ہونے والے اصول کا سب سے قوی اثر ریاستہائے متحدہ میں ظاہر ہوا۔ اول الذکر ملک میں، حرفتی سبھائیں، انتہائی ترقی کر چکی ہیں، اور اجتماعی حیثیت سے معاملات طے کرنے کا طریق بہت عام طور سے رائج ہو گیا ہے۔ چنانچہ اکثر برطانوی حرفتوں میں کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ انفرادی مزدور آجر کے ساتھ براہ راست معاملہ کرے گا؛ سب کچھ
810 مزدور سبھاؤں کے ذریعے سے طے ہوتا ہے۔ گو یہ ترقی "اکثر اعتبارات سے اطمینان بخش ہے"، پھر بھی بظاہر برطانیہ عظمیٰ میں پیداوار کی تحدید اور محنت بچانے والے آلات کی خاموش مگر موثر مخالفت کے ذریعے سے یہی چیز ترقی میں رکاوٹ کا باعث بھی ثابت ہوئی ہے۔ بعض صنعتوں مثلاً لوہے اور فولاد کی کانوں میں اپنی سابقہ قیادت کو قائم رکھنے کے بارے میں برطانیہ کی ناکامی کا باعث ایک حد تک مزدور سبھاؤں کے اصول ہیں جو ترقی کی راہ میں روڑہ ثابت ہوئے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس قسم کا اثر بہت کم محسوس کیا گیا ہے؛ جس کی وجہ ایک حد تک یہ ہے کہ وہاں اصلاح و ترقی کو قبول کرنے اور ان کا خیر مقدم کرنے کی عادت لوگوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، لیکن بڑی وجہ غالباً یہ ہے کہ سبھائی طریق کا کامل تسلط کسی صنعت میں بہت کم ہوا ہے۔ اس ملک میں ضبط و انتظام عام طور سے بہت ابتر رہا ہے، خاصکر ریلوں اور اسی کی مماثل صنعتوں میں اس قسم کی خرابی کے بہت ہی مہلک نتائج رونما ہوئے ہیں۔

۵۔ جہاں تک بند کارخانے کا تعلق ہے وہاں تک، یہ طویل بحث ایک درمیانی یا اعتدالی نتیجے کی جانب رہبری کرتی ہے۔ مزدوروں کی موجودہ طبیعت اور ذہانت پر نگاہ کرتے ہوئے یہ نامناسب ہے کہ انھیں وہ قابو حاصل ہو جو عام بند کارخانے سے مل سکتا ہے۔ پھر بھی یہ کچھ کم نامناسب نہیں ہے کہ آجروں کو

[1] دیکھو مثال کے لیے Fitch کی کتاب موسومہ The Steel Works صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳۔

باب ۵ مزدور سبھائیں

اس قدر نگرانی کرنے کی قوت حاصل ہو جائے جتنی کہ بند کارخانہ دے سکتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں اکثر صنعتوں کی حقیقی صورت حالات غیر اطمینانی نہیں ہے؛ وہاں کچھ کھلے کارخانے اور کچھ بند کارخانے کا طریقہ قائم ہے کھلے کارخانوں کی موجودگی سبھا کو تحدید کے اصول کو مضرت رساں حد تک لیجانے سے روکتی ہے؛ انھیں ایسے کارخانوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے جن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ بند کارخانوں کی موجودگی آجروں کو اس فائدے کا ناجائز استعمال کرنے سے روکتی ہے جو ان کو غیر منظم مزدوروں سے معاملہ کرنے میں حاصل ہوتا ہے۔ ان کو اتحادیت کے امکان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

لیکن بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انفرادی کارخانہ ایسا نہ رہے جو نصف کھلا اور نصف بند رہے، یعنی جو نصف سبھا کے ارکان کو اور نصف غیر ارکان کو کام پر لے۔ آجر بعض اوقات یہ استدلال کرتے ہیں کہ گو وہ اپنے مزدوروں کی مخالفت سبھا کا رکن بن جانیکی حد تک نہ کریں گے، لیکن اس پر رضامند نہ ہوں گے کہ سختی کے ساتھ بند کارخانے کا اصول قائم رکھا جائے جس کی بنا پر سب لوگ کام شروع کرنے کی شرط کے طور پر سبھا کا رکن بننے پر مجبور کئے جائیں گے۔ مزدوروں کو ان کے حسب دلخواہ عمل کرنے دینے کی یہ تجویز، خواہ وہ شریک ہوں یا نہ ہوں، بہت کم عمدگی کے ساتھ عمل کرتی ہے۔ اتحادی جذبہ اس قدر قوی اور پر زور ہے کہ ایک مرتبہ جہاں وہ قائم ہوا پھر غیر رکن مزدوروں پر مسلسل نکتہ چینی کیجاتی اور ان پر دباؤ ڈالا جاتا ہے اور 811 ان کی زندگی اور ان کے اہل و عیال کی زندگی معرض خطر میں پڑ جانے کا قرینہ ہے۔ دونوں میں سے کوئی ایک چیز بہتر ہو سکتی ہے: یا تو بند کارخانہ ہو اس امکان کے ساتھ کہ اگر سبھا کا برتاؤ ناقابل برداشت ہو جائے تو آجر اس کو توڑ دیں گے؛ یا کھلا کارخانہ ہو اس امکان کے ساتھ کہ اگر مزدوروں کے ساتھ واجبی برتاؤ نہ کیا گیا تو، وہ ہڑتال کریں گے اور ایکا کر کے سبھا بنا لیں گے۔

اس قسم کا مصالحتی نتیجہ فریقین کو مساوی طور سے ناپسند ہوگا۔ مزدوروں کے فائدوں کا مذہب انجمن کی شکل میں مزدوروں کا ایکا اور اتحاد ہے۔ اس کو کثیر التعداد

باب ۵۷
مزدور سبھائیں

مزدوروں کی ہمدردی حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ انجمن کے رکن ہوں یا نہ ہوں اور اس کی عام توسیع ان کا نصب العین ہے۔ اس کے برخلاف اکثر آجروں کے نزدیک سبھائیں اور بند کارخانے نہایت مذموم چیزیں ہیں؛ اور کھلے کارخانے کے لیے لڑنا وہ نہ صرف اپنے ذاتی اغراض کے لیے بلکہ بہتر معاشری نظام کے لیے مفید خیال کرتے ہیں۔ سب سے نرم دل اور خدمات عامہ کا جذبہ رکھنے والے آجروں میں بھی عام طور سے یہی خیال پایا جاتا ہے۔ اس قسم کے آجر جس قدر شدت کے ساتھ اتحادی تحریک کی مخالفت کرتے ہیں اس کی وجہ ایک حد تک بلاشبہ مزدوروں کے اغلاط اور زیادتیاں ہیں؛ مزدور صرف تحدید و نگرانی کے بارے میں کوشش کرنے کی حد تک زیادتیاں نہیں کرتے، بلکہ اپنے طور طریق اور مزاج کے لحاظ سے بھی کرتے ہیں۔ اگر سبھا کا قائد یہ محسوس کرے کہ صورت حالات اس کے قابو میں ہے تو، وہ خواہ مخواہ اقتدار کو کام میں لاتا ہے اور ایسے شرائط کے ساتھ احکام جاری کرتا ہے جو آجر کو ناقابل قبول معلوم ہوتے ہیں۔ آجر کے غصے کا باعث بڑی حد تک خود اس کی اقتدار کی محبت ہے۔ فطرت انسانی کا عمل دونوں جانب ہوتا ہے۔ اور بالعموم فوائد و نقصانات کا پوری طرح اندازہ کئے بغیر کارروائی کیجاتی ہے۔ فیاض دل آجر گو حتی الوسع اپنے آدمی کی بہتری کا طالب ہوتا ہے، پھر بھی جو کچھ کرتا ہے اس کو اپنے خاص طریقے سے کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ وہ پدرانہ حیثیت حاصل کرنا چاہتا ہے، اور یہی وہ شے ہے جس کی مزدور زیادہ سے زیادہ مخالفت کرنے پر تلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان سے مساویانہ سلوک کیا جائے، اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس قسم کا سلوک کیا جانا حق بجانب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کاروباری آدمی، جو نرم دل اور مصلحت اندیش ہو، جو اپنے مزدوروں سے انسانوں کا سا سلوک کرے، اور جو بلا غور و تامل پوری بازاری اجرت ادا کرنے کے قابل ہو، لڑائی جھگڑے کے بغیر کھلے کارخانے کو غیر معین طریق پر جاری رکھ سکتا ہے۔ یہ بہت بہتر ہوگا کہ قوم کی صنعت کا بڑا حصہ اس قسم کے آدمیوں کی قیادت کے تحت رہے۔ لیکن جب بہترین آدمیوں کو بھی یہ معلوم ہو کہ مصلحتاً

باب ۵ در سبھائیں

بہتر سلوک کرنے میں بھلائی ہے تو وہ اور اچھے ہو جائیں گے، اور جب بہترین آجیروں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بند کارخانے کا امکان ہے تو وہ کھلے کارخانے کو
312 عمدگی کے ساتھ چلا سکتے ہیں، بہتیرے آجر بہترین قسم کے نہیں ہوتے۔ اور ان کی حد تک بند کارخانہ مطلوبہ بسبیل البدل ہے۔

جو آجر اتحادیت کے مخالف ہیں ان کا عام استدلال یہ ہے کہ وہ صرف اپنے تحت کے مزدوروں سے معاملہ کریں گے اور کسی غیر شخص سے معاملہ نہ کریں گے۔ اس حد تک وہ بظاہر بالکل غلطی پر ہیں؛ یا زیادہ محتاط طریقے پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی کارروائی سے معاشری فوائد کا پلہ بھاری نہیں ہوتا۔ اگر مزدوروں کا معاملہ منتخب نمایندوں کے ہاتھ میں ہو، خواہ وہ انھی کے ساتھ کے مزدور ہوں یا نہ ہوں، تو اس میں مزدوروں کا نمایاں فائدہ ہے؛ اور اس حد تک اتحادیت یا اجتماعی طور سے معاملات طے کرنے کا طریق معاشرے کے لیے یقیناً کسی نقصان یا خرابی کا حامل نہیں ہوتا۔ قریبی اجیروں کے لیے بالعموم ایک حقیقی خطرہ یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی مطالبہ یا شکایت پیش کرے گا اس کو سزا یا تکلیف پہنچائی جائے گی؛ اس کا یا تو اخراج کر دیا جائے گا یا خاطیوں کی فہرست میں نام درج ہوگا۔ بہت ممکن ہے کہ اس کا کوئی بہانہ تراش لیا جائے، لیکن فی الحقیقت ایسا سلوک اس لیے کیا جائے گا کہ اس نے شر میں حصہ لیا تھا۔ علاوہ ازیں مزدوروں کے معاملے کو پیش کرنے، لڑنے اور کامیابی کے ساتھ اس کو طے کرانے کی قابلیت بہت کم لوگوں میں ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ مزدوروں کے نمایندے خود مطلوبہ قابلیت یا سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور ان سے معاملے پر گفت و شنید کرنا بہت دقت طلب ثابت ہوتا ہے۔ بعض اوقات، جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، وہ خواہ مخواہ اقتدار کو کام میں لانے کی جانب راغب ہوتے ہیں، اور اس طرح سے پیش آتے ہیں کہ گویا ان کے احکام واجب التعمیل ہیں۔ لیکن یہی وہ بہترین ہستیاں ہیں جو مزدوروں کو مل سکتی ہیں، اور بالانجام کار قریبی اجیروں کے مقابلے میں انھی کا معاملات پر گفت و شنید کرنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

آجر اگر کسی صورت میں معاشری مفاد کی بنیاد پر ایسے لوگوں سے گفت و شنید

باب ۵
مزدور سبھائیں

کرنے سے انکار کر دینے میں حق بجانب ہو سکتا ہے تو، وہ وہی صورت ہے جس میں ان کی اخلاقی حالت خراب ہو۔ بدقسمتی سے یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں رہی ہے کہ مزدوروں کے قائد رشوت لینے کی جانب مائل ہوتے ہیں؛ گو ایسی صورتیں بھی عام ہیں جن میں خود آجر رشوت دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ یہ واقعہ کہ مزدور کا نمایندہ شور و غل مچانے والا شورشی آدمی ہے یا غیر ممکن مطالبات پیش کرتا ہے، فوراً گفت و شنید کو بند کر دینے کا سبب ہو سکتا ہے؛ لیکن اس کے ایک دفعہ مزدوروں کی جانب سے وکیل اور نمایندہ منتخب کر لیے جانے کے بعد اس سے معاملہ طے کرنے سے انکار کر دینے کی بنیاد نہیں ہو سکتا۔

قیادت کا مسئلہ نہایت دقت طلب ہے۔ مزدوروں کی تحریک کے تمام مسائل پر اس کا اثر پڑتا ہے؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ معاشی و معاشری تنظیم کے سب مسائل سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ قیادت کا انحصار اساسی طور سے
813 خود مزدوروں کے اخلاقی اوصاف اور ذہانت پر ہوتا ہے۔ جاہل اور بے اصول آدمی خراب قائد کا انتخاب کریں گے؛ خراب اس معنی میں کہ وہ کوئی اثر نہیں رکھتے اور اس معنی میں کہ ان کی اخلاقی حیثیت گری ہوئی ہوتی ہے۔ پھر بھی اس بنا پر کہ یہ اساسی عامل ہے اس کی جانب عام طور سے بہت کم اشارہ کیا جاتا ہے؛ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ وہ نہایت بدیہی ہے اور دوسرے یہ کہ اس کی اصلاح کی تدابیر کا نفاذ لازمی طور سے بہت سست ہوتا ہے۔ سرگرم مصلحین کو بیشتر دلچسپی ان تدابیر کے ساتھ ہوتی ہے جن کو بروئے عمل لانا بہت آسان ہو اور جن سے بہت جلد نتائج رونما ہونے کی توقع ہو۔ چنانچہ مثلاً طاقتور مزدور سبھائیں اور بند کارخانے ماتحت مزدور کی حیثیت کو تقویت دینے کی فوری تدابیر ہیں۔ تاہم وہ کس طرح سے عمل کریں گے اس کا انحصار انجام کار نہ صرف خود مزدوروں کے اوصاف پر ہے، بلکہ جن آجروں سے ان کا معاملہ ہوتا ہے ان پر بھی ہے۔ انسانی عنصر سے کوئی بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ ہمہ گیر سبھاؤں کی شکل میں مزدوروں کی عمومی تنظیم کے معنی یہ ہیں کہ کاروباری قائدوں کے ہاتھ میں وسیع اقتدار آجائے۔ کسی سبیل البدل کا خیال بے چینی کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر دونوں

باب ۶
مزدور سبھائیں

ساتھ ساتھ موجود رہیں تو، یہ معاشری فسادات و تصادمات کا پیش خیمہ ہوگا۔ جیسا کہ متعاقب صفحات میں بیان ہوگا اکثر لوگ اس تصادم کو ناگزیر خیال کرتے ہیں اور ان کو رونما ہونے سے روک نہیں سکتے جو شخص موجود الوقت صنعتی نظام کی خصوصیات متمائز کے ابھی چند نسلوں تک قائم و جاری رہنے کی توقع رکھتا ہو وہ لازمی طور سے ہر اس تحریک کو بدگمانی کی نظر سے دیکھے گا جو ایسے اشخاص کے ہاتھوں میں قوت و اقتدار کے ارتکاز کی جانب رہبری کرے جن کو عوام نے منتخب نہ کیا ہو اور جو اقتدار کو مفید طریقے سے کام میں لانے کے لیے قوم کے سامنے ذمہ دار نہ ہوں۔

۶۔ غدار اشخاص کے متعلق سبھا کے ارکان کا جو طرز عمل ہے وہ ایک طرف تو جماعتی احساسات کا نتیجہ ہے اور دوسری جانب بیکاری کے اُس خوف و ہراس کا نتیجہ ہے جو مزدوروں کے نقطۂ نظر اور قانون خانگی ملک و آزاد مسابقت کے مابین تضاد کی توجیہ و تشریح کرتا ہے۔ کارپرداز ترد ور کی نظر میں (جیسا کہ از روئے قانون اس کو خیال کیا جاتا ہے) غدار محض ایسے مدمقابل یا رقیب کی ہی حیثیت نہیں رکھتا جو اُجرت لیکر کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے جس کو لینے سے دوسرے نے انکار کر دیا ہو؛ بلکہ وہ دوسرے شخص کی جگہ لے لیتا ہے اور دوسرے کو اُس کام سے محروم کر دیتا ہے؛ وہ اپنی جماعت کے حق میں دغا بازی کے جُرم کا مرتکب ہے۔ تاہم موجود الوقت صنعتی تنظیم میں، بجز مقابلے کے طریق کے، اجرتوں کے تصفیے کا کوئی اور ممکن طریقہ نہیں ہے۔ گو آجروں کی انسانیت اور اجتماعی طور سے معاملہ کرنے کا بھی تعین اجرت پر ایک حد تک اثر پڑتا ہے لیکن انجام کار 814 مقابلے کی بنا پر اجرت قرار پاتی ہے۔ اور غدار کے خلاف جماعت کے احساسات کے دباؤ کے باوجود مقابلہ ہی اجرت کا تقرر کرتا ہے۔ اگر دوسرے لوگ کثیر تعداد میں مل سکیں جو قدیم شرائط پر کام کرنے پر آمادہ ہوں تو خواہ ہڑتال کی جائے یا نہ کی جائے، اعلیٰ اجرت کا مطالبہ اجرت میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں نئی جماعت کو حاصل کرنے اور اس کی تربیت کرنے میں آجر کو جو مشکلات پیش آئیں گی اور غداروں کو طعن تشنیع اور زد و کوب کا جو خوف

باب ۷ مزدور سبھائیں

ہوگا وہ صرف ایک عارضی فتح حاصل کرنے کے قابل بنائے گا۔

کوئی شخص علانیہ تشدد کی مدافعت نہیں کرتا؛ اور یہ غالباً صحیح ہے، جیسا کہ مزدوروں کی تحریک کے حامی مورخین کہتے ہیں کہ وہ نوخیز اتحادیت کی ایک عام حالت سے جو حد سے زیادہ بڑھ جانے اور بطور نظام متروک کئے جانے کی صورت میں زیادہ مستقل و موثر ہوجاتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں کم از کم، وہ بعض پیشوں، مثلاً کان کنی اور ٹریموے میں طویل مدت تک رہی ہے؛ اور ارادی اصول کی حیثیت سے قائم رہی ہے (چنانچہ یہ خیال کرنے کے کافی اسباب موجود ہیں)۔ بدقسمتی سے اس سے متعدد اثرات و نتائج کا مترتب ہونا ممکن ہے؛ اور ایک مرتبہ شروع ہوجانے کے بعد وہ بڑھتی اور ترقی پاتی ہے۔

جب ہڑتال کیجاتی ہے، خاصکر اگر وہ دفعتہً کی جائے اور بے اعتدالی کے ساتھ اس کی رہبری ہو تو، آجر خالی جگہوں کو فوراً پُر کرنے کی مدتک حتی الوسع بہترین مظاہرہ کرتا ہے۔ ہمیشہ کچھ ایسے ڈھلمل لوگ ہوتے ہیں جو مستقل ملازمت کے لیے موزوں یا مطلوب نہیں ہوتے؛ یہ عارضی طور سے یا بجائی کے لیے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض حقیقت میں موزوں لوگ بھی ہوتے ہیں جو بطور بدل کچھ مدت کے لیے کام پر لگائے جاسکتے ہیں؛ اس لیے کہ سرعت کے ساتھ ترقی کرنے والی اور بدلنے والی قوموں میں کافی توازن کی حالت کبھی نہیں پیدا ہوتی، اور (بعض قسم کے اصل کی طرح) ہمیشہ کچھ محنت ایسی ہوتی ہے جو بیکار رہتی ہے۔ یہ سوال کہ آیا آجر فی الحقیقت قدیم شرح اجرت پر عمدہ کام کرنے والوں کی جماعت حاصل کرسکتا ہے صرف بہت کچھ تجربے کے بعد تصفیہ پائے گا۔ آجر کو انجام کار یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ عمدہ مزدور حاصل اور قائم نہیں رکھ سکتا لیکن کشمکش کے ابتدائی مرحلوں میں طویل المدت عاملین کا بہت کم اندازہ کیا جاتا ہے۔ فریقین کا مزاج گرم رہتا ہے، اور گو آجر کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ مشکل میں پھنسا ہوا ہے پھر بھی وہ بُھلائے جاتا اور مشیخت کی لیتا ہے۔ اس صورت میں معاملہ طے کرنے میں مزدور

باب ۶
مزدور سبھائیں

اپنی تمام کمزوریوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہیں۔ وہ انتظار نہیں کر سکتے خاصکر اگر ان کا فنڈ قلیل ہو۔ اگر آجر نو واردوں سے خالی جگہیں پُر کرنے کی تدبیر استعمال کرے تو، اس کے مقابلے میں اجیر اس قابل نفرت مد مقابل کے خلاف تشدد استعمال کرتا ہے۔ اگر کام کھلے مقام پر اور منتشر مزدوروں کے ذریعے سے انجام پا رہا ہو، جیسے ریلوں یا کوچبانی وغیرہ میں تو، تشدد کا اور اس کے موثر ثابت ہونے کا امکان اسی قدر ہو گا۔ اس طرح پیشہ ور "ہڑتال توڑنے والے" نمودار ہوتے ہیں؛ وہ نڈر، جیوٹ اور بالعموم ایسے بگڑے ہوئے خصائل کے آدمی ہوتے ہیں کہ صلے کی حرص میں غضبناک ہڑتالیوں سے اولین تصادم میں اپنے جسم و جان کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ چنانچہ ایسے شخص کی موجودگی خود اور بھی زیادہ تشدد کی ترغیب دیتی ہے۔ حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے، اور خانہ جنگی کا خطرہ رونما ہو جاتا ہے۔ 315

جبری ہڑتال یا ناکہ بندی، تشدد کے مشابہ ہے اور بالعموم تشدد کے ساتھ رونما ہوتی ہے، خاصکر اس صورت میں جبکہ مفاد عامہ کی کوئی اہم صنعت مثلاً ریلوے یا ٹرمیوے متاثر ہو۔ کام کے فوری انسداد اور ہڑتالیوں کی پابجائی کرنے والوں کے خلاف ظلم کی کم و بیش پوشیدہ دھمکی اپنے اندر یہ معنی رکھتی ہے کہ پورے معاشرے کا گلا دبوچا جائے اور اس سے خاموشی کے ساتھ اطاعت کا مطالبہ کیا جائے۔ پھر بھی مزدوروں، خاصکر غیر ماہر یا کم مہارت یافتہ مزدوروں کی معاملہ طے کرنے کی کمزوری اور منتظمین صنعت کی عام سنگدلی بہت آسانی کے ساتھ اس قسم کے اصول کی جانب رہبری کرتی ہے۔ جبری ہڑتال یا ناکہ بندی، گو فی نفسہ ناقابل مدافعت ہے، پھر بھی بعض اوقات معاملات کے بارے میں دادرسی اور شنوائی حاصل کرنے کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ چنانچہ انھی کی بنا پر منتظمین کی جماعت میں اپنے اجیروں سے صلح و آشتی کا برتاؤ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے۔

۷۔ اتحادیت کی موجودہ ادھوری حالت کے غیر معین طور سے قائم رہنے کا قرینہ نہیں ہے۔ تحریک غالباً ترقی کرے گی، مزدوروں کی زیادہ سے زیادہ

باب ۵
مزدور سبھائیں

تعداد منظم ہوکر جنگجو انجمنوں کی شکل اختیار کرتی جائے گی۔ جہاں تک غیر ماہر اور کم مہارت یافتہ مزدوروں کا تعلق ہے وہاں تک یہ ترقی قابل قدر ہے۔ ظلم وزیادتی سے محفوظ رہنے کے یہی سب سے زیادہ محتاج ہیں، اور متحدہ عمل کی تربیت اور مشترکہ مقصد کے حصول کے تابع ہو جانے کی ضرورت زیادہ تر انھی کے لیے ہے۔ اگرچہ ان کی سبھاؤں کے عہدہ دار بالعموم نہایت بدخصلت اور ترش مزاج ہوتے ہیں، پھر بھی مردوں اور عورتوں کی تنظیم، معاشری اصلاح و ترقی میں معین ہوتی ہے۔

جہاں تک ماہر مزدوروں کی قلیل جماعت کا تعلق ہے وہاں تک، تحریک اس قدر تنگ، خود غرضانہ اور محدود اغراض پر مبنی ہے کہ وہ غیر مشروط ہمدردی بہت کم حاصل کر سکتی ہے۔ اعتدال پسند بہی خواہ مزدوران بھی تحریک اتحادیت کی، کامیابی پر خوش ہوتا ہے، یعنی اعلیٰ اجرت، قلیل اوقات کار اور عورتوں اور بچوں کی محنت کی تحدید دل سے چاہتا ہے، ان کو ایسے ذرائع پر رسائی حاصل کرتے دیکھنا چاہتا ہے جن سے کوئی مخصوص جماعت نہیں بلکہ
316 مزدوروں کی پوری جماعت مستفید ہوتی ہو۔ طرز عمل کے اختلاف کی اس سے بہتر مثال غالباً کوئی نہیں مل سکتی جتنی کہ عورتوں اور مردوں کے لیے مساوی شرح اجرت کے مطالبے کی حد تک ملتی ہے۔ "مساوی کام مساوی اجرت" کا اصول پیش کیا جاتا ہے[1] جس حد تک اس کے یہ معنی ہیں کہ عورتوں کی راہ سے مصنوعی رکاوٹیں ہٹا دی جائیں اور انھیں مساوی مواقع اور سہولتیں دی جائیں اس وقت تک یہ تحریک کامل تائید کی مستحق ہے، لیکن سبھاؤں میں جو مرد منظم ہیں ان کی جانب سے اس کی وکالت بالعموم یہ معنی نہیں رکھتی کہ وہ عورتوں سے مساوی و مقررہ اجرت پر کام لینے کے خواہاں ہیں، بلکہ یہ کہ عورتوں کو کام پر حتی الامکان کم رکھا جائے؛ اس لیے کہ بحیثیت مجموعی ان کی کارکردگی نسبتہً کم ہوتی ہے، اور اسی لیے انھی شرحوں پر مردوں کو ترجیح دی جائے گی۔ مرد جو کچھ حقیقت میں چاہتے ہیں وہ

[1] دیکھو باب ۷ فصل (۹)۔

318

باب ۵۸

اوقات کار اور عمالی قانون سازی

(۱) وضع آئین تنظیم کے مثل کام کے حالات کو معیاری بناتی ہے بچوں اور عورتوں کی محنت کے اوقات کے بارے میں وضع آئین و قوانین۔ دوسری قسم کی بندشیں۔ ریاستہائے متحدہ کی صورت حال۔ (۲) مزدوروں کے ذاتی مساعی کے علاوہ وضع آئین کی کیوں ضرورت ہے۔ اس کی اساسی قوت محرکہ اخوانیت کی ترقی ہے۔ (۳) مردوں کے لیے اوقات کی تحدید بہت شاذ ہوتی ہے۔ آیا اس قسم کی قانون سازی کو بچوں اور عورتوں تک محدود رکھنے کی کوئی اصولی بنیاد ہے؟ ریاستہائے متحدہ میں دستوری مسائل۔ (۴) آٹھ گھنٹوں کے دن کا مطالبہ تائید کا مستحق ہے اگر آٹھ گھنٹوں کا وقت دفعتہً اور عام طور سے مقرر کیا جائے تو اس کے معنی پیداوار اور اجرت میں کمی کے ہوں گے؛ اگر اس کو بتدریج رائج کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ پیدائش میں بھی اصلاح و ترقی ہو تو اس سے یقینی فوائد حاصل ہوں گے۔ (۵) اقل ترین اجرت کسی نئے اصول پر مبنی نہیں ہے بلکہ صرف یہ مسئلہ پیش کرتی ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جو ناقابل کار ہیں کیا عمل کیا جائے۔

۱۔ اجرتوں کی ہر مقررہ شرح یا محنت کے معاہدے کے کسی دوسرے جزو کے لیے

باب ۵۸

اوقات کار اور عمالی قانون سازی

ہر وقت یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ مصیبت زدہ یا چالباز آجر اس کی قطع و برید کر دے گا؛ اس لیے کہ مزدوروں کی معاملہ چکانے کی کمزوری کی وجہ سے کفایت مصارف کی یہ صورت بہت آسان ہے۔ اسی وجہ سے حرفتی سبھائیں کام کے حالات کو معیاری بنانے کی دائمی کوشش کرتی رہیں؛ یعنی اقل ترین اجرتوں، مقررہ اوقات اور مقررہ قواعد کے لیے ساعی ہوتی رہیں۔ محنت کے متعلق جو قوانین وضع ہوتے رہیں ان کا مقصد بھی اسی قسم کی معیاریت ہوتا ہے۔ مقابلے کا میدان از روئے قانون سب کے لیے یکساں اور مقررہ ہوتا ہے۔ یہی نہیں کہ وہ مقررہ رکھا جاتا ہے، بلکہ اس کو ارادی طور سے بڑھا کر رکھا جاتا ہے۔ قوم کا وسعت پذیر اخلاقی احساس اس پر زور دیتا ہے کہ سب آجر اپنا تقابلی کاروبار زیادہ ہمدردانہ رنگ میں انجام دیں۔ محنت کے متعلق وضع آئین و قوانین کی سب سے عام حالت وہ ہے جس میں عورتوں اور بچوں سے کام لینے کے متعلق تحدید کی جاتی ہے۔ کلوں اور خود بخود چلنے والے آلوں کے مکمل ہو جانے کی وجہ سے کمزور قوٰی کے اشخاص کو بھی متعدد قسم کی صنعتوں میں کام پر لگانا

819 ممکن ہو گیا ہے۔ چنانچہ جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ بیرم کو گھمایا جائے، کل کو چلایا یا روکا جائے، دھاگا باندھا جائے۔ جہاں کہیں ایسے آجر موجود ہوں جو کلوں کو ارزاں محنت سے چلانے میں فائدہ دیکھتے ہوں اور جہاں کہیں ایسے مزدور موجود ہوں جو اپنے بیوی بچوں سے کارخانوں میں کام لیے جانے پر رضامند ہوں وہاں نہایت تکلیف دہ حالات رونما ہوں گے۔ چھوٹی عمر یعنی دس، نو یا آٹھ سال کے بچوں سے کارخانوں میں مسلسل ۱۱، ۱۲، اور بعض اوقات ۱۳ اور ۱۴ گھنٹے فی یوم کام لیا جاتا ہے۔ ان کو جس طرح دن کے کام میں لگایا جاتا ہے اسی طرح رات کے کاموں میں بھی لگایا جاتا ہے۔ عورتوں سے نہ صرف اس طویل مدت کے لیے دن میں اور رات کے وقت کام لیا جاتا ہے، بلکہ بعد اور وقت طلب کام بھی لیا جاتا ہے جو ان کو مضمحل کر دیتا اور ان پر سراسر ظلم ہے۔ انگلستان میں انیسویں صدی کے اوائل میں جب کلوں کا رواج بڑھنا شروع ہوا تو وہاں اس قسم کے قابل افسوس

باب ۵ب

اوقات کار اور عائلی قانون سازی

حالات رونما ہوئے؛ اور کلوں کے رواج کی ترقی کے ساتھ ساتھ دوسرے اکثر ممالک میں بھی اسی قسم کے حالات رونما ہوئے، مثلاً جرمنی، آسٹریا، فرانس، اٹلی، اور روس میں۔ جہاں کوئی با وقار آبادی اپنے بچوں اور عورتوں کو ایسی ذلت و خواری میں مبتلا ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیتی ہے وہاں کام کے طریقوں اور عملوں میں کم و بیش ترمیم ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہمارے ابتدائی زمانے میں ریاستہائے متحدہ میں ہوا؛ یا ان سے کام لینے والی صنعتیں جڑ پکڑنے میں ناکام رہتی ہیں، جیسا کہ ناروے اور سویڈن میں ہوا۔ گذشتہ نصف صدی میں ریاستہائے متحدہ میں کمتر معیار زندگی والے ملکوں سے مہاجروں کی جو کثیر تعداد آبسی اس نے معاشری حالات کو اس قدر بدل دیا کہ یہاں بھی بچوں اور عورتوں کی محنت کے نقائص کچھ کمی کے ساتھ پارچہ بافی کے کارخانوں، معدنوں اور شیشے کے کارخانوں میں ظاہر ہونے لگے ہیں۔

ان خرابیوں کا سبب کلوں کا رواج اور فیکٹری کا طریقہ نہیں ہے؛ ان چیزوں نے تو جن حالات کو پایا ان سے فائدہ اٹھایا۔ اساسی اسباب افلاس، روزگار کی مجبوری اور ادنیٰ معیار زندگی ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ میں کارخانے کے نظام کو اس کے ابتدائی زمانے میں ایسے لوگوں کی کثیر تعداد استعمال کے لیے ملی جن کے اخلاق ایک ناقص قانون مفلسان کی وجہ سے خراب ہو گئے تھے، جو طویل مدت تک اشیاء خورد و نوش کی قلت کے باعث کمزور ہو گئے تھے اور زمین سے جن کا تعلق تملیک زمین کے جاگیری نظام کی وجہ سے منقطع ہو گیا تھا۔ براعظم یورپ کے اکثر ملکوں میں بھی اسی قسم کے ادنیٰ طبقے انسانوں کے موجود ہیں۔ اور انہی کے درمیان فیکٹری قائم ہوتی ہے۔ گو پیدائش کا جدید نظام ان خرابیوں کو نہیں پیدا کرتا پھر بھی وہ ان کی قوت کو مجتمع کرتا اور ان کو اور زیادہ سنگین بناتا ہے؛ اور بلا شبہ ان کے لیے مزید سہولتیں مہیا کر کے ان میں اضافہ کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس ارتکاز یا اجتماع کا واقعہ خود اس کا موقع بہم پہنچاتا
ہے کہ اصلاحی تدابیر اختیار کی جائیں، مثلاً فیکٹری کے کارخانوں کے متعلق 820
قوانین وضع کیے جائیں، تعلیم و تربیت لازمی و جبری کی جائے اور محنت کی

باب ۵۸
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

تنظیم کی جائے۔ یہ ممکن ہے کہ اکثر صورتوں میں کارخانے کے نظام نے اپنی ابتدائی حالت میں بھی اجیروں کے لیے معاملات کو دشوار نہ بنایا ہو؛ اور انجام کار ان کی نمایاں اصلاح کو ممکن بنا دیا ہو۔

محنت کے متعلق وضع قوانین کی تفصیلات پر غور کرنا اس کتاب کی وسعت سے باہر ہے۔ پہلا فیکٹری ایکٹ انگلستان میں ۱۸۰۲ء میں منظور ہوا؛ اور جو حالات اس کی رو سے روا رکھے گئے تھے ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حالات کس قدر ناگفتہ بہ تھے جن کا خاتمہ کرنا اس کا مقصد تھا۔ اس قانون کی رو سے سوتی کارخانوں میں نو سال سے کم عمر کے بچوں کو بطور کار آموز رکھنے کی ممانعت تھی، ان کے اوقات کار ۱۲ گھنٹے فی یوم مقرر کئے گئے تھے اور رات کا کام قطعاً ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ یہ اُن قوانین کے نفاذ کی ابتدا تھی جو ہمارے زمانے تک جاری کئے جا رہے ہیں۔ ۱۸۴۷ء کا دہ ساعتی ایکٹ غالباً اہم ترین تھا جس کی رو سے تیرہ تا اٹھارہ سال کی عمر کے بچوں اور عورتوں کے لیے اوقات کار دس گھنٹے یومیہ مقرر کئے گئے اور بعد میں چلکر یہ ترمیم کر دی گئی کہ ہفتے کے معمولی ایام میں ½۱۰ گھنٹے اور شنبہ کے روز پانچ گھنٹے۔ ۱۸۴۴ء کا نصف وقت کا قانون بھی غالباً اس سے کچھ کم اہم نہ تھا؛ اس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ۱۳ اور بعد میں بڑھا کر ۱۴ سال سے کم عمر کے بچوں سے صرف نصف مقررہ اوقات میں کام لیا جائے یعنی یا تو ایک دن بیچ سالم ۱۰ اوقات میں کام لیا جائے یا روزانہ کے حساب سے نصف وقت کے لیے کام لیا جائے؛ اور یہ کہ بقیہ نصف وقت مدرسے کی حاضری کے لیے دیا جائے۔ ریاستہائے متحدہ میں، جہاں اس معاملے میں وضع قانون کا اختیار وفاقی حکومت کے دستوری اقتدارات سے باہر ہے، اثرات کے لحاظ سے اہم ترین واحد سرکاری قانون (مثال اور نمونہ قائم کرنے کی حیثیت سے اس کا جو اثر پڑا اس لحاظ سے) ۱۸۷۴ء کا مساچوسٹس ایکٹ ہے؛ جس کی رو سے بچوں اور عورتوں کے لیے اوقات کار دس گھنٹے روزانہ مقرر کئے گئے۔ برطانیہ عظمیٰ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ، دونوں مقامات پر

باب ۵
اوقات کار اور عملی قانون سازی

بچوں اور عورتوں کے اوقات کی تحدید، انجام کار مردوں کے بھی اوقات کی تحدید کا باعث بنی؛ یعنی ان صنعتوں میں تو براہ راست جہاں عورتوں اور بچوں کے ساتھ ساتھ مردوں سے بھی کام لیا جاتا ہے، اور مقابلے اور روایات کے اثر کے ذریعے سے بالواسطہ۔

جن شرائط پر مزدور سے کام لیا جا سکتا ہے یا جس طریقے پر صنعت کو چلایا جا سکتا ہے ان کے متعلق آئین و قوانین کی وضع صرف اوقات کار کی تحدید تک محدود نہیں رہی ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں بتدریج مکمل دستور العمل رونما ہو گیا ہے، جو ہر ممکنہ طریقے سے کام کے حالات کی تنظیم کرتا ہے۔ مثلاً
خطرناک کلوں کے اطراف کٹہرا لگانا ضروری ہے؛ کانوں میں ہوا اور روشنی کا 821
انتظام اور مناسب تحفظات ضروری ہیں؛ فیکٹریوں میں صحت و صفائی اور صاف پاک ہوا اور روشنی کا اہتمام ضروری ہے۔ جو صنعتیں صحت کے لیے خطرناک ہوں ان کی خاص طور سے تنظیم کی جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی دیا سلائیوں کی تیاری، درآمد یا فروخت جو سفید فاسفورس سے بنائی جاتی ہوں (جس سے ہڈیاں گل کر موت واقع ہو جاتی ہے) تمام تہذیب یافتہ ملکوں میں ممنوع قرار دی گئی ہے۔ جس طرح برطانیہ عظمیٰ، تاریخی اعتبار سے، پہلا ملک تھا جس نے محنت کے متعلق قوانین کی وضع شروع کی، اسی طرح وہ ان قوانین کی توسیع و نفاذ میں بھی سب سے پیش پیش رہا ہے۔ ۱۹۰۱ء کا فیکٹری اور ورکشاپ ایکٹ، جو اکثر اعتبارات سے نہایت مکمل اور معیاری دستور العمل ہے، نہ صرف ایسے معاملات پر اثر انداز ہوتا ہے جن کو ابھی بیان کیا گیا، بلکہ متعدد دوسرے معاملات، مثلاً کام کے آغاز و اختتام کے اوقات، وقفوں، زائد کام، ادائے اجرت کے مقام و وقت پر بھی حاوی ہے (مثلاً شراب خانوں میں اجرت کی تقسیم ممنوع ہے)۔ علیٰ ہذا متعدد دیگر فروعات مثلاً نقصان یا بے پروائی کے لیے جرمانہ کرنے کے بارے میں آجر کا اقتدار، مزدکاری کی اجرت کی شرحوں کا تعین (ان کے متعلق تحریری اعلان کرنا ضروری ہے) وغیرہ بھی اس مجموعۂ قوانین کے زیر اثر ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں مختلف

باب ۵ اوقات کار اور صنعتی تعلقات

ریاستوں کے قوانین مختلف ہیں؛ اکثر قوانین کمزور ہیں اور بالعموم ان کا ناقص طریقے پر نفاذ کیا جاتا ہے، خواہ وہ کمزور ہوں یا شدید و سخت گیر۔ محنت کے بارے میں قوانین وضع کرنے اور ان کا انتظام کرنے میں اس ملک کے پیچھے رہ جانے کا باعث ایک حد تک قدیم زمانے کے اصول عدم مداخلت کے روایات ہیں؛ لیکن زیادہ تر باعث یہ واقعہ ہے کہ شدید نقائص اور خرابیاں زمانۂ حال میں پیدا ہوئی ہیں[1]۔ گزشتہ ایک یا دو نسلوں کے نئے معاشری و صنعتی حالات، باہر سے آکر بس جانے والوں کی کثرت، مصنوعات کی ترقی وغیرہ کے معاملات نے محنت کے مسائل کو نئی شکل میں بہت سرعت اور شدومد کے ساتھ پیش کر دیا؛ اور اب تک ان کو کافی و شافی طریقے پر حل نہیں کیا گیا ہے۔ مختلف ریاستوں کا باہمی حسد، اور ہر ریاست کا یہ خوف، کہ دوسری ریاستوں کی مسابقت اس کی اپنی صنعتوں میں مزاحمت پیدا کرے گی، اصلاحی قوانین کی وضع اور ان کے نفاذ کی راہ میں سنگین رکاوٹیں ہیں۔ دیگر معاملات کے مثل اس معاملے میں بھی ایک ہی روش پر مستقل طور پر جمے رہنے سے یہ سوال رونما ہوتا ہے کہ کیا وفاقی حکومت کے دستوری اختیارات کی توسیع مناسب نہ ہوگی؟

322 محنت کے متعلق قوانین وضع کرنے کے طریق کو موثر کرنے کے لیے، قوانین کا سختی کے ساتھ نفاذ ناگزیر ہے۔ ناظروں کا عملہ ضروری ہے جو بخوبی تربیت یافتہ ہو اور خود عمدہ نگرانی کے تحت کام کرے؛ اور خاطیوں کو سزا دینے کا معقول انتظام ہونا بھی ضروری ہے۔ ہر معاشری و صنعتی تحریک کی

[1] مثلاً یہ صحیح ہے کہ خانہ جنگی سے پیشتر مساچوسٹس کے سوتی کارخانوں میں اوقات کار بہت طویل تھے۔ لیکن ۱۸۴۸ء کے بعد آئرش باشندوں کی آمد تک، یہاں کوئی مستقل گرنی کی آبادی ہی نہ تھی؛ مزدوروں کی جماعت زیادہ تر عورتوں پر مشتمل تھی جو کچھ زر پس انداز کر لینے کی خاطر ایک یا دو سال کے لیے کارخانوں میں کام کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں فیکٹریوں میں ترقی کی رفتار بہ نسبت موجودہ زمانے کے غالباً زیادہ سست تھی۔

باب ۵ ب
اوقات کار اور حالاتِ کار

کامیابی کا انحصار اعلیٰ درجے کے ملازمین ملک پر ہوتا ہے، اور کسی ملک میں کامیابی کے توقعات کا اندازہ ایسے ملازمین کے دستیاب ہونے کی حد تک کیا جا سکتا ہے۔ اس اعتبار سے بھی امریکہ کی ریاستیں بہت ہی پسماندہ حالت میں ہیں۔ جدید صنعت کے نئے اور پیچیدہ مسائل کا ان کو دفعتاً مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے اور ان کو حل کرنے کے لیے سیاسی روایات اور سیاسی نظام میں مناسب تغیرات عمل میں نہیں لائے گئے ہیں۔

۲۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان سب معاملات کے بارے میں قوانین کیوں وضع کیے جائیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ خود مزدوروں کے مساعی کے ذریعے سے یہی مقررہ نتائج حاصل ہو سکیں؟ مزدور خود بچوں اور عورتوں سے کام لیے جانے کی کیوں مخالفت نہیں کرتے؟ کلوں کے اردگرد کٹہرا گھیرنے اور کارخانوں میں روشنی اور ہوا پہنچانے کا اور دیگر معاملات کا خود انتظام نہیں کرتے؟

اس قسم کے سوالات کا جواب ایک حد تک بالکل بدیہی ہے محض مزدور اس کا تعین نہیں کر سکتے کہ وہ کس طریقے پر کام انجام دیں گے۔ یہ بھی معاملہ طے کرنے میں ان کی کمزوری کے بُرے نتائج میں سے ایک نتیجہ ہے۔ فیکٹری کے حالات کی اصلاح و ترقی کی جانب آجروں پر دباؤ ڈالنے کا واحد طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ مزدور خطرناک اور غیر صاف پاک کارخانوں کا کام ترک کر دیں اور ساز و سامان سے آراستہ بہتر کارخانوں میں جا کر کام کریں۔ مگر ایسی صورت میں جبکہ سب کارخانے مساوی طور سے خراب ہوں، یہ طریق بے سود ہوگا۔ حالات جس طرح کے پائے جائیں مزدور کو تقریباً عام طور سے ان پر قناعت کرنی پڑتی ہے۔ مسابقت کے معیار کو بلند کرنے کا واحد موثر طریق یہ ہو سکتا ہے کہ سب آجروں پر مساوی سختی کے ساتھ مقررہ شرائط کی پابندی عائد کی جائے۔

لیکن ان معاملات میں حصہ لینے سے مزدوروں کو صرف ان کی بے یاری و بے مددگاری ہی باز نہیں رکھتی۔ آئین و قوانین کی ضرورت بڑی

باب ۵۸
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

323

حد تک خود ان کی جہالت اور تنگ نظری اور بد قسمتی سے، ان کی بے پروائی کے باعث رونما ہوتی ہے۔ جہالت اور تنگ نظری کی وجہ سے وہ پیشے کے خطرات کی فکر کرنے سے باز رہتے ہیں۔ حفاظتی (سیفٹی) لمپ کے جبری استعمال کی کوشش کان کنوں کی نہیں بلکہ اصل میں معاشری مصلحین اور اہل سائنس کی رہین منت ہے۔ عام مزدور خطرے سے بالکل غافل اور بے پروا ہوتے ہیں، یا کم از کم حفاظتی تدابیر اختیار کرنے میں بہت زیادہ سست و کاہل ہوتے ہیں۔ خواہ اس کا باعث نڈرپن ہو، بے خیالی یا محض کم علمی، واقعہ یہ ہے کہ انسداد حادثات کی تدابیر کا ان پر بجبر نفاذ کرنا پڑتا ہے۔ یہی حال مضر صحت پیشوں کا ہے۔ ان میں کام کرنے والے بہت کم ان کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور محض ناگزیر مستقبل کو نہ دیکھ سکنے کی بنا پر اپنی صحت کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ اسی لیے ان سب معاملات میں آئین و قوانین وضع کرنے کی بدایت زیادہ تر معاشری مصلحین طبیبوں اور ارباب سائنس کی جانب سے ہوئی ہے۔

علیٰ ہذا عورتوں اور بچوں سے کام لینے کے تحدیدی قوانین مرتب کرنے میں بھی زیادہ تر معاشری مصلحین کا ہاتھ نمایاں رہا ہے۔ مزدور خود اپنی تکالیف کا اظہار کرنے سے قاصر رہتے ہیں یا دوسروں کو اپنی خواہشوں سے مطلع کرنے میں شرمیلے پن کا اظہار کرتے ہیں، اور محض بُرے عادات کے خوگر ہونے کی وجہ سے بے پروا اور بحالت جمود و سکوت میں رہتے ہیں۔ طویل اوقات کار، عورتوں اور بچوں سے غیر محدود کام لیا جانا، غلاظت اور ناپاک ہوا، یہ سب ادنیٰ معیار زندگی کے عواقب و لوازم ہیں۔ ادنیٰ اجرتوں اور ادنیٰ ذہانت، اعلیٰ شرح پیدائش اور اعلیٰ شرح اموات سے ان کا ساتھ چولی دامن کا سا ہے۔ آبادی کو ان حالات سے نجات دلانے اور اس کی حیثیت بلند کرنے کے لیے بیرونی جبر اور دباو کی سخت ضرورت ہے، نہ صرف آجروں پر بلکہ مزدوروں پر بھی۔ بچوں سے کام لیے جانے کے تحدیدات سے پہلو تہی کرنے میں اولین قدم والدین کا اٹھتا ہے۔ اسی لیے محنت کے

باب ۶
اوقات کار اور عمالی قانون سازی

حالات کے بارے میں قوانین وضع کرنے کے ساتھ ساتھ دوسری تدابیر بھی اختیار کرنی چاہئیں، اور سب سے زیادہ تعلیم کی طرف توجہ درکار ہے۔ اس قسم کی معاشری گندگی اور آلایش کو دور کرانے کے لیے کوئی شے اس قدر موثر ثابت نہیں ہوسکتی جس قدر کہ جمہوریت کی صحت بخش فضا یعنی آزادیٔ عمل و مساوی حقوق کا احساس اور معاشری ترقی و حوصلہ مندی کی مہمیز۔

محنت کے متعلق جو ضخیم مجموعۂ قوانین وضوابط مرتب ہوا ہے اس کی بڑی قوت محرکہ انسانی ہمدردی کا وہ عام جذبہ رہا ہے جو گزشتہ ڈیڑھ صدی میں تمام مہذب دنیا میں موجزن ہوا، اور معاشری و سیاسی مسائل کے بارے میں تمام انسانوں کے طرز عمل پر اس قدر قوی اور بالعموم غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوا ہے۔ اخوانیت، و مفاد عامہ کا خیال عام طور سے ذہن نشین ہوگیا ہے۔ اور مردوں'' اور عورتوں اور بچوں کی تکالیف و مصائب اب جس طریقے پر سب کو متاثر کرنے لگے ہیں اس کی نظیر پہلے نہیں ملتی۔ چند صدی قبل جس مفلوک الحالی کو ناگزیر سمجھا جاتا تھا اب وہ ناقابل برداشت قرار پارہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تحفظ نسل کے متعلق ہم بہت کچھ سنتے ہیں۔ بچوں کی محنت کی قانونی تحدید معدنوں اور جنگلوں کے تحفظ کے مشابہ قرار دیجاتی ہے۔ اگر قبل از وقت مقررہ کام لینے سے اطفال کی افزائش و ترقی رک جائے تو کیا اس سے قوم کا ساز و سامان انحطاط پذیر نہ ہوگا؟ نیم خود غرضانہ محرکات اور نسلیت و قومیت کے فخر کے مقابلے میں، یہ استدلال بلاشبہ
اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن اصلی قوت وہ مذہب انسانیت ہے جس کا 324
نصب العین سب انسانوں کی مرفہ الحالی کی ترقی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بچوں کی بے مسرت زندگی کے متعلق خوف و ہراس اور تکلیف محسوس کی جانے لگی ہے، اور ان کی بہبود کے لیے سرگرم مساعی کی ترغیب ہو رہی ہے۔ مہذب دنیا پہلے جس قدر بری تھی اب اس قدر بُری نہیں رہی ہے، بلکہ بدرجہا بہتر ہوگئی ہے؛ اور سب سے زیادہ اس لحاظ سے بدرجہا بہتر ہوگئی ہے کہ بنی آدم کو اپنے بنی نوع کی تکالیف بہت جلد متاثر کرنے لگی ہے اور

باب ۵ اوقات کار اور عمالی قانون سازی

ان کو کم کرنے کے لیے انفرادی اور مشترکہ مساعی زیادہ سے زیادہ عمل میں لائی جارہی ہیں۔

۳۔مرد مزدوروں کے اوقات کار کی تحدید کی نوعیت، تمام ملکوں میں عورتوں اور بچوں کے اوقات کار کی تحدید کی نوعیت سے مختلف رہی ہے۔ انگلستان اور ریاستہائے متحدہ میں، جوان مردوں کے اوقات کے انتظام و انضباط کی کوئی عام کوشش نہیں کی گئی ہے۔اس حد تک مردوں کو اپنے معاملات زیادہ تر اپنے ہی طور پر بہترین طریقے سے طے کر لینے کے لیے آزاد رکھا گیا ہے۔ یہی حال جرمنی کا ہے۔براعظم کے بعض دیگر ممالک، مثلاً فرانس اور سوئٹزرلینڈ میں، تمام صنائع میں مردوں کے لیے کارگزاری کے دن کی بیشترین مدت ازروئے قانون مقرر کر دی گئی ہے۔لیکن جو مدت جائز رکھی گئی ہے، یعنی فرانس میں ۱۲ گھنٹے اور سوئٹزرلینڈ میں ۱۱ گھنٹے، وہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کی بنا پر عام آئینی تحدید تحصیل حاصل ہے۔یہ صحیح ہے کہ مردوں کے اوقات کار کی حد تک خاص خاص صنعتیں کسی ایک یا دو ملکوں میں زیادہ شدید قسم کے تحدیدات کے تابع رکھی گئی ہیں۔انھیں مخصوص سلوک کے لیے بعض اوقات اس لیے منتخب کیا گیا ہے کہ غیر معمولی طور سے بُرے حالات رونما ہوئے؛ اور بعض اوقات اس لیے کہ ان میں کام کرنے والے مزدور واضعان قوانین پر موثر طریقے پر اثر ڈالنے میں کامیاب ہوئے۔جرمنی اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں نان خانوں (Bakeries) میں اوقات کی تحدید کی گئی ہے۔فرانس اور برطانیہ عظمیٰ میں کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے مرد مزدوروں کے لیے اوقات کار اب یعنی ۱۹۲۰ء میں، سات گھنٹے مقرر کیے گئے ہیں؛ اور امریکہ کی بعض مغربی ریاستوں مثلاً اری زونا، کولوریڈو، نیواڈا، مسوری کے تمام معادن میں ازروئے قانون کام کے اوقات آٹھ گھنٹے مقرر کیے گئے ہیں۔لیکن یہ مستثنیات ہیں؛ اکثر صنعتوں میں مردوں کے اوقات کار کے لیے براہ راست کوئی تحدید نہیں کی گئی ہے۔سب سے زیادہ اہم تحدید وہ ہے جو عورتوں اور بچوں کے

باب ۵ اوقات کار اور عمالی قانون سازی

بارے میں وضع آئین کا نتیجہ ہے جس حد تک مرد بھی ان ہی کارخانوں میں کام کرتے ہوں اس حد تک عورتوں اور بچوں کے لیے جو اوقات مقرر کیے جاتے ہیں وہی دراصل مردوں کے لیے بھی مقرر کیے جاتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات، جیسا کہ فرانس میں ہوتا ہے، مشترک کارخانوں میں یہی اوقات از روئے قانون مردوں کے لیے بھی قابل اطلاق ہوتے ہیں۔

325 ریاستہائے متحدہ میں وفاقی دستور کے قواعد کا، جن کی رو سے کوئی شخص اپنی جان، مال یا آزادی سے بغیر قانونی چارہ جوئی کے محروم نہیں کیا جا سکتا[1] اور اکثر ریاستوں کے دستور کے اسی قسم کے قواعد کا، یہ مطلب لیا گیا ہے کہ وہ مردوں کے اوقات کار کی تنظیم کی حد تک مجالس قانون ساز کے اختیارات کی تحدید کرتے ہیں۔ "آزادی" کی تعریف میں دیگر چیزوں کے منجملہ انفرادی عاقل و بالغ مرد کا قابل قبول شرائط پر کام کرنے کا حق بھی شامل ہے۔ "پولیس کے اقتدار" کا استعمال آزادی کے خلاف یا متضاد نہیں تصور کیا جاتا اور حقیقت میں اس کی مبہم تعریف کے تحت تنظیم ایک حد تک جائز قرار دی گئی ہے۔ لیکن وہ قوانین جو مردوں سے دس یا بارہ گھنٹے سے زائد کام لینے کو ممنوع قرار دیتے ہیں ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ حسب دلخواہ کام کرنے کی آزادی سے محروم کر دیتے ہیں (اور اگر مزدوروں کو زائد از وقت مقررہ کام کرنا روا رکھا جائے تو اس قسم کا کوئی قانون موثر نہیں ہو سکتا) عورتوں اور بچوں کی محنت کی تحدید کرنے والے قوانین غیر صحیح نہیں قرار دیے گئے ہیں؛ اس لیے کہ ان جماعتوں کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پولیس کے اقتدار کے تحت ان کو قابو میں لایا جا سکتا ہے۔ خود مردوں کی حد تک بھی بعض قوانین جو مخصوص پیشوں میں اوقات کی تحدید کرتے ہیں صحیح مانے گئے ہیں، خاصکر ان پیشوں میں جہاں

[1] یہ امتناع پانچویں ترمیم (ففتھ امنڈمنٹ) کے ذریعے سے کانگرس پر اور چودھویں ترمیم (فورٹینتھ امنڈمنٹ) کے ذریعے سے ریاستوں پر عائد کیا گیا ہے۔

باب ۵۸
اوقات کار
اور
عالمی قانون سازی

صحت کی بنیاد پر اس اقتدار کو کام میں لانا حق بجانب خیال کیا جاتا ہے، مثلاً نان خانے اور معادن۔ عام اصول، جس کے تحت ممکن ہے کہ مرد طویل اوقات تک کام کرنے کی "آزادی" سے محروم نہ کیے جائیں، اس اصطلاح کی ایسی تعبیر و تغیر سے رونما ہوتا ہے جس پر آسانی کے ساتھ اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اس کی اس طرح تشریح و تعبیر کرنے والے مصنف مزدور کے مطالبات کے خلاف قائم کردہ عام تعصبات سے کم و بیش محسوس طریقے سے متاثر ہوئے ہوں۔ بہر صورت اس طرح کے مبہم اصول کی صحیح تعریف بہت ہی مشکل ہوگی۔ دستوری قانون کے مسائل کی بحث کے لیے اس کتاب کی وسعت ناکافی ہے لیکن صورت حالات سے ایک اصولی نکتہ واضح ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ کیا دستوری توضیح و تغیر سے قطع نظر کرتے ہوئے مردوں کے متعلق قوانین اور عورتوں اور بچوں کے متعلق قوانین میں ممیز فرق قائم کرنے کی کوئی معقول وجہ ہو سکتی ہے؟

اس قسم کی تفریق کی واحد بنیاد بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ آئین کے مقابلے میں اپنے ذاتی مساعی کے ذریعے سے تخفیف اوقات کار حاصل کرنا مردوں کے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔ اس بارے میں عام یا مطلق قسم کے مستقل اعتراضات نہیں ہیں۔ عورتوں اور بچوں کی مدافعت کے لیے
826 جو معاشری ہمدردی مداخلت کا باعث ہوتی ہے وہی ہمدردی مردوں کی مدافعت کے لیے بھی مداخلت کی محرک ہے۔ اگر عورتوں کا دس گھنٹوں سے زائد کام کرنا ناقابل برداشت خیال کیا جاتا ہے، تو مردوں کا بارہ، گیارہ یا دس گھنٹوں سے زائد کام کرنا اس سے کچھ کم ناقابل برداشت نہیں خیال کیا جا سکتا۔ سوال صرف مدارج کا اور نفع یا نقصان کی زیادتی کا ہے کہ انجام کار نقائص کو زائل کیے بغیر ہمدردی عامہ کے جذبات کو کس حد تک ابھارا جا سکتا ہے۔

اس اصول کی تائید میں کہ مرد اپنی لڑائیاں خود لڑ کر انجام کار زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کچھ نہ کچھ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شے اپنے طور پر حاصل کی جائے تو اس کا نہایت اچھا اثر پڑتا ہے۔ مزدوروں کی تنظیم،

باب ۵۵ اوقات کار اور عمالی قانون سازی

مزدوروں کی انجمنیں اور مزدوروں کی کشمکش یہ سب چیزیں نہ صرف کام کے شرائط پر راست اثر ڈال کر معاشری فوائد پیدا کرتی ہیں۔ بلکہ ضبط وانتظام قائم کرکے بھی فائدہ پہنچاتی ہیں۔ بنی نوع انسان کی حالت کی آخری اصلاح کا مدار خصائل اور معلومات کی اصلاح و ترقی پر ہے۔ گو ترقی کو اپنی مدد آپ کرنے پر محمول کرنا بالعموم اصلاح کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کا خاصہ ذریعہ ہوتا ہے، پھر بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ آپ اپنی مدد کرنا خود سب سے موثر قسم کی مدد ہے۔ اس قسم کی بنیادوں پر مزدوروں سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ تخفیف اوقات کے لیے کشمکش کو اپنے طور پر جاری رکھیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مملکت بیشترین حد کا تعین نہ کرے، جیساکہ فرانس میں ہوتا ہے اور ایسے عام حدود نہ ظاہر کردے جن کے اندر کشمکش کو محدود رکھا جاسکتا ہے۔ اور ان صنعتوں میں جہاں جسمانی خوش حالی کے واضح وجوہ کی بنا پر تخفیف اوقات کی ضرورت ہے وہاں آئین و قوانین کی وضع کی مخالفت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس طرح پر شیا میں معدنوں میں حرارت ۲۸ درجے سنٹی گریڈ یا ۹۳ درجے فیرن ہیٹ سے زیادہ ہوتی ہے، اس لیے وہاں چھے گھنٹے روزانہ سے زیادہ محنت نہیں کی جاسکتی۔ اسی قسم کے آئین ان آئین و توانین کے مماثل ہیں جو خطرناک کلوں کے اردگرد کٹہرے بنانا، کارخانوں میں ہوا اور روشنی کا انتظام اور زہریلے مصنوعات کے پیشوں کی تفصیلی تنظیم لازمی و ضروری قرار دیتے ہیں۔

۴۔ تخفیف اوقات کا مطالبہ اور خاصکر آٹھ ساعت فی یوم عام طور سے مقرر کرنے کا مطالبہ، مزدوروں کے نظامات کے دستور العمل کا اہم ترین جزو ہے۔ وضع آئین سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کے متعلق کیا کہا جاسکتا ہے؟

وہی بدیہی سبب جو کسی شخص کے دل میں اعلیٰ اجرت کے مطالبے سے ہمدردی پیدا کرتا ہے تخفیف اوقات کے مطالبے کے بارے میں بھی ہمدردی پیدا کرتا ہے۔ اس کا مطلب بنی نوع انسان کی حالت کی

باب ۵۸
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی
827

اصلاح و ترقی ہے۔ اور اس کے معنی اہم ترین اصلاح و ترقی کے ہیں۔ تخصیص یافتہ کلیں اور تقسیم عمل، دونوں، جیساکہ بیان ہو چکا ہے، محنت کو کم دلچسپ، زیادہ تکلیف دہ اور ٹھس بناتی ہیں۔ اس ناخوشگوار لیکن ناگزیر رجحان کو، بہترین طریق پر اوقات کو کم کرکے فرصت اور وقفے کو بڑھا کر، رفع کیا جا سکتا ہے۔ وقفہ، صرف آرام کے لیے ہی ضروری نہیں ہے بلکہ کھیل اور تفریح، امور خانہ داری میں حصہ لینے، اعلیٰ قابلیتوں کو ترقی دینے اور خالص مسرتوں کو بڑھانے کے لیے بھی ضروری ہے۔ ترش رو نقاد بعض اوقات یہ کہتے ہیں کہ مزدوروں کی تعداد کثیر وقفے کو زیادہ شراب نوشی اور مخرب اخلاق کاہلی میں صرف کرتی ہے۔ لیکن بادہ نوشی حقیقت میں طویل مدت تک کام کرنے کا اور اس کے عواقب یعنی ادنیٰ اجرت، ناقص کارخانوں اور خرابیٔ اخلاق کا لازمہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تخفیف اوقات کار کے ساتھ بہتر معیار زندگی کے لیئے دوسرے عاملین کی ضرورت ہے، مثلاً اعلیٰ تعلیم، کتب خانے، کھیل کے میدان، صحت بخش تفریحات اور بادہ نوشی کی دکانوں کے بدل۔ کم اوقات کار، یعنی موجودہ روایات سے بھی کمتر اوقات کو بلاشبہ خوشحالی میں زبردست اضافے کا باعث بنایا جا سکتا ہے۔

اجرتوں پر تخفیف اوقات کار کا جو اثر پڑتا ہے وہی نزاعی مسئلہ ہے۔ تخفیف اوقات کے مطالبے کے ساتھ ساتھ اس مقررہ شرح اجرت کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے، کہ کام تو کم کر دیا جائے یا کم از کم اوقات کار گھٹا دیئے جائیں، لیکن اجرت میں کمی نہ کی جائے۔ کیا یہ دُہرے مطالبات ایک دوسرے سے توافق رکھتے ہیں؟ کیا قلیل اوقات محنت کی پیداوار کو جو اجرت کا اصلی منبع ہے کم نہیں کر دیں گے اور اس طرح تخفیف اجرت کا باعث نہ ہوں گے؟

قلیل اوقات لازمی طور سے پیداوار کو نہیں گھٹاتے۔ جہاں اجرت بحساب کار کے اصول پر محنت کی جاتی ہے وہاں، مزدور دس گھنٹوں میں جتنا کام کر سکتے ہیں اتنا ہی کام آٹھ گھنٹوں میں بھی انجام دے سکتے ہیں۔ جہاں کام اجرت بحساب کار کے اصول پر انجام نہیں دیا جاتا بلکہ دن یا گھنٹے کے

باب ۵ب
اوقات کار
اور
عملی قانون سازی

حساب سے انجام دیا جاتا ہے وہاں، پیداوار کی تخفیف ممکن ہے؛ اگرچہ اس قسم کا نتیجہ اجرت بحساب کار کے فراہم کیے ہوئے مہیج کی عدم موجودگی میں ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس صورت میں کام کرنے کا گہرا میلان بلا تامل رونما ہوتا ہے۔ خود جہاں کلوں کے ذریعے سے کام انجام پاتا ہو وہاں بھی، کارکردگی کے نفع کے ذریعے سے اوقات کار کی تخفیف کو زائل کیا جا سکتا ہے۔ کلوں کے کام کی رفتار اُن لوگوں کی ذہانت و نگرانی کا لحاظ کیے بغیر متعین نہیں ہوتی جو اُن کو حرکت میں لاتے ہیں۔ سست اور تھکے ہوئے مزدوروں کی جماعت جس کام کو دس یا بارہ گھنٹوں میں انجام دے سکتی ہے وہی کام چست اور مستعد جماعت آٹھ گھنٹوں میں بخوبی کر سکتی ہے۔

لیکن یہ سب کچھ صرف اضافی طور پر اور بعض حدود کے اندر صادق آتا ہے۔ اجرت بحساب کار کے اصول پر کام کرنے والے اور میکانک دس گھنٹے میں جتنا کام کر سکتے ہیں اس کو عام طور سے آٹھ گھنٹے میں بھی انجام دے سکتے ہیں، لیکن اس وقت کو گھٹا کر وہ چھے گھنٹے نہیں کر سکتے۔ کارخانے کے مزدور بارہ گھنٹے میں جتنا کام کر سکتے ہیں اس کو دس گھنٹے میں بھی کر سکتے ہیں، اور عام طور سے دس گھنٹے میں ان کی محنت سے جتنا کام انجام پا سکتا ہے اس کو وہ آٹھ گھنٹے 328
میں بھی پورا کر سکتے ہیں۔ یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ آیا مصنوعات، میکانیکی اور تجارتی پیشوں میں کارگزاری کے اوقات عام طور سے آٹھ گھنٹے مقرر کرنے سے قومی مقسوم میں کمی واقع ہوگی یا نہیں۔ لیکن دیگر حالات مساوی اور غیر متبدل رہنے کی صورت میں سات یا چھے گھنٹے تک تخفیف کر دینے سے بلا شبہ یہ نتیجہ رونما ہو سکتا ہے۔

دیگر حالات مساوی یا غیر متبدل رہتے ہیں؛ لیکن ممکن ہے کہ دیگر حالات میں تبدل و تغیر واقع ہو۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ایجادوں و فنون و صنائع کی ترقی محنت کی عام کارکردگی کو بڑھا سکتی ہے، اور اس طرح پیداوار میں کمی کیے بغیر اوقات کار گھٹائے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ نصف صدی میں مہذب دنیا میں یہی ہوا؛ اور یہی وہ حالات ہیں جن کے وقوع پذیر ہونے کی ہم آئندہ

باب ۵
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

زمانے میں بھی توقع کرسکتے ہیں۔ تمام تہذیب یافتہ ملکوں میں اوقات کار کو کم کرنے کا رجحان رہا ہے۔ انیسویں صدی کے وسط تک انگلستان اور ریاستہائے متحدہ میں کارخانے کے اوقات ۱۱ یا ۱۲ گھنٹے بلکہ زیادہ تر ۱۲ گھنٹے تھے؛ لیکن بحالت موجودہ دونوں ملکوں میں عام طور سے دس گھنٹے مقرر ہوئے ہیں، اور انگلستان میں شنبہ کے روز نصف یوم کی تعطیل بھی دی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے ریاستہائے متحدہ میں ایسی متعدد صنعتیں ہیں جن میں اوقات کار اب بھی دس گھنٹے سے زائد ہیں، مثلاً جنوب کی پارچہ بافی کی گرنیاں، اور پن سلوانیا کی لوہے اور فولاد کی صنعتیں؛ اور یہی چیز ان علاقوں میں عورتوں اور بچوں کی محنت کا ناواجب استعمال کرنے کا سبب ہوئی، یعنی مزدوروں کی جماعت کا معیار زندگی ادنیٰ ہے۔
جرمنی میں انیسویں صدی کے وسط کے بعد تک عام اوقات ۱۲، ۱۳، ۱۴ بلکہ ۱۵ گھنٹے تھے۔ اس صدی کے ختم تک اکثر مزدوروں کے لیے دس گھنٹے اور بہت کم صورتوں میں گیارہ گھنٹے سے زائد مقرر کیے گئے۔ اوقات کی یہ عام تخفیف اور اس کے ساتھ ساتھ اجرتوں کا عام اضافہ پیدا آور قوت کے اضافے کا نتیجہ رہا ہے۔ جان اسٹورٹ مل نے انیسویں صدی کے وسط میں اپنے یادگار الفاظ میں یہ اعلان کیا تھا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا جملہ ایجادات واختراعات نے کسی واحد انسان کی محنت ومشقت میں کمی کی ہو؛ اس شبہے کو اب ظاہر نہیں کیا جا سکتا؛ خوش قسمتی سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ کثیر التعداد مردوں اور عورتوں کی محنت ومشقت میں کمی ہو گئی ہے۔
اور آیندہ بھی اس سے زیادہ کمی ہو گی اور ہونی چاہیئے۔ محنت کی پیدا آوری کے عام اضافے کے باعث مزدوروں کو مختلف قسم کے سبیل البدل کے مابین انتخاب کا موقع حاصل ہو گیا ہے؛ یا تو مقررہ اوقات کے ساتھ اعلیٰ اجرت لیں، یا کمی اوقات کے ساتھ کم اجرت لیں، یا ان کے بین بین راستہ اختیار کریں یعنی کسی قدر کم اوقات کے ساتھ ساتھ کسی قدر اعلیٰ اجرت قبول کریں؛ چنانچہ اس
829 درمیانی راستے کو انھوں نے اختیار کیا ہے۔ "انتخاب" ایک مغالطہ انگیز لفظ ہے؛ اس لیے کہ ان کا انتخاب کسی محسوس یا ارادی طریقے پر عمل میں نہیں آتا۔ محض

باب ۵ — اوقات کار اور عملی قانون سازی

اعلیٰ اجرت اور قلیل اوقات کے بہتر حالات حاصل کرنے کے لیے مستقل دباؤ محسوس ہوتا یا اس کی جانب مبہم رہنمائی ہوتی ہے۔ دونوں کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرنے کا باعث نہ صرف مسلسل کشمکش اور مسلسل مصالحانہ طرز عمل رہا ہے، بلکہ وہی محنت بچانے والی تدابیر رہی ہیں جن کو خود مزدور خوف وہراس سے دیکھتے ہیں۔ اس فائدے کو یکے بعد دیگرے آنیوالے مدارج کے ذریعے سے جستہ جستہ حاصل کیا گیا ہے، جیسا کہ تمام صنعتی تغیرات میں ہوتا ہے؛ یعنی پہلے ایک حرفت یا پیشے میں یہ حاصل کیا جاتا ہے اس کے بعد دوسرے میں، اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں اس کا اثر پھیلتا اور بڑھتا ہے۔ ماہر میکانک پہلے اوقات کی کمی حاصل کرتے ہیں اور اسی سبب کی بنیاد پر پہلے اعلیٰ اجرت بھی حاصل کرتے ہیں؛ اس لیے کہ قوم میں اس قسم کی محنت کی طلب اُس کی ممکنہ رسد کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس واقعے سے کہ مزدوروں کی ایک جماعت اس طرح کی موافق صورت میں رہ کر قلیل اوقات اور اعلیٰ اجرت دونوں حاصل کر سکتی ہے، یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سب مزدور اس کو حاصل کر سکتے ہیں؛ لیکن پھر بھی یہ صحیح ہے کہ مزدوروں کا یہ اعلیٰ طبقہ اپنے فوائد حاصل کرنے کے قابل اس لیے ہوا ہے کہ نہ صرف ان کے مخصوص کام کو انجام دینے کے لیے، بلکہ تقریباً دوسرے سب مزدوروں کے کام کو انجام دینے کے طریقوں میں اصلاح و ترقی عمل میں آئی ہے۔

جب ایک مرتبہ اجرتوں کی عام سطح ما یحتاج زندگی اور جسمانی کارکردگی کو کافی ہونے کی اقل ترین حد سے متجاوز ہو جاتی ہے تو، اوقات کار کی تخفیف، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، اعلیٰ اجرت کی بہترین شکل ہو جاتی ہے۔ وہ نہ صرف کچھ آرام اور زندگی سے تمتع حاصل کرنے کا موقع بہم پہنچاتی ہے، بلکہ واقفیت کو بڑھانے اور خصائل کو درست کرنے کا موقع بھی دیتی ہے۔ قلیل اوقات کے دن کا مطالبہ عام طور سے ہمدردی اور تائید کا مستحق ہے۔ وہ ایسا نصب العین ہے جس کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنے میں، اور جس پر موافق حالات کی موجودگی میں زور دینے میں مزدور حق بجانب ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں،

باب ۸ — اوقات کار اور عائلی قانون سازی

دیگر متعدد صورتوں کے مثل، جو لوگ اس کو ایک حد تک حاصل کر لیتے ہیں اس کو اور زیادہ حاصل کرنا بظاہر آسان پاتے ہیں۔ ماہر میکانک جو اعلیٰ اجرت پاتے ہیں کمی اجرت کے بغیر بہت جلد قلیل اوقات حاصل کر لیتے ہیں۔ جن صنعتوں میں کام مسلسل دن رات انجام پاتا ہے، جیسے لوہے اور فولاد کے کارخانے، اور جن میں دن رات کے چوبیس گھنٹوں کو بارہ بارہ گھنٹوں کے دو مساوی حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، ان میں قلیل اوقات کار کی سب سے زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس معاملے میں کم از کم سب سے بہتر بات جو خیال کی جا سکتی ہے وہ چوبیس گھنٹوں کی تین حصوں میں تقسیم ہے جس میں سے ہر ایک میں صرف آٹھ آٹھ گھنٹے کام کرنا پڑے؛ چنانچہ یہ انتظام امریکہ کی مغربی ریاستوں میں بہت عام ہے اور ان سب صنعتوں میں اس کا نفاذ مناسب ہو سکتا ہے جن میں مسلسل کام انجام پاتا ہے۔ 330

وہ میکانک جو موافق حالات کے تحت کام کرتے ہیں، اگرچہ بعض اوقات خود غرضی سے کام کرتے ہیں اور حقیقی ترقی کی راہ میں بعض اوقات رکاوٹ پیدا کرتے ہیں پھر بھی اس صورت میں کم از کم بقیہ مزدوروں کی تقلید کے لیے نہایت عمدہ مثال پیش کرتے ہیں۔

۵۔ جس صورت میں اجرت بہت ادنیٰ ہو اور ادنیٰ اجرت کے حالات عام طور سے پائے جائیں، یعنی اوقات کار طویل ہوں، کارخانوں کی عمارتیں ناقص ہوں اور کمزوروں کے ساتھ ترشروئی سے سلوک کیا جائے وہاں یہ سوال رونما ہوتا ہے کہ اجرت کی اقل ترین حد مقرر کر کے، اوقات کار اور دیگر شرائط کی تنظیم و تحدید کر کے مقابلے کے معیار کی تنظیم کیوں نہ کی جائے۔

مزدوروں اور رفاہ کو نام نہاد خستہ کر دینے والے پیشوں[۱] کے متعلق وضع آئین، قوانین کی اس مزید شکل کی ضرورت بہت شدت کے ساتھ بتائی جاتی ہے۔ اس اصطلاح کو مبہم طریقے پر استعمال کیا جاتا ہے اور پہلے کے مقابلے میں اس کو اب زیادہ وسیع معنوں میں استعمال کیا جانے لگا ہے۔ ابتداً اس کو ذیلی معاہدے اور گھریلو صنعت کے نظام سے تعبیر کیا جاتا تھا، یعنی کام کو اجزا کی صورت میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور مزدور ان کو اپنے گھروں میں انجام دیتے تھے۔ پارچہ بافی کی صنعت بہت طویل زمانے تک اس کی ذیل میں داخل رہی۔ بڑے بڑے کارخانوں میں کلوں اور پیدائش پر پیمانہ کبیر کے

---

۱ ۔ (Sweated) نیم بیگار

باب ۵
اوقات کار
اور
عمالی تعاون سازی

طریق کے استعمال نے سوتی پارچہ بافی کی صنعت میں تو انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا، مگر کپڑوں کے تراشنے اور سینے میں اس طریق کو آسانی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تھوک سوداگر اور خیاط ان کاموں کو اجزا میں تقسیم کرتے تھے، خاصکر سلائی کو ذیلی ٹھیکہ داروں کے تفویض کرتے تھے، اور یہ ذیلی ٹھیکہ دار پھر اپنے طور پر اس کام کی مزید تقسیم کرکے مردوں، عورتوں اور بچوں کے سپرد کرتے تھے اور یہ لوگ اپنے گھروں پر کام انجام دیتے تھے۔ اس کی سب سے نمایاں مثال ریاستہائے متحدہ میں شہر نیویارک کے مشرقی حصے میں ملتی تھی جہاں لاکھوں نو وارد مہاجر، زیادہ تر روسی یہودی، ذیلی ٹھیکہ داروں کے تحت اہل امریکہ کے کثیر المقدار کپڑے سینے میں مصروف رہتے تھے۔ بیسویں صدی تک یہاں کارخانے اور دستکاروں کے مابین اور کلوں اور آلات کے مابین مقابلہ و مسابقہ شروع نہیں ہوا تھا۔ مذکورۂ بالا طریقے اس کتاب کے لکھے جانے تک (سنہ ۱۹۲۰ء) جاری ہیں، اور ذیلی ٹھیکہ داری اور خستہ کر دینے والی محنت کا طریق صنعت کے بیشتر حصوں کی اب بھی خصوصیت خاصہ ہے۔

صنعت کی اس تنظیم میں بالعموم ناگفتہ بہ حالات رونما ہوتے ہیں، لیکن وہ لازمی طور سے ان سے رونما نہیں ہوتے۔ نام نہاد نیم بیگاری یا خستہ کن پیشوں کی آمدنیاں کسی صورت عام طور سے قلیل نہیں ہوتیں۔ صرف اس حالت میں جبکہ بہت زیادہ لوگوں میں کام کے لیے مقابلہ ہوتا ہے اور وہ کسی دوسرے کام کی جانب متوجہ نہیں ہو سکتے ان کی آمدنیاں کم ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ حالت نیویارک کی پارچہ بافی کی صنعت کے 881
صرف ایک حصے میں پائی جاتی ہے۔ چونکہ نو وارد مہاجروں کے کثیر التعداد گروہ ملک کی زبان اور ملک کے امکانات سے بالکل نابلد ہوتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو ایسا کرتے ہوئے پاتے ہیں، اس لیے خود بھی خوشی اور مستعدی کے ساتھ اس کام میں شریک ہو جاتے ہیں اور کسی دوسرے کام میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اس طرح ذیلی ٹھیکہ دار کی حیثیت وہ ہو سکتی ہے جو عام طور سے خیال کی جاتی ہے، یعنی ایسا خوش حال اور بے اصول شخص جو اپنے تحت کام کرنے والے مزدوروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتا اور ان سے طویل مدت تک اور ادنیٰ اجرت پر کام لیتا ہے لیکن اسی طرح

باب ۵
اوقات کار
اور
اجرتوں کی قانون سازی

عام طور سے اس کی حالت بھی خود مستقیم اور ناگفتہ بہ ہوتی ہے، غریب کو دوسروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جو اس سے افلاس میں کمتر نہیں ہوتے اور وہ اپنا، یا اپنے مزدوروں کا اگر ان کو یہ لقب دیا جا سکے) اس نظام سے پیچھا چھڑانے کی قابلیت نہیں رکھتا۔

فیکٹریوں میں کام کیا جائے یا گھروں میں، جہاں کہیں ادنیٰ طبقے کی غیر مسابق جماعت موجود ہوگی وہاں ادنیٰ اجرت ملے گی، اور اوقات کار بھی طویل ہوں گے، غیر شائستہ حالات پائے جائیں گے اور کمزوروں اور جاہلوں کو الو بنایا جائے گا۔ جہاں کہیں اس قسم کے قابل افسوس حالات پائے جاتے ہیں ان کے متعلق وہاں نیم بیگار یا خستہ کر دینے والی محنت کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اور ان سب صورتوں میں یہ سوال رونما ہوتا ہے کہ مقابلے کے عمل کو اپنا نتیجہ پیدا کرنے کا کب تک موقع دیا جائیگا؟ کیا قانوناً اجرت کی ایسی اقل ترین حد مقرر نہیں کی جا سکتی جس کی رو سے کوئی شخص نہ تو کام لے سکے گا اور نہ انجام دے سکے گا؟ کیا یہ ضروری نہ گردانا جائے گا کہ ہر کام کرنے والا شخص کم از کم مایحتاج زندگی کے لیے مکتفی اجرت پا سکے؟

کفافی اجرت کے متعلق بہت کچھ مبہم گفتگو کی جاتی ہے۔ جو لوگ اس اصطلاح کو استعمال کرتے ہیں ان کا مطلب اس سے محض جسمانی ضرورت کی اقل ترین قطعی مقدار نہیں ہوتا۔ ان کے ذہن میں آسائش و فراغت کی زندگی کا معیار ہوتا ہے؛ اور ایسے معیار نہ صرف عمروں کے لحاظ سے بلکہ مختلف ممالک میں مختلف ہوتے ہیں۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں جو اجرت زندگی کے لیے مکتفی اور کفافی خیال کی جاتی ہے وہ جرمنی یا اٹلی کے معیار سے بہت بلند ہوگی۔ "منصفانہ یا واجبی" اجرتوں کے معیاروں کے مثل یہ حقیقت میں کچھ ایسی شے ہے جس کے لوگ خوگر ہو چکے ہیں اور جو خوش حالی کی منزل کی ایک خاص حالت کے حصول کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ یہ خیال کہ کسی کو معیار زندگی سے کم اجرت نہ ملنی چاہیئے، اسی بنیاد پر مبنی ہے جس پر معاشری اصلاح کی موافقت کرنے والے اکثر اشخاص کے خیالات مبنی ہیں؛ یعنی ایک ہمدردانہ خواہش کہ سب لوگوں کو ترقی کے منافعے سے مسلمہ اور عام حدود کے اندر حصہ ملنا چاہیئے۔

شرح اجرت کی اقل ترین حد مقرر کرنے کے بارے میں آئین وضع کرنے کا

باب ۵
اوقات کار
اور
عالمی قانون سازی
332

مطالبہ لازمی طور سے ان اصولی سوالات سے متعلق نہیں ہے جو گزشتہ فصلوں میں بیان کردہ سوالات سے مختلف ہیں، پھر بھی اگر اس کے آخری نتائج تک اس کی کھینچ تان کی جائے تو ممکن ہے کہ وہ آسانی کے ساتھ نیا سوال پیدا کر دے۔

اوقات کار، فیکٹری کے حالات، وغیرہ کے متعلق وضع آئین کے مثل اقل ترین شرح اجرت کے جبری تقرر کے آئین کی وضع، محض مقابلے کے معیار کی تنظیم کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔ سب آجر یکساں طور سے متاثر ہوں گے؛ کوئی شخص اپنی محنت کو مقررہ شرح سے کم پر فروخت کر کے دوسروں کو مقابلے سے ہٹا نہ سکے گا۔ انتظامی دقتوں کا ہونا بدیہی ہے؛ قواعد و قوانین سے بچنے کی کوشش کا سد باب محض ناظروں کے عملے کے ذریعے سے، اشاعت و اشتہار، اور رائے عامہ کی تائید کے ذریعے سے ممکن ہے۔ اس قسم کی مشکلات تو دوسرے مقامات پر دقتیں پیدا کریں گی، لیکن خاصکر ریاستہائے متحدہ میں سب سے زیادہ دقتیں پیدا کریں گی، کیونکہ یہاں وضع آئین اور انتظام کے طریقے بہت بھدے اور غیر مہذب ہیں۔ لیکن ان سے کوئی نئے اصولی سوالات نہیں رونما ہوتے۔

زیادہ اساسی مسئلہ جو نادر نہیں کہا جا سکتا، یہ ہوگا کہ جو لوگ بیکار رہوں یا جن سے کام نہ لیا جا سکتا ہو ان سے کس طرح سلوک کیا جائے؟ یقینا کچھ تعداد ایسی ہوگی جو اقل ترین اجرت بھی حاصل کرنے کے قابل نہ ہوگی، یعنی مسن، معذور اور کمزور اشخاص اور اپاہج۔ آجروں کو اس بات پر مجبور کرنا ناممکن ہوگا کہ وہ اقل ترین اجرت ان لوگوں کو بھی دیں جن کی خدمات اس قابل نہیں ہیں۔ یہ سوال بالکل واجبی ہے کہ آیا یہ تجویز کا نقص و سقم ہونے کے بجائے اس کی خوبی نہیں ہے کہ قوم نااہلوں، بگڑے ہوئے لوگوں اور معذوروں کا مسئلہ منصفانہ اور سیدھے طریقے پر حل کرنے پر مجبور ہوگی۔ ان لوگوں میں جو کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا تھوڑی بہت صلاحیت رکھتے ہیں، دو جماعتیں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ ایک تو وہ جو انفرادی طور سے لاعلاج اسباب کی بنا پر معذور رہوں اور جن کی حالت پورے معاشرے پر یکساں طور سے صادق نہ آتی ہو،

باب ۶
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

مثلاً پیرانہ سالی ضعف قویٰ، بیکار کر دینے والا حادثہ؛ دوسرے وہ لوگ جو متعدی امراض یا دیگر اخلاقی نقایص کی بنا پر معذور ہوں مثلاً امراض خبیثہ کی بنا پر جسم اور خصائل کی کمزوری، شراب نوشی، اور عیاشی زندگی وغیرہ۔ پہلی جماعت کے ساتھ مخیرانہ سلوک کیا جا سکتا ہے یا بیمے کے کسی طریق سے امداد کی جا سکتی ہے۔ دوسری جماعت کو نیست و نابود کر دینا چاہیئے۔ کمزور دماغ والوں، شراب خواروں، یا خاندانی امراض کے وارثوں، ناقابل اصلاح مجرموں اور لاابالیوں کو گھومنے اور پھرنے کی قطعاً ممانعت کر دینی چاہیئے، اور تولید کی اجازت تو اس سے بھی کم دینی چاہیئے۔ ہم ابھی ایسے دور میں نہیں پہنچے ہیں جس میں انھیں کلوروفارم کے ذریعے سے ہمیشہ کے لیے بیکار کر دیا جا سکتا ہو؛ لیکن انھیں کم از کم ایک مقام پر جمع کیا جا سکتا، شفاخانوں اور
پناہ گاہوں کی چار دیواری میں مقید رکھا جا سکتا اور اپنی نوع کو بڑھانے سے 333
باز رکھا جا سکتا ہے۔ مہذب دنیا کی رائے اس نتیجے کی جانب سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے کہ کم از کم اس حد تک ہم نسلیات کے اصول کا اطلاق کر سکتے اور اس طرح ناقابل کار اشخاص کے مسئلے کی سادہ ترین صورت کا حل کر سکتے ہیں۔

اس مسئلے کا ایک اور رُخ بھی ہے؛ اور اس سے یقیناً ایک نیا اصول رونما ہوتا ہے۔ تمام صحت مند عمدہ جسم کے درخواست گزاروں سے مقررہ اجرتوں پر کام لینے کے کیا امکانات ہیں؟ اس قسم کے وضع قوانین سے جو لوگ متاثر ہوں گے وہ وہی ہوں گے جو ادنیٰ ترین معاشری جماعت میں سے ہوں گے۔ جن اجرتوں پر وہ کام پا سکتے ہیں ان کا انحصار ان قیمتوں پر ہوگا جن پر ان کی پیداوار بازار میں فروخت ہوگی؛ یا معاشیات جدید کی فنی اصطلاح میں ان کی خدمات کے افادۂ مختتم پر ہوگا[1]۔ ایسے سب اشخاص جن کی زائد پیداوار قیمتوں کو اس قدر کم کر دے کہ اقل ترین اجرت اجر کی

[1] دیکھو باب ۴ فصل (۲)۔

باب ششم
اوقات کار
اور
عالی تعاونی سازی

جانب سے انھیں ادا نہ کی جا سکتی ہو، بیکار رہیں گے۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو اقل ترین حد سے کم اجرت دینے سے آجروں کو روکا جائے، اگر قانون کا نفاذ فی الحقیقت بہت قوت کے ساتھ کرنا ہوگا، تاکہ ایسے معاملات کے طے پانے میں رکاوٹ پیدا کی جا سکے جن پر فریقین رضامند ہوں، بہرصورت تمام درخواست گزار مزدوروں کو اقل ترین اجرت ادا کرنے پر مجبور کرنا بالکل ناممکن العمل ہوگا، خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔

اس تحریک کی بنیاد دوسرے الفاظ میں نظریۂ مالتھس کا بھوت ہے۔ زیادہ ترادنیٰ ترین طبقے کی حد تک غیر محدود اضافۂ آبادی کے دباؤ کا خطرہ موجودالوقت معاشروں میں پایا جاتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں نووارد مہاجروں اور ان کے ادلین اخلاف کی حد تک یہ مسئلہ محتاج غور ہے[1]۔ اگر تعداد اتنی بڑھ جائے کہ کام کے لیے مقابلہ روز افزوں ہوتا جائے تو اجرتوں کی اقل ترین شرح کی قانونی تحدید بے سود ہو گی۔ اقل ترین اجرت کی تجاویز کی راہ میں یہ رکاوٹ و مزاحمت کب تک قائم رہے گی اس کا انحصار، جیساکہ بیان ہو چکا ہے، زیادہ ترادنیٰ اور اعلیٰ سب جماعتوں میں حوصلہ مندیوں کے ہیچ کی وسعت پر ہوگا۔ جمہوریت کے سب اثرات یعنی آزادی، تعلیم، مواقع کی وسعت، نمایش و امتیاز حاصل کرنے کی خواہش اور حب جاہ کی بھدی اور مہذب شکلیں اس امکان کو قوی بناتی ہیں کہ تعداد کا اضافہ دائمی ترقی و ارتفاع کے امکانات کو تباہ نہ کرے گا۔ گو ہم اس بارے میں توقع اور اعتماد رکھ سکتے ہیں، لیکن پھر بھی اس کا تیقن نہیں کر سکتے کہ قدرتی قوتوں کو کس حد تک دبایا جا سکتا ہے۔ 834

یہ اساسی دقت، حقیقت میں رونما ہو گی یا نہیں اس کا مدار اقل ترین اجرت مقرر کرنے کے طریق پر ہے؛ یعنی یہ کہ آیا ایسی شرح اجرت مقرر کرنے کی صورت میں دقت رونما ہو گی جو بحیثیت مجموعی بازاری اجرت کے

---

[1] مقابلہ کرو باب ۵ فصل (۳) سے۔

باب ۵
اوقات کار
اور
عمالی قانون سازی

مطابق ہو، یا اس سے معقول حد تک زیادہ ہو یا نہیں۔ امکانات یہ ہیں کہ اس معاملے میں جبری ثالثی کے عام معاملے کے مثل[1] موجودالوقت حالات سے بہت تجاوز کیا جائے گا۔ ازروے قانون جو اجرت اقل ترین قرار دی جائے اس کا حقیقت میں ادنیٰ ترین جماعت کی تقابلی اجرتوں کے مطابق ہونا ممکن ہے۔ وہ موجودالوقت اجرتوں کی شرحوں کی اساسی خصوصیات کو متاثر نہ کرے گی، بلکہ مروجہ شرحوں کو ایک معیار یا سطح پر لے آئے گی۔ اس کا مقصد ایسی اجرت ہوگا جو اس معنی میں منصفانہ اور اقل معیار زندگی کے مطابق ہو کہ وہ ان قوتوں کی تائید اور استحکام میں حصہ نہ لیگی جو کمزور طریق پر معاملے کرنے اور استحصال میں مزاحمت پیدا کرتی ہیں۔ یہ صورت کم از کم آسٹریلیا کی نوآبادیات، خاصکر وکٹوریہ کے معرض بحث قوانین اور برطانیہ عظمیٰ کے حالیہ ۱۹۰۹ء کے قانون اقل ترین اجرت (Minimum Wages) کے بارے میں صادق آتی ہے۔ اب یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ آیا یہ تحریک، ان دیگر تحریکات کے مثل جن کا سرگرم اشخاص بہ بانگ دہل ذکر کرتے ہیں، اس حالت تک پہنچائی جائے گی یا نہیں جہاں اس کو خانگی ملکیت کے نظام اور تقابلی صنعت کی راہ کی اساسی مزاحمتوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

---

[1] دیکھو آیندہ باب ۹، فصل (۶)۔

باب ۵۹

نقضِ امن و امان کے انسداد و سائل

اپنے اپنے آجروں کی بہبودی میں زیادہ تر دلچسپی لینے لگتے ہیں اور ہم پیشہ یا مقامی مزدوروں کے اغراض کو پس پشت ڈالنے لگتے ہیں۔

شرکت منافعہ کی تجویز کا مقصد یہ ہے کہ تقسیم دولت میں جو باقی حصہ بالعموم تنہا کاروباری آدمی کو ملتا ہے اس کا ایک جزو مزدوروں میں تقسیم کر دیا جائے۔ معمولی تقسیم منافعہ کی تجویز میں سود یا معمولی اجرتوں میں تغیر و تبدل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ عام طریقہ یہ ہے کہ اصل کا سود مروجہ شرح (یعنی ۵ یا ۶ فیصد) سے ادا کیا جائے، اور اجرت بھی مروجہ شرح پر مزدور کو دی جائے۔ عام طور سے یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ منتظموں کو، خواہ وہی مالک ہی کیوں نہ ہوں، ایک مقررہ رقم بطور تنخواہ دی جائے، یعنی تنظیم و اہتمام کے سلسلے میں صنعت کے روزمرہ کے جزو کے طور پر انجام دادہ محنت کا صلہ یا اجرت ادا کی جائے۔ ان تمام حصوں کو ادا کر دینے کے بعد جو سرحاصل بچ رہے وہ آجروں اور اجیروں میں تقسیم کر دیا جائے۔ بعض اوقات اس کا نصف جزو ایک کو ملتا ہے اور دوسرا نصف دوسرے کو ملتا ہے جیسا کہ انگلستان میں (Briggs Collieries) کے مشہور و معروف معاملے میں ہوا۔ گو اس صورت میں شرکت منافعہ کا طریق اس لیے ترک کر دیا گیا کہ وہ ہڑتالوں کو روکنے میں ناکام رہا۔ اصولاً اسی کے مماثل لیکن مزدور کے لیے زیادہ موافق وہ طریق تقسیم ہے جو پیرس کے گھر رنگنے کے مشہور کارخانے لیک لیر (Leclaire) میں اختیار کیا گیا۔ اس صورت میں مالکوں کو خالص بچت کا ایک ربع حصہ ملتا ہے اور مزدوروں کو ¾ حصہ۔ دوسری صورتوں مثلاً نیلسن مینو فیکچرنگ کمپنی آف سنٹ لوئی (Nelson Manufacturing Company of St. Louis) میں تقسیم کی بنیاد اس تناسب پر رکھی گئی ہے جو مشغولہ اصل سال بھر میں ادا کردہ اجرت کی مجموعی مقدار سے رکھتا ہے۔ فرانس میں گائز کے دھات کے کارخانے گاڈن میں جس کی مثال لیک لیر کی مثال سے کچھ کم مشہور و معروف نہیں ہے، تقسیم منافعہ اس تناسب پر مبنی ہے جو اصل پر ادا کردہ سود اور ادا کردہ اجرت کی مجموعی مقدار میں پایا جاتا ہے؛ 387

اور یہ صورت بظاہر مزدوروں کے لیے بہت زیادہ موافق ہے۔ اس سے

باب ۵
صنعتی امن و امان کے چند وسائل

کسی قدر مختلف اگر فرعی نوعیت کی مثال (اور ایسی فرعی مثالیں متعدد ہیں) یہ ہے کہ کاروبار کے مشترکہ اصل کے حصص پر جتنا مقسوم ادا کیا جائے اتنا ہی اجرتوں پر ادا کیا جائے۔ آجر کے نقطۂ نظر سے اس انتظام کا فائدہ یہ ہے کہ خالص منافعہ کے حساب کی نگرانی کرنے کے لیے مزدوروں کو کھاتوں کے معائنے کا کوئی موقع نہیں ملتا اس لیے کہ تمسکات کے مقسوم کی شرح کی ادائی ہر صورت میں ایک حد تک کھلا ہوا معاملہ ہوتی ہے پھر بھی تمام صورتوں میں انفرادی مزدوروں کا حصہ ان اجرتوں کے مطابق ہوتا ہے جو اُن کو انفرادی طور سے ملتا ہے ہر شخص جو حصہ پاتا ہے وہ اسی تناسب پر مبنی ہوتا ہے جو اس کی اجرت سب مزدوروں کو ادا کردہ مجموعی اجرت سے رکھتی ہے؛ اس طرح جن مزدوروں کو اعلیٰ اجرت ملتی ہے اور جن سے مستقل طور سے کام لیا جاتا ہے وہ منافعہ یا بونس کی سب سے بڑی مقدار پاتے ہیں۔ مستقل ملازمت یقیناً عام طور سے بونس پانے کی اساسی شرط ہے؛ بالعموم صرف وہی لوگ تقسیم منافعہ کی تجویز میں شریک کیے جاتے ہیں جو مستقل عملے کے ارکان ہیں۔

جو مقدار مزدوروں کو ملتی ہے وہ لازمی طور سے نقد کی شکل میں ادا نہیں کی جاتی۔ اس کا ایک جزو بلکہ کل بھی اصل کی حیثیت سے صنعت میں مشغول رکھا جا سکتا ہے لیکن مزدوروں کے حساب میں جمع رہتا ہے چنانچہ وہ سود اور دیگر مشغولہ اصل کی طرح منافعہ کا مستحق ہوتا ہے؛ سود اور منافعہ تو بہ شکل نقد ادا کر دیا جاتا ہے، لیکن جمع شدہ بونس اصل کی مقدار میں اضافہ کرنے کے لیے رکھ لیا جاتا ہے۔ گاڈن کے عظیم الشان کارخانے میں مزدوروں کو منافعہ میں جو حصہ ملتا تھا اس کا کوئی جزو نقد ادا نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ سب کا سب کاروبار میں لگا دیا جاتا تھا اور کاروبار کے حصص خریدنے کے لیے صرف کیا جاتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ مرور زمانہ کے ساتھ مزدور خود اصل مالک بن جاتے تھے اور اس انتظام کی نوعیت اتنی تقسیم منافعہ کی سی نہیں ہوتی جس قدر پیدائش بہ امداد باہمی کی سی ہوتی تھی یہی نتیجہ لیک لیر کے کارخانے میں حاصل کیا گیا تھا؛ یہاں بونس کا صرف ایک جزو نقد ادا کیا جاتا تھا اور بقیہ حصہ مزدوروں کی انجمن امداد باہمی[لہ] میں شریک کر دیا جاتا

لہ Workmen's Mutual Aid Society

باب ۱۵
صنعتی امن و امان کے چند مسائل
888

اور کاروبار میں لگا دینے سے اس انجمن کو نفع وصول ہوتا تھا۔ مزدور انجمن امداد باہمی کی وساطت سے لیکن نہایت موثر طریقے پر اصل مالک بن گئے ہیں؛ اور یہ انتظام بھی پیدائش بہ امداد باہمی کی نوعیت حاصل کرچکا ہے۔ نیلسن کمپنی میں بھی منافعے میں مزدوروں کا حصہ کاروبار میں لگانے کے لیے رکھ دینا پڑتا ہے؛ اور کارخانے کے صدر کی توقع اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ یہاں بھی تقسیم منافعہ کی تجویز کو پیدائش بہ امداد باہمی سے بدل دیا جائے۔ اگرچہ اس قسم کا نتیجہ حاصل کرنے کی بعض نمایاں صورتوں میں کوشش کی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ تقسیم منافعہ کی تجویز کا کوئی اساسی جزو نہیں ہے۔ امداد باہمی کا طریق مختلف مسائل پیش کرتا ہے؛ اس لیے کہ وہ صرف منتظم کاروبار اور اس کے تحت کے مزدوروں کے مابین رشتۂ اتحاد و ارتباط کو مضبوط کرنے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ منتظم کاروبار کو اس کی جگہ سے ہٹا دینے کی کوشش کرتا ہے[1]۔ مزدوروں کی اکثریت کے لیے اس رشتۂ اتحاد کو بذریعۂ شرکت منافعہ تقویت دینے کا موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ ان کا حصہ بہ شکل نقد فوراً ادا کردیا جائے؛ اور بجز فرانس کے ہر جگہ یہی عام ترین تجویز ہے۔

فرانس میں شرکت منافعہ کی تجویز پر بڑے پیمانے پر عمل کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ فرانسیسیوں کی عادتی کفایت شعاری اور کم خرچی کا اصول، اس تجویز کو وہاں کے مزدوروں کی نظر میں دیگر ممالک کے مقابلے میں زیادہ جاذب نظر بنا دیتا ہے؛ اور کامیابی کی چند نمایاں مثالوں، مثلاً لیک لیر اور گاڈن کے کارخانوں کی مثالوں نے اس تحریک کی ترقی و توسیع میں بڑی مدد دی۔ دیگر ممالک میں اس طریق کا اس قدر رواج نہیں ہوا ہے، اور بحیثیت مجموعی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں نمایاں یا قابل لحاظ حد تک ترقی و توسیع ہو رہی ہے یا صنعتی نشوونما اور ترقی پر اس کا کوئی دوررس اثر پڑنے کی توقع ہے۔

ریاستہائے متحدہ میں شرکت منافعہ کی اصطلاح بعض اوقات ایسے انتظام کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے جس میں مزدور یا تو ان

[1] دیکھو آگے کا باب ۱۶۔

باب ۵۹
صنعتی امن اور اس کے چند وسائل

انجمن ہائے تجارت کے حصہ دار بن جائیں جو انھیں ملازم رکھتی ہیں یا ایسا ہونے کی ترغیب و تحریص ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ مذکورۂ بالا طریقوں سے بہت مختلف ہے اگرچہ اس اعتبار سے وہ ان کے مماثل ہے کہ کاروبار کے عام مالی معاملات میں مزدوروں کی دلچسپی حاصل کرنے کی دونوں میں توقع ہوتی ہے، لیکن اساسی خصوصیات کے لحاظ سے دونوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس میں کوئی بھی فریق غرضمند نہیں بنتا۔ صرف وہی لوگ شرکاتی حیثیت حاصل کر سکتے ہیں جو اپنی باقاعدہ آمدنی میں سے کچھ حصہ الگ رکھ چھوڑنے کا تصفیہ کرلیں یا کمپنی کو ایسا کرنے کا اپنی جانب سے مجاز گردانیں، لیکن ایسا کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے اور صرف اعلیٰ اجرت پانے والے ایسا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی شرکت مجموعی منافعہ میں نہیں ہوتی بلکہ صرف اسی جزو میں ہوتی ہے جو تمسک داروں میں بطور مقسوم فوراً تقسیم کردیا جاتا ہے۔ انتظام کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں، جو منافعے میں (یعنی
بعض اوقات مرجح تمسک اور بعض اوقات معمولی تمسک) شرکت کی وسعت، متاثرہ 889
مزدوروں کی تعداد اور ان کے خصائل اور کاروبار پر بحیثیت مجموعی اجروں کا قابو سختی کے ساتھ قائم رکھنے کی تدابیر حفظ ماتقدم کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ شرکت منافعہ کے مقابلے میں بہت زیادہ وصریح طور سے اس غرض سے یہ تجویز بالعموم اختیار کی جاتی ہے کہ مزدوروں کو قدامت پسند بنایا جائے، بدامنی کو روکا جائے اور "فسادات کا انسداد" کیا جائے۔ اس میں معاشری ہمدردی کے پرخلوص جذبے کا وجود بالعموم نہیں ہوتا۔ یہ تجویز شرکت منافعہ کی تجویز کے مقابلے میں معاشری مسائل کا "حل" خیال کیے جانے کا بہت کم استحقاق رکھتی ہے۔

۴۔ شرکت منافعہ کی تجویز کے بارے میں ایک زمانے میں بہت شدومد کے ساتھ یہ کہا گیا تھا کہ وہ مسئلۂ محنت کا حل تھی۔ یہ توقع کی گئی تھی کہ اس کو عام طور سے اختیار کرلیا جائے گا اور تمام صنعتی دنیا میں امن و امان قائم ہو جائے گا لیکن اس تحریک کی ترقی کی سست رفتار اور اس کے طریقوں پر روزافزوں تنقیدات نے ان توقعات پر پانی پھیر دیا۔ پھر بھی بعض ایسے سرگرم وکیل موجود ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اس میں بڑے بڑے امکانات ہیں۔

تاوقتیکہ اس تجویز سے آجر کو نفع نہ ہو اُس پر عام طور سے عمل نہ کیا جائے گا۔

باب ۵
منفعتی محنت و اُجرت کے چند مسائل

یہ صحیح ہے کہ بعض کشادہ دل آجر ایسے طریقے کو اختیار کر لیں گے، خواہ اس سے ان کو کوئی مالی منفعت نہ بھی ہوتی ہو۔ چنانچہ یہ بعض سب سے نمایاں اور بہت زمانے سے مروج صورتوں کی بنیاد رہی ہے۔ ان میں بڑے بڑے کارخانوں کا انتظام اخوانیت کا قوی جذبہ رکھنے والے اور قابل افراد نے کیا ہے، اور اپنے گرد و پیش منتظمین اور مزدوروں کا ایسا عملہ جمع کر لیا جو اسی قسم کے جذبے سے مملو ہیں۔ بد قسمتی سے یہ جذبہ بہت کمیاب ہے۔ اگر وہ عام ہو جائے تو معاشی دنیا کا تمام رُخ بدل جائے گا۔ اہل کاروبار نیز مزدوروں کی بڑی اکثریت منافعہ کا بڑا حصہ دوسروں کے حوالے کرنے کی جانب اس وقت تک مائل نہیں ہوتی جب تک اس سے اس کو خود کچھ فائدہ حاصل نہ ہو۔ جہاں تک شرکت منافعہ کا تعلق ہے وہاں تک، واقعہ یہ ہے کہ منفعت لازمی طور سے براہ راست مالی منفعت کی شکل نہیں رکھتی۔ مزدوروں کے فسادات اور ہڑتالوں سے آزادی بالواسطہ بہت بڑی مالی منفعت خیال کی جاتی ہے، بظاہر ممکن ہے کہ اشتہاری فائدہ ہو؛ لوگوں کی رہبری ان کارخانوں کی اشیا کی خریداری کو مرجح قرار دینے کی جانب ہو گی جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مزدوروں کے ساتھ فیاضی اور کشادہ دلی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اگر شرکت منافعہ کی تجویز سے عام طور سے استفادہ کیا گیا تو کچھ نہ کچھ قابل لحاظ فائدہ ضرور حاصل ہوگا۔

840 مالی منفعت کا ایک اہم اور مستقل سرچشمہ یہ ہوگا کہ مزدور کی انفرادی کارکردگی بڑھ جائے گی۔ جب اس کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کو منافعے میں حصہ ملنے والا ہے تو، اس سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ زیادہ دیانت اور مشقت سے کام کرے گا، اشیائے خام کفایت سے اور آلات احتیاط سے استعمال کرے گا۔ اس طرح اس کو جتنی زیادہ مقدار بطور جزو منافعہ ملے گی اتنا ہی اضافہ وہ پیداوار کی مقداروں میں کر دے گا؛ اتنا ہی نہیں، بلکہ اغلب ہے کہ اس میں بھی اضافہ کر دے؛ اس طرح آجر کو معلوم ہوگا کہ منافعہ ادا کرنے کے بعد بھی اس کی پیداوار بلکہ غالباً منافعے میں زیادتی عمل میں آئی ہے۔ اس واقعے کی جانب اشارہ کیا جا چکا ہے کہ معمولی اجرت کے نظام کے تحت نہ صرف مادی نقصانات بلکہ روحانی و اخلاقی مضرتیں بھی مضمر ہیں۔ کوئی تجویز جس سے ان نقصانات اور مضرتوں میں کمی ہونے کی توقع ہو ہر لحاظ سے

باب ۵ب صنعتی امن و امان کے چند دسائل

قابل قبول ہوگی۔
ایسے بعض حالات ہیں جن کے تحت یہ خوش آیند صورت رونما ہوسکتی ہے۔ جہاں صنعت پر مزدوروں کے طریق کار کا قابل لحاظ اور براہ راست اثر پڑسکتا ہے؛ جہاں مزدور اس قدر ذہین اور مستقل مزاج ہوں کہ تجویز کی ندرت کے فرسودہ ہوجانے کے بعد بھی عمدہ طریق سے کام کرسکیں؛ اور جہاں آجر وصول ہونے والے منافعے کا معقول جزو انھیں بلا تامل ادا کردیتا ہے وہاں، شرکت منافعہ کے لیے حالات کافی طور سے موافق ہوتے ہیں۔ چنانچہ لیک لیر کے رنگائی کے کارخانے پر یہ بات بظاہر صادق آتی ہے۔ اس کارخانے میں کام منتشر اور پھیلا ہوا تھا، اس کی نگرانی دقت طلب تھی، اور انفرادی مزدوروں کی مہارت و احتیاط کام کو بے حد متاثر کرتی تھی؛ آجر بھی قابل اور فیاض تھا، ماتحتوں کی وفاداری اور اعتماد اس کو حاصل تھا، اور اس کے گرد و پیش ایسا عملہ موجود تھا جو ذہانت اور خصائل کے اعتبار سے اوسط درجے سے اوپر تھا۔
موجودہ زمانے کی اکثر صنعتوں میں حالات اس طرح موافق نہیں ہیں۔ یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اگر دیگر حالات موافق بھی ہوں تو اوسط درجے کے مزدور میں ذہانت اور دور اندیشی کی کمی کس حد تک مزاحمت پیدا کرے گی؛ لیکن دیگر حالات موافق نہیں ہوتے۔ عصر جدید کے کارخانوں میں مزدور کی انفرادی بے احتیاطی و جدوجہد اور کاروبار کے عام نتیجے میں بہت ہی غیر یقینی تعلق پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے، پھر بھی بازار کا رخ بدل جانے یا آجر کی بدانتظامی سے سب منافعہ غائب ہوسکتا ہے۔ اس کے برخلاف خواہ وہ اپنا معمولی غیر دلچسپ وظیفہ کیوں نہ انجام دے، پھر بھی زیادہ منافعہ ملنا ممکن ہے۔ یہی شرکت منافعہ کی اساسی معاشی کمزوری ہے۔ بہ شکل منافعہ آخری نتیجے کا انحصار نہ صرف انفرادی مزدوروں کی کارکردگی پر ہے بلکہ متعدد دیگر عاملین پر بھی ہے۔ اس پر مستزاد یہ واقعہ ہے کہ فنی اعمال کے روز بروز زیادہ مرتکز و معیاری ہوجانے کی وجہ سے تقسیم عمل اور مزدوروں کی نگرانی زیادہ سے زیادہ آسان ہوتی جارہی ہے۔ کام بالعموم کارخانوں میں بہت زیادہ باقاعدگی اور پابندی کے ساتھ انجام پاتا ہے۔ جہاں مزدکاری نہ ہو

باب ۵۹
صنعتی امن کے چند وسائل

وہاں بھی ہر آدمی کے لیے معمولی مقدار کار مقرر کر دینا ممکن ہے۔ آخری منافعے میں مزدور کو حصہ دینے کا مفید اثر مزدور کی کارکردگی پر جتنا پڑتا ہے اس سے بھی بدرجہا کم اخراج کے بھدے اور ظالمانہ اقتدار کو کام میں لانے سے ہوتا ہے۔ لیکن اخراج کا افکار براہ راست اثر ڈالتا ہے اور بدقسمتی سے اکثر لوگوں کے حق میں موثر ثابت ہوتا ہے۔

اس کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ غیر معمولی آجر غیر معمولی نتائج حاصل کرتے ہیں قائد کا اثر کاروبار کی رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے رہتا ہے اسی طرح جس طرح کہ مدرسہ یا فوج میں ہوتا ہے۔ ایسی صنعتوں کو بھی، جن میں حالات امید افزا نہیں ہوتے یعنی جن میں انفرادی کارکردگی اور آخری منافعے کے مابین بہت بعید تعلق ہوتا ہے، قابل، بااثر اور عالی دماغ اشخاص نے شرکت منافعہ کے اصول پر نہایت کامیابی کے ساتھ چلایا۔ ایسے کارخانوں کی فہرست، جن میں اس تجویز پر مسلسل عمل کیا گیا ہو، نہایت حیرت انگیز تنوع ظاہر کرتی ہے؛ ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں کوئی صنعتی خصوصیات مشترکہ طور سے پائی جاتی ہیں؛ بلکہ یہ نتیجہ اور زیادہ قوت حاصل کر لیتا ہے کہ قائدوں کی شخصیت سب سے بڑا عامل رہی ہے۔ ایک مرتبہ قائم ہو جانے کے بعد یہ نظام اپنے آپ کو طویل زمانے تک قائم رکھتا ہے، بلکہ بانی کی وفات کے بعد بھی وہ قائم رہتا ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ کاروبار جب ایک مرتبہ چل پڑا تو پھر زمانۂ دراز تک وہ چلتا رہتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بانیٔ کارخانہ نے ایسے رفیقوں کو اپنا شریک کار بنا لیا ہو جو جذبات وخصائل کے اعتبار سے اس سے مشابہت رکھتے ہوں۔ لیکن انفرادی صورتوں میں اس کے طویل مدت تک قائم رہنے سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ شرکت منافعہ کا طریق عام طور سے پھیل جائے گا۔

اس تجویز سے آجروں کو جو دوسرے نسبتہً کم قریبی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ اتنی بڑی اہمیت نہیں رکھتے جتنی بڑی اہمیت اس تجویز کا راست اثر پیداوار اور منافعے پر رکھتا ہے۔ ہڑتالوں کی روک تھام بعض آجروں کے ساتھ بہت قوی محرک بنی رہی ہے۔ یہ واقعہ کہ حرفتی سبھائیں اس کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتی ہیں اور آجر واجیر کے اغراض کو مربوط کرنے کے دیگر طریقوں کی ترقی نے اس تجویز کو اس حد تک غیر امید افزا بنا دیا ہے۔ بعض اوقات جیسا کہ بیان

باب ۵۹

صنعتی امن و امان کے چند وسائل

کیا جا چکا ہے، یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اشتہاری فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ کارخانہ جو ایسی اشیا تیار کرے جنھیں عامۃ الناس عام طور سے استعمال کرتے ہوں مزدوروں کے ساتھ رحمدلی اور فیاضی سے پیش آکر مقبولیت حاصل کرلیتا ہے۔ یہ اشتہار کی سب سے بہتر اور مستحسن شکل ہے، اگر فی الحقیقت فیاضی اور رحمدلی کے ساتھ برتاؤ کیا جائے۔ لیکن
342 بدقسمتی سے وہ عام ظاہرداری کی اشتہار بازی کے مقابلے میں بہت کم موثر ہے۔

آیندہ اس کے مواقع بہت کم یا بالکل نہیں ہیں کہ شرکت منافعہ کی تجویز عام طور سے اختیار کرلی جائے گی۔ بلکہ اس کی عام اشاعت کی توقع بھی بہت کم ہے۔ خواہ اچھا ہو یا بُرا، آجروں اور اجیروں کے مابین "افقی" تقسیم بہت نمایاں ہوتی جا رہی ہے۔ نیم البونی حالات کی زوال پذیری اور مزدور سبھاؤں کی تحریک کی اشاعت، فوری عمودی اتحاد کی مخالف ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تعلقات لازمی طور سے زیادہ تلخ ہوتے جا رہے ہیں یا یہ کہ صنعتی امن و امان کا حاصل کرنا زیادہ مشکل ہے۔ بلکہ یہ کہ صنعتی امن و امان کے حصول میں اس مخصوص تجویز سے سہولت نہیں پیدا ہو سکتی۔

۴۔ لیکن شرکت منافعہ کی تجویز مطلوبہ نتائج کو حاصل کرنے کا محض ایک طریقہ ہے۔ جیساکہ بیان ہو چکا ہے، یہ کوئی راست طریقہ نہیں ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دیگر تدابیر کی آزمائش کی جا سکتی ہے، اور ان میں سے بعض، شرکت منافعہ کے مقابلے میں زیادہ موثر ثابت ہونے کا قرینہ رکھتی ہیں۔ ان تدابیر کے بارے میں عام طور سے "تقسیم فوائد" کی اصطلاح کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ خالص مزدکاری اس کی بدیہی مثال ہے۔ زیرک و ذہین آجروں نے متعدد و متفرق تجاویز اختراع کرلی ہیں: مثلاً پیداوار کے حساب سے فی آدمی یا فی جماعت بڑھوتری؛ اشیائے خام تیل اور ایندھن بچانے پر انعامات؛ وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے سب سے زیادہ سادی اور غالباً سب سے زیادہ موثر تدابیر عام عمدہ سلوک اور اس کے ساتھ ساتھ عام عمدہ ضبط ہے۔ کچھ انتظامی سختی، کچھ اخراج کی شکل میں سزا کی دھمکی اس وقت تک ضروری ہے جب تک لوگ مزدوروں کو منفعت کی خاطر اجرت پر طلب کریں۔ لیکن ناگزیر نقائص و اسقام کو رفع کرنے میں ہمدردانہ و دوراندیشانہ طرز عمل

باب ۹ب صنعتی امن و امان کے چند مسائل

بہت مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ مروجہ شرحوں پر مستعدی کے ساتھ اجرت کی ادائی، مزدوروں کی شکایتوں کی جانب بلاتامل توجہ، راست بازی اور غیر جانبداری کے ساتھ سلوک، ماتحت کارپردازوں کا عاقلانہ انتخاب اور ان کی نگرانی، کام کرنے کے لیے عمدہ کمروں کی فراہمی اور مزدوروں کے آرام و آسایش کا معقول انتظام، یہ سب چیزیں کارآمد ثابت ہوں گی۔ یہ سب سے زیادہ اس وقت کارآمد ثابت ہوں گی جبکہ قائد موزوں قسم کا شخص ہو؛ اس لیے کہ جیساکہ بیان ہوچکا ہے، صنعتی قائد کی شخصیت کا اثر کل کارخانے میں سرایت کرجاتا ہے۔

جن چیزوں کو انتظامات بہبودی مزدوران کہا جاتا ہے ان کا اثر موجودہ زمانے کی پیمانۂ کبیر کی صنعتوں پر بہت بڑی حد تک پڑتا ہے۔ ان انتظامات میں کارخانوں کے دوش بدوش مدارس اور کتاب خانوں کا قیام؛ کارخانوں میں روشنی اور صاف ہوا کا انتظام؛ دوپہر کے کھانے کے لیے ستھرے مقامات؛ چمن؛ کھیل کے میدان؛ تفریحی انجمنیں؛ عمدہ نمونے اور کم کرایہ کے مکانات؛ اور آجروں کی جانب سے وظیفے اور امداد باہمی کی انجمنوں کے انتظامات وغیرہ وغیرہ داخل ہیں۔ 843
یہ سب چیزیں اساسی مسائل کے "حل" ہونے کی حیثیت سے اچھی نہیں ہیں، لیکن موجودالوقت خرابیوں کی اصلاح کرنے میں بہتر ہیں۔ ان طریقوں کا روزافزوں اختیار کیا جانا، ایک حیثیت سے ان عام اخوانی احساسات و ہمدردانہ جذبات کی ترقی کا صرف ایک مظاہرہ ہے جو عمالی قانون سازی اور معاشری اصلاح کی کل تحریک کی تہ میں مضمر ہے۔ ان طریقوں کے رواج کا باعث ایک حد تک مزدورسبھاؤں کا دباؤ بھی ہے۔ مزدوروں کے کامل اتفاق و اتحاد کی وجہ سے بہتری اسی میں نظر آتی ہے کہ ان کو جہاں تک ممکن ہو ناخوش نہ کیا جائے۔ خواہ وہ ہمدردی کے جذبے کا نتیجہ ہو یا سنگ دلی کے برتاؤ کا، "سبھاؤں سے لڑنے کا" یہ طریقہ ہماری دلی ہمدردی حاصل کرسکتا ہے۔ اگر آجروں اور تنخواہ دار منتظموں کا باہمی مقابلہ ان لوگوں کو سامنے لاتا ہے جو نہ صرف مستعد اور قابل بلکہ دوراندیش اور نیک دل ہیں تو اس حد تک تو بہت اچھا ہے۔ بہرکیف اصلی مفہوم میں شرکت منافع کی

باب ۵۹ صنعتی امن و امان کے چند مسائل

تجویز کے مقابلے میں اس سمت میں ترقی کا بظاہر زیادہ امکان معلوم ہوتا ہے اور آیندہ اس سے صنعتی امن و امان کے قیام کے زیادہ توقعات ہیں۔

۴۔ اس سے کلیتہً مختلف تجویز وہ ہے جس کو "تدریجی شرح اجرت" کہا جاتا ہے۔ اس میں شرکت منافعہ کی تجویز کے مثل اچھے اور بُرے نتائج میں خود بخود شرکت حاصل ہونے کی سعی کی جاتی ہے؛ لیکن طریق عمل مختلف ہوتا ہے۔ پیداوار کی قیمت کے لحاظ سے اجرت مختلف رکھی جاتی ہے؛ اگر قیمت بڑھے تو، اجرت بھی زیادہ دی جاتی ہے اور اگر قیمت گھٹے تو اجرت بھی کم دی جاتی ہے۔ ایک اقل ترین شرح مقرر کی جاتی ہے جس سے نیچے وہ کسی حال نہیں جا سکتی، اور اسی شرح کے مطابق پیداوار کی ایک قیمت طے کر لی جاتی ہے۔ جیسے جیسے اس نقطے سے قیمت اوپر کو بڑھتی جاتی ہے ویسے ویسے اجرت بھی پہلے سے طے شدہ مدارج کے لحاظ سے بڑھتی جاتی ہے؛ اور جوں جوں قیمت کم ہوتی جاتی ہے اجرت میں بھی کمی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اقل ترین شرح پر آ کر رک جاتی ہے۔ یہ طریقہ بلاشبہ صرف اُس صنعت میں جاری ہو سکتا ہے جس میں پیداوار ایک جنس یا قسم کی طیار ہوا ور جہاں پیداوار کی قیمت سرعت کے ساتھ متعین کی جا سکتی ہو، مثلاً مطبوعہ بازاری نرخناموں کے حساب سے۔

تدریجی شرح اجرت، بادی النظر میں اجرت کے نظام کے عام طریقوں سے متناقض معلوم ہوتی ہے۔ عام انتظام کی تہ میں مضمر اصول (اگر اس کو اصول کہا جا سکے) یہ ہے کہ کاروباری آجر کاروبار کے خطرات اپنے سر لیتا ہے اور اجیر خطرات کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اجیر دائمی طور سے ایک مقررہ رقم پاتا ہے، اور اس رقم کو فروخت کردہ مخصوص شے کی قیمت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، علیٰ ہذا اس رقم کو
344 مخصوص آجر کے منافعے سے بھی کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اگر صنعت یا کارخانے کی پیداوار کی قیمت گر جائے تو، آجر کو اس نقصان کا بار برداشت کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اس کے متوقعہ نتائج کا اس طرح خاکہ کھینچا جا سکتا ہے کہ آجر اصلاً ار کے منافعے میں کمی ہوگی، اس کے بعد پیداوار میں کمی واقع ہوگی، اس کے بعد مزدور دوسرے پیشوں میں منتقل ہوں گے اور آخر الامر قیمت از سر نو وہ قرار

باب ۹

صنعتی امن و امان کے [illegible] و مسائل

پائے گی جو اُس شے کی معمولی قیمت ہوگی؛ لیکن ان تمام مراحل میں اجرت کی اُس سطح میں کوئی تغیر نہ ہوگا جو اجرتوں کو متعین کرنے والی عام قوتیں مقرر کر دیتی ہیں۔

معمولی اجرت کے انتظام کے فرضی یا نظری نتائج کے اس بیان ہی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آجروں اور اجیروں دونوں کے لیے اس تدریجی شرح کا قابل قبول ہونا کیوں ممکن ہے۔ یہ عواقب، محنت و اصل کی نقل پذیری پر مشروط ہیں۔ طویل مدت کے لیے نقل پذیری کم ہوتی ہے؛ اور جو لوگ صنعت میں مصروف ہوتے ہیں وہ نقل پذیری کو حقیقت سے بالعموم کم تصور کرتے ہیں۔ جب قیمتیں اور منافعہ ادنیٰ ہوتا ہے تو، پیداوار کی کمی اگرچہ رونما ہوتی ہے لیکن دیر سے اور بادل ناخواستہ ظاہر کی جاتی ہے۔ اسی طرح مزدوروں کی اس صنعت سے نقل بھی، بہت آہستہ آہستہ اور بادل ناخواستہ واقع ہوتی ہے۔ آجروں اور اجیروں کی حیثیت گویا دراصل پیداوار میں شرکت کرنے والوں کی ہوتی ہے۔ دونوں فی الوقت کام میں لگے رہتے ہیں اور اس سے صرف اتنا ہی حصہ پا سکتے ہیں جتنا کہ صنعت کی مجموعی خام پیداوار سے حاصل کرنا ممکن ہو۔ یہ صحیح ہے کہ اگر طویل مدت تک اجرت اور قیمتیں اعلیٰ رہیں تو، صنعت میں اصل و محنت دونوں کھنچکر چلے آتے ہیں؛ اور اس طرح پھر پیداوار میں کمی رونما ہوتی ہے؛ اس کے برخلاف ادنیٰ اجرت اور ادنیٰ قیمتوں کا دور، دورہ معکوس نتائج پیدا کرتا ہے۔ لیکن عملی اشخاص ان مزید عواقب کو بالعموم نظر انداز کر دیتے ہیں؛ اس لیے کہ وہ زمانۂ موجود اور قریبی مستقبل سے آگے نظر نہیں ڈال سکتے۔ آخری نتائج کے بارے میں کاروباری اشخاص کی صرف ایک قلیل جماعت اور معاشیات کے چند طلبہ غور و فکر کرتے ہیں۔ اکثر اشخاص مزدوروں اور آجروں کے بارے میں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ایک مقررہ صنعت سے دائمی طور پر وابستہ رہتے ہیں۔ اگر پہلے سے اس معاملے کو طے کر لیا جائے کہ پیداوار کی قیمت شے کے ساتھ کم از کم ایک حد تک، اجرت اور منافعہ دونوں میں تغیر واقع ہوگا تو آجروں اور مزدوروں کا

باب ۴۹ صنعتی امن و امان کے چند وسائل

تصادم روکا جا سکتا اور کاروبار کی مسلسل ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔

۵۔ جھگڑے فساد کو روکنے کا ایک اور طریقہ ثالثی ہے۔ اجرت اور شرائط محنت کے بارے میں متنازعہ فیہ مسائل کو کسی غیر جانبدار منصف کے سامنے پیش کر کے اس کے فیصلے کو کیوں نہ مانا جائے؟

845 ثالثی کا طریق خانگی بھی ہو سکتا ہے اور سرکاری بھی۔ اگر خانگی ہو تو اس کی نوعیت عارضی ہو سکتی ہے؛ یعنی صرف کسی خاص عملی ضرورت کی حد تک اس سے کام لیا جا سکتا ہے؛ یا اگر مجالس یا منصفین کا پیشگی انتظام کر لیا جائے تو مستقل بھی ہو سکتا ہے۔ اگر سرکاری ہو تو اس کا وجود صرف سفارشات کرنے کے اختیار یا پھر بجبر اپنے فیصلے منوانے کے اختیار کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ ثالثی کی سب سے زیادہ مروج شکلیں وہ خانگی انتظامات ہیں جو مستقل حیثیت سے قائم ہوتے ہیں اور وہ سرکاری مجلسیں ہیں جن کے اختیارات صرف سفارشات تک محدود ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں بہ لحاظ نوعیت و باقاعدہ حیثیت ایک دوسرے سے مختلف ہیں، پھر بھی ان کا عمل ایک ہی مقررہ طریق پر اور ایک ہی مقررہ تاثیر کے ساتھ ہوتا ہے۔

اجرت، اوقات کار، اور دیگر معاملات کے متعلق لڑائی جھگڑے کسی بڑے اصولی مسئلے پر یا موجودہ حالات میں دور رس خلل ڈالنے کی کوشش پر بہت شاذ مبنی ہوتے ہیں۔ اصلی جھگڑا کچھ فی صد زیادہ یا کم اجرت، اور کچھ زیادہ یا کم اوقات کار سے متعلق ہوتا ہے۔ "واجبی" اجرت سے اکثر اشخاص مروجہ بازاری شرح یا وہ شرح مطلب لیتے ہیں جو مسابقت کے آزادی کے ساتھ اور رکاوٹ کے بغیر عمل میں آنے کی صورت میں قائم ہو جب آجروں اور اجیروں کے مابین اس بارے میں نزاع ہوتی ہے کہ "واجبی" اجرت کیا ہے تو ان میں آپس میں بالعموم بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا؛ اور اگر ہر فریق ہڑتال یا دربندی کرنے کے بجائے دوسرے فریق کے پیش کردہ شرائط کو تسلیم کر لے تو، اس کو کم نقصان ہوتا ہے۔ عام نتیجہ فرق و اختلاف کو مٹانا ہوتا ہے، اور یہ اختلاف بالعموم بڑا نہیں ہوتا؛ اگر تمام نزاعیں کسی غیر جانبدار منصف یا انجمن ثالثی کے روبرو پیش کر دی جائیں تو،

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند وسائل

یہ فرق و اختلاف بھی بڑی حد تک دب جاتا ہے۔

ثالثی کی جانب رجوع ہونے میں عام طور سے فریقین کا صرف مادی فائدہ ہی نہیں ہے؛ بلکہ بات کی پچ اور بد مزاجی کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ دھمکیوں اور اعلان جنگ کے ذریعے سے کیا ہو ان کے لیے ان سے ہٹ کر مصالحت کرنا بہت دقت طلب ہوتا ہے، خواہ وہ یہ بھی کیوں نہ جانتے ہوں کہ ایسا کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔ ایک مستقل و معزز ثالثی مجلس کی موجودگی صنعتی نزاعوں میں وہی کام کرتی ہے جو ہیگ کی عدالت ثالثی (Hague Court of Arbitration) قوموں کے مابین انجام دیتی ہے؛ وہ فریقین کو جنگجویانہ طرزِ عمل سے ان کی عزت و وقار کو صدمہ پہنچائے بغیر باز رکھتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بعض اصولی مسائل ایسے ہیں جن کو ثالثی کے سامنے پیش کرنا دقت طلب اور مشکل ہوتا ہے، اور جن کا تصفیہ خود ثالثی کرنے والے کے لیے بھی کچھ کم دقت طلب نہیں ہوتا۔ یہ مسائل مزدور سبھاؤں کے تسلیم کیے جانے سے متعلق ہیں: آیا آجر اپنے ماتحت مزدوروں سے انفرادی حیثیت سے معاملہ طے کرے گا یا من حیث الجماعہ ان کے منتخبہ نمائندوں کے ذریعے سے طے کرے گا؟ اس صورت میں، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، معاشری فائدہ کا پلہ اور اس طرح اصولی مسئلے کا جواب آجروں کے عام استدلال کے خلاف ہے لیکن بطریق ثالثی 846 فیصلہ کرنے والے کو انھیں اطمینان بخش جواب دینے کے لیے معاشیات و اخلاقیات کے بہت ادق مسائل معرض بحث میں لانے پڑیں گے، اور اگر وہ ایسی بحث کرنے کی سعی بھی کرے تو وہ فریقین کو مطمئن و ساکت کرنے میں ناکام رہے گا۔ پھر بند کارخانے کا سوال ہے کہ کیا آجر کو صرف سبھاؤں کے ارکان کو کام پر لینے کے لیے رضامند ہونا چاہیئے اور ان لوگوں کا اخراج عمل میں لانا چاہیئے جو انجمنوں کے رکن نہیں ہیں؟ اس میں معاشری فائدے کا پلہ بھاری ہوگا یا ہلکا، یہ امر مشتبہ ہے، اور اصولی مسئلے کا جواب دینا مشکل ہے۔ ایسے معاملات کا تصفیہ ثالثی کے طریق پر کبھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر مزدور بند کارخانے کے اصول پر فی الواقع جمے

باب ۵۹
صنعتی امن کے چند مسائل

ہوئے ہوں تو، وہ اس کو صرف اصرار، تکرار اور لڑائی سے حاصل کرسکتے ہیں؛ رہا یہ امر کہ آیا وہ اس کو حاصل کرنے اور برقرار رکھنے میں کامیاب ہوں گے یا نہیں تو اس کا انحصار اس عمل کی اچھائی اور برائی کے متعلق بڑھتے ہوئے تجربے پر ہے۔

اس کا اعادہ ناموزوں نہ ہوگا کہ اکثر نزاعیں، اور خاصکر وہ جن کا ثالثی کرنے والوں کے روبرو پیش کیا جانا ممکن ہے، نسبتاً کم اہم معاملات سے متعلق ہوتی ہیں؛ مثلاً اجرت، اوقات کار، کارخانے کے حالات و شرائط وغیرہ۔ ان معاملات کا تصفیہ ثالثی کے ذریعے سے مستقل خانگی مجلسوں یا سرکاری مجلسوں کی شکل میں آسان ہوجاتا ہے۔

مستقل خانگی مجلسوں کا مدار حرفتی معاہدات پر ہوتا ہے۔ ان کا انحصار آجروں اور مزدوروں میں تنظیم کی موجودگی پر ہے۔ اور وہ اجتماعی طور سے معاملہ طے کرنے کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اگر ان پر سختی اور استقلال کے ساتھ جمے رہیں تو، ان سے بند کارخانے کا وجود لازم آتا ہے؛ اس لیے کہ ان میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ انفرادی مزدور کوئی معاملہ اپنے طور پر طے نہ کرے گا۔ پھر بھی حرفتی معاہدات پر عملاً عام بند کارخانے کے بغیر عمل کیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ سبھاؤں کے شرائط اور معاہدات ایسا معیار قائم کردیتے ہیں جن کے مطابق ہونے کی جانب سبھا نہ رکھنے والے کارخانے مائل ہوتے ہیں۔ جس قسم کے قول و قرار اور شرائط رونما ہوتے ہیں وہ باقاعدہ کمیٹیوں کے انعقاد، مقررہ طریق کارروائی اور متنازعہ فیہ معاملات کو فیصلۂ ثالثی کرنے والوں کے روبرو پیش کرانے کا باعث بن جاتے ہیں۔ بیشتر سے لازمی طور سے اس امر کا تصفیہ نہیں ہوتا کہ ثالثی فیصلہ کرنے والوں کا فیصلہ قطعی اور واجب التعمیل ہوگا۔ ممکن ہے کہ ان کا کام ثالثی کرنے کی بجائے مصالحت کرنا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہی ہونا غالباً زیادہ بہتر ہوگا؛ اس لیے کہ کسی صورت میں ان کو اپنا فیصلہ منوانے کا اقتدار نہیں حاصل ہوتا۔ اس کا اعادہ بے موقع نہ ہوگا کہ ٹھیک قرارداد خواہ کچھ ہی ہو، اس قسم کے عہد و پیمان کا انحصار مستقل اور اعلیٰ درجے کی منظم مزدور سبھاؤں پر ہوتا ہے۔ اس حد تک یہ صحیح ہے کہ سبھائیں صنعتی امن و امان کا موجب ہوتی ہیں۔ وہ معاملہ طے کرنے کے عمل کو آسان کردیتی، ارادی عمل کے لیے

باب ۵
صنعتی امن و امان کے چند مسائل
847

مفید ثابت ہوتی اور سریع اور بے قاعدہ ہڑتالوں کے امکان کو کم کر دیتی ہیں۔
اس میں شک نہیں کہ آجروں اور اجیروں کا یہ متحدہ عمل مزید خطرہ پیدا کرتا ہے؛ یعنی یہ کہ دونوں استوار انتظام کے ساتھ متحد ہو جائیں گے، دوسرے آجروں اور اجیروں کو اپنی صف میں جگہ نہ دیں گے اور رسد کی تحدید کرکے عوام سے معینہ قیمت اجارہ وصول کریں گے۔ اس خطرے کی شدت اس حد تک سے جس حد تک بیرونی آجروں اور غیر سبھائی مزدوروں کو مقابلہ کرنے سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ مزدوروں کی حد تک صنعتی تبدیلی کا میلان اجارے کی حیثیت کو مستقل طور سے قائم کرنے کے خلاف ہوتا ہے۔ جہاں تک سرمایہ دار آجروں کا تعلق ہے وہاں تک یہ تسلی دینے والا ایقان کسی حال اس قدر واضح نہیں ہے؛ ان کے اتحاد کے مساعی ان مسائل سے کسی قدر مختلف قسم کے مسائل پیدا کرتے ہیں جو یہاں زیر غور رہے ہیں۔

ثالثی کی ویسی سرکاری مجلسوں کے ذریعے سے جیسی کہ امریکہ کی اکثر ریاستوں اور فرانس و انگلستان میں قائم ہوئی ہیں، وہی مقررہ مفید نتیجہ برآمد ہوتا ہے، یعنی صنعتی نزاعات کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے۔ ان کی حیثیت عام طور سے ثالثی کرنے والی اور مصالحتی مجلسوں کی ہوتی ہے۔ وہ مجاز ہوتی ہیں کہ نزاع کے موقعوں پر اپنی خدمات مصالحت کرانے والوں اور بیچ بچاؤ کرنے والوں کی حیثیت سے پیش کریں اور اپنے عمل کی عوام کو اطلاع دیں؛ بعض اوقات یہ طریقہ امور کا تصفیہ کرنے میں اور عامۃ الناس کی رائے سے استعانت کرنے میں موثر ثابت ہوتا ہے۔ مجالس ثالثی کی حیثیت سے وہ ایک مستقل عدالت کی شکل رکھتی ہیں جس کی جانب جھگڑا کرنے والے فریقین رجوع ہو سکتے ہیں، اور اس طرح اپنی آن بان اور غالباً اپنے زر کو بچا سکتے ہیں۔ ان کے موثر ثابت ہونے کا مدار بڑی حد تک ان افراد کے خصائل پر ہوتا ہے جو اس نازک کام کو انجام دینے کے لیے متعین ہوتے ہیں۔ اگر بہترین آدمی بھی مقرر کیے جائیں اور وہ بہترین قسم کا فیصلہ بھی کریں تو بھی، کچھ نزاعیں یعنی کل کا بہت بڑا جزو ایسا باقی رہ جائے گا جس کو ان مجلسوں کے سامنے پیش نہ کیا جائے گا۔ ان نزاعوں میں سے جو بغرض ثالثی

باب ۱۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

پیش کی جاتی ہیں یا کسی فریق کے پیش کیے بغیر جو نزاعیں بغرض فیصلہ ہاتھ میں لی جاتی ہیں ان میں سے اکثر کا ثالثی یا مصالحت کے طریق پر فیصلہ پانے سے ناکام رہنا ضروری ہے۔ یہ طریقہ، ہڑتالوں یا نقصانات کے لیے اکسیر اعظم تو نہیں ہے؛ لیکن اس کے برخلاف وہ محدود کامیابی کے ساتھ بھی خاصی بڑی حد تک قابل قدر ہے۔ اگرچہ مستقل مجالس عامہ کے باوجود متعدد سنگین ہڑتالیں وقوع میں آئی ہیں، لیکن ان سے مصارف سے زیادہ وصول ہو جاتا ہے اگر وہ نزاعوں کی معتدل تعداد کو بھی روکنے میں کامیاب ہوں۔ ثالثی کا طریق کار محض صنعتی خرابیوں کو رفع کرنے کا ایک علاج ہے؛ لیکن پھر بھی وہ مفید اور کارآمد ہے۔

سرکاری طور سے مقرر کردہ مجالس ثالثی خانگی مجلسوں پر ایک اہم اعتبار سے 848
فوقیت رکھتی ہیں۔ خانگی مجلسوں میں آجروں کی جانب سے عام طور سے ایک رکن بطور نمائندہ منتخب کر لیا جاتا ہے، دوسرا رکن اجیروں کا نمائندہ ہوتا ہے اور تیسرے رکن کو یہ دونوں جماعتیں ملکر منتخب کرتی ہیں یا کوئی اور ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جس سے بے تعصبی وغیر جانبداری یقینی ہو جائے۔ الحاصل یہ طریقہ، فیصلے کو فی الواقع تیسرے رکن پر چھوڑ دیتا ہے، اور سب ارکان کے لیے مناسب غور وخوض کرنے کے بعد متحدہ طور سے ایک نتیجے پر پہنچنے کا موقع نہیں دیتا۔ سرکاری مجلسوں میں خاصکر اگر وہ پیشتر سے قائم ہوں اور کسی مخصوص حرفہ یا نزاع سے متعلق ان کا تقرر عمل میں نہ آیا ہو تو، اس موقع کے حاصل ہونے کا زیادہ قرینہ ہوتا ہے۔ صورت حال کے وقت طلب و مشکل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نزاع کرنے والے فریقین میں خانگی مجلسوں کو ترجیح دینے کا میلان پایا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر فریق یہ چاہتا ہے کہ منصفوں میں اس کا اپنا ایک وکیل ضرور شریک رہے۔

۶۔ جبری ثالثی کا طریق بالکلیہ مختلف مسائل پیش کرتا ہے؛ جبری ثالثی سے مطلب ایسی عدالتیں ہیں جن کے سامنے آجروں اور اجیروں کا اپنے اختلافات کا پیش کرنا ضروری اور ان کے فیصلوں کی تعمیل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ چنانچہ آسٹریلیا میں بحالت موجودہ یہی طریقہ مروج ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ عدالتی محکمے

باب ۵۱
سعی امن، امان کے جدید مسائل

قائم کیے جاتے ہیں جن کے روبرو نزاعوں کے تصفیے کے متعلق ہر فریق درخواست پیش کر سکتا ہے۔ یہ محکمۂ عدالت جو شرائط طے کرے اس کی پابندی فریقین پر لازمی ہو جاتی ہے، اور ان شرائط کے تحت کام کرنے سے کوتاہی یا قصور مجرمانہ تقصیر بن جاتا ہے۔ ہڑتال یا دربندی کی سزا جرمانے یا قید کی شکل میں دی جا سکتی ہے[1]۔ عدالت، کلیتہً ایسے شخص یا اشخاص پر مشتمل ہو سکتی ہے جو قانون میں مہارت رکھتے ہوں (مثلاً سرکاری عدالتوں کے جج) یا ان کے علاوہ اس میں ایسے افراد بھی شریک کیے جا سکتے ہیں جو مخصوص صنعتوں کا عملی تجربہ رکھتے ہوں۔ بظاہر ایسی عدالت میں، مزدور، صرف اپنے نظامات یا سبھاؤں کے ذریعے سے اپنی نمائندگی کرا سکتے ہیں، اس لیے کہ اس میں انفرادی شکایتوں کا تصفیہ نہیں کیا جاتا، بلکہ اجتماعی نزاع کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ نیز بظاہر ان نظامات کا آزاد سبھا ہونا ضروری ہے، اور مجموعۂ ضوابط یا عدالتوں کو ان کے آزاد رہنے کا انتظام و لحاظ لازماً کرنا پڑتا ہے۔ یہ امر بھی کچھ کم ضروری نہیں ہے کہ آجر بھی منظم ہوں،
349 اس لیے کہ ان کے لیے بھی شرحوں اور عام انطباق کے قاعدوں اور ضابطوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس طرح عدالت کا وجود، اس عدالت کو اپنا فیصلہ جبری طور سے

۱۔ نیوزی لینڈ میں جہاں پہلا جبری ثالثی کا قانون ۱۸۹۶ء میں منظور ہوا، ہڑتال یا دربندی صرف اس صورت میں مجرمانہ تقصیر بن جاتی تھی جبکہ فریقین میں سے ایک فریق نے عدالت ثالثی میں درخواست دی ہو۔ "اگر فریقین اپنی نزاع کا فیصلہ ہڑتال کے ذریعے سے کرنے کے طریق کو ترجیح دیں تو قانون ان کو ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے"۔ لیکن ۱۹۱۰ء کے نیو ساؤتھ ویلیس کے قانون کی رو سے ہر ہڑتال یا دربندی، اس حالت میں جبکہ وہ عدالت میں زیر غور و تصفیہ ہو یا زیر غور آنے سے پیشتر بد چلنی اور قابل تعزیر جرم تھی۔ دوسرے الفاظ میں نیو ساؤتھ ویلیس میں تمام نزاعوں کو عدالتہائے ثالثی میں پیش کرنا ضروری تھا۔ دیکھو دی، ایس کلارک کی کتاب موسوم بہ

The Labour movement in Australasia

صفحہ ۱۸۹ و صفحہ ۱۹۱۔

باب ۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

منوانے کے اقتدارات اور اس عدالت میں بغرض انفصال مقدمہ آجروں اور اجیروں کی بطور فریقین حاضری، یہ سب اس طریقے کے لوازم میں داخل ہیں۔

اس کا قرینہ ہے کہ ایسے طریقے کے تحت، اجرتوں کا تصفیہ ابتداءً ایک حد تک آسان ہو۔ اس کا بھی قرینہ ہے کہ عدالت کی جانب سے مقرر کردہ اجرت کی شرحیں، جب وہ پہلی مرتبہ مقرر کی جائیں، ان اجرتوں سے کسی قدر اعلیٰ ہوں جو سابق میں رائج تھیں؛ لیکن پھر بھی وہ واجبی ہوں گی، اور اس قدر اعلیٰ نہ ہوں گی کہ ان کی بنا پر کوئی حقیقی اصولی مسئلہ پیش ہو۔ صنعتی انتظامات کی رفتار بالعموم سست ہوتی ہے، لیکن یہ کچھ زیادہ مضر نہیں ہوتی۔ مرور زمانہ کے ساتھ مزدور اور عام قوم پھر نئی شرح کی خوگر ہو جائے گی۔ یہ تقریباً یقینی ہے کہ مزدور بہت جلد اور زیادہ مطالبات پیش کریں گے اور اس کے بعد بھی ہل من مزید کے نعرے لگاتے رہیں گے؛ یہاں تک کہ بالآخر عدالت اس امر پر غور کرنے کے لیے مجبور ہو جائے گی کہ وہ تقسیم کے شرائط میں ترمیم کرنے میں کس قدر آگے قدم بڑھا سکتی ہے۔ کہاں جا کر رُکنا چاہیے؟ "واجبی" اجرت کیا ہوگی؟ اس سوال کا تصفیہ، یہ سوال کیے بغیر نہیں ہو سکتا کہ واجبی سود اور واجبی منافع کیا ہے؟ بالآخر عدالت کو یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ اساسی طور سے کیا چیز مبنی بر انصاف ہوگی؛ اصلدار از روئے انصاف کتنا سود پانے کے مستحق ہیں؛ کاروباری منافع کی شکل میں آجر کو کتنا حصہ منصفانہ طریق پر ملنا چاہیے؛ بعض مزدوروں کو دیگر مزدوروں کے مقابلے میں کیوں زیادہ اجرت ملے؛ اور مختلف جماعتوں کو کتنا کتنا حصہ دینا مبنی بر انصاف ہوگا۔

دوسرے الفاظ میں، محنت کے متعلق اس قسم کے آئین و قوانین وضع کرنے میں مقابلے اور مسابقت کی جانب اس طرز عمل سے بہت مختلف طرز عمل اختیار کرنا پڑے گا جو کارخانے کے متعلق قوانین وضع کرنے میں، اور اوقات کار، بچوں کے کام اور اقل اجرت کے متعلق قواعد نافذ کرنے میں اختیار کرنا پڑتا ہے۔ موخر الذکر قوانین و قواعد کا مقصد مسابقت کے معیار میں ترمیم کرنا ہے۔ ان میں محنت کے بعض معاملات طے کرنے کی ممانعت

باب ۵
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

کیجاتی ہے یا سب آجروں پر مزدوروں کی حفاظت، صحت، و صفائی کا خیال لازم کر دیا جاتا ہے۔ جبری ثالثی اگر انتہا تک پہنچائی جائے تو، ان حدود کا تعین کرنے پر قانع نہیں ہوتی جن کے اندر مقابلے کا عملدرآمد ہو؛ بلکہ وہ مقابلے ہی کا استیصال کر دیتی ہے۔ اجرت، سود اور منافعے کا تعین آجروں اور اجیروں کے باہمی تصفیے کے ذریعے سے نہ ہونا چاہیئے جس میں ہر فریق کو اپنی مرضی سے کام سے ہاتھ روکنے یا دوسرے کو ترک کار کی دھمکی دینے کی آزادی حاصل ہو۔ ان معاوضوں کا تعین سرکار سے ہونا چاہیئے؛ چنانچہ اس لحاظ سے دولت کی تقسیم سرکار کی جانب سے عمل میں لائے جانے کا مسئلہ رونما ہوتا ہے۔

350 اس آخری مسئلے کو نظر انداز یا ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ وہ غیر معین مدت کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔ رسم و رواج کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ غالباً مزدور اپنے مطالبات پر اس حد تک زور نہ دیں گے جس سے آخری مسئلہ رونما ہو۔ ممکن ہے کہ وہ ایسی معمولی تبدیلیوں پر قانع رہیں جیسی کہ عام معاشی اسباب کے زیر اثر دائماً واقع ہوتی رہتی ہیں اور تقریباً مقررہ نتائج کے ساتھ ثالثی اور حرفتی سبھاؤں کی جدوجہد کے ذریعے سے منفصل ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ آسٹریلیا میں اس قلیل مدت میں جس میں یہ طریقہ زیر آزمائش رہا ہے، جبری ثالثی کا عملدرآمد ایسا ہی رہا ہے۔ مزدوروں کی سیاسی قوت کے روز بروز بڑھنے، مزدوروں کے اعلیٰ اجرت کے معیار کے فوراً خوگر ہو جانے اور ان کے مزید اعلیٰ اجرت پانے کے مطالبے کرنے کے ساتھ ساتھ ممکن ہے کہ اس اساسی سوال کا جلدی یا دیر سے مقابلہ کیا جائے اور اس کو کسی نہ کسی طرح حل کر لیا جائے۔

اس صورت میں نتیجہ کیا ہوگا، اس کی پیش گوئی کرنا حد سے بہت زیادہ آگے قدم بڑھانا ہے۔ تمام اجرتوں میں غیر معین اضافے کے معنی امیلداروں اور کاروباری اشخاص کی آمدنیوں میں کمی کرنے اور (اس طرح ہمیں تقسیم دولت کے متعلق اپنا نظریہ قائم کرنے میں ایسا ہی استدلال کرنا چاہیئے) فراہمیٔ اصل اور پرجوش کاروبار کی ترقی میں بالآخر رکاوٹ پیدا ہونے کے ہیں۔ ممکن ہے کہ

باب ۵۱
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

فوری رد عمل شروع ہو جائے، اور اجرتوں کی شرح پھر کم ہو کر اس سطح پر آجائے جو انتظام صنعت کے موجودہ طریق کے ہم آہنگ ہو۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے بھی آگے شدید تغیرات پیدا ہوں، یعنی سرکار کاروباری انتظام کی مختلف شکلوں کو خود استقلال کے ساتھ انجام دے اور اس اصل کا استحصال کرلے یا اس کو خرید لے جو اب اصلداروں کی ملک بنا ہوا ہے اور کاروباری اشخاص کے زیر انتظام ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ممکن ہے کہ اشتراکیت کی آزمائش کا خیال پیدا ہو جو اس مقررہ اصول کو علانیہ بروئے عمل لاتی ہے کہ دولت کی تقسیم کا تصفیہ سرکار کو کرنا چاہیئے۔ یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ جبری ثالثی کی تجویز میں اس قدر دور رس تبدیلیاں مضمر ہیں جب نیوزی لینڈ اور دیگر آسٹریلوی نوآبادیات میں اس تجویز پر عملدرآمد کیا گیا تو اس قسم کی تبدیلیاں واقع ہونے کا خیال کسی کے ذہن میں بھی نہ گزرا؛ اور اگرچہ یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ یہ تجویز محض صنعتی نزاعوں کو طے کرنے کے معاملے ہی پر مشتمل نہیں ہوتی، بلکہ اکثر دوسرے امور کا بھی اس سے لگاؤ ہوتا ہے، تاہم اہل آسٹریلیا پر تمام امکانات کی اہمیت ابھی تک پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ معاشری و معاشی مسائل کے محققین ان کے تجربے کی رفتار کا مطالعہ دلچسپی کے ساتھ کریں گے؛ اور صرف یہ معلوم کرنے کے لیے نہیں کہ آیا مزدوروں کی طبیعت ان کی
851 رہبری اپنے مطالبات پر انتہا تک زور دینے کے لیے کرے گی یا نہیں، بلکہ یہ معلوم کرنے کے لیے بھی کہ اگر وہ اپنے مطالبات پر انتہا تک زور دیں تو اس کے نتائج کیا ہوں گے۔ اس تجربے کے اس حد تک عمل میں لائے جانے کے لیے جس پر پہنچنے کے بعد آخری نتیجہ ظاہر اور نمایاں ہو جائے گا ابھی غالباً کئی سال درکار ہوں گے۔

اس درمیانی مدت میں جبکہ کامل تبدیلی کرنے کی کوئی سعی نہ کی جائے گی یعنی ایسے زمانے میں، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، غیر معین طور سے طویل ہو سکتا ہے، ایک اور مشکل کے رونما ہونے کا بہت زیادہ امکان ہے؛ یعنی ثالثی کے فیصلوں کا کس طرح نفاذ کیا جائے جبکہ وہ مزدور کے خلاف ثابت ہوں۔ آجروں کے خلاف ان کا نفاذ کرنا کافی آسان ہے؛ اس لیے کہ وہ صاحب جائداد ہوتے ہیں اور املاک خاصی مقدار میں اور نمایاں شکل میں موجود ہوتی ہیں، اور جرمانوں کے ذریعے سے

باب ۵۹
صنعتی امن و امان کے چند مسائل

ان سے تدارک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مزدوروں کے حق میں جرمانوں کا نفاذ ایک حد تک غیر موثر ثابت ہوگا۔ منتشر مزدوروں سے جرمانے کی چھوٹی چھوٹی رقمیں وصول کرنے کے مصارف سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کارروائی میں سیاسی حیثیت سے جو ناگواری ہوگی وہ جمہوری حکومت کو اُس پر کسی بڑی حد تک عملدر آمد کرنے سے باز رکھے گی۔ ممکن ہے کہ یہ تجربہ کہ جبری ثالثی کا عمل و اثر صرف یکطرفہ ہوتا ہے' کل نظام میں کامل تبدیلی کا محرک ہو جائے' قبل اس کے کہ اس تجربے کو ایسی حالت پر پہنچایا جائے جس سے تقسیم دولت کے اساسی اصول معرض امتحان میں آئیں۔

باب ۶۰

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

852 (۱) بے قاعدہ آمدنیاں اور ان کے اسباب۔ (۲) حادثات کے مقابلے میں رقم کی فراہمی بیمہ کے ذریعے سے ممکن العمل ہے۔ جرمن، انگریزی اور فرانسیسی نظام۔ اگرچہ مصارف آجر پر عائد ہوتے ہیں، لیکن بالآخران کے اجرتوں سے وصول کیے جانے کا قرینہ ہوتا ہے۔ (۳) بیماری کے خلاف بیمہ کچھ کم ممکن العمل نہیں ہے۔ بیت سبھائیں، جرمنی کا جبری بیمہ کا نظام۔ مرض کی مدت طولانی ہونے کا امکان اور نگرانی کی ضرورت۔ (۴) یوروپین ممالک اور آسٹریلیا میں پیرانہ سالی کے وظائف۔ کیا وہ کفایت شعاری میں مزاحم ہیں؟ مالی مشکلات ناقابل عبور نہیں ہیں۔ (۵) ریاستہائے متحدہ میں حادثات کے بارے میں صورت حالات زمانۂ دراز سے ابتر ہے؛ اصلاح کی ضرورت۔ طریق تلافی حادثات کی تیزی کے ساتھ توسیع۔ اس اصلاح اور دیگر اصلاحات کی راہ میں سیاسی مشکلات۔ (۶) بے کاری و بے روزگاری، اگرچہ اپنی آپ اصلاح کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے، پھر بھی اس کا ظہور ہر طرف اور مسلسل ہو رہا ہے۔ بیمہ کے کسی طریق کو

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

استعمال کرنے کی مشکلات۔ مزدور سبھاؤں میں زمانۂ بے کاری میں مالی امداد کے
طریق کے اضافے کا امکان۔ سنہ ۱۹۱۱ء کا برٹش نیشنل انشورنس ایکٹ۔
اعانتی تدابیر۔ (۷) قوانین مفلسی؛ ہمدردی اور احتیاط کے مابین تضاد۔
جہاں اخلاق کے بگڑنے کا خطرہ نہ ہو وہاں، اعانت فیاضی سے کی جاسکتی ہے۔
اس کو عمدہ جسمانی صحت والوں کی حد تک نہایت احتیاط سے استعمال
کرنے کی ضرورت۔

۱۔ قلت آمدنی، مشکلات کا اتنا سبب نہیں ہوتی جتنا کہ بے قاعدہ آمدنی۔
انسان کسی ایسی آمدنی کو قبول کرنے کے لیے بھی رضامند ہو سکتا ہے جو مایحتاج حیات
پورا کرنے کے معیار سے کم نہ ہو۔ بہت کم لوگ آڑے وقت کے لیے کافی مقدار میں
پونجی رکھتے ہیں۔ جہاں آمدنی اور ضروری مصارف کے مابین کم فرق ہوتا ہے
وہاں، آمدنی کی کمی مصیبت کے مرادف ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں بھی جبکہ
آمدنی اتنی ہو جس سے مستقبل کے لیے کافی رقم فراہم کرنا بیمہ یا پس اندازی کے
ذریعے سے ممکن ہو، بالعموم رقم فراہم نہیں کی جاتی۔ اس کے نتیجے کے طور پر
آبادی کے بڑے حصے میں جو تکالیف و مصائب رونما ہوتے ہیں ان کو کم یا
رفع کرنا یہ معاشری سوالات میں سے سب سے اہم اور ضروری سوال ہے۔
نیز یہ ایسا سوال ہے جس پر حال ہی میں بہت زیادہ توجہ صرف کی گئی ہے۔
توجہ کی اس زیادتی کی وجہ آمدنی کی زیادہ بے قاعدگی یا آڑے وقت کے لیے
رقم کی فراہمی کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ مصنف کے پاس یہ ثابت کرنے
کے لیے کہ آیا قدیم زمانے کے مقابلے میں آج کل مرض کے متعلق بے احتیاطی
برتنے کے مواقع، معذور بنا دینے والے حادثات اور پیرانہ سالی کی
مفلسی کے امکانات زیادہ ہیں کہ نہیں اطمینان بخش شہادتیں موجود نہیں ہیں۔ 358
لیکن اس قدر ضرور واضح ہے کہ موجودہ دنیا خرابیوں اور امراض کے بارے میں
زیادہ حساس ہے۔ دیگر صورتوں کے مثل اس صورت میں بھی جو حالات

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ توابعِ مفلسی

قدیم زمانے میں ناگزیر واقعات تسلیم کیے جاتے تھے وہ آج کل ناقابل برداشت خیال کیے جاتے ہیں اور ان کا علاج اور دفعیہ کرنے کی سعی بلیغ کی جاتی ہے۔

حادثات، امراض، پیرانہ سالی اور بے کاری؛ یہی آمدنی کی بے قاعدگی کا بڑا سبب ہیں۔ ان سب کے بارے میں ایک بڑا اصولی مسئلہ ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا؛ اور وہ یہ ہے کہ کسی فرد واحد کے خصائل اور کفایت شعاری پر مضر اثر ڈالے بغیر اس کی مدد کس حد تک کی جا سکتی ہے؟

۲۔ حادثے کے تاوان کا انتظام بیمہ کے ذریعے سے کرنا چاہیے۔ سوال صرف یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ بیمہ کو موثر بنانے کا بہترین طریقہ کیا ہو سکتا ہے۔ غالباً اہم ترین قسم کے حادثات وہ ہیں جو مزدوروں پر ان کے کام کرنے کے زمانے میں ظہور پذیر ہوں، گو محض اسی قسم کے حادثات ہی واحد اہم حادثات نہیں ہوتے۔ اس قسم کے حادثات کا ہمیشہ وقوع پذیر ہوتے رہنا یقینی ہے؛ اور یہ امر بھی مساوی طور سے یقینی ہے کہ مزدور خود ان کے مقابلے میں تاوان کا کوئی موثر انتظام نہ کریں گے۔ یہ بھی مشتبہ ہے کہ آیا اس قسم کا بھونڈا انتظام بھی کیا جاتا ہے کہ نہیں جو پُرخطر کاموں میں اعلیٰ شرح اجرت میں ظاہر ہوتا ہے۔ تقریباً سب مزدور کام میں جسمانی ضرر کے خطرات کو تسلیم کرتے ہیں لیکن کوئی بھی خطرات کی جانب توجہ یا اس کا لحاظ نہیں کرتا؛ اور جب جلدی یا دیر سے ناگزیر مصیبت سر پر آن پڑتی ہے تو، وہ یا ان کے لاحقین بے یار و مددگار رہ جاتے ہیں۔

مختلف پیشوں میں حادثے کے مواقع مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر پیشوں میں حادثات کا وقوع پذیر ہونا اس قدر کافی طور سے یقینی ہے کہ بیمہ کا انتظام لائق پذیرائی ہے؛ نہ صرف ایسے حادثات کے لیے جن کے نتائج ہلاک ہوں، بلکہ ایسے حادثات کے لیے بھی جو مستقل یا عارضی طور سے معذور بنا دیتے ہوں۔ جب حسابی اصول پر ان کا مقابلہ کرنے کا امکان ایک مرتبہ واضح ہو جائے؛ جب یہ یقین ہو کہ مزدور خود اپنا بیمہ نہ کرائیں گے؛ اور جب معاشرتی ہمدردی اور معاشرتی فرض کا احساس اس قدر قوی ہو جائے کہ کسی نہ کسی قسم کے مالی انتظام پر اصرار

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ آئین مفلسی

کیا جائے تو صورت حال کا واحد حل یہ ہے کہ آجروں کو ذمہ دار قرار دے دیا جائے۔ بیمے کا انتظام ان کی جانب سے ہونا چاہیئے اور انھیں وقتاً فوقتاً بیمے کے اقساط ادا کرنے چاہئیں، تاکہ مزدوروں کے مرجانے پر ان کی بیواؤں اور یتیموں کو وظیفہ یا مالی امداد دی جاسکے، یا خود معذور مزدوروں کو وظیفہ دیا جاسکے۔ اگر کسی مقررہ حرفے کے سب آجر یکسانیت اور باقاعدگی کے ساتھ مطلوبہ اقساط بیمہ ادا کریں تو، یہ اقساط سب کی پیدائش کے مصارف میں 354 شمار ہوں گے اور اس کے بالمقابل فروخت کردہ اشیا کی قیمتیں بھی اس زیادتی مصارف سے متاثر ہوں گی۔ ایسی تجویز کا اثر دور رس صرف اُس وقت ہوگا، جبکہ اس کا استعمال عام اور جبری طریق پر کیا جائے اور جبکہ محض مزدور کے کام پر لیے جانے کے ساتھ ہی بلا لحاظ اس کے کہ آجر میں اور اس کے مزدور میں کیا معاہدہ ہوا ہے آجر اپنے سر ذمہ داری محسوس کرے۔

بیمہ کی بیش احتیاطی کا مطلوبہ نتیجہ یا تو اس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے کہ آجروں پر یہ لازم گردانا جائے کہ وہ اپنے طور پر بیمہ کی انجمنوں کو براہ راست ترتیب دیں یا محض ان کے سر پر ذمہ داری عائد کردی جائے تاکہ وہ اس غرض سے قائم شدہ بیمہ کمپنیوں میں بیمہ کراسکیں۔ اول الذکر طریقے کی قدیم ترین اور نہایت نمایاں مثال جرمنی میں؛ اور موخر الذکر طریقے کی مثال برطانیۂ عظمیٰ میں ملتی ہے۔ جرمنی کا نظام، سلطنت جرمنی کے مزدوروں کے بیمہ کے ادق نظام کے ابتدائی جزو کی حیثیت سے ۱۸۸۴ء میں قائم ہوا[1]۔ یہ نظام ہر حرفے کے آجروں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ حکومت کے زیر نگرانی بیمہ کی کمپنی قائم کریں اور حادثے کے خطرے کے متناسب و مطابق اقساط ادا کریں اور اس طرح یہ موقع پہنچائیں کہ معذور مزدوروں کو اور ان کے بالمقابل بیواؤں

[1] یہ نظام غیر متناقض مکمل و مربوط ہے، اور اس کو مکمل کہنا بے جا نہ ہوگا؛ لیکن یہاں صرف مختلف اجزا منتشر طریقے پر اس لحاظ سے لیے گئے ہیں جس لحاظ سے کہ وہ مسئلے کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔

باب
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

اور چھوٹے بچوں کو وظائف مل سکیں'، اور جو مزدور بالکل معذور ہو گئے ہوں ان کو ان کی سابقہ اجرت کی دو ثلث شرح پر وظیفہ مل سکے۔ اس کے برعکس سنہ ۱۸۹۷ء کا برطانوی قانون تلافی مزدوران[1] محض یہ قرار دیتا ہے کہ معذوری کی حالت میں مزدور کو آجر اس کی سابقہ اجرتوں کا نصف حصہ بطور وظیفہ اور موت واقع ہونے کی صورت میں تین سال کی اجرت یکمشت رقم کی صورت میں ادا کرے'، اور اس کی اقل ترین و بیشترین مقدار مقرر کر دی گئی ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ کس طریقے پر وہ مزدور کے حادثات کے مقابلے میں رقم فراہم کرے آجر کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ عملاً وہ تقریباً ہمیشہ آجروں کی ذمہ داری کی انجمن میں بیمہ کراتا ہے؛ بہت کم آجر اپنا کاروبار اس قدر بڑے پیمانے پر اور اس قدر تسلسل کے ساتھ چلاتے ہیں کہ بطور خود بیمہ کا انتظام کرنا غیر محفوظ ہوتا ہے۔ فرانسیسی نظام جو سنہ ۱۸۹۸ء میں قائم ہوا، تقریباً اسی اصول کے مطابق ہے؛ چنانچہ اس کی رو سے کامل معذوری کی صورت میں وظیفہ، اجرت کی دو ثلث شرح سے دیا جاتا ہے'، اور اس نظام میں اصولاً و عملاً آجروں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ
355 وہ اپنی غیر مشروط ذمہ داری کے مقابلے میں بیمہ کروائیں۔ جرمنی طریق ایسے ملک کے لیے قدرتی طور سے موزون ہے جہاں سرکاری نظم و نسق کا طریقہ اعلیٰ درجے کا ترقی یافتہ ہو اور جہاں حکومت کی جانب سے تفصیلی نگرانی مفید اور مقبول ہو۔ انگریزی اور فرانسیسی طریقے ان قوموں کے لیے موزونیت رکھتے ہیں جن کے روایات و عادات اس قسم کی شدید سرکاری نگرانی کے مخالف ہوں۔ ہر نظام اپنی اپنی جگہ پر ان حادثات کے مقابلے میں اہتمام کر لیتا ہے جو کام کے دوران میں وقوع پذیر ہوتے ہیں، گو ان کا طریق عمل' اور اہتمام کی وسعت' دونوں

[1] British Workmen's Compensation Act, 1897

باب ۹ مزدوروں کا بیمہ بہ تواعین مفلسی

مختلف ہیں۔[1]

ایسے نظام کے مقابلے میں کوئی اصولی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ حادثے کے ضرر کے بارے میں بہانہ بازی نہیں کی جا سکتی، اور نہ بالارادہ حادثہ وقوع میں لایا جا سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حادثہ محض غفلت یا بے پروائی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوگا۔ بیمہ کی بیش احتیاطی سے غالباً غفلت میں اضافہ نہیں ہو جاتا؛ وہ بدقسمتی سے بدستور قائم رہتی ہے، خواہ مزدور کے علم میں یہ بات ہو یا نہ ہو کہ حادثے کی صورت میں اس کا لحاظ کیا جائے گا۔ غفلت کے اثر کو صرف حفاظتی ساز و سامان مہیا کر کے، کلوں کو محفوظ کر کے اور شدید ضبط کو عمل میں لا کر زائل کیا جا سکتا ہے؛ آجر کو ان تدابیر کو بطور حفظ ماتقدم اختیار کرنے کی اس وقت ترغیب ہوتی ہے جبکہ اس کو یہ یقین ہو کہ اس کو بیمہ کے جو اقساط ادا کرنے پڑتے ہیں ان کی مقدار ان تدابیر کی بنا پر کم ہو جائے گی۔ برطانیہ اور جرمنی دونوں ملکوں میں یہ قانون نافذ ہے کہ جو مزدور بالارادہ اپنے آپ کو متضرر یا مجروح کرلے اس کو مالی اعانت کا کوئی حق حاصل نہ رہے گا؛ لیکن اس قسم کی صورت عملاً نظر انداز کی جا سکتی ہے۔ گو اس کا خطرہ ہے کہ حادثات اور ان کے عواقب فی الحقیقت جتنے ہیں اس سے زیادہ سنگین اور شدید حالت میں ظاہر کیے جائیں، تاکہ اس طرح بے کاری اور وظیفے سے زیادہ طویل مدت تک تمتع کیا جائے؛ لیکن ان امکانات کے مقابلے میں جو بیمۂ مرض کے تحت ہیں مدت کو طویل کرنے کے

---

[1] یہ امر قابل ذکر ہے کہ انگریزی دستور، مزدور کو دو راستوں کے مابین انتخاب کا حق دیتا ہے۔ ایک راستہ تو قانون تلافی کے تحت عمل ہے اور دوسرا آجر پر سابقہ قانون کے تحت اس کی ذمہ داری کی حد تک دعویٰ کرتا ہے۔ موخرالذکر طریقے کو اختیار کرنے کے بارے میں میلان روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے، اور قانون تلافی کے تحت عمل کرنے کی جانب زیادہ سے زیادہ میلان پایا جاتا ہے؛ اور بہ اغلب معلوم ہوتا ہے کہ آجروں کی قدیم ذمہ داری کے مقابلے میں دعویٰ کرنے کا طریق بالآخر غائب ہو جائے گا۔

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

امکانات قلیل ہیں۔ بحیثیت مجموعی انسانی محرکات کو اس خوف کے ذریعے سے روکنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مصیبت سے فوری نجات دلانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو شخص مبتلائے مصیبت ہوا ہو اس کے اخلاق بگڑ جائیں گے۔

ایسے نظام کے تحت ابتداً جو مصارف آجروں پر عائد ہوتے ہیں ان کو بالآخر کون برداشت کرتا ہے؟ بعض اوقات یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ ان کا بار صارفوں پر پڑے گا۔ اس میں شک نہیں کہ ابتداً آجر انھیں برداشت کریں گے، اسی طرح جس طرح کہ وہ محصول کا بار برداشت کرتے ہیں (اور واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی جبری ادائی کو محصول سے ممیز
356 کرنا مشکل ہے)۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ بالآخر یہ مصارف قیمتوں کو متاثر کریں گے، اسی طرح جس طرح مصارف پیدائش میں کسی اور قسم کا اضافہ متاثر کرے گا۔ اسی وجہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ ان کا بار بالآخر صارفوں پر پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے استدلال کو اسی طرح مشروط کرنے کی ضرورت ہے جس طرح محصول کے بارے میں استعمال کردہ اسی کے مماثل استدلال کو[1]۔ یہ صحیح ہے کہ کسی شے پر محصول لگایا جائے تو اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور اس طرح اصلدار پیدا کنندوں یا آجروں کے بجائے صارف متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر سب اشیا پر محصول لگایا جائے تو، سب اشیا کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوتا جس حد تک کہ بیمہ کے اقساط کا ایک صنعت کے مقابلے میں دوسری صنعت پر زیادہ بار پڑے اس حد تک، ان اقساط کا اثر مقابلے کے حالات کے تحت اضافی قیمتوں پر پڑے گا، اور اس طرح اس کو ان اشیا کے صارف بھی محسوس کریں گے جو پُرخطر صنعتوں میں بنائی جاتی ہیں۔ لیکن جس حد تک کہ ان کا بار تمام صنعتوں پر مساوی طور سے پڑے گا، قیمتیں متاثر نہ ہوں گی۔ آجروں کو بچاؤ کے صرف ایک طریقے کے تابع ہمیشہ کے لیے ان مصارف کو قبول کرنا ضروری ہے؛ اور وہ طریقہ

[1] دیکھو باب ۲۰ بار محصول پر۔

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ قوانین مفلسی

یہ ہے کہ وہ اجرتوں کو براہ راست یا بالواسطہ فوراً یا بالآخر گھٹا سکتے ہیں۔ اجرتوں کا راست اور فوری طریقے پر کم کیا جانا بہت غیر اغلب ہے۔ اس کی مماثل صورتوں کے مثل، اس میں یہ امکان ہے کہ اجرت ومنافعہ کے منظم ہونے میں اس قدر کافی تاخیر واقع ہو کہ جس سے اجرتوں پر فوری اثر ڈالے بغیر منافعہ میں قطع وبرید کرنے کا موقع مل سکے۔ لیکن جب ایسا نظام استقلال کے ساتھ عمل کر رہا ہو اور کچھ زمانے سے عمل کر رہا ہو تو، ہر آجر جانتا ہے کہ کام لینے کے عمل میں صرف اجرت کا بار ہی برداشت نہیں کرنا پڑتا، بلکہ دیگر زائد مصارف بھی برداشت کرنے پڑیں گے۔ اس کے حسابات بھی اس کے بالمقابل متاثر ہوں گے۔ یہ نتیجہ اغلب ہے کہ بیمہ کے مصارف انجام کار خود مزدوروں کی کمائی سے ادا ہوں۔ لیکن لازمی طور سے اجرت میں راست طریقے پر کمی کرنے کے ذریعے سے مصارف کی ادائی نہ ہوگی۔ جرمنی اور انگلستان جیسے ترقی پذیر ملکوں میں زیادہ اغلب یہ ہے کہ اجرت میں اُس حد تک اضافہ نہ ہونے پائے جس حد تک کہ دوسری صورت میں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ بیمے کے نظام کے خلاف یہ اعتراض قابل وقعت نہیں ہے کہ بیمہ کے اقساط انجام کار خود بیمہ سے مستفید ہونے والوں کی جیب سے ادا ہوتے ہیں۔

ایسی صنعتوں کے بارے میں جو اجارہ یا نیم اجارہ رکھتی ہیں مصارف کی اس منتقلی کا بہت کم قرینہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام اجرتوں پر جو عام اثرات پڑیں گے اس قسم کی صنعتیں اس میں شریک ہوں گی۔ لیکن جس حد تک کہ وہ خاص مصارف کے تابع ہوں، مصارف کو غالباً دائماً اسی طرح برداشت کریں گی جس طرح مخصوص محصولوں کے بار کو دائماً برداشت کرتی ہیں۔

بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والے آجر بہت آسانی کے ساتھ جبری 857
بیمہ کے طریق کو اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کے ذرائع وسیع وکثیر ہوتے ہیں، وہ ہر قسم کی عملی ضرورتوں کے لیے کافی گنجائش چھوڑ رکھتے ہیں اور اپنی تدابیر کا

باب ۲۰
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

خاکہ عام طور سے طویل مدت کے لیے مرتب کرتے ہیں۔ ادنیٰ درجے کے آجر زائد مصارف کا بار برداشت کرنے کے قابل کم ہوتے ہیں۔ اگر محنت کے متعلق کسی قسم کے قوانین وضع کر کے سختی کے ساتھ نافذ کیے جائیں تو، وہ پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی رفتار ترقی کو سریع کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں؛ یہ نتیجہ جدید صنعت کے عام میلان سے تطابق رکھتا ہے؛ پھر بھی اکثر ایسے اشخاص جو معاشری اصلاح کے لیے اس قسم کی تجاویز کو دل میں جگہ دیتے ہیں، اس کو پسند نہیں کرتے۔

اگر آجروں کے ذریعے سے بیمہ ہو تو، اکثر حادثات ایسے رہ جاتے ہیں جن کے مقابلے میں مالی اعانت کا انتظام نہیں ہونے پاتا۔ اس بیمہ میں وہ حادثات داخل نہیں ہیں جو آزاد دستکاروں اور ان مزدوروں کے بارے میں رونما ہوتے ہیں جو عام نظام سے مستثنیٰ ادنیٰ درجے کے آجروں کے یہاں کام کرتے ہیں، علیٰ ہذا وہ حادثات بھی داخل نہیں ہیں جو کام کے اوقات میں وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ ان میں سے بعض صورتوں میں مثلاً آزاد دستکاروں کو خود اپنی مرضی سے بیمہ کے نظام میں شرکت کرنے کا موقع دینا ممکن اور پسندیدہ ہے؛ بدقسمتی سے بہت کم لوگوں کا اس موقع سے استفادہ کرنے کا قرینہ ہے۔ پھر بھی ایک بہت بڑی گنجایش خانگی خیرات اور مفلسوں کی مشترکہ امداد کے لیے باقی ہے۔

۴۔ حادثے کے بیمہ کی طرح مرض کا بیمہ بھی قابل عمل ہے؛ بلکہ یہ اس لیے زیادہ قابل عمل ہے کہ طویل المدت تجربہ اور مشاہدہ اس بات کو کافی طور سے ثابت کرتا ہے کہ عصر جدید کی بڑی بڑی قوموں میں بیماریاں بہت عام ہیں اور جلدی جلدی واقع ہوتی ہیں اور خاصکر پیرانہ سالی کے اضافہ کے ساتھ ان میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس صحت بخش طرز زندگی سے جو عظیم الشان منفعت اور ترقی رونما ہوتی ہے وہ حفاظت کا ایک ایسا عامل مہیا کر دیتی ہے جو حادثے کے بیمے میں مفقود ہے۔

باب ۱

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

زمانۂ پیری اور آڑے وقت کے لیے رقم پس انداز کرنے اور امراض اور
دیگر حادثات کے مقابلے میں بیمہ کرانے کا طریقہ خوش حال اور متوسط طبقے میں
عام ہے۔ موخرالذکر جماعت اور ماہر دستکاروں میں خالص بیمہ نے
بہت بڑی حد تک ترقی کی ہے۔ برطانیہ عظمیٰ کی ہیئت سبھاؤں[1] یا اعانتی
انجمنوں مثلاً (The odd Fellows and the Foresters) اور
دیگر اہم انجمنوں نے بیماری کے بیمہ نیز دیگر حادثات کے بیمہ کا کام بڑے
پیمانے پر انجام دیا ہے۔ ان کی شاخوں، فرعوں اور تقلید کرنے والی
انجمنوں نے یہی کام ریاستہائے متحدہ میں انجام دیا ہے؛ اور اکثر 358
ملکوں میں کچھ اسی قسم کی انجمنیں موجود ہیں۔ ان میں ہر قسم کی معذوری
کے مقابلے میں پیش احتیاطی و مالی اعانت کا انتظام کیا جاتا ہے،
خواہ یہ معذوری بیماری کا نتیجہ ہو یا حادثے کا۔ برطانوی مزدور سبھائیں بھی
ایسا ہی کرتی ہیں، ان میں مالی اعانت کے نظام کا بہت ہی اہم حصہ ہے
جس میں بیماری کے زمانے کی تنخواہ، حرفتی نفع اور ہڑتال کے زمانے کی
تنخواہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ان سب نظامات میں واجبات یا
اقساط بیمہ کی رقمیں قلیل اور غیر مکتفی ہوتی ہیں۔ وہ مقررہ ہفتہ وار قسط
کے لیے اس سے زیادہ وعدہ کرتے ہیں جتنا کہ انجام کار وہ مہیا کرنے کے
قابل ہوتے ہیں۔ زندگی کے "اخوتی" بیمہ کی انجمنوں کے مثل جو ریاستہائے متحدہ امریکہ
میں رائج تھیں اور اب بھی ہیں، وہ اس رقم سے زیادہ رقم ادا کرنے کی
حامی بھرتے ہیں جو ان کے ذمے صحیح حسابی اصول کے لحاظ سے واجب الادا
قرار پاتی ہے۔ پھر بھی اور متعدد ناکامیوں کے باوجود انھوں نے بیماری
کے زمانے کی تکالیف کو اور اس کے نتیجے کے طور پر آمدنی کے نقصان کو
کم کرنے میں بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ ان کا سب سے بڑا
اور ناقابل علاج نقص یہ ہے کہ وہ صرف ایسے طبقے تک رسائی رکھتے ہیں جو

[1] Friendly Societies

باب ۱۰
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

ایک حد تک خوش حال ہے؛ یعنی تاجر مستقل تنخواہ پانے والے اشخاص اور ماہر دستکار۔

انسانوں کے کثیر التعداد گروہ تک رسائی حاصل کرنے کی اسی ناکامی نے جرمنی کے مدبرین کی بیماری اور دیگر حادثات کے بیمے کے جبری اور اس لحاظ سے عام نظام کو قائم کرنے کی جانب رہبری کی۔ کسی اور طریقے سے اس قدر تیقن کے ساتھ سب سے زیادہ حاجتمندوں کو مالی امداد کا ملنا ممکن نہیں ہے۔ ان تدابیر کے وسیع سلسلے میں پہلی مرتبہ جو قانون ۱۸۸۳ء میں جرمنی میں نافذ ہوا اس کی رو سے ہر قصبے اور ضلع میں مقامی طور سے انجمنیں قائم ہوئیں جن میں سب مزدوروں کی بیماری کا بیمہ کیا جاتا ہے۔ مزدور کو کام پر لگاتے ہی ادائے اقساط کی ذمہ داری آجروں پر عائد ہو جاتی ہے؛ لیکن وہ مقررہ اجرتوں میں سے صرف دو ثلث رقم منہا کر سکتے ہیں اور بقیہ یک ثلث خود آجروں کے ذمے واجب الادا ہوتی ہے۔ مزدور جب بیمار ہو جاتا ہے تو، اس کی معمولی اجرت کا نصف حصہ اس کو دیا جاتا ہے، اور اس کے علاوہ طبی معالجہ مفت ہوتا ہے[1]؛ اور عند الضرورت شفاخانہ میں رجوع کیا جاتا ہے۔ اس نظام کے تفصیلات و فروع بہت احتیاط کے ساتھ مرتب کیے گئے ہیں؛ یہ سب ہتم بالشان، مہارت طلب اور اعلیٰ درجے کا ترقی یافتہ انتظام چاہتے ہیں؛ اور ان کی رو سے تقریباً ہر اُس شخص کی بیماری کی حالت میں جو اجرت پر کام کرتا ہے کافی مقدار میں مالی اعانت کی جاتی ہے۔

859

[1] ۔ جرمنی کے نظام میں ابتدائی تیرہ ہفتوں کی مدت میں، یعنی ربع سال تک جسمانی ضرر کی تمام حالتیں بیماری کے مماثل و مساوی خیال کی جاتی ہیں۔ صرف اس صورت میں جبکہ حادثے کی بنا پر معذوری کی مدت تیرہ ہفتوں سے متجاوز ہو، یعنی طویل المدت اور غالباً مستقل معذوری کی صورت میں، حادثے کے بیمہ کے طریق کا اطلاق ہوتا ہے۔

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ
قانون مفلسی

اس صورت میں اصولی سوال کسی قدر مختلف شکل میں سامنے آتا ہے۔ ممکن ہے کہ بیماری کے بارے میں بناوٹ کی جائے؛ اور معذوری کی مدت کو طول دینے کی کوشش کرنا تو بہت ممکن ہے۔ اکثر مزدوروں کے لیے کام کے بغیر نصف تنخواہ پانے کا خیال بہت جاذبیت رکھتا ہے۔ اسی لیے بیمۂ مرض کا انتظام نہایت درجہ احتیاط اور خبرداری کا طالب ہے۔ فرنڈلی سوسائٹی[1] (رمیت سبھا) جس کی مقامی شاخ ایسے اشخاص کی مقابلتہً قلیل تعداد پر مشتمل ہو جو ایک دوسرے سے واقف ہوں، اپنے اغراض کی نگرانی بغیر کسی پیچیدہ انتظام کے اور کافی تحدیدات کے ساتھ کر سکتی ہے۔ کمیٹی کے ارکان برابر آتے جاتے رہتے ہیں جس سے ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے اور اسی کے ساتھ مریض کا معائنہ بھی ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس نظام میں دھوکے اور فریب کا موقع ہوتا ہے، پھر بھی مدت کھینچ تان کر بڑھانے کے طریق کے مقابلے میں وہ تقریباً خود بخود تحفظ کی خدمت انجام دیتا ہے۔ جہاں مزدور سبھائیں، بیماری کی صورت میں مالی اعانت کا انتظام کرتی ہیں وہاں بھی، ایسی ہی صورت حال پائی جاتی ہے۔ کوئی بڑا جبری نظام، جس میں ہزارہا اشخاص بیماری کا بیمہ کرائیں، جیسا کہ شہروں میں ہوتا ہے، نہایت دقیق نگرانی اور انتظام چاہتا ہے؛ یعنی اطباء کا گشت لگانا، معاینہ کرنا اور رپورٹیں پیش کرنا، متعدد رجسٹروں کا مرتب کرنا، باقاعدہ نگرانی کرنا اور کم و بیش سرکاری محکموں کے مثل قواعد جاری کرنا پڑتا ہے۔ اگر سوء انتظامی ہو تو ممکن ہے کہ نظام اعانت حاصل کرنے والوں کے حق میں مخرب اخلاق ثابت ہوا ور انجام کار انھیں اس سے زیادہ نقصان پہنچے جتنا کہ سرے سے اعانت نہ ہونے کی صورت میں پہنچ سکتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ جرمنی کے نظام میں اس قسم کے کوئی خراب نتائج

[1] Friendly Society

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

بڑے پیمانے پر ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ مدت معذوری کو طول دینے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کو روکنے کی تدابیر پر غور کرنا پڑا ہے لیکن بحیثیت مجموعی یہ نقائص جس حد تک ناگزیر ہیں اس سے بہت آگے نہیں بڑھے ہیں؛ اور معاشری نقصان کے مقابلے میں معاشری فائدہ بہت زیادہ ہوا ہے۔ جرمنی میں بحیثیت مجموعی مزدوروں کے بیمے کا نظام نہایت اعلیٰ درجے کا رہا ہے۔ مصیبت زدوں کی معقول امداد کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دھوکے کے مقابلے میں تحفظات کر لیے گئے ہیں جو بحیثیت مجموعی ملتفی ثابت ہوئے ہیں۔ خدام ملک کی تربیت یافتہ جماعت جیسی کہ جرمنی میں موجود ہے، غالباً کسی ملک میں موجود نہیں ہے، جو معاشری اصلاح کا انتظام و اہتمام بڑے پیمانے پر اتنی خوبی کے ساتھ انجام دیتی ہو؛ اور جرمن اپنی اس کامیابی پر بجا طور سے نازاں ہیں۔

۴۔ پیرانہ سالی اس لحاظ سے ایک عملی ضرورت ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ آیا وہ اس حالت تک پہنچے گا یا نہیں۔ کبرسنی کے زمانے کے لیے مالی اعانت کا انتظام بیمے کے ذریعے سے کیا جا سکتا ہے؛

360 چنانچہ خوش حال طبقہ ایک حد تک اسی طریقے پر بیمہ کمپنیوں کے ذریعے سے اپنے متعلق انتظام کرتا ہے۔ لیکن خوش حال طبقے میں بھی بیمہ باقاعدگی کے ساتھ نہیں کرایا جاتا۔ خوش حال طبقے سے نیچے کے طبقے میں بیت سبھائیں اور مزدور سبھائیں بعض اوقات وظیفۂ پیرانہ سالی کا طریق جاری کرتی ہیں؛ لیکن یہ طریق ان کی صرف بہت ہی محدود تعداد پر موثر ہوتا ہے۔ آبادی کے بڑے حصے کے لیے عام طور سے مالی اعانت کا کوئی مقررہ انتظام نہیں ہے؛ اور جب ضعف اور بڑھاپا آتا ہے تو بوڑھے، نوخیز نسل کے بل بوتے پر یا خیرات پر پلتے اور گزراوقات کرتے ہیں۔ اس مزدور کی حالت سے زیادہ قابل رحم حالت کسی کی نہیں ہوتی، خواہ وہ ماہر ہو یا غیر ماہر، جو کارکردگی کی عمر سے متجاوز ہو جاتا ہے، کوئی مالی ذرائع نہیں رکھتا، اور قلیل آمدنی والے خاندان کے دوش پر ناقابل برداشت بوجھ

باب ۲۰
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

بنا رہتا ہے اور سب ارکان خاندان اس سے ناخوش رہتے ہیں۔

آج کل مختلف ممالک میں سرکاری جانب سے پیرانہ سالی کے وظائف کا انتظام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جرمن نظام میں، جو ۱۸۸۹ء میں قائم ہوا، یہ وظائف شامل ہیں اور بیمہ کے اصول پر بھی بہت سختی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ یہاں آجر بیمے کے اقساط ادا کرتے ہیں اور اس میں ویسا ہی انتظام ہے جیسا کہ بیماری کے بیمے میں کہ آجر جو کچھ اقساط ادا کرتے ہیں اس کا ایک جزو ادا کردہ اجرت میں سے منہا کر لیا جاتا ہے۔ اس طریق پر اقساط کی نصف رقم وضع کی جا سکتی ہے اور بقیہ نصف کی تکمیل آجروں کو کرنی پڑتی ہے؛ رہا وظیفہ کا فنڈ تو اس کو قوم بذریعۂ محصول ادا کرتی ہے۔ ہر مزدور کے لیے بیمہ کی جتنی قسط واجب الادا ہوتی ہے، اور جو وظیفہ اس کو قابل ادا ہوتا ہے اس کی مقدار اس کی اجرت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ نظام بڑے پیمانے پر حساب کتاب چاہتا ہے اور جمع ہونے والی رقوم کی بڑی مقدار مصروف رکھنی پڑتی ہے، نیز انتظام کا خرچ بھی بہت ہوتا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ یہ نظام غیر ضروری طور سے وسیع اور پیچیدہ ہوتا ہے؛ پھر بھی فرانسیسی بیمہ کا نظام جو ۱۹۱۰ء میں قائم ہوا اپنے مخصوص شرایط کے ساتھ قائم ہے۔ اس سے بدرجہا زیادہ سادہ تجویز عمر کی مقررہ حد پر پہنچنے پر ہر مزدور اور ہر حاجتمند مزدور کو سرکاری فنڈ سے تاحیات وظیفہ دینے کا طریقہ ہے۔ چنانچہ انگریزی بولنے والے ملکوں میں یہی ہوتا ہے اور پیرانہ سالی کے وظائف کا انتظام نہ صرف خود برطانیہ عظمیٰ میں بلکہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں بھی موجود ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان سب ملکوں میں درخواست گزار کی ضرورت کے لحاظ سے وظیفہ تخفیف کے تابع ہے۔ صرف وہ لوگ جن کا کوئی اور ذریعۂ آمدنی نہ ہو یا جن کی آمدنی بہت قلیل ہو وظیفہ پا سکتے ہیں؛ اور ریاستہائے آسٹریلیا میں ان لوگوں پر بھی تحدید قائم کی گئی ہے جن کے پاس پس انداز کردہ سرمایہ موجود ہو۔

باب ۱۰
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

کبر سنی کے متعلق بناوٹ نہیں کی جا سکتی؛ اس حد تک پیرانہ سالی کا وظیفہ اخلاق بگاڑنے کی جانب رہبری نہیں کرتا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ کفایت شعاری کے حق میں وہ حوصلہ شکن ثابت ہوتا ہے؛ اس لیے کہ وظیفہ پانے کا خیال آدمی کو اپنے طور پر آیندہ کا انتظام کرنے کی ترغیب کو 361
سلب کر لیتا ہے۔ بدقسمتی سے واقعہ یہ ہے کہ آمدنی کی مقدار اتنی قلیل ہوتی ہے کہ کفایت شعاری کی گنجائش ہی نہیں ہوتی اور اس لیے اس میں خلل واقع ہونے کا کوئی امکان نہیں ہوتا؛ کم از کم دستی کام کرنے والے مزدوروں کی حد تک یہ چیز ضرور صادق آتی ہے۔ وہ کفایت شعاری سے کام نہیں لیتے اور آیندہ کے لیے مالی انتظام نہیں کرتے، اور نہ ان کے ایسا کرنے کا کوئی قرینہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ نہایت قلیل مقدار میں کچھ اندوختہ ان کے پاس ہو؛ لیکن اس قسم کے اندوختے کو وظیفہ پانے میں مزاحم بنانا یا وظیفہ کو گھٹانے کی بنیاد قرار دینا، جیسا کہ آسٹریلیا کی ریاستوں میں ہوتا ہے، غالباً دانشمندی کے خلاف ہوگا۔ اس بارے میں برطانیہ کے نافذہ قواعد و ضوابط بہتر ہیں، کم از کم اس حد تک کہ تنہا آمدنی (نہ کہ سرمایہ) کی ملکیت وظیفہ میں تخفیف کرنے یا اس کو دینے سے انکار کرنے کی بنیاد قرار دی گئی ہے۔ جرمنی کی تجویز خالصاً بیمے کی تجویز ہے اور اس میں کسی آمدنی یا جائداد کی جانب توجہ نہیں کی جاتی جو وظیفے کے مدعی کے پاس موجود ہو۔ وہ اپنا وظیفہ بطور استحقاق پاتا ہے؛ شرط صرف یہ رکھی گئی ہے کہ گزشتہ سالوں میں اس کی جانب سے اقساط بیمہ کلیۃً ادا ہو جائیں؛ اور جو کچھ رقم اس نے اپنے طور پر پس انداز کی ہو اس سے وہ خود، وظیفے کی تخفیف کے بغیر متمتع ہوتا ہے۔ لیکن اس کا اعادہ کرنا ناموزوں نہ ہوگا کہ کبر سنی کے لیے اپنے طور پر بالارادہ مالی انتظام قابل نظر انداز عنصر ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو، پیرانہ سالی کے وظائف کے ذریعے سے اس کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے؛ لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔

پیرانہ سالی کے عمومی وظائف کی موافقت کرنے والے نہ صرف

باب ۱ — مزدوروں کا بیمہ، قوانین مفلسی

اخوانیت کی روز افزوں قوت سے متاثر ہیں، بلکہ اس عقیدے کے بھی زیر اثر ہیں کہ اس قسم کی اعانت فی الحقیقت کفایت شعاری یا آزادی کے منافی نہیں ہے۔ وہ ایسی ضرورت کو پورا کرتی ہے جس کا ناگزیر ہونا سب تسلیم کرتے ہیں، لیکن جس کا انتظام اس وقت تک بہت کم لوگ کرتے ہیں جب تک کہ وہ تقریباً ان کے سروں پر نہ آجائے۔ کبرسنی کے وظائف عام طور سے مقابلۃً خوش حال طبقے کے بعض اشخاص، مثلاً اساتذہ اور سرکاری عہدہ داروں، کو دیے جاتے ہیں۔ ان وظائف کے متعلق یہ نہیں پایا گیا کہ وہ کفایت شعاری میں مخل ہوتے ہیں یا خصائل کو بگاڑتے ہیں، بلکہ وہ بہت بڑی حد تک افکار، پریشانیوں اور مصائب کا انسداد کرتے ہیں۔ تو پھر مزدوروں کی حد تک بھی نقصانات کے مقابلے میں فوائد کا پلہ بھاری کیوں نہ ہوگا؟

ظاہر ہے کہ کبرسنی کے وظائف کے انتظام سے مالیہ پر بہت بار پڑنا لازمی ہے۔ جہاں وظائف کا انتظام حکومت کی جانب سے مستقلاً عمل میں آتا ہے وہاں، مطلوبہ رقم کی فراہمی محصول کے ذریعے سے ضروری ہے؛ اور رقم فراہم کرنے کی دقت بالعموم ناقابل عبور رکاوٹ خیال کی جاتی ہے۔ سرکاری مصارف کے اکثر معاملات کے مثل، یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ آیا قوم محاصل وصول کرسکتی ہے یا نہیں، بلکہ یہ کہ آیا وہ دراصل ایسا کرنا چاہتی ہے یا نہیں۔ جب کوئی ملک میدان جنگ میں صف آرا ہوتا ہے تو، خزانے کو اس پیمانے پر خالی کیا جاتا ہے جس سے 362
زیر بحث معاشرتی اصلاحات کے مطلوبہ مصارف سالہا سال تک کئی دفعہ پورے کیے جاسکتے ہیں۔ اگر ہمدردی کا جذبہ اتنا ہی قوی ہو جتنا کہ جنگجوئی کا قدیم اور وحشیانہ جذبہ قوی ہے تو ہمیں دوررس معاشرتی اصلاح و ترقی کی تجاویز کی راہ میں مالی رکاوٹوں اور مزاحمتوں کے متعلق بہت کم شکایتیں سنائی دیں گی۔

۵۔ ریاستہائے متحدہ میں مزدوروں کے بیمہ یا وظائف کی کل

باب ۶ مزدوروں کا بیمہ قوانین مفلسی

تحریک بہت زمانے تک آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی۔ دیگر چھوٹے بڑے مہذب ممالک میں جو صورت حال ہے اس سے یہ صورت حال نمایاں تضاد رکھتی ہے۔ دوسرے ممالک میں سرکاری عمل کے ذریعے سے مالی اعانت کرنے کے طریقوں کے بارے میں بحث مباحث کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے، اور آئین و قوانین کی وضع میں مستقل ترقی ہو رہی ہے۔ اس ملک میں ہم معاشری اصلاح کے دیگر متعدد معاملات کے مثل، اس میں بھی، بہت ہی پسماندہ حالت میں ہیں۔ ہم اپنے کو خوش کرنے کی غرض سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری حالت بہتر ہے، اور یہ کہ ہمارے ہاں اس قسم کے معاشری وصنعتی نقائص نہیں ہیں جیسے کہ دیگر قدیم ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ تفوق محض مدارج کا ہے اور کوئی بڑا فرق نہیں پایا جاتا۔ لیکن حالت کو اس سے بہتر بنانے کی ضرورت بھی کسی حال کم نہیں ہے۔

حادثے کے خلاف مالی انتظام کرنے کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، امریکہ کی حالت بہت زمانے تک خراب اور ناگفتہ بہ رہی۔ یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ آجروں کے سر پر اس ضرر کی حد تک جو مزدور کو اس کے کام کرنے کے زمانے میں پہنچے، ذمہ داری ہے۔ لیکن اول تو یہ ذمہ داری مختلف ریاستوں کے مختلف دستوروں اور عدالتی فیصلوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی تھی، اور دوسرے یہ کہ اس کی تحدید مختلف قانونی بندشوں کے ذریعے سے اس طرح پر کر دی گئی تھی اور اس کے بارے میں اس قدر عدم تیقن پایا جاتا تھا کہ بہت ہی شاذ صورتوں میں مالی اعانت لازم آتی تھی۔ اکثر مقدمات کا فیصلہ عدالت سے باہر ہی فریقین کی باہمی مصالحت سے ہو جاتا تھا، لیکن اس کے نتائج مظلوم کی بے کسی اور آجروں کے وکیل کی سخت گیری کے مطابق رونما ہوتے تھے۔ جب معاملات عدالت میں پیش ہوتے تھے تو، اس سوال کے تصفیے کا انحصار کہ آیا مزدور کی تلافی ہونی چاہیئے یا نہیں مقدمہ از روئے قانون اور سماعت بذریعۂ جوری کے درمیان قرعہ اندازی پر ہوتا تھا۔ کبھی کبھی قرعہ اندازی سے

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

متضرر مزدور کو ہرجانے کی معقول یکمشت رقم کی صورت میں انعام مل جاتا تھا۔ اس قسم کا انعام عام مزدوروں کو اس سے بہت زیادہ کثیر التعداد معاملات سے بے خبر اور اندھا کر دیتا ہے جس میں کوئی انعام نہیں ملتا۔ وہ انعام کو حد سے زیادہ وقعت دیتے ہیں، اسی طرح جس طرح پُرخطر پیشوں میں ضرر کے امکان کو بہت کم وقعت دیتے ہیں۔ اپنے عام نتیجے کے اعتبار سے یہ صورت حال انفرادی نظام میں نقصان اور تضییع کے امکانات کو نمایاں طریقے سے ظاہر کرتی تھی۔ جو اشخاص حادثے کے مقدمات میں حصہ لیتے تھے، یعنی جج، اہل جوری، وکیل اور ناظمان عدالت حادثات، ان میں سے اکثروں کی مساعی معاشری منفعت سے بالکلیہ خالی ہوتی تھیں۔ 368

یہ صورت حال بدیہی طور سے اس قدر خراب تھی اور دوسرے ممالک کی مثال اس قدر واضح طریقے سے علاج کی جانب اشارہ کر رہی تھی کہ موجودہ صدی کے دوسرے عشرے ہی میں ایک بہت بڑا تغیر و تبدل رونما ہوا۔ تمام ریاستوں نے یکے بعد دیگرے قوانین تاوان مزدوران نافذ کر دیے۔ بعض عملداریوں میں دستوری قواعد نے تحدیدات اور ممنوعات عائد کیے اور خاص کر تاوان کے غیر مشروط اور قطعی لزوم کی راہ میں مزاحم ہوئے۔ ان قوتوں میں جو غیر مشروط و یکساں انتظام کی راہ میں حائل تھیں، ایک قوت مزدوروں کا اپنے آجروں پر ہرجانے کا دعویٰ کرنے کے ارادے و اختیار پر جمے رہنا تھا، اور اس کے ساتھ یہ پُرفریب امکان بھی تھا کہ اہل جوری معقول رقم کی منظوری دیں گے۔ مختلف ریاستوں میں مختلف نظام جاری کیے گئے، اور عام طور سے تلافی نہ صرف غیر مکتفی تھی بلکہ اس میں تیقن کا بھی فقدان ہوتا تھا۔ بالعموم اسی طریقے پر عمل کیا جاتا تھا جو برطانیہ اور فرانس میں مروج تھا؛ مزدوروں کو تاوان دینے کا بوجھ ہمیشہ کے لیے آجر کے سر ڈالا گیا، لیکن مالی اعانت کس طریق پر کرنی چاہیئے اس کو آجر کی مرضی پر ایک حد تک چھوڑ دیا گیا۔ اکثر عملداریوں میں، اس کو اس امر کا اختیار دیا گیا کہ یا تو خانگی

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

آجروں کی ذمہ داری کی کمپنی[1] میں بیمہ کرائے یا اتحاد باہمی کی بیمہ کمپنی[2] میں جو سرکار کے زیر نگرانی ہو اور خانگی کمپنیوں کی مد مقابل ہو۔ ایسی مثالیں بھی تھیں جن میں ہمہ گیر جبری نظام براہ راست حکومت کی نگرانی میں موجود تھا، جیسے کہ کیلی فورنیا میں۔ لیکن ۱۹۱۶ء میں جاکر وفاقی حکومت نے ایک محکم قانون نافذ کیا جس کی رو سے آجر اس کی عملداری کے تحت آگئے۔ اصلاح کی سریع توسیع اہمیت رکھتی ہے؛ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سے قدامت پسند خیال کے ملک میں بھی جب ایک مرتبہ کوئی قدم آگے بڑھا کر مثال قائم کر دیتا ہے تو، عامۃ الناس کی اجتماعی رائے کی بنا پر وہ تدابیر کس طرح سرعت کے ساتھ اختیار کر لی جاتی ہیں جو ایک زمانے تک ناممکن العمل خیال کی جاتی تھیں۔

مزدوروں کے بیمے کی دوسری صورتیں بہت زیادہ پیچیدہ مسائل پیش کرتی ہیں۔ پیرانہ سالی کے وظائف، جن کے لیے مزدوروں کو کوئی قسط اپنی جیب سے ادا نہ کرنی پڑے، بہ لحاظ سادگی و سہولت حادثے کے بیمہ کے بعد آتے ہیں۔ لیکن اگر وظائف کے فنڈ میں مزدوروں کے اقساط شریک ہوں (اور اصولاً یہی زیادہ بہتر ہے) تو، اقساط کئی سال میں جاکر پورے ادا ہوتے ہیں، کثیر المقدار رقوم کو مصروف کرنا پڑتا ہے، حساب کتاب بڑی دقت اور جانفشانی کے ساتھ کرنا پڑتا اور توطن اور پیشوں کی تبدیلی کے معاملات کا خاص انتظام کرنا پڑتا ہے۔ بیمۂ مرض کے انتظامات کے سوالات بھی بہت پیچیدہ ہوتے ہیں۔ 364
جبری اور عمومی نظام کا قیام اور اس کے ساتھ مزدوروں سے اقساط کی وصولیابی ان کا رجسٹر میں اندراج، ان کے متعلق بندشیں، طبی امداد اور نگرانی وغیرہ کے انتظامات، صرف بہت اعلیٰ درجے کا آئین مرتب ہونے کی صورت میں

---

[1] Private Employers' liability Company

[2] Co-operative Mutual Insurance Company

باب ۲
مزدوروں کا بیمہ
توانین مفلسی

انجام پا سکتے ہیں اور صرف ایسے نظم ونسق کے تحت موثر ہو سکتے ہیں جو بہ یک وقت سخت گیر اور ہمدردانہ ہو۔ معاشری اصلاح کے میدان میں، دیگر متعدد شعبوں کے مثل، اس قسم کی مشکلات، خاص کر ریاستہائے متحدہ میں، بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ قومی حکومت اپنے دستوری اقتدار کی حد تک بہت مجبور رہے۔ ریاستیں متفقہ طور سے عمل نہیں کر سکتیں، اور باہمی خوف وحسد کی بنا پر انفرادی طور سے عمل کرنے میں بالعموم پس وپیش کرتی ہیں۔ ان کے بڑے اور بے قابو مجالس مقننہ جن کا انتخاب قلیل مدت کے لیے عمل میں آتا ہے آسانی کے ساتھ محتاط، مربوط اور غیر متناقض قوانین مرتب نہیں کرتے۔ اعلیٰ انتظامی عہدوں میں مستقل مدت ملازمت کا فقدان تربیت یافتہ عہدہ داروں کے کال کا موجب ہوتا ہے۔ ان سب معاملات میں بتدریج تغیر وتبدل واصلاح ہو جائے گی اور حکومت کو بڑے بڑے اور زیادہ دقت طلب کاروبار انجام دینے کے لیے حالات مساعد ہو جائیں گے۔ اسی کاروبار کے ساتھ ساتھ کبرسنی اور بیماری کے زمانوں میں مالی امداد کا دوررس نظام بھی ہے، جس کے مستقبل کے بارے میں اس ملک میں اس سے زیادہ پیشین گوئی کرنا خطرناک ہوگا کہ جلدی یا دیر سے کسی نہ کسی شکل میں اس کا رونما ہونا بڑی حد تک یقینی ہے۔

۶۔ حادثے، بیماری، اور پیرانہ سالی سے زیادہ دقت طلب سوالات بے کاری پیش کرتی ہے۔

کارل مارکس اور روڈبرٹس جیسے اشتراکیین یہ استدلال کرتے ہیں کہ اصلداری کے نظام کے تحت بے کار مزدوروں کا ایک انبوہ کثیر لازمی طور سے رونما ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بے کار مزدوروں کی مستقل رسد خود اپنا علاج آپ کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے؛ اس لیے کہ حالت بے کاری میں جتھوں کے لیے مقابلہ ہوتا ہے، باہمی کشمکش اور مسابقت کا دوردورہ شروع ہوتا ہے، آجروں اور اجیروں کے مابین شرایط ازسر نو طے پاتے ہیں اور بالآخر سکون وتوازن کی

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

وہ حالت رونما ہوتی ہے جس میں سب مزدور کام میں کھپ جاتے ہیں۔ جہاں تک تجریدی استدلال کا تعلق ہے وہاں تک، یہ چیز اشتراکیئین کے اس دعوے کے مقابلہ میں زیادہ مربوط اور منطقیانہ ہے کہ مسلسل بے کاری بڑے پیمانے پر ناگزیر ہے۔ ایک انتہائی حالت کو لو تو معلوم ہوگا کہ اگر مزدوروں کی مجموعی تعداد کا نصف یا ربع حصہ بہت زمانے تک بے کار رہے تو، یہ امر یقینی ہے کہ تخفیف اجرت اور غالباً متبدلہ صنعتی انتظامات کے ذریعے سے حالات از سر نو منتظم ہوں گے، اور بہت زمانہ گزرنے سے قبل بے کاری میں 865
کمی ہو جائے گی اور یہ فرض کرنے کی صورت میں کہ اگر یہ عمل کسی رکاوٹ کے بغیر آخر تک انجام پائے بالآخر کوئی بے کار مزدور باقی نہ رہے گا۔

جن دلائل میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ بے کاری خود اپنا علاج آپ کرنے کی جانب کس طرح مائل ہوتی ہے، ان میں صنعت کے حالات مقررہ فرض کیے جاتے ہیں، یعنی یہ کہ باہمی کشمکش، تغییر اور بے قاعدگی مفقود ہوگی۔ اس قسم کے حالات کا حقیقی دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں ہوتا اور نہ کبھی آیندہ ہوگا، تاوقتیکہ شدید اشتراکی نظام کا دور دورہ نہ ہو۔ محنت کی رسد کی خود بخود تنظیم ان حالات کے مطابق جن کے تحت سب کام سے لگ جائیں گے دراصل صرف تخمینی طور سے یا بطور میلان رونما ہوتی ہے، اسی طرح جس طرح درآمد میں یہ میلان ہے کہ وہ برآمد کو متوازن کرلے، یا قیمتوں میں یہ میلان ہے کہ وہ مقدار زر کو متوازن کرلیتی ہیں یا افراد کی آمدنیوں میں یہ رجحان ہے کہ وہ ان کی کارکردگی کے متناسب ہوتی ہیں۔ حقیقی دنیا میں عام حالات ان طویل المدت رجحانات سے بہت کم مطابقت رکھتے ہیں۔ جہاں تک بے کاری کا تعلق ہے وہاں تک، گو یہ صحیح ہے کہ وہ جتنی زیادہ وسیع ہوگی، اتنی ہی وہ قوتیں زیادہ پر زور ہوں گی جو اس کو کمزور کرنے کی جانب مائل ہوں گی، پھر بھی اس کے اسباب کافی تعداد میں موجود ہیں کہ بے کاری بہت زمانے تک مسلسل جاری رہے۔ ایجاد، اصلاح و ترقی کی رفتار مستقل ہو تو اس کے باعث مزدوروں کے کام میں تغیرات رونما ہوتے ہیں، کوئی سا بھی وقت ہو مزدوروں کی کچھ تعداد

باب ۲۰
زدوروں کا بیمہ، توانین مفلسی

ایسی ہوتی ہے جو ایک صنعت سے تو ہٹا دی جاتی ہے، مگر دوسری صنعت میں کھپنے نہیں پاتی۔ مزدوروں کی بے چینی، جس کو کارخانے کے کام کی یکسانی فروغ دیتی ہے، اس تغیر و تبدل اور مزدوروں کی منتقلی کا ایک اور سبب ہے۔ صنعت کی دوری بدنظمی اور کساد بازاری کی حالتوں کی تکرار بے کاری کا بہت بڑا اور مصیبتناک سبب ہیں۔ موسمی تغیرات و تبدلات بھی اثر میں ان کے مماثل اور بہ لحاظ عمل زیادہ مسلسل و دیرپا ہیں۔ بعض اوقات یہ ناگزیر ہوتے ہیں، جیساکہ فصلوں کی کٹائی کے کام میں ہوتا ہے۔ بالعموم وہ ناگزیر نہیں ہوتے، لیکن پیدائش اور مبادلے کے موجودہ نظام کی خرابی کے باعث رونما ہوتے ہیں۔ کفش سازی، پارچہ بافی اور ٹوپیوں وغیرہ کے کارخانوں میں اس کا کوئی اساسی سبب نہیں کہ کیوں کام سال بھر کے لیے مساوی طور سے نہ تقسیم کیا جائے، پھر بھی مصروفیت کے موسموں کے بعد کام کی کمی کے دور لازمی طور سے آتے ہیں اور کثرت کار کے بعد بے کاری رونما ہوتی ہے۔ بعض اوقات ہنگامی اور غیر مستقل و بے قاعدہ محنت ناگزیر ہوتی ہے؛ جیساکہ جہازوں اور ریلوں کے سامان کو لادنے اور اتارنے میں ہوتا ہے؛ اور جہاں ناگزیر نہیں ہوتی وہاں بھی، عام طور سے پائی جاتی ہے، اس لیے کہ اکثر آجروں کا 366
میلان مستقل عملہ کا انتظام کرنے کی دقت گوارا کرنے کے بجائے ہنگامی مزدوروں کی موافقت میں ہوتا ہے۔ یہ متعدد اسباب اس قدر استقلال کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ بے کاری کا واقعہ مسلسل و متواتر وقوع پذیر ہوتا رہتا اور اس لحاظ سے مستقل حیثیت رکھتا ہے۔

کام کی بے قاعدگیوں کے بار کا تسویہ و توازن کرنے کے لیے بیمہ کا ہر طریق بعض بدیہی انتظامی مشکلات پیش کرتا ہے۔ بے قاعدگیوں کی نوعیت ایسی ہے کہ وہ موت یا کبرسنی کے اتفاقات کی طرح ایک دوسرے کو زائل کرنے کی جانب مائل نہیں ہوتی، ان میں صرف کثیر المقدار مصارف کے ساتھ بیمہ کے طریقے کو قبول کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ رہا یہ امر کہ ہر پیشے میں یہ صلاحیت مختلف ہوتی ہے تو وہ کوئی ایسی بڑی مشکل نہیں ہے۔

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ توانین مفلسی

بے کاری کے بیمے کا انتظام، حادثے کے بیمے کے مثل، بلاشبہ پیشوں کی بنیاد پر اور بے کاری کے مختلف خطرات کے مطابق مختلف شرحوں کے ساتھ کرنا پڑے گا۔

لیکن یہ سب مشکلات ایک اساسی مشکل کے مقابلے میں ہیچ ہیں؛ اور وہ یہ ہے کہ بے کاری کی اعانت کو اعانت حاصل کرنے والے کے حق میں مخرب اخلاق بننے سے کس طرح روکا جائے؟ اگر سب آدمی کام کی تلاش میں سرگرم ہوں تو بے کاری کی صورت میں امداد، خواہ وہ بیمے کی شکل میں ہو یا کسی دوسری صورت میں، ایک حد تک بہت ہی آسان معاملہ ہوگی۔ لیکن اکثر صورتوں میں جب کام ملنے تک امداد پانے کا یقین ہو جاتا ہے تو یہ بہت اغلب ہے کہ کام حاصل کرنے کی جستجو اور کوشش ہی نہ کی جائے۔

بیمہ کا ایک طریقہ جس کے نتائج بہت امید افزا رہے ہیں مزدور سبھاؤں کے ذریعے سے بیمہ کرانے کا طریق ہے۔ برطانیہ کی طاقتور مزدور سبھائیں، بے کاری کے زمانے میں امداد مقرر کرتی ہیں (اس کو ہڑتال کے زمانے کی امداد سے خلط ملط نہ کر دینا چاہیے) اور اس پر زمانہ دراز سے نہایت کامیابی اور نفع رسانی کے ساتھ عمل کیا جا رہا ہے۔ اس نظام پر ایسے شرائط و حالات کے تحت عمل کیا جاتا ہے جو اس کے ناواجب استعمال کو بڑی حد تک روک دیتے ہیں۔ مقامی سبھاؤں کے عہدہ دار اور ارکان اس امر سے بخوبی واقف ہوتے ہیں کہ ان کے ضلع کے کاروبار کی حالت کیا ہے، کام کے امکانات کیا ہیں، اور امداد پانے والوں کے عادات اور جذبات کیا ہیں۔ وہ اس کی نگرانی کرتے ہیں کہ سبھا کے فنڈ میں فریب اور غبن نہ ہونے پائے۔ وہ نہ صرف بے کاری کے زمانے میں تنخواہ دے سکتے ہیں، بلکہ اس کا بھی اطمینان کر لیتے ہیں کہ کام حاصل کرنے کے تمام ممکنہ مواقع اور سہولتوں سے استفادہ کیا جا رہا ہے اور یہ کہ امداد اس وقت تک جاری رکھی جاتی ہے جس وقت تک بے کاری باقی ہے یا ایسی شرح سے جاری رکھی جاتی ہے جو مرور زمانہ کے ساتھ گھٹتی جائے۔ مسائل کو حل کرنے کا یہ طریقہ بظاہر اس قدر امید افزا معلوم ہوا ہے کہ

باب ۲۰

مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

بے کار مزدوروں کی امداد کے کام کو حکومت کے تفویض کرکے اس طریق سے استفادہ کرنے کے بارے میں متعدد تجربات عمل میں لائے گئے ہیں۔ بلجیم اور دوسرے ملکوں کے متعدد شہروں میں "گھینٹ سسٹم" اختیار کرلیا گیا ہے؛ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سب سے پہلے گھینٹ ہی میں نمایاں کامیابی 367
کے ساتھ اس طریق پر عمل کیا گیا۔ اس نظام کی رو سے مزدور سبھاؤں کے بے کاری کے فنڈ میں سرکاری امداد بھی جمع کی جاتی ہے؛ یعنی اگر سبھا ½۱ فرانک دے تو ہر ½۱ فرانک پر سرکار کی جانب سے ۱ فرانک دیا جاتا ہے۔ ڈنمارک اور ناروے میں بھی اساسی طور سے یہی طریق قومی بنیاد پر اختیار کرلیا گیا ہے۔

اس مشکل مسئلے سے عہدہ برآ ہونے کی برطانیہ عظمیٰ نے ۱۹۱۱ء کا قانون بیمہ نافذ کرکے، بہت دلیری اور مردانگی کے ساتھ کوشش کی۔ اس عظیم الشان تجویز کی رو سے نہ صرف بیماری اور مستقل معذوری کے بیمہ کا نہایت ہمہ گیر انتظام کیا گیا، بلکہ بے کاری کے بیمہ کا بھی بڑی حد تک انتظام کیا گیا، اگرچہ یہ عمومی یا ہمہ گیر نہ تھا، اس طرح برطانیہ عظمیٰ، جرمنی کے مثل، بیماری اور معذوری، حادثے اور کبر سنی کے بیمہ کا انتظام کرنے کے قابل ہوا؛ ہمدردئی انسانی کی اس مفید رقابت کے سلسلے میں وہاں زمانۂ بے کاری کی اعانت کی سبیل بھی ہو گئی۔ بعض اہم پیشوں، مثلاً تعمیر مکانات، مہندسی کی حرفتوں اور جہاز سازی میں بے کاری کے بیمے کا جبری طریق نافذ کیا گیا۔ آجروں اور اجیروں کو بیمہ کے اقساط مساوی مقداروں میں ادا کرنا ضروری تھا، اور حکومت بھی اس میں شرکت کرتی تھی۔ محنت کی نقل پذیری میں سہولت پیدا کرنے کے لیے محنت کے صرافوں کا نظام تو قائم ہو ہی چکا تھا، اب اس کا عمل اس قدر وسیع کر دیا گیا کہ بے کاری کو روکنے کی تدبیر کے طور پر اس سے موثر طریقے پر کام لیا جانے لگا۔ جرمنی کے بیمے کے دستور کے مثل، ۱۹۱۱ء کا قانون آئین سازی کا نہایت زبردست نمونہ تھا؛ دوسری جانب ماہروں کا

باب ۲۰
مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

مستقل انتظامی عملہ مقرر کرکے جو فروعی معاملات میں اپنے حسب صوابدید کام
کرسکتا تھا، اس نظام کے کامیابی کے ساتھ عمل کرنے کا موقع بہت زیادہ
بڑھا دیا گیا، اسی طرح جس طرح جرمنی میں کیا گیا تھا۔ غرض اس طرح معاشری
اصلاح کے میدان میں ایک غیرمعمولی قدم آگے بڑھایا گیا۔

سرکاری طور سے امدادی کام جاری کرنے کی تجویز بہت دلکش نظر آتی
ہے۔ تاہم وہ زیادہ تر دغابازی اور فریب کے خلاف حفاظتی تدبیر
ہونے کی حیثیت سے کارآمد ثابت ہوئی ہے؛ بلکہ اس کی حد تک بھی
اس کا موثر ہونا غیر یقینی ہے؛ یعنی بعض اوقات اس میں بھی دغل اور
فریب رونما ہوتا ہے۔ یہ امر کہ امدادی کام، بے کار مستحق مزدوروں کی
کسی بڑی تعداد کو کسی دراصل معقول معاوضے پر کام پر لگا دینے میں
بہت شاذ کامیاب ہوئے ہیں اور تمام مستحق بے کار مزدوروں کی
حد تک اس نتیجے کو حاصل کرنے میں کبھی کامیاب ہی نہیں ہوئے ہیں گویا
اس امر کی شہادت ہے کہ خانگی صنعت کا نظام کس قدر موثر ہے اور
کوئی ایسی قوت محرکہ دریافت کرنا جو مالی منفعت کے مقابلے میں زیادہ
پُر اثر ہو، کس قدر مشکل ہے۔ یہ کہہ دینا آسان ہے کہ کسی مقررہ وقت میں
بے کار مزدور، نیز ایسی ضروریات قومی جو محنت کی محتاج ہیں دونوں 868
موجود رہتی ہیں۔ ان دونوں کو یکجا کرنا اور آدمیوں کو ایسے کام پر لگانا جس کو
وہ کرسکتے ہوں اور جس پر ان کی محنت کا کامل طور سے مفید اثر پڑتا ہو،
یہی سب سے مشکل کام ہے جس کا سرکاری عہدہ دار کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔
سرکاری آجر اور امداد پانے والا مزدور، دونوں، تقریباً ہمیشہ اس کو
سطحی چیز خیال کرتے ہیں۔ صرف اس صورت میں جبکہ سادہ ترین اور
نہایت ٹھس اور یکساں قسم کے کام مثلاً لکڑی تراشنا یا پتھر توڑنا،
تفویض کیے جاسکتے ہوں، بے کار مزدوروں کو کام سے لگانا اور مقررہ و محدود دائرے کے اندر ان کو
پابند رکھنا ممکن ہے؛ اس میکانی طریقے پر حقیقی افادے کا کام بہت ہی کم مقدار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے
اکثر کام جو انجام دینے کے قابل ہیں بہت زیادہ پیچیدہ ہوتے ہیں۔ ایسا کام

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

بیشترین مقدار میں تلاش کرنا جو انجام دینے کے پوری طرح قابل ہو، مشکل ہے؛ اور امدادی کاموں کے ذریعے سے اس کو انجام دلوانے کی کوشش اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ کم از کم ایک چیز یعنی اخراج کا اقتدار مفقود ہوتا ہے؛ اور اس امر کو افسوس کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگرچہ یہ اقتدار بظاہر ظالمانہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے ناواجب طور سے استعمال کیے جانے کا امکان ہے، تاہم معمولی مزدور کو کام پر استقلال کے ساتھ جمائے رکھنے کے لیے وہ بہت ضروری ہے۔

پھر بھی اس قسم کے مفاد عامہ کے کام، جن کا جلدی یا دیر سے انجام پانا یقینی ہو، ایسے زمانے میں بہترین طریقے پر انجام دیے جا سکتے ہیں جبکہ کام کی غیر معمولی طور سے قلت ہو۔ کساد بازاری کے بار بار پیش آنیوالے دوروں کا علاج ایک حد تک اس طرح ممکن ہے کہ ایسے ہی زمانوں میں سرکاری منظورہ اخراجات زیادہ ترکیے جائیں۔ مثلاً برطانیۂ عظمیٰ جیسے ملک میں، جہاز سازی کی عظیم الشان صنعت ان تغیرات کے خاص طور سے تابع ہے جو، جیساکہ ہم بیان کر چکے ہیں؛ آلات اور کلیں بنانے والی صنعتوں کی خصوصیت متاثر ہیں[1]۔ اگر حکومت کو جنگی جہازوں کا بنانا ضروری ہو تو، جہاز سازی کے کارخانوں سے اس قسم کا کام کساد بازاری کے ایسے زمانے میں لینا چاہیئے جبکہ تجارتی جہازوں کی مانگ سرد پڑی ہوئی ہو۔ علیٰ ہذا جس ملک میں ریلیں سرکاری انتظام کے تحت چل رہی ہوں وہ نئی ریلوں کی تعمیر و توسیع کا کام ایسے زمانے میں کر سکتا ہے جبکہ خانگی شغل اصل حالت جمود میں ہو۔ یہ چیز اس امر کی متقاضی ہے کہ جوں ہی خانگی کاروبار کی تجدید ہو سرکاری اخراجات کو پوری قوت کے ساتھ روک دیا جائے۔ اکثر لوگ، یعنی آجر اور مزدوران کو غیر معین مدت تک جاری رکھنے کے لیے یقیناً شور مچائیں گے۔ اس کا دانشمندی کے ساتھ

[1] دیکھو باب ۲۸، فصل (۲)۔

باب ۶

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

انتظام کرنے کی صورت میں بھی وہ ایک غیر یقینی تدبیر ہوگی، جو اسی قسم کے خطرات کے تابع ہوگی جیسے کہ مفاد عامہ کے کاموں کو سطحی طور سے بے احتیاطی کے ساتھ انجام دینے کی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر بھی وہ تخمینی کاروبار کے ہنگامے کو سرکاری کاروبار تک پہنچا دینے کے عام طریقے سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے، جس سے نہ صرف اوپر کی طرف اچھال بلکہ اس کے نتیجے کے طور پر ردعمل میں بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ 369

معلومات کی اشاعت کرنے اور مزدوروں کی نقل پذیری بڑھانے کے انتظامات سراسر مستحسن ہیں۔ اب تک جتنا کچھ اس سلسلے میں کیا گیا ہے غالباً اس سے بدرجہا زیادہ حکومت انجام دے سکتی ہے۔ خانگی اداروں کے بڑی حد تک ناواجب طریقے پر استعمال کیے جانے کا امکان ہوتا ہے۔ وہ مزدور کو اس وقت پاتے ہیں جبکہ معاملہ طے کرنے اور مقاومت کرنے کی صلاحیت اس میں بہت کم ہوتی ہے، اور جبکہ اس کی کمزوری اور جہالت سے فائدہ اٹھانا بہت آسان ہوتا ہے۔ موسمی اور ہنگامی محنت، مثلاً گودیوں اور ریلوں کی محنت، فصل کی کٹائی کے زمانے کی محنت اور عمارتیں بنانے کی محنت کو باقاعدہ طریقے پر تقسیم کرنے سے بھی غالباً بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ جرمنی اور انگلستان میں آج کل بڑے پیمانے پر محنت کے صرافوں کا تجربہ کیا جا رہا ہے؛ اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں بھی ملازمت عامہ کے ادارے قائم ہو رہے ہیں۔ یہاں بھی عوام میں ہیجان پیدا ہو چلا ہے اور اس عقدے کو سلجھانے کی بے مثال کوشش کی جا رہی ہے۔ مطلوبہ مقامات پر بے کار مزدوروں کو بھجوانے میں عمدہ نتائج حاصل کرنے اور ہنگامی محنت کی تنظیم کرنے کے لیے ایسے عہدہ داروں کا تقرر عمل میں لانا چاہیے جو قابل، تربیت یافتہ اور عالی دماغ ہوں۔ جہاں جہاں مشترکہ جد و جہد توسیع و ترقی پا رہی ہے وہاں، ایسے لوگوں کی ہر سمت میں ضرورت ہے۔ معاشری اصلاح و بہبود کے تمام کاموں کی کامیابی کا مدار موزوں قسم کے

باب مزدوروں کا بیمہ قوانین مفلسی

منتظمین کا انتخاب کرنے اور ان کو مستقل طور سے برقرار رکھنے کی کامیابی پر ہے، اور یہ چیز غالباً سب سے زیادہ مفلسوں اور مصیبت زدوں کے امدادی کاموں کے بارے میں صادق آتی ہے۔

۷۔ معاشری جد و جہد کا کوئی پہلو رحم اور معدلت کے باہمی تضاد کی اس قدر صریح مثال نہیں پیش کرتا جس قدر کہ قانون مفلسی۔ محتاجوں اور غریبوں کی امداد کا کچھ نہ کچھ انتظام کرنا ہمیشہ ضروری ہوگا۔ اخوانی جذبہ کبھی اس کی اجازت نہ دے گا کہ آلام و مصائب انتہائی صورت اختیار کریں۔ گزشتہ پیراگرافوں میں جن متعدد تجاویز پر غور کیا گیا، ان پر خواہ اُن کے انتہائی امکانات تک بھی کیوں نہ عمل کیا جائے پھر بھی ان کی رسائی سے باہر کچھ نہ کچھ حالتیں بدبختی، تباہی اور بے سر و سامانی کی باقی رہ جائیں گی۔ معمولی خیرات و مبرّات کا موقع ہمیشہ رہے گا؛ اور خیرات کے ساتھ یہ خطرہ ہمیشہ وابستہ رہتا ہے کہ خیرات پانے والے کے حق میں وہ مخرّب اخلاق ثابت ہو۔

کچھ نہ کچھ اعانت و دستگیری اخلاق کو بگاڑے بغیر بھی کیجا سکتی ہے۔ کنگال پاگلوں کی خبرگیری سابق میں مقامی خیرات خانوں میں بالعموم خراب اور ناگفتنی حالات کے تحت کی جاتی تھی۔ ان کی خبرگیری کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان کی خاص قیام گاہیں قائم کی جائیں جہاں انھیں معقول آرام مل سکے؛ اور ان کا انتظام مقامی حکومتوں کے بجائے ماہرانہ نگرانی کے ساتھ مرکزی حکومت کے تفویض ہونا چاہیئے۔ علیٰ ہذا 370
اندھوں، کمزور دماغ والوں، لنگڑوں، لولوں لنجوں اور لاعلاج مریضوں کے مرکز قائم کرنے کے لیے رحم دلی اور فیاضی سے کام لیا جا سکتا ہے؛ لیکن اس میں بھی اس امر کا اطمینان و یقین کر لینا چاہیئے کہ ہر کس و ناکس کو یہ ترغیب نہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو اس قسم کی خیرات کا مورد بنا لے۔ یہ بلا شبہ صحیح ہے کہ اس قسم کی مصیبت و فلاکت کی صورتوں کے لیے کثیر المقدار زر اور مساعی وقف کیے جاتے ہیں، حالانکہ ان کا

باب ۶
مزدوروں کا بیمہ
قوانین مفلسی

علاج کرنے کے عوض اگران کو پہلے سے روکنے کی تدابیر اختیار کرنے میں زراور مساعی صرف کیے جائیں تو، بدرجہا بہتر نتائج پیدا ہوں۔ اصلاحی کام کے لیے شفاخانوں کے بجائے مدارس زیادہ موثر ذریعہ ثابت ہوں گے۔ لیکن مریضوں، معذوروں اور مصیبت زدوں کی امداد کی استدعا کو رد نہ کرنا چاہیئے اور دارالعلاج اور شفاخانوں کی حد تک کم ازکم یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں مزید آلام کے تخم بوئے بغیر تکلیف ومصیبت کو رفع کیا جا سکتا ہے۔ پیرانہ سالی کے وظائف، اگروہ فی الحقیقت وظائف ہوں اور صرف حاجتمندوں کی حد تک محدود رہیں، فی الواقع مفلس کی امداد کی ایک شکل ہیں۔ ان کا سیدھا سادا نام وظائف رکھ دیا گیا ہے، اور قوانین مفلسی کے گروہ سازوسامان کے بغیران کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس امر پر غور کیا جا چکا ہے کہ آیا کفایت شعاری کا استیصال کیے بغیر ان کو اس طریقے پر قابل احترام و قابل قبول بنایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ ظنیت کا غلبہ بظاہر اس میں معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں بچوں کی حفاظت کی صورت کے مثل اخوانی جذبے کو اپنا کام کرنے کا موقع دیا جا سکتا ہے۔

تندرست قوی رکھنے والے بالغوں کی حالت کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، حالت مختلف ہے۔ ایسے بالغوں کی حد تک قوانین مفلسی نیک نیتی کی تمام تدابیر میں سب سے زیادہ خطرناک ہیں۔ امداد کا یقین، سرگرمی اور آزادی کا عظیم ترین دشمن ہے۔ انیسویں صدی کے ابتدائی یک ثلث حصے میں انگلستان کے قانون مفلسی کی تاریخ یہ ظاہر کرتی ہے کہ عام طور سے آبادی کے تمام طبقات کی اور خاص طور سے زرعی مزدوروں کی اخلاقی حالت بے سمجھے بوجھے اور غیر امتیازی طور پر امداد کرنے سے کس طرح بگڑ سکتی ہے۔ گو کنگالی بڑھانے کے خلاف واحد یقینی تحفظ، بھیک مانگنے یا خیرات پانے سے شرم یا انفعال کا عام احساس ہے تاہم اس قسم کا عام خیال خود بڑی حد تک امداد و خیرات کے مناسب و واجبی انتظام کی پیدا وار ہے۔

باب ۱۰

مزدوروں کا بیمہ۔ قوانین مفلسی

سنہ ۱۸۳۲ء تا سنہ ۱۸۳۴ء کے انگریزی قانون مفلسی کے محققین اپنے ملک کے اس زمانے کی اصلاح عظیم سے پیشتر کے تجربے پر نگاہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ تندرست مفلسوں کی امداد کے انتظام کا واحد محفوظ طریقہ صرف یہ تھا کہ امداد کو کارخانوں یا خیرات خانوں میں مرتکز کیا جائے، اور
871 خیرات خانوں سے باہر امداد کرنے کے طریقے کو منسوخ کر دیا جائے۔ اصول بالکل درست تھا؛ یعنی یہ کہ امداد کو موثر بنانا چاہیے لیکن دلکش نہ بنانا چاہیے۔ بیرونی (یعنی بیرون خیرات خانہ) امداد کی تنسیخ کو انگریز کئی نسلوں تک اس اصول کو عملی شکل دینے کا واحد ممکن العمل طریقہ خیال کرتے رہے۔ اس کو قانون مفلسی کے کامیاب انصرام کی ناگزیر شرط خیال کیا جاتا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی امداد کا طریق انگلستان میں تندرست مفلسوں کی حد تک بھی کبھی مفقود نہ ہوا۔ مزید تجربے اور غور و خوض نے اس کو ایک حد تک غیر یقینی بنا دیا ہے کہ اس طریقے کا کامل طور سے استیصال کر دیا جائے۔ کارخانہ خود بالعموم اخلاق کو بگاڑنے والی درسگاہ ہوتا ہے، اور اس میں اگر امداد دی جائے، جس کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ غیر دلکش ہوگی تو، عادی بن جانے سے اس کی کراہت رخصت ہو جاتی ہے۔ جدید خیراتی انتظام کا سر مختلف قسم کے حاجتمند اشخاص کے ساتھ سلوک کرنے میں تفریق و امتیاز ہے۔ بیرون خانہ امداد نہایت خطرناک قسم کا علاج تسلیم کی گئی ہے، اس کو آزادی کے ساتھ استعمال کرنے کے بجائے کلیتہً نظر انداز کر دینا زیادہ بہتر ہے۔ پھر بھی اگر مناسب احتیاط عمل میں لائی جائے، اور خاصکر اگر اُس کو عارضی مشکلات کے رفع کرنے کا ذریعہ تصور کیا جائے تو وہ مستقل خیرات خانے کے تجربے سے زیادہ بہتر ثابت ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اندرون خانہ امداد، یعنی امدادی ادارے مختلف قسم کے ہونے چاہئیں، یعنی جوان اور بوڑھوں، مریضوں اور غیر مریضوں، عادی آوارہ گردوں اور عارضی طور سے محتاج مزدوروں کے لیے الگ الگ ادارے ہونے چاہئیں۔

باب ۶ب
مزدوروں کا بیمہ
توائین مفلسی

خودخیرات کے انتظام کے پیچیدہ مسائل کے موضوع پر بہت سی کتابیں اور تحریریں موجود ہیں اور یہ مسائل مزدوروں کے بیمہ اور معاشری اصلاح کی دوسری صورتوں کے مسائل سے مماثلت رکھتے ہیں۔ وہ اخوانیت کے روزبروز وسیع ہونے والے اثر کو ظاہر کرتے ہیں، اور اسی کے ساتھ شدید اور دوراندیشانہ طریقے کی جستجو کا ان سے پتا چلتا ہے۔ ان سب کی تہ میں وہی ایک اساسی اصول مضمر ہے کہ کمزوروں کی اعانت اس طرح کرنی چاہیئے کہ ان کو مستقل تقویت پہنچے۔

باب ۶۱

امداد باہمی

872

(۱) امداد باہمی کا طریق، کاروباری آدمی سے بے نیاز بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی مختلف شکلیں۔ (۲) خردہ فروشی با امداد باہمی، جب خوش حال طبقہ اس کو انجام دیتا ہے تو اس کی کوئی معاشری اہمیت نہیں ہوتی، جب اس کو مزدور انجام دیتے ہیں جیسا کہ برطانیہ عظمیٰ میں ہوتا ہے تو، اس کے اثرات بہت دوررس ہوتے ہیں۔ مزدوروں کے ذخائر اشیا کے طریقے اور ان کی کامیابی کے اسباب۔ دوسرے ممالک میں یہ تحریک۔ (۳) جرمنی میں اعتباری امداد باہمی؛ اس کے طریقے اور نتائج۔ دوسری قسم کی انجمنیں، اور دوسرے ملکوں کی ترقی۔ (۴) پیدائش با امداد باہمی معاشری نظام کو سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے لیکن اس کی ترقی بہت محدود رہی ہے۔ ناکامی کے اسباب؛ کاروباری خواص وصفات کی کمیابی اور مزدوروں کے صدود۔ امداد باہمی کا مستقبل۔

ا۔ دستی کام کرنے والے مزدوروں میں امداد باہمی بہت زمانے تک بہتر معاشری

باب ۱۱ امداد باہمی

حالات حاصل کرنے کا سب سے زیادہ امید افزا ذریعہ خیال کی جاتی رہی۔ اس طریقے سے دور رس تبدیلیوں کے توقعات ایک نسل پیشتر کے علمائے معاشیات کو بظاہر جتنے اچھے معلوم ہوتے تھے اب اس سے بدرجہا کم معلوم ہوتے ہیں۔ پھر بھی امداد باہمی کی تحریک ایک اہم تحریک بنی ہوئی ہے، نہ صرف اپنی وسعت اور مساوی نتائج کے اعتبار سے، بلکہ اس وجہ سے بھی کہ جہاں تک صنعت جدید میں کاروباری آدمی اور کاروباری منافع کی حیثیت کا تعلق ہے وہاں تک، امداد باہمی کا تجربہ سبق آموز ہے۔

امداد باہمی کا لب لباب تنظیم کرنے والے آجر کو معطل کرنا ہے۔ مزدور یا حقیقت یہ ہے کہ اشخاص کی کوئی جماعت، خواہ وہ مزدور ہوں یا نہ ہوں، انتظام و نگرانی اور اختراع تجاویز کا وہ سب کام بطور خود انجام دے لیتی ہے جس کو معمولی طور سے کاروباری شخص انجام دیتا ہے۔ وہ نہ صرف اس کا کام انجام دیتی ہے؛ بلکہ اس کے خطرات اور جوکھم بھی برداشت کرتی ہے۔ بہرصورت اہتمام و انتظام ضروری ہے؛ یہ کام کچھ تو تنخواہ دار عاملوں کے تفویض کیا جاتا ہے اور کچھ ایسی کمیٹیوں یا عہدہ داروں کے ذریعے سے انجام پاتا ہے جو بلا معاوضہ کام کرتے ہیں۔ انجمن امداد باہمی کے سب ارکان من حیث الجماعہ کاروبار کے عام اصول کار کو طے کرتے ہیں اور خطرات برداشت کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتے ہیں؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح سرمایۂ مشترک کی انجمن میں حصہ دار کرتے ہیں۔ اس موخر الذکر طریقے سے وہ کاروباری شخص سے اس کا اہم ترین اور مخصوص کام اس سے چھین کر خود انجام دیتے اور اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔

378 امداد باہمی کو دیگر معاملات، مثلاً خردہ فروشی میں، اعتبار و بنک کاری میں، زرعی کاروبار کے کچھ شعبوں میں اور انجام کار پیدائش میں بطور آزمائش استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ترتیب ایک حد تک کامیابی کے مدارج کے لحاظ سے قائم کی گئی ہے؛ چنانچہ امداد باہمی سب سے زیادہ

باب ۱۱ امداد باہمی

کامیاب خردہ فروشی میں ثابت ہوئی ہے، اور پیدائش میں سب سے کم۔ ان مختلف شعبوں میں کامیابی کے مدارج کیا رہے ہیں اور ان فروق و اختلافات کی توجیہ کیا ہے؟

۲۔ خردہ فروشی با مداد باہمی یا تقسیمی امداد باہمی، نہ صرف سادہ ترین بلکہ کامیاب ترین شکل بھی ہے۔ کچھ لوگ، مزدور یا دیگر اشخاص، ملکر سب کی مجتمعہ رقم سے تھوک اشیا خریدتے ہیں اور پھر انھیں آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ خردہ فروشی کا یہ طریقہ، بظاہر جس قدر سادہ ہے اسی قدر زیادہ اس میں پیچیدگیاں بھی ہیں۔ اشیا کا موزوں مقداروں میں دسترس کے اندر ہونا ضروری ہے، تاکہ گاہک آسانی کے ساتھ ان کو حاصل کر سکیں؛ اور ان میں واجبی حد تک تنوع بھی ہونا چاہیئے؛ جو اشیا دوکان میں پڑے پڑے فرسودہ اور پرانے ہو جائیں یا جن کا استعمال متروک ہو جائے اُن کی مقدار میں اضافہ نہ ہونے دینا چاہیئے؛ خریداروں کے تلون اور پسند کا لحاظ بھی رکھنا چاہیئے۔ امداد باہمی کے ذخائر کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ انھیں معمولی خردہ فروشی کی دوکان کی ظاہری شکل اختیار کرنا ضروری ہے؛ یعنی نمائشی جھروکے بنانا تختۂ اعلان نصب کرنا، دوکان کی آرائش و زیبائش کرنا اور دلبستگی و ترغیبات کا سامان مہیا کرنا چاہیئے۔ انگلستان میں تقسیم با مداد باہمی کی تاریخ میں ایک زمانے میں عمارتوں کے کرایے میں بچت کرنے کا ایک ممکن طریقہ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سڑک کے عقبی حصے میں یا گلیوں میں عمارتیں لی جائیں۔ لیکن اب یہ مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ جس طرح خانگی تاجر عمل کرتا ہے اسی طرح کیا جائے، یعنی شاہراہوں پر نمایاں مقام پر عمارتیں لی جائیں۔ صرف اسی طریقے سے خریداروں تک موثر طریقے پر رسائی حاصل ہو سکتی ہے، اور دوکان داری بڑے پیمانے پر اور حقیقی کفایت کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں سکنی لگان اعلیٰ قیمت کا باعث ثابت نہیں ہوا ہے، بلکہ عمدہ کارگزاری کا نتیجہ

باب ۱۶

امداد باہمی

ثابت ہوا ہے، اور کرائے کی کمی کسی حقیقی کفایت کا باعث ثابت نہیں ہوئی ہے۔

جب خوش حال یا متوسط طبقے کے لوگ اس قسم کا معاملہ کرتے ہیں تو، اس میں کوئی بڑی معاشری دلچسپی نہیں ہوتی۔ جہاں تک معاشری اصلاح کے بڑے سوالات کا تعلق ہے وہاں تک، خواہ دکان دار خود منافع حاصل کرے یا اس کے عوض امداد باہمی کرنے والوں کی جماعت تنخواہ دار ایجنٹ مقرر کر کے کچھ بچالے، نفس معاملہ پر اس کا کچھ زیادہ اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ لندن آرمی اینڈ نیوی اسٹورس اور سیول سروس سپلائی اسوسئیشن وغیرہ اتحاد باہمی کے بڑے ذخائر اسی اصول پر کام کرتے ہیں۔ ان عمدہ اداروں کی کامیابی کا باعث بڑی حد تک یہ ہے کہ ان میں قیمت نقد

874 ادا کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ معمولی انگریز تاجر اور اس کے خوش حال گاہکوں کے روایتی تعلقات زمانۂ دراز تک یہ رہے کہ تاجر چاپلوسی کرتے اور اسی کے ساتھ زیادہ دام وصول کرتے اور گاہکوں کا یہ طریقہ رہتا کہ اپنے ذمے کے مطالبات بے قاعدگی اور تاخیر سے ادا کرتے اور قیمتوں کے بارے میں استغنا اور بے پروائی برتتے؛ اور حقیقت یہ ہے کہ تعلقات اب بھی ایسے ہی ہیں۔ طویل مدت تک ادھار معاملہ، ادائے قرض میں کوتاہی، اعلیٰ قیمتیں، اور خردہ فروش کی قیمت خرید پر قیمت فروخت کی بڑی حد تک زیادتی، یہ سب اس جھوٹی امارت کے قدرتی عواقب ہیں۔ امداد باہمی کے اصول پر کام کرنے والوں نے نقد قیمت ادا کرنے کے بارے میں اتفاق کر کے ادا نہ ہونے والے قرضوں اور سود کے بارے میں کاروباری طریقوں اور کفایت عظیم کو بہت بڑی حد تک ممکن بنا دیا۔

لیکن مزدوروں کے ذخائر کی حد تک امداد باہمی کے معنی کچھ زیادہ لیے جاتے رہے ہیں۔ سنہ ۱۸۵۰ء میں معمولی پیمانے پر ان ذخائر کا آغاز ہوا تھا؛ اس کے بعد کی نصف صدی میں انھوں نے حیرت انگیز

باب ۲/۱ امداد باہمی

ترقی کی۔ ان کی تعداد اب ہزاروں تک پہنچ چکی ہے، اُن کے ارکان لاکھوں کی تعداد میں ہو گئے ہیں اور ان کے سرمائے کی مقدار بھی بڑھ کر کروڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ ان کا اثر برطانیۂ عظمیٰ کی مزدور پیشہ آبادی کے بہت بڑے جزو، یعنی غالباً نصف حصے کی زندگیوں میں خاصکر شمالی انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے صنعتی علاقوں میں بہت بڑی حد تک پھیل گیا ہے۔ ان کی مثال کی تقلید براعظم میں بڑے پیمانے پر کی جا رہی ہے اور ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں بھی ان کا اثر محسوس ہوئے بغیر نہیں رہا۔

مزدوروں کے تجارتی ذخیرے کی ایک مثال روشڈیل ایکوی ٹیبل پاونیرس سوسائٹی[۱] ہے، جو ایسے ذخائر کی اولین اور مشہور ترین شکل ہے۔ روشڈیل ذخائر، جیساکہ اس قسم کے مزدوروں کے ذخائر کو عام طور سے نامزد کیا جانے لگا ہے، معمولی یا مروجہ خردہ فروشی کی قیمتوں پر مال فروخت کرتے ہیں۔ وہ اس ابتدائی حالت میں سرمایہ پس انداز کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے۔ میعادی طور سے، یعنی ہر سہ ماہی کے ختم پر، وہ اپنے ارکان میں ان کی خریداری کے تناسب سے منافعہ تقسیم کر لیتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس نظام میں خریداریوں کا حساب کتاب رکھنا ضروری ہے؛ گو یہ کسی قدر تکلیف دہ عمل ہے، جس کے لیے انگلستان کے ذخائر خود ارکان کی اعانت و خدمت حاصل کر لیتے ہیں۔ ارکان کو ان کی ہر خریداری کی مقدار کے لحاظ سے ٹین کے ٹکڑے دیے جاتے ہیں بلکہ بہت قریبی زمانے سے کاغذ یا دفتی کے ٹکڑے بھی دیے جانے لگے ہیں، اور ارکان کی جانب سے یہ یادداشتیں ہر سہ ماہی کے ختم پر واپس کر دی جاتی ہیں، تاکہ ہر فرد واحد کی خریداریوں کا حساب کتاب مل جائے۔

بچت کو اکھٹا کرنے اور اس کی تقسیم ملتوی کرنے کے اس طریقے میں دو فائدے ہیں۔ ظاہری مالی فائدہ تو یہ ہے کہ منافعہ وصول ہونے سے 375

ا۔ Rochdale Equitable Pioneer's Society

بیشتر تقسیم نہیں کیا جاتا۔ جہاں قیمتوں میں تخفیف کر کے مال فوراً فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں، ممکن ہے کہ مصارف پیدائش اور مصارف فرسودگی وغیرہ کا کافی لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے الٹا نقصان ہو جائے ایسی صورت میں کاروبار کا انجام کارخاتمہ ہو جاتا ہے، جیساکہ امداد باہمی کے اکثر تجربات کے ساتھ ہوا۔ لیکن اس مالی تحفظ کے مقابلے میں روش ڈیل والی تجویز بہت زیادہ فائدہ رکھتی ہے۔ مختلف خریداریوں پر جو منافعہ انفرادی طور سے وصول ہوتا ہے اس کی مقدار رسہ ماہی کے ختم پر خاصی ہو جاتی ہے، اور اس کے اس طرح سے ضائع ہو جانے کا قرینہ نہیں ہوتا۔ بلکہ امکان اس کا زیادہ ہوتا ہے کہ اس کو الگ رکھا اور پس انداز کیا جائے؛ اور ذخائر خود پس اندازی کی ترغیب اور اس کا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔ جمع شدہ منافعہ، جس کو مقسوم کہا جاتا ہے، ذخیرے میں بطور اصل رکھا جا سکتا ہے؛ اور اس کو جب اس طرح رکھا جائے گا تو یہ سود کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ابتدا ہی میں ذخیرے کو کچھ اصل کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ اصل ارکان فراہم کر لیتے ہیں (عام طور سے رکن کو معمولی مقدار، یعنی ایک پونڈ ادا کرنا پڑتا ہے)۔ مقسوم کا بیشتر حصہ ذخیرے میں رکھا جاتا ہے اور اس سے اصل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طریقے پر مزدوروں کے ذخائر کے اصل کی مقدار، جو ابتدا میں قلیل ہوتی ہے، بڑھائی جاتی ہے۔ ذخائر نہ صرف خود رقم پس انداز کرتے ہیں؛ بلکہ سیونگ بنکوں کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔

کفایت شعاری کا یہ ابتدائی اور بالواسطہ انتظام ارادۃً کیا جاتا ہے۔ روش ڈیل کے ذخائر اپنے آپ کو ہمیشہ گودام کلرکوں اور پائی پائی جوڑنے والوں سے کچھ زیادہ تصور کرتے رہے ہیں۔ اس تحریک کے ابتدائی وکیل اور ترجمان شریفانہ جذبات رکھتے تھے اور امداد باہمی کے ذخیرے پر اس طرح نظر ڈالتے تھے، گویا وہ مزدوروں کی عظیم الشان تحریک کی ابتدائی منزل ہے۔ جو توقعات ان کے اور ان کے معاصرین کے

باب ۶۱

امداد باہمی

دلوں میں تھے وہ بعد کے زمانے میں کسی قدر سرد پڑ گئے، لیکن عالی ظرفی کے ساتھ محنت کرنے کا رنگ پھر بھی پایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ ذخائر شراب فروشی سے ہمیشہ منکر رہے، اگرچہ یہ کثیر منفعت حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ انھوں نے غیر رکن اشخاص کی شرکت میں بھی سہولت پیدا کر رکھی ہے ییچ پوچھو تو صرف ارکان مقسوم میں حصہ پانے کے مستحق ہیں۔ لیکن غیر رکن اشخاص کو اُن کی خریداریوں پر بالعموم نصف مقسوم دے دیا جاتا ہے، اور اس طرح جو رقم دی جاتی ہے وہ حصوں کی رقم کے اقساط کے طور پر جمع کی جاتی ہے، یہاں تک کہ پورے حصے کی رقم ادا ہو جائے اور کامل رکنیت حاصل ہو جائے۔ ذخائر کے منافعہ سے بعض اوقات معقول رقمیں تعلیمی اغراض وغیرہ کے لیے دے دی جاتی ہیں۔ سالانہ اجلاسوں، خاصکر مشترکہ امداد باہمی کی انجمنوں کے اجلاسوں، سے امداد باہمی اور مزدوروں کی آزادی کی تحریک حوصلہ افزائی و تعریف حاصل کرتی رہتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات یہ تعریف و حوصلہ افزائی محض الفاظ تک محدود رہتی ہے، پھر بھی بڑی حد تک معاشری ہمدردی کا حقیقی جذبہ ان کی تہ میں مضمر ہوتا ہے۔ 876

برطانیہ عظمیٰ میں امداد باہمی کی اس شکل کی نمایاں کامیابی کے اسباب متعدد ہیں۔ ان میں سے اہم اسباب عام اثرات ہیں جن کے تحت انیسویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں برطانوی مزدوروں کی جماعت میں اور خاصکر مہارت یافتہ مزدوروں کے بالائی طبقے میں عظیم الشان ترقی رونما ہوئی۔ اس ترقی میں مزدور سبھاؤں، اعانتی انجمنوں اور امداد باہمی کے ذخائر نے انفرادی طور سے نمایاں حصہ لیا؛ اور اصلداری کی قیادت کے تحت صنعتی ترقی کی رفتار اس جدوجہد کو قبول کرتی رہی۔ نقد قیمت کی ادائی کا لزوم ذخائر کے لیے نہایت اہم سہولت ثابت ہوئی ہے؛ دوسرا فائدہ ان کے سابق حریفوں یعنی خردہ فروشی کی دوکانوں کی کمزوری رہا ہے۔ تقسیم عمل کے نظام کا کوئی حصہ اس قدر

باب ۱۱۔ امداد باہمی

کمزور نہیں جتنا کہ پیمانۂ صغیر پر معمولی خوردہ فروشی کا طریقہ ناسی کے ساتھ جہالت و ناواقفیت اور عدم نقل پذیری اس قسم کے نقصان دہ کاروبار کے قیام و دوام کا بھی سبب بنتے ہیں۔ امداد باہمی کے ذخیرے کے معنی نقصان کو حتی الامکان کم کرنے کی مستقل و استوار کوشش کے ہیں۔ اکثر دوسری ترقیوں کے مثل برطانیۂ عظمیٰ کے اس نظام کی ترقی کا سہرا چند افراد کی قابلیت و محنت کے سر ہے جو مزدور پیشہ طبقے کے منتخب افراد تھے اور جنھوں نے یہ نظام اختراع و مکمل کیا۔ ایک مرتبہ اس پر عملدرآمد ہو جانے کے بعد دوسروں کے لیے اس کی تقلید کرنا ایک حد تک آسان تھا، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ صنعت کے حقیقی قائدوں کے نئے راستے کھول دینے کے بعد ایسے کاروباری اشخاص کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے جو اس کھلے ہوئے راستے پر چلنے اور اتباع کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔

برطانوی ذخائر امدادی سے اس امر کی بھی مثال ملتی ہے کہ پرانے روایتی طریقوں کو چھوڑنا، خواہ وہ کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں کس قدر مشکل چیز ہے۔ اگر تجریدی طور سے غور کیا جائے تو، یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ خوردہ فروش تاجروں کی اولوالعزم جماعت، بڑے پیمانے پر، نقد کی بنیاد پر اور قیمتوں کو گھٹا کر کاروبار انجام دے کر خسارہ سے چلنے والی خوردہ فروشی کی دوکان کا استیصال کر سکتی تھی۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جہاں رسم و رواج کی بندشیں بآسانی توڑی جا سکتی ہیں اس قسم کا استیصال ایک حد تک وقوع پذیر ہوا ہے۔ برطانیۂ عظمیٰ اور براعظم یورپ میں لوگوں کے عادات دقت کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں۔ خوردہ فروش تجارت کے زیادہ معقول اور کفایت شعارانہ انتظام کے واسطے امداد باہمی کے کلیۃً نئے طریق کی ضرورت تھی، جو نہ صرف مزدوروں کی آمدنی کے لحاظ سے زیادہ موزوں تھا بلکہ ان کے احساسِ یکجہتی سے بھی زیادہ ہم آہنگ تھا۔ ۳۷۲

برطانیۂ عظمیٰ میں امداد باہمی کے ذخیرے کی تحریک متعدد سالوں سے

باب ۱۱
امداد باہمی

بڑی حد تک یہ واقعہ ہے کہ اب بھی اُس ملک میں پیدائش بر پیمانۂ صغیر کا رواج بڑی حد تک موجود ہے۔ ایسا رواج کم و بیش ہر ملک میں موجود ہے۔ گو پیمانۂ کبیر کا کاروبار بہت کچھ پھیل چکا ہے اور ترقی پذیر ہے، تاہم کسی ملک میں بھی ابھی وہ پوری طرح جاری وساری نہیں ہوا ہے۔ جرمنی میں دوسرے تمام ترقی یافتہ ملکوں سے زیادہ غالباً دستکاروں اور چھوٹے صناعوں کا تسلط قائم رہا ہے جس کی وجہ صرف پرانے طریقوں پر قائم رہنا ہی نہیں ہے بلکہ پیدائش کے جدید طریقوں کو بھی مناسبت کے ساتھ استعمال کیا گیا جس سے اُن کو اصلی قوت حاصل ہوئی۔ شولز ڈیلیٹیش انجمنوں نے ان کو قائم و برقرار رکھنے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ اہل جرمنی کی ان تھک کوششوں، ان کی دیرپا صنعتوں اور قلیل منافعہ پر قناعت کرنے نے انجمن ہائے قرضۂ امداد باہمی کے لیے بہت ہی موافق میدان مہیا کیا۔

جرمنی میں اس عام تحریک کے دوسرے رُخ کو رفائزن کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ رفائزن بھی ایک موثر تجویز کو مکمل و مرتب کرنے میں رہبر رہا ہے۔ رفائزن کی انجمنیں زیادہ تر زرعی انجمنیں ہیں اور جنوبی و مغربی جرمنی میں خود کاشت زمینداروں کے بڑے طبقوں کی ضرورتوں کو پورا کر رہی ہیں۔ 380
ان کا انتظام شولز ڈیلیٹش کی انجمنوں کے انتظام سے مماثلت رکھتا ہے جو عام طور سے شہری اور نیم شہری ہوتی ہیں۔ ارکان کچھ اصل خود فراہم کر لیتے ہیں، اور جتنا زائد درکار ہو اس کو بیرونی اشخاص سے حاصل کیا جاتا ہے (بعض اوقات حکومت بھی مدد کرتی ہے)۔ ان میں ارکان کو جو قرضے دیئے جاتے ہیں وہ شہری انجمنوں کے مقابلے میں زیادہ مدت کے لیے ہوتے ہیں، اور اگر انجمنوں کو کاشتکاروں کے حق میں فی الحقیقت مفید ثابت ہونا ہے تو، ایسا کرنا ضروری ہے۔ ان انجمنوں کی ترقی و توسیع غیر معمولی طور سے حیرت انگیز رہی ہے؛ وہ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں

لے - (Raiffeisen)

باب ۱۲ امداد باہم

اور غالباً جرمنی کے چھوٹے زمینداروں میں سے تقریباً نصف ان کے رکن بن گئے ہیں۔ ہر انجمن میں ارکان کی تعداد مقابلتہً کم ہوتی ہے، اور اس کا حلقۂ اثر محدود ہوتا ہے؛ کامیابی کا راز ارکان کا اپنے طور پر نگرانی کرنا اور ہمسایوں سے واقف ہونا ہے۔

جرمنی میں دوسری قسم کی انجمنیں بھی قائم و ترقی پذیر ہیں، جو اشیائے خام کی خریداری، پیداوار کی فروخت اور ایسی کلوں کے استعمال اور خریداری کا کام کرتی ہیں جنھیں کوئی رکن انفرادی طور سے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ قرضۂ امداد باہمی کی انجمنوں کے ساتھ ساتھ یہ انجمنیں بھی دوسرے ملکوں میں فروغ پارہی ہیں۔ اٹلی میں قرضۂ امداد باہمی کی انجمنوں کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے، یہاں وہ چھوٹے چھوٹے تاجروں اور دستکاروں کے طبقے کی ضرورتوں کو بھی پورا کرنے کے قابل ثابت ہوئی ہیں اور اسی طریقے سے شمالی اٹلی کے زرعی طبقوں میں ان کا خاصا رواج بڑھ گیا ہے۔ یہ امر نہایت حیرت انگیز ہے جس کی بآسانی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی کہ فرانس میں امداد باہمی کی ان شکلوں میں سے کوئی شکل بھی، خواہ وہ ذخائر کی صورت میں یا قرضوں یا انھیں کے مماثل مقاصد کے لیے ہو، بڑے پیمانے پر ترقی نہ پاسکی۔

اس بارے میں ڈنمارک میں بہت نمایاں حد تک اور ناروے و سویڈن میں خفیف حد تک ترقی ہوئی ہے؛ اور کاشتکاروں میں دودھ جمع کرنے اور مکھن بنانے، لحم الخنزیر سکھانے اور انڈوں کو اکٹھا کرنے اور بحفاظت جہاز پر لادنے میں امداد باہمی کے اصول پر کام لیا جاتا ہے۔ اس اصول کی بنیاد پر برآمد کا کاروبار، خاصکر انگلستان سے، بڑی حد تک کیا جاتا ہے۔ انگریز اس کامیابی کو قدرتی طور سے حسد و رقابت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور دل سے خواہاں ہیں کہ اپنے ہموطن کاشتکاروں کو بھی ان ہی طریقوں کو اتنی ہی کامیابی کے ساتھ اختیار کرتے دیکھیں لیکن اس طرح کی کامیابی کے لیے ملکیت زمین کا ایسا نظام جو چھوٹے اجزا میں منقسم ہو

باب ۱۶ امداد باہمی

ضروری ہے، یا کم از کم ایسے طویل المدت حق ملکیت کے نظام کا وجود ضروری ہے جس میں اصلاح و ترقی کا معاوضہ ملنا یقینی ہو۔ حیثیت کا صرف اس طرح مستحکم ہو جانا ہی ضروری نہیں ہے، بلکہ کاشتکاروں کا ان نئے طریقوں کا خوگر بننا بھی ضروری ہے۔ تملیک زمین اور حق ملکیت کا انگریزی نظام انگلستان میں اس قسم کی امداد باہمی کو رواج دینے اور پھیلانے کی راہ میں بہت بڑی حد تک مزاحم ہے۔ آئرلینڈ میں یہ ممکن ہے کہ زمیندار کا قلع قمع کرنے اور زمین کو کاشتکاروں کے ہاتھ منتقل کرنے کے بعد اس طریقے کی کامیابی کا امید افزا میدان نکل آئے، چنانچہ آئرش باشندوں کے بہترین ہوا خواہ بحالت موجودہ اس امر کی کوشش کر رہے ہیں کہ زرعی امداد باہمی کے اصول اور عمل کے بارے میں ان کی تعلیم و تربیت کی جائے۔

۴۔ گزشتہ فصلوں میں جو تجاویز بیان کی گئیں وہ سب کی سب جزوی امداد باہمی پر مشتمل ہیں، اور ارکان کو ان کی اساسی صنعتی جدوجہد کے لیے آزادی دیتی ہیں۔ لیکن پیدائش بہ امداد باہمی کی حالت بہت مختلف ہے۔ اس میں کاروباری شخص سے اس کی اہم حیثیت چھین لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مزدور ایکا کر کے کسی نہ کسی طریقے سے، یعنی رقم پس انداز کر کے، قرضہ لیکر یا اعانت حاصل کر کے ابتدائی اصل مہیا کر لیتے ہیں۔ آلات اور کلیں ان کی ذاتی ملک ہوتی ہیں، وہ خود اپنے طور پر اشیائے خام خریدتے، پیداوار فروخت کرتے اور منافعہ کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ خود ہی اپنے منتظم اور آجر ہوتے ہیں؛ اور اگر کاروبار میں کامیاب ہوں تو نہ صرف منافعہ بلکہ معمولی اجرت بھی حاصل کر سکتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود کو اجرتی مزدور کی محتاجانہ حیثیت سے نجات دلا سکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر اس کو بڑے پیمانے پر انجام دیا جائے تو، معاشری حالات اور صنعت کی تنظیم پر اس کا بہت گہرا اثر پڑے گا۔ آجر اصلدار غائب ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے کے طور پر جو تبدیلیاں رونما ہوں گی وہ امداد باہمی کی دوسری شکلوں کی توسیع و اشاعت سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کے مقابلے میں

باب ۱۱
امداد باہمی

بدرجہا زیادہ ہوں گی۔ اگر تقسیم بہ امداد باہمی کو اس کی ممکنہ انتہائی زینے تک ترقی دی جائے تو اس کے معنی محض یہ ہوں گے کہ خوردہ فروش دوکانداروں کی جگہ تنخواہ دار منظموں کی جماعت لے لے۔ لیکن اس قسم کی امداد باہمی کو اب تک ترقی کے ایسے زینے تک نہیں پہنچایا گیا ہے اور نہ آیندہ اس کے پہنچنے کا امکان ہے۔ قرض بہ امداد باہمی کا تعلق جدید صنعتی نظام سے محض سطحی اور جزوی ہے۔ زراعت میں امداد باہمی کے متعدد شعبوں کا مقصد محض آزاد کاشتکار کی مدد کرنا اور اس کی حیثیت کو تقویت دینا ہے نہ کہ اس کا استیصال کرنا اور اس کی جگہ دوسرے کو دینا۔ لیکن پیدائش بہ امداد باہمی پر پوری طرح عمل کیا جائے تو، اس سے معاشری و صنعتی نظام کے نہایت دقیق پہلوؤں کی اصلاح ہو جائے گی۔ اگر اس کو عام طور سے استعمال نہ کیا جائے بلکہ کم از کم امداد باہمی کی دوسری شکلوں کے پیمانے پر ہی استعمال کیا جائے، یعنی اگر اس قسم کی صدہا انجمنیں بن جائیں اور ان کے ارکان کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے وہ ایک مدتک زمانۂ موجودہ و مستقبل کے لیے بہت ہی اہم چیز ہوگی۔

بدقسمتی سے پیدائش بہ امداد باہمی بہت کم وجود رکھتی ہے؛ یا اگر وہ
882 موجود بھی ہے تو صرف ایسی مدتک کہ اس تحریک کو معدوم یا ناآزمودہ نہیں کہا جا سکتا۔ متعدد ملکوں میں اس بارے میں متعدد تجربات عمل میں لائے گئے ہیں۔ عارضی کامیابی کی مثالیں بے شک ملتی ہیں لیکن بحیثیت مجموعی ناکامی ہی ناکامی دکھائی دیتی ہے۔

فرانس کے بارے میں بھی یہ چیز صادق آتی ہے جہاں کامیابی کی مثالیں سب سے زیادہ ملتی ہیں جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے، فرانس میں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امداد باہمی کی دوسری شکلوں کو موافق میدان نہیں ملا؛ لیکن مزدوروں کے اتحاد کے ذریعے سے پیدائش کی آزمائش کرنے کا میلان کم از کم ضرور ظاہر ہوا ہے۔ حکومت نے ان مساعی میں آزادی کے ساتھ مزدوروں کی اعانت کی ہے اور ۱۸۴۸ء کے انقلاب کے بعد سے

باب ۱۱
امداد باہمی

اب تک برابر ان کی امداد قرضوں اور معاہدات کے ذریعے سے کرتی رہی ہے۔
عام طور سے کہا جاتا ہے کہ انجمن ہائے امداد باہمی کے ارکان کے حق میں سرکاری امداد خطرناک ثابت ہوتی ہے؛ اور غالباً یہ صحیح ہے کہ ان ہی امدادی انجمنوں کی کامیابی کا زیادہ قرینہ ہوتا ہے جو اپنے ذاتی اصل اور پس اندازی سے معمولی طریقے پر آغاز کرتی ہیں، اور شروع سے آخر تک کلیتہً اپنی ہی محنت اور کارگزاری پر انحصار کرتی ہیں۔ تاہم فرانس کی بعض سرکاری امداد پانے والی انجمنیں زمانۂ دراز تک کامیابی کے ساتھ چلتی رہی ہیں۔ یہی بات اُن چند انجمنوں پر بھی صادق آتی ہے جو تقسیم منافعہ کے مشہور تجربات عمل میں لائے جانے کے بعد رونما ہوئی ہیں[۱]۔ خواہ ان انجمنوں کی سرکاری امداد ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور خواہ شروع ہی سے ان کا آغاز نفع آور انجمنوں کی حیثیت سے ہوا ہو یا محض تقسیم منافعہ کے فرع و نتیجے کے طور پر وہ رونما ہوئی ہوں، عجیب بات یہ ہے کہ ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے۔ اشتہار و تبلیغ، مواقع یا امداد کا کوئی نقدان نہیں رہا ہے۔ پھر بھی نتیجہ عام صنعت کے مقابلے میں بلکہ امداد باہمی کی دوسری شکلوں کی ترقی کے مقابلے میں بہت ہی حقیر گویا صفر ہے۔

دوسرے ممالک میں بھی پیدائش سے متعلق امدادی انجمنیں بہت ہی معمولی حیثیت رکھتی ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ میں بہت ہی کم انجمنیں استقلال کے ساتھ جمی ہوئی ہیں۔ حال ہی میں ان کو بڑے بڑے تقسیمی ذخائر نے اس طرح سہارا دیا ہے کہ پیداوار خریدنے کے بارے میں امدادی طریق پر پیدائش کرنے والوں کو ترجیح دی۔ اس قسم کی سرپرستی اُس معنی میں لازمی طور سے کمزور کرنے والی نہیں ہوتی جس معنی کہ سرکاری امداد کمزور کرنے والی ہوتی ہے۔ لیکن اس امر سے کہ اس سرپرستی کا خیر مقدم کیا جاتا ہے، بلکہ آخری چارۂ کار کے طور پر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ ثابت

---

[۱] دیکھو باب ۵۹ فصل (۱)۔

ہوتا ہے کہ امدادی پیدائش کے آزادانہ کاروبار کی کامیابی کے توقعات اچھے نہیں ہیں۔ جس وقت تک امداد باہمی کرنے والے ایسی عمدہ چیزیں طیار نہ کریں، اپنی اشیا کی ایسی اچھی قیمت وصول نہ کریں اور اپنے لیے اتنا خاصا منافعہ نہ حاصل کریں کہ انھیں نظر عنایت کی احتیاج باقی نہ رہے بلکہ وہ مساوی شرایط پر اصلداروں سے مقابلہ کریں اس وقت تک کوئی عظیم الشان ترقی نہ ہوگی۔

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ برطانیہ عظمیٰ میں امداد باہمی کے ذخائر خود
888 پیدائش کے میدان میں داخل ہوگئے ہیں۔ بڑی بڑی تھوک کاروبار کرنے والی انجمنوں اور بعض خوردہ کاروبار کرنے والی انفرادی انجمنوں نے اپنے ذاتی کارخانے اور فیکٹریاں کفش سازی، پارچہ بافی، آہنی سامان اور اچار چٹنیاں، مربہ اور بسکٹ بنانے کی غرض سے قائم کرلی ہیں؛ بلکہ انھوں نے لنکا میں چائے کی کاشت کا اور برطانیہ عظمیٰ اور آئرستان میں اپنے طور پر کاشتکاری کا بھی تجربہ کیا ہے، گو موخر الذکر صورت میں کامیابی مشتبہ رہی ہے۔ ان سب کارخانوں کا انتظام امدادی ذخائر کے مقرر کردہ منتظم اور مہتمم کرتے ہیں۔ ان میں کام کرنے والے مزدور اسی طریقے پر اور تقریباً ان ہی شرایط پر اجرت پر رکھے جاتے ہیں جس طرح کہ معمولی خانگی کارخانوں میں ہوتا ہے۔ یہ چیز بدیہی طور سے اصل پیدائش بہ امداد باہمی کے طریق سے بہت ہی مختلف شے ہے، اس لیے کہ موخر الذکر صورت میں مزدور خود اپنی جماعت ہی میں سے منتظموں کا انتخاب کرتے ہیں۔ امدادی ذخائر کے ذیلی کارخانوں کی کامیابی کا باعث بلاشبہ بڑی حد تک یہ واقعہ ہے کہ ان کی پیداوار کی فروخت یقینی ہوتی ہے اور وہ معیاری طریقوں سے معیاری اشیا تیار کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ امر حیرت انگیز ہے کہ متعلقہ مزدوروں نے امدادی انجمنوں کے ذریعے سے یہ راستہ اختیار کرکے تنظیم کی حد تک اس صورت میں کامیابی حاصل کی، جبکہ وہ اس سے زیادہ سیدھا راستہ اختیار کرکے ناکام ہوچکے تھے۔

باب ۱۱

امداد باہمی

پیدائش بہ امداد باہمی کی راہ میں سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ وہ کاروباری شخص کو اس مقام سے ہٹا دیتی ہے جہاں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس طریق کی ناکامی کاروباری قیادت کی اہمیت و کامیابی کا نہ صرف نتیجہ بلکہ ثبوت بھی ہے۔ تیز طبعی، ذہانت، بلند خیالی، قوت فیصلہ، دلیری و ہمت، انتظام و اہتمام کی قوتیں، یہ سب چیزیں کامیاب کاروباری تنظیم کے لیے ضروری ہیں اور یہ بہت کم افراد میں مناسبت کے ساتھ جمع ہوتی ہیں۔ امداد باہمی کا طریق ان قائدین سے بے نیاز نہیں بن سکتا، ان کی امداد و اعانت حاصل کرنا اس کے لیے ناگزیر ہے۔ انفرادی ملکیت اور انفرادی منافعہ کے مہمیز کے مقابلے میں اور کوئی بہتر مہمیز ان کی قوتوں کے پورے استعمال کے لیے دریافت نہیں ہوا ہے۔ بعض اوقات اعلیٰ درجے کے قابل اشخاص امدادی کاروبار کے قائد پائے گئے ہیں جو بے غرضانہ طریق پر اور اپنے ساتھیوں کے لیے کام انجام دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض بڑے بڑے برطانوی ذخائر میں بظاہر یہی ہوتا رہا ہے۔ نیز منافعہ تقسیم کرنے والے بڑے بڑے کارخانوں میں بھی یہی صورت پائی جاتی ہے۔ لیکن یہ سب مستثنیات میں داخل ہیں۔ اکثر اشخاص اپنی قابلیتوں سے انتہائی کام صرف اس صورت میں لیتے ہیں جبکہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے کام کرتے ہیں۔ غالباً ذاتی مفاد کی قوت محرکہ کا ممکنہ بدل کلیتہً مختلف معاشری نظام میں مل سکتا ہے؛ چنانچہ کسی دوسری جگہ اس پر مفصل بحث کی جائے گی۔ 384

امداد باہمی کی آزمایش جب کبھی انفرادیت اور اصلداری کے نظام کے تحت کی گئی ہے تو وہ مطلوبہ قیادت کی اعانت و خدمت حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔

جدید صنعت کی پیچیدگیاں، پیدائش بہ امداد باہمی کو بہت زیادہ دقت طلب بنا دیتی ہیں۔ بڑے پیمانے کا کاروبار، بڑی بڑی کلوں کا استعمال، اور نازک و پیچیدہ عمل ہائے پیدائش اعلیٰ درجے کی قابلیت و ذہانت

باب ۱۱ امداد باہمی

رکھنے والے منتظمین کی ضرورت کو اشد بنا دیتے ہیں۔ ان مقابلۃً سادہ صنعتوں میں بھی جنھوں نے دستکاری کے درجے سے آگے بہت کم ترقی کی ہو (اور واقعہ یہ ہے کہ مختلف شعبوں میں ایسی صنعتوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے) امداد باہمی کی تجویز کارآمد ثابت نہیں ہوئی ہے۔ جہاں تک تقسیم منافعہ کا تعلق ہے وہاں تک اس قسم کے کاروبار میں زیادہ ترقی و کامیابی کی توقع کیجا سکتی ہے؛ لیکن شرکت منافعہ اور پیدائش بہ امداد باہمی میں تجربے سے کوئی واضح علامت اس کی نہیں ملتی کہ صنعت کی نوعیت کی بنا پر کوئی بڑا فرق رونما ہو۔ اگرچہ امداد باہمی سے کام لینے والے ایسی صنعت میں حصہ لیتے ہیں جس میں مقابلۃً کم کلیں درکار ہوتی ہیں اور کسی دقیق و پیچیدہ انتظام کی ضرورت نہیں پڑتی، اور اگرچہ خود ان ہی اشخاص کی صفوں میں کوئی موزون قابلیت والا شخص کوئی چھپا رستم موجود ہوتا ہے، تاہم اس امر کا کوئی یقین نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھی اسی کو خدمت سپرد کریں گے اور اس سے کام لیا جائے گا۔ اس کا قرینہ ہے کہ حسد و رقابت تلون و تذبذب رونما ہو اور جمود طاری ہو جائے؛ اور صنعتی دنیا روز بروز جلسوں کی جمہوریت (یعنی ایسی جمہوریت جس پر جلسوں میں تقریریں کیجاتی ہیں) کے طریقوں سے دور ہٹتی چلی جا رہی ہے۔ قابل آدمی انجام کار اپنے لیے کوئی انتظامی عہدہ تلاش کر لیتا ہے، یا اسی حیثیت سے دوسروں کی ملازمت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر سیدھی سادی صنعتوں میں یہ دقتیں شدید ہیں تو عصر جدید کے کاروبار کی روز افزوں پیچیدگی کے ساتھ ساتھ وہ اور بھی زیادہ شدید ہوتی جاتی ہیں۔

تجربے اور عام استدلال، دونوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس کا کوئی قرینہ نہیں ہے کہ امداد باہمی معاشری نظام میں انقلاب پیدا کر دے۔ ممکن ہے کہ اس کو بعض ایسے ذیلی کاروبار میں جس کو کامیابی کے ساتھ انجام دیا جا چکا ہے بڑی حد تک ترقی ہو لیکن اکثر علمائے معاشیات ایک نسل پیشتر جو توقعات قائم کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ طریق اپنے دور رس ارتقا کی ابتدائی منزل میں ہے اور آیندہ اور بڑھے گا اس قسم کی توقعات اب بہت کم لوگ قائم کرتے ہیں۔ عدم مساوات کو رفع کرنے اور مواقع اور سہولتوں کی توسیع کرنے کے دوسرے طریقے، یعنی محنت کی تنظیم، محنت کے بارے میں وضع آئین و قوانین، سرکاری انتظام و نگرانی کی توسیع، جزوی اشتراکیت یا کامل اشتراکیت وغیرہ، معاشری مصلحین کی توجہ و سرگرمی کا مرکز بن رہے ہیں۔ چنانچہ بظاہر مستقبل ان ہی طریقوں سے نہ کہ امداد باہمی کے طریقوں سے وابستہ معلوم ہوتا ہے۔

باب ۱۱
امداد باہمی

تعلیقات حصۂ ششم

اس حصے کے موضوع پر عام بحث کے لیے دیکھو جے آر کامنس اور جے بی انڈریوز کی کتاب موسوم بہ (Principles of Labour Legislation) کا دوسرا ایڈیشن شایع شدہ سنہ ۱۹۲۰ء متعدد مسائل پر اے سی پیگو کی کتاب موسوم بہ (The Economics of Welfare) شایع شدہ سنہ ۱۹۲۰ء میں بہت پرجوش بحث ہے۔ یچ ہرکنر کی کتاب موسوم بہ (Die Arberterfrage) چھٹا ایڈیشن شایع شدہ سنہ ۱۹۲۰ء اسی میدان پر اصولی لحاظ سے حاوی ہے۔ مزدور سبھاؤں کے بارے میں یس انیڈ بی ویب کی ادق کتاب موسوم بہ (Industrial Democracy) دوسرا ایڈیشن شایع شدہ سنہ ۱۹۲۰ء بہت بلند پایہ رکھتی ہے؛ یہ خالص انگریزی تجربات کے حوالے سے لکھی گئی ہے اور اس میں مزدور سبھاؤں کی موافقت و تائید میں نہایت آزادی کے ساتھ قلم اٹھایا گیا ہے۔ ان ہی مصنفوں کی کتاب موسوم بہ (The History of Trade-Unionism) کا نظر ثانی کردہ دوسرا ایڈیشن سنہ ۱۹۲۰ء میں شایع ہوا، یہ اپنے شعبے کی حد تک نہایت معتبر کتاب ہے۔ امریکہ کی صورت حالات کے بعض پہلوؤں کے متعلق اعلیٰ درجے کی تحقیقات، جے ایچ ہالینڈر اور جی ای بارنٹ کی کتاب موسوم بہ (Studies in American Trade-Unionism) کی شکل میں سنہ ۱۹۰۵ء میں شایع ہوئی۔ ریاستہائے متحدہ کی محنت کی تنظیم کے بارے میں حال میں

باب ۹
امداد باہمی

یہ کتابیں لکھی گئی ہیں:- (۱) (Trade Unionism in the United States)
شایع شدہ ۱۹۱۷ء از آر ایف ہوکسی؛ یہ اصلی اور امتیازی تصنیف ہے۔
(۲) (History of Problems of Organized Labor) از کارل ٹن
شایع شدہ ۱۹۲۰ء۔ جے، آر کامنس کے زیرا وارت ایک کتاب موسوم بہ
(Trade Unionism and Allied Problems) ۱۹۲۱ء میں
شایع ہوئی، جس میں امریکہ کے خاص خاص مسائل کے متعلق منتخب مضامین
جمع کیے گئے ہیں۔ آسٹریلیشیا کے تجربے کے متعلق دیکھو وی، ایس کلارک کی کتاب
موسوم بہ (The Labor Movement in Australasia
شایع شدہ ۱۹۰۶ء اور عمدہ جامع خلاصے دو تحقیقاتی رپورٹوں کی شکل میں
جو آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے بارے میں مرتب کی گئی تھیں اور
نیشنل انڈسٹریل کانفرنس بورڈ کی جانب سے شایع کی گئیں (۱۹۱۹ء و ۱۹۱۹ء)۔
انگلستان میں محنت کی تنظیم کے بارے میں وضع آئین و قوانین کے
متعلق دیکھو بی، یل ہچنس اور اے ہیریسن کی کتاب موسوم بہ
(History of Factory Legislation) شایع شدہ
۱۹۰۳ء۔ جے، رائے کی کتاب موسوم بہ (Eight Hours for Work)
شایع شدہ ۱۸۹۴ء اس تجربے کے بارے میں تاریخ اشاعت تک نہایت
عمدہ اور محققانہ کتاب ہے۔ مزدوروں کے بیمے اور دیگر متعلقہ
مسائل کے بارے میں دیکھو۔ ہچ، آر، سیگر کی مختصر اور عمدہ کتاب موسوم بہ
(Social Insurance: a Program of Social Reform)
شایع شدہ ۱۹۱۰ء۔ مندرجہ ذیل کتابیں اس سے زیادہ تفصیلات اور
معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچاتی ہیں:-
(۱) یل، یف فرانکل اور یم ڈاسن کی کتاب موسوم بہ
(Workingmen's Insurance in Europe شایع شدہ
۱۹۱۰ء (۲) آئی، روبی نو کی کتاب موسوم بہ Social Insurance)
شایع شدہ ۱۹۱۳ء (۳) ڈبلیو ہچ ڈاسن کی کتاب موسوم بہ (Social Insurance in Germany)

باب ۱۱
امداد باہمی

شایع شدہ ۱۹۱۲ء۔ ڈبلیو، ایچ بیورج کی کتاب موسوم بہ (Vnemployment) (تیسرا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۱۲ء) بکمال ہمدردانہ اور محققانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ شرکت منافع اور اس کی مسائل تجاویز کے لیے دیکھو ایک کتاب موسوم بہ (Profit-Sharing) شایع شدہ ۱۹۱۸ء زیر ادارت آر، ای، ہیلمن جس میں متعدد مصنفوں کے مضامین شریک ہیں۔ تحریک امداد باہمی پر نہایت عمدہ عام بحث سی، آر، فے کی کتاب موسوم بہ (Cooperation at Home and Abroad) (دوسرا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۲۰ء) میں ملے گی۔

حصہ ہفتم

معاشی تنظیم کے بعض مسائل

389

باب ۶۲

ریلیں

(۱) ریلیں، جغرافی تقسیم عمل کو ترقی دینے کا ایک آلہ ہیں۔ تا وقتیکہ ان سے آمدنی نہ ہو ان میں مفاد عام نہیں پیدا ہو سکتا۔ (۲) ریلوں کی معاشی خصوصیات؛ عظیم الشان کلیں اور بڑا کارخانہ۔ اس کا نتیجہ، مصارف کی تخفیف۔ اسی وجہ سے مالی نقصان، مالی منفعت سے تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ (۳) مصارف مشترک کا عنصر نہ صرف مقررہ مصارف کے بارے میں بلکہ رواں مصارف کے بارے میں بھی۔ اسباب تجارت اور مسافروں سے ان کے حسب استطاعت کرایہ وصول کرنا؛ کرایۂ باربرداری کی تقسیم۔ (۴) اسباب تجارت اور مسافروں سے ان کے حسب استطاعت کرایہ وصول کرنا حق بجانب اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ریل کے ساز و سامان سے پوری طرح استفادہ کیا جائے۔ (۵) مصارف مشترک کے دوسرے عواقب: شرحوں کی تغیر پذیری، معقول شرح کا فیصلہ کرنے کی دقت۔ (۶) ریاستہائے متحدہ میں مختلف شرحیں۔ مخصوص سامان بھیجنے والوں کے ساتھ رعایت، جو ایک حد تک مخرب اخلاق اور

باب ۱۵ ریلیں

ایک حد تک مقابلے کا نتیجہ ہیں۔ (۷) کرایہ کی معافیاں یا منہائیاں اور ان کے امتناع کے وجوہ۔ امتیازات کو روکنے کے لیے شرحوں کے بارے میں معاہدات اور جتھا بندیاں بطور معاون۔ کرایوں کی تخفیف اور شرح کے معاہدات کے بارے میں ہمارے آئین وقوانین کا تناقض۔ (۸) صنعتی حیثیت سے مستحکم اور گنجان آبادی والے ملک میں مصارفِ مشترک کا اصول، ریل کی شرحوں کو متعین کرنے میں بہت کم اہمیت رکھتا ہے۔ ریلوں کے اجارے کی حیثیت بہت زیادہ اہم ہے۔

۱۔ موجودہ حصے میں بھی ان ہی اساسی مسائل پر بحث کی گئی ہے جیسی کہ پچھلے حصے میں، یعنی عدم مساوات اور اس کو رفع کرنے کے طریقے۔ لیکن اس میں سلطنت اور مزدور کے باہمی تعلق پر اس قدر بحث نہیں کی گئی ہے جس قدر کہ سلطنت اور اصلدار و آجر کے باہمی تعلق پر۔ خانگی کاروباری انتظام کی نگرانی کرنے یا اس کا استیصال کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس کے کیا طریقے ہیں؟

ریل، اہم ترین صنعت ہے، نہ صرف بہ اعتبار عام معاشی نظام پر اپنے اثرات کے بلکہ بہ اعتبار اپنے خاص مسائل کے۔ ریل کسی دوسرے واحد عامل سے زیادہ انیسویں صدی کے نصف دوم کے صنعتی انقلاب کے عمل میں لانے کا باعث ہے۔ اس کی ارزاں نقل وحمل نے دور رس جغرافی تقسیم عمل، پیدائش بر پیمانۂ کبیر، اجارے اور کثیر المقدار منافعہ کو بہت بڑی حد تک ترقی دی۔ ریلوے فی حدِ ذاتہ بہت بڑا پُر جوکھم کاروبار ہے، جس کے پوشیدہ عمل میں اجارے کے حالات کی جانب میلان پایا جاتا ہے؛ خانگی ہاتھوں میں اس کے کامل اقتدار کی صورت اختیار کرلینے کا اندیشہ ہوتا ہے؛ اور وہ بہت شدت کے ساتھ 390
سرکاری نگرانی اور سرکاری تملیک کے مسائل پیش کرتی ہے۔

سرکاری انتظام یا اہتمام کے مسائل پر بحث کرنے سے پیشتر ریلوں کی بعض معاشی خصوصیات کا تجزیہ کرنا مناسب ہے؛ اس لیے کہ بڑے اور

باب ۶۲ ریلیں

زیادہ وقت طلب معاملات پر دانشمندی کے ساتھ بحث کرنے سے پیشتر ان معاملات کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

ریل، اپنی سب سے عام شکل میں، یعنی نقل و حمل کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے، محض ایک آلۂ کار ہے جس کی وساطت سے اشیا زیادہ ارزاں ہو جاتی ہیں؛ اس لیے کہ وہ ایسے مقام سے جہاں وہ سہولت اور فائدے کے ساتھ بنائی جاتی ہیں دوسرے مقام کو منتقل کی جاتی ہیں۔ لوگ عام طور سے اس کو فراموش کر جاتے ہیں کہ تمام ذرائع نقل و حمل محض جغرافی تقسیم عمل کو ترقی دینے کا وسیلہ ہیں۔ محنت کی بہت بڑی مقدار ایسی جد و جہد میں صرف کی جاتی ہے جو محض ذیلی حیثیت رکھتی ہے؛ یعنی جو قوم کی محنت کو زیادہ موثر طریقے پر تقسیم کرنے میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ریاستہائے متحدہ کے انتیس آدمیوں کی ہر جماعت میں سے جو مفید طریقے پر مصروف کار تھے ایک آدمی ریل میں کام کر رہا تھا[1]۔ اسی عدد میں صرف ان اشخاص کی نسبت ظاہر کی گئی ہے جو پٹریوں کے رواں کام میں مصروف تھے اور وہ اشخاص خارج ہیں جنھوں نے ان کی تعمیر میں کام کیا تھا؛ اور ہم عنقریب یہ بیان کریں گے کہ ایسے سابقہ کام کی مقدار، جیسا کہ مشغولہ اصل سے ظاہر ہوتا ہے، غیر معمولی طور سے زیادہ ہے۔ مجموعی ذیلی جد و جہد کا اندازہ کرنے میں ہمیں ان لاکھوں چودھریوں، تاجروں، فروشندوں، محرروں وغیرہ کو بھی شمار کرنا پڑے گا جو نہایت کثیر تعداد میں موجود ہیں اور سب کے سب اشیا کو ایسے مقامات میں طیار کر کے جہاں ان کے مصارف کم پڑتے ہیں دوسرے ایسے مقامات کو منتقل کرنے میں مصروف ہیں جہاں ان کے مصارف پیدائش زیادہ پڑتے ہیں۔ اس محنت کا کوئی جز و مبادلے کو فروغ و ترقی دینے میں اس قدر موثر نہیں ہے جس قدر دخانی ریلوں کے ذریعے سے نقل و حمل کرنے کی محنت۔ گذشتہ زمانے میں پیدائش کی حد تک مقابلتہً بہت ہی خفیف سا فائدہ، جو قلیل فاصلے سے آگے نقل و حمل کرنے کے مصارف سے زائل

[1] ایسے اشخاص کی تعداد جو مفید طریقے پر مصروف کار تھے دو کروڑ ۹ لاکھ تھی؛ اور دخانی ریلوں میں دس لاکھ سے کچھ ہی زیادہ اشخاص کام کر رہے تھے۔

باب ۱۲ ریلیں

ہو جاتا تھا۔ موجودہ زمانے میں صنعت کو ایک مقام یا دوسرے علاقے میں مرتکز کر دینے کے لیے اور اُس علاقے اور دیگر علاقوں کے مابین مبادلے کو بڑے پیمانے پر ترغیب دینے کے لیے کافی ہے۔

اس بدیہی مگر فراموش کردہ واقعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ریلوے معاشی حیثیت سے قوم کے لیے اس وقت تک منفعت بخش نہیں ہوتی جب تک یہ خود اپنے مصارف پورے نہ کر سکے۔ یہ نتیجہ مشترکہ اور عام رائے سے مطابقت نہیں رکھتا۔ بسا اوقات ۳۹۱ یہ کہا جاتا ہے کہ ریلوے یا دوسرا ذریعۂ نقل و حمل خواہ مالکوں کے لیے مفید نہ ہو، قوم کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ اسی طریقے سے بالعموم یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ حکومت کے انتظام کے تحت اگر ریلیں ہوں تو، حکومت ٹھنڈے دل سے مالی نقصان کو برداشت و قبول کر سکتی ہے؛ اس لیے کہ عامۃ الناس کو بحیثیت مجموعی جو فائدہ حاصل ہوا ہے وہ اس نقصان کو زائل کر دیتا ہے۔ اس کے برخلاف جو خیال ظاہر کیا جاتا ہے وہ صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے۔ کسی شے کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانے میں اس وقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک پہلے مقام پر وہ اس قدر ارزاں تیار نہ کی جائے کہ دوسرے مقام تک اس کو پہنچانے کے مصارف برداشت کیے جا سکیں۔ مصارف نقل و حمل برداشت کرنے کی قابلیت ہی باربرداری کے افادے کا معیار اور کسوٹی ہے۔

یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ خاص خاص طبقے اور خاص خاص افراد مصارف سے کم پر نقل و حمل کے ذریعے سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بیسویں صدی کے اوائل میں نیویارک کی ریاست نے نہر ایری[1] کی عظیم الشان توسیع کا کام ایک سو ملین یا اس سے زائد ڈالر کے مصارف سے شروع کیا؛ اور (از روئے دستور رشدید قواعد و ضوابط کے نفاذ کی رو سے) یہ قرار پایا کہ نہر کے استعمال کرنے والوں سے کوئی محصول وصول نہ کیا جائے۔

---

[1] Erie Canal.

باب ۲۷
ریلیں

نہر کے مکمل ہو جانے کے بعد اس کی حالت ایک قدرتی قابل عبور و مرور دریا کی سی ہو جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ شہر نیویارک کو اس کے ذریعے سے آمدورفت زیادہ ہونے لگے گی؛ وہاں کی زمینوں کے مالکوں کو اور بھی زیادہ لگان یا کرایہ وصول ہوگا؛ اور بعض خریداروں کو ارزاں اشیا ملنے کی حد تک فائدہ ہوگا۔ لیکن یہ سوال آزادانہ طور سے کیا جا سکتا ہے کہ جتنی محنت نہر کی تعمیر میں لگی آیا اُس سے قوم کو اس کا پورا معمولی نتیجہ یا ماحصل وصول ہوگا یا نہیں۔ اس کے مفید ہونے کا معیار یہ ہونا چاہیئے کہ آیا نہر کے محصولات، جن سے مصروفہ محنت (اور انتظار) کی قیمت کافی طور سے وصول ہو جائے، اسباب تجارت یا عبور و مرور کرنے والے برداشت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر قسم کے نقل و حمل کو محصول سے معاف رکھنا اور ہر شے کو ہمیشہ ایسے مقام پر ملیا رہونے دینا جہاں وہ سب سے ارزاں تیار کی جا سکتی ہو مناسب و پسندیدہ ہوگا۔ لیکن جس وقت تک نقل و حمل کے ذرایع کی تکمیل محنت و اصل کے صرف پر مبنی ہے اس وقت تک مبادلے سے حقیقی فائدہ صرف اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ صَرف یا خریداری کے مقام پر مجموعی مصارف بشمول مصارف نقل و حمل وصول ہوں۔

بعض اوقات نئے ملک یا نئے علاقے میں ریل کے ذریعے سے راستہ کھولنا جن سے ابتداءً کوئی نفع نہ ہو فائدہ مند ہوگا؛ اور یہی بات نہروں، چھکڑے کی سڑکوں اور دخانی جہازوں کے راستوں پر بھی مساوی طور سے منطبق ہو سکتی ہے۔ یہ صورت نوخیز صنعتوں کی تامین سے مماثلت رکھتی ہے۔
392 بالآخر ریلوں سے نفع ہونا ضروری ہے؛ اگر ابتدائی زمانے کے نقصانات کی تلافی نہ ہوئی تو، ان سے قطعی نقصان ہوگا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاں ریل کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے امداد دی جاتی ہے وہاں امداد، قرضوں کی شکل میں ہونی چاہیئے تاکہ جب کاروبار منفعت بخش حالت پر پہنچ جائے تو، رقم واپس لی جا سکے۔

دوسرے الفاظ میں، صورت حال ان صنعتوں کی حالت سے مختلف ہے

باب ۱۷ ریلیں

جن سے براہ راست افادے حاصل ہوتے ہیں۔ بعض صنعتیں ایسی ہیں جن میں مالی نقصان عوام کے فائدے سے غیر متناقض اور ہم آہنگ ہوتا ہے۔ آبرسانی کا انتظام، بلدیہ ایسے شرایط اور طریقوں سے انجام دے سکتا ہے جن میں مالی نقصان کے باوجود بھی عوام کو حقیقی سہولت اور فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ صحت و صفائی کے اعتبار سے ہی عمدہ پانی کی بافراط رسد رسانی مفید نہیں ہے، بلکہ اس سے دوسرے افادے بھی حاصل ہوتے ہیں؛ اور ان کا اندازہ لازمی طور سے کسی ایسی قیمت سے نہیں ہوسکتا جس کو لوگ ادا کرنے کے واسطے تیار ہوں۔ ڈاک خانے کا انتظام بھی غیر تجارتی اصول پر نہایت معقولیت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے؛ اس لیے کہ اطلاعات و مراسلات کی تقسیم ایسی بیش بہا نعمت ہے جس کی پیمایش اس کی بازاری قیمت سے نہیں ہوسکتی۔ ریاستہائے متحدہ کو کتابوں، رسالوں، جرائد اور اخبارات کے ارزاں نرخ پر نقل و حمل کرنے سے جو مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے وہ لازمی طور سے سرکار کا نقصان شمار نہیں ہوسکتا، اگرچہ اشیائے تجارت کے پارسل پوسٹ سے بھیجنے میں اسی قسم کا جو نقصان یا گھاٹا آئے گا وہ نقصان شمار ہوگا۔

مسافروں کی آمد و رفت، سامان کی نقل و حمل سے کسی قدر مختلف صورت پیش کرتی ہے۔ کچھ مسافروں کی آمد و رفت، سامان کی نقل و حمل کے مقابلے میں افادے اور تسکین پذیری کی منزل سے نسبتاً زیادہ قریب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آمد و رفت کا بیشتر حصہ نقل و حمل کے مثل تقسیم عمل کا محض ایک پہلو ہے؛ مثلاً جیسے لوگوں کا اپنے کاروبار کے مقامات سے جانا آنا۔ صرف تفریحی سفر ہی صارفوں کا افادہ ہے۔ غیر تجارتی اصول کی بنیاد پر مسافروں کی آمد و رفت کا انتظام کرنے کی واحد معقول بنیاد، محنت کی ممکنہ عدم نقل پذیری یا آبادی کی گنجانی میں ملتی ہے۔ یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ گنجان آبادی کے حالات کے تحت ریل کے کرایہ کو کم رکھنا قوم کے لیے حقیقی طور سے مفید ہوگا جس کی پیمایش اس چیز سے نہیں ہوسکتی جسے افراد

باب ۱۲ ب
ریلیں

ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔

۲۔ ریلوں کی دو نمایاں خصوصیات ہیں، لیکن یہ ایسی نہیں ہیں کہ ان کی بنا پر ریلیں آخری ترکیب میں دوسری صنعتوں سے بہ لحاظ نوعیت مختلف ہو جائیں، لیکن بہ لحاظ مدارج وہ اتنی بڑی اور اہم ضرور ہیں کہ ان کی بنا پر ریلوں کے مسائل کو خاص طغرائے امتیاز حاصل ہو گیا ہے۔ پہلی خصوصیت کلوں اور کارخانوں کی عظمت و وسعت ہے؛ اور دوسری خصوصیت یہ واقعہ ہے کہ کاروبار زیادہ تر مصارف مشترک سے انجام دیا جاتا ہے۔ سرکاری انتظام کے
393 مسائل کی حد تک ان دونوں نتائج و عواقب اہم ہیں۔

ریل کی کلیں اور اس کا ساز و سامان قطعی طور سے بہت بڑا ہوتا ہے؛ لیکن موجودہ استدلال کے لیے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ماحصل رواں کے مقابلے میں بھی یہ کلیں اور ساز و سامان نسبتاً بڑا ہے کلوں اور کارخانوں میں جتنا اصل کھپتا ہے اس کے مقابلے میں ماحصل کی مقدار یعنی مجموعی خام آمدنی بہت ہی قلیل یعنی بقدر $\frac{1}{5}$ یا $\frac{1}{10}$ ہوتی ہے۔ جب مصنوعات تیار کرنے والے ایسے کارخانے کو کثیر المقدار اصل قایم کا مرکز شغل خیال کیا جاتا ہے جس کی کلوں کی قیمت سالانہ پیداوار کی قیمت کے مساوی ہو تو، ریلوے کو کتنا بڑا مرکز خیال کیا جائے گا، جہاں سالانہ پیداوار کی قیمت کی پانچ گونہ یا دس گونہ قیمت کی کلیں مصروف کار رہتی ہیں!

جب کلیں وسیع پیمانے پر استعمال کی جاتی ہیں تو ان کے استعمال میں بہت بڑی حد تک لچک ہوتی ہے، اور آمد و رفت فی اکائی کے حساب سے مصارف میں کمی کا میلان ہوتا ہے۔ جب ریل ایک مرتبہ تعمیر ہو جاتی ہے تو، ریل کا راستہ اور دوسرا مستقل ساز و سامان بہت زمانے تک اور بڑے پیمانے پر کام دیتا رہے گا، خواہ آمد و رفت کم ہو یا زیادہ گو آمد و رفت کی زیادتی کے معنی یہ ہوں گے کہ کلوں کو چلانے کے مصارف میں کچھ اضافہ ہو جائے (اور غالباً اس صورت میں بھی یہ اضافہ متناسب نہ ہوگا)، تاہم یہ اضافہ بالعموم کلوں میں اضافہ کا طالب نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے واقعہ یہ ہے کہ

باب ۲۲
ریلیں

بحیثیت مجموعی آمد و رفت کی حد تک فی اکائی مصارف کم پڑیں گے۔ لیکن حقیقت میں یہ بات صرف اُس وقت تک صادق آئے گی جب تک مستقل ساز و سامان، آمد و رفت میں توسیع کرنے کے لیے کفایت کرتا رہے۔ اگر توسیع کا عمل مسلسل جاری رہے تو، ایسی نوبت آجاتی ہے جہاں کلیں پوری طرح مکتفی نہیں ہو سکتیں۔ ممکن ہے کہ اکہری پٹری کی بجائے دہری پٹری ڈالنی پڑے اور دہری کی بجائے چوہری پٹری بنائی جائے اور اس کے ساتھ اسٹیشنوں، ان کے لوازم اور ریلوں کے منتہیٰ کی سہولتوں کو وسیع کیا جائے۔ اس صورت میں ریلوے کے مینجر کا کام اور ذمہ داری بالعموم بہت بڑھ جاتی ہے۔ کلوں میں اضافۂ عظیم اور سریع توسیع کرنے کی ضرورت پڑے گی، اس کے برعکس گو قدیم کلیں کثیر آمد و رفت کے لیے پوری طرح مکتفی نہ ہوں گی، پھر بھی آمد و رفت اس قدر سرعت کے ساتھ نہیں بڑھتی کہ اس کی بنا پر توسیع یافتہ کلوں سے پوری طرح کام لیے جانے اور ان سے اطمینان بخش آمدنی وصول ہونے کا یقین ہو جائے۔ جب ریلوے کے قدیم ساز و سامان سے حد سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور نئے سامان کا اضافہ کیا جاتا ہے تو کچھ زمانے تک نئے ساز و سامان کی وسعت کے اعتبار سے آمد و رفت نہیں بڑھتی۔ اس قسم کا آزمائشی عبوری دور اس وقت سب سے زیادہ نمایاں ہوتا ہے جبکہ ریلیں اکہری پٹری کی بجائے دوہری پٹریوں پر چلنے لگتی ہیں؛ پھر بھی یہ دور اپنے آپ کو تقریباً اسی طریقے سے اس صورت میں بھی ظاہر کرتا ہے جبکہ گنجان آبادی والے اور کثیر آمد و رفت والے علاقوں میں دوہری پٹریوں یا چوہری پٹریوں کا راستہ تیار ہو چکنے کے بعد کثیر التعداد نئی سہولتیں مطلوب ہوں۔

ان سب تبدیلیوں کے زمانے میں اور ان تمام بے قاعدگیوں کے ساتھ جو آمد و رفت کی تدریجی ترقی سے اور ناگہانی طور سے گاہ گاہ کلوں میں اضافہ کرنے سے رونما ہوتی ہیں، آمد و رفت کی ہر اکائی کے مصارف میں تخفیف ہونے کا میلان پایا جاتا ہے؛ دوسرے الفاظ میں تکثیر حاصل کا میلان ہوتا ہے۔ اگر دوہری پٹری کی سڑک پر اچھی خاصی آمد و رفت ہو تو اُس پر

باب ۱۲ب
ریلیں

ایک پٹری کے مقابلے میں مسافروں اور سامان کی نقل وحمل نسبتۃً بہت ارزاں ہوسکتی ہے؛ اور چوہری پٹریوں کی سڑک دوہری پٹری کی سڑک کے مقابلے میں زیادہ ارزاں ہوگی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ایک ہی فاصلے کو طے کرنے کے لیے اکہری پٹری کی دو الگ الگ سڑکیں ہوں تو یہ قوم کے ذرایع کی تضییع ہے؛ اس کے برعکس اگر ایک ہی سڑک دوہری پٹری کی ہو تو اس سے زیادہ بہتر ہے؛ وقس علیٰ ہذا۔ علاوہ ازیں یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ریلوں کا جال نہایت کفایت شعارانہ طریقے پر بچھانے کے طریقوں کو ارتکاز اور اجارے سے فروغ ہوتا ہے۔

ریل کا پلانٹ بڑا ہونے کا ایک اہم نتیجہ یہ ہے کہ مالی نقصان سے مالی کامیابی کی جانب عام طور سے دفعتۃً تغیر واقع ہوتی ہے۔ یہ صورت خاصکر سرعت سے ترقی کرنے والی قوموں میں رونما ہوتی ہے۔ جب لائن پہلی دفعہ بنائی جاتی ہے تو ممکن ہے کہ آمدورفت اس قدر کثیر نہ ہو جس سے ریل چلانا منفعت بخش ثابت ہو۔ آمدورفت میں بتدریج اضافہ ہوتا ہے، اور اس زائد نقل وحمل کو بھی وہ موجودہ کلوں کے ذریعے سے اور چلانے کے مصارف کو بڑی حد تک غیر متبدل رکھ کر انجام دینے کے قابل ہوتی ہے۔ اس طرح ایسی نوبت آجاتی ہے جس میں آمدورفت اور اس کی آمدنی اتنی ہوجاتی ہے کہ منافعہ وصول ہونے لگے، گو اس سے کچھ پیشتر جبکہ آمدورفت کسی قدر کم ہوتی تھی مصروفہ اصل سے بہت کم آمدنی ہوتی تھی یا بالکل نہ ہوتی تھی۔ آمدنی میں دفعتۃً تبدیلی رونما ہوتی اور اسی کے ساتھ ریلوں کے تمسکات کی بازاری قیمت میں خاصا تغیر ہوجاتا ہے۔ انھیں وجوہ سے عام کاروباری جدوجہد کے تغیرات ریلوں پر خاص اثر ڈالتے ہیں۔ کساد بازاری اور آمدورفت کی کمی کے زمانے میں ریلیں اپنے کثیر المقدار مصروفہ اصل کو کسی طرح نہیں گھٹا سکتیں اور ان مصارف میں بہت کم تخفیف کرسکتی ہیں؛ کاروبار اور آمدورفت کی سرگرمی کے احیاد کے زمانے میں ان کی آمدنی بڑھ جاتی ہے، اور اس کے بالمقابل مصارف میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نئے ملکوں میں یا ایسے علاقوں میں جو کاروباری حالات کے تغیرات کے

باب ۱۴
ریلیں

بڑی حد تک تابع ہوں، ریلیں اور ریلوں کے تمسکات دور بین اور تیز طبع اشخاص کو تخمین، تخمینی شغل اور کثیر منافعہ حاصل کرنے کا خاص موقع پیش کرتے ہیں۔ دوسرے کسی ملک کے مقابلے میں ریاستہائے متحدہ میں ایسے حالات زیادہ نمایاں طور سے موجود ہیں، چنانچہ اس ملک میں ریلوں سے جو عظیم المقدار دولت حاصل کی گئی اس کا سبب بڑی حد تک یہی رہا ہے۔ بعض اوقات ابتدائی شغل اصل کرنے والوں یعنی ریلوں کی "تعمیر کرنے والوں" کو کثیر المقدار منافعہ محض نفع نقصان دونوں صورتوں میں انتظار کرنے سے وصول ہوا، یہاں تک کہ آمد و رفت کی ترقی نے ان کے کاروبار کو منفعت بخش بنا دیا۔ اسی طرح جن لوگوں نے عدم تیقن کے درمیانی دور میں ریلوں کا انتظام خرید لیا ان کو بھی نقصان کے بعد بہت جلد کثیر منافعہ ہونے لگا۔ 895

۳۔ دوسری خصوصیت، جو اپنے نتائج کے اعتبار سے کچھ کم اہم نہیں ہے، ریلوں کے اخراجات میں مشترک مصارف کا عنصر ہے، جو بڑی حد تک پہلی خصوصیت کا نتیجہ ہے۔ جب مختلف قسم کی پیداواروں کے لیے کوئی بڑی کل استعمال کی جاتی ہے تو، اس حد تک حالت پیدائش بر مصارف مشترک کی رہے گی۔ چنانچہ یہی حال ریلوں کا ہے۔ ریل کی ایک ہی مقررہ پٹری مسافروں اور مال کے لیے اور مختلف قسم کے مسافروں اور مال کے لیے استعمال کیجاتی ہے۔ اگر کلوں اور ساز و سامان کا خرچ ہی اس خدمت کو انجام دینے کا واحد خرچ ہو تو، یہ کامل طور سے مصارف مشترک کی صورت ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ ریل چلانے کے مصارف اس کے ماسوا ہوں گے۔ لیکن کلوں اور ساز و سامان کا خرچ، جس کی نمایندگی زیادہ تر مصروفہ اصل کے سود سے ہوتی ہے، بالعموم مجموعی مصارف نقل و حمل کا غیر معمولی طور سے بڑا جزو ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، اصل کا سود، ان مصارف کا غیر معمولی طور سے بڑا جزو ہوتا ہے جن کا وصول کرنا پٹری تعمیر کرنے کی صورت میں ضروری ہے۔ اس حد تک مصارف مشترک کے اصول کا اطلاق ممکن ہے۔

باب ۱۲

ریلیں

لیکن ریل چلانے کے اخراجات بھی بڑی حد تک مصارف مشترک کی نمایندگی کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اخراجات آمد و رفت کے انتظام کے لیے بحیثیت مجموعی عائد ہوتے ہیں، اور خواہ آمد و رفت کی انفرادی مدوں کو پورا کیا جائے یا نہ کیا جائے، ان کا عائد ہونا ضروری ہے۔ یہی حالت بدیہی طور سے پٹری کے قیام و انتظام کے کثیر مصارف کی ہوتی ہے۔ ریل کی پٹری کا معائنہ کرتے رہنا، اس کو اچھی حالت میں رکھنا، اور موسم و استعمال کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے ترمیم و درستی کرتے رہنا ضروری ہے، اور خواہ کسی نہ کسی قسم کی آمد و رفت کم ہو یا زیادہ ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بہرصورت حفاظتی ساز و سامان کا موجود رکھنا بھی ضروری ہے۔ اسٹیشن کے اکثر مصارف، خاصکر چھوٹے مقامات پر، مقررہ رہتے ہیں، خواہ کاروبار زیادہ ہو یا کم۔ یہی حال صدر دفتر اور عام انتظامی مصارف کا ہے۔ مثلاً ان مصارف سے مسافروں اور مال دونوں کی خدمت مساوی طور سے کیجا سکتی ہے، اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں سے کسی کے لیے خاص طور سے عائد ہوتے ہیں یا یہ کہ ان دونوں کے مصارف کو الگ کرنا ممکن ہے۔ ریل چلانے کیا جملہ مصارف میں سے کم از کم نصف کو آمد و رفت کی کسی قسم کی مد سے مخصوص نہیں کیا جا سکتا اور اس طرح وہ مصارف مشترک شمار ہو سکتے ہیں۔

مصارف کی ان مدوں کے لیے بھی جو آمد و رفت کے لیے بحیثیت مجموعی مشترک نہیں ہوتیں، بالعموم آمد و رفت کے بڑے حصے کے لیے مصارف مشترک کا عنصر موجود ہوتا ہے۔ مصارف رواں جو بالکلیہ مشترک نہیں ہوتے، چلتی ٹرینوں کی
396 تعداد اور ان کے طے کردہ فاصلوں کے مطابق بڑی حد تک مختلف ہوتے ہیں، دوسرے الفاظ میں ٹرین کے طے کردہ میلوں کے مطابق ان میں تغیر ہوتا ہے۔ ٹرین کے ہر میل کے طے کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس حد تک اجرت اور ایندھن خرچ ہو اور پٹریاں اور گردان اثاثہ فرسودہ ہو جائے۔ لیکن ہر ٹرین میں دس یا تیس ڈبے یا کار ہو سکتی ہیں، اور یہ ڈبے بھرے ہوئے یا خالی ہو سکتے ہیں۔ ٹرین کے طے کردہ میل اور اس مسافت کو طے کرنے کے مصارف تقریباً

باب ۱۲ ریلیں

مقررہ رہیں گے، خواہ ٹرین لانبی ہو یا چھوٹی، خالی ہو یا بھری ہوئی؛ لیکن اس کا اٹھایا ہوا بوجھ بہ لحاظ ٹن بہت مختلف ہوگا۔ ریل چلانے کا اساسی کلیہ یہ ہے کہ ہر ٹرین میں ٹھیک اتنے ہی ڈبے ہونے چاہئیں جتنوں کا بوجھ انجن کھینچ سکے، اور یہ کہ ہر ڈبے کو اس کی پوری صلاحیت کے مطابق بار کرنا چاہئے۔ لیکن گردشی اثاثہ سے بیشترین استفادہ کرنے کا یہ معیار، یعنی ٹرین کے میلوں پر وزن کے میلوں کو منطبق کرنے کا معیار، ناممکن الحصول ہے۔ بعض ٹرینیں ناگزیر طور سے چھوٹی ہوتی ہیں، خاصکر مقامی بوجھ ڈھونے والی ٹرینیں اور بعض ڈبے خالی یا آدھے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہر ٹرین کے لیے فی حد ذاتہ ایک طرح کے مصارف ہوتے ہیں، اور جو کچھ بوجھ وہ ڈھوے اس حد تک وہ مشترک ہوتے ہیں۔

یہی صورت حال زیادہ بدیہی طور سے مسافر گاڑیوں میں موجود ہوتی ہے۔ ان کے مصارف بالکلیہ مقررہ ہوتے ہیں خواہ گاڑیاں بھری ہوئی ہوں یا خالی، خواہ ان میں ڈبوں کی بیشترین تعداد ہو جنھیں انجن کھینچ سکتا ہو یا محض اس تعداد کی نصف یا ایک ثلث۔ یہ سچ ہے کہ اگر آمد و رفت میں بہت کثیر اضافہ ہو جائے تو، اس کی وجہ سے مسافر گاڑیوں کے طے کردہ میلوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن مسافروں اور آمدنی کے اضافے کا بہت بڑا حصہ ممکن ہے کہ زائد ٹرین کے میلوں کے بغیر یعنی مصارف کے معقول فرق کے بغیر رونما ہو۔ میل ڈبہ، تفریحی ڈبہ، سونے کا ڈبہ اور خانگی ڈبہ اگر باقاعدہ مسافر گاڑی سے ملحق کر دیا جائے تو، اس سے کوئی زائد مصارف عائد نہیں ہوتے؛ پوری ٹرین ایک ہی مشترک خرچ سے چلائی جا سکتی ہے۔ یورپ کی ریلوں میں، درجۂ اول، درجۂ دوم اور درجۂ سوم کے ڈبے بالعموم ایک ہی ٹرین کے اجزائے ترکیبی ہوتے ہیں اور پوری ٹرین کو چلانے کے مصارف بحیثیت مجموعی مشترک ہوتے ہیں۔ مسافروں کی مختلف جماعتوں میں مصارف کی تقسیم ایک حد تک افادے یا طلب کی اس بنیاد پر قائم ہوتی ہے جو جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، مشترک مصارف کی صورت میں حاوی رہتی ہے[1]۔

[1] دیکھو باب ۱۲ فصل (۱) جلد یکم۔

باب ۶۲
ریلیں

مصارف مشترک کا اصول "اُسی قدر کرایہ عائد کرنا جس کے عبور و مرور کرنے والے متحمل ہوں" کے اُس عمل کی تہ میں مضمر ہے جس کے متعلق بہت کچھ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مذکورۂ بالا فقرہ ریلوے شرحوں کے دوسرے اور بہت ہی
مختلف پہلو، یعنی ان کی اجارے کی سی نوعیت، کو بھی بیان کرتا ہے، چنانچہ آیندہ باب میں 397
اس کے متعلق مفصل بحث کی جائے گی۔ لیکن اس فقرے کو جس طرح استعمال کیا جاتا ہے اس کے لحاظ سے وہ اس بدیہی ناکامی کی جانب اشارہ کرتا ہے جو ریلوں کی شرحوں کو مصارف پیدایش سے مطابقت حاصل کرنے میں ہوتی ہے؛ اس لحاظ سے وہ ایک حد تک تشریح کا محتاج ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ آمد و رفت کے انتظام کی کوئی مد اُن مصارف سے کم کرایہ پر انجام نہیں دی جائے گی جو اس کو انجام دینے کے لیے فی حد ذاتہ ضروری ہوں۔ لیکن اس قلیل جداگانہ صرفے سے اوپر مصارف مشترک کی کثیر مقدار ہوتی ہے؛ اور ان مصارف مشترک کو کسی نہ کسی طرح واپس وصول کرنا ضروری ہے، ورنہ ریلیں تعمیر ہی نہ کی جائیں گی۔ آمد و رفت کی بعض مدیں دوسری مدوں کے مقابلے میں زیادہ کرایہ کا بھاری بوجھ برداشت کر سکتی ہیں؛ یعنی خواہ مصارف نقل و حمل زیادہ ہی کیوں نہ ہوں، آمد و رفت کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ دوسری مدیں صرف ادنیٰ کرایہ برداشت کر سکتی ہیں؛ یعنی تاوقتیکہ کرایہ کم نہ ہو نقل و حمل کا سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا۔ موخر الذکر شرح کے مقابلے میں اول الذکر شرح سے مصارف مشترک زیادہ مقدار میں وصول کیے جا سکتے ہیں۔ کرایہ نقل و حمل کی تقسیم و تبویب، یعنی اشیا کی چند قسموں میں ترتیب، اور بعض اشیا پر دوسری اشیا کے مقابلے میں وزن کی فی اکائی کے حساب سے زیادہ شرح لیے جانے کی یہی بڑی توجیہ و تشریح ہے۔
تمام ملکوں کی ریلیں، خواہ وہ سرکاری انتظام کے تحت ہوں یا خانگی انتظام کے تحت، وزن کی فی اکائی کے حساب سے زیادہ قیمت رکھنے والی اشیا کے مقابلے میں بڑی جسامت رکھنے والی کم قیمت اشیا پر عادۃً بحساب فی ٹن فی میل کم کرایہ وصول کرتی ہیں۔ اس طرح کوئلہ، کچھ دھاتیں،

باب ۱۲ ریلیں

اور لکڑی ادنیٰ قسم کی اشیا ہیں جن پر شرحیں مقابلتاً ادنیٰ لی جاتی ہیں؛ پارچہ جات، غلّہ اور کرانہ وغیرہ "اعلیٰ درجے کی" اشیا ہیں اور ان پر اعلیٰ شرحیں لیجاتی ہیں۔ کوئلہ، کچی دھات اور لکڑی نقل وحمل کے لیے اس وقت تک پیش نہ کی جائے گی جب تک بازبرداری کا کرایہ کم نہ ہو، نقل وحمل کے خواہشمند اس سے زیادہ باربرداشت نہیں کرسکتے۔ لیکن کرایہ مقابلتاً زیادہ ہونے کی صورت میں بھی پارچہ جات اور کرانہ وغیرہ نقل وحمل کے لیے پیش کیے جاسکتے ہیں، ان کی نقل وحمل زیادہ کرایہ برداشت کرسکتی ہے۔ پس پارچہ جات اور کرانہ، کوئلہ اور لکڑی کے مقابلے میں عام یا مشترک مصارف وصول کرنے میں زیادہ معین ہوسکتے ہیں۔ ریلوے کی اصطلاح میں ایک کے مقابلے میں دوسرے سے زیادہ منافعہ حاصل ہوتا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ قابل انفکاک مصارف کے مقابلے میں آمدنی کی زیادتی کثیر ہوتی ہے۔ جہاں دونوں قسم کی اشیا ایک ہی ٹرین پر ڈھوی جاتی ہیں وہاں، دونوں کے لیے الگ الگ قابل انفکاک مصارف ہی نہیں ہوتے۔ سامان اتارنے اور چڑھانے کی مدوں سے قطع نظر کرتے ہوئے تمام مصارف مشترک ہوتے ہیں اور مصارف مشترک کا اصول پوری طرح کارفرما رہتا ہے۔

۴۔ معاشی مظاہر کی تشریح کرنا اور اس کو حق بجانب قرار دینا، دونوں ایک ہی شے نہیں ہیں۔ لوگ ہمیشہ ان دونوں چیزوں کو ایک دوسرے سے خلط ملط کردیتے ہیں؛ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ معاشیات دان یہ بتاتا ہے کہ مقررہ نتیجہ کس طرح رونما ہوتا ہے، اس لیے اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہی صحیح نتیجہ ہے۔ اس امر سے کہ اصول مصارف مشترک بڑی حد تک اس عمل کی تشریح وتاویل کرتا ہے کہ نقل وحمل کے لیے سامان دینے والے جتنے بار کے متحمل ہوں اتنا ہی کرایہ وصول کیا جائے اس کے حق بجانب ہونے کا ثبوت ثابت نہیں ہوتا۔

معقولیت اور انصاف کے بارے میں، ایسے اشخاص جنھیں ریلوے کے معاملات کی جانب توجہ کرنے کا موقع ملا لیکن عام معاشیات میں مجبور نہیں سے ہے بہت کچھ مبہم رائے زنی کرتے ہیں، مثلاً ریلوے کے

باب ۱۲ ریلیں

منیجر جو، اور شرح کے ضوابط کے نفاذ سے تعلق رکھنے والے سرکاری عہدہ دار یہ لوگ بالعموم اس طرح سے گفتگو کرتے ہیں کہ گویا بیش قدر شے پر اعلیٰ شرح کرایہ وصول کرنا نہ صرف بدیہی طور سے بلکہ حقیقی طور سے بھی حق بجانب ہے۔ اس امر کا اقبال کرنا ضروری ہے کہ بعض تربیت یافتہ معاشیات دانوں نے بھی ایسے ہی مبہم طریقے پر خیالات کا اظہار کیا ہے۔ پھر بھی کوئی شخص اس قسم کے خیالات کا اطلاق بار برداری کے خچر یا بہ جھگڑے کے ذریعے سے نقل و حمل کرنے پر نہ کرے گا؛ اس صورت میں کرایہ (مصارف بیمہ وغیرہ کے علاوہ) وہی مقررہ ہوتا ہے، خواہ اشیا ریشمی پارچے اور قیمتی دھات ہوں یا کوئلہ اور اینٹ۔ چونکہ لوگ ریلوں کی شرحوں کو مقرر کرنے کے مختلف طریقے کے خوگر ہو چکے ہیں؛ لہٰذا وہ اس کو مبنی بر انصاف خیال کرتے ہیں؛ اس لیے کہ معمولی اور بندھے ہوئے نظام اشیا کو وہ عام طور سے موزوں و منصفانہ خیال کرتے ہیں۔

نقل و حمل اور آمد و رفت جتنے بار کی متحمل ہو اتنا ہی بار عائد کرنے کے خیال کو ایک اور اصول کی بنیاد پر حق بجانب ثابت کرنا چاہیے؛ یعنی یہ کہ بار، ریلوے کے انتہائی استفادے کی راہ میں حائل نہ ہو۔ یکساں شرح کی تجویز کے مقابلے میں اس تجویز کی رو سے قوم زیادہ افادہ اور خدمت حاصل کرتی ہے۔ اگر سب شرحیں یکساں محصول کے اصول پر رکھی جائیں؛ اور ہر قسم کے سامان کو ایک میل لے جانے کی شرح فی ٹن مقررہ ہو، یعنی نام نہاد قدرتی شرحوں کا نظام تو، بڑی جسامت کی اشیا کے لیے موجودہ کے مقابلے میں زیادہ شرح ادا کرنی پڑے گی، اور چھوٹی جسامت کی مگر بیش قیمت اشیا کے لیے کم ادا کرنی پڑے گی۔ لیکن تخفیف شرح کی وجہ سے بیش خرچ سامان زیادہ نہ بھجوایا جائے گا، اور اس کے برعکس بڑی جسامت کی اشیا اعلیٰ شرحوں کی وجہ سے نقل و حمل کے لیے بہت کم مقدار میں بھیجی جائیں گی؛ بڑی جسامت کی اشیا کو کثیر مقدار میں منتقل ہونے دینے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ان کی نقل و حمل ادنیٰ شرح سے انجام دی جائے؛ یہاں پھر ایک ایسی مثال پیش کرنا جس سے ناظرین بخوبی واقف ہیں، ناموزوں نہ ہوگا؛

باب ۶۲ ریلیں

اور وہ یہ کہ تخم پنبہ کو فروخت کرنے کا واحد طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی ایسی قیمت تجویز کی جائے جو ریشہ و پنبہ کی قیمت کے مقابلے میں کم ہو۔ بڑی جسامت کی اشیا کو منتقل کرنے میں جو اخراجات عائد ہوتے ہیں وہ کسی طرح بھی عائد ہوں گے؛ چنانچہ ریلوں کی تعمیر میں یا اس کے چلانے میں جو عام یا مشترک مصارف ہوں گے ان میں یہ مصارف شریک ہیں۔ اس تمام محنت اور مصارف سے پوری طرح استفادہ کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ شرحیں ایسے طریقے سے معین کی جائیں کہ نقل و حمل جاری رہ سکے۔ 399

محنت کی جغرافی تقسیم، ریلوں کے ذریعے سے خود ان ہی اشیا کی پیدائش سے بہت متاثر ہوئی ہے جو اپنی قیمت کے مقابلے میں زیادہ جسامت اور وزن رکھتی ہیں، مثلاً کوئلہ، کچ دھات، لکڑی وغیرہ۔ کم شرح پر ان کی نقل و حمل وسیع پیمانے پر ہوئے بغیر صنعت جدید کی عظیم الشان ترقی رونما ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ نقل و حمل جتنے بار کی متحمل ہو اتنا عائد کرنے کے عام عمل کے ذریعے سے ریلوے کے پلانٹ سے اس کے سب سے دوررس نتائج حاصل کیے گئے ہیں۔

۵۔ اصول مصارف مشترک کے بعض دوسرے عواقب کی بہت بڑی اہمیت رہی ہے اور اب بھی ہے۔

ریلوے کی شرحیں لازمی طور سے لچکیلی ہوتی ہیں۔ خواہ شرحیں بحیثیت مجموعی اس طرح مقرر کی جائیں کہ مجموعی مصارف ان سے وصول ہو جائیں، پھر بھی کسی مقررہ شرح اور مقررہ مصارف نقل و حمل کے مابین کوئی واضح تعلق نہیں ہوتا۔ مصارف خدمت کے صحیح پیمانے کی عدم موجودگی اس امر کو بظاہر حق بجانب قرار دیتی ہے کہ ہر قسم کے حقیقی یا مفروضہ منافعے کے مطابق کرایہ متعین کیا جائے، اگرچہ بہرصورت یہ لفظاً ہر بے قاعدہ بات ہوگی۔ جہاں حکومتیں ریلوں کا انتظام کرتی ہیں وہاں اس کی عدم موجودگی، ان بنیادوں کے مقابلے میں جو براہ راست نقل و حمل سے متعلق ہوتی ہیں، دوسری بنیادوں پر شرحیں مقرر کرنے کی جانب بآسانی رہبری کرتی ہے۔

باب ۱۳ ریلیں

مثلاً تاجرانہ خیالات کے مطابق جو اس قدر مروج ہیں، یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ درآمد مذموم ہے اور اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے، اس کے برعکس برآمد منفعت بخش ہے اور اس کو فروغ دینا چاہیئے؛ یہ ایسا خیال ہے جو قدرتی طور سے درآمد کردہ اشیا پر اعلیٰ شرح لگانے اور برآمد کردہ اشیا پر ادنیٰ شرحیں عائد کرنے کی جانب رہبری کرتا ہے۔ اگر برآمد شدنی اشیائی نقل و حمل کم شرحوں پر کرنے میں نمایاں مالی نقصان ہو تو حکومتیں خاص طور سے ادنیٰ شرحیں منظور کرنے میں اتنا ہی پس و پیش کریں گی جتنا کہ برآمد پر براہ راست مالی امداد منظور کرنے میں۔ جب ریلوے کی کسی خاص شرح سے براہ راست مالی نقصان ثابت نہیں کیا جا سکتا تو مالی نفع یا مالی نقصان کا مسئلہ نمایاں نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں ادنیٰ شرحیں جو خاص قسم کی اشیا یا مقررہ مقام کے موافق ہوتی ہیں اسی طریقے سے بآسانی مقرر کی جا سکتی ہیں، اور اسی طریقے سے شرح سازی کے عام طریقوں کے بظاہر مطابق ہو سکتی ہیں۔ ریل کے کرایوں کو منصفانہ اور مناسب بنیاد پر منظم کرنا، جیسا کہ ریل کے انتظام میں حکومت کا مقصد ہوتا ہے، خاص طور سے دقت طلب اور پیچیدہ کام ہے۔

400 ایسی ہی دقت بلاشبہ اس وقت بھی رونما ہوتی ہے جبکہ حکومت خواہ وہ خود ریلوں کا انتظام نہ کرے، خانگی انجمنوں کی شرحوں کو معین کرتی ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ کی حکومت اپنی نگرانی بین الریاستی آمد و رفت کے معاملے میں ہی کرتی ہے۔ ۱۸۸۷ء کے بین الریاستی تجارتی قانون[1] میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ شرحیں "معقول و منصفانہ" ہوں گی۔ شرحوں میں معقولیت کا پیمانہ یا معیار کیا ہے؟ شرحوں کی عام سطح کے بارے میں اس سوال کا جواب دینا مشکل نہیں ہے۔ شرحیں بحیثیت مجموعی اس سے زیادہ نہ ہونی چاہئیں جتنی کہ ریلوں کے مصارف اصل پر معمولی آمدنی وصول کرنے کے لیے کفایت کریں؛ یہاں معمولی آمدنی کے معنی یہ لیے گئے ہیں کہ اس میں نہ صرف سود شامل ہوتا ہے،

[1] The Interstate Commerce Act

باب ۲۳ ریلیں

بلکہ اس کے علاوہ کچھ اور بھی شامل ہوتا ہے جس کو خطرے اور اصابت رائے کا معاوضہ کہا جاتا ہے۔ گو ایسی شرح آمدنی کا قطعی طور سے صحیح تصفیہ ممکن العمل نہ ہو، تاہم اس کے لگ بھگ کوئی شرح قایم کی جا سکتی ہے، مثلاً ۶ فی صدیا ۵ فی صدیا اسی قسم کی کوئی اور شرح۔ لیکن ایسا کرنے سے کسی انفرادی شرح کی حد تک بہت کم مدد ملتی ہے۔ آیا انفرادی شرح "معقول" ہے یا نہیں اس سوال کا تعلق تجارتی ضرورت کے مطابق اور کلوں اور ساز و سامان سے بہترین طریقے پر استفادہ کرنے کے مطابق شرحوں کو پوری مناسبت کے ساتھ معین کرنے سے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس اصولی مسئلے پر ریاستہائے متحدہ یا دوسرے ملکوں میں بالعموم سمجھ بوجھ کر غور ہی نہیں کیا گیا ہے۔ ریلوں کی شرحیں مقرر کرنے کے عام طریقے خانگی انتظام کی ریلوں کے تجربی اور جلب منفعت کے طریقوں کے تحت نشو و ترقی پاتے رہے اور ان کو ہمیشہ کے لیے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ یہ امر کہ بڑی جسامت کی اشیا پر ادنیٰ شرح ہونی چاہیئے، بدیہی طور سے "واجبی اور درست" خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے شرحوں کے موجود الوقت جغرافی تقسیمات، مختلف علاقوں اور مختلف مقاموں کے وسیع تفریقات کے ساتھ بڑی حد تک غیر متبدلہ حالت میں رکھ دیے گئے ہیں۔ غالباً تجربات اور رسم و رواج کی اتباع کا یہی اصول سب سے زیادہ دانشمندانہ رہا ہے۔ یکساں شرحوں کی ایسی تجویز جو انصاف و مساوات یا فطرت کے مزعومہ اصول پر مبنی ہو ریلوں کے ذریعے سے نقل و حمل کی انتہائی ترقی کی راہ میں مزاحم ہوتی۔

۶۔ مصارف مشترک کے عنصر کا ایک اور نتیجہ، خاصکر ریاستہائے متحدہ میں، یہ ہوا کہ شرح کے نظام میں کامل بدنظمی اور ابتری پھیل گئی۔ یہ صورت خاصکر نمایاں طور سے ۱۸۸۷ء کے قانون موسوم بہ بین الریاستی تجارتی قانون کے نفاذ سے بیشتر موجود تھی؛ اور اگرچہ اس کے بعد حالات کی بہت کچھ اصلاح ہوگئی، پھر بھی بہت کچھ پیچیدگی اور پراگندگی باقی رہی۔ دوسرے ملکوں کے مثل اس ملک میں بھی شرحیں تجربی طریق پر صورت پذیر ہوئیں۔ بڑی جسامت کی اشیا کو ادنیٰ شرحوں سے طویل فاصلوں پر پہنچانے کے امکانات اور مختلف

باب ۲۳ ریلیں 401

قسم کی اشیا پر اور مختلف فاصلوں کے لیے مختلف شرحیں مقرر کرنے کے امکانات رفتہ رفتہ منکشف ہوئے۔ ابتدائی زمانے میں شرحیں کسی مقررہ اصول پر معین نہ کی جاتی تھیں، یا اگر ایسی شرحیں موجود بھی تھیں تو انھیں نظرانداز کیا جاتا تھا۔ سب شرحیں "مخصوص" شرحیں ہوتی تھیں؛ یعنی سامان بھیجنے والے اور حمل ونقل کرنے والے کی باہمی گفتگو اور رد و قدح سے بہرصورت طے پاتی تھیں۔ اس طریقے نے یا بے قاعدگی نے بلاشبہ شرحوں کی لچک داری، ریلوے پلانٹ کے انتہائی استفادہ اور اس کو چلانے میں کفایت شعاری کو فروغ دیا؛ لیکن اس کے باعث سخت خرابیاں بھی نمودار ہوئیں۔

ایک بڑی خرابی یہ تھی کہ ریلوے کے منیجروں کے ہاتھوں میں اقتدار آگیا۔ ارزانی نقل وحمل کے باعث بازار کی توسیع کے ساتھ ساتھ اسی نقل وحمل کی قیمت کو بہت اہمیت حاصل ہوگئی۔ کاروباری کامیابی صرف اُس آدمی کے لیے ممکن تھی جسے اس کے رقیبوں کے مماثل ادنیٰ شرحیں ملیں؛ شرحوں کی کمی اور رعایت کے معنی یہ ہوسکتے تھے کہ بہت جلد اس کے تول میں اضافہ ہو۔ ریلوے نقل وحمل کا منتظم کسی آدمی یا شہر کو بنا یا بگاڑ سکتا تھا۔ دوسروں کی قسمتوں پر اس قسم کا اقتدار اگر مل جائے تو بہت کم لوگ اس سے راست بازی کے ساتھ اور واجبی طور سے کام لے سکتے ہیں۔ اسی میں سرکاری انتظام کی غالباً سب سے بڑی وجہ مضمر ہے، خواہ حکومت براہ راست انتظام کرے یا سرکاری ضوابط و قواعد کے ذریعے سے بالواسطہ۔

ریاستہائے متحدہ میں اس اقتدار سے بعض اوقات مذموم طریقے سے کام لیا گیا۔ ریلوں کے نگراں کار، یعنی منتظمین و ناظم اپنے لیے تجار اور ارباب برآمد کی حیثیت سے دوسروں کے مقابلے میں خاص طور سے ادنیٰ شرحوں کا انتظام کرتے تھے۔ اس قسم کا عمل نہ صرف اس لحاظ سے مخرب اخلاق ہے کہ نظما اور منتظمین کے سروں پر جو امانتدارانہ ذمہ داری عائد ہے اس میں وہ خلل انداز ہوتا ہے، ان کا سب سے بدیہی قانونی و اخلاقی فریضہ یہ ہے کہ وہ بے لاگ طریقے پر حصہ داروں کے مفاد کی خاطر کام کریں؛ بلکہ

یہ عمل اس اساسی اصول کے بھی خلاف ہے کہ مقابلہ مساوی شرایط پر ہو۔ اس صورت میں کھیل دغل و فریب کے ساتھ کھیلا گیا۔

عموماً رعایتی شرحیں بے قاعدہ یا مذموم طریقوں سے نہیں دی گئیں، بلکہ ریلوے کی مسابقت کے دباو کے تحت دی گئیں۔ یہ مقابلہ، جیساکہ بیان ہو چکا ہے، مصارف مشترک کے حالات کے تحت خاص طور سے شدید ہو گیا۔ نقل و حمل کی کسی خاص مد کو دوسری جانب منتقل ہونے دینے کے بجاے ریلو کا منتظم ہر اس شرح کو قبول کر لیتا تھا جس سے اس مخصوص مد کے مصارف سے کچھ زائد آمدنی جو مقابلۃً قلیل ہوتی تھی وصول ہو جائے۔ بڑے پیمانے پر سامان بھیجنے والا مقابلہ کرنے والی ریلوں سے معاملہ کرنے میں ایک کو دوسرے سے لڑا کر اپنے لیے خاص شرحیں حاصل کر سکتا ہے۔ قدیم زمانے میں ٹرافک مینجر کو نہایت مذموم یا نیم مذموم طریقے سے، یعنی سامان بھیجنے والوں کی انجمن میں مفت کا حصہ دار بنا کر اور اس کے نام حصے جاری کر کے بد دیانتی پر آمادہ 402
کیا جاتا تھا۔ لیکن ریلوں کی باہمی مسابقت اور زیادہ سامان کی نقل و حمل کرنے کے بارے میں ان کی ناگزیر سرگرم خواہش، یہی سامان بھیجنے والے بڑے تجار کی موافقت میں اصلی اسباب تھے۔

اس صورت حال کو پوری طرح سمجھ کر ریلوے عام طور سے کسی انفرادی سامان بھیجنے والے کو ارادۃً اپنا ایجنٹ مقرر کر لیتی تھی کہ وہ اس چیز کو ریلوے کے لیے حاصل کر لیں جسے تقابلی نقل و حمل کا مناسب و واجبی حصہ تصور کیا جاتا تھا جس شخص پر اس طرح کا کرم کیا جاتا تھا اس کو اسی مقررہ قسم کے کاروبار میں دوسروں پر خاص تفوق حاصل ہو جاتا تھا۔ وہ بڑے پیمانے پر کاروبار انجام دے سکتا تھا اور بہت جلد طاقتور اور دولتمند بن سکتا تھا۔ یہ چیز ریلوے کے لیے اس وقت تک بھی ناخوشگوار اور نقصان رساں نہ ہوتی تھی جس وقت تک وہ اس کی مدد سے اپنے رقیبوں کے مقابلے میں نقل و حمل کا بڑا حصہ انجام دے سکتی تھی۔ لیکن بالآخر اکثر و بیشتر صورتوں میں یہ مورد عنایات سامان بھیجنے والے اس قدر طاقتور اور دولتمند بن جاتے تھے کہ

باب ۱۲
ریلیں

ریلوے کے خادم ہونے کی بجائے وہ اس کے آقا بن جاتے تھے۔ ان کا کاروبار اس قدر بڑے پیمانے پر ترقی کر جاتا تھا کہ وہ ایک ریلوے کے عوض دوسری ریلوے کے ذریعے سے سامان منتقل کر سکتے تھے اور ہر ریلوے کو اپنے شرائط منظور کرنے پر، یعنی اپنے سے معمولی دوسرے سامان بھیجنے والوں کے مقابلے میں ادنیٰ شرحیں لینے پر مجبور کر سکتے تھے۔ یہ صورت اسٹانڈرڈ آئیل کمپنی کی حد تک خاص طور سے نمایاں تھی؛ چنانچہ اس نے ایسٹرن ریلوے کمپنیوں (یعنی ابتداءً نیویارک سنٹرل اور بعدہٗ ایری کمپنی) کے رعایت یاب کی حیثیت سے سامان بھجوانا شروع کیا، اور اس سہولت کی بنا پر انجام کار تیل صاف کرنے اور بذریعۂ ریل روانہ کرنے کے کاروبار کا اتنا بڑا حصہ اپنے ہاتھوں میں لینے کے قابل ہو گئی کہ وہ سب ریلوں سے اپنے شرائط منوا سکتی تھی۔ علیٰ ہذا یہی حالت شکاگو کی برآمد کرنے والی بڑی بڑی تجارتی کوٹھیوں میں سے بعض کی ترقی کی بھی رہی۔

ریلوے کی مسابقت کے ان غیر معمولی اثرات نے جدید کاروباری نظام کو ان کی بدترین شکل میں ظاہر کیا۔ انھوں نے کاروبار پر پیمانۂ کبیر کی جانب میلانات کو غیر متوقعہ اور مصنوعی طریقے سے بڑھا دیا؛ اور جھوٹ، سازش، شرارت، عیب جوئی اور جاسوسی کو منفعت بخش ثابت کر دکھایا۔ تاہم یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ ریلوں کی مسابقت کے اسی عامل نے کاروبار میں کارکردگی کو بہت بڑی حد تک ترقی دی۔ ہر ریلوے کے منتظم کو ادنیٰ شرحوں کے ساتھ زیادہ وزن کی نقل و حمل منافعہ پر انجام دینے میں سرگرمی دکھانی پڑی؛ چنانچہ امریکہ کی ریلوں میں نقل و حمل کی شرحیں نمایاں طور سے ادنیٰ ہو گئیں اور خاصکر اس طویل مسافت کی آمد و رفت کے لیے جو مقابلے کے تابع تھی بہت ہی ادنیٰ ہو گئیں۔

۷۔ کرایہ کی معافیاں یا "منہائیاں" جن کے متعلق امریکی ریلوں کی تنظیم کی بحث کے سلسلے میں بہت کچھ سننے میں آیا ہے، بجائے خود مذموم نہیں ہیں۔ اگر اس تخفیف سے فائدہ اٹھانے کا موقع سب سامان

باب ۲۳ ریلیں

بھیجنے والوں کو مساوی شرائط پر نہ دیا جائے تو وہ ضرور مذموم ہوگی قانون اور رائے عامہ جس چیز کے روکنے کی کوشش کرتے ہیں وہ شرحوں کی عدم مساوات ہے۔ کرایہ کی منہائیاں اور اسی قسم کی دوسری تدابیر اس لیے قابل اعتراض ہیں کہ سامان بھجوانے والے مختلف تجار کے مابین امتیاز و فرق کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ابتدائی زمانے میں، جبکہ ریلوں کا کاروبار دوسرے کاروبار کے مثل سمجھا جاتا تھا، یہ قدرتی امر تھا کہ ان کے کرایوں کو بازار میں گفت و شنید اور کشمکش کے ذریعے سے طے پانے پر چھوڑ دیا جائے اور کسی معیار رضے کے بغیر ان عدم مساواتوں کو قبول کر لیا جائے جو ایسی کشمکش کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں اور اسی کے ساتھ جن کو ایسی کشمکش معمولاً کم کرنے کی جانب مائل ہوتی ہے۔ جوں جوں دوسرے کاروبار کو متاثر کرنے پر ریلوں کی عظیم الشان اہمیت واضح ہوتی گئی، ایسی گفت و شنید اور امتیازات مذموم خیال کیے جانے لگے اور کرایوں کی معافی یا منہائی اور دوسری تدابیر ممنوع قرار دی گئیں۔

علاوہ ازیں کرایہ کی منہائی یا رعایتی کمی ریلوں کے لیے پسندیدہ نہیں ہے۔ ریلوے کے منتظم (تاوقتیکہ وہ سوء اتفاق سے بددیانت نہ ہوں اور سامان بھیجنے والوں کے ساتھ ناجائز مراعات نہ کریں) اپنی شرحوں میں کمی کرنا نہیں چاہتے؛ بلکہ جتنی اعلیٰ شرح ممکن ہو وصول کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اکثر صورتوں میں وہ حریف ریلوے کی مسابقت کی وجہ سے مراعات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

مقابلہ کرنے والی ریلوں کے لیے فطری طریقہ یہ ہے کہ متحد ہو کر شرحوں کو ہمیشہ کے لیے مقرر کر لیں اور مقابلے کا خاتمہ کر دیں۔ اسی وجہ سے ابتدائی زمانے میں ریلوں کے اتحادات اور جتھے بندیاں رونما ہوئیں اور ان کے پیش نظر محض یہ مقصد تھا کہ "گلو تراش" یا "تباہ کن" مقابلے کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ایسے اتحادات کا قیام کم از کم انگریزی و امریکی قانون کے تحت مشکل ہے، جو ان کو منسوخ باطل اور ناقابل نفاذ قرار

باب ۱۳
ریلیں

دیتے ہیں؛[1] لیکن جس حد تک ان اتحادات پر عمل ہوتا ہے اس حد تک وہ منظور نظر تجارت کے لیے خاص شرحیں مرعی رکھنے کے میلان کو روکتے ہیں۔ اس طرح وہ مساوی سلوک کو فروغ دینے اور صنعتی سہولتوں میں مساوات پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ پھر بھی امریکہ کے بین ریاستی تجارتی قانون نے ہر قسم کے اتحاد کا قیام ممنوع قرار دیا؛ اور امتناع اجارہ کا عام قانون موسوم بہ "قانون شرمن"[2] سنہ ۱۸۹۰ء میں نافذ کر کے اس بندش کو اور زیادہ قوی کر دیا گیا۔ بین ریاستی تجارتی کمیشن نے اس قسم کے قانون کی، اتحاد کی اجازت دینے کی اور شرحوں کے معاہدات کی تنسیخ کی پُرزور اور کئی دفعہ سفارش کی۔ ملک کے خدام اور مشاہیر کا یہ خوف واضطراب کہ وہ اجاروں کے حامی اور مؤید خیال کیے جائیں گے، بندشوں کی سختی کو نرم کرنے میں مزاحم رہا ہے؛ اور یہ رکاوٹ اس امر کے باوجود ہوئی ہے کہ کمیشن کی سفارش کے ساتھ ساتھ یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ جو شرحیں اتحاد یا معاہدہ کے قائم ہونے کے بعد
404 مقرر ہوں انھیں عوام کی پسندیدگی، یعنی بین ریاستی تجارتی کمیشن کی منظوری کا تابع ہونا چاہیے۔ مسابقت کے دباو سے بچنے کے کسی ممکنہ ذریعے کی عدم موجودگی میں، ریلیں دوامی اتحاد قائم کرنے کے لیے مجبور ہوگئیں اور واحد انتظام و نگرانی کے تحت مختلف حریف کمپنیوں کا انضمام عمل میں آیا۔ بڑے بڑے نظاموں کی شکل میں ریل کے جال کا اتحاد و انضمام، سنہ ۱۸۸۷ء کے قانون کے نفاذ کے بعد کے بیس سال میں بہت سرعت کے ساتھ عمل میں آیا، اور اگرچہ اس انضمام کا واحد یا بڑا سبب یہ قانون نہ تھا، تاہم اس کے لیے یہ واقعہ ممد ہوا کہ ریلوں سے وہ بہترین ذرائع چھن گئے جن کی مدد سے وہ مسابقت کی صورت میں اپنی حفاظت کر سکتی تھیں۔ اس حد تک ریلوں کے بارے میں امریکہ کے وضع کردہ آئین و قوانین خود اپنے اندر تناقض

---

[1] دیکھو باب ۱۵ فصل (۱)۔

[2] Sherman Law

باب ۲۲ ریلیں

رکھتے تھے۔ ان کی رو سے امتیازات و مراعات کی ممانعت تو کی گئی تھی، لیکن ساتھ ہی ان امتیازات کو روکنے کے ایک وسیلے کو بھی ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ اتحادات اور جتھا بندیوں کی ممانعت کی گئی تھی لیکن اسی کے ساتھ کامل اتفاق و استحکام کو بہت سرعت کے ساتھ ترقی دی جا رہی تھی۔

کرایوں کی شرح کی حد تک امتیازات و مراعات کی شکل میں جو نمایاں عدم مساوات موجود تھی اس کا خاتمہ بڑی حد تک بین ریاستی تجارتی کمیشن کے مساعی کے ذریعے سے عمل میں آیا۔ عوام کی بیداری اور چیخ پکار اس اصلاح کا باعث تھی؛ اور ریلوں کے انضمام و استحکام کے ذریعے سے مسابقت کا سد باب اس اصلاح کا اس سے زیادہ موجب تھا جس وقت تک ریلوں میں مقابلہ باقی رہے گا اس وقت تک سامان بھیجنے والے خاص خاص تجار کے ساتھ مراعات کر کے زیادہ سامان نقل و حمل کے لیے حاصل کرنے کی ترغیب و تحریص سے بچنا ٹرافک منیجر کے لیے ہمیشہ مشکل ہو گا؛ اور متعارف شرح کو توڑنے کے لیے مختلف ترکیبیں اختراع کی جائیں گی، یعنی نقصانات کی حد تک یا سامان کو ایک لائن سے دوسری لائن میں منتقل کرنے میں اور دوسری ترکیبوں سے طرح طرح کی رعایتیں کی جائیں گی۔ اگر ریلوے کمپنیوں کو آزادی کے ساتھ شرح کے معاہدے طے کرنے کا موقع دیا گیا تو، قانون کی بندشیں اور تعزیرات زیادہ موثر بنائی جا سکتی ہیں۔ اس صورت میں دوسری صورتوں کے مثل، امریکہ کی سرکاری حکمت عملی اب بھی اجارے کے خوف و ہراس کے زیر اثر ہے اور اس اساسی سوال کا مقابلہ کرنے کے بارے میں آمادگی نہیں پائی جاتی کہ اجارے کی تنظیم کامیابی کے ساتھ کس طرح کی جائے[1]۔

۸۔ مصارف مشترک کا اصول، جس پر اس باب میں اس قدر زیادہ توجہ

[1] یہ بے ضابطگی انجام کار سنہ ۱۹۲۰ء کے قانون نقل و حمل کے نفاذ سے رفع ہو گئی اور اس قانون کی رو سے سامان کی نقل و حمل کی حد تک ریلوں کے اتحاد کی بین ریاستی تجارتی کمیشن کے زیر نگرانی اجازت دی گئی۔

باب ۶
ریلیں

مبذول کی گئی، ریلوں کی ترقی کے تمام مراحل میں یکساں اور مقررہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اس کی اہمیت ایسے ملکوں کے مقابلے میں جہاں آبادی کم ہے اور صنعتیں سرعت کے ساتھ انقلاب پذیر ہیں، گنجان آبادی والے اور صنعتی حیثیت سے ترقی یافتہ
405 ملکوں میں نسبتۃً کم ہے۔ اس کا اثر غالباً سب سے زیادہ نو آباد علاقوں کے خاص مسائل پر پڑتا ہے، اور جوں جوں یہ علاقے سرحدی منزل سے آگے ترقی کرتے جاتے ہیں، اس اصول کی ہمہ گیری کم ہوتی جاتی ہے۔ عام استدلال کا اطلاق ریاستہائے متحدہ کے بارے میں سنہ ۱۹۲۰ء کے مقابلے میں سنہ ۱۸۷۰ء کی حالت پر زیادہ ہوتا ہے، اور انگلستان، فرانس و جرمنی جیسے قدیم ممالک یورپ کے مقابلے میں ریاستہائے متحدہ پر عام طور سے زیادہ ہوتا ہے۔

ریلوں کے مسائل پر اصول مصارف مشترک کے اطلاق کا انحصار آخری ترکیب میں اس صلاحیت کی موجودگی پر ہوتا ہے جس سے پوری طرح استفادہ نہ کیا جائے۔ یا تو ایسا ناگزیر ساز و سامان ہونا چاہیے جو مسافروں کی مقررہ نقل و حمل پوری طرح انجام دے سکے اور جس سے اس کے باوجود اس نقل و حمل کے لیے پوری طرح کام نہ لیا جائے؛ یا ریل چلانے کے مصارف مثلاً سگنل، اسٹیشنوں اور انتہائی مقامات کے مصارف مقررہ نقل و حمل کے لیے اسی طریقے سے ناگزیر ہونے چاہئیں لیکن مزید نقل و حمل انجام دینے کی صورت میں بھی وہ مکتفی ہونے چاہئیں۔ سب سے نمایاں مثال رجعتی نقل و حمل یا "واپسی لداؤ" کی ہے۔ اس میں مصارف مشترک کی صورت کی تقریباً مکمل تمثیل ملتی ہے۔ مصارف مشترک کی صورت اپنی سادہ ترین شکل میں وہاں ظاہر ہوتی ہے جہاں طبعی حالات اس امر کو ناگزیر بنا دیتے ہیں کہ مشترکہ اشیا میں سے کوئی ایک شے کسی دوسری کے مقابلے میں مقررہ تناسب کے ساتھ تیار ہوتی رہے؛ مثلاً ریشۂ پنبہ کے ہر پونڈ کی رسد کے ساتھ تخم پنبہ مقررہ وزن میں لازمی طور سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ٹھیک اسی طریقے سے، جہاں رجعتی نقل و حمل ہوتی ہے وہاں ریل کے واپس سفر کرنے کی صورت میں ریل کی مسافت کے لحاظ سے کچھ میل دستیاب ہوتے ہیں۔ اس انتہائی صورت سے ریلوں کے حالات دوسری انتہائی صورت میں بتدریج

ا ب ۶۴
ریلیں

مبدل ہو جاتے ہیں، چنانچہ اس دوسری صورت میں انتہائی صلاحیت کا مل استعمال سے کی متقاضی نہیں ہوتی، بلکہ بالعموم کلوں کی کثیر تعداد کے ساتھ ساتھ مقررہ مصارف بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ جوں جوں ریلیں اور ریلوں کے گزرنے کے علاقے نوخیز اور نو آباد منزل سے باہر قدم نکالتے جاتے ہیں، جوں جوں ریلوں کی آمد و رفت اور نقل و حمل بڑھتی اور زیادہ باقاعدہ ہوتی جاتی ہے؛ جوں جوں ریلوں سے کام لینے والے علاقے صنعتی حیثیت سے زیادہ یکسانی حاصل کرتے جاتے ہیں؛ اور جوں جوں ریلیں اس قابل ہوتی جاتی ہیں کہ اپنی تمام کلوں، ساز و سامان اور قوت متحرکہ سے مسلسل اور باقاعدگی کے ساتھ کام لیں، ویسے ویسے ان خاص خصوصیات کا اثر جن کی جانب اس باب میں اشارہ کیا گیا، بتدریج کم ہوتا جاتا ہے۔ لیکن گو وہ کم موثر اور کم مسلط ہوتے ہیں، پھر بھی ان کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ صحت کے ساتھ یہ کہنا کہ کسی خاص مد یا کسی خاص قسم کی آمد و رفت یا نقل و حمل کے مصارف کیا ہوں گے ہمیشہ دقت طلب ہوگا۔ مثلاً صحت کے ساتھ سامان کی نقل و حمل کے مقابلے میں مسافروں کی آمد و رفت کے مصارف کا اندازہ لگانا یا یہ کہنا کہ دو یا تین سینٹ فی میل کا کرایہ مسافروں کی باربرداری کے صحیح مصارف سے بالکلیہ یا قریبی تعلق یا انطباق 406
رکھتا ہے بالکل ناممکن العمل رہے گا۔ اگر راستے کو فی الحقیقت صرف مسافروں کی آمد و رفت کے لیے استعمال کیا جائے اور صرف اسی حد تک اس سے پوری طرح کام لیا جائے؛ نیز اگر اسی راستے اور اس کی سہولتوں کو سامان کی نقل و حمل کے لیے استعمال کرنے کا کوئی موقع رونما نہ ہو تو، ایسی صورت میں البتہ مسافروں کی باربرداری کے فی میل مصارف کا کافی طور سے صحیح اندازہ قائم کرنا ممکن ہو سکتا ہے، اور اس کے لحاظ سے واجبی یا منصفانہ کرایہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اس کی برعکس صورت اس وقت رونما ہوتی ہے جبکہ ریل کا راستہ صرف سامان کی باربرداری کے لیے وقف ہو، یعنی صرف کوئلے یا لکڑی کی نقل و حمل کی جائے۔ لیکن جب ٹرافک مختلف النوع ہو، یعنی ٹرافک مختلف النوع ہی نہیں ہے بلکہ صرف نقل و حمل کی طلب کے مطابق شرحوں کے تقرر کی بنا پر ریلوں کی جانب

باب ۲۲
رلیں

مائل ہو تو، ریلوں کے کرایے سب سے زیادہ لچکیلے ہوتے ہیں، اور رسید کے سادے قاعدے کا ان کو تابع نہیں بنایا جا سکتا۔

اس کا اعادہ مناسب ہو گا کہ اساسی عنصر یعنی ممکنہ صلاحیت سے پوری طرح استفادہ نہ کرنے کا عنصر، گنجان آبادی والے اور پوری طرح صنعتی ترقی یافتہ ملک میں بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے ملک میں ریلوں کی شرحوں کی خاص خصوصیات کی تشریح و تاویل کے لیے ریل کی اجارہ کی حیثیت مقابلتہً بہت زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ بحث کے اس شعبے پر متعاقب باب میں غور کیا گیا ہے۔

باب ۶۳

ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق) 407

(۱) ریلوں کا اثر تقسیم پر۔ زمین کے بڑھتے ہوئے لگان کے مثل غیر مکتسب اضافہ۔ (۲) ملکیت کے ارتکاز کی جانب میلان؛ امریکہ میں اجتماعی تنظیم کے ذریعے سے اس کو کس طرح فروغ دیا جاتا ہے۔ مفرط تاصیل اور اس کے عواقب۔ (۳) تمسکات کی تخمین، جس کے حق میں مفرط تاصیل مہمیز کا کام کرتی ہے، بڑے کارپردازوں کے ہاتھ میں انتظام و نگرانی دیدینے میں سہولتیں پیدا کرتی ہے۔ (۴) اندرونی تنظیم اور اس کے نقائص۔ (۵) ریاستہائے متحدہ میں خانگی ملکیت کے فوائد اور ریلوں کے منافع کی وسعت۔ (۶) اجارے کی جانب روز افزوں میلان، اور شرحوں پر سرکاری نگرانی قائم کرنے کی ضرورت۔

۱۔ موجودہ زمانے میں تقسیم دولت کی عدم مساوات کو بڑھانے اور خاص طبقوں کے تمولات میں اضافہ کرنے کا اہم ترین وسیلہ ریلیں رہی ہیں۔ ان کا یہ اثر بالواسطہ اس طرح پڑا کہ انھوں نے پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے عام رجحان کو

باب ۱۲

ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

بہت ترقی دی۔ ان کا یہی اثر زیادہ راست طریقے پر ان کی ترقی کے ساتھ ساتھ زیادہ منافعہ حاصل کرنے کے روز افزوں رجحان کے ذریعے سے، ریلوں کے ملکیت کے ارتکاز کے ذریعے سے اور تخمینی کاروبار کے امکانات کے ذریعے سے پڑا تقسیم دولت پر ان کے راست اثرات سب سے نمایاں طور سے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ظاہر ہوئے ہیں، چنانچہ موجودہ باب کا تعلق زیادہ تر اسی ملک کی ترقی کی رفتار سے ہے۔

پہلے ریلوں کے کاروبار کے روز افزوں منافعہ کو لو۔ ترقی پذیر ملک کی ریلیں (اور واقعہ یہ ہے کہ ریلیں خود ملک کو ترقی دینے کا باعث ہوتی ہیں) عمدہ اور زرخیز زمینوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی قدر و قیمت میں اور معاشی لگان میں اضافے کی جانب میلان ہوتا ہے۔ اس میلان کے ساتھ ساتھ وہ مشہور میلان بھی پایا جاتا ہے جس کو گزشتہ باب میں بیان کیا جا چکا ہے یعنی مالی معاملات کے عدم تیقن کا دور بہت سرعت کے ساتھ مالی خوش حالی کے دور میں بدل جاتا ہے۔ یہ دونوں مل ملا کر بقول جرمانیوں کے اتفاقی فوائد حاصل کرنے کا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔

ریلوں کو معاشی لگان ملنے کا باعث ایک حد تک خالص طبعی اسباب ہیں۔ بعض ریلوے لائنوں کا قدرتی محل وقوع دوسروں کے مقابلے میں بہتر ہوتا ہے؛ چنانچہ نیویارک سنٹرل روڈ کو وادیٔ موہاک میں اور دریائے ہڈسن کے مشرقی کناروں پر خاص طور سے عمدہ موقع محل حاصل ہے۔ جب کوئی ریل دریا سے ملحقہ وادی میں پہلی دفعہ بنا دی جاتی ہے تو اس کو دوسری مابعد رقیب ریلوے کمپنیوں کے مقابلے میں کفایت تعمیر اور چلانے کی آسانیوں کے لحاظ سے بہت سہولت حاصل ہوتی ہے۔

لیکن عام معاشرتی اسباب کا اس سے بھی زیادہ اہم حصہ ہوتا ہے۔ آبادی ریلوے لائن کے دونوں جانب بڑھتی اور مجتمع ہوتی جاتی ہے؛ صنعتیں اور قصبات اپنے کو اس سے وابستہ کر لیتے ہیں۔ ریلوں کی آمد و رفت بڑھ جاتی ہے اور اس کے برعکس نقل و حمل انجام دینے کے مصارف بحیثیت مجموعی

408

باب ۱۳ ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

کم ہو جاتے ہیں۔ گو دوسری ریلیں اس کے مقابلے میں بنائی جا سکتی ہیں، تاہم پہلے قائم کی ہوئی ریل کو نسبتہً زیادہ سہولت حاصل رہے گی جو صرف بہت زیادہ سوء انتظامی کے باعث یا صنعتوں یا ایجادوں میں بہت زیادہ غیر متوقعہ تبدیلیوں کی وجہ سے زائل ہو سکتی ہے۔ شہروں میں مناسب موقع محل پر اسٹیشن تعمیر کرنے سے بہت بڑی سہولت حاصل ہوتی ہے۔ شہروں کی سکونتی زمین بیش قیمت ہوتی جاتی ہے، اور جس ریل نے ابتدائی زمانے میں ارزاں زمین حاصل کی ہو اس کو ان دوسرے رقیبوں پر جو بعد میں زمین خریدنے کی کوشش کرتے ہیں فائدہ اور سہولت حاصل رہتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس قسم کی سہولت جو دوسری ان سہولتوں کے مثل جو معاشری اسباب پر مبنی ہوں تبدیلیوں کے تابع اور آبادی کی منتقلی اور نئی ایجادوں کی وجہ سے آبادی کی ممکنہ تخفیف کے زیر اثر ہوتی ہے۔ چنانچہ شہری نقل وحمل کے زمین دوز راستے کے طریق نے نیویارک میں شہروں کی سکونتی زمینوں کی قیمت پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے اور جب سے ایسے راستے قائم ہوئے ہیں نیویارک سنٹرل ریلوے اس تفرقی سہولت سے محروم ہو گئی ہے جو اس کو سابق میں ناف شہر میں مسافروں کی واحد ریل کا اسٹیشن قائم کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی۔ پھر بھی ریل کے قائم شدہ راستے کی سہولتوں کا میلان آبادی وصنعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ بتدریج بڑھنے کی جانب ہوتا ہے۔

اس اضافۂ قدر وقیمت کے بارے میں جو مسائل رونما ہوتے ہیں وہ تقریباً ایسے ہی ہیں جو شہر کی سکونتی زمینوں اور زرعی زمینوں کی قدر وقیمت کے اضافے کے بارے میں پیش ہوتے ہیں۔ ریلوں کی حد تک زمین کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے وہ دوسری صورتوں سے زیادہ سریع نہیں رہا ہے، اور عام طور سے شہر کی سکونتی زمینوں کی قدر وقیمت کے مقابلے میں کم نمایاں ہے۔ بعض اوقات یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ ریلوں پر بھاری شرح محصول عائد کی جائے، یا ان کو کرایے کم کرنے پر مجبور کیا جائے؛ اس لیے کہ ان کے منافعہ کی مقدار میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس ماحصل غیر مکتسب کے ایک جزو کو ریلوں سے وصول کر لینا مناسب ہو سکتا ہے، لیکن اسی قسم کے

باب ۱۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

ما حصل غیر مکتسب کے دوسرے اجزا کو وصول کر لینے کے مقابلے میں زیادہ مناسب و پسندیدہ نہیں ہے۔ اس واقعے پر کہ ریلوے کو "اجازہ" حاصل ہے یا وہ سرکاری یا مفاد عامہ سے متعلق صنعت ہے بالعموم خاص سلوک کے سبب کی حیثیت سے زور دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا ناموں سے دھوکے میں پڑنا ہے۔ "اجازہ" کے معنی اس موقع پر محض یہ ہیں کہ ہمارے قانونی اور دستوری نظام کے

409 مصطلحات کے تحت مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کی نگرانی کامل حقیقی جائداد کی نگرانی کے مقابلے میں بدرجہا کم محدود ہے۔ "اجازہ" سے فی نفسہ خود کوئی خاص معاشی امتیازی حق حاصل نہیں ہوتا؛ اور نہ ریلوے کو "سرکاری" یا "خدمت عامہ" کی صنعت کے نام سے موسوم کرنے میں اصلی مسئلے کو حل کرنے میں کوئی مدد مل سکتی ہے۔ یہ فقرے محض اس رائے کے اظہار کا ایک طریقہ ہیں کہ مقررہ صنعت کو کسی خاص قسم کی تنظیم یا تحدید کی ضرورت ہے۔ جہاں تک ریلوں کی روزافزوں قدر و قیمت کا تعلق ہے وہاں تک، ریلوں کا اصولی مسئلہ وہی ہے جو کہ دیگر سکونتی زمینوں کی روزافزوں قدر و قیمت کے بارے میں ہے۔

۲۔ معاشری نتائج کے لحاظ سے زیادہ اہم رجحانات وہ ہیں جو ریلوں کے متحدہ انتظام کی جانب ہیں؛ یعنی نہ صرف چند ہاتھوں میں انتظام کے ارتکاز کی جانب بلکہ مسابقت کے استیصال کے ذریعے سے اجارے کے رونما ہونے کی جانب ہیں۔

ہمارے قوانین نے سرمایۂ مشترک کی انجمنوں اور مشترک تمسکات کا جواز تسلیم کر کے انتظام یا ملکیت کے چند ہاتھوں میں مجتمع ہو جانے کی داغ بیل ڈالی۔ غیر دانشمندانہ قانون سازی نے (اور یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ) کاروباری اخلاقیات کے مروجہ معیاروں کے اسقام نے اس ملک میں خانگی ملکیت سے بعض بہت ہی مذموم نتائج پیدا کرنے کی جانب رہبری کی۔ قانون کے صحیح مفہوم میں "تمسک" کا حصہ اس امر کا صداقت نامہ ہے کہ مقررہ یا مندرجہ رقم مثلاً ایک سو ڈالر فی حصے پر جو کہ کاروبار چلانے کے لیے دی گئی ہے۔ عملاً ممکن ہے کہ کم از کم ریاستہائے متحدہ میں اس کا یہ مفہوم ہو یا نہ ہو۔

باب ۱۲
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

امریکی قوانین اس طرح مرتب کیے گئے ہیں کہ ان کی بنا پر تمسک کے صداقت نامے حقیقی شغل اصل کا کوئی لحاظ کیے بغیر جاری کیے جاتے ہیں۔ عام طور سے ان کا مطلب سوائے رائے دہی اور اس طرح نگرانی کے حق کے اور کچھ نہیں ہوتا؛ اور اس میں غالباً یہ امید بھی شامل ہوتی ہے کہ مستقبل بعید کے کسی زمانے میں مقسوم ملے گا۔ خاصکر ریلوں کی حد تک، یہ معمول رہا ہے کہ ہر جوکھم کاروبار کی مقررہ مالی اعانت کے معاوضے میں متعدد تمسکات جاری کیے جاتے ہیں؛ مثلاً ہر سو ڈالر کے معاوضے میں جو حقیقتاً ادا کیے جاتے ہیں دو سو ڈالر کی قدر متعارف کے تمسکات، یعنی ایک سو ڈالر کے بونڈ اور ایک سو ڈالر کے اسٹاک، دیئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے زائد اصل کی فراہمی یا مفرط تاصیل، ریاستہائے متحدہ میں مشترک سرمائے کے کاروبار کی تقریباً عام خصوصیت رہی ہے۔ اور اس سے برے نتائج پیدا ہوئے ہیں لیکن عام خیال کے برخلاف یہ نتائج اس لحاظ سے اس قدر برے نہیں ہیں جس قدر ریلوں کی نگرانی اور ملکیت کے آخری نتائج کے اعتبار سے۔ 410

مفرط تاصیل بذات خود کثیر المقدار منافعے کا راستہ نہیں کھولتی محض اسٹاک اور بونڈ کو چھاپ دینے سے تمول میں اضافہ نہیں ہو جاتا۔ اگر ایسے تمسکات سے، جو کسی شغل اصل کی نمائندگی نہیں کرتے، یا اپنی قدر متعارفہ سے کم شغل اصل کی نمائندگی کرتے ہیں، آمدنی وصول ہو اور وہ منفعت بخش ہوں تو، ان سے آمدنی اور منافعہ اس لیے وصول ہوتا ہے کہ وہ جس کاروبار کی نمائندگی کرتے ہیں وہ منفعت بخش ہے۔ ایسی صورتوں میں منفعت کا اصلی سبب یا تو عمدہ انتظام ہوتا ہے یا اجارہ؛ اگر یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ موجود ہوں تو بیشترین نفع حاصل ہوتا ہے۔ جس حد تک ریلیں یا دوسری صنعتیں اجاروی نوعیت و حیثیت رکھتی ہیں، ان کا میاب مفرط تاصیل (کامیاب باعتبار مالی مفہوم) اعلیٰ قیمتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اجارہ دار اپنی قیمتوں کو حتی الامکان اعلیٰ ہی رکھے گا۔[1]

[1] دیکھو باب ۵ فصل (۶)۔

باب ۱۳
ریلوں کے (بسلسلہ)

اس عام بیان کو، معاشیات کے تمام عام بیانات کے مثل کسی حد تک مشروط کرنا ضروری ہے۔ بعض اوقات ایسا اتفاق ہو سکتا ہے کہ مفرط تاصیل کم از کم اعلیٰ قیمتوں پر جمے رہنے کا باعث بنے۔ زائد تاصیل کے اجارے کے منتظمین کو ممکن ہے کہ اس واقعے کا مقابلہ کرنا پڑے کہ غالباً ان کے پیشروؤں کے جاری کردہ متعدد زائد تمسکات ہر قسم کے شغل اصل کرنے والوں کے پاس واجب الادا رہیں۔ ایسی صورت میں منتظمین، نفع اجارہ کے کسی جزو کو اپنی گرفت سے الگ کرنا پسند نہیں کرتے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اجارے کے خاص اصول یعنی بیشترین خالص منافعے کا اطلاق بالعموم پوری طرح نہیں کیا جاتا، خاصکر ایسی صنعتوں میں جو بالقوہ سرکاری نگرانی کے تابع ہوتی ہیں[1]۔ جہاں ابتدائی شغل اصل پر غیر معمولی آمدنی وصول ہوتی ہے وہاں تاصیل کی افراط نہ ہونے کی صورت میں ادنیٰ شرحیں یا بہتر سہولتیں دے کر رائے عامہ کو پرچانے کا امکان ہوتا ہے۔

411 آیا حقیقت میں زائد از ضرورت اصل فراہم کیا گیا ہے کہ نہیں اور آیا اس زائد اصل نے غیر معمولی طور سے منافعے کو پوشیدہ رکھنے میں مدد دی ہے کہ نہیں، اس کا فیصلہ کرنا بالعموم دقت طلب ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں عام ریلیں نہایت پیچیدہ صورت پیش کرتی ہیں۔ ابتدائے ریل کے راستوں کے لیے زائد از ضرورت اصل بالعموم فراہم کیا جاتا تھا لیکن ابتدا میں اور جب پہلی مرتبہ ان سے کام لیا گیا تو وہ نامکمل تھے۔ یورپ کی ریلوں کے برعکس

[1] اس امر کی مثال کہ تاصیل کا مسئلہ زیادہ تر شغل اصل کرنے والوں اور منتظموں کے درمیان کا مسئلہ ہے، نہ کہ متعدد متعلقہ اشخاص اور سرکار کا باہمی مسئلہ، "ٹرسٹوں" میں سے دو نمایاں مثالوں یعنی اسٹانڈرڈ آئل کا مپنی اور ٹوباکو کامپنی میں ملتی ہے۔ اول الذکر اتحاد میں کاروباری آدمی کے نقطۂ نظر سے اصل ضرورت سے کم اور موخر الذکر اتحاد میں ضرورت سے زائد ہے۔ اول الذکر کا انتظام ایک جانب "اندرونی ارکان" اور دوسری جانب شغل اصل کرنے والوں اور بیرونی مخمنوں کی حد تک الٹ پھیر اور چابکدستی کے بغیر کیا گیا ہے۔ موخر الذکر اتحاد میں بہت کچھ الٹ پھیر اور چابکدستی کی گئی ہے۔ دونوں بہت خاصی حد تک منفعت بخش رہے ہیں، اور مسابقت، اجارہ اور قیمتوں کی حد تک دونوں اساسی طور سے ایک ہی طرح کے مسائل پیش کرتے رہیں۔

باب ۶۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

یہاں کی ریلوں نے ایسے سازوسامان اور پلانٹ سے کام شروع کیا جو محدود آمدورفت کے لیے مکتفی ہو سکتا تھا، اور بیشتر عارضی حیثیت رکھتا تھا۔ جتنی جتنی آمدورفت اور نقل وحمل بڑھتی گئی، آمدنی کا کچھ حصہ توسیع و ترقی میں لگا کر بتدریج اصلاح کی گئی۔ یہ عمل کئی عشروں تک جاری رہا اور اسی کے ساتھ ساتھ زاید بونڈ اور اسٹاک کے اجرا اور فروخت کے ذریعے راست اور نمایاں طریقے پر زاید اصل کے شغل کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یہ کہنا بہت مشکل تھا کہ مجموعی مشغول اصل کی مقدار انجام کار کیا تھی اور زائد تمسکات اور حقیقی مشغول اصل کے مابین کیا تعلق تھا۔ چلانے کے مصارف اور سازوسامان کے اضافے کے مابین حسابات میں احتیاط کے ساتھ تفریق بہت کم کی گئی۔

یہ صورت، خطرے اور تنظیمی مہارت کے مناسب لحاظ کے اعتبار سے اور بھی زیادہ پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ بعض ریلیں مالی حیثیت سے منفعت بخش رہی ہیں تو بعض نہیں رہی ہیں۔ بعض طویل مدت تک آمدنی کے بغیر اور غیر یقینی توقعات کے ساتھ کام کرتی رہی ہیں تو بعضوں کو ابتدا ہی سے معقول آمدنی وصول ہوتی رہی ہے؛ اور بعض زائد اصل کے اصول پر کام کرتی رہی ہیں۔ یہ فرق و اختلافات ایک حد تک عام طبیعی و معاشی اسباب کی بنا پر رونما ہوئے اور ایک حد تک اصابت رائے اور مہارت ان کی بنا رہی ہے۔ محض یہ واقعہ کہ ریل غیر معمولی طور سے منفعت بخش رہی ہے، خاص فائدے یا اجارے کا ویسا ہی ثبوت ہے جیسے یہ کہنا کہ تجارتی یا صنعتی کاروبار سے کثیر المقدار منافعہ وصول ہوا۔ ایسی سب صورتوں میں انتظام کی خوبی ہر حیثیت سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔

یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ آیا ریاستہائے متحدہ کی ریلیں بحیثیت مجموعی غیر معمولی طور سے منفعت بخش رہی ہیں یا نہیں، اور اس لحاظ سے آیا ان میں اصل زائد کی فراہمی نے نفع اجارہ کے بڑے جزو کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ کامیابیاں اور ناکامیاں دونوں مساوی طور سے ہوتی رہی ہیں، ابتدائی حالت میں طویل زمانے تک قطعاً کوئی منافعہ نہیں ملا اور اس نقصان کی تلافی بالآخر کثیر المقدار منافعہ کی وصولیابی سے ہو گئی؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انتظامی مسائل اعلیٰ ترین کاروباری قابلیت کے طالب رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ

باب ۱۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)
412

یہ صحیح ہو، جیساکہ ریلوں کی موافقت میں عام طور سے کہا جاتا ہے، کہ تمام خطرات، ہمت وجرات، مشق ومہارت پر نظر کرتے ہوئے ان سے وصول شدہ منافعہ اس منافعے سے زیادہ نہ ہو جو عام صنعتوں میں، شغل اصل کرنے والی جماعتوں کو وصول ہوتا ہے؛ اور اس لحاظ سے متعلقہ محنت وایثار سے غیر متناسب نہیں ہے۔

یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا بے قاعدہ اور ضرورت سے زیادہ اصل کی فراہمی کا کل انتظام کسی وقت ضروری یا دانشمندانہ رہا ہو۔ پھر کیوں قانون کے ذریعے سے اس کا انتظام نہ کیا جائے کہ تمسکات ٹھیک اتنی ہی رقم کے لیے جاری کیے جائیں جو بطور اصل مصروف ہے؟ یہ صحیح ہے کہ ایسی تحدید کے ساتھ ساتھ جائز منافعے کی فیاضانہ گنجائش رکھنی چاہیے۔ شغل اصل کے خطرات کو ترغیب دہ منافعے کے موقع سے زائل کرنا چاہیے۔ اگر ۷ یا ۸ فی صد سے زائد شرح نہ دی جاتی تو، ریاستہائے متحدہ میں تجارتی اصل سے کبھی ریلیں نہ بننے پاتیں (چنانچہ سرکاری طور پر پُرخطر کاروبار کو انجام دینے کی ابتدائی کوششیں بالکل ناکام ثابت ہوئیں)۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ اجرائے تمسکات میں آزادی یا بے احتیاطی سے کام لینا اس لحاظ سے مفید تدبیر تھی کہ ایک طرف تو اس نے منصوبے باندھنے والوں کو حقیقت میں ترغیب دہ منافعہ حاصل کرنے کی امید دلائی اور دوسری طرف اس منافعے کو شاکی عوام سے پوشیدہ رکھا۔ مثلاً دس فی صد منافعہ ایک تمسک پر کبھی منظور نہ کیا جاتا، لیکن بونڈ اور اسٹاک کی دُہری مقدار پر پانچ پانچ فی صد منافعہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہوتی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شغل اصل کرنے والے اور کاروبار کو فروغ دینے میں حصہ لینے والے کو اس خیال سے ترغیب ہوتی ہو کہ بغیر کچھ خرچ کیے ہوئے اسے آمدنی حاصل ہوگی۔ اس طرح ممکن ہے کہ اجرائے تمسکات کے بارے میں زیادہ راست اور آسان طریق عمل اختیار کرنے کی وجہ سے ریلوں کے نشو ونما کی مسلسل ترقی اور سرگرم تخمین سرد پڑ گئی ہو۔ لیکن دھیمی رفتار سے بھی فوائد حاصل ہوتے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ چیز تمسکات کی تحدید، قائم شدہ

باب ۲۲
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

اجارے اور مطلوبہ تنظیم کے متعاقب منازل میں بہت سی پیچیدگیوں کا سدباب کر دیتی۔

۳۔ واقعہ یہ ہے کہ تمسکات کے غیر محدود اجرا نے ریلوے کے قائدوں کی معروف جماعت کو پوراً قابو حاصل کر لینے کے بارے میں بہت مدد دی۔

شغل اصل (اور اس طرح ملکیت) سے نگرانی اور انتظام کی علیحدگی بالعموم ابتدائی زمانے میں ظاہر نہیں ہوئی۔ عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ آغاز میں بھی حقیقی کارکن اور منتظم نہ تو اپنا کوئی اصل مصروف کرتے تھے اور نہ کوئی جوکھوں سر پر لیتے تھے۔ ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ معتمد علیہ شغل اصل کرنے والوں کے ہاتھ بونڈ فروخت کرکے کل مطلوبہ رقم حاصل کر لیتے ہیں، اپنے لیے اسٹاک رکھ چھوڑتے ہیں (جو کسی رقم کے وصول کیے بغیر جاری کیے جاتے ہیں)، اور اس طرح اپنے آپ کو جوکھوں میں ڈالے بغیر منافعہ سمیٹتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اس طریقے پر چلنے کو پسند کریں گے اور بعض اوقات انھیں کامیابی بھی ہوگی۔ لیکن عام طور سے معاملہ اس قدر سیدھا سادا نہیں ہوتا۔ اندرونی ارکان کو کاروبار چلانا، اپنا زر لگانا، اپنا اعتبار پھیلانا، اور اپنی ذاتی ذمہ داری پر تمسکات لینا پڑتا ہے۔ وہ بالعموم بنک کاری کرنے والی جماعت سے وابستہ ہوتے ہیں جو تمسکات پر تحریر ظہری لکھ کر اور ان کو سہارا دے کر اپنا محنتانہ وصول کرتی ہے، اور تمسکات کو انجام کار فروخت کرنے میں درمیانی آدمی کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔ بنک کار اور منتظم دونوں لازمی طور سے کچھ جوکھوں سر پر لیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تمسکات کے خریداروں کو بالعموم فریب دیا جاتا ہے؛ اور بالعموم وہ خود یہ خیال کرکے کہ نام نہاد بونڈ اعلیٰ درجے کی ضمانت ہے اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اگو سود کی شرح ایسی دی جاتی ہے جو بدیہی طور سے متعلقہ جوکھوں کا پتہ دیتی ہے۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ دروغ بافی کے ساتھ یا اس کے بغیر ایسے ابتدائی تمسکات جو پہلی دفعہ منافعے کا استحقاق رکھتے ہیں اور جن میں جوکھوں بھی کم ہوتا ہے، شغل اصل کرنے والے عامۃ الناس کے ہاتھوں میں پہنچا دیئے 413

باب ۶۳
ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

جاتے ہیں اور اسٹاک کے حصص بنک کاروں اور منصوبے باندھنے والوں کے قبضے میں رکھے رہتے ہیں۔

اسٹاک کے حصص کے معنی تملیک اور نگرانی کے ہیں۔ قانون کی نظر میں، بونڈ کے حامل و قابض محض لین دار کی حیثیت رکھتے ہیں جنھیں سود کا اور مدت معینہ گزرنے پر اصل پانے کا استحقاق ہوتا ہے، لیکن انتظام کے معاملے میں ان کی کوئی نمائندگی نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ اسٹاک کے حاملوں کی جماعت بدلتی اور تخمین میں حصہ لیتی رہے۔ خود اسٹاک سے ابتدائی حالتوں میں عام طور سے مقسوم ملنے کی توقع نہیں ہوتی، اور صرف فی الوقت وہ اس لیے قدر و قیمت رکھتا ہے کہ اس سے انتظام پر دسترس حاصل ہوتی ہے۔ اس کی خرید و فروخت بہت ہی معمولی قیمت پر ہوتی ہے۔ ریلوں کے مالی توقعات کے اچانک تغیرات کی وجہ سے اس کی قیمت میں بہت زیادہ تغیر ہونے کا قرینہ ہوتا ہے[1]۔ یہ ٹھیک اسی طرح کا تمسک ہوتا ہے جیسے تمسک کے صرافے میں تخمینی اغراض کے لیے بہت قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ ابتدائی منصوبہ باندھنے والے زیادہ قیمتوں کی لالچ میں کم و بیش زیادہ مقدار فروخت کرتے ہیں۔ انھیں کاروبار مستقل طور سے چلانے کی فکر سے زیادہ تشویش اسٹاک کی مروجہ قیمتوں کے بارے میں ہوتی ہے اس طرح انجمن سرمایۂ مشترک کا ابتدائی تصور کہ چند اشخاص مشترک طور سے کاروبار انجام دینے کے لیے متحد ہوں بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ ہر حامل و قابض ارزاں خرید کر اور گراں فروخت کرکے دوسروں سے نفع کھینچنے کی فکر میں رہتا ہے۔

یہی وہ حالات ہیں جن کے تحت بڑے بڑے کاروباری اشخاص ظاہر ہوتے ہیں اور جن کے تحت ریلوں میں کثیر المقدار منافعہ حاصل کیا گیا ہے۔ 414 اسٹاک کی ملکیت اور ریلوں کا انتظام ایسے اشخاص کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے جو بہت تیز، قابل اور دلیر ہوتے ہیں۔ جب اسٹاک کی قیمتیں کم ہو جاتی ہیں تو، ان لوگوں کو آئندہ نفع کے امکانات دکھائی دیتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ

[1] دیکھو باب ۶۲ فصل (۲)۔

باب ۲۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

ایک دفعہ قابو حاصل ہو جانے کے بعد وہ اس کی سعی بلیغ کریں کہ املاک کا انتظام عمدہ طریقے پر ہو، انھیں معقول آمدنی وصول ہو اور خود قوم کی بھی بہتر خدمت ہو لیکن وہ اسٹاک کی تخمین کے آلے کے ذریعے سے انتظام پر قابو حاصل کرتے ہیں چنانچہ وانڈربلٹ اور گولڈ کے خاندانوں اور ان کے متوسلین کے تمول کی یہی توجیہ و تاویل ہے۔
اس تمول کے موسسین، ریلوں کے ابتدائی منصوبے باندھنے والے اور منتظم نہ تھے؛ بلکہ وہ لوگ تھے جنھوں نے تمسک کی قمار بازی کے مابعدی دور میں مداخلت کرکے انتظام میں دخل حاصل کر لیا تھا۔

۴۔ کثیر المقدار تمول اور صنعتی اقتدار کے ارتکاز کے ماسوا تخمینی ملکیت سے اس قسم کی بعض خاص خرابیاں بھی نمودار ہوئی ہیں جن کو "اندرونی تنظیم" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ریلوں کے انتظام میں غالباً سب سے عجیب اور سب سے سنگین خرابی غیر متدین یا قریب قریب غیر متدین چالیں ہیں۔ انتظام کرنے والے ریلوں کو تباہ کر سکتے ہیں، مجازی طور سے یا حقیقی طور سے ان کو مالی حیثیت سے ناکام ثابت کر سکتے ہیں، ریلوں کے تمسکات کی قیمت گرا سکتے ہیں؛ اور اس طرح ان تمسکات کو گری ہوئی قیمتوں پر پھر خرید لیتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ جھوٹے حسابات بنا سکتے ہیں، تاکہ مالی کامیابی کا جھوٹا خیال لوگوں میں پھیلے، تمسکات کی قیمت بڑھا سکتے ہیں اور بیرونی اشخاص کے ہاتھ اعلیٰ قیمت پر انھیں فروخت کر سکتے ہیں اور پھر جب انتفاخ قیمت رفع ہو جائے تو انھیں خرید لیتے ہیں جب دوسری ریلیں یا متحدہ کاروبار مثلاً پل، شب خوابی کی گاڑیاں، نقل و حمل کے جہاز، ریلوے کمپنیاں اندرونی ارکان کی جانب سے منظم کی جاتی یا خریدی جاتی اور معقول منافعے پر بڑی ریلوے کمپنی کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہیں تو بھی، اسی قسم کی صورت حالات رونما ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس قسم کی حرکتوں سے جو لوگ دھوکے میں پڑتے ہیں وہ خالص شغل اصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات یہ لوگ دوسرے تمسک کا کاروبار کرنے والے اور قمار باز ہوتے ہیں، جو اگر موقع پائیں اور عقل رکھتے ہوں تو، اسی قسم کا

باب ۶۳
ریلوں کے مسائل
(سلسلۂ سابق)

عمل کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اس سے سب سے بڑا نقصان کاروبار کرنے والی اس پوری جماعت کے اخلاق کی تخریب ہے جس کا ریلوے کے نظم و نسق سے تعلق ہوتا ہے۔

اندرونی انتظام کی ایک اور صورت یہ بھی ہے کہ نظما اور منتظمین کے فائدے کے لیے شرحوں میں دغل فصل کیا جائے؛ اور اس کے عمل میں لانے میں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے[1]، اس وقت بہت آسانی ہوتی ہے جبکہ کسی صورت میں
415 ریلوں کے کرایے میں کمی بیشی کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ قائدین میں جو جذبہ موجزن ہوتا ہے، خواہ وہ اچھا ہو یا برا، وہی دوسری صورتوں کے مثل اس صورت میں بھی کاروبار کے تمام حصوں میں سرایت کر جاتا ہے۔ نہ صرف نظماء اور بااثر متمسک دار بلکہ منتظمین اور نائب منتظمین بھی اس کے کچھ نہ کچھ زیر اثر ہوتے ہیں۔ غرض آوے کا آوا بگڑ جاتا ہے۔

یہ سب خرابیاں جو ریاستہائے متحدہ کی انجمن ہائے سرمایۂ مشترک کی خصوصیات ہیں بہت بڑی حد تک وابستہ ہیں اس قدر بدیہی اور بُرے نتائج پیدا کرنے والی ہیں کہ خانگی صنعت کے پُرجوش مؤید کو بھی بعض اوقات رُک کر یہ غور کرنا پڑتا ہے کہ آیا تنظیم سے عظیم منافع بھی ان خرابیوں کی تلافی کر سکتا ہے کہ نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جو نقائص رونما ہوئے ان میں مبالغے سے کام لینا ممکن ہے؛ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ریلوں سے مخصوص نہ تھے۔ وہ صنعتی ترقی کے ابتدائی اور نامکمل دور کا لازمی جزو تھے۔ پھر خود ریلوں میں بھی بالکل عام طریقے سے وہ نہ پائے جاتے تھے اگرچہ ایسی ایک ریلوے کمپنی بھی بہ مشکل ملے گی جس میں بد دیانتی اور دغل فصل کا شائبہ نہ ہو، پھر بھی اکثر کمپنیاں ایسی بھی تھیں جن پر بد دیانتی کا اتنا گہرا نقش نہ تھا۔ اگر کہیں مذموم ترین نتائج رونما ہوئے ہیں تو اس کی ذمہ داری جمہوریہ عائد ہوتی ہے۔ جمہور اس پوری صورت حالات کو ناگزیر سمجھ کر تسلیم کرتی تھی؛ جس کی وجہ ایک حد تک یہ تھی کہ معاشری و معاشی عواقب کا پہلے سے کوئی اندازہ قائم نہ ہوتا تھا،

[1] دیکھو باب ۶۲ فصل (۵) و (۶)۔

باب ۱۳

ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

اور بڑی حد تک یہ تھی کہ اخلاقی معیارات بہت ڈھیلے تھے۔ دونوں حیثیتوں سے انیسویں صدی کے آخری سالوں اور بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں ایک بڑی اور اچھی تبدیلی رونما ہوئی۔ ریلوں کے تخمینی انتظام کے عواقب کو عوام بہتر طریق پر سمجھنے لگے۔ اور کاروبار پر عام طور سے اعلیٰ معیاروں کا اطلاق کرنے لگے۔ عصرِ حاضر کی عظیم الشان اخلاقی ترقی نے معاشری ذمہ داری اور اتحاد و استحکام کا نہایت اعلیٰ احساس پیدا کر دیا ہے۔ جو چیزیں گزشتہ نسل میں مروج تھیں انھیں اس زمانے میں کسی طرح جائز نہیں رکھا جاتا ہے۔

۵۔ لیکن اس تیز رفتار اور عظیم الشان ترقی سے کیا فوائد رونما ہوئے؟ اس میں شک نہیں کہ ریلوں کی توسیع و ترقی بہت سرعت کے ساتھ ہوئی۔ تخمینی تعمیر اور کاروبار کے تحت، امریکی باشندوں کو ریلوں سے استفادہ کا بہت جلد اور بہت زیادہ موقع ملا۔ قوم اس کی عام طور سے خواہاں تھی، اور اس کے لیے وہ خاصا معقول معاوضہ دینے کے لیے تیار تھی۔ امریکہ کی سیاسی و صنعتی حکمت عملی اس غیر محسوس خواہش کے تابع رہی ہے کہ سریع ترقی ہو، زمین اور اس کے ذرائع کا استحصال کیا جائے، اور آبادی اور دولت میں انتہائی اضافہ کیا جائے۔ ایک سنجیدہ ناظر یہ سوال کر سکتا ہے کہ
آیا یہ سب چیزیں واقعی مفید ثابت ہوئی ہیں کہ نہیں۔ اگر ترقی کی رفتار 416
کچھ دھیمی ہوتی اور ریلوں کا پھیلاو مقابلتہً کم ہوتا تو، اس سے زیادہ بہتر معاشری نظام رونما ہوتا۔ لیکن ہمارا نصب العین جو کچھ بھی تھا حاصل ہو گیا ہے۔

ترقی کی رفتار میں خود ریلوں کی بدولت کچھ کم اضافہ نہیں ہوا۔ اور گو یہ امر بظاہر چیستاں معلوم ہوگا، لیکن ترقی کی رفتار میں نہ صرف مسابقت کی وجہ سے بلکہ اتحاد کے ذریعے سے بھی سرعت پیدا ہوئی۔ ریلوں کی مسابقت کی شدت اور تلخی، منتظمین کے حق میں، اعلیٰ ترین کاروباری کارکردگی پیدا کرنے کے بارے میں ممد ثابت ہوئی۔ مسابقت کے تحت جو سبق حاصل ہوئے تھے ان کا اطلاق اتحاد کے متعاقب دور میں

باب ۱۳
ریلوں کے مسائل
(سلسلۂ سابق)

نہایت نمایاں اثر کے ساتھ کیا گیا۔ مصارف نقل و حمل کی کمی کے اسباب میں سے ایک سبب ریلوں کے جال کا استحکام اور بڑے بڑے نظامات کی ترقی تھا۔ جس چیز نے اس عمل میں سہولت پیدا کی وہ تمسک کے سرائے میں ریلوں کے انتظام کے متعلق الٹ پھیر اور تخمین کرنے کی آسانی تھی۔ بڑے بڑے نظام حیرت انگیز سرعت کے ساتھ قائم کیے گئے۔ ۱۸۶۹ء تا ۱۸۷۳ء میں ایک بہت بڑا قدم آگے بڑھایا گیا جبکہ عرض نما ہوا ہوں (ٹرنک لائینوں) کا انتظام عمل میں آیا؛ یعنی نیویارک سنٹرل، پنسلوانیا، اری، بالٹی مور اور اوہیو کی ریلیں قائم ہوئیں۔ ۱۸۷۳ء تا ۱۸۷۹ء کی کساد بازاری نے ٹھیک اس وقت جبکہ تجدید کا دور قریب تھا، جے گولڈ جیسے شاطر کے ہاتھوں عظیم الشان جنوبی مغربی نظام کے قیام و دوام کا ایک اور موقع بہم پہنچایا۔ ۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۶ء کی عظیم الشان کساد بازاری کے زمانے میں اور اس کے بعد ایک اور موقع بھی بہم پہنچا جس نے چند سالوں میں شمال مغرب میں "ہل سسٹم" جنوب مغرب میں یونین پے سی فک "یا" ہیری مَن سسٹم" اور جنوب میں "مارگن سسٹم" کی راہیں کھولیں۔ یہ سب ان اتحادات کی مثالیں ہیں جنھوں نے ریلوں کی کارکردگی کو بہت بڑی حد تک ترقی دی۔ امریکی ریلوں کی سب سے بڑی کامیابی جس کی کوئی نظیر دنیا میں کسی جگہ نہیں ملتی طویل فاصلوں کے نقل و حمل کی ارزانی رہی ہے؛ اور اس ارزانی نے جغرافی تقسیم عمل پر نہ صرف ملک کے اندر بلکہ دیگر ممالک پر بھی ان کے مبادلات کی حد تک بہت گہرا اثر ڈالا ہے اور صنعتی پیداوار کی مجموعی مقدار میں اضافہ کر دیا ہے۔

تاریخی اعتبار سے ترقی کی رفتار بظاہر بخت و اتفاق کے تابع نظر آتی ہے۔ اگر سرکاری ملکیت اور انتظام کا عدم امکان موجود ہوا (اور امریکہ میں ریلوں کی ترقی کے ابتدائی زمانے میں سرکاری انتظام کا سوال ہی نہ تھا)؛ اگر ذرائع نقل و حمل کے لیے قوم میں پُرجوش خواہش موجود ہوئی؛ اور وہ ہر طریقے سے ان کی تعمیر کے حوصلے بڑھانے کے لیے آمادہ ہوئی؛ اگر سرمایہ مشترک کی انجمنوں کے قواعد نرم ہوئے؛ تخمینی جذبہ عام ہوا؛

باب ۶۳ ریلوں کے مسائل (بسلسلۂ سابق)

کاروباری معیار ادنیٰ درجے کے ہوئے؛ اور اگر صنعت میں میعادی تغیرات ہوتے رہے، ریلوں میں معاشی خصوصیات پائی گئیں اور پیمانۂ کبیر پر کاروبار کرنے کے مواقع موجود ہوئے تو، دلیر اور قابل منتظم کو اپنی جولانگاہ تیار ملتی تھی۔ ریلوں کی سریع تعمیر، ریلوں کی سہولتوں کی عام طور سے ملک میں توسیع، اور مقابلے، اتحاد اور سرگرم انتظام کے جملہ فوائد غالباً کسی دوسرے طریق سے حاصل ہو سکتے تھے، لیکن بعض گہرے اسباب کا سلسلہ اسی کا متقاضی تھا کہ یہ فوائد ٹھیک اس طریقے سے اور ٹھیک انھیں گوناگوں نتائج کے ساتھ حاصل ہوں۔

انیسویں صدی کے اختتام کے ساتھ ریاستہائے متحدہ میں ریلوں کے متعلق صورت حالات تبدیل ہو گئی، اور ریلوں کے مسائل نے نئی شکل اختیار کی۔ تعمیری مہم و ترقی کا دور اختتام کو پہنچا۔ اتحاد و استحکام کا تدریجی عمل رونما ہوا، اگرچہ واحد ملکیت و انتظام کے تحت بڑے نظاموں کے آجانے کا کوئی مظاہرہ نہیں ہوا۔ مقابلے کا جلد قلع قمع ہو گیا۔ ریلوں کے مسائل نے نسبتاً بہت بڑی حد تک اور زیادہ آسان شکل میں اجارے کے مسئلے کی صورت اختیار کر لی۔

مقامی آمد و رفت اور نقل و حمل کی حد تک ریلوں کو ہمیشہ حقیقی معنوں میں اجارہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس کے بدل کے طور پر کسی دوسرے ذریعۂ نقل و حمل، مثلاً واگن، کا امکان ہوتا ہے۔ لیکن ریلوں کے نقل و حمل کی ارزانی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ وہ دوسرے وسائل آمد و رفت کو نیچا دکھا سکتی ہیں، اور پھر بھی ایسا کرایہ وصول کر سکتی ہیں جو معقول شرح سے اونچا ہوتا ہے۔ نیز یہ صلاحیت و قابلیت بھی کہ وہ ادنیٰ کرایوں پر آمد و رفت انجام دے سکتی ہے حریفوں اور مقابلہ کرنے والوں کا استیصال کر دیتی ہے، اور ایسی صورت حالات پیدا کرتی ہے جس میں خود اس کا کرایہ ناواجب طریقے سے بڑھ جا سکتا ہے۔

تاہم تقابلی نقل و حمل، خواہ وہ ریلوں کے حلقے کے چند ہی مقامات تک محدود کیوں نہ ہو، تمام نظام کو ایک حد تک متاثر کرتی ہے۔ مقامی شرحیں

باب ۳۱
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

دوسری شرحوں کے مقابلے میں بہت زیادہ مختلف نہیں رکھی جا سکتیں کچھ تو رائے عامہ اور عوام کے کارروائی کرنے کے امکان کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ اگر غیر متناسب دباؤ ڈالا گیا تو مقامی کاروبار بیٹھ جائے گا۔ جس وقت تک ریلوں کی مسابقت قائم ہے (اور ترقی کے ابتدائی دور میں اس کے باقی رہنے کا قرینہ ہوتا ہے)، یہ مسابقت شرحوں کی عام سطح پر کم و بیش اتفاقی پھر بھی ایک حد تک موثر روک کا کام کرتی ہے۔

لیکن جب ذرائع آمدورفت قائم و مکمل ہوجاتے ہیں تو مسابقت غائب ہوجاتی ہے۔ جتھے (Pool) قائم ہوتے ہیں اور شرحوں کے 418
بارے میں معاہدات کئے جاتے ہیں؛ اور بالآخر کامل اتحاد رونما ہوتا ہے۔ ماسبق صفحات میں جتنے عامل بیان ہوئے، یعنی ریلوں کی مسابقت کی شدت، پیمانۂ کبیر کے کاروبار کے کفایات، ایک شخص کا اقتدار، یہ سب اس اتحاد کے پیدا کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ نقل وحمل میں مسابقت کی جگہ رقیب کمپنیوں کا اتحاد و انضمام رونما ہوتا ہے۔ مسابقانہ تعمیر کی بجائے علاقوں کی ارادی تقسیم پیدا ہوتی ہے۔ ریلوں کا جال سرعت کے ساتھ کھنچ کر معین شکل اختیار کرتا جارہا ہے؛ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس حالت پر نہیں آرہا ہے جہاں تازہ مشغل اصل کی ضرورت ہی نہ رہے، بلکہ اس حالت پر آرہا ہے جہاں کوئی بڑا نیا نظام قائم نہیں ہو رہا ہے، اور جہاں نقل وحمل ہمیشہ کے لیے موجود الوقت نظاموں میں منقسم ہوجاتی ہے۔

جب اجارے کی حالت نمودار ہوتی ہے تو ریل کو یہ ترغیب ہوتی ہے کہ اجارے کے مفہوم میں نقل وحمل جتنا بار برداشت کرے اتنا کرایہ وصول کرے؛ لیکن گزشتہ باب میں جو مفہوم بیان ہوا اس سے یہ مفہوم بالکل مختلف ہے۔ خانگی یا بالفاظ دیگر خالص زر کمانے والے کاروبار کی حیثیت سے اس میں وہی شرحیں عائد کی جائیں گی جن سے بیشتر مدت نفع وصول ہو؛ لیکن یہ ان تمام شرائط و مستثنیات کے تابع ہوگا جو انتہائی قیمت اجارہ پر عائد ہوتی ہیں اور جن کی جانب توجہ مبذول کرائی جا چکی ہے نقل وحمل کی ہر خاص مد

باب ۶۳
ریلوں کے مسائل
(بسلسلۂ سابق)

یا قسم کے بارے میں وہی کرایہ وصول کیا جائے گا جو باعتبار طلب اس خاص قسم کی نقل و حمل کے لیے ممکن ہو سکے۔ لوگ ہمیشہ اصول مصارف مشترک کو اصول اجارہ سے خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اول الذکر اصول کے تحت، نقل و حمل کی صلاحیت کے مطابق کرایہ وصول کرنا مفاد عامہ کے موافق ہوگا؛ اور موخر الذکر اصول کے تحت نقل و حمل کی قابلیت کے مطابق کرایہ وصول کرنا مفاد عامہ کے منافی ہوگا۔ جس حد تک اجارہ موثر ہو اس حد تک، ریلوں کی شرحیں سرکاری مداخلت و تنظیم کی بہت زیادہ طالب ہیں، اگرچہ اس مسئلے کا تصفیہ کرنا کہ کسی خاص صورت میں "معقول" شرح کیا ہو، لازمی طور سے دقت طلب ہی رہے گا۔

باب ۶۴

سرکاری ملکیت اور سرکاری انتظام

(۱) خدمات عامہ کی صنعتیں کیا ہیں؟ معاشی تصور کے مقابلے میں قانونی تصور کم اہم ہے؛ اساسی خصوصیت اجارہ ہے۔ (۲) صنعتوں کی اصلاح و ترقی کے لیے منافع کی ششہ ضروری ہے؛ اسی وجہ سے خانگی ملکیت کا ابتدائی زمانہ ناگزیر ہے۔ (۳) جب سرکاری ملکیت خانگی ملکیت کی جگہ لے لیتی ہے تو حقوق قائمہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ "اجازہ" ہمیشہ محدود شرائط کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ بازاری قیمت پر خریداری۔ (۴) کیا کوئی ایسے معیار موجود ہیں جو بعض صنعتوں کو سرکاری انتظام کے لیے موزوں بناتے ہیں؟ جیونس کے مجوزہ معیار؛ سرکاری عہدہ داروں سے بدگمانی ان سب کی تہ میں مضمر ہے۔ (۵) معتبر اور قابل سرکاری عہدہ دار حاصل کرنا ایک حد تک سیاسی نظام کا جزو ہے۔ مزدوروں سے کام لینے اور ترقی قائم رکھنے کے بارے میں سرکاری انتظام کی بعض دقتیں۔ (۶) جمہوریت کا لازمہ خصائل اور ذہانت کی عام طور سے اعلیٰ سطح پیدا کرنا ہے۔ اجارے کی صنعتوں سے بددیانتی کس طرح وابستہ ہے۔ (۷) جمہوریت کے مستقبل کا انحصار ان صنعتوں سے کامیاب سلوک کرنے پر ہے۔ ملکیت کے تجربات خاصکر 419

باب ۱۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

بلدیوں میں لایق خیر مقدم ہیں۔ اِس بارے میں کاروباری طبقے کے تعصبات۔ (۸) سرکاری ملکیت کا واحد بدل سرکاری انتظام ہے۔ مجلسوں کو منظم کرنے کی دو صورتیں۔ اساسی مقصد قیمتوں اور منافع کی تحدید ہے۔ خانگی انتظام کے معیاروں کا اعلیٰ کیا جانا۔ (۹) قانون نقل و حمل سنہ ۱۹۲۰ء۔ تخمینۂ قیمت اور شرحوں کے بارے میں شرائط۔ سرکاری ملکیت اور خانگی ملکیت کی درمیانی حالت کی جانب قدم بڑھنے کا بالآخر قرینہ ہے۔

ا۔ سرکاری نگرانی کس حد تک انجام دی جائے گی؟ کیا ہمیشہ کے لیے ملکیت اور انتظام کی حد تک؟ یہ سوالات سب سے نمایاں طور سے ریلوں میں پیش ہوتے ہیں اور جوں جوں پیمانۂ کبیر کی پیدائش زیادہ وسیع ہوتی جاتی ہے اور اجارے کے حالات پھیلتے جاتے ہیں، یہ سوالات موجودہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ترقی یافتہ ملکوں میں بعض صنعتیں ایسی ہیں جو عام اتفاق کے ذریعے سے خانگی ہاتھوں میں نہیں ہیں۔ مثلاً شاہراہیں، پل اور ابتدائی تعلیم۔ جتنا جتنا بعض خدمات کی روز افزوں اہمیت کا احساس قوی تر ہوتا جاتا ہے، ان خدمات کے متعلق یہ خیال کیا جانے لگتا ہے کہ وہ کسی معاوضے یا صلے کی نیت سے چلانے کے قابل نہیں رہے؛ ایسی خدمات ہر فرد کے لیے مفت مہیا کی جاتی ہیں، اور ان کا انتظام کرنے کے وسائل محصول کے ذریعے سے فراہم کئے جاتے ہیں۔[۱] اسطرح سب پر عام محصول 420 عائد کرکے ان کا انتظام سرکاری نگرانی میں کیا جاتا ہے۔ مشتبہ سوالات ان خدمات کے بارے میں ہیں جو اب بھی اساسی طور سے معاوضے کے اصول پر انجام دئے جاتے ہیں؛ مثلاً ڈاکخانہ جس میں ڈاک کا محصول لیا جاتا ہے؛ بلدیہ کا آبرسانی کا انتظام جس میں پانی پر محصول لیا جاتا ہے؛ اور سرکاری ریلیں جن میں مسافروں سے کرایہ اور باربرداری کا

---

[۱] دیکھو باب ۴۸ فصل (۱)۔

باب ۲۷

سرکاری ملکیت اور انتظام

معاوضہ لیا جاتا ہے۔ یہ ادارے خانگی ہاتھوں میں رہ سکتے ہیں، اور اگر سرکاری ہاتھوں میں رہیں تو وہ تعلیم اور معمولی شاہراہوں کے مسائل سے مختلف مسائل پیش کرتے ہیں۔ اور اس کا اعادہ نامناسب نہ ہوگا کہ یہ سوال رونما ہوتا ہے کہ ان میں سے کون کون سی چیزیں ایسی ہیں جو اچھی طور سے سرکاری انتظام کے تحت آسکتی ہیں؟

مشتبہ صنعتیں وہ ہیں، جنھیں خاص کر اس ملک میں، عام طور سے "خدمات عامہ کی صنعتوں" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، جیسے ریلیں، ٹیلی فون، ٹیلی گراف، آبرسانی، گیس برقی وغیرہ۔ "خدمات عامہ" کی اصطلاح تشریح طلب ہے، اس لیے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ سرکاری انتظام و نگرانی کے لیے موزوں کاروبار اور سرکاری انتظام و نگرانی کے لیے غیر موزوں کاروبار کے مابین خط فارق کھینچا جا سکتا ہے۔ وہ صنعتیں جن کا ابھی ذکر آچکا ہے، دو مفہوموں کے لحاظ سے "عام" صنعتیں ہیں۔ ایک مفہوم تو قانونی ہے، اور اس کی تعریف مقابلۃً آسان ہے۔ دوسرا معاشی اور زیادہ اہم ہے، لیکن اس کا صحیح اطلاق زیادہ مشکل ہے؛ اس کا انحصار صنعتوں کی اجاروی نوعیت پر ہے۔

ریل اس وقت تک نہیں بنائی جا سکتی جب تک راستے پر چلنے کا آئینی حق نہ حاصل ہو جائے۔ زمین کو کسی قیمت پر حاصل کرنے کے حق کے بغیر، یعنی حق ملکیت کے بغیر راستے بھر میں کوئی زمیندار بھی مزاحمت یا رکاوٹ پیدا کر سکتا ہے۔ اس طرح گیس کمپنی کو بھی سڑکیں کھودنے کے حق کی ضرورت ہے، اور برقی کمپنی سڑکوں کو عبور یا استعمال کرنے کے اسی طرح کے حقوق کی محتاج ہے۔ ٹریم کار یا موٹر کار اسی قسم کے واقعے کی بنا پر شاہراہوں کو استعمال کرتی ہے۔ اس وجہ سے یہ سب خاص طور سے سرکاری اجازت کے محتاج ہیں، اور اس طرح ایک حد تک آسانی کے ساتھ سرکاری نگرانی کے تابع بنائے جا سکتے ہیں۔

لیکن محض اسی خصوصیت کی بنا پر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ان کا انتظام سرکاری طور سے ہونا چاہیے، یا انھیں کسی خاص طریقے پر سرکاری نگرانی کے تابع بنانا چاہیے۔ ان صنعتوں کو "خدمات عامہ" کی ذیل میں شمار کرنے کا اصلی سبب اس مفہوم میں کہ وہ سرکاری
نگرانی چاہتی ہیں، معاشی سبب نہ کہ قانونی؛ اور اساسی 421
معاشی سبب یہ ہے کہ وہ اجارے کی جانب مائل ہوتی ہیں۔ اگر ان میں

باب ۲۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

مقابلہ موثر ہوتا، جیساکہ کفش، پارچہ اور آٹے کی رسد میں ہوتا ہے تو محض اس واقعے سے کہ شاہراہوں کا استعمال ضروری تھا سرکاری تنظیم لازم نہ آتی؛ اس واقعہ کی بالکل وہی حقیقت ہے جیسی سڑکوں پر چلنے والے خوانچے والوں، اشیا فروشوں، گاڑیوں اور موٹروں کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ خدمات عامہ کی قسم میں آتے ہیں۔ اس کے برعکس، خواہ کسی خاص اجازت کی ضرورت نہ ہو، خاص اختیارات یا "اجازہ" منظور نہ کیا جائے، اور خواہ نگرانی کے کوئی بدیہی ذرائع نہ ہوں، پھر بھی ہر وہ صنعت جو کامل اجارے کی حالت پر پہنچ جائے نگرانی چاہتی ہے، اور کم از کم سرکاری ملکیت کے امکان کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اگر آٹا پیسنے یا روٹی بنانے کا کام مستحکم اتحاد کے ہاتھوں میں ہو تو، بہت جلد یہ بات سننے میں آئے گی کہ اس صنعت کو خدمات عامہ کا لقب مل گیا۔ وہ اس لحاظ سے کہ تمام عامۃ الناس کے لیے عظیم الشان اہمیت رکھتی ہے خدمات عامہ کی صنعت ہے۔ لیکن وہ اس وقت تک نگرانی اور تنظیم نہیں چاہتی جس وقت تک اس میں مسابقت موثر ہے۔ آب رسانی ہر لحاظ سے صنعت عامہ ہے؛ اس میں آئینی اجازت ناگزیر ہے، وہ نہایت اہم ہے، اور اجارے کی نوعیت رکھتی ہے۔

اگرچہ موجودہ صنعتوں کے بارے میں یہ طے نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں اجارہ یا اتحاد کا کس حد تک عملدرآمد ہوگا، لیکن یہ واضح ہے کہ بہت دور تک ان کا عملدرآمد ہوگا۔ یہ امر کہ وہ صنعتیں جنھیں اب عام طور سے "عام افادے کی صنعتیں" کہا جاتا ہے اجارے کی قسم سے تعلق رکھتی ہیں، ابتداً ریاستہائے متحدہ میں محسوس نہیں کیا گیا تھا۔ ابتدائی زمانے میں ان کی قیمتوں کو متعین کرنے کے لیے مقابلہ سے مدد لی جاتی تھی۔ رقیب ریلوں، ٹریموں اور گیس کمپنیوں کا خیرمقدم کیا جاتا تھا اور یہ عقیدہ قائم ہوگیا تھا کہ دوسری صنعتوں کے مثل ان میں بھی مقابلہ، قیمت کو معقول حدود میں رکھنے کے لیے کفایت کرے گا۔ کتنے کثیر التعداد امریکی شہروں میں مقابلہ کرنے والی ٹریموے، گیس کمپنیاں اور ٹیلیفون کمپنیاں رہی ہیں جن سے بہتر خدمات اور کم کرایوں کی توقعات تھیں؛ لیکن بالآخر

باب ۲۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

یہ سب رقیب اتحاد کے مضبوط رشتے میں کس طرح بے گمان منسلک ہوگئے! اس قسم کے مکرر تجربات کے باوجود، مقابلے کی تاثیر کے بارے میں اکثر صورتوں میں اب بھی جھوٹی توقعات قائم کی جاتی ہیں۔ سیدھا اور بدیہی واقعہ یہ ہے کہ اجارہ ناگزیر طور پر رونما ہوتا ہے۔ آخری بات یہ ہے کہ اب مقابلے کے ذریعے کے علاوہ ترتیب و تنظیم کے کسی اور طریقے کی ضرورت کو تسلیم کرلینا چاہیے۔

422 ان میں نہیں تو ان میں سے اکثر صورتوں میں اجارے کی بنیاد خالص معاشی ہے؛ یعنی یہ کہ صنعتیں تکثیر حاصل کے حالات کے تحت چلائی جاتی ہیں[1]۔ یہی حال ریلوں کا ہے، اگرچہ غالباً ریلوں کے نظام کی توسیع کے ساتھ ساتھ شرح اضافہ کم ہوتی جاتی ہے۔ جب ٹریموے چلانے میں جانوروں کے بجائے قوت سے کام لیا جانے لگا تو یہی چیز اس کاروبار کے متعلق بھی صادق آنے لگی۔ برقی روشنی اور قوت، گیس اور پانی، ان سب کی بہم رسانی ارزاں نرخ پر اس صورت میں ہوسکتی ہے جبکہ واحد بڑے رقبے پر بڑا کارخانہ تنہا کام کرے۔ ایسی صورت کے بارے میں جان اسٹوارٹ مل نے موجودہ صنعتی دور کے ابتدائی ایام میں جو پیش گوئی کی تھی وہ اب بھی اسی طرح صحیح ثابت ہو رہی ہے جس طرح کہ ساٹھ سال قبل ثابت ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ "جب کوئی ایسا کاروبار جو حقیقت میں عوام کے لیے اہمیت رکھتا ہو اس قدر بڑے پیمانے پر منفعت کے ساتھ صرف اسی صورت میں انجام دیا جا سکتا ہے کہ مقابلے کی آزادی تقریباً باطل ہو جائے تو، قوم کی اس ایک خدمت کو انجام دینے کی غرض سے متعدد بیش قیمت انتظامات باقی رکھنا گویا عوام کے مادی ذرایع کو غیر کفایت شعارانہ طریق پر صرف کرنا ہے۔ اس سے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ اس کو ہمیشہ کے لیے سرکاری کام قرار دے دیا جائے؛ اور اگر حکومت بھی اس کو فائدے کے ساتھ انجام نہ دے سکے تو اسے کلیۃً کمپنی یا جماعت کے سپرد کر دینا چاہیے جو اسے عوام کے لیے

---

[1] یعنی کفایات داخلی کے باعث تکثیر حاصل رونما ہوتا ہے۔ دیکھو باب ۱۴ فصل (۳)۔

باب ۱۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

بہترین شرائط پر چلائے گی"۔[1]

ڈاکخانے، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کا انتظام بہترین طریق پر اجارے کے حالات کے تحت انجام پاتا ہے اور اس کے وجوہ ایک حد تک مختلف ہیں۔ اگر یہ کاروبار عام اور ہمہ گیر ہوں اور واحد انتظام کے تحت ہوں تو، عامۃ الناس کے لیے وہ بہت زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ خطوط رسانی کا کام شہروں میں ایک کمپنی انجام دے سکتی ہے اور دیہات و اضلاع میں دوسری کمپنی۔ اگر شہری علاقوں میں انتظام علٰحدہ ہو تو یہاں شرحیں کم ہو سکتی ہیں اور غالباً کم ہوں گی؛ اور یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آیا موجودہ یکساں شرح، جس سے شہروں میں اعلیٰ منافعہ وصول ہوتا ہے، مصارف و قیمت کے باہمی مساویانہ تعلق کی بابت مروجہ روایات سے تطابق رکھتی ہے یا نہیں۔ لیکن سیدھی سادی مقررہ شرح پر ہر ایک مراسلت کرنے والے تک ہمیشہ رسائی حاصل کرنے کی جو سہولت ہے وہ یکساں شرح کے مبنی بر انصاف ہونے کے بارے میں ہر ممکنہ شبہے کو زائل کر دیتی ہے۔[2] ڈاکخانے کی

[1] دیکھو جان اسٹورٹ مل کی کتاب موسوم بہ "اصول معاشیات" حصۂ اول باب ۹ فصل (۴)
(Principles of Political Economy)

[2] ڈاکخانے کے مصارف خطوط جوڑنے، الگ کرنے اور تقسیم کرنے کے انتظامات پر مشتمل ہیں۔ کسی مقررہ ضلع میں ہر خط کے لیے یہ مدیں مقررہ ہوتی ہیں۔ محض نقل و حمل سے مقابلۃً بہت کم مصارف عائد ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بلا لحاظ فاصلہ یکساں شرح، مصارف سے اس قدر عدم تطابق نہیں رکھتی جس قدر ابتداءً بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ رولینڈ ہل نے اپنی عظیم الشان اصلاح (ایک پنس کی ڈاک) کی تائید میں جو اہم دلائل پیش کئے تھے ان میں سے ایک دلیل یہی تھی۔ اس طرح کسی مقابلۃً چھوٹے اور گنجان ملک میں ڈاکخانے کی یکساں شرح کا مدار نہ صرف معاشی بلکہ معاشرتی بنیاد پر بھی ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ جیسے وسیع ملک میں معاشی وجوہ کی قوت کم ہے۔ جملہ مصارف فاصلہ اور نقل و حمل کے مصارف پر بڑی حد تک مشتمل ہوتے ہیں خاص کر ان مقامات پر جہاں نہ صرف خطوط بلکہ وزنی مطبوعہ اور متفرق چیزیں پہنچائی جاتی ہیں۔ شرح کی یکسانی قلیل التعداد آبادی کے دیہاتی اضلاع میں مفت خطوط رسانی کی توسیع کی مثل زیادہ تر وسیع معاشرتی بنیادوں پر حق بجانب ہو سکتی ہے۔

باب ۱۴
سرکاری ملکیت اور انتظام
423

صورت میں اس فائدے کے علاوہ ہمہ گیر خدمت اور یکساں شرح کے تعلیمی اور سیاسی فوائد بھی لازمی طور سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ٹیلی فون کی صورت میں واحد انتظام کے تحت خدمت انجام دینے کے فوائد تمام انتظامات سے زیادہ نمایاں ہیں۔ موثر ٹیلی فون کی خدمت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر رکن اور چندہ دہندہ سے گفتگو کی جا سکے۔ اگر ایک سے زائد رقیب ٹیلی فون کمپنیاں قائم ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے چندہ دہندگان کی جداگانہ جماعت ہو تو یہ انتہائی مہملیت ہوگی۔ مسابقت کا انسداد نہ صرف ناگزیر بلکہ بلاشبہ بہت منفعت بخش ہوگا۔ جو واحد ممکنہ سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اجارہ سرکاری ہو یا سرکاری نگرانی کے تحت خانگی۔

۲۔ تقریباً ان تمام صورتوں میں جہاں کہیں سرکاری ملکیت رہی ہے وہاں، اس سے قبل خانگی ملکیت کا رواج رہا ہے؛ اور یہ اس وجہ سے کہ منافع کی شہ صنعتوں کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔

یہاں سے مختلف فیہ مسائل کی حد شروع ہوتی ہے: خود غرضانہ محرکات کا کس حد تک تسلط ہے اور مادی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے ان کی اعانت کس حد تک ضروری ہے؟ انسانوں میں غیر معمولی طور سے عدم مساوات پائی جاتی ہے، اور اخوانی جذبات کی حد تک تو یہ عدم مساوات اور بھی زیادہ ہے۔ غیر معمولی طور سے ذہین انسانوں یعنی بڑے بڑے مصوروں، شاعروں ماہران موسیقی اور سائنس دانوں میں کثیف تر جذبات بالعموم پوشیدہ یا حد سے زیادہ قابو میں ہوتے ہیں۔ ان میں جبلی جذبہ قوی ہوتا ہے۔ وہ ابتداً کسی صلے یا معاوضے کی تمنا میں محنت نہیں کرتے، بلکہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ اپنے میلان طبع کو روک نہیں سکتے۔ یہی حال موجدوں کا ہے۔ لیکن یہ بہت ہی غیر معمولی طور سے مستثنیٰ اشخاص ہیں۔ اکثر اشخاص کے لیے رشوت پسندی کا استدلال صادق آتا ہے۔ انسانوں کو ان کی قابلیت سے انتہائی کام لینے کے لیے منفعت کی توقع بہت ضروری ہے۔ حتیٰ کہ اعلیٰ درجے کی ذہانت و قابلیت رکھنے والوں کے لیے بھی یہ چیز بڑی حد تک صادق آتی ہے۔ علیٰ ہذا جوں جوں ہم اس

باب ۲۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام
424

غیر معمولی قابلیت والی مختصر جماعت سے اوسط درجے کے قابل افراد کی جانب آتے ہیں یہ چیز زیادہ صادق آتی جاتی ہے۔ بجز چند غیر معمولی طور سے ذہین اشخاص کے سب کے لیے منفعت کی کشش نہ صرف قوی بلکہ ناگزیر بھی ہے۔ تقریباً سب موجد اور ارباب سائنس ذاتی محرکات کے تابع ہوتے ہیں اور یہی ان کے ماحول پر بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ متوقع صلے یا انعام کی مناسبت سے وہ بہت زیادہ موثر ہوتے اور زیادہ مشقت کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ یہی اصول پیٹنٹ، حق تالیف و ایجاد، نشان تجارت کے نظام بلکہ تقابلی صنعت اور خانگی ملکیت کے کل نظام کی تہ میں مضمر ہے۔

اس کے علاوہ، صنعت کی توسیع و ترقی کے لیے نہ صرف منتظمین و موجدین کا وجود ضروری ہے بلکہ ایسے لوگ بھی لابد ہیں جو اپنے ذرایع کو نئے نئے راستوں کے کھولنے میں جوکھوں میں ڈالنا چاہتے ہوں۔ صنعتوں کی کل عظیم الشان ترقیوں، خاص کر عصر جدید کے عہد آفریں تغیرات کی تاریخ بتاتی ہے کہ کاروباری شخص اور دلیر اصلدار نے بہت ہی اہم اور اساسی کام انجام دیئے ہیں۔ ہمارے ذہن میں یہ خیال قائم ہونے کا احتمال ہے کہ کامیاب ایجادیں کسی ایک شخص نے کسی خاص تاریخ کو قطعی طور پر کردیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ تقریباً بلا استثنا متعدد اشخاص طویل مدت تک تجربے کرتے رہے ہیں، مختلف حریف مختلف تجویزیں پیش کرتے رہے ہیں۔ ایک راستے کو صحیح سمجھ کر چلے مگر غلط راستے پر نکل گئے، آزمایشوں میں ناکامی اٹھانی پڑی اور بتدریج آخر میں چل کر تجویز کامیاب ثابت ہوئی۔ دخانی انجن، صنعتی انقلاب کے زمانے کی پارچہ بافی کی ایجادیں، ریلیں، برقی قوت کا استعمال نقل وحمل میں، ہوا بازی کی کلیں، ان سب کے مکمل طور سے رونما ہونے سے قبل اس عدم تیقن کے دور کو طے کرنا پڑا۔ متضاد تجاویز میں سے بعض کو انتخاب کرنے اور شغل اصل کے نئے راستے ہمت و جرأت سے کھولنے کے لیے کاروباری آدمی کا وجود اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ موجد کا۔ بعض اوقات مثلاً اسٹی فن سن اور سنی ملنس کی صورت میں موجد اور کاروباری آدمی ایک ہی ذات میں جمع رہے ہیں۔ لیکن اکثر و بیشتر جیسا کہ بولٹن اور واٹ کی عام مثالوں سے

باب ۱۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

معلوم ہوتا ہے، ان دونوں قسم کی قابلیتوں کا دوجداگانہ تقابل کرنے والی شخصیتوں میں موجود رہنا ضروری ہوتا ہے؛ موجد کو تنظیم کرنے والے اصلدار کی پشتیبانی اور رہبری کی ضرورت ہے۔

گذشتہ واقعات کی تاریخ منافعہ کی شہ کے اثر کے متعلق یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا اثر ان تمام صنعتوں میں جن پر ہم اس وقت غور کر رہے ہیں قوی اور بظاہر ناگزیر ہے۔ خانگی تنظیم کا دور ناگزیر رہا ہے۔ سرکاری تنظیم، عبور و ترقی کے دور میں رونما ہوئی نہ کہ آزادانہ طور سے ابتدا ہی سے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی صنعت کسی ملک میں خانگی تنظیم کے تحت ترقی پائے تو وہ دوسرے ملک میں ابتدائی دور طے کیے بغیر منتقل و رائج کی جاسکتی ہے چنانچہ انگلستان میں جب طویل مدت کے تجربے کے بعد ریل موثر و باقاعدہ طریقے پر چلنے لگی تو اس کو براعظم میں سرکاری صنعت کے طور پر متعارف کرنا آسان تھا[1]۔

ایک نسل کے بعد انگلستان سے خانگی تنظیم کے اسلوب میں تربیت یافتہ
425 آدمیوں کی درآمد کر کے آسٹریلیا کی نوآبادیات کے لیے ریلوں کا سرکاری طور سے انتظام کرنا آسان ہو گیا۔ جب ریاستہائے متحدہ میں خانگی انتظام کے تجربے سے یہ ثابت ہو گیا کہ کام کس طرح کیا جاسکتا ہے تو انگلستان میں برقی قوت کے ذریعے سے نقل و حمل کا کام سرکاری کاروبار کی حیثیت سے بہت آسانی کے ساتھ آغاز کر دیا گیا۔

اغلب یہ ہے کہ آیندہ بھی یہی نہج رہے گا۔ بحالت موجودہ آبی قوت کے ذریعے سے جو قوت برق پیدا کی جاتی ہے اس سے ایک سبق آموز مثال ملتی ہے۔ اس میں بڑے بڑے امکانات، نہیں بڑے بڑے یقینیات موجود ہیں۔

---

[1] پھر بھی براعظم میں اکثر ریلیں تعمیر کی گئیں، اور ابتداً خانگی کمپنیوں کے انتظام کے تحت ہی رہیں۔ ابتدائی تعمیری کام بالعموم انگریز ٹھیکہ داروں نے انجام دیا جن میں اسٹی فن سنس اور براسی سب سے مشہور و ممتاز ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں ریلیں آزادانہ طور سے اور خانگی جد و جہد کے ذریعے سے ترقی پاتی رہیں۔

باب ۲۶
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

حقیقت یہ ہے کہ بند تعمیر کرنے اور پانی کو روک کر اُسے احاطے میں رکھنے کا سادہ کام حکومت انجام دے سکتی ہے لیکن قوائی (Hydraulic) اور برقی کلوں میں اور قوت کی ترسیل اور تقسیم میں بڑے خطرات شامل ہیں اور فنی ترقی کے قطع نظر کرتے ہوئے وہ ایسی جرأت وہمت اور سرگرمی چاہتی ہیں جس کی فراہمی کا سرکاری عہدہ داروں سے امکان نہیں ہے۔ چنانچہ برق کی شکل میں آبی قوت کا استعمال و استفادہ خانگی ہدایت اور تنظیم کا محتاج ہے۔ بدیہی طور سے اجارے کی صورت موجود ہے یا بہرنوع ممکن الوقوع ہے؛ قوت خاصی مقدار میں موجود ہے، جو کوئی اس کو اپنے قابو میں کرتا ہے وہی تمام صنعتی امکانات کو اپنے قابو میں کرلیتا ہے۔ عوام کو ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ ان عظیم الشان ذرائع کی ملکیت سے دوامی طور سے دست بردار ہو جائیں۔ تاہم عوام صرف خانگی منافعہ کو کسی حد تک روا رکھ کر ہی غالباً اس کو موثر طریقے سے ترقی دے سکتے ہیں۔ مابعد دور میں جبکہ قوت کے استعمال و استفادے کے بہترین طریقے سمجھ میں آجائیں یہ ممکن ہے کہ سرکاری انتظام خانگی انتظام کی جگہ لے لے۔

۳۔ جب خانگی ملکیت و انتظام میں تغیر رونما ہوتا ہے تو حقوق قائمہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ خریداری کے شرایط ایسے نہ ہونے چاہئیں جن سے کاروبار کے دوسرے پرخطر شعبوں میں اصل مصروف کرنے سے لوگ باز رہیں یا دست کش ہو جائیں۔ بلکہ اس کے برخلاف صرف اس قدر معاوضہ ادا کرنا چاہیے جو خانگی انتظام اور شغل اصل کے جذبے کو زندہ اور تازہ رکھنے کے لیے ضروری ہو۔ گویا جتنا معاوضہ کفایت کرسکتا ہو اس سے زاید نہ دینا چاہیے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ بیچنے والا ہمیشہ زیادہ لینے کی کوشش کرتا ہے یعنی ابتداءً تو غیر محدود اجازہ چاہتا ہے اور متعاقب زمانے میں اعلیٰ ترین قیمت پر فروخت کرنے کا متمنی ہوتا ہے۔ مالیاتی بازار اس کی آمدنیوں کے حساب سے اس کی آمدنی کی سربستہ مالیت طے کریں گے، خواہ وہ آمدنیاں کتنی ہی اعلیٰ ہوں اور وہ اسی مالیت کے لحاظ سے خریداری کا متوقع

باب ۲۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

رہے گا۔

ان معاملات میں سب سے پہلا اور سادہ سرکاری اصول یہ ہونا چاہیے کہ غیر محدود اجازہ نہ دیا جائے۔ خواہ سوال ریلوں کا ہو یا ٹریم کا یا گیس رسانی کا یا ٹیلی فون کا یا آب رسانی کا، صنعت کو خانگی ہاتھوں میں چلانے اور قائم کرنے کا حق اور قانونی اجازت دونوں محدود مدت تک ہونے چاہئیں۔ نیز ایسے 426 شرایط پر خریداری کا خاص حق محفوظ ہونا چاہیے جو کلوں اور کارخانے کے مصارف پر مبنی ہو، نہ کہ اس کی آمدنی کی سربستہ مالیت پر۔ تجربہ بتاتا ہے کہ تیس سال کی مدت بلکہ پچاس سال کی مدت یقیناً خاصی طویل مدت ہے، اور یہ کہ معقول شرایط پر خریداری کرنے کا حق خانگی شغل اصل میں مزاحم نہیں ہوتا۔

اس اعتبار سے امریکہ کے طبقے اپنے آیندہ اخلاف کی حد تک بہت بے پروا رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے پیدائشی حق کو بالکل حقیر معاوضے پر فروخت کر دیا یا بالکل مفت دے دیا۔ اس کی تشریح و توجیہ بہت کافی بدیہی ہے۔ ابتدائی رہبری کے دور میں قدیم بسنے والوں کے اساسی مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان ہی چیزوں کو اپنے قبضے میں لائیں جو مستقبل میں قابل قدر یا بیش قدر ہوں گی، مثلاً زمین، سکونتی خطے، معادن، جنگل، آبی قوت، "اجازے"۔ اس وقت کسی کو اخلاف کے حقوق محفوظ کرنے کا خیال نہیں ہوتا؛ تقریباً ہر شخص فوراً ان چیزوں کا استحصال کرنا چاہتا ہے جن کے لیے اخلاف اعلیٰ قیمت ادا کر سکیں گے۔ صرف اس صورت میں جبکہ شدید ممانعت کی جائے یا دستوری قانون نافذ کیا جائے (مثلاً علاقوں کے بارے میں کانگریس کی جانب سے) رہبر طبقہ مستقبل کے امکانات کے اس قسم کے استحصال سے باز رہ سکے گا۔

جب اجارے کی صنعت کو غیر محدود خانگی ملکیت میں رہنے دینے کی غلطی کی گئی ہو، اور جہاں اس کی خرید و فروخت یکے بعد دیگرے متعدد اشخاص نے اس قسم کی ملکیت کی بنیاد پر کی ہو وہاں اسی صورت میں جبکہ

باب ۱۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

خانگی ملکیت کو سرکاری ملکیت میں منقلب کرنے کی ٹھان لی گئی ہو بجز مالکوں سے صنعت کو بازاری قیمت پر خرید لینے کے اور کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ اس صورت میں مصارف شغل اصل کی بنیاد پر نہیں بلکہ آمدنیوں کی سربستہ مالیت کی بنیاد پر خریداری مقرر ہونی چاہیے۔ یہ صورت زمین اور سکونتی خطوں کی صورت کے مماثل ہے۔ اگر قوم نے دوامی اجازہ کی بنیاد پر شغل اصل اور خریداری کو منظور کرلیا ہو تو اسے خود موجودہ قدر و قیمت کی بنیاد پر خریداری کرنی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کرسکتی ہے کہ اجارے یا خاص حق کی بنا پر مستقبل میں جو زائد ماحصل وصول ہو صرف اس کو اپنے لیے محفوظ رکھ لے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح وہ سکونتی خطوں کی مستقبل آمدنی غیر مکتسب کو محصول کے ذریعے سے وصول کرسکتی ہے۔ تا وقتیکہ تمام خانگی املاک کا ہمیشہ کے لیے قلع قمع نہ کردیا جائے اس خاص قسم کی ملک و جائداد کے قانونی اور جائز مالک خاص طور سے بیدخلی کا نشانہ نہیں بنائے جاسکتے۔ مثلاً اسی وجہ سے جب پرشیا نے ۱۸۷۸ء میں سرکاری طور سے ریلوں کو خرید لینے کے لیے عہد آفریں قدم 427 اٹھانے کا ارادہ کیا تو خریداری سڑکوں کی بازاری قیمت پر بہت آزادی اور سادگی کے ساتھ عمل میں آئی۔ جب برطانیہ اپنی ریلوں کو خریدے گا جیساکہ کچھ زمانے بعد ممکن ہے تو اسے بھی یہی کرنا ہوگا۔ ریاستہائے متحدہ کو بھی یہی کرنا پڑے گا، اگر اس قسم کی دوررس تبدیلی کرنے کا وقت آجائے۔ مستقبل کے امکانات کے لیے فرانس کی حیثیت مقابلۃً بہت موافق ہے، اس لیے کہ ابتدائی آئین کے شرایط کے تحت اس کی ریلیں سرکاری ملک اور قبضے میں بیسویں صدی کے وسط تک آجائیں گی اور مستقل کلوں اور اصل قائم کے لیے کوئی معاوضہ ادا کرنا نہ پڑے گا۔

۴۔ سابقہ بحث اس امر کو ملحوظ رکھ کر کی گئی کہ گویا خانگی ملکیت سے سرکاری ملکیت کی صورت میں تغیر تمام اجارے کی صنعتوں کے بارے میں یقیناً رونما ہوگا اور یہ کہ گویا اس کا انحصار کلیتہً فنی اور صنعتی ترقی کی مقررہ حالت کی تکمیل پر ہے۔ لیکن معاملہ اس قدر سیدھا سادا نہیں ہے۔

باب ۱۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

سرکاری ملکیت ممکن ہے کہ رونما ہی نہ ہو؛ یا ممکن ہے کہ اس سے پیشتر طویل زمانے تک سرکاری نگرانی کے تحت خانگی ملکیت قائم رہے جن حالات پر اصول عمل کے انتخاب کا مدار ہونا چاہیے وہ اس صورت میں محدود معنوں میں معاشی نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر معاشری و سیاسی ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ بعض ایسی معاشی خصوصیات مرتب کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں جن کے ذریعے سے سرکاری اور خانگی صنعتوں کے مابین امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ ابتدا میں مشہور و معروف کوشش جیونس نے کی تھی؛ چنانچہ انھوں نے ایسی صنعت کی خصوصیات جو سرکاری انتظام کی حد تک موزونیت رکھتی ہیں حسب ذیل بیان کی تھیں:— (۱) قلیل المقدار اصل؛ (۲) معمولی اور مقررہ کاروبار؛ (۳) متعدد خدمات کا اتحاد و اجتماع مثلاً ڈاک، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف؛ (۴) واحد ہمہ گیر کارخانے بننے کی استعداد و قابلیت مثلاً گیس اور آب رسانی۔ یہ اصول اس وقت پیش کیا گیا تھا جبکہ انگلستان میں سرکار کے ملک اور قبضے میں ٹیلی گراف کو دے دینے کا مسئلہ زیر بحث تھا، لیکن بعد کی شدید عملی ضرورتوں پر صادق آنے سے وہ ناکام رہا۔ سب سے پہلا لزوم یعنی اصل کا قلیل مقدار میں موجود ہونا، ریلوں کی صورت میں پورا نہیں بیٹھتا؛ تاہم اس صورت میں سرکاری انتظام بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ پھر بھی اصول اب تک توجہ کا مستحق ہے؛ اس لیے کہ وہ مسئلے کے بعض سیاسی مشکلات کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

428 جیونس کے بیان کردہ لوازم کی تہ میں سرکاری عہدہ داروں کی طرف سے بدگمانی مضمر ہے۔ اسی سے قلیل المقدار اصل کی پہلی مد کی توجیہ و تشریح ہوتی ہے۔ جہاں اصل کی مد بڑی ہو وہاں، صنعت و کاروبار کے مالی و فنی نتیجے کو جانچنا مشکل ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ انتظام اچھا ہو، لیکن اس کے باوجود مرمت اور توسیع کے مصارف سالانہ حساب میں گھاٹہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اس کے برعکس کلوں کی مطلوبہ توسیع و اصلاح و درستی پر ہاتھ روک کر رقم صرف کی جائے تو اس طریقے پر ادنیٰ درجے کا منتظم بھی خاصا منافعہ دکھانے کے قابل ہو سکتا ہے۔

باب ۱۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

جس کسی نے ریلوں یا لوہے کے کارخانوں یا بڑے صنعتی کارخانے کے حسابات پر نظر ڈالی ہو اس کو معلوم ہے کہ انتظام اچھا ہے یا برا اس کا تصفیہ کرنے سے پیشتر اعداد کا تجزیہ کرنا اور سب سے بڑھ کر اصل کی مدکی جانچ کرنا کس قدر ضروری ہے۔ جوں جوں کارخانہ زیادہ وسیع اور پیچیدہ ہوتا جاتا ہے سرکاری عہدہ داروں کی نگرانی کرنا اور یہ فیصلہ کرنا کہ آیا ان کا نظم ونسق عمدہ رہا ہے زیادہ دقت طلب ہوتا جاتا ہے۔ سرکاری عہدہ داروں کی ممکنہ کامیابی کے بارے میں عام شبہہ کرنے کا میلان کسی کے دل میں جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی ایسے کاروبار کو ان کے حوالے کرنے کے بارے میں اس کو زیادہ اختلاف ہوگا۔

کچھ اسی طرح کی چیز ایسے کاروبار پر صادق آتی ہے جن میں مقررہ ضابطے کے لحاظ سے کام کیا جاتا ہے۔ یہ بھی نگرانی کو آسان کردیتی ہے۔ جہاں نظم ونسق مقررہ قواعد وضوابط میں تحلیل کردیا جاسکتا ہو وہاں، یہ معلوم کرنا آسان ہوتا ہے کہ ان کی پابندی اور متابعت کی جارہی ہے یا نہیں۔ اسی سبب سے بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے، جیسا کہ جیونس نے کیا تھا، کہ اگر صنعتی کاروبار ہمیشہ ہر شخص کے پیش نظر رہے تو اس کے سرکار کے انتظام کے تحت انجام پانے کا زیادہ قرینہ ہوتا ہے۔ ڈاکخانہ ان سب لوازم کو پورا کرتا ہے؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسی صورت نے بلا شبہہ معیار قائم کردیا۔ اگر ہم اس مقدمے سے آغاز کریں کہ سرکاری عہدہ دار ناقابل اعتبار ہیں اور ان کی ہمیشہ نگرانی کرنی ضروری ہے تو ہم اس کو سرکاری انتظام کے ایسے تحدیدات وشرائط پر ختم کرتے ہیں جیسے کہ جیونس نے پیش کیے تھے۔

لیکن اس سوال کا انحصار کہ آیا سرکاری عہدہ داروں کی دائمی طور سے نگرانی کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں، ان کے خصائل اور اوصاف پر ہے؛ اور پھر اس کا انحصار جمہوریت میں انجام کار انتخاب کرنے والی جماعت پر یا کسی ایسے دوسرے گروہ پر ہے جو ان کو منتخب کرتی ہے۔ اگر ہمیں عہدہ داروں کی دیانت وقابلیت کا یقین ہو تو ہم صنعتی کاروبار کا بہت بڑا حصہ انتظام کی غرض سے ان کے سپرد کرسکتے ہیں۔ ہمیں اس وجہ سے کہ اصل کی مد بڑی ہے یا

باب ۱۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام
429

اس وجہ سے کہ کاروبار بے قاعدہ اور پیچیدہ ہیں یا عوام کی نظر سے پوشیدہ ہیں پس وپیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ان تمام اجارے کی صنعتوں کا انتظام ان کے سپرد کر سکتے ہیں جو اپنی ترتیب کے ابتدائی اور تجربی دور سے گزر چکی ہیں اور جن میں فنی حالات خاصی حد تک جم چکے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ سرکاری انتظام کے تحت چلنے والی صنعتوں کی خالص معاشی خصوصیات پختگی اور اجارہ ہیں۔ لیکن سرکار کے معنی سرکاری عہدہ دار ہیں؛ اور یہ سوال کہ آیا وہ اس کام کو انجام دینے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں ایک بہت ہی دقت طلب سیاسی و معاشری مسئلہ ہے۔

۵۔ ایسے سرکاری ملازموں کو حاصل کرنے کے لیے جن کی کارکردگی اعلیٰ درجے کی ہو دو چیزیں ضروری ہیں۔ اول تو اعلیٰ درجے کے منظم سیاسی ادارے اور دوسرے قوم کے بڑے حصے میں اعلیٰ درجے کی ذہانت اور یہ چیز جمہوریئے میں خاص طور سے ضروری ہے۔

روایات و عادات کا بھی کچھ کم دخل نہیں ہوتا۔ انتخابات میں کامیاب ہونے والی جماعت کے پیروؤں کا تقرر کرنے کا طریق بڑی حد تک مذموم عادت ہے۔ تا وقتیکہ اس کا استیصال نہ کر دیا جائے اعلیٰ درجے کے سرکاری انتظام کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ جرمنی کی استبدادیت قدیم روایات پر قائم ہے اور بہت زمانے سے بادشاہ پرستی کے تخیل سے وابستہ رہی ہے، لیکن سیاسی انتظام کی خواہ کچھ ہی شکل کیوں نہ ہو اس کے قائم و برقرار رہنے کا امکان ہوتا ہے۔ یہ حکومتی جدوجہد کی کامیاب توسیع کا نہایت بیش قدر آلۂ کار ثابت ہوئی ہے۔ برطانوی سیول سروس انیسویں صدی کے نصف آخر میں ترقی پذیر و رونما ہوئی، لیکن یہ بھی اس سے کچھ کم اعلیٰ درجے کا آلۂ کار ثابت نہیں ہوئی۔ جرمانی طریق کے مثل اس میں قلیل جماعت کی حکمرانی کا شائبہ پایا جاتا تھا اور مہم سر کرنے اور خدمت انجام دینے کے ایسے جذبے سے کام لیا جاتا تھا جس کی پرورش منتخب اعلیٰ درجے کی تعلیم یافتہ جماعت میں ہوئی تھی۔ برطانیہ عظمیٰ میں بھی یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ سیاسی حالات کی تبدیلی کی

باب ۱۴

سرکاری ملکیت اور انتظام

صورت میں بھی جذبہ قائم رہے گا۔ لیکن امریکہ کے چکوں، بنک کے کھاتوں، محدود اقتدارات اور منقسمہ ذمہ داریوں کے اصول، اعلیٰ درجے کے سرکاری انتظام کے منافی ہیں۔ یہاں کے روایات اس زمانے کا ترکہ ہیں جبکہ ہونے والا مطلقیت پسند، ریاست کا صدر ہوتا تھا، اور جب سرکاری عہدہ داروں پر آزادی کے مخالف ہونے کا گمان کیا جاتا تھا۔ ہم بتدریج اس خیال کو تسلیم کرتے جارہے ہیں کہ سرکار، معاشری اصلاح و بہبود کا بہت بڑا عامل بن سکتی ہے اور یہ کہ اس کے عہدہ داروں کو بہت زیادہ آزادئ عمل اور کم تحدید کی ضرورت ہے۔ بلدی حکومت میں، جہاں صورت حالات بدترین ہے مصلحین کا نصب العین ذمہ داری کی پیچیدہ لڑیوں کو توڑنا، ان میں مرکزیت پیدا کرنا، منتخبہ عہدہ داروں کی تعداد گھٹانا، ان کی میعاد بڑھانا، اور مقررہ ضابطے کا کام کرنے والے عملے اور تربیت یافتہ ماہروں کا مستقل حق ملازمت قائم کرنا ہے۔ ان سب اعتبارات سے خیالات و عادات میں بتدریج تبدیلی ہورہی ہے اور کم ازکم بہتر حالات کے امکانات کے لیے راستہ طیار کیا جارہا ہے۔ 430

سرکاری مزدوروں اور عملے سے جمہوریئے میں کام لینے کا مسئلہ ہمیشہ سے دقت طلب اور پیچیدہ مسئلہ رہا ہے، زائد تنخواہ اور زائد حقوق پاکردہ مصدر عنایات و نوازش جماعت بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے[1] دوسرے مزدور اس مبہم تصور کی بنا پر ان مساعی میں ان کی عام طور سے مساعدت کرتے ہیں کہ یہ عمل عام طور سے اجرتوں کو بڑھا دے گا اور خاص حقوق کو وسیع کرے گا۔ اس کے برخلاف منتخبہ عہدہ داروں میں یہ میلان ہوتا ہے کہ ان کے مطالبات کو منظور کرلیا جائے، اس لیے کہ رائے دہندوں کی اس متین و متحدہ جماعت کو اس معاملے میں مطمئن کرنا ضروری ہے۔ مزدوروں کی بڑی جماعتوں سے کام لینے کے معنی اس کی بدترین

[1] دیکھو باب ۵۴۔

باب ۱۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

شکل میں بڑے سیاسی نظام اور سیاسی خرابی کے ہیں۔ اس کی بہترین شکل میں بھی یہ امکان ہے کہ آدمیوں کے لیے ناجائز طور سے جگہیں نکالی جائیں اور آسانی کے ساتھ قطع و برید کی جائے۔ اسی وجہ سے کارکردگی اچھی نہیں ہوتی اور مصارف زیادہ ہوتے ہیں۔

خانگی صنعت میں اس خرابی کی روک تھام خود بخود ہو جاتی ہے منتظم کو منافعہ حاصل کرنے کی فکر ہوتی ہے، وہ اپنے مزدور کا اس سے زیادہ معاوضہ ادا نہ کرے گا جتنے میں وہ اس کو حاصل کر سکتا ہے؛ یعنی جتنا دوسرے مزدور حاصل کر سکتے ہیں اتنا ہی دے گا۔ برخلاف اس کے سرکاری عہدہ دار منافعے کی آزمایش کا شدت کے ساتھ تابع نہیں ہوتا؛ وہ بظاہر بے پایاں خزانے میں غوطہ لگا سکتا ہے۔ سرکار کو مثالی آجر ہونا چاہیے اور معقول اجرتوں، مناسب اوقات کار، مستقل ملازمت اور ہمدردانہ ماحول کا اچھا نمونہ پیش کرنا چاہیے۔ لیکن سرکار کو اپنی دی ہوئی پورے دن کی تنخواہ کے معاوضے میں پورے دن کا کام کرنے کو لازم گردانئے میں بھی مثال قائم کرنی چاہیے۔ کثیر التعداد اشخاص کا یہ خیال ہے کہ سرکار کو تنخواہ کے بارے میں کشادہ دل اور فیاض ہونا چاہیے اور کام کے بارے میں نرمی اختیار کرنی چاہیے۔ آسٹریلیا کی "سرکاری مزدوری"[1] کے محاورے میں بہت اہم مطالب جمع ہیں۔ جمہوریئے میں سرکاری عہدہ دار کو اخراج کے اقتدار سے کام لینے اور سب سے بڑھ کر ایسے طرز عمل کے روکنے میں جو خالص سستی اور غیر پیدا آوری کی جانب مائل ہو ہمیشہ دقت پیش آتی ہے۔

سرکاری انتظام کے تحت دوسری دقت صنعتوں کی ترقی کا برقرار رکھنا ہے۔ فنی پختگی تک کامل طور سے کبھی رسائی نہیں ہوتی؛ مزید ترقی ہمیشہ ممکن ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عدم تیقن و تجربے کے ابتدائی دور اور مقررہ طریقوں پر تدریجی اصلاح کے مابعدی دور کے مابین وسیع فرق

لہ۔ Government Stroke

باب ۱۲ سرکاری ملکیت اور انتظام 431

ہوتا ہے۔ مثلاً ریلیں ابھی تک مکمل حالت کو نہیں پہنچی ہیں اور ان میں ترقی کا عمل جاری ہے۔ لیکن فنی و معاشی دستور العمل کے اہم خد و خال صاف طور سے نمایاں ہو چکے ہیں۔ اگرچہ ذرایع نقل و حمل میں برقی قوت کے کام میں لائے جانے کی وجہ سے ممکن ہے کہ ریل کے ذریعے سے بار برداری کرنے میں عظیم الشان تغیرات رو نما ہوں، لیکن کوئی تغیرات اس قدر انقلاب انگیز نہ ہوں گے جتنے کہ وہ تغیرات جو ایجاد و ترقی کے ابتدائی دور میں رو نما ہوں۔ پھر بھی دوسری صنعتوں کے مثل ریلوں میں، خواہ وہ مقابلۃً مقررہ حالت پر بھی کیوں نہ پہنچ گئی ہوں، سرکاری انتظام کے اطمینان بخش ثابت ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ صرف اس چیز کے بخوبی انجام دینے پر قناعت نہ کریں جس کا انجام دینا دُنیا معلوم کر چکی ہے۔ جو سلسلۂ ترقی اس کو قائم رکھنا چاہیئے وہ شوق، سرگرمی، جوش و خروش کا اور پیشہ ور کاموں کو کامل انہماک کے ساتھ انجام دینے والے تربیت یافتہ ارباب انتظام اور ماہروں کا محتاج ہے۔ صرف نہایت ہی ہوشمند اور متین جمہوریہ یا نہایت ہی قابل استبدادی حکومت ایسے اشخاص کی خدمات حاصل کر سکتی اور بہترین نہج پر ان سے کام لے سکتی ہے۔ جرمانی سلطنت اور جرمانی ریاستوں نے اپنے ڈاکخانوں، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف محکمہ غالباً اپنی ریلوں اور بلا شبہہ اپنے فوجی انتظامات میں بہت زمانے تک عالی حوصلگی اور مسابقت کا بہت ہی اعلیٰ معیار قائم رکھا۔ لیکن آسٹریلیا کی نو آبادیات کے بارے میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے محض بلا اہتمام انتظام برقرار رکھا؛ وہ یقیناً دیانت دار ہیں (اور اس کے لیے ریاستہائے متحدہ کے باشندوں کو ان کے سامنے بصد افسوس سر تعظیم خم کرنا چاہیئے) لیکن سرگرمی، زندہ دلی اور جوش و خروش سے وہ بے بہرہ ہیں۔ بجز سوٹزرلینڈ کے ایک امکانی استثنا کے کسی قوم نے اپنے مفاد عامہ کی صنعتوں میں سے کسی میں ترقی کا ایسا عمدہ جذبہ ظاہر نہیں کیا ہے جیسا کہ خانگی صنعت کے میدان میں ظاہر ہوا ہے۔

باب ۶
سرکاری ملکیت اور انتظام

۶۔ آخر میں تنظیم اور کارکردگی کے یہ سب معاملات، جمہوریئے میں کامیاب سرکاری انتظام کے اساسی لوازم یعنی قوم کی اخلاقی اور عقلی خوبی پر مبنی ہیں۔ دیانتدار اور وفادار آدمی حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ قوم کے خصائل روش اور اخلاق کا اوسط اچھا ہو؛ اس کے علاوہ ذہانت اور متانت کا اوسط بھی اچھا ہونا چاہیئے، تاکہ تربیت یافتہ اور ترقی پذیر ماہروں کی جماعت کا انتخاب عمل میں لایا اور اس کو برقرار رکھا جاسکے۔ ان معاملات میں سے پہلی چیز کی تحصیل کافی مشکل ہے؛ اور دوسری چیز کی تحصیل بہت مشکل ہے۔

ریاستہائے متحدہ کے لوگوں کو ابھی یہ سیکھنا باقی ہے کہ عام طور سے دیانتدار اور وفادار آدمی کس طرح لیے جائیں جو ضابطے سے کام کرنا جانتے ہوں۔ قدیم اور فرسودہ سیاسی ادارے، منتخب عہدہ داروں کی زیادتی، ذمہ داری کی مرکزیت کا فقدان، یہ سب چیزیں بڑی حد تک خرابیوں کی توجیہ کرتی ہیں، اور سیاسی انتظام کے ان معاملات کی
432 اصلاح آیندہ کی بڑی بڑی توقعات قائم کرائی ہے۔ لیکن آخرکار ہمیں لوگوں کی قسم اور نوع پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اگر انتخاب کنندوں کا حلقہ اچھا ہو تو وہ دیانتدار اور قابل عہدہ داروں کا انتخاب کرے گا، اور بگڑا ہوا یا بے پروا حلقہ خود پرست قائدوں اور چوروں کو منتخب کرے گا۔ ریاستہائے متحدہ میں بلدی حکومت کے نقائص کو منتشر ذمہ داری کی جانب اور کمیٹی کے ذریعے سے نظم و نسق میں حصہ لینے کے طریق کی جانب بالعموم منسوب کیا جاتا رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے اثرات مضر ہوئے ہیں۔ لیکن یہ امر حیرت انگیز ہے کہ برطانیہ میں اسی کا مماثل نظام، دیانتدارانہ اور اعلیٰ درجے کے انتظام کی راہ میں حائل نہیں ہوا[1]۔ بلدی حکومت کے نظام کی اصلاح سے

[1] دیکھو لوویل کی کتاب موسومہ Government of England جلد دوم باب ۳۹ و باب ۴۰، خاصکر صفحہ ۱۷۹؛ اور منرو کی کتاب موسومہ The Government of European cities صفحہ ۲۸۲ و متعاقب صفحات، خاصکر صفحہ ۳۰۱۔

باب ۲۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

اس وقت تک کوئی فائدہ نہ ہوگا جب تک اس نظام پر عملدرآمد کرنے کے لیے مناسب اشخاص کا انتخاب نہ کیا جائے گا۔ اس اساسی لزوم سے مفر کی کوئی صورت نہیں۔

بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے بلدی اور سرکاری معاملات کے بگاڑ اور نقائص کا باعث بڑے بڑے اجارے کے کاروبار کی خانگی ملکیت ہے، اور یہ کہ سرکاری ملکیت اس کا علاج ہے۔ اس طرح کا استدلال کرنا موقع کو غلطی سے علت سمجھنا ہے۔ موقع، منافعہ کی وہ عظیم مقدار ہے جو اجارے کے کاروبار سے وصول ہوسکتی ہے؛ سبب سیاسی بگاڑ ہے۔ اس کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا بگاڑ کی ابتدا اجارے کے کاروبار کے قائدوں نے کی ہے یا سرکاری عہدہ داروں نے، یعنی یہ کہ آیا پہلا قدم رشوت ہے یا استحصال بالجبر۔ ہر صورت میں زر کی طمع رکھنے والے قانون ساز اور ارباب نظم ونسق ہی بدخصلت اور خام سیرت اشخاص کو "خدمات عامہ کی صنعتوں" کے انتظام میں جگہ دینے کا باعث ہوتے ہیں۔ شریف اور عزت دار اشخاص بے سواد اور ناخوشگوار معاملات سے کنارہ کش ہوجاتے ہیں اور ان کی بجائی ان سے کم دیانت دار اشخاص سے کی جاتی ہے۔ ان تمام مشکلات کی جڑ یہ ہے کہ مذموم سیاسی صورت حال تخریب اخلاق پیدا کرتی ہے، نہ یہ کہ تخریب اخلاق سے سیاسی صورت حال بگڑتی ہے۔

دوسری جانب اس قدر تسلیم کرنا ضروری ہے کہ مجتمعہ قومی عمل میں ایک مشتعل کرنے والی قوت موجود ہے۔ قوم کے جذبے کو ان کاموں کے بخوبی انجام دینے کے لیے ابھارا جاسکتا ہے جن کو اس نے اپنے لیے مقرر کرلیا ہو۔ یہ کہنا سراسر مہمل ہے کہ حکومت کے ذمے بہ کثرت کام لگا دینے سے خود بخود حکومت کے کام کی خوبی پر مفید اثر پڑتا ہے یعنی محض کثیر المقدار کاروبار کی ذمہ داری سر پر لینے سے حکمران جماعت میں ان کو انجام دینے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ لیکن غرور اور حب وطن خاصکر

باب ۲۴ سرکاری ملکیت اور انتظام 433

مقامی غرور اور حب وطن سے کام لیا جا سکتا ہے اور اس طرح بجھنے والی قوتوں کو ہمیشہ کے لیے مشتعل کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ یہ کہنا واجب نہ ہوگا کہ جمہوریئے کے مستقبل کا انحصار اس کے سرکاری ملکیت و تنظیم کے مسائل کو کامیابی کے ساتھ حل کرنے پر ہے۔ بڑی بڑی اجارے کی صنعتوں کو سرکاری نگرانی کے بغیر خانگی ہاتھوں میں رہنے دینا سرکاری اقتدار کی عملداری میں دوسرے کو کامل اختیار دینا ہے، اور یہ دولتمندوں کی حکومت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ان کا انتظام سرکاری کاروبار کی حیثیت سے کرنے یا خانگی انتظام میں رکھ کر موثر طریقے پر ان کی نگرانی کرنے کے لیے ضبط و استقلال سے کام کرنے، جلسہ کے طریقے کو ترک کرنے، عمدہ قائدوں کو منتخب کرنے میں ذہانت سے کام لینے، اور ان کی اتباع و پیروی کرنے میں استقلال و استقامت دکھانے کی ضرورت ہے۔ یہ چیزیں ایک دن میں نہیں سیکھی جا سکتیں اور نہ اس کا کوئی یقین ہے کہ صنعتی انتظام میں سرکاری نگرانی کو بڑھا دینے سے ان کو سیکھا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ امریکہ کے لوگ بہت زمانے تک اس حالت تک نہ پہنچ سکیں جس میں کہ وہ سرکاری انتظام کی ذمہ داریوں پر قابو حاصل کرنے کے قابل ہوں۔ اس مسئلے کا بہترین حل یہ ہے کہ بڑی بڑی اجارہ کی صنعتیں بہترین قسم کے ترقی پذیر سرکاری انتظام کے تحت رکھی جائیں! لیکن وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ ایسی معیاری اور بہترین صورت حالات آسانی کے ساتھ یا جلدی رونما ہوگی بہت زیادہ امیدیں قائم کرتا ہے۔

کام کو وقت طلب یا نتیجے کو غیر یقینی ماننے سے یہ کہنا لازم نہیں آتا کہ اس کام سے بالکل دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ سرکاری انتظام اور کاروبار کے تجربے کی آزمائش کرنی چاہیئے اور اس کو کامیاب نتیجے پر پہنچانے کی ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہیئے۔ سب سے زیادہ امید افزا میدان بظاہر اوسط درجے کا بلدیہ معلوم ہوتا ہے۔ بڑی بڑی صنعتوں کو فی الحال نیو یارک یا فی لاڈل فیا کی حکومتوں کے مثل شہری حکومتوں کی نگرانی میں دے دینا احتیاط کے خلاف ہوگا۔ لیکن اس سے چھوٹے درجے کے شہروں میں بہتر امکانات

باب ۲۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

موجود ہیں۔ اگرچہ ان میں بھی سیاسی حالات کی بہت زیادہ مذموم صورت رہی ہے، پھر بھی صنعتوں کو بلدیوں کی نگرانی میں دے دینے کے طریق سے بہت کچھ بہتر توقعات وابستہ ہیں، اور اس کی آزمایش لائق پذیرائی ہے۔ اگر وہ ناکام ہو تو اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو جمہوریئے کی ذمہ داریوں میں اضافہ کرنے کے بارے میں عجلت کرتے ہیں۔ اگر وہ کامیاب ہو تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

ایسے تجربوں میں کامیابی یا ناکامی کا اندازہ قلیل مدت میں نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی معقول فرق و امتیاز کیا جا سکتا ہے۔ ابتدائی زمانے میں غلطیاں اور مایوسیاں ناگزیر ہیں۔ یہ معلوم ہونے سے قبل کہ آیا ضروری سبق سیکھ لیا گیا یا نہیں بہت کچھ مدت کا گذرنا ضروری ہے۔ اور جہاں تک نتیجے کا تعلق ہے وہاں تک، یہ ذہن نشیں رکھنا ضروری ہے کہ مسئلہ ہمیشہ یہ رہے گا کہ منافع کا پلّہ بھاری ہے یا نہیں۔ سرکاری تملیک کے مخالفین اس کے نقائص اور کمزور پہلوؤں پر ہمیشہ انگشت نمائی کرتے رہتے ہیں؛ یعنی یہ کہ اس میں اصلاح و ترقی کو بلا تامل قبول کر لینے کی بہت کم صلاحیت ہوتی ہے اور عامۃ الناس کو بہ جانے کا موقع ہوتا ہے جن سے محض نمایش ہوتی ہے (یعنی مسافروں کے لیے ادنیٰ شرحیں رکھنا، ریلوں میں مسافروں کی نشست کا اچھا انتظام کرنا اور اس کے برخلاف اس سے جو اہم چیز یعنی سامان کی نقل و حمل ہے اس میں تغافل برتنا)، من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو کے اصول پر عمل کیا جاتا ہے، اور اجیروں کے ساتھ ناواجب عنایات مرعی رکھے جاتے ہیں۔ اصلی سوال یہ نہیں ہے کہ آیا یہ چیزیں بری ہیں یا نہیں بلکہ یہ کہ آیا وہ خانگی ملکیت کی خرابیوں سے بدتر ہیں یا نہیں؟ مثلاً ریاستہائے متحدہ اور آسٹریلیا کی ریلوں کا مقابلہ و موازنہ کرنے والا موخر الذکر ریلوں میں بعض شدید قسم کے اسقام پائے گا۔ لیکن اس کو ریاستہائے متحدہ میں محتاج توجہ نقائص ملیں گے۔ وہ ریاستہائے متحدہ میں اعلیٰ درجے کی کارکردگی پائے گا لیکن اسی کے ساتھ انتظام بھی تکلیف دہ ہوگا، اور دولت کی عظیم الشان عدم مساوات کے نحس و نامبارک عواقب دکھائی

434

باب ۶۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

دیں گے؛ چنانچہ وہ آسٹریلیا کی سرکاری ریلوں کے خلاف بلاتامل فیصلہ صادر نہ کرے گا۔

سب ملکوں اور خاصکر انگریزی بولنے والے ملکوں کے کاروباری اور خوش حال طبقے اس موضوع پر بہت شاذ بے تعصبی اور کھلے دل سے غور کرتے ہیں۔ وہ ان تمام شہادتوں کی سماعت خاص مستعدی کے ساتھ کرتے ہیں جو سرکاری ملکیت کے خلاف ثبوت پیش کرتی اور اس کی آیندہ ترقی کی طرف سے بدظن ہیں۔ پُرمنفعت اجاروں کی اس وقت نگرانی کرنے والے اشخاص آزادی کے ساتھ ان طبقوں کو ہر قسم کے سطحی دلائل اور غیر صحیح اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں۔ ان کے تعصبات ریاستہائے متحدہ میں دوسرے تمام ملکوں سے بڑھ کر مذموم قسم کے ہیں۔ اس حالت اور طرز عمل کے متعدد اسباب ہیں۔ ایک لحاظ سے وہ "می گزرد" اور "عدم مداخلت" کے قدیم سیاسی فلسفے کا ترکہ ہے۔ اور ایک حد تک اس کا باعث اس ملک میں حکومت کی بدنظمی کا افسوسناک تجربہ ہے۔ لیکن بہت بڑی حد تک وہ املاک سے محروم کردیئے جانے کے پوشیدہ خوف کا نتیجہ ہے۔ سرکاری انتظام "اشتراکی" ہے اور یہ خوف کیا جاتا ہے کہ وہ آیندہ کامل تسلطی کا پیش خیمہ ہے۔

سرکاری ملکیت اور اشتراکیت کے مسائل کے باہمی تعلق پر کسی دوسری جگہ غور کیا جائے گا[1]۔ لیکن سردست یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر خانگی ملک پر سرکاری نگرانی قائم کی جائے تو ایسی املاک کے برقرار رہنے کا زیادہ قرینہ ہے۔ اگر اس کے نقائص رفع کردیئے جائیں اور نمایاں عدم مساوات کے قابل ارتفاع
435 اسباب دور کردیئے جائیں تو وہ زیادہ محفوظ ہو جائے گا۔ اجارے کی صنعتوں کی سرکاری ملکیت یا اس کے بدل یعنی خانگی ملکیت کی سرکاری نگرانی کو اس لحاظ سے قدامت پسندانہ کہا جاسکتا ہے کہ انقلاب انگیز تغیرات کو رفع کرنے کا امکان پایا جاتا ہے۔

۱؎ دیکھو باب ۶۶ فصل (۵)۔

باب ۲۶ سرکاری ملکیت اور انتظام

۸۔ اس طرح سرکاری انتظام کا واضح اور واحد بدل سرکاری نگرانی ہے۔ اصولی لحاظ سے نگرانی زیادہ اچھی نہیں ہے، لیکن عملی اعتبار سے وہ بدرجہا اچھی ہوسکتی ہے۔ سرکاری انتظام میں معقول کامیابی حاصل کرنے کے مقابلے میں سرکاری نگرانی میں معقول کامیابی حاصل کرنا بہت زیادہ آسان ہے۔

سیاسی نظام کے بعض معاملات اس صورت میں توجہ کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح براہ راست انتظام کی صورت میں۔ کامیاب نگرانی کا انحصار ان افراد کے اوصاف اور خصائل کی خوبی پر ہے جو ایسی نگرانی کرتے ہیں۔ انھیں مستقل ملازمت کے حقوق اور معقول مشاہرے ملنے چاہئیں۔ ان کا انتخاب عوام کی رایوں کے ذریعے سے نہ ہونا چاہیئے، بلکہ انتظامی جماعت کی جانب سے تقرر عمل میں آنا چاہیئے۔ یہ بہت ہی سادہ لوازم ہیں، جنھیں ریاستہائے متحدہ میں بہت زیادہ عام طور سے نظر انداز کیا جاتا ہے لیکن عمدہ اور قابل افراد تلاش کرکے نگرانی کی کمیٹیوں اور مجلسوں میں مقرر کرنے کا مسئلہ عمدہ انتظام کی صلاحیت رکھنے والے اشخاص کے تلاش کرنے اور مقرر کرنے کے مسئلے سے بدرجہا زیادہ آسان ہے۔

مجلس یا کمیٹی کی دو ممتاز اور جداگانہ قسمیں امریکن تجربے میں رونما ہوئی ہیں۔ ایک تو وہ مجلس یا کمیشن جو تحقیقات و سفارشات کرنے کے لیے مقرر ہو اور اشتہار و اشاعت پر اکتفا کرے۔ اور دوسرے وہ جس کو حکمرانی کا اقتدار حاصل ہو۔ قسم اوّل کی قدیم ترین، مشہور و معروف اور بہترین مثال مساچوسٹس ریل روڈ کمیشن[1] تھی جس کی امریکہ کے سنجیدہ اور معتدل مزاج مبصر بہت زمانے تک تعریف کرتے رہے۔ تاہم دوسری قسم بھی بتدریج رونما ہوئی۔ تحقیقات اور اشتہار و اشاعت سے مقصد بے شک بہت بڑی حد تک حاصل ہوسکتا ہے، لیکن تمام و کمال لازمی طور سے حاصل نہیں ہوتا۔ معتدل صورت میں نگرانی فطری طور سے ابتدائی قدم تھا، جب کہ لوگ

---

[1] Massachusetts Railroad Commission

باب ۲۷
سرکاری ملکیت اور انتظام

سرکاری مداخلت کو خوف کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لیکن جوں جوں لوگ اس کے خوگر ہوتے گئے اور جتنی جتنی اجارے کی ترقی زیادہ نمایاں طور سے تنظیم کی طالب ہوتی گئی دوسری قسم کی زیادہ سخت گیر مجلسیں عام طور سے قائم ہوتی گئیں۔ خود مساچوسٹیس ہی میں ریلوے کمیشن کا اقتدار تحقیق و سفارش کی حد سے بتدریج آگے بڑھتا گیا اور اس ریاست میں بعد میں جو دوسرا کمیشن مقرر ہوا اس کی عملداری میں نہ صرف تمام "خدمات عامہ" کی صنعتیں شامل کی گئیں، بلکہ اس دقت طلب مسئلے کے بارے میں بھی کہ کیا قیمتیں وصول کرنی چاہئیں اس کو وسیع اقتدارات دیئے گئے۔

انتظام کی سب شکلوں یعنی نگرانی، اشتہار یا غیر مشروط ہدایت کا مقصد یکساں و مقررہ ہے، یعنی قیمتوں اور منافع کو قابو میں رکھنا۔ بلد یا بدیر ایسی تحدید و تنظیم کا براہ راست یا بالواسطہ عمل میں لایا جانا ممکن ہے۔ قدامت پسند لوگوں کو اس میں ضبطی اور بے دخلی کی بو آتی ہے؛ تاہم تحقیق و اشتہار کے ان تمام ابتدائی مراحل میں جس کو وہ عام طور سے بہ نظر پسندیدگی دیکھتے ہیں ضبطی مضمر ہوتی ہے۔ اس قسم کی اصلاحیں رائے عامہ کی تدریجی ترقی کے ساتھ ساتھ عمل میں آتی ہیں اور ان کا مفہوم اور اغلب نتیجہ ابتداً مبہم فقروں اور معتدل تدابیر میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

براہ راست نگرانی، قیمتوں یا منافع کی، یا دونوں کی ہوسکتی ہے۔ تاہم اصل کی نگرانی کے عمل، یہ نگرانی ایسی ہونی چاہیے جس میں شغل اصل کرنے والوں اور منتظموں کے معاوضوں کا کشادہ دلی کے ساتھ لحاظ رکھا جائے، اور ان نتائج پر قناعت کرنی چاہیے جو بحیثیت مجموعی اطمینان بخش ہوں۔ منافع کے مقابلے میں قیمتوں کو قابو میں رکھنا بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے۔ منافع یعنی مقسوم کی تحدید سے پہلوتہی تنخواہوں اور انعاموں کے اضافے کے ذریعے سے کی جاسکتی ہے۔ اگر اس طرح پہلوتہی نہ بھی ہو تو بھی تحدید اعلیٰ کارکردگی اور ترقی کے مہمیز کو ہٹا دیتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قیمتوں کا تعین مناسب سطح پر اس قدر آسانی کے ساتھ ممکن نہیں جس قدر کہ اصل پر شرح مقسوم کا تعین ممکن ہے۔ مصارف پیدائش اور فنی تفصیلات کی کچھ معلومات ضروری ہے۔ نقل و حمل

باب ۲۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

بذریعۂ ریل کی سی صنعتوں میں خاص خاص مشکلات ہیں جن کا ذکر آچکا ہے[1]۔ مستقل سرکاری عہدہ داروں کی ضرورت ظاہر ہے۔ لیکن یہ واقعہ کہ ان کا کام مشکل ہے اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ کیوں اس کام کو انجام ہی نہ دیا جائے۔ معاشیات کے جملہ حقائق محض قریبی اندازے ہوتے ہیں اور اس کے تمام مثالی تصورات کی تکمیل پوری طور سے نہیں بلکہ محض اندازاً ہی ممکن ہے۔

سرکار کو اپنی نگرانی کے ذریعے سے جس چیز کی سب سے بڑھ کر انجام دینے کی ضرورت ہے وہ خانگی انتظام کے معیاروں کو بلند کرنا ہے تخمینی کاروبار کو فروغ دینے والا، تمسک کا جابر اور بے اصول و بد دیانت آدمی، ان سب کو ہٹا دینا چاہیئے؛ اور ان کی جگہ بہتر قسم کا کاروباری قائد مقرر کرنا چاہیئے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے میں اشتہار سے بہت کچھ کام لیا جا سکتا ہے؛ اور دباؤ ڈالنے سے بھی بہت کچھ کام نکل سکتا ہے۔ دیانتدار اور دور اندیش منتظم مقرر کرکے منافعہ حاصل کرنے کے اصول کو رائج کرنا چاہیئے، تاکہ وہ معتدل مگر مسلسل منافعہ حاصل کرنے پر قانع ہوں، اور عامتہ الناس سے معاملہ کرنے میں ایمانداری سے کام کریں۔ ایسے قابل کاروباری اشخاص بہ کثرت ہیں جو اس قسم کے انتظام کو دل سے پسند کرتے ہیں۔ مخلوط جذبات رکھنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ 437
قومی جذبے اور ذاتی مفاد کی ایک حد تک آمیزش ایسا علاج ہے جو لائق آزمائش ہے۔ آجکل جو یقین قائم ہوگیا ہے کہ ایسی صنعتیں خالص خانگی نوعیت نہیں رکھتیں، اور یہ کہ جو لوگ ان کے نگران اور ذمہ دار ہیں وہ نہ صرف قوم بلکہ شغل اصل کرنے والوں کے سامنے بھی ذمہ دار ہیں، ایک نسل بیشتر کے میلان اور طرز عمل سے مختلف طرز عمل کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ سرکار اب مطعون نہیں رہی۔ اگر اشتہار اور آئین سازی کی دھمکی یا اسناد اور پروانوں کی ضبطی کے ذریعے سے دباؤ ڈالا جائے، اور راست سرکاری ملکیت اور زعماء کے حملوں کو روکنے کی تدابیر اختیار کی جائیں تو یہ سب بہتر میلان طبع

---

[1] دیکھو باب ۶۲ فصل (۳) و (۵)۔

باب ۲۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

اور طرزِ عمل کو تقویت دیں گے۔ اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ عوام اس کو پسند کریں۔

۹ ۔ آخر میں ہم پھر ریاستہائے متحدہ میں ریلوں کی صورت حال کی جانب رجوع ہوتے ہیں۔ ریلوں کے بارے میں جو اصول عمل اختیار کیا گیا ہے ممکن ہے کہ ان تمام صنعتوں کے بارے میں اس کی پیروی کی جائے جو سرکاری انتظام کے مسئلے کو پیش کرتی ہیں۔

۱۸۸۷ء کا قانون موسوم بہ بین ریاستی تجارتی قانون[1]، ریلوں اور ریلوے شرحوں کی موثر نگرانی اور تحدید کی جانب پہلا قدم تھا۔ اس قانون کے اور دوسرے سلسلہ وار قوانین کے تفصیلات جو اس کے بعد جاری اور اضافہ کیے گئے ان پر غور کرنا موجودہ کتاب کی وسعت سے باہر ہے۔ ہمیں صرف عام مسئلے پر اثر ڈالنے والی اساسی خصوصیات کے بیان پر اکتفا کرنا چاہیئے۔

۱۸۸۷ء کے قانون کے تحت جو بین ریاستی تجارتی کمیشن مقرر ہوا اس نے ایک واقعے کے باعث توقع سے بہت زیادہ موثر اور فی الحقیقت بہت ہی شدید نگرانی قائم کی؛ یہ واقعہ قیمتوں کا چڑھاؤ تھا جو بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں نمایاں ہوا۔ گو کمیشن کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر وہ شرحیں حد سے زیادہ اعلیٰ تصور کرے تو ان میں کمی کر دے اور جب کافی اعلیٰ خیال کرے تو انھیں غیر متبدلہ حالت میں رکھے، لیکن دراصل موخر الذکر عمل ہی بہت بڑی حد تک موثر ثابت ہوا۔ خاص خاص صورتوں کی تفصیلی تحقیق اور اس کے بعد نیم عدالتی کارروائی اختیار کیے بغیر شرحوں میں کمی کا حکم نہیں دیا جا سکتا تھا۔ ان نازک اور پیچیدہ معاملات کا تصفیہ کرنے میں تاخیر واقع ہونا ناگزیر تھا؛ اکثر شرحوں کو ہاتھ لگائے بغیر چھوڑ دیا گیا جو اگر تحقیق کی جاتی تو حد سے زیادہ ثابت ہوتیں۔ صرف چند متفرق صورتوں میں تخفیف ممکن تھی۔ لیکن بہت بڑی حد تک شرحوں کو ان کی حالت پر رکھنے یعنی اضافے کو مسترد کرنے کے اقتدار کو کام میں لانا ایک حد تک آسان تھا۔ ان حالتوں میں جو

[1] Interstate commerce Act.

باب ۱۴ سرکاری ملکیت اور انتظام

438

ناگزیر تاخیر واقع ہوئی تھی وہ ریلوں پر نہ کہ کمیشن پر روک کا کام کرتی تھی۔ بعینہٖ یہی چیز اضافۂ قیمت کے زمانے کی خاص خصوصیت ثابت ہوئی۔ ریلوں کو اشیائے خام اور اجرت کے مصارف زیادہ سے زیادہ ادا کرنے پڑتے تھے، لیکن کمیشن کی منظوری کے بغیر وہ ان شرحوں میں اضافہ نہ کرسکتی تھیں۔

قیمتوں اور شرحوں کی حد تک یہ تبدیلی نہ صرف غیر متوقع تھی بلکہ اس کے عواقب کو بھی، جو ریلوں پر دباؤ کی تائید کرنے والوں کے لیے خوش آیند تھے، توقع یا مقصد سے زیادہ بے روک ٹوک پھیلنے کا موقع دیا گیا۔ ریلوں کے مصارف اور آمدنی کا فرق بتدریج مائل بہ کمی ہوتا گیا۔ رفتہ رفتہ ایسی صورت حالات رونما ہوئی جس میں ملک کو نہ تو خانگی انتظام کے فوائد حاصل رہے اور نہ سرکاری انتظام کے۔ خانگی انتظام کا گلا تقریباً گھٹ گیا۔ ریلوں کی توسیع رک گئی، آرام و آسائش کا سامان اقل ترین حد پر رکھا گیا، اور مستقبل کی کوئی فکر نہ کی گئی۔ تاہم عام شرحوں کا نظام اور انتظام کے عام اصول اس صنعت کے نظام اور اصول کے مثل رہے جو اساسی طور سے منافعہ حاصل کرنے کے لیے چلائی جائے۔

ملک کے جنگ عظیم میں شرکت کرنے سے پیشتر ہی تعطل اور جمود کی سی حالت طاری ہوگئی تھی۔ جب ملک کو ۱۹۱۷ء میں جنگ میں شریک ہونا پڑا، جب قیمتوں اور اجرتوں کے اضافے میں دفعتاً مزید زیادتی ہوگئی، اور اس کے ساتھ جب جنگی اغراض کے لیے نقل و حمل کی ضرورتوں میں شدت رونما ہوئی تو اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہ رہا کہ حکومت خود ریلوں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے۔ اس فوری عملی تدبیر کے بغیر ریلوں کا دِوالہ نکل جاتا، اور اس کے بغیر وہ فوج کی عملی ضرورتوں کو پورا نہ کرسکتی تھیں۔ ۱۹۱۷ء کے ختم سے ۱۹۲۰ء کے اوائل تک دو سال سے کچھ زیادہ مدت میں وفاقی حکومت نے ریلوں کا انتظام کیا۔

جنگ کے طول پکڑنے کی صورت میں جو نتائج رونما ہوئے ان کی بابت کوئی خیال ظاہر کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ اس زمانے کے دوسرے غیر معمولی واقعات یعنی زر کی توسیع، محصول کے تغیرات، اور صنعت کی تنظیم وغیرہ

باب ۲۴
سرکاری ملکیت
اور
انتظام

439

کے متعلق کچھ کہنا۔ جب جنگ ۱۹۱۸ء کے خزاں میں ختم ہوئی تو متعدد فوری عملی تدابیر سے رجعت ناگزیر تھی۔ عام اتفاق و رضا مندی سے ریلیں حکومت نے ان کے مالکوں کو واپس کر دیں۔ لیکن واپسی ایسے حالات کے تحت ہوئی جو سابقہ دور کے حالات سے بہت مختلف تھے؛ اور جو نتیجہ برآمد ہوا اس کی صورت زمانۂ ماقبل جنگ کی صورت سے بالکل مختلف نوعیت رکھتی تھی۔ ایک طرف تو حکومت نے ریلوں کے نظام کی نگرانی پہلے سے بہت زیادہ وسیع حد تک اپنے ہاتھ میں لے لی اور دوسری جانب خانگی مالکوں کے تحفظ کی پہلے سے زیادہ حامی بھر لی۔

سنہ ۱۹۲۰ء کے قانون موسوم بہ قانون نقل و حمل[1] نے بین ریاستی تجارتی کمیشن کے اقتدارات میں بہت کچھ اضافہ کر دیا۔ کمیشن کو شرحوں کے بارے میں جو اقتدار حاصل تھا نہ صرف وہ برقرار رکھا گیا بلکہ انتظام و نگرانی کے بارے میں بھی بہت کچھ اختیارات دیے گئے۔ موخر الذکر اختیارات کے منجملہ سب سے اہم اختیار یہ تھا کہ ریلوں کے اتحادات کو مجبور کیا جائے کہ وہ بڑے بڑے مسابقت کرنے والے نظامات خود کمیشن کے ہدایات کے مطابق ترتیب دیں۔ دوسری جانب کمیشن کو شرحوں کی عام سطح اس طرح مقرر کرنے کی ہدایت کی گئی کہ ریلوں کو "واجبی" آمدنی وصول ہونا یقینی ہو۔ اور واجبی آمدنی کی تعریف یہ کی گئی کہ وہ املاک کی مشخصہ قدر و قیمت کا پانچ فی صد ہو۔ لیکن کانگریس نے اس کا یقین نہیں کیا کہ کس اصول پر اس قدر و قیمت کی تشخیص ہونی چاہیے۔ سنہ ۱۹۱۳ء کے ایک ابتدائی قانون نے کمیشن کو ریلوں کی قدر و قیمت معلوم کرنے کی ہدایت کی تھی، اور اس کی تہ میں اس وقت یہ مقصد مضمر تھا کہ یہ دریافت کیا جائے کہ اصل کی ضرورت سے زائد فراہمی کس حد تک ہوئی تھی۔ لیکن فراہمی اصل یا قدر و قیمت کے بارے میں کوئی معیار یا اصول مقرر نہیں کیے گئے تھے؛ چند مبہم فقروں کے

[1] Transportation Act.

باب ۶۴
سرکاری ملکیت اور انتظام

سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اگرچہ سنہ ۱۹۲۱ء کے قانون نے اس عدد کا بہت وسیع حد تک
استعمال کیا تھا جس کے متعلق یہ خیال کیا گیا تھا کہ وہ واجبی قدر و قیمت کی نمایندگی
کرتا ہے، پھر بھی اس قانون نے اُس اصول کو جس پر قدر و قیمت کا تصفیہ
منحصر تھا پہلے کی طرح مبہم ہی رکھا۔ اس قسم کی تشنگی و خامی ہمارے آئین و
قوانین میں اُس درجہ افسوسناک طریقے پر عام ہے کہ ہوشمندی عاجز آکر
منہ موڑ لیتی ہے۔ مثلاً سنہ ۱۸۸۱ء کے ابتدائی تنظیمی قانون کی رو سے یہ قرار دیا
گیا تھا کہ شرحیں "معقول و مناسب" ہوں، لیکن اس "معقولیت" کے متعلق
کسی قاعدے یا اصول کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۹۱۳ء اور سنہ ۱۹۲۰ء کے
قوانین میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ریلوں کی ملکیت کی قدر و قیمت کی تشخیص
کرنی چاہیئے، لیکن اس میں نہ صرف قدر و قیمت کی تعریف نہیں کی گئی تھی
بلکہ یہ بتایا گیا تھا کہ کئی متخالف و متضاد اصول کی پابندی اس تشخیص میں کرنی چاہیئے۔
تاہم مقصد کا بیشتر حصہ کافی حد تک واضح تھا، یعنی یہ کہ ریلیں خانگی ہاتھوں میں
رہیں؛ جدید ترتیب یافتہ نظاموں کے مابین اس طرح مقابلہ ہو کہ صنعتی رقابت
کے جو عمدہ نتائج ہوں وہ حاصل ہو سکیں؛ مالکوں کو اصل کی اس مقدار پر
معتدل منافعہ ملتا رہے جس کی قدر و قیمت کا تعین کبھی اصولی طریق پر اور 440
کبھی بے اصولی کے ساتھ ہو لیکن جو کسی نہ کسی طرح ٹھیک بیٹھ جائے۔ خلاصہ
یہ کہ نیا اصول انتظام کی تفویض کے طریق پر مبنی تھا، یعنی یہ کہ انتظام کو مختلف حصوں میں
تقسیم کر کے ان سب کی کامل نگرانی کی جائے اور ریلوں سے بحیثیت مجموعی واجبی
آمدنی ملنے کی ضمانت و کفالت کی جائے؛ اور معقول شرحیں اُس مفہوم میں
مقرر کی جائیں کہ ان سے محض واجبی آمدنی وصول ہو سکے اور اس سے
زیادہ نہ مل سکے۔

اس قسم کا نظام کب تک قائم رہ سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب پر
نہ صرف بحیثیت مجموعی ریلوں کی حد تک بلکہ دوسری صنعتوں کے بیشتر حصے کی
حد تک بھی سرکاری پالسی کے میلان کا انحصار ہے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں اس امر کو
آزادی کے ساتھ تسلیم کیا جاتا تھا کہ جو تجویز اُس وقت اختیار کی گئی تھی

باب ۱۴

سرکاری ملکیت اور انتظام

وہ ریاستہائے متحدہ میں خانگی ملکیت و انتظام کی آخری آزمائش تھی۔ اگر وہ کامیاب ثابت نہ ہو تو دوسرا قدم ہمیشہ کے لیے سرکاری انتظام ہونا چاہیئے۔ خود مصنف کا فیصلہ یہ ہے کہ آخر الامر یہی تدبیر اختیار کی جائے گی اور واقعاً کرنی بھی چاہیئے۔ سرکاری انتظام کی جانب قدم اٹھانے کی رفتار ممکن ہے کہ حقیقت میں سست ہو۔ ان دونوں کے بین بین تجویز جیسی کہ سنہ ۱۹۲۰ء میں رائج کی گئی تھی بہت طویل زمانے تک قائم رہ سکتی ہے۔ لیکن کامل تغیر آخر میں چلکر ہی پیدا ہو گا۔ جس طرح کمیشن کے ذریعے سے نگرانی اور انتظام معتدل طریقے پر شروع ہوا، یعنی ابتداً محض عام نگرانی اور واشگہ راور اس کے بعد اس نگرانی کی روز افزوں توسیع، اور آخر میں نہ صرف باریک تفصیلات و فروعات بلکہ اصل کی عام شرح سود کے بارے میں بھی سرکاری قواعد وضوابط کی تنظیم؛ اسی طرح کامل تفویض انتظام کی تجویز کے بارے میں جو ایک قسم کی مشارکت ہے، ملکیت و انتظام کا کامل طور سے جائزہ لینے کے لیے اختیار کیا جائے گا۔ جمہوری حکومت کو چاہیئے کہ اس عظیم الشان مہم کو جلد یا دیر سے سر کرے۔ اس کے خطرات کے متعلق گزشتہ صفحات میں کافی بحث کی جا چکی ہے؛ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی صاف دل شخص، خواہ وہ نوع انسانی کی اصلاح وبہبود کے لیے کتنا ہی سرگرم اور انجام کار فائدے کے بارے میں کتنا ہی پُرامید کیوں نہ ہو، کبھی خوش دلی کے ساتھ اس کی رفتار کو دیکھے۔ جن مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑے گا وہ جمہوری حکومت اور سیاسی و معاشری ترقی کے تمام مسائل سے وابستہ ہیں۔ لیکن اس کام کو انجام دینے کے لیے ہمیں کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔

باب ۶۵

اتحادات اور ٹرسٹ

(۱) تجارت پر بندش قائم کرنے والے اتحادات، اور عام دستوری قانون کی 441
رو سے ان کا عدم جواز۔ اس قاعدے کی عمیب و مریب تاثیر۔ (۲) ریاستہائے متحدہ میں
اتحاد کی جدید شکلیں، ٹرسٹ یعنی کاروباری جتھے، تمسکات جاری کرنے والی کمپنی،
واحد انجمن تجارت، جرمنی کے کارٹل (کاروباری جتھے)۔ اہم چیز اجارے کا
واقعہ ہے نہ کہ اتحاد کی شکل۔ (۳) اتحاد کے ثبات و قرار پر ان چیزوں کا
اثر پڑتا ہے: (ا) انتظام بر پیمانۂ کبیر کے کفایات، (ب) ناواجبی مقابلے کی
تجاویز، یعنی ریلوں کی خاص مراعات و عنایات، قیمتوں میں امتیاز و فرق،
عاملین کے متعلق معاہدات، اشتہار و اعلانات۔ ناواجبی مقابلے کے
خلاف مدافعت، آئین و قوانین کے ذریعے سے اس قدر موثر نہیں
ہوتی جس قدر بڑے پیمانے کے مقابلے سے ہوتی ہے۔ (۴) کیا بڑے پیمانے کا
مقابلہ قائم رہے گا؟ تازہ اصل کے دائمی طور سے جمع ہونے کا دباؤ۔ امکانی
مقابلہ، اور قومی ذمہ داری کے احساس سے مملو دور اندیشانہ انتظام کے

باب ۱۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

رونما ہونے کا امکان۔ (۵) اتحاد کے ممکنہ قومی فوائد صنعتی تبیرات کی کمی میں مضمر ہیں۔ مقابلے کے مفروضہ تباہ کن اثر کو اس نقطۂ نظر سے جانچنا چاہیئے۔ (۶) آئینی مسائل۔ اشتہار، فراہمی اصل، اور انجام کار غالباً منافع اور قیمتوں کے بارے میں وفاق کی جانب سے تنظیم کی ضرورت۔ (۷) اجارے کی خصوصیات، اس کی وسعت، منافع، امتیازی قیمتیں (۸) ریاستہائے متحدہ کے آئین و قوانین؛ ۱۸۹۰ء کا قانون اور اس کا نفاذ۔ ۱۹۱۴ء کے قوانین۔ فیڈرل ٹریڈ کمیشن (وفاقی تجارتی کمیشن)۔ (۹) معاشی مسائل کا حل سیاسی ناخن تدبیر کے بس کا نہیں رہا۔

۱۔ اتحاد اور اجارے کی کوششیں اتنی ہی قدیم ہیں جتنی کہ خود صنعت۔ یورپ کے ملکوں میں، ان کی معاشی ترقی کے ابتدائی دور میں، ایسی کوششیں قانونی بندش کے تابع اور قابل تعزیر سمجھی جاتی تھیں۔ موجودہ دور میں ابھی حال کے زمانے تک یہ رجحان رہا ہے کہ انھیں ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے، اور قیمتوں کو واجبی یا معمولی سطح پر رکھنے کے لیے مقابلہ کافی تصور کیا جاتا تھا۔ انگریزی بولنے والے ملکوں میں بہت زمانے تک محض اس چیز کو کافی خیال کیا جاتا تھا کہ اتحاد کے معاہدات کے نفاذ کو روکا جائے۔ ہمارے معمولی دستوری قانون کے تحت تجارت پر بندش قائم کرنے والے معاہدات جائز نہیں ہیں۔ وہ قابل تعزیر تو نہیں ہیں؛ لیکن عدالتوں میں ان کا نفاذ ممکن نہیں۔ تجارت کی تحدید کا معاہدہ جس چیز پر مشتمل ہے اس کے بارے میں قانونی باریکیاں نکالی گئی ہیں۔ بعض معاہدات، جو مقابلے کی تحدید کرتے ہیں، قانونی طور سے "معقول و مناسب" خیال کیے جاتے ہیں؛ اور معاہدہ کرنے والے فریق اپنے معاہدات کے پابند سمجھے جاتے ہیں۔ دوسرے معاہدات غیر معقول و نامناسب خیال کیے جاتے ہیں، اور ان کو قانوناً تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ان دونوں کے درمیان اصولی لحاظ سے بہت واضح خط فارق ہے۔ وہ معاہدات مذموم ہیں جو قیمتوں کو اس سطح سے

باب ۱۵ اتحادات اور ٹرسٹ

بلند کر دیتے ہیں جو آزاد مقابلے کے تحت رائج ہو۔

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ بے اعتنائی کا یہ سادہ اصول کس قدر موثر رہا ہے۔ صناعوں اور تاجروں کے اتحادات، جتھا بندیاں، اور قیمتوں کے بارے میں معاہدات، جدید صنعت کے سب سے عام مظاہر میں سے رہے ہیں۔ تا وقتیکہ کوئی آزاد سبب جو اجارے کی نگرانی کے لیے مفید ہو ان کی تائید نہ کرے وہ آپ اپنی تباہی کا سبب بنتے رہے ہیں۔ ان کے قائم کرنے والے اشخاص نہ صرف تنگ نظر بلکہ طامع اشخاص رہے ہیں۔ بالعموم یہ صورت رہی ہے کہ اگر سب اپنے تحدیدی معاہدات پر جمے رہتے تو، ان سب کو زیادہ منافعہ وصول ہوتا۔ لیکن ان میں سے ہر ایک خاص اپنے منافعہ کو بڑھانے کا خواہاں رہا اور ہر ایک اپنے ساتھیوں کو بدگمانی کی نظر سے دیکھتا رہا۔ اس کا عام نتیجہ یہ رہا ہے کہ قیمتوں کے بارے میں جو اتحاد قائم ہوئے وہ قائم ہوتے ہی ٹوٹ بھی گئے اور یہ افسوس باقی رہ گیا کہ ان حضرات میں عزت کا پاس اس قدر کم ہے۔ اس صورت میں بھی جبکہ ہونے والے اجارہ داروں نے کچھ مدت تک اتحاد قائم رکھا، بیرونی مقابلے نے ان کے اتحاد کا بہت جلد خاتمہ کر دیا۔ بیرونی مقابلہ کرنے والے بھی طامع اور تنگ نظر اور یہ دریافت کرنے سے قاصر رہے ہیں کہ میدان میں خود ان کا داخلہ اس منافعہ کو گھٹانے کا موجب بنا جس میں شرکت کرنے کی وہ کوشش کر رہے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ کاروبار میں با جدوجہد کے دوسرے میدانوں میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو موجودہ اور قریبی مستقبل سے آگے نظر ڈال سکتے ہیں۔ اگر وہ آخری نتائج پر زیادہ دیرپا اور دانشمندانہ نظر ڈالتے تو، لوگوں کو اجارے کی آزمایش کرنے کی اجازت دینا، لیکن ان کے اجارہ دارانہ معاہدات کو قانونی جواز دینے سے انکار کرنے کا اصول بدرجہا کم موثر ثابت ہوتا۔ خود عصر حاضر میں کم از کم اکثر شعبوں میں صورت حالات بہت تیزی سے بدل رہی ہے۔ دور رس تدابیر اور انجام کا خیال اب صنعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے رہا ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہم یہ واقعہ ہے کہ جتنی جتنی پیدایش پیمانۂ کبیر میں توسیع ہوتی جا رہی ہے، انفرادی کارخانوں کی

باب ۶۵

اتحادات اور ٹرسٹ

448

تعداد میں کمی ہو رہی ہے، اور نئے رقیبوں کا داخلہ روز بروز زیادہ دقت طلب ہوتا جا رہا ہے۔ اتحاد قائم کرنے کی کوششیں زیادہ دیرپا اور دانشمندانہ ہوتی ہیں اور اصول عدم مداخلت کی تاثیر زیادہ غیر یقینی ہوتی ہے۔

۲۔ ریاستہائے متحدہ میں جدید مساعی کے منجملہ پہلی سعی جو قانونی حیثیت سے ناقابل نفاذ معاہدات کی شکست کو روکنے کے بارے میں کی گئی تھی ٹرسٹ (لفظی معنی بھروسا) کی تجویز تھی، جس نے لفظ میں وہ مفہوم داخل کر دیا جو آجکل عرفی اصطلاح میں مضمر ہے۔ چونکہ بڑے پیمانے کے کاروبار بالعموم مشترکہ انتظام کے تحت انجام دیے جاتے تھے، لہٰذا یہ اہتمام کیا گیا کہ کئی کمپنیوں کے متحد ہونے والے مالکان تمسک اپنے اپنے حصص چند اشخاص کو بطور امناء منتخب کر کے ان کے سپرد کر دیں؛ اور اس طرح یہ امناء حصص کے قابض رہیں، اور انھیں رائے دہی اور نگرانی کا اسی طرح حق حاصل ہو جس طرح متعارف حصے داروں کو حاصل ہے، لیکن وہ اپنے متامنوں کے فائدے کے لیے املاک کا انتظام کرنے اور منافعہ و مقسوم ان کے حوالے کر دینے کے ذمہ دار قرار دیے جائیں۔ اس طرح منتشر مالک اور ان کے کارخانے ناقابل تنسیخ اتحاد میں مربوط ہو جائیں اور امناء، متعارف تمسک داروں کی حیثیت سے اپنے امانت میں لیے ہوئے تمام مقبوضات کی نگرانی اور دیکھ بھال کریں، اور دوسری جانب اسی کے ساتھ ساتھ امناء پر عدالت ہائے انصاف کے ذریعے سے سرسری نگرانی قائم کی گئی، تاکہ وہ متامنوں پر امناء کی دست درازی کو روکیں۔ یہ جدید طرز کی نہایت ہنرمندانہ تجویز تھی؛ لیکن، جیسا کہ ثابت ہوا، ایسی تجویز تھی جس کو عدالتوں نے متوقعہ قانونی پختگی و جواز دینے سے انکار کر دیا۔ ایک آزمائشی مقدمے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایسی تجویز پر عملدرآمد کرنے کے لیے کوئی قانونی کارروائی نہ کی جائے گی جو اجارے پر مبنی ہو؛ اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ جو تجارتی انجمن اپنے آپ کو ایسے طریقے پر آزادی سے محروم کر لے وہ توڑ دینے کے قابل تھی۔ چنانچہ محکم اتحاد قائم کرنے کا یہ خاص طریقہ ان صنعتوں میں

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

ترک کر دیا گیا جن میں اس کی آزمائش کی گئی تھی۔ اس کا محض ایک واحد مستقل نتیجہ یہ ہوا کہ لفظ "ٹرسٹ" کا اطلاق عام بول چال میں ہر قسم کے اتحاد اور فی الواقع ہر قسم کے بڑے پیمانے کے کاروبار کے بارے میں کیا جانے لگا۔[1]

تمسک دار کمپنی کا قیام دوسرا دور تھا اور واقعہ یہ ہے کہ ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں اب بھی اسی کا دور دورہ ہے۔ ایک مشترکہ انجمن مرتب کی جاتی ہے جو متعدد اتحاد کرنے والے کارخانوں کے تمسکات حاصل کر لیتی ہے، یعنی یا تو سب یا اتنے کافی حصص حاصل کر لیتی ہے جن سے اس کو قابو حاصل ہو جائے۔ اس طرح اس کے نظما ہی عملی طور سے منتظم کاروبار بن جاتے ہیں اسی طرح جس طرح کہ ٹرسٹ کی تجویز کے تحت امنا کو منتظم بنانا مقصود تھا۔ ابتدائی انجمنیں اپنا وجود قائم رکھتی ہیں اور حسب سابق کاروبار کرنے کا سلسلہ جاری رکھتی ہیں لیکن تمام انتظام ایک متحدہ مجلس کے تفویض ہو جاتا ہے۔ اس تجویز میں جو آج کل اس قدر مشہور و معروف ہے ہونے والے اجارہ داروں کے لیے یہ فائدہ ہے کہ وہ اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس کو پوشیدہ بھی رکھ سکتے ہیں۔ آسانی کے ساتھ یہ ظاہر داری کی جا سکتی ہے کہ کوئی اتحاد قائم ہی نہیں ہوا ہے۔ اس میں دوسرے فریسانہ فوائد بھی ہیں؛ دائرے کے اندر دائرے قائم کیے جاتے ہیں اور ابتدائی تمسک دار تجارتی کمپنیوں کی طرح کی تمسک دار تجارتی کمپنیاں ہوتی ہیں، اور اس طرح نہ صرف مزید پوشیدگی عمل میں آتی ہے بلکہ اندرونی کارروائی کرنے والی مختصر جماعت کے لیے چابکدستی سے 444

---

[1] ۔ ٹرسٹ کی تجویز پر سب سے پہلے اسٹانڈرڈ آئل کا ربی نیشن نے عمل کیا۔ شگر رفائنرز نے اس کی متعاقب آزمائش کی۔ چنانچہ ان ہی کے مقدمے میں عدالتوں نے اس تجویز کو مرتب کرنے والے جید وکلا کی توقع کے خلاف قانون کا اطلاق کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ اور دوسرے وہ سب کارخانے جنھوں نے اس کی آزمائش کی، اتحاد کی دوسری شکلوں کی جانب متوجہ ہو گئے۔

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

کام لینے کا سہل امکان ہوتا ہے۔ یہی مقررہ نتائج قومی نقطۂ نظر سے بڑی حد تک غیر منفعت بخش ہیں؛ وہ اخفا و ابہام پیدا کرتے، دروغ بیانی، تمسک کی ناجائز خرید و فروخت کی حوصلہ افزائی کرتے اور تخریب اخلاق کے خطرے کو بڑھاتے ہیں۔ تمسک دار کمپنی پر روک قائم کرنے کی جانب قومی میلان پایا جاتا ہے، اگر ایک تجارتی انجمن کو دوسری تجارتی انجمن کا حصہ دار بننے کی ممانعت کر دی جائے تو ایسی روک بہت آسانی کے ساتھ قائم کی جا سکتی ہے[1]۔

آخری مرحلہ اور وہ مرحلہ جس کی جانب دوسرے مراحل رہبری کرتے ہیں محض یہ تجویز ہے کہ عظیم الشان تجارتی انجمن قائم کی جائے جس میں تمام سابقہ رقیب کارخانے باقاعدہ اور کامل طور سے ضم کر دیئے جائیں۔ تمسک دار تجارتی انجمن کا میلان اس حالت پر ترقی کر جانے کی سمت ہوتا ہے، اور اس کے ترکیبی یا ذیلی اجزا سے ان کی ظاہری آزادی سلب کر لی جاتی ہے اور ان کے حصہ دار واحد کمپنی کے براہ راست حصہ دار بن جاتے ہیں۔ کچھ مدت تک آثار یہ بتاتے تھے کہ قانوناً اتحادات کو توڑنے کی جو کوششیں کی جا رہی ہیں شاید انھی کی وجہ سے اتحاد کی اس آخری منزل تک پہنچنا آسان تر ہو جائے گا۔ سنہ ۱۸۹۰ء کے امتناعی قانون جیسے عرف عام میں

[1] انگریزی اور امریکن قانون کے تحت کسی کمپنی کو دوسری تجارتی کمپنی کے حصص خریدنے کا اختیار حاصل نہیں ہے، تا وقتیکہ اس کا منشور عطا ہوتے وقت اس کو شاہی اقتدار سے واضح شرائط کے ساتھ یہ اختیار نہ دیا جائے۔ واضح منظوری کی عدم موجودگی میں ایسی تمسک داری خلاف قانون حرکت ہے جس کا ارتکاب کوئی قانونی سند نہیں رکھتا۔ تجارتی کمپنیوں کے بارے میں اپنے قوانین نافذ کرنے میں امریکہ کی ریاستیں اس قدر خلق و مروت کے ساتھ فیاض رہی ہیں اور انھوں نے یہ اقتدار اس قدر عام طور سے عطا کیا ہے کہ اکثر لوگوں کو اس کی خبر ہی نہیں ہے کہ وہ کسی خاص قانونی اجازت پر مبنی ہے، اور وہ نہیں جانتے کہ اتحاد کی اس شکل کو روکنا ایک دفعہ ارادہ کر لینے کے بعد کس قدر آسان ہے۔

باب ۱۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ
445

قانون شرمن کہا جاتا ہے اس کے تحت تمسک دار کمپنی محض اس بنیاد پر خلاف قانون ہوسکتی تھی اور توڑ دی جاسکتی تھی کہ وہ اتحاد کے ذریعے سے شریک ہونے والی ذیلی تجارتی کمپنیوں کے مابین بدیہی طور سے مقابلے کا قلع قمع کر دیتی تھی۔ آیا کامل طور سے متحدہ تجارتی انجمن جو دوسری ایسی کمپنیوں کی مرکب ہو جو اپنی تجارتی انجمنوں کی حیثیت بالکل کھو دیتی ہیں، مقابلے کا انسداد کرتی ہے یا نہیں اور اس لحاظ سے دستوری بندشوں کے تابع ہوتی ہے یا نہیں یہ ایسا سوال ہے جس کا حل کرنا بدرجہا کم آسان ہے؛ اس لیے کہ اس میں یہ تحقیق شامل ہو جاتی ہے کہ متحدہ کمپنی اور اس کے "بیرونی" رقیبوں میں کیا تعلق ہے جیسا کہ اس باب میں ظاہر ہوگا، یہ دریافت کرنا بالعموم مشکل ہوتا ہے کہ آیا ایسی انجمن اجارہ حاصل کرنے کی کوشش کے باوجود اجارہ حاصل کرلیتی ہے یا نہیں؛ اور یہ فیصلہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے کہ بحالت موجودہ اجارہ رکھنے والی یا آئندہ حاصل کرنے والی انجمن سے سلوک کرنے کا دانشمندانہ اصول کیا ہو۔ تاہم کوئی دن جاتا ہے کہ ان مسائل کا سامنا نہ صرف ججوں کو بلکہ آئین سازوں کو بھی کرنا پڑے گا؛ اس لیے کہ اس کا قرینہ ہے کہ تمسک دار کمپنی کے کامل اتحاد کی کوئی ایسی شکل ہو جو موجودہ قانون کے نزدیک کمتر قابل اعتراض ہو۔

جرمنی میں اور عام طور سے براعظم یورپ میں قانون کی شکل مختلف ہے، چنانچہ اس کی بنا پر وہاں مختلف قسم کے اتحاد رونما ہوئے ہیں۔ وہاں تجارتی تحدید کے معاہدات ناجائز نہیں ہیں؛ ان کا اجراء دو فریقوں کے معاملے کی حیثیت سے عمل میں آتا ہے۔ لیکن اگر عدالتیں ان کو سرزنش کے قابل یا مفاد عامہ کے متناقض تصور کریں تو ان کے بارے میں تعزیر کا امکان ہے۔ وضع قوانین میں ان عام اصول کی تعبیر و تفسیر، اسی قسم کی نزاکت و پیچیدگی کا موضوع رہی ہے جیسا کہ انگلستان کا عام قانونی اصول تجارتی تحدید کے بارے میں رہا ہے۔ لیکن پھر بھی وسعت نظر سے کام لیا جائے تو ان کا نتیجہ واضح رہا ہے۔ گروہ بندی اور تعین قیمت وغیرہ کے متعلق معمولی معاہدات انگریزی قانون کی

باب ۱۵ اتحادات اور ٹرسٹ

عملداری میں نا قابل اجرا ہیں، مگر برا عظم میں ان کا قانونی اجرا ممکن ہے[۱]۔ فریقوں کا ایک مرتبہ معاہدہ کرلینے کے بعد اس کی پابندی کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے ان کو مضبوط اتحاد کی ان تجاویز کے اختیار کرنے کی ترغیب نہیں ہوتی جو امریکہ کی تحریک میں اس قدر اہم حصہ رکھتی ہیں۔ جرمنی کا کارٹل (Kartell) عام طور سے مہتم بالشان اور باقاعدہ قومی نظام ہوتا ہے جو قیمتوں کا تعین کرتا اور ارکان کو آپس میں ایک دوسرے کے مقابلے سے باز رکھتا ہے۔ کارٹل میں اس کی عام شکل میں ایک مرکزی فروخت کی ایجنسی بھی شامل ہوتی ہے جو فرمائشات وصول کرتی، مال بیچتی اور قیمتوں کا تعین کرتی ہے؛ اور یہ امر بھی کچھ کم اہم نہیں کہ وہ پیداوار کی تحدید و تقسیم کا بھی انتظام کرتی ہے، اور ہر رکن پر یہ لازم گردانتی ہے کہ وہ اپنی مقررہ مقدار یا مجموعی مقدار کے ایک خاص حصے کی تیاری تک اپنی پیداوار کو محدود رکھے۔ کارٹل اپنے انفرادی ارکان کو امریکہ کے اتحادات کی تمام شکلوں یعنی ٹرسٹ یا تمسک دار انجمن، یا واحد بڑی تجارتی کمپنی سے بدرجہا زیادہ آزادی دیتا ہے؛ اس لیے کہ اس میں ہر رکن اپنے کارخانے کا انتظام اپنے حسب صوابدید کرتا ہے۔ یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا جرمن طریقہ امریکی طریقے سے زیادہ فنی ترقی و اصلاح کی جانب رہبری کرتا ہے یا نہیں؛ یعنی آیا ہر جرمانی صناع کو ارزاں پیدائش کی صورت میں اب بھی جو ترغیب ہوتی ہے وہ امریکی تجویز یعنی متحدہ انتظام کو بڑے پیمانے پر انجام دینے کے مقابلے میں تفوق رکھتی ہے یا نہیں۔ یہ بھی واضح نہیں ہے کہ آیا جرمن کارٹل محض عبوری حالت ہے یا نہیں جس کے بعد مرور زمانہ کے ساتھ کامل اتحاد صورت پذیر ہونے کا امکان ہے۔ ہمہ گیر عظیم الشان اجارہ

446

[۱] دیکھو ڈاکٹر یف داکر کا معرکۃ الآرا مضمون موسوم بہ The Law Concerning monopolistic Combinations in Central Europe. رسالۂ پولیٹکل سائینس کوارٹرلی جلد بستم صفحہ (۱۳) مورخہ مارچ ۱۹۰۵ء میں۔

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

ترتیب دینے کی جانب جرمانی قانون کی طرف سے اس قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہے؛ اور معاشی ترقی کی رفتار بہت دھیمی اور زیادہ تر آزمائشی رہی ہے۔

اشکال اتحاد خود اتحاد کے واقعے کے مقابلے میں بدیہی طور سے کم اہم ہیں۔ اساسی سوال یہ ہے کہ آیا مقابلے کے حالات کی بجائی مؤثر طریقے سے اجارے کے حالات سے ہوتی ہے یا نہیں۔ اتحاد کے معنی لازمی طور سے اجارے کے نہیں ہیں؛ اس کے معنی صرف مقابلے کی ترمیم یا تنظیم کے ہوسکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس کی تجویز مرتب کرتے ہیں ان کا مقصد کسی حد تک مقابلے کا قلع قمع ہوتا ہے، اور مقابلے کے تحت جتنا منافع مل سکتا ہے اس سے زیادہ منافع حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں کاروباری اولوالعزمی کا نیا نصب العین انیسویں صدی کے آخری حصے میں رونما ہوا (خاصکر ۱۸۸۰ء تا ۱۸۹۰ء کے عشرے میں)؛ کاروباری قائدوں نے نہ صرف متحدہ کارخانے والی صنعتوں میں بلکہ معمولی مصنوعات تیار کرنے والی حرفتوں میں بھی کامل اجارے کی تجاویز پر غور کرنا شروع کیا۔ اسٹانڈرڈ آئل کمپنی اس کی سب سے نمایاں مثال تھی؛ شکر رفائینگ کمپنی دوسری مثال تھی۔ دونوں کمپنیاں مالی لحاظ سے بہت حیرت انگیز طریقے پر کامیاب ثابت ہوئیں۔ صدی کے اختتام پر صنعتوں کے بہت بڑے حصے میں اسی کے مماثل اتحاد قائم کرنے کی جانب پُر زور یورش ہوئی۔ اسی زمانے میں جرمنی میں کوئلے کی کانوں کا کارٹل ثبات پذیر ثابت ہوا، کانوں کے مالکوں کو زیادہ منافع وصول ہوا، اور اس کے باعث کمپنیوں کے حصص کی قیمتیں بھی بہت بڑھ گئیں۔ اس میں بھی ایک نمایاں کامیاب مثال نے اتحاد کی سریع توسیع کی جانب رہبری کی۔ دفعتاً ٹرسٹ کا سوال پورے زور و شور سے رونما ہوگیا۔

۳۔ اس موقع پر دو مختلف سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ ایک کا تعلق اتحاد یا ٹرسٹ کے ثبات و استقلال سے ہے کہ آیا پیدائش کے طریقوں کے لحاظ سے اس سے ایسے فوائد حاصل ہوں گے یا نہیں جو اس کے قیام و دوام میں ممد ثابت ہوں گے اور اس کے منتظمین کو زیادہ منافع ملنے کا باعث ہوں گے۔ 447

باب ۱۵
اتحادات اور ٹرسٹ

دوسرے کا تعلق اس کے ان اثرات سے ہے جو عامۃ الناس پر پڑیں گے، یعنی آیا اس سے تنظیم صنعت کے لیے بہبود عامہ کی شکل میں فوائد رونما ہوں گے۔ ان دونوں قسم کے ممکنہ فوائد پر یہاں علی الترتیب غور کیا جا سکتا ہے۔

اتحاد کا ثبات و استقلال یا کاروباری شخص کے مفہوم کے لحاظ سے اس کی کامیابی کا مدار ایک طرف تو ان مادی کفایات پر ہے جو اس سے ممکن ہیں، اور دوسری جانب بعض مصلحت آمیز فوائد پر ہے جنھیں عرف عام میں "غیر واجبی یا ناجائز" فوائد کہا جاتا ہے۔

اتحاد کے حقیقی مادی کفایات زیادہ تر وہی ہیں جو پیدائش بر پیمانۂ کبیر سے حاصل ہوتے ہیں، اور جن کا ذکر پہلے آچکا ہے[1] وہ مختلف صنعتوں میں مختلف ہوتے ہیں، اور کسی مقررہ صنعت میں ایجاد کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان میں بھی وقتاً فوقتاً تغیر ہوتا رہتا ہے۔ ان کے بارے میں کوئی عام قاعدہ نہیں مقرر کیا جا سکتا۔ صرف مقابلے اور تجربے کی کسوٹی یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ آیا جوں جوں کارخانہ زیادہ وسیع ہوتا جارہا ہے اس میں پیداوار ارزاں تیار ہو رہی ہے یا نہیں۔ اس بارے میں جو خاص سوال ٹرسٹ کی تحریک کے ذریعے سے پیش ہوا وہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا کارخانوں کا اتحاد، جن میں سے ہر ایک اتنا کافی بڑا ہو کہ انتہائی میکانیکی کارکردگی حاصل کر سکے، اب بھی اس طرح منظم کیا جا سکتا ہے کہ اس سے آزاد انفرادی کارخانوں کے مقابلے میں پیداوار زیادہ ارزاں تیار ہو؛ دوسرے الفاظ میں آیا پیدائش بر پیمانۂ کبیر کے منافع میں اس کے محدود معنی میں تنظیم بر پیمانۂ کبیر کچھ اور اضافہ کر دیتی ہے یا نہیں۔ اس میں بھی بادی النظر میں یہ معلوم ہوگا کہ معاملے کو خود اپنے حال پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ انھیں آپس میں لڑ کر اس کا فیصلہ کر لینا چاہیے، اور تنظیم کی اسی شکل کو باقی رہنے

---

[1] دیکھو باب ۱۴ فصل (۴) جلد یکم۔

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

دینا چاہیئے جس میں سب سے زیادہ ارزاں پیدا وار تیار ہو۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا کسی مہتم بالشان اتحاد کے "ناواجب" فوائد اس کو اس قابل نہ کردیں گے کہ وہ اپنے حریفوں پر غالب آسکے، خواہ یہ رقیب اسی کے مثل ارزاں پیداوار کیوں نہ تیار کریں اور اسی کے مثل عامۃ الناس کی خدمت کیوں نہ انجام دیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ بڑے پیمانے پر کام کرنے والا صناع محض اپنے کارخانے کی عظمت و وسعت کی بنا پر اور سرمایے کی زیادتی، اثر و رسوخ، دھمکی اور کارستانیوں کے ذریعے سے ایسے فوائد حاصل کرلے جن کی بنا پر وہ اپنے سے چھوٹے مگر مساوی طور سے کارآمد رقیب کو تباہ کردے۔؟

ایک فائدہ جس کی جانب اس موضوع کی بحث میں اکثر اشارہ کیا گیا ہے، ایک چال یا ترکیب سے رونما ہوا ہے جو ترجیحی شرحوں پر مبنی ہے؛ مثلاً امریکہ کی ریلوں میں شرحوں کی منہائی کی مراعات وغیرہ۔ اسٹانڈرڈ آئیل کمپنی نے جو خاص شرحیں حاصل کی تھیں اور جن سے بہت بدنامی ہوئی ان کی بدولت متحدہ کمپنی اس قابل ہوئی کہ خاصکر اپنے ابتدائی دور میں اپنے رقیبوں کا قلع قمع کرے یا ان کو اپنے اندر جذب کرلے۔ دوسرے بڑے اتحادات بھی اسی قسم کے موافق حالات سے متمتع ہوتے رہے، اور اسٹانڈرڈ آئیل کمپنی کے مثل ریلوں کے واحد مالک بننے کی دھمکی دے رہے تھے۔ قدیم زمانے میں اس خرابی کی جانب رہبری کرنے والا بڑا سبب یہ تھا کہ اپنے رقیبوں سے مقابلہ کرنے کے زمانے میں ریل پر بہت سخت دباؤ پڑتا تھا، لیکن یہ خود ریلوں میں روز افزوں مضبوط اتحاد کے قائم ہونے سے کمزور پڑتا گیا۔ تاہم اسی کے مماثل ایک اور خطرہ ٹرسٹ کے موئیدین کے روز افزوں تسلط کی وجہ سے رونما ہوگیا ہے۔ صنعتی کاروبار، بنک کاری اور نقل و حمل کے کارخانوں میں انتظام کی مرکزیت نے صنعتی میدان کے بہت بڑے حصے میں سرمایہ داروں کی قلیل جماعت کی حکمرانی اور اغراض کے اتحاد کی دھمکی دے دی ہے۔ 448

باب ۱۵
اتحادات اور ٹرسٹ

پھر بھی ٹرسٹ کو ترقی دینے اور برقرار رکھنے میں اس عامل کا جو اثر ہے اس کو غالباً مبالغے سے بیان کیا گیا ہے۔ خاص شرحوں کا نفاذ ابتدائی زمانے کی ریلوں کی شرحوں کی عام بدنظمی کا جز و تھا۔ یہ خاص شرحیں، پیمانۂ کبیر کے کاروبار کا نتیجہ تھیں اور دوسری جانب اپنے طور پر پیمانۂ کبیر کے کاروبار کو ترقی دیتی تھیں؛ اور یہی عام ترقی، جو جدید حالات میں مضمر تھی، صنعتی اتحاد کی عام تحریک کی جانب رہبر ہوئی۔ لیکن ۱۸۸۷ء کے بین ریاستی تجارتی قانون کی رو سے جو تعزیرات عائد کی گئی ہیں ان کی بنا پر نیز متعاقب زمانے کے اسی قسم کے دوسرے قوانین و قواعد کی بنا پر، ریلوں کے جال کے ایک شیرازے میں منسلک ہو جانے کی وجہ سے اور ریلوں کے انتظام میں قومی ذمہ داری کے احساس کے بڑھ جانے کے باعث ریلوں کی ترجیحات و مراعات کی خرابی بڑی حد تک کم یا تقریباً رفع ہوگئی ہے۔ تاہم صنعتی اتحادات باقی رہ گئے ہیں، اگرچہ خود ریلوں کے مماثل وہ اس سے کم سازشی اور کم بے قاعدہ طریق انتظام کی جانب مائل ہیں۔ اور بظاہر یہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری انتظام کی دھیمی اور سست رفتار کے باوجود اور ریلوں کی بظاہر مساوی شرحوں کی تہ میں فائدے کو پوشیدہ رکھنے کے متعدد طریقوں کے باوجود ان نادری اتحادات کے فائدے کا یہ سبب مستقبل میں اہمیت سے معرا ہو جائے گا۔

449 رقیبوں کو راستے سے ہٹانے کی غرض سے اتحاد قائم کرنے کی دوسری تجاویز زیادہ راست قسم کی ہیں۔ ان میں سادہ ترین گلوتراش مقابلہ ہے؛ یعنی ایسی ادنیٰ قیمتوں پر اشیا فروخت کرنا جو تباہ کن ہوں۔ ان کا مقصد رقیب کا دوالہ نکالنے یا اس کو ضم ہو جانے پر مجبور کرنا ہے۔ اگر محض کثیر سرمایہ موجود ہو اور کارکردگی کا حقیقی فائدہ مفقود ہو تو بھی، اس قسم کی جنگ و جدل میں فتح ہاتھ آسکتی ہے۔ رقیب کو کچلنے کا اسی کے مماثل طریقہ، جو زیادہ موثر اور زیادہ عیارانہ ہے، یہ ہے کہ

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

قیمتوں میں جزوی تخفیف کی جائے تاکہ رقیب کو اس کے مخصوص میدان سے مار بھگایا جائے۔ اس طرح متحد کارخانہ، جو مختلف قسم کے مصنوعات تیار کرتا ہو اس مقصد سے کسی ایک شے کی قیمت میں تخفیف کر سکتا ہے کہ اسی شے کو تیار کرنے والا رقیب دیوالیہ ہو جائے؛ لیکن اپنی دوسری اشیا کی قیمتیں برقرار رکھتا ہے اور اس طرح متنازعہ فیہ شے میں جو نقصان آئے اس کو جزوی یا کلی طور سے زائل کر سکتا ہے یہی نتیجہ اس صورت میں بھی برآمد ہو سکتا ہے جبکہ اتحاد ایک ہی مقررہ قسم کی شے کی مختلف قیمتیں مقرر کرے، یعنی مقابلے کی صورت میں قیمت کم رکھے اور جہاں مقابلہ نہ ہو وہاں زیادہ قیمت وصول کرلے۔

اسٹانڈرڈ آئیل کمپنی کی تاریخ میں، جو، صنعتی، ٹرسٹ کی سب سے اہم اور نمایاں مثال ہے، اس قسم کی چالبازیوں کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔ اس کی سب سے اہم پیداوار مٹی کا تیل تھا جس کی فروخت میں اس نے نہایت ہنرمندی کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ تیل صرف خوردہ فروشوں کے ہاتھ بیچتی تھی۔ گویا تجارتی طبقے کی اصطلاح میں وہ خود اپنی جابر تھی۔ دوسری تیل صاف کرنے والی کمپنیوں سے جہاں مقابلہ ہوتا تھا وہاں، وہ قیمتوں میں بے انتہا کمی کر دیا کرتی تھی۔ لیکن ان علاقوں میں جہاں کوئی رقیب نہ ہوتا تھا وہ اپنی معمولی قیمت پر فروخت کرتی تھی اور اپنے منافعے کو برقرار رکھتی تھی۔ اگر وہ اپنا تیل جابر تھوک فروشوں کے ہاتھ فروخت کرتی تو اس اصول پر عمل پیرا ہونے میں اس کو دقت پیش آتی، اس لیے کہ تھوک فروش نہ صرف وسیع رقبے کے بازاروں میں آپس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے کاروبار سے واقف ہوتا ہے، اور یہ سب آپس میں خرید و فروخت بھی کرتے ہیں۔ ان کے برخلاف ہر خوردہ فروش کا حلقہ بہت ہی محدود ہوتا ہے؛ وہ فاصلے پر رہنے والے خوردہ فروشوں سے مقابلہ نہیں کرتا، یا وہ

باب ۱۵ اتحادات اور ٹرسٹ

جس قیمت پر خرید و فروخت کرتے ہوں اس سے اس کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ بدیہی طور سے اس کے اس تجویز پر کامیابی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کے لیے خوردہ فروش کے رقیبوں کی کچھ جغرافی تحدید بھی ضروری تھی؛ یہ بھی ضروری تھا کہ رقیبوں کو خوردہ فروشی کے بازار تک رسائی حاصل کرنے سے تمام نقاط پر روکا جائے، خواہ اسٹانڈرڈ کے لیے نقل و حمل کی جو شرحیں منظور کی گئی تھیں ان کو بڑھا کر ایسا کیا جائے یا ان کے تیل صاف کرنے کے کارخانوں کو الگ الگ قائم کرکے کیا جائے۔

اس کے علاوہ ایک اور تجویز بھی ہے جسے عاملین کا معاہدہ کہا جاتا ہے، یعنی خوردہ فروش یا تھوک فروش سے معاہدہ جس کی رو سے وہ صرف ایسی اشیا فروخت کرنے پر رضامند ہو جائے جو اتحادی دائرے میں تیار ہوں۔ اگر اتحاد کے پاس ایسی متعدد اشیا ہوں جو 450 قوم کی نظروں میں ہر دلعزیزی حاصل کر چکی ہوں تو، تاجر یہ محسوس کرتا ہے کہ انھیں کسی طرح حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر اکثر تاجروں کو محض ان اشیا کے خریدنے پر مجبور یا راغب ہونا پڑے تو، رقیب صناع جو پیمانۂ صغیر پر کاروبار کر رہا ہو اپنی زیادہ محدود قسم کی اشیا کے فروخت کرنے میں بہت دقت محسوس کرتا ہے۔

اسی قسم کا ممکنہ اثر اشتہار میں ظاہر ہوتا ہے۔ اپنی اشیا کے بارے میں مبالغے سے کام لینے میں ڈھٹائی دکھانا، جدید تجارت کا بہت ہی اہم عنصر ہے۔ اشتہار کا مسئلہ عجیب و غریب مسئلہ ہے۔ یہ کہنا آسان نہیں ہے کہ اشتہار سے مفید نتیجہ کس حد تک حاصل ہوتا ہے اور کس حد تک اس میں روپیہ ضائع جاتا ہے۔ بلاشبہ وہ نئی، نئی ترکیبوں کو رائج کرتا ہے، پیدائش اور صرف میں تنوع کو ترقی دیتا ہے اور بالعموم کارآمد مقابلے کا آلہ ثابت ہوتا ہے لیکن بعض اوقات وہ مہلک مقابلے کا آلہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ ان

باب ۱۵
اتحادات اور ٹرسٹ

اشیا میں جو مساوی طور سے اچھی ہوں، اُس شے کے بہت جلد فروخت ہونے کا امکان ہوتا ہے جس کا باقاعدہ اشتہار اور نمائش کی جاتی ہے اسی لیے لوگ زید کے سامان پر بکر کے مال کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ اگر زید کا سامان مساوی طور سے عمدہ ہو اور کمتر قیمت پر فروخت کیا جائے (جو اشتہار کے مصارف کو بچا لینے سے ممکن ہو) تو وہ بکر کے ادعا اور جھوٹے اشتہار کے باوجود اپنی بکری بڑھا لے گا۔ لیکن حقیقت میں ترجیح بکر ہی کے سامان کو دی جائے گی؛ مسلسل ادعا کی وجہ سے تفوق و برتری کا کچھ مبہم تصور قائم ہی ہو جاتا ہے۔ کثیر المقدار زر نقد کی موجودگی، موثر اشتہار بازی کی ناگزیر شرط ہے۔ بڑے صناع یا ہونے والے اجارہ دار کو یہاں بھی چال سے فائدہ ہوتا ہے۔

یہی بات تجارتی اشیا کی ہر دلعزیزی بڑھانے کے دوسرے ذرائع پر بھی صادق آتی ہے؛ یعنی انعامات، بڑھوتری، تحائف، تصاویر وغیرہ دینا۔ یہ بھی خریدار کو دھوکہ دے کر اس کے ذہن میں یہ خیال قائم کراتے ہیں کہ اس کو کوئی شے بلا معاوضہ دستیاب ہو رہی ہے۔ جھوٹی اشتہار بازی کے مثل ان کا انحصار بھی نوع انسان کے دھوکا کھانے کی صلاحیت پر ہے، اور جتنے بڑے پیمانے پر ان سے کام لیا جائے گا اُس کے تناسب سے وہ موثر ثابت ہوتے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ کے تمباکو کے اتحاد نے اشتہار اور بڑھوتری دینے کے طریقوں پر باقاعدگی اور کامیابی کے ساتھ عمل کیا ہے، اور کامیابی کا مدار محض اس واقعہ پر تھا کہ اس کی پیداوار کے لیے نیک نامی اور نشان تجارت خاص طور سے اہمیت رکھتے ہیں۔

یہ تجویز کی گئی ہے کہ ان چالوں اور ترکیبوں میں سے بعض کا مقابلہ وضع آئین کے ذریعے سے کیا جائے۔ گلو تراش مقابلہ جو اڑا دینا کیا جائے یعنی خالص اس نیت سے قیمتیں گھٹائی جائیں کہ رقیب کو

ہٹا دیا جائے، ناجائز قرار دئیے جانے کے قابل ہے۔ ایسا قانون بنانا چاہیئے کہ اس کی رو سے جس رقیب پر زد پڑے وہ ہرجانہ کا دیوانی دعویٰ دائر کر سکے یا فوجداری مقدمہ قائم کر سکے یا دونوں طریقے اختیار کر سکے۔ قیمتوں کے فرق و امتیاز کو بھی غیر قانونی قرار دینا چاہیئے۔ دیوانی یا فوجداری قانون کی تعزیر کے دباؤ کے تحت صناع کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی اشیا سب خریداروں کو اور سب بازاروں میں مقررہ قیمتوں پر فروخت کرے۔ اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا چاہیئے جیسا کہ قانون اُن عام حمالوں سے بحالت موجودہ کرتا ہے جو ہر شخص سے مقررہ شرائط پر کاروبار کرنے کے پابند ہیں۔ بحالت موجودہ انگریزی بولنے والے ملکوں میں نہ تو گلوتراش مقابلے پر کوئی قانونی بندش قائم ہے اور نہ قیمتوں میں امتیاز و فرق کرنے کے طریق پر۔ معمولی قانون یا دستور العمل کی نظر میں وہ تعزیری جرم نہیں ہیں اور نہ ضابطۂ دیوانی کے تحت آتے ہیں۔ قانون کی اس حالت کی تہ میں یہ خیال و عقیدہ مضمر ہے کہ غیر محدود مقابلہ بہت کارآمد و مفید ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ مفاد عامہ اس پر مبنی ہے کہ ہر مقابلہ کرنے والے کو اپنے حسب دلخواہ اپنے ہر مدمقابل کو دبانے اور کچلنے کا موقع دیا جائے۔ یہ سوال بہت موزونیت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہمیں یہ بات تسلیم نہ کرنی چاہیئے کہ اس صورت میں یا دوسری صورتوں کی مثل مقابلہ، ان حدود کے اندر اور اس میدان میں جو اب تک روایتی رہا ہے، اپنے آپ کو مفاد و بہبود عامہ کے لیے کارآمد ثابت کرنے سے قاصر ہے۔

ایسی قانونی تبدیلیوں کے لیے صورت بہت مناسب ہے۔ تاوقتیکہ کوئی یکا اشتراکی نہ ہو اور یہ خیال نہ کرے کہ اجارے کی جانب قدم بڑھانے کے معنی محض یہ ہیں کہ خوش اسلوبی کے ساتھ انجام کار تمام صنعتی انتظام کو سرکار اپنے ہاتھ میں لے لے، ہر وہ تدبیر جو واجبی یا معمولی مقابلے کو برقرار رکھنے میں ممد ہو اچھی ہے۔ ممکن ہے کہ صورت حال مایوس کن ہو، اور یہ کہ صنعتوں کے ایک وسیع اور روز افزوں وسیع ہونے والے حصے میں کوئی شئے

باب اتحادات اور ٹرسٹ

اتحاد و اجارے کی یورش کو روک نہ سکے۔ لیکن کم از کم وہ سب کچھ کرنا چاہیئے جو اس منحوس میلان کو روکنے کے لیے کیا جاسکتا ہو۔

لیکن اس قسم کی آئین سازی سے بہت زیادہ توقع نہ رکھنی چاہیئے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ تا وقتیکہ اجارے کی جانب رہبری کرنے والے دوسرے اسباب نہ ہوں، مقابلے کے بارے میں جو قوانین نافذ ہیں ان میں تبدیلیاں کرنا صنعت کے اس انتظام اور انجام کار قیمتوں کے اس اضافے کو روکنے کے لیے کافی ہے جو گلو تراش مقابلے کا مقصد ہے۔ لیکن تا وقتیکہ معتدل مقابلے کو معاشی قوتوں سے، یعنی ایسے صنعتی حالات سے جو آزاد صناع کو اپنی حیثیت برقرار رکھنے کے قابل بناتے ہیں، تقویت نہ پہنچے اجارے کی ترقی کو روکنے کے اس طریقے سے کسی فائدے کے رونما ہونے کا امکان نہیں ہے۔

ایسا قانون خود اپنی خصوصیت کے اعتبار سے نافذ ہونا مشکل ہے۔ گلو تراش مقابلہ کیا ہے؟ محض قیمتوں کی تخفیف ہی مقابلے کا 452
واحد مفید نتیجہ ہے۔ رقیب کو ہلاک کرنے کی نیت ہی وہ شے ہے جس کو قانون، مقدمے کا سبب بنا سکتا ہے لیکن اس کا ثابت کرنا مشکل ہے۔ مصارف پیدائش، واجبی قیمت، بازاری قیمتوں کے تغیرات، ان سب امور کا تصفیہ ویسی صحت کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ قانونی کارروائی میں ضروری ہے۔ وہ لازمی طور سے کچھ مبہم سے تصورات ہیں۔ پھر اگر کسی عامل کے معاہدہ کرنے پر کوئی بندش قائم کی جائے تو، اس سے آسانی کے ساتھ بچا جاسکتا ہے۔ جو کچھ کرنے کی ضرورت ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ خاموشی کے ساتھ ایسے تاجر سے معاملت ترک کردی جائے جو ہونے والے اجارہ داروں کے رقیبوں سے معاملہ کرنے پر تلا ہوا ہو۔ قانونی چارہ جوئی جو مناسب و معتدل مقابلے کے بارے میں از سر نو مرتب کردہ قانون پر مبنی ہو، اجارہ دار کے جارحانہ طرز عمل کے خلاف بہت ہی غیر یقینی آلۂ مدافعت ہوگا۔

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

موثر مدافعت صرف اس وقت ممکن ہے جبکہ ترکی بہ ترکی والا معاملہ ہو؛
یعنی جبکہ بڑے اجارہ دار کا مقابلہ بڑے رقیب سے ہو جائے۔ ناواجبی یا
نامناسب مقابلے کی سب تدبیریں محض بڑے صناع اور بڑے
سرمایہ دار کے بس کی باتیں ہیں۔ وہ شخص جس کا کیسۂ زر اتنا ہی
بڑا ہے جتنا کہ بڑے اجارہ دار کا، گلو تراش مقابلے کو اسی عمدگی
کے ساتھ سہہ سکے گا، قیمتوں کے فرق و امتیاز کے مقابلے میں اپنی
قیمتوں کے بارے میں بھی ایسا ہی طرز عمل اختیار کرے گا اور
عاملین کے بارے میں اپنے ہی طور پر معاہدات کرے گا۔ بڑے صناع،
خواہ مقابلے کا قانون غیر متبدلہ حالت ہی میں باقی رہے، مقابلہ
کرنے کے قابل رہیں گے۔ اصلی سوال یہ ہے کہ آیا بڑے صناعوں میں
مقابلہ مستقل طور سے قائم رہے گا کہ نہیں۔

۴۔ جہاں تک بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والے صناعوں کے
باہمی مقابلے کے مستقل و دیرپا ہونے کا تعلق ہے وہاں تک،
دو متضاد قوتوں یا میلانات کا مقابلہ ہوتا ہے؛ اور اس کا
پہلے سے اندازہ قائم کرنا آسان نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے
کون غالب رہے گا۔ دوسری جانب یہ ممکن ہے کہ رقیب جنگ
ترک کر دیں اور متحد ہو جائیں۔ پیدائش بر پیمانۂ کبیر کی ترقی جہاں
انفرادی کارخانوں کی تعداد کو گھٹا کر درجن بھر یا اس کے لگ بھگ
کر دے وہاں، اس کا تقریباً یقین ہوتا ہے کہ وہ سب جلدی یا دیر سے
متحد ہو جائیں گے۔ اس کے برخلاف شغل اصل کے لیے پس اندازیوں کا
سریع اضافہ ہوتا ہے تو نئے منفعت بخش راستے کھولنے کی تلاش بھی
مسلسل جاری رہتی ہے۔ اسی کے ساتھ تنظیمی قابلیت کی رسد میں
قابل کاروباری اشخاص کی تازہ نسلوں کے رونما ہونے کے ساتھ ساتھ
اضافہ اور تنوع عمل میں آتا ہے۔ نئے اصل اور نئی قابلیت کی کھپت
ہر اس صنعت میں ہوتی جائے گی جس میں زیادہ منافعہ ملنے کا

باب ۱۵
اتحادات اور ٹرسٹ
458

موقع ہو؛ اور جس وقت تک ایسی صورت حالات ہو اس وقت تک اجارہ کا منافعہ ہمہ گیر نہ ہوگا بلکہ مقابلتہً محدود دائرے کے اندر رہے گا۔

بڑے پیمانے کے صناعوں کے مابین کسی قسم کے معاہدے کے امکان بلکہ ظنیت کا بھی کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔ ان چیزوں کا تعلق زیادہ تر عادات و روایات سے ہے، اور سابقہ زمانے کے انفرادی روایات خود اصلداروں اور عمرانی فلسفیوں میں آکر ٹوٹ جاتے ہیں۔ مقابلہ ترک کرنے اور اتحاد میں شریک ہو جانے کا تصور عام طور سے رائج ہوتا جا رہا ہے، اور آزادانہ تنظیم کے قدیم افتخار کو رواج سے ہٹاتا جا رہا ہے۔ یہ حیرت انگیز ہے کہ اتحاد کے بارے میں کتنے زیادہ تجربات کئے گئے ہیں؛ نہ صرف ان صنعتوں میں جن میں صرف چند بڑے کارخانے یعنی درجن بھر میدان میں باقی رہ گئے ہیں، بلکہ ان صنعتوں کے لیے بھی جہاں تعداد تیس، پچاس، یا سو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تعداد جتنی زیادہ ہو گی اتنا ہی موثر قسم کا ٹرسٹ قائم کرنا زیادہ مشکل ہوگا، اور اتنا ہی یہ زیادہ اغلب ہوگا کہ مقابلہ کرنے والے قائم رہیں گے یا از سر نو رونما ہوں گے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس تحریک کی تحدید خود فنی حالات کس درجہ کرتے ہیں۔

بڑے اتحادات کا مقابلہ کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر اصل فراہم کر کے لگانے کی راہ میں ایک خاص دقت یہ ہے کہ بنک کاری بھی متحد ہو گئی ہے اور بنکوں اور ٹرسٹوں کے درمیان سمجھوتا ہو چکا ہے۔ بنکوں سے مالی مدد حاصل کیے بغیر نئے میدانوں میں مشغل اصل کرنا بہت دشوار ہے۔ کوٹھی والوں کے قائدوں میں بالعموم یہ واضح سمجھوتہ ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی راہ میں حائل نہ ہوں گے۔ جرمنی میں جنگ سے پہلے بنک کاری کا اتحاد دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ ترقی کر گیا تھا، بنک کاری کے بڑے اداروں میں سے

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

ہر ایک کے زیر نگرانی صنعتی کاروبار کا ایک شعبہ ہوا کرتا تھا۔ ہر نو وارد کے لیے بنک کار یا ساہو کی سرپرستی حاصل کرنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ کچھ اسی قسم کی چیز ریاستہائے متحدہ میں بھی صادق آتی ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ نئے مقابلہ کرنے والوں کی راہ میں یہ مزاحمت مستقل ہو۔ دوامی طور سے جمع ہونے والے اندوختوں کے لیے کسی نہ کسی جگہ کھپنے کی صورت نکلنا ضروری ہے، اور کوئی اتحاد بنک کاری کے ایسے نئے اداروں کو رونما ہونے سے نہیں باز رکھ سکتا جن کے مالی اور صنعتی قائد بھی نئے ہوں جو نہایت محفوظ و مستحکم میدانوں میں گھس جانے کی کوشش کریں۔

ان قوتوں میں جن کے متعلق یہ قرینہ ہے کہ وہ مقابلے کے حق میں تازہ ہیج کا کام دیں گی، ہمیں نہ صرف فراہمیٔ اصل کے لامتناہی سلسلے اور نئے کاروباری اشخاص کی اولوالعزمی کو شمار کرنا چاہیئے، بلکہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خود اتحاد کی تنظیم میں بھی انحطاط کا امکان ہوتا ہے۔ کامیاب اتحاد بالعموم اس صورت میں رونما ہوتا ہے جبکہ کسی مقررہ صنعت میں سب سے بڑے اور اعلیٰ درجے کے منظم کارخانے
454 ایک انتظام کے تحت متحد ہو جائیں؛ اور چھوٹے کارخانے خرید لیے جائیں یا میدان سے ہٹا دیئے جائیں۔ ابتدائی کامیابی کا باعث قائدوں کی قابلیت و نیک نامی ہوتی ہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ نئے قائدوں کی تلاش ضروری ہے۔ لیکن قدیم قائم شدہ کارخانوں میں قابلیت کی قدردانی کے بجائے "کنبہ پروری" کا بہت امکان ہے۔ ابتدائی منتظموں کو پیش پیش لانے والا مقابلہ ہی تھا، مگر وہ خود اتحاد میں بقائے اصلح کے لیے اب کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ نیک نامی اور وجاہت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور حکومت کے عہدے کو برقرار رکھنا اس کو حاصل کرنے کے مقابلے میں بہت آسان ہوتا ہے۔ لیکن تنظیم پیمانۂ کبیر کے کفایات اور ناجائز

باب ۱۵ اتحادات اور ٹرسٹ

مقابلے کے ہتھکنڈوں کو دوسرے سیکھ سکتے ہیں؛ بلند حوصلگی کا مہیج ان لوگوں میں سب سے قوی ہوتا ہے جو کثیر المقدار منفعت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کسی قائم شدہ کارخانے کے لیے خواہ وہ ٹرسٹ ہو بنک ہو یا اخبار، غیر متوقعہ طور سے بگڑ جانے اور تباہ ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

خواہ اتحاد اور جتھے ان متخاصم قوتوں کا نتیجہ ہوں یا نہ ہوں، وہ اپنے آپ کو مستقل طور سے قائم رکھیں گے، بظاہر یہ بیقینی معلوم ہوتا ہے کہ بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والی صنعتوں میں بھی بجز مخدوش قسم کے اور محدود اجارے کے اور کچھ رونما نہ ہوگی۔ ٹرسٹ یا کاروباری جتھے کو ہمیشہ اپنی انتہائی کوشش صرف کرنی پڑتی ہے اور بے جا مداخلت کرنے والوں کی طرف سے ہمیشہ چوکس رہنا پڑتا ہے۔ ان دخل درمعقولات کرنے والوں کی یا تو سرزنش کی جاسکتی ہے یا انھیں خرید لیا جاسکتا ہے؛ لیکن پھر بھی نئی نئی کمپنیاں ہمیشہ قائم ہوتی رہیں گی بشرطیکہ منافعہ بہت اعلیٰ ملے۔ ٹرسٹ تنظیم کی غالب شکل بن سکتا ہے اور عمدہ انتظام کے ذریعے سے، خالص اجارے کی قیمتوں یا غیر معمولی منافعہ کا باعث بنے بغیر، اپنے آپ کو مستقل طور سے قائم رکھ سکتا ہے۔

پس اِس کا امکان ہے اور قریبی مستقبل کے لیے غالباً بہت امید افزا امکان ہے کہ دوراندیشانہ انتظام کے تحت اور عوام الناس کے روبرو ذمہ داری کے کچھ احساس کے ساتھ معتدل قسم کا اتحاد رونما ہو۔ رہبری کرنے والے اشخاص دانشمندی کے ساتھ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ رقیبوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے اور یہ کہ منافعے کو مناسب حدود کے اندر رکھنا اچھا اصول ہے، تاکہ نو واردوں کو ترغیب و تحریص نہ ہو۔ "بالقوہ مقابلہ" سے ایسے ہی نتیجے کی توقع ہوتی ہے؛ یعنی متحدہ انتظام اور صنعت کی ثبات پذیر رفتار، لیکن منافعہ اور قیمتیں اس سے بہت زیادہ مختلف نہ رہیں

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

جتنی کہ مقابلے کے تحت رہتیں۔ بہت ممکن ہے کہ جو انجمن مسلط ہو اس کا منافعہ معقول ہو، لیکن ہر حیثیت سے یہ منافعہ زیادہ تر مستقل عمدہ انتظام کے تابع ہوگا۔

اتحاد کی تحریک میں اس قسم کی اصلاح سرکاری تنظیم کے ذریعے سے ممکن ہے، چنانچہ اس کے متعلق مفصل بحث ابھی کی جائے گی۔ بہت کچھ 455
انحصار کاروباری اشخاص اور خوش حال مالکان جائداد کی دماغی حالت پر بھی ہوگا۔ اگرچہ یہ لوگ اب بھی زیادہ منافعہ حاصل کرنے والے کی پرستش کرتے ہیں، لیکن مشترکہ اغراض کو ترقی دینے کی ہمہ گیر تحریک، جس نے معاشری آئین و قوانین کی وضع اور معاشی خیال پر اس قدر گہرا اثر کیا ہے، ان لوگوں کے مقاصد اور ان کی حوصلہ مندیوں پر بھی اثر انداز ہونے لگی ہے۔ چنانچہ معتدل منافعہ، واجبی قیمتوں، جائز طریق عمل، ایماندارانہ منفعت، اور عامۃ الناس کے پاس و لحاظ کا زیادہ چرچا سنائی دیتا ہے؛ اگرچہ یہ سب اصطلاحیں مبہم اور تشریح طلب طریقے سے استعمال کی جاتی ہیں، پھر بھی وہ بدلے ہوئے معتدل طرز عمل کو پُرمعنی طریقے پر ظاہر کرتی ہیں۔ اجارہ دار ہردلعزیز شخص نہیں ہوتا۔ خواہ وہ اُن لوگوں میں پناہ کیوں نہ لے جن کے لیے امتیاز مراتب کا واحد معیار زر ہوتا ہے، وہ عام ناراضی کی خلش محسوس کیے بغیر نہیں رہتا۔ عامۃ الناس کے خیالات کی یہ تبدیلی اُس قسم کے انتظام کی موافقت میں اثر انداز ہوتی ہے جو نہ صرف معتدل ہو بلکہ دور اندیشانہ بھی ہو اور غالباً عملی ضرورتوں میں فوراً ذکاوت طبع اور بلند حوصلگی سے کام لینے پر مبنی ہو، اور مفاد عامہ کو فروغ دے۔

۵۔ لیکن قوم کو ایسے اتحادوں سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اس قدر بڑے اور ہمہ گیر ہوں کہ ان کے اجارے کی شکل اختیار کر لینے کا خطرہ ہو؟

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

ان فوائد میں سے صرف ایک فائدہ جو سنجیدہ غور و خوض کا مستحق ہے صنعت کے تغیرات کو کم کرنا یا ان سے بچنا ہے۔ موجودہ نظام کے دوسرے تاریک پہلوؤں کے منجملہ پیدائش و کارکردگی کی بے قاعدگیاں بھی ہیں۔ غیر منظم مقابلے کے استیصال سے غالباً ان کو رفع کرنے میں ایک حد تک کامیابی ہوسکتی ہے۔ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جس طرح بڑا جہاز موج و باد کی پروا کیے بغیر اپنے راستے پر قائم رہ سکتا ہے اسی طرح بڑا اتحاد مالی خلل اور پریشانیوں کی پروا نہ کرکے اپنے کاروبار کو مسلسل انجام دے سکتا ہے

امکان موجود ہے؛ لیکن بہت کچھ انحصار اس پر ہے کہ خود اتحاد کی تحریک کیا رُخ اختیار کرتی ہے۔ یہ خیال کرنا بالکل ممکن ہے کہ وہ تغیرات میں کمی کرنے کے بجائے ان میں اور زیادہ شدت پیدا کردے۔ موجودہ زمانے میں روزمرہ جو افسوسناک واقعات مشاہدے میں آتے ہیں یہ ہیں کہ سٹے کو فروغ دینے والا بھرتی کا اتحاد قائم کر لیتا ہے؛ قیمتوں اور منافع کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے؛ تخمین اور چابکدستی سے کام لیکر اور اثاثہ میں اضافہ کیے بغیر تمسکات کی مقدار میں اضافہ کیا جاتا ہے؛ مقابلہ کرنے والوں میں اضافہ ہوتا ہے؛ کھوکلا اور جھوٹا کاروبار ذرا سی چھیڑ سے بیٹھ جاتا ہے؛ اور تمسک کا بازار سرد پڑ جاتا ہے، جس کے نتیجے کے طور پر عدم تیقن اور تنظیم جدید کا دور رونما ہوتا ہے۔ ان واقعات سے معاشی ثبات پذیری رونما نہیں ہوتی۔ غالباً وہ محض عارضی طور سے ظاہر ہوتے ہیں اور جب شغل اصل اور کاروبار کرنے والے عوام اتحاد کے حدود کا بہتر طریقے سے اندازہ قائم کرلیں گے تو وہ غائب ہو جائیں گے۔ ممکن ہے کہ دوراندیشانہ تنظیم اور ثبات پذیر اتحاد ترقی کرے اور اس کے باعث تخمین اور صنعت کی بے قاعدگی میں کمی ہو جائے چنانچہ ریاستہائے متحدہ کے 456

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

اسٹیل کارپوریشن[1] نے ایک ایسی صنعت میں تغیرات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کی جس میں حیرت انگیز طریقے پر تغیرات ہوا کرتے تھے، اور یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ اس کوشش کے کچھ امید افزا نتائج بھی رونما ہوئے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ریلوں میں اتحاد و انضمام کے تدریجی عمل نے سابقہ "شوراشوری" اور "بے نمکی" دونوں حالتوں کا سدباب کیا۔ قوم کو حقیقی منفعت اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے جبکہ صنعتی ترقی کو زیادہ باقاعدگی اور تسلسل کے ساتھ رونما ہونے کا موقع دیا جائے۔

اتحادوں سے ایک اور مفروضہ فائدہ حاصل ہوتا ہے جو مذکورۂ بالا فائدے سے ایک حد تک وابستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مسابقت کے مفروضہ تباہ کن نتائج کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جدید حالات کے تحت مقابلہ آخری مورچے تک باقی رکھا جاتا ہے۔ جب کوئی بڑا کارخانہ ایک دفعہ قائم ہو جاتا ہے تو، اس کو اس وقت تک چلایا جائے گا جب تک مصارف پیدائش سے زائد کچھ وصول ہوتا رہے۔ اس انتہائی صورت کی بہترین مثال ریلوں کے مقابلے سے بہم پہنچتی ہے، اگرچہ ریلوں کے ذریعے سے نقل وحمل کے خاص حالات کی وجہ سے اس مقابلے میں اور زیادہ شدت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ حالت ہر اُس صنعت کی ہو گی جس کا اصل قائم کثیر المقدار ہو۔ ان تمام امور سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ غیر محدود مقابلہ ناگزیر طریقے پر عام تباہی کے نقطے پر پہنچ کر دم لے گا، اور یہ کہ اتحاد ہی اس سے نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

یہ استدلال ایک حد تک صداقت پر مبنی ہے، لیکن وسیع الاطلاق نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بڑے کارخانے کو چلانے والے سرمایہ دار صناع اور غیر منظم مزدور کے مابین مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں کو اس میلان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے کہ معیاری قیمتیں مقابلے کے باعث

[1] - Steel Corporation

باب ۶
اتحادات
اور
ٹرسٹ

کم ہو جائیں گی ۔ اور دونوں کو انتظار اور صبر کی صورت میں نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح مزدور کے اپنی محنت کی قوت وصلاحیت سے کام نہ لینے کی صورت میں اس کی محنت ضائع اور اکارت جاتی ہے، اسی طرح اگر اصلدار کا کارخانہ اور بالائی انتظام بےکار پڑا رہے تو، اس سے خاص نقصان رونما ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے تھوک فروش تاجر یا بیوپاری، صناعوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرا کے واجبی قیمتوں پر بہ آسانی معاملہ طے کر سکتا ہے۔ نیز اسی وجہ سے معاملات کے معمولی شرائط پر مقابلے کا انتشار انگیز اثر پڑتا ہے۔ بٹے کی شرحوں میں الٹ پھیر کر کے، مصارف نقل وحمل وترسیل سامان میں رعایتیں کر کے اور سامان کو 457
تلف شدہ مال کی تعریف میں داخل کر کے پوشیدہ طور سے قیمتوں میں قطع وبرید کی جاتی ہے۔ معیاری شرح میں اسی قسم کی پوشیدہ قطع وبرید اس وقت عمل میں آتی ہے جبکہ مزدوروں سے مثلاً کان کنوں سے آلات اور سامان کے معاوضے میں کچھ زائد رقم وصول کی جاتی ہے، یا ان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ زائد اجرت کے بغیر مقررہ وقت سے زیادہ کام کریں یا مزدکاری کی شرحوں کے الٹ پھیر کو تسلیم کر لیں۔ اس تمثیل کو بہت دور تک آگے نہ لے جانا چاہیئے۔ اصلداروں کے شدید نقصان اٹھانے کا قرینہ اس قدر نہیں ہے جس قدر کہ مزدوروں کا، اور معیاری تشخصات کے فقدان کی وجہ سے اصلداروں کے معاملات کو اس قدر صدمہ بھی نہیں پہنچتا۔ پھر بھی کچھ مماثلت ضرور موجود ہے۔ دونوں صورتوں میں خریدار کے لیے یہ موقع ہے کہ وہ ایک سوداگر کو دوسرے سے بھڑا دے اور دونوں میں ایسے اسباب موجود ہیں جو متحدہ عمل کے لیے مستقل تنظیم کو حق بجانب قرار دیتے ہیں۔

لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سوداگروں کو خواہ وہ اصلدار ہوں یا مزدور محفوظ رکھنے کی غرض سے محکم وکامل اتحاد ضروری ہے۔ مقابلے کو معیاری بنانے کا انتظام مقابلے کا خاتمہ کرنے کے انتظام سے

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

بہت مختلف شے ہے۔ پھر بھی کاروباری جماعت کے اکثر اشخاص بحالت موجودہ اس طرح گفتگو کرتے ہیں کہ گویا مقابلہ لازمی طور سے صناعوں کے لیے مہلک ہے، اور بجز ٹرسٹ یا کارٹل مرتب کرنے کے تباہی سے بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ مقابلے کا سلسلہ ازخود یا بلالحاظ نتیجہ آخری قائم نہیں رہتا۔ انتہا سے زیادہ مقابلے سے اصلداروں کو جو مصائب اٹھانے پڑیں گے خود انھیں سے امتداد زمانہ کے ساتھ ان کا علاج رونما ہوگا۔ لوگ غیر معین طریقے پر ایسی صنعتوں میں شغل اصل کرنے کا سلسلہ جاری نہ رکھیں گے جن میں گلو تراش مسابقت کی وجہ سے منافعہ نہ ملے۔ اصلداروں کی اصلی دقت جسے وہ لوگ پوری طرح نہیں دیکھتے جو یہ کہتے ہیں کہ جدید مقابلہ لازمی طور سے تباہی پیدا کرتا ہے، مشغول کرنے کے لیے نئے فراہم شدہ اصل کا دوامی دباؤ اور معلومہ اور قائم شدہ صنعتوں میں تقلیل منافعہ کا دائمی رجحان ہے۔ اس دباؤ سے کاروبار اور شغل اصل کرنے والے عامۃ الناس ہمیشہ بچنے کی کوشش کرتے ہیں، کچھ تو اصلاح و ایجاد کے مفید تدریجی عمل کے ذریعے سے اور نئے نئے شعبے کھول کر اور کچھ اتحاد اور اجارے کے مذموم طریقے سے۔[۱]

458 تباہ کن مقابلے سے جو حقیقی خرابیاں ہیئت سیاسیہ میں پیدا ہوتی ہیں اور اتحاد کے باعث جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ اسی قسم کے ہیں جن کا ذکر کچھ دیر پیشتر آ چکا ہے، یعنی وہ صنعت کی ثبات پذیری پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مقابلے سے یہ میلان رونما ہوتا ہے کہ کبھی تو وہ انتہائی گرم بازاری کا باعث ہوتا ہے اور کبھی سرد بازاری کا۔ بظاہر ممکن ہے کہ اتحاد، تغیرات کو رفع کر دے۔ اگر ایسا ہو اور مطلق العنان اجارے کے رونما

[۱] باب ۱۲ میں اس موضوع پر مفرط پیدائش اور مفرط شغل اصل کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس سے اس کا مقابلہ کرو۔

ہوئے بغیر ہو، یعنی اگر امن و امان مستبد جماعت کا قائم کردہ نہ ہو، تو اس سے بہت ہی اہم معاشری فائدہ حاصل ہوگا۔ ہم پھر اس امر کا اعادہ کرتے ہیں کہ ایسے مناسب و پسندیدہ نتیجہ کا رونما ہونا کسی طرح یقینی نہیں ہے؛ اور بہرصورت وہ قومی اعتبارات سے اُس تحفظ منافع سے بہت مختلف شے ہے جو مقابلے کا خاتمہ کرکے کیا جائے اور جس کی پذیرائی کے لیے کاروبار اور شغل اصل کرنے والی جماعتیں تیار ہوتی ہیں۔

۶ — مسئلے کے بعض اساسی عناصر، یعنی تنظیم بر پیمانۂ کبیر کی وجہ سے کارکردگی کے فائدے، ناواجب مقابلے کی قوت اور دوری تغیرات کی روک تھام وغیرہ کے متعلق عدم تیقن کی اس حالت میں ناگزیر طور سے مناسب و موزوں قسم کے آئین وضع کرنے کے بارے میں کوئی اتفاق رائے نہیں ہے۔ ان سب کی تہ میں جو سوال مضمر ہے وہ متنازعہ فیہ ہے، یعنی یہ کہ آیا تنظیم اور قابل قبول قوانین (یا اُن کی توقع) جرمنی کی طرح ہوں گے یا ریاستہائے متحدہ کی طرح شدید دباؤ سے کام لیا جائے گا؟ اگر موخرالذکر اصول عمل کو بھی مقررہ تسلیم کرلیا جائے تو بھی "اس کا اطلاق کرنے کے طریق کے متعلق اور ان رواجات کے متعلق جنھیں جائز رکھا جائے یا جن کی تنظیم کی جائے پریشان کن سوالات رونما ہوتے ہیں۔ سردست محض محتاط اور دوراندیشانہ اصول کے مثل ہی کوئی شے قابل عمل ہوسکتی ہے۔"

پھر بھی ایسے آئینی اصول عمل کو ترقی دینے میں جس کی ریاستہائے متحدہ پابند ہیں، یعنی اجارے کا انسداد اور مقابلے کا بجبر نفاذ و قیام، بعض چیزیں بخوبی واضح ہیں۔ ابتداءً وضع آئین بعض مقررہ طریقوں سے کی جاسکتی ہے، اور آگے قدم بڑھانے سے پیشتر سابقہ نتائج پر تامل وغور کیا جاسکتا ہے۔

باب ۱۵ اتحادات اور ٹرسٹ

سب سے بدیہی چیز جسے حاصل کرنے کی ضرورت ہے وہ موجودہ سے زیادہ اشاعت معلومات ہے جو باقاعدہ کیفیتوں کے ذریعے سے اور سرکاری محاسبوں کے زیر نگرانی بہی کھاتوں اور حسابات کی جانچ کرکے کی جائے۔ گو اشاعت معلومات بڑی حد تک ایک ایسا معاملہ ہے جو ایک طرف شغل اصل کرنے والوں اور دوسری جانب منتظمین اور مہتمموں سے تعلق رکھتا ہے، اور اس حد تک عامۃ الناس سے اس کا راست تعلق نہیں ہے، پھر بھی وہ عوام کے لیے بہت خاصی اہمیت رکھتا ہے؛ اس لیے کہ آئین کی وضع کی بنیاد قائم کرنے کے لیے معلومات اور اطلاعات کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس کا بہت ہی کم علم ہے کہ اتحادنے اجارے کے حالات کس حد تک پیدا کئے۔ اور اس کا علم تو بدرجہا کم ہے کہ اس سے

459 آئندہ ایسے حالات پیدا ہونے کا کس حد تک امکان ہے۔

اشتہار و اشاعت اس بہتر قسم کے انتظام کو فروغ دے گی جس کا ابھی ذکر کیا گیا، یعنی ایسا انتظام جو شغل اصل کرنے والوں کے حق میں زیادہ دیانتدارانہ ہو، مسابقت کے بارے میں زیادہ دور اندیشانہ ہو، اور قیمتوں اور منافعے کی حد تک زیادہ اعتدال پسندانہ ہو۔ یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ ان معاملات میں تبدیلی ہوکر بہتر صورت کس حد تک پیدا ہوگی اور خانگی صنعت میں قومی ذمہ داری کے کچھ احساس کی آمیزش کس حد تک ہوگی۔ موثر اشاعت و اشتہار اس اصلاح و ترقی کی رفتار کو بہتر رخ میں پھیر دینے میں ممد ہوگا۔

انتظام و نگرانی کا دوسرا مقصد اصل کی فراہمی ہونا چاہیے۔ اس میں بھی عامۃ الناس کے اغراض براہ راست تعلق نہیں رکھتے؛ فراہمی اصل کا معاملہ براہ راست شغل اصل کرنے والوں اور منتظمین کاروبار سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

وہاں تک، زائد از ضرورت اصل کی فراہمی، اجارے کے منافعہ کا منبع نہیں ہے، بلکہ محض اس کو چھپانے کی ایک ترکیب ہے۔ اس لحاظ سے اس کی تنظیم کا مدار بھی اساسی لحاظ سے ان ہی بنیادوں پر ہے جو اشتہار و اشاعت کو ضروری بناتی ہیں۔ اس کی موثر طریقے سے نگرانی غالباً صرف وفاقی قانون کے تحت اس کو شامل کر کے کی جا سکتی ہے۔ جس وقت تک معاملہ تقریباً پچاس مجالس وضع آئین و قوانین کے سپرد رہے گا اُس وقت تک ناگزیر طور سے کچھ نیک یا بے پروا ریاستیں ایسی بھی ہوں گی جو عملاً اکثریت کے اختیار کردہ نگران اور تحدیدی دستور العمل کو کالعدم کر دیں گی۔ وفاق کی شرکت اکثر لوگوں کو بظاہر بہت ہی سخت تدبیر معلوم ہوگی۔ خواہ اس قسم کا مرکزی انتظام کسی قدر ناپسندیدہ ہی کیوں نہ ہو، اس کو مستقبل کے امکانات میں شمار کرنا چاہیئے۔

اتحاد کی نگرانی کا ایک قریبی اور اہم پہلو "تمسک دار کمپنی" ہے۔ کسی تجارتی انجمن کو دوسری تجارتی انجمن کے حصص لینے سے فوراً روک دینا ممکن ہے کہ بہت زیادتی ہو۔ کم از کم ان باہمی تعلق رکھنے والی کمپنیوں کے بارے میں پوری اطلاع رکھنی چاہیئے۔ اندرونی کارروائیاں محض حقیقی صورت حالات کو چھپانے کی یا چند اندرونی اشخاص کو باری باری سے نگرانی دینے کی ترکیبیں ہیں۔ اگر تمام صورت حالات عوام کے سامنے تحریر میں لائی جائے تو، اصلی اشاعت و اشتہار کا مقصد پورا ہوگا اور موثر تنظیم ممکن ہوگی۔

"ناواجب" مقابلے کی مختلف شکلیں توجہ کی محتاج ہیں، یعنی بعض کی صرف تعریف و تحدید، بعض میں نظم و ترتیب، اور غالباً بعض کا سختی سے انسداد کرنا ہوگا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے یہ مسئلہ خاردار ہے۔ ممکن ہے کہ نامناسب مقابلے کے بارے میں

باب ۶۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

460 جو عام قانون ہے اس پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہو؛ پھر بھی قانونی صورت حالات کا یہ جزو خود بظاہر بے ثباتی اور عدم تیقن کی حالت میں معلوم ہوتا ہے۔ یہ واضح نہیں ہے کہ آئین وقوانین میں اصلاح و ترمیم کی ضرورت ہے، اور یہ چیز اس سے بھی کم واضح ہے کہ نیا قانون، اگر اس کی ضرورت ہو، کیا شکل اختیار کرے۔

منافعہ اور قیمتوں کی نگرانی زیادہ سخت قسم کی تدبیر ہے اور ایسی تدبیر ہے جو بالعموم پیش نہیں کی جاتی۔ یہ بدیہی ہے کہ انجام کار مقصد یہی ہے۔ خدمات عامہ کی صنعتوں کی صورت کے مثل اساسی شے تقسیم دولت پر اثر ہے۔ اشتہار، فراہمی اصل کی نگرانی، مقابلے کی تنظیم ان سب کا اصلی مقصد یہی ہے۔ غالباً ایک حد تک معتدل قسم کی تدابیر "نامناسب" منافعہ اور "ناواجب" قیمتوں کو روکنے کے لیے کافی ہوں گی۔ لیکن اگر محض صریح اتحادوں کا انسداد مطلوبہ مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہے تو، منافعہ اور قیمتوں کی نگرانی کی جانب لازمی طور سے رجوع ہونا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ یہ نگرانی شرحوں کی راست تنظیم کی شکل میں ویسی ہی ہو جیسی کہ بین ریاستی تجارتی کمیشن کی ریلوں کی حد تک ہے۔ وہ زائد منافعہ پر محصول عائد کرکے منافعہ کی تنظیم کی شکل اختیار کرسکتی ہے۔ بہرصورت یہ کام کافی مشکل ہوگا اور اس کے سلسلے میں حسابات کی بہت سختی کے ساتھ جانچ کرنی پڑے گی۔ صنعتی تبدیلیوں کو وسیع النظری سے دیکھنے والے مبصر کو ایسی نگرانی کا سامنا ممکنہ تدبیر کی حیثیت سے کرنا ضروری ہے۔

باقاعدہ قانون وضع کرنے کی کوشش کے آغاز ہی میں ایک دقت طلب مسئلہ پیش ہوگا؛ اور وہ یہ کہ اس شے کی تعریف کیا کی جائے جس کا انتظام کرنا ہے؟ قانون کی نظر میں کونسی شے اجارہ یا اتحاد یا ٹرسٹ قرار دی جائے گی؟

باب ۵
اتحادات
اور
ٹرسٹ

قانون ایسے مبہم اور موہوم نتائج یا بیانات استعمال نہیں کر سکتا جیسے کہ عالم معاشیات کے لیے عام طور سے کفایت کرتے ہیں۔ اس کو صحیح اور واقعی حالات کی تعریف کرنی ضروری ہے۔ اجارہ دارانہ اتحاد کی خصوصیات متمائز کیا ہیں؟

محض کاروبار کا پیمانہ نتیجہ خیز نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ کارخانہ اصل اور پیداوار کے لحاظ سے وسیع پیمانے پر کام کر رہا ہو، اور پھر بھی پیداوار پر اس کا قابو اس طریق پر نہ ہو جس سے اس کو اجارے کا منافعہ ملے علاوہ ازیں پورے میدان پر قابض و محیط ہونا بھی کوئی نتیجہ خیز علامت نہیں ہے موجود الوقت مباحث میں بعض اوقات یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب ٹرسٹ کسی مقررہ صنعت میں پیداوار کا ۵۰، ۶۰ یا ۷۰ فی صد جزو تیار کرے تو، وہ حقیقتاً پورے میدان پر قابض ہوتا ہے۔ لیکن یہ نتیجہ لازمی طور سے نہیں نکلتا۔ ممکن ہے کہ ٹرسٹ کے رقیب بہت سرگرم ہوں یا ممکن ہے کہ ایسے رقیبوں کا خاتمہ کرنے کے خیال سے ٹرسٹ کے منتظمین دور اندیشانہ اور قدامت پسندانہ تنظیم کے تحت کام کر رہے ہوں۔

461 اس سے زیادہ کارگر معیار بظاہر کثیر المقدار منافعہ میں ملتا ہے، یعنی اتنے پیمانے پر منافعہ جس کی مقابلے کے حالات کے تحت توقع نہ کی جا سکتی ہو۔ پھر بھی یہاں احتیاط کی ضرورت ہے۔ کبھی کبھی بازار کے حالات کے موافق تبدیلی کے زیر اثر اور بالعموم اعلیٰ درجے کی تنظیمی قابلیت کی وجہ سے اصل پر ۲۰ اور ۳۰ فی صد اور اس سے زیادہ کا منافعہ ایسی صنعتوں میں بالعموم حاصل ہوتا ہے جو غیر محدود مقابلے کے تابع ہوں۔ پھر بھی ایسے منافعہ کے بارے میں جو طویل مدت تک بڑے پیمانے پر اور کثیر المقدار اصل پر مسلسل ملتا رہے بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر ایک لاکھ ڈالر اصل پر ۳۰ فی صد وصول ہو تو ممکن ہے کہ قابل آدمی کے لیے یہ کوئی غیر معمولی منافعہ

باب ۶۵ اتحادات اور ٹرسٹ

نہ ہو۔ لیکن دس لاکھ کے اصل پر اتنا ہی منافعہ یا ایک کروڑ یا ایک ارب کے اصل پر اس سے بھی زیادہ منافعہ مقابلے کے حالات کے تحت، استقلال کے ساتھ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

پھر قیمتوں کا فرق و امتیاز، جیساکہ بیان کیا جا چکا ہے، اجارے کی علامت ہے؛ تاہم یہاں بھی صرف اُس صورت میں جبکہ اس کا سلسلہ طویل مدت تک اور بڑے پیمانے پر جاری رہے[۱]۔ مسابقت اور بازار کی کشمکش سے، زائد رسد کے عواقب کو رفع کرنے کی کوشش سے اور قدیم بازار میں مروجہ قیمت کو بگاڑے بغیر نئے بازار میں اشیا کو متعارف کرانے کی خواہش سے قدرتی طور سے کچھ امتیازات رونما ہوتے ہیں۔ اجارے کی بو صرف اس صورت میں آتی ہے جبکہ خریداروں کی ایک جماعت سے دوسری جماعت کے مقابلے میں مسلسل طریقے پر خاصی زیادہ قیمتیں وصول کی جاتی ہیں۔

لیکن خالص معاشی حالات کا اطلاق آسانی کے ساتھ آئین وقوانین کی وضع میں نہیں کیا جاتا۔ مصنف کا یہ گمان ہے کہ یقیناً ابتدا میں قانون کو محض ٹرسٹ کے پیمانے کو معیار قرار دینا چاہیئے۔ سب بڑے بڑے کارخانوں کو، خواہ وہ اصل کے لحاظ سے بڑے ہوں یا پیداوار کے اعتبار سے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ کم از کم اصل، پیداوار اور منافعہ جیسے سادہ ترین واقعات کے متعلق اطلاع دینے کے لزوم کی مطابقت کریں۔ اگر ایسی اطلاع کا انتظام مسلسل کئی سال تک کیا جائے تو، وہ مزید تحقیق بلکہ غالباً مزید قوانین وضع کرنے کی بنیاد کا کام انجام دے گی۔

۸۔ امریکہ کا سختگیری کا اصول بہت زمانے تک کامل طور سے ناکام رہا۔ ۱۸۹۰ء کے قانون شرمان کے نفاذ کے غالباً

[۱] دیکھو باب ۱۵ فصل ۴ تا ۵۔

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

پندرہ سال بعد تک ہر قسم کی بندشوں اور تعزیروں کا اثر کچھ بھی نہ ہوا۔ نہ صرف یہ کہ قدیم اتحادات کسی رکاوٹ اور خلل کے بغیر کام کرتے رہے، بلکہ انیسویں صدی کے آخری سالوں میں غیر معمولی طریق پر اور اچانک طور سے وہ نئے اتحاد رونما ہوئے جن کی جانب اشارہ کیا جاچکا ہے۔ بڑے اتحادوں کو کسی قسم کے اخفاء کی ضرورت نہیں ہوئی۔ 462 کاروباری دنیا نے اپنے تجربات اور اپنی نزاعیں ملک کے قانون کے لحاظ کے بغیر جاری رکھیں۔

لیکن یہ امر حیرت افزا ہے کہ نہایت قلیل سی مدت میں صورت حالات تبدیل ہوگئی۔ ٹرسٹ کی زیادہ ستانی کا خیال ایک حد تک حقیقت پر مبنی تھا، اور بالعموم اس کے بارے میں مبالغہ کیا جاتا تھا؛ بہرحال اسی زیادہ ستانی کے خلاف اور اس سے بھی زیادہ بیش قرار منافعہ کے بہت نمایاں طور سے وصول ہونے کے خلاف، جو کسی مسلمہ معاشی قوانین کے تحت حق بجانب قرار نہ پاتا تھا، قطعی رائے عامہ کے اثر سے روس ولٹ، ٹیفٹ اور ولسن کے یکے بعد دیگرے آنے والے حکومت کے دوروں نے قانون کا زیادہ سے زیادہ شدید طریقے پر اطلاق کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی۔ کثیر التعداد اتحاد اور ان میں بھی تیل اور تمباکو کے اتحاد خاص طور سے عدالت میں کشاں کشاں لائے گئے اور ٹوٹنے پر مجبور ہوئے۔ دوسروں نے نالش کا مقابلہ کرنے کے عوض یہی راستہ اختیار کیا۔ اجارے کو کالعدم کرنے کی کوشش کو بہت پرزور اور مصمم ارادے سے عمل میں لایا گیا۔

تاہم چند سمجھدار اشخاص کا یہ خیال تھا کہ اگر اسی اصول عمل کو مستقل قرار دے دیا جائے تو کافی تھا۔ نہ صرف وہ لوگ جو کسی نہ کسی شکل میں اور کچھ بندشوں کے تحت اتحاد کو صنعت کی زیادہ منفعت بخش تنظیم سمجھتے تھے بلکہ وہ لوگ بھی جو سختی کے ساتھ انسداد کرنے پر تلے

باب ۶۵
اتحادات اور ٹرسٹ

ہوئے تھے کسی ایسے مزید آئین و قانون کی وضع کے متوقع تھے جو ۱۸۹۰ء کے قانون سے مقابلتہً کم مبہم ہو، اور یہ چاہتے تھے کہ اس قانون کے شرائط کے نفاذ کے لیے بہتر نظم و نسق کے وسائل دستیاب ہوں چنانچہ ۱۹۱۴ء میں دو اہم قوانین منظور ہوئے۔ ایک تو وہ جسے عرف عام میں انٹی ٹرسٹ ایکٹ[لہ] کہتے ہیں جس میں ۱۸۹۰ء کے قانون کے امتناعات دھرائے گئے اور ایسے مزید شرائط بڑھائے گئے جن کا مقصد تمسک دار کمپنیوں، ناظموں کے نام نہاد اندرونی اتحاد و اتفاق اور پوشیدہ اتحاد کی دوسری ترکیبوں کو روکنا تھا۔ دوسرا قانون زیادہ ندرت آمیز اور زیادہ اہم تھا، چنانچہ اس کی رو سے وفاقی تجارتی کمیشن قائم ہوا جس کو تحقیق و نگرانی کے بہت وسیع اختیارات دیئے گئے۔ لیکن کمیشن کو بہت کچھ اختیار تمیزی بھی دیا گیا تھا۔ مثلاً وہ کسی اصول پر اپنے حسب صوابدید رپورٹ طلب کر سکتا تھا، یعنی جن کارخانوں کی نگرانی منظور تھی ان کو اپنی حراست میں لے سکتا تھا۔ نامناسب مسابقت کے پیچیدہ مسئلے کے بارے میں بھی اس کو وسیع اختیار دیا گیا تھا۔ "نامناسب طریقہ" کی تعریف کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی؛ کمیشن کو محض نیم عدالتی تحقیق کرنے اور احکام صادر کرنے کا اختیار دیا گیا اور احکام معرض بحث میں آنے کی صورت میں عدالتوں میں مرافعہ پیش کرنے کا حق دیا گیا۔ جس طرح ریلوں میں ہوا اسی طرح
463 اس صورت میں بھی کمیشن کے قیام سے ایک نئے عہد کا آغاز ہوا، یعنی نگرانی کا اصول تو تسلیم کر لیا گیا، لیکن یہ نگرانی ٹھیک کن طریقوں سے عمل میں لائی جائے اس کے متعلق کوئی صاف اور صریح قرارداد نہ ہوئی۔

۹۔ سرکاری پالیسی یا سرکاری تنظیم کا کوئی مسئلہ خالص معاشی نوعیت نہیں رکھتا۔ بحیثیت مجموعی از ابتدا تا انتہا سیاسی اور معاشی دونوں پہلوؤں پر غور کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے مسائل کے مثل ٹرسٹ کے مسئلے سے نہ صرف

لہ۔ Anti-Trust Act قانون مخالف اتحاد۔

باب ۱۵ اتحادات اور ٹرسٹ

نگرانی، تنظیم، قیمتوں کے تقرر اور منافعہ کی تخفیف کے سوالات پیدا ہوتے ہیں بلکہ مطلوبہ سیاسی و انتظامی کل کا خاکہ مرتب کرنے اور اس پر عمل کرنے کے سوالات بھی رونما ہوتے ہیں۔ نہ صرف موزوں آدمیوں کا حاصل کرنا اور ان کو مستقل حق ملازمت اور معقول مشاہرہ دینا ضروری ہے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کامل غور کے بعد مرتب کئے ہوئے اصول پر عامۃ الناس کی بے صبری اور طرفداروں کی لعن طعن سے متاثر ہوئے بغیر عمل کرنے کے قابل ہوں۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں کہ امریکہ کے جمہوریوں میں سیاسی انتظام کی ترقی کی رفتار کس قدر سست رہی ہے، اور نہ اس کا دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت ہے کہ اوسط ذہانت اور اعلیٰ خصائل ہی جن سے قوم بنتی ہے وہ اساس ہیں جن پر تمام سیاسی و معاشری اصلاح و بہبود کا مدار ہونا چاہیئے۔

یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ تمام سمتوں میں معاشی مسائل اس قدر پھیل اور بڑھ گئے ہیں کہ اُن کا سنبھالنا حکومت کی صلاحیت سے باہر ہو گیا ہے۔ چنانچہ ٹرسٹ کے مسئلے کا بھی یہی حال ہے۔ جدید صنعت ترقی کر کے عظیم الشان اتحادوں کی شکل اختیار کر چکی ہے اور اس کے قائدوں نے ایسا تمول و اقتدار حاصل کر لیا ہے جو جمہوریت اور مساوات کے نصب العین سے تناقص رکھتا ہے۔ ان قوی اشخاص کا مقابلہ کرنے کا اہل سیاسی ایجنسیوں نے اپنے آپ کو ثابت نہیں کیا۔ سرکاری نگرانی لازمی ہے؛ اکثر صورتوں میں سرکاری ملکیت اور تنظیم خاص طور سے ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن پارلیمانی حکومت، نمائندہ ادارے، منتخبہ عہدہ دار، مرکزی اور مقامی حکومتوں کی تقسیم، قانون سازوں اور ارباب نظم و نسق کے اختیارات کی تحدید و تفریق، یہ سب چیزیں مقابلہ کرنے کی مناسبت و موزونیت نہیں رکھتیں۔ ہمارے ادارے زیادہ تر اُس زمانے کا ترکہ ہیں جبکہ صنعت اور معاشرہ بہت سادہ تھے اور جبکہ سرکاری عہدہ داروں کے ہاتھ میں اقتدار دینے سے لوگ ڈرتے تھے اور حکومت کا نگرانی کو اپنے ہاتھ میں لینا

باب ۶۵
اتحادات،
اور
ٹرسٹ

خطرناک خیال کیا جاتا تھا۔ سیاسی روایات کا سلسلہ مطلق العنان حکمرانوں کے زمانے سے چلا آتا ہے ؛ اور معاشی تصورات کا آغاز اس زمانے سے ہوا تھا جبکہ چھکڑے اور بادبانی جہاز چلتے تھے اور کارخانے بپیمانۂ صغیر پر کام کر رہے تھے۔ مستقبل کی اصلاح کے ہر نظام العمل کا لازمی جزو یہ ہے کہ حکومت کے اصول اور طریقوں کی از سر نو تنظیم عمل میں لائی جائے۔

باب ۶۶

اشتراکیت

464

(۱) بیمانۂ کبیر کی اشتراکیت کی تجاویز علحدہ اجتماعیت کی تجاویز پر غالب رہی ہیں۔ اشتراکیت کا لُبِّ لباب معاشی کایا پلٹ ہے؛ مذہب، خاندان اور سیاسی اداروں کا تغیر اس کے نظام العمل کے لیے لازمی نہیں ہے، اور نہ کوئی شدید انقلاب ضروری ہے۔ (۲) زمین و اصل کا قوم کے قبضے میں رہنا؛ ان کا ہر صورت میں سرکاری ملک ہونا ضروری نہیں ہے۔ زرعی زمین کا خاص مسئلہ۔ آمدنی کی واحد شکل اجرت ہو۔ اشتراکی سلطنت میں مبادلے اور زر کی حالت۔ (۳) جتھوں کی اشتراکیت؛ سنعت بر پیمانۂ کبیر کے تحت بھی وہ معاملات کو اساسی طور سے اسی طرح رکھتی ہے۔ (۴) تقسیم دولت کے تین اصول جو تصور میں آسکتے ہیں: احتیاج، ایثار اور کارکردگی۔ (۵) موجودہ معاشرے میں اختیار کردہ سرکاری ملکیت کس حد تک اشتراکی ہے؛ مزدوروں کے متعلق آئین و قوانین وغیرہ کس حد تک اشتراکی ہیں۔ (۶) اشتراکیت پر بحالت موجودہ جو اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ بہت کم اہمیت رکھتے ہیں؛ مثلاً

باب ۶۶
اشتراکیت

یہ کہ عظیم الشان انتظام ناقابل عمل ہے، اشیا کی قیمت معین نہیں کی جاسکتی، اور اصل فراہم نہیں کیا جاسکتا۔ کیا آزادی غائب ہو جائے گی؟

ا۔ پچھلے بابوں کے نتائج اشتراکیین کو غیر یقینی ہی نہیں، بلکہ طفلانہ طریق پر غیر یقینی معلوم ہوں گے؛ اور ان بابوں میں جس قسم کے آئین و قوانین کو بیان کیا گیا ہے وہ ایک کہنہ مرض کا سرسری علاج نظر آئیں گے۔ اشتراکیین یہ کہتے ہیں کہ سب سے نمایاں واقعہ تقابلی صنعت کی شکست وریخت ہے۔ اتحاد و اجارہ کلوں کے تدریجی رواج اور پیدائش بر پیمانۂ کبیر کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ آئین و قوانین کے ذریعے سے اجارے کو نہیں روکا جاسکتا، اور نہ اجارے کے نتیجے، یعنی روز افزوں بڑھنے والی عدم مساوات کو قوانین روک سکتے ہیں۔ متوسط طبقے کا معاشیات داں جب مسابقت اور اتحاد کے فوائد و نقائص ایک دوسرے کے مقابلے میں جانچتا ہے تو، معاملات میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ متوسط طبقے کا قانون ساز خواہ وہ اتحاد کو منظم کرنے کی کوشش کرے یا دبانے کی، ایسی قوت سے مقابلے میں وقت ضائع کرتا ہے جس کی مقاومت ناممکن ہے۔ صنعت کے ارتقا سے لازمی طور سے کامل اجارے کی حالت رونما ہوتی ہے۔ آخری نتیجہ ظاہر ہے، یعنی سلطنت اجارہ داروں کو بے دخل کر دے گی اور پیمانۂ کبیر کی کل صنعت کا انتظام خود کرنے لگے گی۔ اشتراکیت ہی واحد مشرب اور واحد منزل مقصود ہے؛ وہی مناسب اور ناگزیر نتیجہ اور مقصد ہے۔

465 اشتراکیت کا مقصد خانگی ملکیت کے نظام کا خاتمہ کر دینا ہے خاص کر جس حد تک وہ عدم مساوات کی جانب رہبری کرتا ہے۔ اس کی تجویز یہ ہے کہ آرام طلب طبقے کو اور سود اور لگان کی آمدنی کو معدوم کر دے؛ اور

صرف محنت کے ذریعے سے حاصل ہونے والی آمدنی یعنی اجرت کو روا رکھے۔

انیسویں صدی کے ابتدائی نصف حصے میں پیمانۂ صغیر پر اشتراکیت قائم کرنے کی تجاویز بہت عام طور سے پیش کی جاتی تھیں۔ ان کا مقصد ایسی منتخب جماعتیں قائم کرنا تھا جو مقابلے کے صحرائے لق و دق میں نخلستان کا کام دیں۔ تجویز یہ تھی کہ یہاں لوگ انفرادی اور خود غرضانہ زندگی ترک کرکے کشمکش و نزاعات، فتوح اور حقوق کے بغیر مشترکہ طور سے معاملات میں حصہ لیں۔ چنانچہ ایسی جماعتیں اکثر ملکوں میں قائم ہوگئی ہیں، اور ریاستہائے متحدہ میں خاص طور سے ایسا ہوا ہے، جہاں آزادی و عدم مداخلت کے جذبے نے اگر انفرادیت کی انتہائی حالت کی جانب رہبری کی ہے تو کم از کم لوگوں کو آزادی کے ساتھ اجتماعیت کے بارے میں تجربات کرنے کی بھی اجازت دے رکھی ہے۔ ان تجربوں کو عمل میں لانے والی مجلسیں یا انجمنیں محدود معنوں میں بالعموم اجتماعی رہی ہیں؛ یعنی سب معاملات میں مشترکہ طور سے حصہ لیا گیا ہے، اور سب ارکان کی حیثیت آمدنی کے اعتبار سے ایک سطح پر رہی ہے۔ لیکن ایسی کامل مساوات کوئی لازمی خصوصیت نہیں ہے۔ اس کا تصور کرنا بالکل ممکن ہے اور مقاصد انجمن کے خلاف بھی نہیں ہے کہ قائدین کو نہ صرف قیادت کی حیثیت کی بنا پر امتیاز حاصل ہو بلکہ ایک حد تک ان کی آمدنی کے اعتبار سے بھی۔ نیز عام طور سے انجمنوں کی بنیاد مذہبی رہی ہے۔ یہ بھی کوئی اساسی خصوصیت نہیں ہے؛ بعض انجمنیں آزادانہ طور سے غیر مذہبی رہی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ جو انجمنیں مذہبی جذبے سے متاثر رہی ہیں وہی سب سے زیادہ مدت تک قائم رہی ہیں، اور نہ صرف دنیوی بلکہ روحانی لحاظ سے بھی سب سے زیادہ کامیاب رہی ہیں۔ بالعموم تجربات، ایک حد تک قلیل سی مدت کی آزمایش کے بعد ناکام رہے؛ پھر بھی

باب ۲۶ اشتراکیت

ان میں سے چند انھیں ممتاز شخصیت اور پُرجوش مذہبی جذبہ رکھنے والے قائدین کے تحت طویل مدت تک برقرار رہیں۔ ریاستہائے متحدہ کی جماعتوں کی چند معروف مثالیں ہارمونی، دی شیکرس، دی اوینڈا کمیونی ٹی اور امانا سوسائٹی ہیں[1]۔

لیکن موجودہ اشتراکی تحریک میں چھوٹی قوموں کی سرگزشت بہت کم قابل لحاظ ہے۔ موجودہ زمانے کی اکثر چیزوں کے مثل اشتراکیت پیمانۂ کبیر کے کاروبار پر نظر امید رکھتی ہے، نہ کہ چھوٹے اور معمولی تجربات پر۔ وہ تمام معاشرے کی قلب ماہیت چاہتی ہے۔ اس کی تجویز یہ ہے کہ کلیں، بڑے صنعتی کارخانے، تفصیلی تقسیم محنت، بڑی کلوں کے استعمال اور بڑے پیمانے پر مبادلے اور نقل و حمل کو بدستور رہنے دیا جائے، لیکن سب کے سب انتظام عامہ کے تحت رہیں۔

466

اس کے نظام العمل میں یہ چیز داخل ہے کہ معاشرے کا کوئی گوشہ انقلاب و تغیر کے عمل سے خالی نہ رہے۔

یہ عمل تبدل صرف معاشی میدان تک محدود رکھا گیا ہے؛ یا کم از کم اس کے ساتھ ساتھ دوسری تبدیلیاں صرف اس حد تک عمل میں لائی جاسکتی ہیں جس حد تک کہ وہ معاشی قسم کی تبدیلیوں سے ناگزیر طریقے پر رونما ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ اکثر اشتراکیین دوسرے بڑے معاشری اداروں میں بھی تغیر و تبدل کرنے کی تائید کرتے ہیں؛ یعنی مذہب میں، خاندان میں اور سیاسی نظام میں؛ اور ان میں سے بعض کو اس قسم کی تبدیلیاں خالص معاشی معاملات کے تغیرات کے مثل بظاہر ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ تاہم ان معاملات کے بارے میں اختلاف رائے ہے؛ اور اشتراکی نصب العین ان سے متعلق کسی اصول کی جانب لازمی طور پر

---

[1] Hormony, The Shakers, The Ovenda Community, The Amana Society.

باب ۶۶
اشتراکیت

رہبری نہیں کرتا۔ یہ خیال ممکن ہے کہ اشتراکی سلطنت مذہب سے کوئی سروکار ہی نہ رکھے، جس طرح امریکہ کے معاشرے میں سلطنت حتی الامکان کم مداخلت کرتی ہے۔ مختلف مذہبی فرقوں کی تائید بھی جیسی کہ جرمنی کی ریاستوں نے دی، اشتراکیت کے مقاصد سے متناقض نہیں ہے اغلب یہ ہے کہ غیر مشروط اشتراکیین کی اکثریت علانیہ لامذہب ہے لیکن بعض ایسے اشخاص جن پر مذہب کا گہرا رنگ چڑھا ہوا ہے اور جو موجود الوقت کلیساؤں سے پوری عقیدت کے ساتھ وابستہ ہیں واضح طور سے اشتراکی ہیں۔ فی الجملہ ہر قسم کی عبادت اور عقیدت کی رواداری، تغیر یافتہ معاشرے میں بظاہر غیر مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں خاندان میں اور بیاہ کے رواج میں کوئی بڑی بیرونی تبدیلی بظاہر لازمی طور سے مضمر نہیں معلوم ہوتی۔ بعض اشتراکیین بیاہ کو عمر بھر نباہنے کے مقابلے میں زناشوئی تعلقات کو آزاد تر بنانے پر زیادہ زور دیتے ہیں؛ لیکن اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ان کے معاشرے میں موجودہ رشتے کو کیوں برقرار نہ رکھا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ بچوں کے بارے میں والدین کی ذمہ داریاں حالت موجودہ کے مقابلے میں ناگزیر طریقے پر مختلف ہوں گی، چنانچہ اس کے متعلق اس کے بعد کے باب میں زیادہ مفصل بحث کی جائے گی۔ پھر بھی بیاہ، خاندان اور خانہ داری کے متعلق یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ زمانۂ موجودہ کے مثل ہی کم و بیش قائم رہیں گے۔ سیاسی انتظام کی کوئی خاص شکل بھی ضروری نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس بارے میں دوسرے معاملات کے بالمقابل اشتراکیین میں بہت زیادہ اتفاق ہے۔ ان میں سے اکثر ولیوں کو ان کا معاشی نظام العمل جمہوریت کا بظاہر جائز اور ناگزیر نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی سرگرم اشتراکیین میں سے ایک اشتراکی رو ڈبرٹس دستوری بادشاہی کی شکل میں مستقل حکومت قائم کرنے کا خواہاں تھا، اور عظیم ترین فلسفیوں میں سے ایک فلسفی

باب ۶۶ اشتراکیت

کونت، جس نے خالص اشتراکی نوعیت کے اعلیٰ درجے کے نظام کا خاکا پیش کیا تھا، یہ خیال کرتا تھا کہ حکومت کا سرکردہ اور صدر استبدادی ہونا چاہیے۔

467 آخر میں، اشتراکیت کا مفہوم لازمی طور سے انقلاب یا تشدد نہیں ہے۔ خوش حال اور نیم تعلیم یافتہ قسم کے اکثر لوگ اس تحریک کا تصور سرخ جھنڈے اور دور سلب و نہب کے ساتھ کرتے ہیں؛ ٹھیک اسی طرح جس طرح ان میں سے اکثر اشخاص کے لیے کسی شخص کو "اشتراکی" کہہ دینا گویا اسے بدترین گالی دینا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عصر جدید کا سب سے زیادہ با اثر اشتراکی مفکر، مارکس واضح طور سے انقلاب پسند شخص تھا۔ چنانچہ وہ یہ خیال کرتا تھا کہ موجود الوقت نظام کا اعدام تشدد کے بغیر ناممکن ہے، اور اس کی موعظت و تلقین اشتعال انگیز ہوتی تھی۔ دوسرے اشتراکی مفکرین جو کچھ کم سرگرم نہیں ہیں، پُرامن تبدیلی کے خواہاں ہیں؛ ان میں سے بعض گو پُرامن طریق پر تبدیلی کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کی رفتار کو سریع کرنے کے خواہشمند ہیں؛ بعضے سُست رفتار ارتقا کے قائل ہیں جو تدریجی اور منظم منازل کے ذریعے سے معاشرے کی قلب ماہیت کرے۔ گو خود مارکس کے متبعین اس کی عام موعظت و تعلیم کے شیدائی و فدائی ہیں، لیکن بحالت موجودہ وہ خود مارکس کے مقابلے میں بہت کم تشدد پسند ہیں۔ اشتراکیین میں جو سب سے زیادہ پُر فکر اور رحم دل ہیں، (اور واقعہ بھی یہی ہے کہ نفرت و حسد کے بجائے برادرانہ محبت ہی اس تحریک کی اساس ہے) وہ موجودہ صاحب جائداد طبقوں سے بہ سرعت املاک چھین لینے کو بھی پسند نہیں کرتے۔ ان کی دانست میں کسی نہ کسی شکل میں ان کے لیے وظیفہ مقرر کیا جاسکتا ہے یعنی موجودہ آمدنی کے بارے میں انھیں یقین دلایا جاسکتا ہے، یا کم از کم ان کی اور ان کے بچوں کی

باب ۲۶
اشتراکیت

زندگی بھر کے لیے معقول اور آرام دہ وظیفہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ ایسے اشخاص کی جماعت کا غیر معین مدت تک مسلسل قائم رہنا جو اشتراکی نقطۂ نظر سے کاہل محض ہوں، حقیقت میں اشتراکی اصول سے تناقض رکھتا ہے؛ لیکن ان کو خدمتوں سے علیحدہ کرنے کا عمل تدریجی اور پُرامن ہو سکتا ہے جس سے کسی فرد کو کوئی شدید تکلیف نہ ہوگی۔

۲۔ اشتراکیت جس اساسی مقصد کو حاصل کرنا چاہتی ہے وہ تقسیم دولت میں تغیر ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے سلسلے میں اور زیادہ تر اس کو حاصل کرنے کی غرض سے پیدائش کے نظام کی (سلطنت کو) تفویض ضروری ہے۔ اگر اس کو زیادہ صحت کے ساتھ بیان کیا جائے تو، پیدائش کے نظام کو دوسروں کے ہاتھوں میں منتقل کرنا پڑے گا؛ یعنی موجودہ مالکوں سے لیکر اس کو حکومت کی ملکیت و تنظیم میں منتقل کرنا پڑے گا۔ تمام زمینیں، تمام کارخانے، فیکٹریاں، ریلیں اور پیدائش کے آلات کو سرکاری ملک قرار دینا پڑے گا۔ ان چیزوں سے جتنے فوائد صنعت کی پیداوار اور محنت کی پیدا آوری کے اضافے کی شکل میں رونما ہوتے ہیں انھیں من حیث المجموع قوم کے حوالے کرنا پڑے گا۔ آج کل کی طرح فوائد کا کوئی جزو بھی خانگی مالکوں کو نہ ملے گا۔

اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جائدادوں کی کل ملکیت غائب ہو جائے گی۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ اشتراکیت کی ناکامی اس لیے لازمی ہے کہ وہ تملیک اور جائداد کی دیرینہ جبلت کے خلاف ہے، جس کا ثبوت بچوں کے اپنے کھلونوں کو مضبوط گرفت میں رکھنے کی جبلت سے لیکر معمر اشخاص کی حرص و آز کے جذبے تک ہم پہنچتا ہے۔ اشتراکیین یہ جواب دیتے ہیں کہ خواہ ایسا کوئی ناقابل انفکاک جذبہ یا جبلت ہو یا نہ ہو، ملکیت غائب نہیں ہونے پائے گی۔ ممکن ہے کہ ہر شخص اپنے کپڑوں، فرنیچر، کتابوں، اور اسباب خانہ داری کا مالک خود ہی ہو، 468

باب ۶۶
اشتراکیت

اپنے زر کی پس اندازی و حفاظت خود ہی کرے، اور غالباً اس کے رہنے کا مکان بھی اس کی ملک میں ہو۔ صرف دولتِ صارف کی ایسی شکلیں جن سے آمدنی "غیر مکتسب" رونما ہو خانگی تصرف میں جانے سے روکی جائیں گی۔ ایسے مکانوں کی ملکیت جنھیں کوئی شخص دوسروں کو کرائے پر دے سکے جائز نہ ہوگی، کیونکہ اس کے معنی عدم مساوات اور ممکنہ حقوق قائمہ رکھنے والی جماعت کے وجود میں آنے کے ہوں گے۔ لیکن یہ مسئلہ بحث سے خارج نہ ہوگا کہ کسی شخص کی مِلک میں ایسا مکان ہو جس کو خود اس نے اپنے پس اندازکردہ زر سے خریدا ہو! مثلاً کوئی شخص گھوڑے یا پیانو کا مالک ہو۔ یہ چیزیں توریث کے ذریعے سے بھی بچوں تک پہنچ سکتی ہیں۔ صرف ہر قسم کے شغل اصل کی ملکیت اور ایسی اشیا کا معاملہ جن سے بطور شغل اصل آمدنی وصول ہو، بظاہر لازمی طور سے ممنوع رہے گا؛ یعنی کسی قسم کے پٹے اور اجارے کے ٹھیکوں کی اجازت نہ ہوگی یا لگان یا سود جائز نہ رہیں گے۔ عبقری معاشرے کے تفصیلات ایسے متعدد اشخاص کے لیے جاذبیت رکھتے ہیں جو تفریحِ طبع کے لیے یہ اندازے قائم کرتے ہیں کہ ٹھیک کس قدر مکانات خانگی ملک اور انتظام میں رہیں گے، اگر ان کا قابض تبدیلی کرنا چاہے تو انھیں کس قیمت پر حکومت کے ہاتھ فروخت کیا جا سکتا ہے، اور پھر حکومت انھیں ہمہ گیر مالک و زمیں دار کی طرح کس طرح کرائے پر دے گی۔ اس طرح ایک شخص اس بارے میں تخمین کر سکتا ہے کہ دوسری دیرپا اشیائے صارف مثلاً فرنیچر یا پیانو کو کس حد تک فروخت کیا جا سکتا یا کرائے پر دیا جا سکتا ہے۔ اشتراکی مملکت میں جائداد کی ملکیت کی اساسی خصوصیات یہ ہیں کہ جس حد تک وہ خانگی ہاتھوں میں ہے اس حد تک وہ وسیع پیمانے پر تقسیم ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے، املاک آمدنی کی صورت میں کسی شے کو پیدا نہ کرے گی اور نہ اس سے ملکیت میں اضافہ رونما ہوگا۔

باب ۶۶
اشتراکیت

زمین کے بارے میں اکثر اشتراکیین کے طرزِ عمل میں حال میں
حیرت انگیز تغیر واقع ہوا ہے۔ سنگدل اشتراکی جو زمین کو بدیہی طور سے
آلۂ پیدایش خیال کرتا ہے، تمام زمینوں کو قوم کے ہاتھوں میں رکھنا
چاہتا ہے اور اس سے جو کچھ منافعہ حاصل ہو اس کو قوم کے لیے
محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ زمانۂ حال میں اس انتہا پسندانہ تخیل سے
کسی قدر رجعت کی کچھ علامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ تغیر کا باعث خاصکر
جرمنی میں یہ امر ہے کہ لاکھوں چھوٹے زمیں داروں میں اشتراکی اصول پر
استقامت کا تو کیا ذکر اس سے دلچسپی پیدا کرنا بھی غیر ممکن ہے۔ ہر مالک
اپنی چند ایکر زمین سے چمٹا رہتا ہے؛ اور اشتراکیین نے یہ غور کرنا
شروع کر دیا ہے کہ آیا اس کی کوئی وجہ ہے کہ کیوں اس کو ایسا نہ کرنے 469
دیا جائے۔ زرعی زمین کی خانگی ملکیت جہاں کہیں خود کاشت
کرنے والوں ہی کے ہاتھوں میں ہے وہاں، اس سے کوئی بڑی
عدم مساوات اور قابل لحاظ غیر مکتسب منافعہ رونما نہیں ہوتا۔
دوسری جانب حکومت کے ہاتھوں میں نہ صرف ملکیت بلکہ تنظیم کے اجتماع
سے ایسے مسائل سامنے آتے ہیں جو بڑے پیمانے کی کاشتکاری کی مشکلات
کے مقابلے میں نسبۃً دشوار تر ہیں۔ چھوٹے اور متوسط درجے کے
کاشتکاروں، یعنی "خود کاشت زمیں داروں" کو ان کی موجودہ
حالت میں ہی کیوں نہ رہنے دیا جائے؟ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ
کمّی حیثیت سے خالص اشتراکی اصول میں بہت بڑا رخنہ پڑ جائے،
لیکن کیفی اعتبار سے کوئی ایسی چیز نہ ہوگی جو قابل افسوس ہو۔
کاشتکاروں کے قبضہ و دخل کی نوعیت طویل المدت پٹہ داروں
کی سی ہو سکتی ہے جس میں ان کو معین لگان ادا کرنا پڑے گا؛ اور
حکومت کو یقیناً یہ حق حاصل رہے گا کہ اگر کاشتکاروں کے مقبوضہ
خطے کی قیمت غیر معمولی طور سے بڑھ جائے مثلاً کوئی کان نکل آئے تو
حکومت اس خطے کو اپنے قبضے میں لے لے۔ شہری سکونتی زمین،

باب ۶۶
اشتراکیت

معدنیات، کارخانوں کی زمینیں کبھی قوم کی ملکیت سے باہر ہو کر کرایہ پر نہ دی جائیں گی۔ جہاں زرعی کاروبار بڑے پیمانے پر ضروری ثابت ہو وہاں اس کو کسی قسم کے اتحاد باہمی کے طریق پر انجام دیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں بھی ممکنہ فروع و تفصیلات پر تخمین کرنے اور اپنے حسب دلخواہ عبقریہ مرتب کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ زرعی زمین موجود الوقت معاشرے میں اپنے مخصوص مسائل پیش کرتی ہے، اور ہر اشتراکی نظام میں پیش کر سکتی ہے۔ پھر بھی یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس صورت میں خانگی ملکیت و تنظیم کی اساسی خصوصیات کو قائم رکھنا ممکن ہوگا، خاصکر جبکہ دوسرے معاشروں میں یہ خصوصیات معدوم ہو چکی ہوں۔

اشتراکی حکومت میں تقسیم دولت ایک لحاظ سے بہت سادہ ہوگی۔ آمدنی کی واحد شکل اجرت ہوگی۔ لگان اور سود غائب ہو جائیں گے۔ بلا شبہ وظیفہ یابوں اور مفلسوں کی تعداد بڑھ جائے گی، لیکن کوئی آرام طلب طبقہ نہ ہوگا، یعنی صحت ور اور تندرست اشخاص کی کوئی ایسی جماعت نہ ہوگی جو کاہلی میں مگر خوش حالی سے بسر کرتی ہو۔ کاروباری منافعہ کا وجود بالکل محدود شکل میں رہے گا، مثلاً محض اجرت تنظیم کی صورت میں۔ بدبیں نقاد یہ کہہ سکتا ہے کہ زمین کے لگان کو دراصل کالعدم نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ وہ لازمی طور سے قدرتی قوتوں کے پوشیدہ فرق و اختلافات کا نتیجہ ہے۔ اشتراکیین کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس مفہوم کے لحاظ سے لگان، یعنی محنت و کوشش کے کسی نہ کسی قسم کے ماحصل، کا باقی رہنا ضروری ہے۔ لیکن لگان کا خانگی استعمال رک جائے گا۔ افضل و بہتر خطوں سے جو ماحصل زائد وصول ہوگا وہ کسی نہ کسی شکل میں قوم کو مل جائے گا۔

470 اشتراکی مملکت میں مبادلے کا عمل تقریباً اسی طرح جاری رہے گا جس طرح آج کل جاری ہے۔ مبادلہ، پیدائش کے نظام کا

باب ٦٦
اشتراکیت

جنزد ہے اور اس میں خلل واقع نہ ہونا چاہیے۔ اشیا کے ذخائر، گودام اور دوکانیں لازمی ہوں گی، اشیا کا کارخانوں سے نکل کر دوکانداروں کی میز تک جانا اور صارفوں کا روزمرہ اشیا کا خریدنا ضروری ہوگا۔ تمام دوکاندار اور تمام درمیانی تاجر (غالباً چند پھیری والوں کو مستثنیٰ کر کے) ایسے کاروباری اشخاص ہوں گے جو سرکاری ملازم ہوں گے اور اجرت پائیں گے۔ زر بھی موجود رہے گا؛ بلکہ فلزی زر بھی؛ اس لیے کہ یہ پاک صاف اور دیرپا چیز ہے۔ عبقریے بنانے والوں کے ذہن دوسری ہی ترکیبیں قائم کرتے رہے ہیں: یعنی محنت کے ٹکٹ جو روایتی زر سے بالکل مختلف شے ہوں گے۔ دوکان میں جو اشیا بغرض فروخت رکھی جائیں ان پر ایک چٹھی اس امر پر مشتمل چسپاں کی جا سکتی ہے کہ ان کی پیدائش میں اتنی محنت صرف ہوئی، خواہ وہ محنت بعید کی ہو یا نزدیک کی یا بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ۔ ہر صناع کو اس کی انجام دادہ محنت کی مقدار کے تناسب سے ٹکٹ دیے جائیں گے، اور وہ ان ٹکٹوں کو زر کے طور پر استعمال کرے گا۔ اس طرح ہر شخص ٹھیک اتنی ہی محنت کی پیداوار خریدے گا جتنی خود اس نے انجام دی۔ ایسے انتظام میں خالص محنت یا ایثار کی بنیاد پر اجرت کی بٹائی فرض کی گئی ہے صورت حال کے اس پہلو کے بارے میں عنقریب مفصل بحث کی جائے گی؛ اس میں شک نہیں کہ اشیا کی قیمتوں کا تعین لازمی طور سے اجرت پانے والے مزدوروں میں تقسیم کے اصول پر مبنی ہوگا۔ لیکن محنت کے ٹکٹ اور ان کے مثل دوسری خیالی تجویزیں نتیجہ خیز نہیں ہیں۔ اساسی چیز قیمتوں اور آمدنی بہ شکل زر کو ثبات پذیر رکھنا ہے؛ یعنی زر کی قدر میں اضافہ اور تخفیف نہ ہونے دینا، قدر زر کی زیادتی و کمی کو روکنا آفتوں کو دور رکھنا اور آلۂ مبادلہ کو بدنظمی سے بچانا ہے۔ خرید و فروخت کردہ اشیا کی مقداروں کے لحاظ سے اور ان کی قیمتوں کے مقررہ پیمانے کے لحاظ سے زر رواں کی

باب ٦٦
اشتراکیت

مقدار کو منظم کرنا ہوگا، اسی طرح جس طرح بحالت موجودہ ذیلی سکوں کی مقدار ان کے استعمال اور ضرورت کے لحاظ سے منظم کی جاتی ہے۔ اس وقت اشیا کی قیمتیں اپنے آپ کو زر رواں کی مقدار کے لحاظ سے اس طرح منظم نہ کریں گی جس طرح اب کرتی ہیں۔ اس ذریعۂ مبادلہ کو ہم چمکدار اور صاف سونا چاندی اور تانبا یا ان میں سے کوئی ایک فرض کر سکتے ہیں۔ لیکن ان دھاتوں کو کان سے برآمد کرنا اور ان کے سکّے بنانا یہ سب سرکاری کاروبار ہوگا۔

۳۔ اشتراکی تجاویز سے قدرے مختلف تجویز جو بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں انگلستان میں رائج ہوئی، اہل حرفہ کی اشتراکیت[1] کی تجویز ہے 471
جو گویا اس تجویز کی کہ سلطنت کو صنعت پر کامل قابو حاصل ہو جائے ترمیم ہے، کاموں اور اقتدارات کی تقسیم کی خواہاں ہے، اور ایسی تجویزیں کچھ لچکداری پیدا کرنے کی خواہشمند ہے جس پر بہت زیادہ سخت ہونے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ اس کی رو سے صنعت کا انتظام اور نگرانی قوم یا اس کے نمایندوں کے ہاتھوں میں نہیں رہے گی بلکہ منظم مزدوروں کے ہاتھ میں۔ ریلوں کے مزدور من حیث الجماعت ریلیں چلائیں گے، کانوں کے مزدور کانوں کا انتظام کریں گے، سوتی کارخانوں کے کاریگر پارچہ بافی کی گرنیوں کا اہتمام کریں گے وقس علیٰ ہذا۔ ہر جماعت میں نہ صرف دستی مزدور، بلکہ محرر، مہتمم اور منتظم بھی شامل ہوں گے۔ مالک، مالکوں کی حیثیت سے، اپنی املاک سے محروم کر دیے جائیں گے اور جائدادوں کی آمدنی غائب ہو جائے گی۔ جائدادوں کی ملکیت، جس وقت تک اس کا کچھ رواج موجود ہے اہل حرفہ کے لیے وقف رہے گی۔ چنانچہ اسی قسم کے انتظام پر لفظ اہل حرفہ کا اطلاق کیا جاتا ہے، اس لیے کہ اس کو وسطی دور کے اہل حرفہ کے مشابہ خیال کیا جاتا ہے۔

[1] Guild Socialism

باب ۶۲
اشتراکیت

اشتراکیت کی اس قسم میں دور وسطی کے روایات کے ساتھ جو انتساب مضمر ہے وہ اتنا اہم نہیں ہے جتنا کہ آج کل کی تحریک مزدوران کا جنگجویانہ پہلو۔ مزدور سبھا کے اندر زیادہ قدامت پسند اور زیادہ انقلاب پسند جماعتوں کے مابین نیم پوشیدہ نزاع موجود ہے۔ قدامت پسند جماعت، انجمن کو موجود الوقت نظام میں مزدوروں کی حیثیت کو اساسی طور پر تقویت پہنچانے کا ذریعہ خیال کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ تمہیداً اور اصول کے اعلانات میں اشتراکی فقروں کو تسلیم کرلے، لیکن دل سے ان معاملات کی قائل نہیں ہوتی۔ انقلاب پسند اور بالعموم نوخیز قائدین ٹھیک ان ہی معاملات کے بارے میں سرگرم ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک معاملات چکانے والی انجمن کل اصلداری کے نظام پر حملہ کرنے کا محض ابتدائی مرحلہ اور پہلا قدم ہے۔ براعظم کے مزدوروں کے نظامات اور خاصکر جرمنی و فرانس کے نظامات میں اساسی تنظیم جدید کی جانب یہ میلان ابتدا ہی سے ارادی اور دیدہ دانستہ تھا۔ برطانیہ عظمیٰ میں اصول عمل کی لگام بہت زمانے تک کم دانشمند، زیادہ قدامت پسند اور زیادہ سنجیدہ اشخاص کے ہاتھوں میں رہی اور ریاستہائے متحدہ میں بھی یہی ہوا! تاہم ان میں یہ غور و تامل کرنے کا بھی روز افزوں میلان پایا جاتا تھا کہ آخری نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ ایک ممکنہ مقصد، جو موجود الوقت انجمنوں میں مزدوروں کے نظامات سے فوراً ظاہر ہوتا ہے انجمنوں کے ذریعے سے متعدد صنعتوں کی کامل نگرانی و تنظیم ہے۔ رومانی و جمالیاتی خیال آرائی اور اہل حرفہ اشتراکیین کی اخلاقی تصوریت، انقلاب پسند سبھائیوں کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ لیکن وہ 472 اصلداروں کو زیر کرنے، ان کو املاک سے محروم کرنے اور مزدوروں کے موجود الوقت اداروں کو ترقی دے کر ایسی خود مختار جماعتوں میں مبدل کرنے میں، جن میں سے ہر ایک صنعتی نظام میں اپنے ایک خاص شعبے کی مالک و منتظم ہوگی، اہل حرفہ اشتراکیین کے ساتھ ایکا کرنے اور ان کا ہاتھ بٹانے کے لیے بالکل تیار ہیں۔

باب ۲۶
اشتراکیت

ظاہر ہے کہ انفرادی اجتماعیت کے اس عام تصور کو بڑھانے اور وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ مختلف شعبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط و منسلک کرنا ہوگا۔ کسی جماعت کو اس کا مجاز نہیں گردانا جاسکتا کہ وہ استجازت یا مزاحمت کے بغیر اپنی مرضی کے مطابق کام کرے۔ کچھ نہ کچھ تعامل واتحاد باہمی ترتیب دینا ضروری ہوگا؛ اور کسی نہ کسی قسم کی عام نگرانی کرنے والی حکمراں جماعت کی نگرانی ضروری ہوگی۔ اس معیاری تصور کے مجوز اس ضرورت کا مقابلہ کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ وہ ایسی عام مجلسوں اور اغراض قومی کی ایسی ہی دوسری نمایندہ انجمنوں کے لیے تجاویز پیش کرتے ہیں جو مخصوص جتھوں اور اتحادی انجمنوں کے خود غرضانہ اصول کو دبائیں گی اور اس کی نگرانی رکھیں گی کہ سب مشترکہ مفاد کے لیے کارگزار ہیں۔ ایسی تجاویز کی تفصیلات سے ہمیں سروکار نہ ہونا چاہیے؛ ان میں ویسی ہی جاذبیت اور ویسی ہی مضرت ہے جیسی کہ دوسرے عبقریوں میں۔ موجودہ کتاب کے حدود کے مدنظر صرف چند نمایاں پہلوؤں پر غور کرنا ہی ممکن اور مفید ہے۔

سب سے پہلے یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ معاملات صناعوں کی امداد باہمی کے معاملے سے بالکلیہ مختلف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات جتھوں نے معتدل آغاز کا تخیل قایم کیا، اور ابتدائً صنعتی شعبے کے ایک گوشے پر پُرامن طریقے پر تصرف پانے پر اکتفا کی۔ امداد باہمی کی بنیاد پر اپنے ذاتی کارخانے منظم کرنے کی کوشش اس قسم کی مساعی کی مثال ہے۔ لیکن امداد باہمی سے چلنے والے کارخانوں کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ کاروباری دنیا کے موجود الوقت کارخانوں کے ساتھ نہ صرف ابتدائً مقابلہ کریں بلکہ اس کو برقرار رکھیں۔ انھیں اپنے طور پر رقم پس انداز کرکے اپنا اصل فراہم کرنا ضروری ہے۔ انھیں آزمایش کے دور کے سامنے سر جھکانا لازم ہے اور افسوس کہ اس نوعیت کے عام تجربے پر نظر کرتے ہوئے انھیں طویل المدت یا قلیل المدت

باب ۶۶
اشتراکیت

آزمائش کے بعد اس آزمائش کے سامنے ہتھیار ڈال دینا پڑے گا۔ یہی نہیں؛ بلکہ اگر اصلدار آجروں کو کامیابی کے ساتھ ان کی حیثیتوں سے ہٹانا مقصود ہے تو، اس سے کہیں بڑا اہتمام کرنا اور زیادہ حوصلہ مندی دکھانی پڑے گی جو غیر مساوی مقابلے کے وار کو سہ سکے۔ کسی صنعت کے اندر اتفاقی طور سے کسی واحد کارخانے کو نہیں بلکہ ہر صنعت کو بحیثیت مجموعی تنظیم کی اکائی بنانا پڑے گا۔ چنانچہ جملہ موجودہ کارخانوں کو ایک ہی ہلے میں قابو میں لے لینا ہوگا، اور ان کے ساز و سامان اور اشیائے خام کو، جس حالت میں موجود ہوں، استعمال کرنا پڑے گا؛ ہاتھ پاؤں مارنے والے امدادیوں کی طرح اپنی مدد آپ کرنے کی تلقین سے کوئی واسطہ نہ رکھنا ہوگا۔ ہر واحد بڑے حرفتی جتھے کا اجارے کا میدان ایک ہوگا۔ کسی قسم کا مقابلہ باقی نہ رہے گا۔ اگرچہ یہ ایک لحاظ سے صناعوں کی امداد باہمی ہوگی، پھر بھی وہ ان آزمائشوں اور امتحان سے مستثنیٰ ہوگی جو سابقہ تجربے میں اس قسم کے نظام کے لیے ناقابل حل ثابت ہوئے۔ 478

دوسرے الفاظ میں، صنعت کا بڑے پیمانے پر انتظام کسی دوسرے نظام العمل کے مقابلے میں اس اشتراکی نظام العمل کا کچھ کم جبلی جزو نہیں ہے۔ حرفتی جتھا ایک بڑا ٹرسٹ ہے، جو کسی اصلدار ٹرسٹ کے مقابلے میں بہت زیادہ مکمل طریقے پر اپنی صنعت پر پورا قابو رکھتا ہے۔ کاروبار کا پیمانہ ایک سعی کو جو اس تحریک میں اہم حصہ رکھتی ہے باطل کر دیتا ہے؛ اور وہ کامل اشتراکیت کے تحت نگرانی کی مرکزیت، نظم و نسق کی پیچیدہ کل اور استبدادی سخت گیری سے بچنے کی سعی ہے۔ لیکن اہل حرفہ کی اشتراکیت ان مشکلات سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں پیش کرتی۔ جدید فن اور بڑے پیمانے کے کاروبار کے دباؤ کے تحت اس اشتراکیت کے مسائل سرکاری یا قومی انتظام کے کسی خاکے کے مسائل سے نسبتہً زیادہ آسان نہیں بنائے جا سکتے۔

بڑے پیمانے کے کاروبار کے ساتھ دو اساسی کام لازم ہیں:

باب ۲۶
اشتراکیت

ایک تو اجرت کے طریقے کا قیام اور دوسرے قائدوں کا انتخاب۔ اجرت کا طریقہ اس معنی میں ہونا ضروری ہے کہ ان لوگوں کے لیے جو ایسی اشیا تیار کریں جن کو وہ خود صرف نہیں کرتے مشاہرے کا ایک مقررہ نظام ہونا چاہیئے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے ان کو اجرت دے کر کام لینا ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ منافعے کے جویا اصلداران کو اجرت پر حاصل کرکے کام لیں؛ قلیل مدت اور میعادی معاہدات کی بنیاد پر اجرت دینی لازمی نہیں ہے۔ کسی نہ کسی طرح کی تنخواہ یا مشاہرہ کا انتظام بھی قابل تصور ہے۔ بریں ہمہ جس وقت مزدور پیچیدہ اور نازک تقسیم عمل کے گوناگوں مراحل میں کام کر رہے ہوں انھیں زندگی بسر کرنے کے لیے فوراً کچھ نہ کچھ مل جانا چاہیئے۔ یہ سوال کہ انھیں کس پیمانے پر اجرت ادا کی جائے گی خود بخود حل نہیں ہوسکتا۔ کسی نہ کسی مقتدر جماعت کو، خواہ وہ شہری مجلسوں کے مماثل کیوں نہ ہو ایسے شرایط کا طے کرنا ضروری ہے جن کی بنا پر ہر ایک کو قابل صرف اشیا و خدمات میں سے اپنا حصہ ملے گا۔ بجز اجرت کے کسی اور قسم کا معاوضہ نہ ملے گا؛ پھر بھی یہ سوال باقی ہی رہتا ہے کہ کس اصول پر مختلف افراد اور کام کرنے والے مختلف مزدوروں کو اجرت دی جائے گی۔

474 اور قیادت کی موجودگی بہر حال ضروری ہے۔ اتنی وسیع اور عظیم کل ازخود نہیں چل سکتی؛ کوئی نہ کوئی جماعت یا کوئی شخص سرکردہ یا سرگروہ ضرور ہونا چاہیئے۔ ضبط، نظم و ترتیب اور بالا دستوں کے احکام کی متابعت ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ قائدوں کا انتخاب کون کرے اور اس کی کیا توقع اور ضمانت ہے کہ قیادت کی قابلیت رکھنے والوں ہی کا انتخاب کیا جائے گا؟

ان لوازم و شرایط سے کوئی مفر نہیں ہوسکتا۔ کوئی ازخود منظم ہونے اور کام کرنے والا انتظام ممکن تصور نہیں کیا جاسکتا۔

باب ۶۶
اشتراکیت

اٹھارویں صدی کے رجائیوں کا خیال تھا کہ انسانوں میں نیکی پوشیدہ ہے اور مصنوعی معاشرے کے پُرپیچ دام سے رہائی پاتے ہی یہ نیکی ہر انسان کی رہبری اس جانب کرے گی کہ وہ اپنی مخصوص حیثیت پر عود کر آئے اور اپنا مخصوص کام انجام دے؛ لیکن اس قسم کے خیالات درخور مباحثہ بھی نہیں ہیں۔ قیادت، نگرانی اور تنظیم، یعنی کسی نہ کسی قسم کی استبدادیت ضروری ہے، خواہ وہ خانگی ملکیت و تنظیم کے تحت ہو یا ملکیت و تنظیم عامہ کے تحت، اجتماعیت کے تحت ہو یا سرکاری اشتراکیت یا حرفتی اشتراکیت کے تحت۔ اور اس کا اعادہ ناموزوں نہ ہوگا کہ مشاہرہ کا کچھ نہ کچھ اصول قائم کرنا ہوگا، آمدنی کی تقسیم کا انتظام ضروری ہے۔ ہم یہ کس طرح تصور کر سکتے ہیں کہ یہ لوازم پورے کیے جائیں گے؟

۴۔ اس طرح تقسیم دولت کا نہایت ادق مسئلہ اور فی الحقیقت اشتراکی سلطنت میں تقسیم کا واحد مسئلہ مسئلہ اجرت ہے۔ مختلف قسموں کے مزدوروں کا مشاہرہ کس بنیاد پر مقرر کیا جائے؟ اس حصہ بندی کے تین ممکنہ اصول ہیں؛ یعنی احتیاج، ایثار اور کارکردگی۔ احتیاج کے مطابق تقسیم سادہ ترین ہوگی؛ اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ سب کو مساوی حصہ ملے گا۔ یہ صحیح ہے کہ تمتع کی صلاحیتیں مزدوروں میں مختلف ہوتی ہیں، اور اسی اعتبار سے ان کی احتیاجات بھی مختلف ہوتی ہیں۔ بعض بالطبع ذکی الحس ہوتے ہیں، ایسے آدمیوں کے لیے سیدھی سادی غذا اور بے رونق ماحول اوسط درجے کے آدمی کے مقابلے میں ہمیشہ زیادہ تکلیف دہ ہوگا اور زیادہ وسیع ذرایع ان کی زیادہ خوشی و خوش حالی کا باعث بنیں گے۔ اور ذکاوت حس کے فرقوں کے قطع نظر جو کوئی دماغی کام کرتا ہے اس کو دستی کام کرنے والے مزدور کے مقابلے میں بہترین کارکردگی کے لیے بہتر ماحول اور پیشے میں زیادہ

باب ۶۶ اشتراکیت

تنوع کی ضرورت ہے۔ لیکن اس قسم کے ملحوظات سے اس عام نتیجہ پر کوئی سنجیدہ اثر نہیں پڑتا کہ احتیاج کے مطابق تقسیم حقیقی مساوات کی جانب رہبری کرتی ہے۔ خواہش کی شدت اور تمتع پذیری کے بدیہی اختلافات کا باعث زیادہ تر عادت ہے جن لوگوں نے آرام و راحت سے پرورش پائی ہے وہ اس لیے حساس ہوتے ہیں کہ انھیں ایسا ہی بنا یا گیا ہے۔ اشتراکی سلطنت اس قسم کے فرقوں کی جانب کوئی توجہ نہیں کر سکتی۔ گو وہ منطقی لحاظ سے دوسرے ایسے اختلافات کی جانب توجہ کر سکتی ہے جن کا باعث دور افتادہ و 475 جداگانہ معاشری طبقوں کی مقررہ عادات نہ ہوں؛ یعنی کمزور اور قوی، حساس اور غیر مہذب اشخاص کے مابین جو اختلافات ہیں ان کی جانب متوجہ ہو سکتی ہے؛ لیکن مساوات کے قاعدے سے انحراف و تجاوز کچھ بہت زیادہ قابل لحاظ نہ ہوگا پھر عامۃ الناس کو اس سے بھی کم مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ انھیں قبول کریں۔ اس امر کی پیمایش کی کوئی صورت نہیں کہ مسرتوں کی صلاحیت کے فرق کس حد تک حقیقی ہیں اور کس حد تک محض خیالی۔ واقعہ یہ ہے کہ احتیاج کی بنیاد پر تقسیم کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ سب کو مساوی حصہ ملے۔

یہی غالباً بلند ترین نصب العین ہے؛ وہ اخوانیت کے اعلیٰ ترین نقطے سے تطابق رکھتا ہے۔ اس کو ایسے اجتماعی معاشروں میں عام طور سے تسلیم کر لیا گیا ہے جو قوی مذہبی اثر کے تحت رہے ہیں۔ یہی کم و بیش محسوس طریقے پر ان لوگوں کا نصب العین ہے جنھیں حضرت عیسیٰؑ کے تعلیمات میں بھی "اشتراکیت" نظر آتی ہے لیکن اکثر اشتراکئین کم از کم صریح طریقے پر اس کی تحریک نہیں کرتے۔ اکثر اشخاص یہ خیال کرتے ہیں کہ سب کو ایک سطح پر لانا اشتراکیت کا اساسی جزو ہے۔ موجودہ عدم مساوات کو بڑی حد تک

باب ۶۶
اشتراکیت

کم کرنے کے بارے ہی میں اشتراکئین کا عام مطالبہ ہے؛ اور کامل مساوات کی جانب پوشیدہ میلان معمولی پروپیگنڈے میں مضمر پایا جاتا ہے۔ پھر بھی تقریباً سب اشتراکئین اپنے ذہن میں، گو مبہم طریقے پر سہی، انفرادی آمدنیوں میں کچھ فرق و اختلاف ضرور قائم کرتے ہیں۔

دوسرے اصول یعنی "استشیاء" کے معنی یہ ہیں کہ مزدوروں کو ان کی محنت کی شدت یا تکلیف کے تناسب سے اجرت دینی چاہیئے۔ اگر تمام قسموں کی محنتیں مساوی طور سے سخت اور مساوی طور سے ناخوشگوار ہوں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ مزدوروں کو ان کی محنت کے اوقات یا ساعتوں اور ایام کے لحاظ سے اجرت دینی پڑے گی۔ اس لیے کہ بحیثیت مجموعی ایک دن کی محنت یا ایک گھنٹے کی محنت سب مزدوروں کے لیے برابر ہوگی۔ ایثار کا اصول جس کی پیمائش محنت کی مدت سے ہوتی ہے اشیا کی ضروری یا ذاتی قدر د قیمت کے تصور میں مضمر ہے جو اشیا میں محنت کو شامل کرنے کا نتیجہ ہے۔ مارکس کا بھی اسی قسم کا اصول تھا۔ قدر و قیمت کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ مجسم محنت یا ایک طرح سے مشقت کا مرکب ہے؛ قدر کو محض مبادلے کی ذات سے متعلق اتفاقی واقعہ نہیں خیال کیا جاتا تھا، بلکہ معاشی اشیا میں مضمر کوئی شے خیال کیا جاتا تھا۔ محنت کی مقدار، یعنی ایسی مقدار جو عام طور سے اور معقول طریقے پر ضروری ہو، اس جبلی قدر کو متعین کرنے والا عامل خیال کیا جاتا تھا۔ اس قضیے کے پیش نظر حقیقت میں یہ اصول ہے کہ اشیا کا مبادلہ اس محنت کے تناسب سے عمل میں آنا چاہیئے جو ان کو طیار کرنے کے لیے ضروری ہو؛ اور پھر اس کے معنی یہ بھی ہوتے ہیں کہ ہر قسم کی محنت کا معاوضہ بھی ایک ہی مقررہ سطح پر ادا ہو؛ اسی وجہ سے محنت کی مدت اور ناخوشگواری ہی اس کے معاوضے کے اختلافات کا 476

باب ۶۶
اشتراکیت

واحد باعث ہونا چاہیئے۔ مبادلے کے ایسے نظام میں جس کا ذکر سابقہ فصل میں کیا گیا (یعنی محنت کے ٹکٹوں کا استعمال)، اشیا کی قیمت کا اندازہ اس "معاشری حیثیت سے ضروری" محنت کی مقدار کے مطابق کیا جائیگا جو ان کی پیدائش میں لگے گی اور اسی بنیاد پر وہ فروخت کی جائیں گی۔

معیاری قسم کے معاشرے کے ایک خاکے میں جس پر چند سال قبل بہت کچھ بحث کی گئی تھی یہ تجویز کی گئی تھی کہ مزدوروں کو مقررہ شرح سے اجرت ادا کرنی چاہیئے؛ لیکن یہ کہ مختلف پیشوں میں اوقات کار کی تنظیم ایسے طریقے سے عمل میں لانی چاہیئے کہ سب کو مساوی اور مقررہ ایثار کرنا اور زحمت اٹھانی پڑے۔ خوشگوار قسم کی محنت کے اوقات طویل کیوں نہ رکھے جائیں مثلاً نگرانی، انتظام اور حکومت کے اوقات؛ اس لیے کہ سرگرمی بظاہر ہمیشہ پسندیدہ ہوتی ہے۔ مشکل اور گندہ محنت مثلاً کان کنی اور خندق کھودنے کے اوقات قلیل ہونے چاہئیں۔ اگر مختلف پیشوں میں درخواستوں کی کثرت یا قلت سے یہ ظاہر ہو کہ اوقات کار کی طوالت سے جو سقم پیدا ہو گیا ہے وہ مناسب نہیں ہے تو اس کو از سر نو منظم کیا جا سکتا ہے۔ اس تجویز کو عبقریوں کے خاکوں کی کسی دوسری فرع کا جس قدر اساسی جزو خیال کیا جا سکتا ہے اس سے زیادہ اشتراکیت کا جزو نہیں خیال کیا جا سکتا۔ لیکن وہ واضح طور سے مساوات ایثار کے اصول کو بیش و نمایاں کرتی ہے؛ یعنی یہ کہ سب کو ایک ہی مقررہ شرح سے اجرت نہ دی جائے، بلکہ ایسی شرحوں سے دی جائے جن سے سب کو مقررہ ایثار کرنا پڑے۔

ایثار کی مساوات کا مدار آزادی کے تصور پر ہے۔ ایثار،

لہ ۔ دیکھو Bellamy کی کتاب موسوم بہ Looking Backward شائع شدہ ۱۸۸۸ء۔

باب ۶۶
اشتراکیت

مصائب اور زحمت یہ سب ذہنی احساسات ہیں۔ ان کی پیمایش صرف اس طرح کی جا سکتی ہے کہ آدمیوں کو جو کام وہ کر سکتے ہوں اس کا انتخاب کرنے کا موقع دیا جائے" اور اس انتخاب کے مطابق ان کے احساسات کو جانچا جائے۔ بدیہی طور سے مفروضہ یہ ہے کہ انسان کی حیثیتوں اور صلاحیتوں میں مساوات موجود ہے، اور یہ کہ مختلف قسم کی محنت کی جانب سب لوگ اپنی مرضی سے متوجہ ہو سکتے ہیں یا کم از کم اشخاص کی اتنی کافی تعداد ہر ایک قسم کی محنت کا پورا معاوضہ حاصل کرنے کو مکمل طور سے قابل عمل بنانے کی غرض سے آزادی کے ساتھ متوجہ ہو سکتی ہے۔ اگر ہم مان لیں کہ سب انسانوں میں یکساں اور مقررہ جبلی قابلیتیں موجود ہیں اور یہ کہ رسم و رواج، مصارف تیاری یا معاشری ماحول کی شکل میں کسی قسم کی مزاحمتیں پیشوں کے آزادانہ انتخاب میں نہیں ہیں تب تو ٹھیک اسی قسم کی تنظیم اجرت انفرادی معاشرے میں رونما ہوگی۔ اختلافات اور فرق صرف وہی ہوں گے جن سے محنت کی مختلف قسموں کی ناخوشگواری کی تلافی ہو سکتی ہو[1]

477 لیکن تیسرا اصول، یعنی کارکردگی کے لحاظ سے اجرت دینے کا اصول بہت مختلف ہے۔ اس کی رو سے ہر آدمی کو اس لحاظ سے صلہ ملتا ہے کہ اس نے قومی آمدنی بڑھانے میں کتنا حصہ لیا۔ قابل، طاقتور اور چست و مستعد اشخاص کو زیادہ اور سست اور کمزور اشخاص کو کم معاوضہ ملے گا۔ نتیجہ اکثر صورتوں میں اصول احتیاج کے نتیجے سے مختلف ہوگا جس کے تحت طاقتوروں کو کم اور کمزوروں کو زیادہ ملنے کا قرینہ ہے۔

اکثر افراد کو کارکردگی کے مطابق صلہ دینا بظاہر مناسب اور حق بجانب معلوم ہوتا ہے۔ ہم اس کو مناسب خیال کرتے ہیں کہ جو کوئی زیادہ کام انجام دے اس کو زیادہ صلہ دیا جائے، یعنی یہ کہ زیادہ

[1] مقابلے کے لیے دیکھو باب ۴۷ اجرتوں کے فرق کے بارے میں۔

باب ۲۶
اشتراکیت

کارگزار آدمی کو کم کارگزار آدمی کے مقابلے، اعلیٰ شرح سے اجرت دی جائے۔ اس اصول میں یہ بھی فرض کیا گیا ہے (اگرچہ یہ مفروضہ عام طور سے وہ لوگ نہیں قائم کرتے جو اس کو استدلال کی بنیاد قرار دیتے ہیں) کہ سب کی کارکردگی یکساں اور مقررہ نہیں ہوتی، بعضوں میں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ قابلیت ہوتی ہے۔ ایثار کے مطابق جو معاوضہ دیا جاتا ہے اس میں صریحاً انتخاب کی کامل آزادی کو فرض کیا جاتا ہے؛ کارکردگی کے مطابق معاوضہ دینے میں صریحاً یہ فرض کیا جاتا ہے کہ سب آدمی سب کاموں کو مساوی طور سے انجام نہیں دے سکتے، اور یہ کہ سب مساوی طور سے ذہین اور مستعد نہیں ہوتے۔

معاوضے کی مناسب بنیاد کے طور پر کارکردگی کو فوراً تسلیم کرلینا اس بات کا نتیجہ ہے کہ آج کل بھی واقعاً اسی بنیاد پر اجرت کی تنظیم عمل میں آتی ہے۔ موجودالوقت معاشرے میں آدمیوں کو محنت کے لحاظ سے، یعنی بحیثیت مجموعی اسی چیز کے لحاظ سے جو وہ معاشرے کو دیتے ہیں، معاوضہ دیا جاتا ہے؛ یا اس سے زیادہ صحت کے ساتھ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ان کی مخصوص محنت کی مختتم پیداوار کے مطابق معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں، دوسرے معاملات کے مثل، لوگ اسی چیز کو واجبی اور مناسب تسلیم کرتے ہیں جس کے وہ خوگر ہیں۔ اصل بنیاد، جس پر کارکردگی کے مطابق اجرت دینے کا طریق حق بجانب قرار پا سکتا ہے، افادی بنیاد ہے؛ وہ ہر شخص کو انتہائی کوشش کرنے پر ابھارتی ہے۔ اس کی وہی حالت ہے جو رشوت کی۔ سب سے زیادہ اخوانی اخلاقی معیار کے لحاظ سے، اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ طاقتور آدمی کو کیوں کمزور آدمی سے زیادہ ملے؛ نہیں، بلکہ اس کی معقول بنیاد ہے کہ وہ کمزور کے ساتھ آزادی کے ساتھ شریک ہو۔ وہ کمزور کے مقابلے میں کیوں زیادہ پائے، اس کا سبب یہ ہے کہ تاوقتیکہ اس کو اس طرح صلہ نہ ملے

باب ۲۶
اشتراکیت

اس کا قرینہ نہیں ہے کہ وہ اپنی طاقت کو صرف کرے۔ آخرکار (اور
یہی استدلال کا خلاصہ ہے) سب انسانوں کی حالت اس وقت
بہتر ہوگی جبکہ ہر ایک کو قومی آمدنی بڑھانے کے لیے اپنی انتہائی کوشش
صرف کرنے کی ترغیب ہوگی۔ اگر حقیقت میں سب انسان مساوی
قابلیتوں کے ساتھ پیدا ہوں اور سب کو مساوی موقع اور سہولتیں
حاصل ہوں تو، آخری نتیجہ وہی ہوگا جو دوسرے اصول کے تحت رونما
ہوگا؛ یعنی سب کو ایثار کے تناسب سے صلہ ملے گا۔ ہر شخص کو اس 478
بات کی ترغیب ہوگی کہ وہ اپنی محنت کو ایسے پیشوں میں صرف
کرے جن میں سب سے زیادہ صلہ ملتا ہے؛ جب ایسے پیشوں میں
تعداد بڑھ جائے گی تو صلہ کم ہو جائے گا؛ آخرکار صرف وہی اختلافات
باقی رہ جائیں گے جو زحمت اور ناخوشگواری کے اختلافات کے
بالمقابل ہوں گے۔ لیکن اگر قابلیت میں جبلی اختلافات موجود
ہوں تو، بعضوں کو دوسروں سے ہمیشہ زیادہ ملے گا، خواہ مواقع اور
سہولتیں سب کے لیے یکساں ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے نتیجے کے
طور پر جو عدم مساواتیں رونما ہوں گی ان کے متعلق یہ ماننا پڑے گا کہ
وہ ضروری ہیں، تاکہ ہر شخص کو یہ ترغیب ہو کہ وہ اپنے قویٰ سے کام
لے اور تربیت و اکتساب اور تندہی سے وہ اوصاف حاصل
کر سکے جن سے اعلیٰ کردگی پیدا ہوتی اور اعلیٰ صلہ ملتا ہے۔

اس اساسی سوال کے بارے میں کہ محنت کے صلے کی واجبی یا معیاری تقسیم کیا ہے اشتراکیت کے بہت کم موئدین نے واضح طور سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ بالعموم وہ موہوم طریقے پر خیالات ظاہر کرتے رہیں اور امکانات میں فرق و امتیاز قائم کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی ان کا رجحان دوسرے اصول کی جانب ہے؛ یعنی یہ کہ ایثار کے مطابق صلہ دیا جائے۔ گو عدم مساوات کے خلاف پوشیدہ طور سے بہت ہی شدومد کے ساتھ احتجاج کیا جاتا ہے، لیکن بہت کم

باب ۶۶
اشتراکیت

لوگ ایسے ہیں جو سیدھے سادے اور غیر مشروط طریقے پر پہلے اصول کو یعنی مساوات کے اصول کو تسلیم کرلیں گے۔ پھر ایسے لوگ بھی بہت کم ہیں جو تیسرے اصول کے سب عواقب کو تسلیم کرنے کے خواہاں ہوں۔ وہ بالعموم انسانوں کے جبلی اختلافات کو یہ خیال کرکے نظر انداز کرتے ہیں کہ انسانوں میں مکمل بننے کی صلاحیت موجود ہے؛ اور بہر صورت وہ عظیم اختلافات جو کارکردگی کے مطابق صلہ دینے سے رونما ہوتے ہیں ان کی حصول مساوات کی مساعی کے خلاف ہیں۔ اشتراکئین کا میلان کسی نہ کسی قسم کی مصالحت کی تجویز کرنے یا اس کو تعبیر کرنے کی جانب ہے، اگرچہ اس کا احساس بہت کم ہے کہ وہ ایسا کر رہے ہیں۔ وہ کچھ عدم مساوات روا رکھنا چاہتے ہیں، لیکن بہت زیادہ روا نہیں رکھ سکتے؛ وہ چاہتے ہیں کہ کارکردگی کے مطابق کچھ صلہ دیا جائے، لیکن یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس اصول پر اس حد تک عمل نہ کیا جائے جو نمایاں عدم مساوات کی جانب رہبری کرے۔ اس مسئلے سے جو مشکلات اور سوالات لازمی طور سے رونما ہوتے ہیں ان کے متعلق اگلے باب میں زیادہ مفصل بحث کی جائے گی۔

۵ ۔ اشتراکیت کے مفہوم اور امکانات پر مزید غور کرنے سے پیشتر یہ بتایا جاسکتا ہے کہ سرکاری ملکیت کے طریق سے اور ہمدردانہ آئین و قوانین کی وضع سے، جس کو بالعموم اشتراکی وضع قوانین" کہا جاتا ہے، اشتراکیت کہاں اختلاف رکھتی ہے۔

سرکاری ملکیت کے معنی تقسیم کی حد تک یا اساسی حیثیت سے اشتراکیت کے نہیں ہیں۔ سلطنت ریلوں کی ملکیت حاصل کرنے اور ان کو چلانے میں بہت بڑی حد تک اسی طریقے پر عمل پیرا ہوتی ہے جیسے کہ خانگی کمپنی۔ وہ نگران کار منتظمین کو اعلیٰ مشاہرے اور عہدہ داران ماتحت کو کم تنخواہیں دیتی ہے، اور میکانیکوں اور غیر ماہر مزدوروں کو معمولی اجرت ادا کرتی ہے، اور تمامتر اسی پیمانے پر جو

باب ۶۶
اشتراکیت

بیرونی دنیا میں رائج ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجود الوقت عدم مساواتوں کو کم کرنے کا میلان ہوتا ہے۔ اعلیٰ عہدہ داروں کو اسی قسم کی قابلیت رکھنے والے مگر خانگی کمپنیوں میں کام کرنے والے اشخاص کے مقابلے میں بالعموم کم معاوضہ ملتا ہے۔ اگرچہ اس کا نتیجہ بھی بالعموم یہ ہوتا ہے کہ حقیقت میں یہ عہدہ دار خانگی ملازموں کی سی قابلیت نہیں رکھتے، جیسا کہ ان کے متعلق فرض کیا جاتا ہے کہ وہ رکھتے ہیں یا انھیں رکھنا چاہیئے۔ جمہوری ممالک میں میکانیکوں اور غیر ماہر مزدوروں کو بالعموم اس سے زیادہ اجرت دی جاتی ہے جتنی خانگی آجروں سے مل سکتی ہے۔ لیکن یہ اختلافات مدارج کے اختلافات سے زیادہ نہیں ہیں، اور ان کا انحصار واضح طور سے کسی پہلے سے قائم کردہ یا خیال کردہ اصول پر نہیں ہوتا۔ اجرتوں کے موجود الوقت اختلافات بالعموم سرکاری یا قومی کاروبار کی تنظیم میں تسلیم کیے جاتے ہیں۔

پھر سرکاری ملکیت سے آرام طلب طبقے کا استیصال لازم نہیں آتا۔ جب حکومت ریلوں کی ملکیت و تنظیم کی جانب متوجہ ہوتی ہے تو وہ اُن خانگی خریداروں سے ریلیں خرید لیتی ہے جو آیندہ دوسری صورتوں سے مشغل اصل کر کے آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ ایسی خریداری کا نتیجہ بالعموم محض یہ ہوتا ہے کہ مشترکہ تمسکات کا مبادلہ سرکاری تمسکات سے ہو جاتا ہے۔ یہی نتیجہ اس وقت رونما ہوتا ہے جبکہ حکومت شروع ہی سے بڑے بڑے کاموں کو اپنی ملکیت میں لینے کی جانب مائل ہوتی ہے، جیسا کہ آسٹریلیائی نوآبادیات نے اپنی ریلوں کی تعمیر میں کیا۔ پھر وہ رقوم بطور قرض حاصل کرتی ہے، اور لین داروں کو سود ادا کرتی ہے۔ آرام طلب طبقے کو پھر بھی اپنی آمدنی وصول ہو جاتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ صحیح ہے کہ سرکاری ملکیت کے معنی تقسیم دولت کی عدم مساوات کو رفع کرنے کی کوشش کے ہیں۔ اجاروں کی آمدنی کا خاتمہ ہو جائے گا، یا دوسرے الفاظ میں اس کی مالک قوم بن جائے گی۔ یہ کسی حال بڑے بڑے صنعتی کاروبار کی خانگی تنظیم سے متناقض نہیں رکھتی جس میں

باب ۶۶
اشتراکیت

آمدنیوں، اندوختوں، سرمایوں، اور شغل اصل کی عدم مساوات ہوتی ہے، آرام طلب طبقہ موجود ہوتا ہے اور معاشرے میں طبقہ بندیاں ہوتی ہیں۔ موجودہ عدم مساواتوں کے رفع کرنے اور موجود الوقت نظام کی خصوصیت متمائز یعنی عدم مساوات پیدا کرنے والے اسباب کو دور کرنے میں بڑا فرق ہے۔

علیٰ ہٰذا معاشری اصلاحات کا پورا سلسلہ، پیمانہ کبیر کی صنعتوں سے لیکر کارخانوں کے قانون کی وضع اور کبر سنی کے وظیفوں تک محدود میدان رکھتا ہے۔ عدم مساواتوں اور ان کے نتائج کو رفع کرنا اس کا مقصد ہے۔ 480
یہ سب تدابیر اس معیار کو متعین کرنے کا کام دیتی ہیں جس پر مقابلہ تقابلی لین دین یا تقابلی ماحصل کا خاتمہ کیے بغیر جاری رہے گا مثلاً قوانین کارخانہ جات، کارخانوں کا بیمہ اور اقل اجرت، یہ سب ان حدود کا تعین کرتے ہیں جن کے اندر معاملات منظم ہوں گے، لیکن وہ معاملات کو طے کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر حکومت حقیقت میں اجرت کا تعین کرنے کی حد تک اقدام کرے، مثلاً جبری ثالثی کے طریقے پر عمل پیرا ہو تو صورت حالات مختلف ہوگی۔ اس عمل میں، جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ایسا اصول شامل ہے جو محنت کے قوانین کی دوسری شکلوں کے مقابلے میں زیادہ دور رس ہے؛ اس لیے کہ اگر اس کے منطقیانہ نتیجے تک عمل کیا جائے تو، وہ حکومت سے اس بات کا طالب ہوتا ہے کہ اجرت کا مستقل طور سے تعین کرکے نہ صرف تقسیم دولت کے دوسرے عناصر کا، بلکہ اجرت کا بھی تصفیہ کردے۔[1]

لیکن یہ بلاشبہ کہا جا سکتا ہے سرکاری ملکیت، صنعت کی تنظیم اور محنت کے بارے میں قانون سازی، ان سب معاملات کا انحصار ان ہی اصول اور تصورات پر ہے جو اشتراکیت کے ہیں، نیز یہ کہ ان کا رجحان اسی سمت میں ہے اور انجام کار وہ اشتراکی حکومت میں منتج ہوں گے۔

---

[1] دیکھو باب ۵۹، فصل (۶)۔

باب ۶۶
اشتراکیت

ان کا انحصار ان ہی یا اسی قسم کے محرکات یا جذبات یعنی زیادہ وسیع اخوانیت پر اور بڑی عدم مساواتوں کے بارے میں روز افزوں بے صبری پر ہے۔ اس حد تک ان کا رجحان ایک ہی سمت میں ہے۔ ان کا آخری نتیجہ کسی طرح لازمی طور سے یکساں اور مقررہ نہیں ہے۔ یہ نتیجہ ممکن ہے کہ صاف پاک اور بہتر معاشرہ ہو، جو پھر بھی املاک اور آزادانہ بیوپار کی بنیاد پر منظم ہو۔ یہ امر کافی طور سے حیرت افزا ہے کہ اشتراکیت کے موید اور اس کے انتہائی مخالف دونوں یکساں طور سے اس تحریک کا مبہم تصور رکھتے اور اسے ہر چیز پر حاوی سمجھتے ہیں؛ یعنی اوّل الذکر اصلاح کی ہر تحریک کا خیر مقدم اشتراکی سمجھ کر کرتے ہیں، اور موخر الذکر ہر اس تدبیر کو جس کی وہ مخالفت کرتے ہیں اسی مقررہ نام سے بدنام کرتے ہیں۔ اس قسم کی بحث سے ان مسائل کی تفہیم کی حد تک کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو معاشرے کی کامل تنظیم جدید کی تجویز سے تعلق رکھتے ہیں۔

۶۔ موجودہ زمانے میں اشتراکیت پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان میں سے بعض کا بہت آسانی کے ساتھ جواب دیا جا سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ منصوبہ بہت بڑا ہے، تنظیم کی دقت ناقابل حل ہے، اور عملی کارروائی ناکامی ہونا یقینی ہے، اس لئے کہ صنعتی مسائل نہایت وسیع اور پیچیدہ ہیں۔ موجودہ زمانے کے بڑے پیمانے کے کاروبار اس اعتراض کو رفع کرنے میں بڑی حد تک مدد دیتے ہیں۔ تنظیم کے امکانات عظیم الشان ثابت ہو چکے ہیں۔ 481
جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ واحد انتظام کے تحت ریلیں اور صنعتی کاروبار کامیابی کے ساتھ بڑے پیمانے پر چلائے جاتے ہیں تو، ہم نہیں کہہ سکتے کہ محض اہتمام و تنظیم کاروبار کی مشکلات ہی اشتراکیت کے تحت ناقابل حل ہوں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اشتراکیت کے تحت پیدائش، مبادلہ اور نقل و حمل کے مسائل بہت سادہ ہو جائیں گے۔ عدم تیقن اور تغیرات بڑی حد تک غائب ہو جائیں گے۔ صرف موسموں کی ناگزیر بے قاعدگیوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ کسی ایک شے کی زائد از ضرورت پیدائش بآسانی منظم کی جا سکتی ہے، اور محض انتظار کے ذریعے سے، یہاں تک کہ موجودہ

باب ۲۶
اشتراکیت

ذخیرہ کی نکاسی ہوجائے۔ مجنون حریفوں کی تباہ کن مسابقت کا خاتمہ ہوجائے گا اور یہ صورت باقی نہ رہ سکے گی کہ ہر شخص اس خوف سے بازار تنگ تنگ دو کرے کہ دوسرا اس سے کم قیمت پر مال فروخت کردے گا۔ یہ سچ ہے کہ نظام، ترتیب اور باقاعدگی کے متعلق اشتراکیئن یہ دعویٰ بخوبی کرسکتے ہیں کہ یہ خصوصیات ان کے معاشرے سے مخصوص ہیں، لیکن ان کے معنی جمود کے بھی ہوسکتے ہیں، یعنی یہ کہ نہ صرف تغیرات کا انسداد ہوجائے بلکہ ترقی کا بھی سدباب ہوجائے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہ ہونگے کہ تنظیم و نظم و نسق ناممکن العمل ہے، بلکہ یہ کہ تنظیم اور نظم و نسق اس قدر ترقی پذیر نہ رہے گا جس قدر وہ ہوسکتا ہے۔

علاوہ ازیں اشتراکی مملکت میں اشیا کی قیمتوں کا تخمینہ قائم کرنے کی صورت میں بظاہر کوئی ناقابل حل مشکلات باقی نہ رہیں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ اشیاء فروخت کی قیمتوں کا تخمینہ کرنے میں نہ صرف حساب داقی یعنی بیوپار کا حساب کتاب رکھنے کی ضرورت ہوگی، بلکہ پیدائش کے مختلف شعبوں میں جو مزدور کام کررہے ہوں ان کی اجرت کا تعین بھی کرنا ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں، اشتراکیت کے نظام میں مزدوروں میں تقسیم دولت کی تجویز کو پہلے سے مان لینا پڑے گا۔ یہ، جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے اور جیساکہ عنقریب پھر مزید تفصیل سے بیان کیا جائے گا، بہت ہی خاردار اور پیچیدہ معاملہ ہے۔ لیکن اس اصول یا معیار کو فیصل خیال کرنے کے بعد مختلف قسم کی محنت یا محنت کے مختلف اتحادوں کی تیارکردہ اشیا کی قیمت معین کرنے کی دوسری تدبیر اس سے زیادہ تکلیف دہ یا دقت طلب نہیں ہے جس قدر کہ اب موجودہ زمانے میں بڑے صنعتی کارخانے کے لیے ہے۔ موجودالوقت صنعتی نظام میں اکثر و بیشتر مصارف اور قیمت کے اعداد صرف قریب قریب صحت کے ساتھ نکالے جاسکتے ہیں اور یہ معقول قریبی صحت کافی ہے۔

"فراہمی اصل" کا معاملہ بھی بہت زیادہ پیچیدہ اور دقت طلب

باب ۶۶
اشتراکیت

نہ رہے گا۔ اُس پر موجودہ معاشرے کے طریق سے بالکل مختلف طریق پر عمل ہوگا؛ یعنی افراد رقوم پس انداز کر کے شغل اصل نہ کریں گے، بلکہ قوم کے مالی ذرائع کو تعمیر نو کے لیے ارادۃً الگ رکھ دیا جائے گا۔ 482
جیسا کہ بحالت موجودہ ہوتا ہے، اس کا انحصار پس انداز کی ہوئی رقم پر ہوگا، یعنی موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے بعد بچی ہوئی رقم پر ہوگا۔ اس لحاظ سے اشتراکی سلطنت میں رقم کے صرف سے پرہیز اور زر پس انداز کیا جائے گا۔ لیکن یہ پرہیز یا اجتناب اشخاص کی مقابلتہً کم تعداد نہ کرے گی، بلکہ سب کریں گے۔ ہر کس و ناکس کی موجودہ آمدنی میں کچھ نہ کچھ قطع و برید کی جائے گی تاکہ قوم کے ساز و سامان میں اضافہ کرنے کا موقع بہم پہنچایا جائے۔ اس کا موقع بہم پہنچانے کی کامیابی کا انحصار کافی طور سے اعلیٰ آمدنی کی ملکیت یا قبضے پر، یعنی محنت کی موجودالوقت اعلیٰ پیدا آوری پر ہوگا۔ اگر بحالت موجودہ کافی آمدنی دی جائے تو قوم کے اصل میں اضافہ کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ پس انداز کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ قابل غور مسئلہ یہ ہوگا کہ آیا ترقی و ایجاد کا سلسلہ جاری رہے گا کہ نہیں، نہ کہ یہ کہ آیا موجدوں کی تدابیر پر عملدرآمد کرنے کے لیے ذرائع موجود ہوں گے کہ نہیں۔

اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ اشتراکیت آزادی کے حق میں مہلک ثابت ہوگی، پھر بھی نوع انسان کی بڑی اکثریت کے لیے خود آزادی اس سے کم بلا ثابت نہیں ہوسکتی جتنی اب ہے۔ اکثر اشخاص بحالت موجودہ اپنے پیشوں کی نوعیت کو اپنے لیے معین پاتے ہیں۔ ان کو اپنا دھندا ذاتی ارادہ اور انتخاب کے بغیر کرنا ہوتا ہے۔ ایک پیشے سے دوسرے مماثل درجے کے پیشے میں تبدیلی کا انتظام موجودہ حالت کے مقابلے میں اشتراکی حکومت میں بظاہر کچھ زیادہ وقت طلب نہ ہوگا۔ اگر اشتراکئین کے خوابوں کی تعبیر صحیح نکلے تو شخصوں کے لیے اوقات کار میں کمی ہو جائے گی، اور آرام کا زیادہ وقت ملے گا۔ لیکن ان معنوں میں

باب ۶۶
اشتراکیت

زیادہ آزادی تو موجودہ معاشرے میں بھی ناقابل حصول نہیں ہے۔ اگر غیر اشتراکئین کے خواب صحیح ثابت ہوں تو، محنت میں ہمہ تن جاذبیت بہت کم ہوگی، اور آزادی و فرصت کا وقت با فراط ملے گا۔ انسانوں کی عام اور کثیر جماعت کے بارے میں یہ واضح نہیں ہے کہ آزادی کی حد تک ان دونوں میں سے کس نظام کے تحت نفع کا غلبہ ہوگا۔

یہ کہنا بھی آسان نہیں ہے کہ غیر معمولی قابلیت رکھنے والے اشخاص کو زیادہ آزادی حاصل ہوگی۔ تاوقتیکہ ان کے لیے حقیقی آزادی جس سے ترقی کا اصل موقع بہم پہنچے گا حاصل نہ کی جائے، اشتراکئین کے کوئی خواب صحیح ثابت نہیں ہو سکتے۔ شدید اور مستبدانہ اشتراکیت (اور اس کا خطرہ ہے کہ بھونڈی قسم کی استبدادیت رونما ہوگی) انفرادیت کا خاتمہ کر دے گی۔ یہ بلند حوصلگی اور مسابقت کے جذبات کو ابھارنے، قائدوں کا انتخاب کرنے، ترقی کو برقرار رکھنے کا معاملہ ہے؛ اور یہ سب، جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا، نہایت پیچیدہ قسم کی مشکلات ہیں۔

بدیہی طور سے ایسے اکثر لوگوں کی آزادی کو ضرر پہنچے گا جو اب خاص حقوق رکھتے ہیں۔ خوش حال طبقے کے معمولی اشخاص کے لیے جن کا انحصار کسی پر نہیں ہے پیشے کے انتخاب اور تجربے کا کم موقع رہے گا، اور زندگی بسر کرنے کے طریق کے متعلق کم آزادی رہے گی۔ حقوق کے نظام کی تنسیخ لازمی طور سے حقوق قائمہ رکھنے والے لوگوں کی کچھ سہولتوں کا خاتمہ کر دے گی۔ ایسی شایستہ قسم کی آزادی جس سے اب بڑی آمدنیوں کے مالک متمتع ہوتے ہیں بالکلیہ مفقود ہو جائے گی۔

ہم موجودہ معاشرے کے طریقوں اور روایات کے اس قدر خوگر ہو گئے ہیں کہ آسانی کے ساتھ اس کا تصور ہی نہیں کر سکتے کہ اس سے بالکلیہ مختلف معاشرے کے طریقے اور روایات کیا ہوں گے۔ ایسی کسی شے کا وجود ہی نہیں ہے جس کو غیر محدود آزادی کہا جائے۔ آج کل لوگ ان حدود کے اندر زندگی بسر کرتے ہیں جو نہ صرف ان کے کسب معاش کی

باب ۲۶
اشتراکیت

ضرورت کے لحاظ سے مقرر کئے گئے ہیں، بلکہ قانون رسم ورواج اور ماحول کے مطابق مقرر ہوئے ہیں۔ اشتراکی حکومت میں لازمی طور سے بندشیں اور تحدیدات بھی ہوں گے، جو بعض اعتبارات سے موجودہ حالت کے مشابہ اور بعض اعتبارات سے اس کے خلاف ہوں گے۔ مستبدانہ اور نیم فوجی اشتراکیت کا تصور بھی ممکن ہے جو انفرادیت کو کچل دے گی۔ خانگی ملکیت کے منظم و شایستہ نظام کا تصور بھی ممکن ہے جس میں مواقع سے فائدہ حاصل کرنے کے غیر محدود امکانات اور آزادی ایسی کامل موجود ہو کہ اشتراکی حکومت میں بھی اس کا حصول ممکن نہ ہو۔ اگر ہم آخری نتیجے کے طور پر سب سے بڑا فائدہ شخصیت کی کامل ترقی تصور کریں تو، ہمیں یہ کہنے سے پیشتر غور و تامل کر لینا چاہیئے کہ معاشری تنظیم کی کون سی قسم بہترین خوش حالی کی امید دلاتی ہے۔

باب ۶۷

اشتراکیت (بہ سلسلۂ سابق)

484 (۱) اشتراکیت کے تحت خاندان اور آبادی کا مسئلہ ۔ ماتھس کی محسوس کی ہوئی دقت اصلی دقت ہے ۔ (۲) معمولی مزدوروں میں تندہی اور کارکردگی ۔ برطرفی کے اختیار کی عدم موجودگی ۔ محنت کی تکلیف و ناگواری ۔ (۳) قیادت اور اس کو حاصل کرنے کے طریقے ۔ امتیاز کی خواہش اور جاہ طلبی ۔ کیا ان جذبات کی تشفی کامیابی حاصل ہونے کے بعد ہو سکتی ہے؟ حب جاہ میں اعلیٰ اور ادنیٰ پہلوؤں کی آمیزش ۔ اخوانیت کی ممکنہ ترقی ۔ (۴) اشتراکی حکومت میں قائدوں کا انتخاب ۔ اعلیٰ ذہانت اور اصلیت کے کند ہو جانے کا امکان ہے ۔ (۵) اصل کی اصلاح و ترقی کے ذریعے سے مادی ترقی کے رک جانے کا قرینہ ۔ کیا بحالت موجودہ محض تقسیم دولت میں

باب ۶۷
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

تبدیلی کی ضرورت ہے؟ کیا پیدائش کی ترقی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟۔ (۶) یہ مسئلہ لازمی طور سے جذبات اور خصائل کے متعلق ہے۔ انسانی فطرت، بلند حوصلگی، مسابقت اور امتیاز کے تصورات تغیر کے تابع ہیں۔ اشتراکیت کا اور اصلاح کے مروجہ تحریکات کا انحصار ایک ہی قوت پر ہے۔ مدارج کا فرق بہت وسیع ہے۔ (۷) کیا معاشری انقلاب کا آخری نتیجہ اشتراکیت ہونے والا ہے؟ تاریخ کی مادی تعبیر اور اس کی پیش گوئیاں۔ اس کا یقین ہے کہ تغیر رفتہ رفتہ واقع ہوگا اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تغیر آخر میں کہاں جا کر رکے گا۔

۱۔ ہمیں اب بعض ان سنگین مشکلات پر غور کرنا چاہیئے جو اشتراکی تنظیم کی راہ میں رونما ہوں گی۔

اگرچہ اشتراکیت گھر یا خاندان کو نہیں مٹائے گی، لیکن موجودہ حالت سے بہت مختلف تعلقات خانہ داری پیدا کرے گی۔ اشتراکیین دارالاطفال اور بالک گھروں (مثلاً یہ بڑی بڑی پرورش گاہیں ہوں گی جہاں نو مولود بچوں کی پرورش و نگہداشت والدین کی محبت و نگرانی کے بغیر کی جائے گی) کے ہوتے کا مذاق اڑانے میں حق بجانب ہیں۔ پھر بھی ناگزیر طور سے خاندان کا ماحول موجودہ حالت سے بہت مختلف ہوگا، اس کا اثر بہت کچھ گھٹ جائے گا، والدین اور بچوں کے تعلقات میں بہت کچھ ترمیم اور رد و بدل ہو جائے گا اور آبادی کا مسئلہ زیادہ پُرخطر ہو جائے گا۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم و تربیت کا انتظام کاملاً سلطنت کے ہاتھ میں رکھنا ضروری ہوگا۔ نوجوانوں کی تربیت اور ان کی آیندہ زندگی کے لیے طیاری، والدین کے صوابدید پر نہیں چھوڑی جا سکتی۔ کم از کم وہ گہری سرکاری نگرانی کے تابع رہے گی۔ اور دوسری جانب والدین کے

باب ۶۷
اشتراکیت
(بہ سلسلہ سابق)

سرپرستان کے بچوں کے مستقبل کے بارے میں کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔ ہر بچے کو نہ صرف اساسی اور اہم معاملات میں تعلیم دی جائے گی، بلکہ اس کی غذا کا مناسب خیال رکھا جائے گا اور اس کی نگرانی کی جائے گی۔ اس کی تعلیم کا سلسلہ اس وقت تک قائم رکھا جائے گا جب تک کہ ذمہ دار افسر اس کو ضروری اور مناسب خیال کریں۔ چنانچہ اس کا ضروری نتیجہ بظاہر یہ ہونا معلوم ہوتا ہے کہ ہر بچے کے برسرکار ہونے کا یقین رہے گا اور دوسرے ویسے ہی ہونہار بچے کی طرح کسب معاش کرنے کا مساوی موقع حاصل رہے گا۔

مالتھس کے عقاید کو ایک نسل پیشتر کے معاشئین نے ہر اجتماعی تجویز کی راہ میں ایک ناقابل حل دشواری قرار دیا تھا۔ لیکن اشتراکیین نے اس کو عام طور سے کبھی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ پھر بھی مالتھسی عقیدہ اصلیت وحقیقت رکھتا ہے۔ شرح ولادت کی کمی اور آبادی کے دباؤ کی تخفیف، جو اعلیٰ درجے کے تہذیب یافتہ ملکوں میں رونما ہوتی ہے یہ سب انفرادیت اور خانگی ملک کے نظام کے عواقب ہیں[۱]۔ یہ رجحانات بحیثیت مجموعی مفید تو ہیں مگر کسی دوسری قوت پر مبنی ہونے کے بجائے معاشری بلند حوصلگی کے ابھار پر منحصر ہیں۔ ان کا باعث خاندان کی موجودہ حیثیت، اپنی اولاد کے مستقبل کے متعلق بہتر امیدیں قائم کرنے اور معاشری رتبے کو بڑھانے کی خواہش ہے۔ یہ قول[۲] نہایت برجستہ ہے کہ قدرتی انسان صرف دو اساسی خواہشات رکھتا ہے، ایک کسب معاش کی خواہش دوسرے تولید کی خواہش۔ بحالت موجودہ تولید کی خواہش کو کسب معاش کی خواہش روکتی ہے۔ اگر یہ ہٹا دی جائے تو تعداد اولاد میں

---

[۱] دیکھو باب ۵۴۔

[۲] دیکھو ڈاکٹر ردسلر کی کتاب موسومہ بہ Science and Immortality صفحہ (۱۰)۔

باب ۲۷ اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

کیا چیز مزاحم ہوگی؟

یہ ایک خاردار موضوع ہے جس کو ٹھنڈے دل سے اور صاف طور پر نہ تو اشتراکئین ہاتھ لگاتے ہیں نہ اُن کے مخالفین۔ انسان جو ایک حیوان ہے، دوسرے حیوانات کے مثل تعدد کی جانب مائل ہے؛ اور جب وہ ایسا کرتا ہے تو اس کو بھی اساسی حیثیت سے دوسرے حیوانات کے مثل مزاحمتیں پیش آتی ہیں۔ اضافۂ تعداد کے رجحان کو روکنا اور اس کی تحدید کرنا لابدی ہے، پھر بھی اس میں عضویاتی، اخلاقی اور معاشری خطرات ہیں۔ یہ خطرات و نقائص موجودہ معاشرے کے لیے فال بد ہیں۔ اجتماعی نظام اساسی حیثیت سے اس قدر مختلف ہوگا کہ اس امر کی صحیح صحیح پیشین گوئی کرنا کہ کن خطرات سے بچاؤ ممکن ہے اور کون سے خطرات ناگزیر ہیں، جلد بازی اور جسارت ہوگی۔ مصنف یہ اندیشہ ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مباشرتی تعلقات کی کسی نہ کسی بھدی اور میکانیکی تنظیم و تحدید کی جانب آخرالامر رجوع ہونا پڑے گا۔ البتہ یک زوجی طریق کو اور خاندانی فرائض و واجبات کو اُن لزوم کے بغیر جواب قومی اور خانگی خوش حالی کے لیے خاندان کا تحفظ کرتے ہیں باقی رکھنا پڑے گا۔ زن و مرد کے تعلقات نہ صرف عقد نکاح اور ایک بیوی کرنے کے جواز کی بنا پر، بلکہ اہل و عیال کی ذمہ داری سر پر لینے اور ان کی نگرانی کرنے کی بنا پر، خوشگوار اور شیریں بنتے ہیں اور معاشرے کی حفاظت کے لیے مناسب و ضروری ہیں۔ اس ذمہ داری اور اس کے لوازم، یعنی حوصلہ مندی اور محبت کے بغیر جنسی جذبہ اپنے اندر بڑے بڑے خطرات رکھتا ہے۔ اس جذبے یا تحریک کی بنا پر جو خانہ داری کے تعلقات رونما ہوتے ہیں وہ خاندان کے محدود دائرے کے اندر تو سراسر مبنی بر ایثار ہوتے ہیں، لیکن مابقی دنیا کے لیے انتہائی طور سے خودغرضانہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے انفرادی ہیں، اور ان کی یہی انفرادیت اور خودغرضی ان سے معاشری فائدے کے لیے 486

باب ۶۷
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

کام کرانے کا باعث ہوتی ہے۔ یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ انفرادی خاندان، آزادئ موقع اور مستقبل کی امید کے تحت جو بندشیں اور جائز حدود اور محنت و کفایت شعاری کے محرکات اپنے اردگرد قائم کر لیتا ہے، ان کی بجائے رائے عامہ کی کسی نئی ترقی، حکومت کی کسی نئی تنظیم اور ایک بے اولاد بیوی پر قانع رہنے کے قانون کے ذریعے سے کی جانی چاہیئے۔

۲۔ قوت، کارکردگی اور ترقی کا قیام و انتظام نہ صرف عوام بلکہ قائدوں کے بارے میں بھی اس سے کچھ کم پیچیدہ اور دقت طلب مسائل پیش نہیں کرتا۔

عوام کی حد تک، موجودہ نظام حالات کی بعض مشکلات فی الحقیقت رفع ہو جائیں گی۔ کام کی تلاش یا اصلاح و ترقی کی مخالفت کی کوئی ترغیب باقی نہ رہے گی۔ بے کاری کا خوف، جو اس قسم کی تحدید کے طرز عمل کو اختیار کرنے کے میلان کا بڑا سبب ہے[1] اشتراکی حکومت میں اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ جن مزدوروں کی کسی پیشے یا علاقے میں ضرورت ہی باقی نہ رہے وہ دوسرے مقام یا پیشے میں منتقل کر دیے جائیں گے؛ اور اگر ان سے فوری استفادہ کرنا ناقابل عمل ثابت ہو تو، عبوری دور میں ان کو نقصان یا زحمت میں ڈالے بغیر منتقل کیا جائے گا۔ کسی کام کو دیر تک قائم رکھنے کی کوئی ترغیب نہ ہوگی۔

اس کے برعکس برطرفی کا بھی کوئی حق باقی نہ رہے گا؛ اور کم از کم جمہوری قوم میں تو ایسا حق یقیناً باقی نہ رہے گا جس کو موثر طریقے سے استعمال کیا جا سکے۔ جرائم پیشہ، کاہل الوجود، اور لاابالی اشخاص سے نبٹنا مقابلۃً آسان ہو جائے گا۔ ان کو نظر بند کیا جا سکتا ہے، نسل بڑھانے سے روکا جا سکتا ہے، اور اگر وہ ناقابل اصلاح ثابت

[1] دیکھو باب ۵۲، فصل (۳)۔

باب ۶
اشتراکیت
(بسلسلہ سابق)

ہوں تو، انھیں چپکے سے بلا تکلیف ختم کر دیا جا سکتا ہے۔ لیکن معمولی درجے کے ایسے اشخاص کے بارے میں بہت دقت طلب مسائل رونما ہوں گے جو نہ تو بہت زیادہ بد ہوں، اور نہ قسری طور پر نیک۔ معمولی کاہلی، بے پروائی اور سست کاری کی صورت میں کیا تدارک کیا جائے؟ برطرفی کی کوئی دھمکی تو کارگر نہیں ہو سکتی؛ اس لیے کہ بے کاری اور کام کی تلاش کی کوئی گنجایش ہی باقی نہ رکھی جائے گی۔ مزدوروں سے ہمیشہ کے لیے یا تو کام کرنے والوں کی حیثیت سے سلوک کرنا پڑے گا یا کام چوروں کی حیثیت سے۔

اگر فی الحقیقت محنت عام طور سے تکلیف دہ نہ ہو، اور اگر کام ہمیشہ خوش دلی کے ساتھ اور بطیب خاطر انجام دیا جائے تو، مشکلات رونما ہی نہ ہوں گی۔ یہاں ہم پھر اُن چند مسائل کی جانب رجوع ہوتے ہیں جن سے ہم نے ابتدا کی تھی[1]۔ بے کاری کی زندگی کا مخرب اخلاق اور ناخوشگوار ہونا تو ایسی بات ہے جو ممکن ہے بھی اور نہیں بھی ہے، لیکن اس کے مصیبتناک ہونے میں تو کوئی شبہ کی گنجایش نہیں۔ پھر بھی یکساں اور غیر دلچسپ کاموں میں ثبات و استقامت کے ساتھ جو محنت کی جاتی ہے، جیسی کہ صنعت کی پیدا آوری کے لیے ضروری ہے، اس سے تقریباً سب آدمی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجے کی معیاری حکومت میں ہماری خواہش عمدہ کام، عمدہ تنخواہ اور معقول وقفۂ فرصت حاصل کرنے کی ہونی چاہیے؛ لیکن اگر بہر صورت لوگوں کو معقول تنخواہ اور وقفے کا یقین ہو جائے تو کیا وہ عمدہ کام کریں گے؟ بڑے پیمانے پر جو کاروبار کیا جاتا ہے اس میں از خود اور شوق سے محنت کرنا بعید سا معلوم ہوتا ہے۔ از خود اور شوق سے صرف اس وقت محنت کی جاتی ہے جبکہ لوگ اپنے طور پر

[1] دیکھو باب (۱) فصل (۴ تا ۶)۔

باب ۶۷
اشتراکیت
(بہ سلسلہ سابق)

کام کرتے ہیں یا ایسی جماعتوں میں کام کرتے ہیں جہاں ہر شخص کو تمام اشخاص کی نگرانی میں اور تمام اشخاص کے لیے کام کرنا پڑتا ہے۔ جماعت جتنی بڑی ہوگی اور ہر فرد کی محنت اور مجموعی پیداوار کا باہمی تعلق جتنا بعید ہوگا، اتنا ہی اس بات کا کم قرینہ ہوگا کہ لوگ سخت گیری، نگرانی اور تعزیر کے کسی نہ کسی نظام کے بغیر دیانتداری و ایمان داری کے ساتھ کام کریں۔ یہ مسئلہ بالکل ویسا ہی مسئلہ ہے جو اس وقت رونما ہوتا ہے جب سرکاری مصارف کو پورا کرنے کے لیے محصول عائد کرنے کا طریق اختیار کیا جاتا ہے[1]۔ چونکہ محصول وصول کر کے سب کی خدمات آزادی کے ساتھ انجام دی جاتی ہیں؛ اور اس کا تعین نہیں ہوتا کہ جو کوئی اتنا محصول دے اس کی اتنی خدمت انجام دی جائے گی؛ اس لیے سب لوگ ٹکس ادا کرنے سے ناخوش ہوتے ہیں جس کا ادا کرنا حکومت کو خدمات انجام دینے کے قابل بنانے کی غرض سے ضروری ہے۔ ٹکس وصول کرنے والے کے طرز عمل کی درشتی کی یہی وجہ ہے۔ کسی اشتراکی حکومت میں ایسے سب لوگوں کو جن کا کام بدیہی ہوتا ہے ہمیشہ کے لیے اس کا تیقن ہو جائے گا کہ انھیں اجتماعی جد و جہد کے نتائج سے ان کا حصہ مل جائے گا، خواہ وہ کسی اصول پر مقرر ہو؛ اور اسی وجہ سے کچھ نہ کچھ دباؤ ڈالنا پڑے گا تاکہ کام سرگرم اور موثر طریقے پر انجام پائے۔ کیا اشتراکی نگران کار کو ہمارے موجودہ ٹکس وصول کرنے والے کی طرح سخت گیر نہ ہونا چاہیے؟ اور وہ کن تعزیرات کو استعمال کرے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ ہم یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اشتراکی حکومت تقسیم کو
488 کارکردگی کی بنیاد پر منظم کرنے کا ذمہ لے گی؛ اور اس طرح تنخواہ میں ایسا فرق رکھ کر جو قابلیت اور سرگرمی کے متناسب ہو، پرجوش جد و جہد کے لیے محرک فراہم کرے گی، اور اس لحاظ سے ان وسیع اختلافات کو بھی

[1] مقابلہ کرو باب ۶۵، فصل (۱) سے۔

باب ۲۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

صاف صاف تسلیم کرلے گی جو اس اصول سے لازمی طور سے رونما ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں اوسط یا معمولی شرح سے یقیناً عظیم ترین انحرافات رونما ہوں گے؛ مقابلتہً قلیل التعداد اشخاص کو جو غیر معمولی قابلیت رکھتے ہوں، یعنی بڑے قائدوں، ارباب نظم ونسق سائنس دانوں، موجدوں اور اسی طرح یقیناً شاعروں اور اہل فن کو معقول صلہ ملے گا۔ لیکن اسی قسم کے فرق واختلافات معمولی اشخاص کے طبقوں میں بھی رونما ہوں گے، اگرچہ مدارج کے لحاظ سے وہ بہت کم ہوں گے۔ بحالت موجودہ ہر خانگی آجر کے اغراض اسی بنیاد پر فرق وامتیاز قائم کرنے کے متقاضی ہوتے ہیں۔ وہ بڑی بڑی تنخواہوں کی جگہوں پر مستقلاً کارگزار، مستعد اور ذہین اشخاص کا انتخاب کرتا ہے؛ اور سست اور بے پروائی سے کام کرنے والوں کے لیے ایسے کام مخصوص کردیتا ہے جن کی پیمایش میکانی طریقے سے کی جاسکتی ہو؛ یا ان کو وہ ہمیشہ کے لیے برطرف کردیتا ہے۔ کیا یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ سرکاری عہدہ دار جو اپنی کسی ذاتی غرض کی بنا پر کوئی محرک نہ رکھتے ہوں، اس طریقے پر فرق وامتیاز قایم کریں گے جس سے مستعد اور ذہین اشخاص کی حوصلہ افزائی ہو اور سست وناکارہ اشخاص کو سزا ملے؟ فی الجملہ کیا جمہوری قوم کے سرکاری عہدہ دار ایسا کریں گے؟

اس امر کا انحصار کہ آیا مزدور، قوم کی عام پیداوار کو بڑھانے میں زیادہ یا کم حصہ لے گا اکثر صورتوں میں خود اسی کے جذبات پر یعنی اس کی خواہش اور مرضی پر موقوف ہوتا ہے۔ نمایاں قابلیت اور اس قابلیت سے کام لینے کا میلان ایک خاص مسئلہ پیش کرتے ہیں؛ اور وہ یہ کہ قابلیت کس طرح معلوم کی جائے اور اس کو کس طرح فروغ دیا اور بڑھایا جائے۔ کثیر التعداد اشخاص کی حد تک اعلیٰ کارکردگی کا انحصار جدوجہد، مشقت اور اختیار کردہ عادات پر ہوتا ہے۔ لوگوں کو جس وقت تک کام کرنے پر مجبور نہ کیا جائے اس وقت تک وہ

باب ۶
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

یہ نہیں معلوم کرسکتے کہ وہ کتنا کام کرسکتے ہیں۔ مقابلہ، خود غرضی اور خود اعتمادی کے طریقے کی خوبی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو سخت محنت کرنے کی جانب مائل کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بالعموم ناکام بھی ہوتا ہے۔ ادنیٰ ترین طبقے میں وہ سعی اور جد وجہد میں مزاحمت پیدا کرتا ہے؛ اور اس طبقے میں پوشیدہ وخلقی قوتوں کو ترقی دینے کے موقع کا فقدان ہوتا ہے۔ اس کے برعکس انتہائی حالت یہ ہے کہ اکثر ایسے اشخاص جو امیر پیدا ہوتے ہیں اپنی قیمتی قوتوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اکثر اشخاص جو اپنی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں اور اپنی پیدا آور جد وجہد کے تناسب سے مرفہ الحال ہوتے ہیں، خود بخود اپنی انتہائی کوشش صرف کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ ایسی عظیم الشان اور بظاہر ناگزیر محرک قوت کوئی اشتراکی تجویز موثر طریقے سے وجود میں نہیں لاسکتی۔

۳۔ اسی کے مماثل سوالات قیادت کے بارے میں بھی رونما
480 ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی مادی اور غیر مادی ترقی کا انحصار مناسب قائدوں کے انتخاب پر اور ان کو اپنے قویٰ اور استعداد سے بہترین طریقے پر کام لینے کے لیے ابھارنے پر ہے۔ اشتراکیت کے تحت موثر قیادت کے بارے میں کیا توقعات ہیں؟

مصنف کو یہ امکانات بظاہر اس سے زیادہ معلوم ہوتے ہیں جتنے کہ نقاد تسلیم کرتے ہیں۔ اشتراکیین کہتے ہیں کہ موثر شے یہ ہے کہ اولوالعزمی کو ابھارنے اور حب جاہ اور امتیاز کی خواہش کی تسکین پذیری کے نئے اور بہتر طریقے معلوم کیے جائیں۔ سب انسان اور خاصکر قائدین جس چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ شہرت، نیک نامی، مراتب اور اقتدار ہے۔ پھر ان کے حق میں اپنے قویٰ سے کام لینے کا فطری جذبہ بھی مہیج کا کام دیتا ہے۔ صرف شاعر، مصور اور موسیقی داں ہی نہیں بلکہ اہل علم اور

باب ۶ؔ
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

مدبر سلطنت میں بھی کچھ نہ کچھ کار نمایاں کرنے کا جذبہ جبلی طور پر ہوتا ہے۔ اگر اس میں بلند حوصلگی، اولوالعزمی، ہردلعزیزی اور نمایش و امتیاز کے مہیج کا اضافہ کیا جائے تو، موجودہ معاشرے کے مبتذل صلوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اعلیٰ ذہانت اور قوت کو عمل کی آزادی دو تو کپڑے کی ایک دھجی اور پھولوں کا ایک ہار ہی صلہ یا انعام کے لیے کافی ہوتا ہے۔

اس سلسلۂ استدلال کی تہ میں جو نفسیات مضمر ہے وہ یقیناً اس قدیم نفسیات سے زیادہ بہتر ہے جس میں یہ فرض کیا گیا تھا کہ سب انسانوں کو محض دولت کی خواہش ہے۔ فن داں اور ماہر سائنس کے لیے تمول اور دنیوی کامیابی کے بجائے دوسری چیزیں جاذبیت رکھتی ہیں۔ کاروباری قائد بھی دوسرے اعلیٰ تصورات کو پیش نظر رکھتا ہے۔ سرکاری عہدے اب بھی اتنی دلکشی رکھتے ہیں کہ ان کا پلہ خانگی کاروبار کے بیش قرار صلوں کے مقابلے میں بھاری ہوتا ہے۔ قائدین صنعت اور کثیر المقدار منافعہ حاصل کرنے والے تاجروں کا محرک بہت ہی مختلف جذبات ہوتے ہیں۔ وہ اولوالعزمی کے روایتی طریقوں کی اتباع کرتے ہیں، لیکن خود انھیں اس بات کا کم احساس ہوتا ہے کہ جس دولت کے پیچھے وہ جا رہے ہیں وہ بجز کامیابی اور کامرانی کی علامت کے اور کچھ نہیں۔ ان کے حق میں جو چیز سب سے بڑی مہمیز کا کام کرتی ہے وہ جساہ طلبی اور حب مراتب ہے۔ اس لیے اشتراکئین یہ کہتے ہیں کہ اساسی شے بڑائی یا رفعت کی کوئی علامت ہے جو اس کے مالک و حامل کو معمولی اشخاص کے مقابلے میں اسی طرح نمایاں حیثیت دے جس طرح دولتمندی بحالت موجودہ دیتی ہے۔

یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ دوسرے اشخاص کی مثل قائدین صنعت کے اعمال و افعال کی تہ میں رشک و رقابت اور تقلید مضمر ہوتی ہے؛

باب ۷
اشتراکیت
(بہ سلسلہ سابق)

لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ مخصوص قسم کی شہرت و عزت سے جو ہمارے نظام املاک اور عدم مساوات کی خصوصیت ہے چھٹکارا ہوسکتا ہے۔ بھدے قسم کے اشخاص کو بھدے قسم کے مہیج کی ضرورت ہوتی ہے۔ کاروباری قابلیت رکھنے والا معمولی شخص دوسرے ترغیبات و
محرکات سے کس حد تک متاثر ہوگا؟ عقلی، ذہنی و روحانی میلان 490
رکھنے والے اشخاص پر بھی مختلف محرکات اثر انداز ہوتے ہیں۔ عمدہ غذا، لباس اور مکان وغیرہ، رتبے اور اقتدار کا، دوسروں پر حکومت کرنے کی خواہش کو شاعر اور فلسفی بھی کلیۃً نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ چونکہ بہت کم لوگ کلیۃً خود غرض ہوتے ہیں اور بہت کم اخوانیت کے جذبے سے کلیۃً معمور ہوتے ہیں، اس لیے بہت کم اشخاص حب جاہ یا امتیاز کی خواہش کی اعلیٰ یا ادنیٰ شکلوں کے کلیۃً زیر اثر ہوتے ہیں۔ بالعموم ایسا نہیں ہوتا کہ محض پھولوں کا ایک ہار ہی امنگ کی تسکین کے لیے کافی ہو۔

بہت کچھ انحصار اخوانیت کی ترقی پر ہے، اور اس اخوانیت کا انحصار مروجہ قومی جذبات پر ہے۔ افراد میں وسیع النظری اور شریفانہ جذبات کی پرورش یا ان کا اعدام ماحول کے ذریعے سے ممکن ہے۔ جمہوریت کی بہتر ترقی، توسیع و اشاعت تعلیم، خصائل کی رفعت اور معاشی و معاشرتی مسائل کی بہتر تفہیم کے ساتھ ساتھ ہم یہ توقع کرسکتے ہیں کہ خدمت میں مسابقت کرنے کے لیے ماحول زیادہ موافق ہوتا جائے گا۔ مشترکہ اغراض کا احساس عام طور سے جتنا قوی ہوگا صلے دینے اور امتیازات قائم کرنے کا زیادہ سادہ طریقہ اتنا ہی موثر ثابت ہوگا۔ لیکن یہ تدریجی ارتقائی چیز ہے۔ یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ محض آئین و رواجات میں تبدیلی کردینے سے دیرینہ خود غرضانہ جذبات میں فوراً انقلاب واقع ہوگا یا ان کے طریق عمل میں ترمیم ہوجائے گی۔

باب ۲۷
اشتراکیت
(بہ سلسلۂ سابق)

۴۔ انتخاب کا مسئلہ دوسرا مسئلہ ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ اشتراکی حکومت میں قیادت کی موزونیت رکھنے والے اشخاص کو تحریص و ترغیب و صلہ دینے کے طریقے معلوم کیے جا سکتے ہیں تو، سوال یہ ہے کہ ان کا انتخاب کس طرح کیا جائے؟

قابلیت، جبلی استعداد اور ذہانت کے مدارج و فروق کا علم ابتدا ہی سے نہیں ہوتا اور نہ ان کی آسانی کے ساتھ پیمائش کی جا سکتی ہے۔ جو لوگ ہونہار ثابت ہوں ان کا آزمائش و تجربے کے مرحلے سے گزرنا ضروری ہے۔ اعلیٰ درجے کی ذہنی قابلیت، جسمانی مہارت و ہنرمندی کے برعکس، سن بلوغ پر پہنچنے کے بہت دیر بعد رونما ہوتی ہے۔ شعرا، ماہران موسیقی، مصور اور ادیب اپنے ابتدائی نوجوانی کے زمانے کے کارناموں پر حیرت و دلچسپی سے نظر ڈالتے ہیں۔ اکثر ایسے اشخاص کو جن کے متعاقب زندگی کے کارنامے بہت کامیاب ثابت ہوتے ہیں ان کے زمانہ شباب کے حریفوں سے متاثر نہیں کیا جا سکتا۔ خاصکر کاروباری اشخاص کی تربیت، تجربے کے سخت مدرسے میں ہوتی ہے۔ جو لوگ زیادہ ہونہار ہوتے ہیں وہ حقیقت میں بہت آسانی کے ساتھ معمولی درجے کے اشخاص میں سے منتخب کر لیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ امر ابتدائی زمانے میں واضح نہیں ہوتا کہ وہ کس حد تک ہونہار ہیں، اور آخرکار وہ کس درجے تک ترقی کریں گے۔

491 کسی قوم میں بڑے بڑے شعرا، بت تراش اور ماہران موسیقی متعدد امیدواروں میں سے جذبۂ رشک و رقابت ہی کی کارفرمائی سے پیدا ہوتے ہیں۔ کوشش تو کثیر التعداد اشخاص کرتے ہیں، مگر کامیابی بہت کم ہوتی ہے۔ یہی حال ارباب سائنس، موجدین اور کاروباری قائدوں کا ہے۔ بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ ہر شعبۂ کامرانی میں جو لوگ سب سے زیادہ پیش پیش ہوتے ہیں وہی آگے قدم بڑھانے اور راستہ طے کرنے میں سب سے زیادہ دقت محسوس کرتے ہیں؛ اس لیے کہ وہ اپنے زمانے سے بہت آگے ہوتے ہیں۔ وہی لوگ بلند مدارج اور شہرت و عزت حاصل کرتے ہیں جو اعلیٰ درجے کی قابلیت رکھتے ہیں؛ لیکن وہ لوگ جو محض ذہانت اور

باب ۶
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

اُپج کے مالک ہیں، یعنی شعرا و مصور، جو وہی کام کرتے ہیں جس کی عام مذاق کے مطابق تربیت ہو چکی ہے،" اور قائدین سائنس و صنعت جو مقررہ اصول کا اطلاق کرتے ہیں ان کو عزت و شہرت جلد حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف ایسے اشخاص کی تعداد بھی کثیر ہوتی ہے جو نئے نئے راستوں پر گامزن ہونے کی سعی کرتے ہیں لیکن ثابت یہ ہوتا ہے کہ ان میں اس کا مادہ نہیں ہے۔ دنیا ہونے والے افراد نابغہ اور منصوبہ بندوں سے بھری پڑی ہے۔ ایسے اشخاص جن سے بحالت موجودہ شغل اصل کے تدریجی عمل میں نئی تجاویز اختراع کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جیسے بنک کار اور ساہوکار کے لیے ایک دن بھی ایسا بمشکل گزرتا ہے جس میں انھیں تجاویز مجبوراً اختراع نہ کرنی پڑتی ہوں ان میں سے بعض تجاویز بدیہی طور سے مہمل، بعض مشتبہ اور چند امید افزا ہوتی ہیں۔ نئے پُرخطر کاروبار کو کامیابی کی امید سے شروع کرنے سے پیشتر صائب رائے اور فیصلے سے کام لینا ضروری ہوتا ہے؛ اور اس کے بعد نتیجے کی آزمایش کرنے کے لیے تجربے کے دور کا گزرنا ضروری ہے۔ انتظامی عہدہ داروں، منتظموں اور بڑے بڑے پُرخطر کاروبار کے صدروں کے انتخاب کا جہاں تک تعلق ہے، یہی بات صادق آتی ہے۔ پہلے سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی کہ کس شخص میں وہ مخصوص اوصاف موجود ہیں جن کی بنا پر وہ موثر قائد بن سکتا ہے؛ یا کم از کم یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس شخص میں ایسے خواص موجود ہیں جن کی بنا پر وہ جدت طراز قائد بن سکتا ہے۔

جب بحالت موجودہ معاشرے میں "طبیعی" انتخاب کے مماثل کوئی شے نہیں ہے تو، یہ انتخاب کس کے ذریعے سے عمل میں لایا جا سکتا ہے؟ اسی طرح درماندہ اور راندہ اشخاص کو اپنی تجاویز کی پشت پناہی و تائید کرنے والا کوئی شخص تلاش کرنے کا موقع ہی نہ رہے گا۔ انھیں ہمیشہ کے لیے عہدہ داران متعلقہ کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ "کمپنیں بحالت موجودہ کاموں کو ایسے طریقوں سے انجام دینے میں جو تجربے کی سند رکھتے ہیں اور اپنے کام کے لیے ایسے اشخاص کو منتخب کرنے میں جن کی قیادت کے اوصاف خانگی صنعت میں

باب ۶۷ اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

آزمائے جا چکے ہیں کافی دقتیں محسوس کرتی ہیں۔ اگر انتخاب اور ترقی کی ذمہ داری کلیتہً عہدہ داروں کے ہاتھ میں رہے تو کیا ہوگا؟ ممکن ہے کہ ایسا سرکاری کاروبار بھی جس میں اب انتظام بہت اعلیٰ درجے کا ہے اوسط درجے کے اشخاص کا ملجا و ماویٰ بن جائے، یا کم از کم اسی میں مقررہ طریقوں پر بآسانی استقلال کے ساتھ عمل ہونے لگے۔ جو اشخاص نئے نئے خیالات اور دوررس تجاویز پیش کرتے ہیں ان کی شنوائی نہیں ہوتی جو اسباب اس نتیجے پر پہنچاتے ہیں کہ موجودالوقت معاشرے میں حکومت فائدے کے ساتھ صرف ان صنعتوں کو اپنی نگرانی میں لے سکتی ہے جو حالت تکمیل کو پہنچ چکے ہوں[1] ان ہی اسباب کی بنا پر اور بھی زیادہ قوت کے ساتھ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ حکومت کو سب صنعتوں کی نگرانی اپنے ہاتھ میں نہ لینی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ حکومت متدین اور کارگزار قائدوں کا انتخاب کرے؛ لیکن یہ امر بھی تجربے کے ثبوت کا محتاج ہے۔ یہ تقریباً ناممکن ہے کہ کوئی حکومتی نظام، خواہ وہ جمہوری ہو یا استبدادی، جدت طرازی کی قابلیت رکھنے والے اشخاص کا انتخاب کر سکے گا۔ اگر اجتماعی نظام وسیع ہو تو، وہ ہر قسم کی اعلیٰ ذہانت کے حق میں سم قاتل ثابت ہوگا۔ کیا اس کی جانب سے قائدوں کا انتخاب کیا جانا کم از کم اس بات کو تسلیم کرنا نہ ہوگا کہ جو کام عمدگی سے انجام دیا جا رہا ہے اس کو قابلیت و عمدگی سے انجام دیا جائے؟

۵۔ اسی کے مماثل قسم کے ملحوظات کا اطلاق اصل کی ترقی پر ہوتا ہے۔ 593
اشتراکی مملکت میں محض اصل کی فراہمی یعنی فاضل آمدنی کی پس اندازی قابل عمل ہے، جیسا کہ گزشتہ باب میں بیان کیا گیا۔ لیکن یہ اس تدریجی عمل میں پہلا قدم ہے جس کے ذریعے سے حقیقی اصل میں اضافہ ہوتا ہے۔ آلات اور اوزار یعنی اشیائے اصل پس انداز نہیں کی جاتیں؛ بلکہ تیار کی جاتی ہیں۔ صرف اس صورت میں وہ بمقدار کثیر اور اعلیٰ قسموں میں تیار کی جا سکتی ہیں

[1] ۔ دیکھو باب ۶۴، فصل (۲)۔

باب ۱۲
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

جبکہ صنعتوں میں ترقی ہو۔ قوم کے اصل میں صرف اصلاح و ترقی و ایجاد کے ذریعے سے موثر طریقے سے اضافہ عمل میں آسکتا ہے۔

عبقریوں کے خاکوں میں عام طور سے اُس عظیم الشان میکانی اصلاح و ترقی کی جانب اشارہ ہوتا ہے جو اعلیٰ درجے کے معاشرے میں پائی جا سکتی ہے؛ یعنی پیمانۂ کبیر پر کاروبار کرنے والے باقاعدہ کارخانے، خود کار آلات اور کاہل دستی محنت کی بجائے باکمال کلوں کے ذریعے سے۔ تجاویز پیش کرنے والے اس طرح گفتگو کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا یہ چیزیں خود بخود رونما ہو گئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ بڑی بڑی ترقیاں محض اس وجہ سے رونما ہوئیں کہ گذشتہ زمانے میں یکے بعد دیگرے متعدد مرحلے طے کیے گئے، تجربے عمل میں لائے گئے اور ناکامیاں برداشت کرنی پڑیں، ان کا انحصار فاضل رقم یعنی اصل کی فراہمی پر تھا، لیکن فراہمی اصل ان کا باعث نہ تھی۔ اگرچہ مستقبل میں اس کا امکان ہے کہ آلات موجودہ حالت سے بہت زیادہ مکمل ہو جائیں لیکن اس قسم کی سب کلیں زمانۂ ماسبق کے مثل آیندہ بھی آزمائش، انتخاب اور ارتقا کے ذریعے سے وجود میں آئیں گی۔ نیا اصل مرتب و حاصل کرنے کے لیے نہ صرف ان کی تحصیل کے ذرایع بلکہ منتظموں اور موجدوں کی بھی ضرورت ہے۔ محض موجودالوقت آلات اور کلوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا عمل آسان ہے۔ آبی قوت سے چلنے والا انجن اور خود کار کرگھا ایک مرتبہ مکمل طور سے طیار ہو جانے کے بعد اُس کی تقلید کر کے تقریباً ہر شخص اس قسم کی متعدد کلیں بنا سکتا ہے۔ کرگھے یا انجن میں مزید اصلاح کرنے کے لیے بہت ہی مختلف قسم کے طریق عمل اور بہت ہی مختلف آدمی کی ضرورت ہے۔

493 اس طرح اصل کی اصلاح و ترقی، قابل قائدوں کے انتخاب سے بہت قریبی طور سے وابستہ ہے مسلسل ترقی کے لیے دونوں ضروری ہیں اور دونوں کو موجودالوقت معاشرہ تمول کا لقمۂ تر پیش کرتا ہے۔ اگر قوم اعلیٰ درجے کی تکمیل یافتہ ہو اور اسی میں اعلیٰ درجے کے قائد از خود منتخب کیے جائیں تو فی الحقیقت سب چیزوں کے امکانات ہیں۔ لیکن ایسے نظام میں جو

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

غیر مسابقتی ہو، بلکہ ایسی قوم میں بھی جو ذہانت اور خصائل میں بہت ترقی یافتہ ہو، مستقل مادی ترقی کی بظاہر بہت ہی کم توقع معلوم ہوتی ہے۔

لیکن یہ امر بلا شبہ کہا جا سکتا ہے کہ پیدائش کی ترقی کسی طرح اہم ترین معاملہ نہیں ہے۔ تقسیم دولت کی اصلاح کو اساسی ضرورت خیال کیا جا سکتا ہے اگر مہذب قوموں میں مجموعی آمدنی بحالت موجودہ مساوی طور سے تقسیم کی جائے تو، کیا سب کو کافی حصہ نہیں ملے گا؟ ممکن ہے کہ ملے؛ سوال صرف یہ رہے گا کہ کتنی مقدار ہر شخص کو کافی ہوگی۔ اگر ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جو دنیا کا سب سے زیادہ خوش حال ملک ہے ہر خاندان کی اوسط آمدنی ایک ہزار ڈالر سالانہ کہی جائے تو، یہ بہت ہی فیاضانہ تخمینہ ہوگا۔[1] اگر ہم اس پر غور کریں کہ اس کے معنی غذا، مکان، لباس، تعلیم و تفریح کی حد تک کیا ہوں گے تو ہم اس تخمینے کو مادی ترقی کے آخری زینے کے طور پر قائم رکھنے کے لیے بمشکل قانع ہوں گے۔ یقیناً یہ محض اس چیز کا آغاز ہے جس کے دیکھنے کی ہم آیندہ صدیوں میں توقع کر سکتے ہیں۔ جو لوگ اشتراکی حکومت میں عظیم الشان کمالات، مکمل خود کار کلوں اور وافر پیداوار کے خواب دیکھ کر خوش ہوتے ہیں وہ اس امر کا اقبال کرتے ہیں کہ پیدا آوری کے موجودہ مرحلے کو طے کرکے بہت آگے جانا ضروری ہوگا۔ اور زیادہ باقاعدہ اور علمی قسم کے اشتراکیین بھی جب پیدائش بپیمانۂ کبیر کی ناگزیر فتح و کامیابی کا اور ادنیٰ درجے کے صناع اور متوسط طبقے کے غائب ہو جانے کا ذکر کرتے ہیں تو، وہ اس سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ اب بھی ان صنعتی ترقیات کا موقع باقی ہے جن پر پیدائش بپیمانۂ کبیر کا انحصار ہے۔ اس کا اعادہ کرنا ناموزوں نہ ہوگا کہ اس قسم کی ترقیاں خود بخود کسی تدریجی عمل کے بغیر اور غیر اختیاری طور سے رونما نہیں ہوتیں۔

---

[1] یہ تخمینہ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ سے پیشتر کی متعارفہ آمدنیوں اور قیمتوں کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ ناظرین کو یہ یاد دلانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ اس قسم کے تمثیلی اعداد و شمار کے استعمال میں ان تغیرات کا بھی لحاظ کرنا چاہیے جو زر کے حالات میں متعاقب واقع ہوں

باب ۶
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)
494

۶- اس طرح خانگی ملکیت اور اشتراکیت کے متعلق سوالات انسانوں کے خصائل، محرکات اور تصورات کے متعلق سوالات کی صورت میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اس حد تک یہ نفسیات کے سوالات ہیں! بلکہ زیادہ عام فہم زبان میں فطرت انسانی کے متعلق سوالات ہیں۔ یہ سادہ نہیں ہیں، بلکہ نہایت پیچیدہ ہیں؛ اس لیے کہ فطرت انسانی خود بہت پیچیدہ ہے۔

جس چیز کو بعض اوقات ناقص معاشی استدلال کہا جاتا ہے اس کا انحصار اس طریق عمل کے ارادی اور دانشمندانہ انتخاب پر ہے جو افراد کے لیے سب سے زیادہ نفع آور ہوتا ہے۔ وہ لذتیت کو اس کی سادہ ترین شکل میں فرض کرتا ہے۔ خود غرضانہ محرکات کے علاوہ جو محرکات ہیں ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف ان معاملات میں ظاہر ہوتے ہیں جو معاشی دائرے سے باہر ہوتے ہیں؛ یعنی خاندانی تعلقات، مذہب، خیرات اور غالباً سیاسی حکمت عملی میں۔ انسانی فطرت اس قدر سادہ نہیں ہے، اور نہ وہ مختلف اجزا میں اتنے خوشنما طریق پر تقسیم ہے۔ انسان کلیتہً خود غرض یا کلیتہً اس کے برعکس نہیں ہوتے۔ یہ سچ ہے کہ اجنبیوں یا غیر رشتہ داروں سے ان کے کاروبار کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، وہ اکثر اپنے ہی فائدے کو ملحوظ رکھ کر کام کرتے ہیں، اور یہی وہ واقعہ ہے جو خالص "معاشی" اصول کو صحت و تقویت بخشتا ہے۔ لیکن وہ بے دردی کے ساتھ اپنے فوائد کو پیش نظر رکھ کر کام نہیں کرتے۔ مستقبل میں ممکن ہے کہ وہ اس سے کم بے دردی کے ساتھ اپنے فائدے کو ملحوظ رکھیں جتنا کہ اب رکھتے ہیں۔ ان کی تحدید و بندش نہ صرف قانون بلکہ اعلیٰ اخلاقی احساس کے ذریعے سے بھی ہو سکتی ہے۔ فطرت انسانی اس حد تک مختلف زمانوں میں مختلف ہوتی ہے، اور خود ایک ہی شخص کے لیے اس کی عمر کے تغیر کے ساتھ ساتھ بالعموم مختلف ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس میں آئندہ چل کر اس قدر ترقی ہو کہ معاشرے کی تنظیم جدید کی وہ تدابیر جو اب بظاہر بالکل عبقریانہ معلوم ہوتی ہیں ممکن العمل ہو جائیں۔

باب ٦٧
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

حصول امتیاز اور رقابت کے جذبات کا بھی یہی حال ہے۔ سابق میں ان کا رجحان عام طور سے تسلط و تفوق کی کسی نہ کسی شکل کی جانب کشمکش، ملک گیری اور فتح مندی کے اُس جبلی جذبے کے مطابق رہا ہے جو ہمیں ہمارے وحشی آبا و اجداد سے وراثتہً ملا ہے۔ دوسروں پر حکومت و اقتدار حاصل کرنا ہی سیاسی و معاشی تاریخ کا لب لباب ہے۔ یہی چیز جاگیری نظام کی تہ میں مضمر تھی۔ موجودہ معاشرے میں، جس کی رقابت کے طریقے اب بھی بڑی حد تک جاگیری روایات کے زیر اثر ہیں، یہ جذبہ دولت حاصل کرنے کی کشمکش پر بہت بڑا اثر ڈالتا ہے، اگرچہ یہ اثر ایک حد تک غیر شعوری طریقے پر پڑتا ہے۔ حب جاہ و امتیاز اس قدر عام اور مستحکم طور سے جاگزیں ہو گئی ہے کہ اُس کا استیصال نا ممکن ہے۔ لیکن اُس کا رُخ بظاہر ایسی سمتوں میں پھیر دیا جا سکتا ہے جو اس ناقابل استیصال جذبے کو پورا کرنے کے باوجود خوش حالی کے عناصر کی عظیم تر توسیع کا راستہ دکھائے گی۔ تسلط و تفوق حاصل کرنے کے جذبے کی جگہ خدمت انجام دینے کا جذبہ لے سکتا ہے اور ترقی کے لیے جو رشک و رقابت ہوگی وہ مشترکہ مفاد کو نہ کہ منفردہ مفاد کو عظیم ترین فروغ و ترقی دینے کی جانب ہوگی۔

موجودہ انسان، اپنے وحشی آبا و اجداد کے مقابلے میں، بدرجہا بہتر ہیں؛ ان میں بحیثیت مجموعی نہ صرف اخوانیت زیادہ پائی جاتی ہے، 495
بلکہ ان کی ذہانت بھی بڑھی ہوئی ہے۔ گزشتہ صدی میں اس عام اصلاح و ترقی کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ موجودہ زمانے میں تکالیف و مصائب اس طریقے سے برداشت نہیں کرنے پڑتے جس طریقے سے کہ گزشتہ زمانے میں برداشت کرنے پڑتے تھے؛ محض ان کے بیان یا افشا کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ان کو روکنے کے لیے کچھ نہ کچھ تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ بے رحمانہ تعزیرات کی تنسیخ کا واقعہ عظیم الشان اہمیت رکھتا ہے۔ وضع آئین و قوانین معاشری کی مستقل و تدریجی ترقی اور خیراتی و تعلیمی اوقاف کا اضافہ، یہ سب مشترکہ مفاد کے احساس اور

باب ٦٤ اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

جذبۂ اخوانیت کی روز افزوں ترقی کے دوسرے آثار و نتائج ہیں۔

اس نقطۂ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ عصر جدید کی کل بڑی معاشری تحریکات کا انحصار اسی مقررہ بنیاد پر ہے، اور یہ کہ سب کا میلان انفرادیت سے مٹنے اور اشتراکیت کی سمت جانے کی جانب ہے۔ اگرچہ مکمل اشتراکیت اور منتخب صنعتوں کی منجانب سرکار تنظیم عمل میں لائے جانے کے طریقوں کے مابین، جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے[1] اہم فرق و امتیازات موجود ہیں؛ پھر بھی، یہ کہا جا سکتا ہے کہ سرکاری تنظیم و نگرانی کی تحریک کا مدار جذبۂ اخوانیت کی زیادہ وسیع ترقی پر ہے۔ اور خانگی تنظیم کی بجائے سرکاری تنظیم کے ذریعے سے کرنے کی تحریک و ترغیب نہ صرف اس اعلیٰ معاشری جذبے کی بنا پر ہوتی ہے، بلکہ اس کا انحصار اس کی آخری کامیابی کی حد تک اعلیٰ خصائل اور اعلیٰ ذہانت پر بھی ہے۔ محنت کے متعلق آئین و قوانین کی وضع کے بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا اثر نہ صرف اس کا اثر پڑتا ہے کہ قوم میں بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجے کے خیالات کی توسیع و اشاعت ہونی ضروری ہے بلکہ آخر میں بالکل سودمند ثابت ہونے کے لیے خود مزدوروں کے خصائل کی اصلاح و ترقی پر بھی منحصر ہے۔ اس طرح اشتراکیت اور دوسری اصلاحی تجاویز کے مابین جذبات، طریق عمل اور تحدیدات اور بندشوں کے اختلافات کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ محض مدارج کا فرق رکھتے ہیں۔

لیکن مدارج کے فرق و اختلافات پھر بھی وسیع رہتے ہیں؛ اور انسانی فطرت اور انسانی آئین و رواجات کے ایسے عظیم اور کامل انقلابات جن کی اشتراکیین توقع رکھتے ہیں، ابھی کسی ایسے زمانے کے اندر صورت پذیر نہیں ہو سکتے جس کا تعلق موجودہ نسل سے ہے۔ اس امر کا پیشگی تخمینہ کرنا کہ انسانی محرکات و تصورات میں اور اس طرح

---

[1] دیکھو باب ٦٦، فصل (۵)۔

باب ۶
اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

ان کے مشترکہ اور خانگی تعلقات میں کس حد تک تغیرات واقع ہوں گے خلاف دور اندیشی ہوگا۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ ان میں بہت ہی آہستہ اور تدریجی طور سے تغیرات ہوں گے۔ مدت دراز تک انسان ویسے ہی رہیں گے جیسے کہ اب ہیں؛ یعنی گو ایک حد تک اعلیٰ اور وسیع جذبات کے تابع رہیں گے، پھر بھی اپنے اکثر باہمی معاملات اور کاروبار میں ادنیٰ اور محدود قسم کے محرکات کے زیر اثر کام کریں گے۔ ان میں جوش و خروش پیدا کرنے اور اپنے قویٰ سے پورا کام لینے کے لیے خود انھیں کی احتیاجوں اور گھربار کی محبت کی خود غرضانہ اخوانیت کی مہمیز کی ضرورت ہوگی۔ جس وقت تک
496 یہ حالت رہے گی اس وقت تک، اپنے ذاتی مساعی اور جد وجہد پر اعتماد و انحصار کرنے اور افراد کے مابین معاملات کے طے پانے کا طریق اور خانگی اصلداری اور خانگی ملکیت کا نظام بدستور قائم رہے گا۔

یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ اشتراکیت کے امکانات و معیارات کے بارے میں جو اختلاف آرا ہے اس کا مدار بالعموم مختلف خصائل اور مزاج رکھنے والے اشخاص کے باہمی اختلاف پر ہوگا۔ اعلیٰ درجے کی اخوانی خصلت رکھنے والے اشخاص بآسانی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ دوسرے بھی ان ہی محرکات کے تابع ہوں گے جن کے خود وہ زیر اثر ہیں۔ پھر وہ لوگ جو کارآمد و مفید محنت کی انجام دہی میں سب سے زیادہ مسرور رہتے ہیں، خواہ وہ کام ٹھس اور دقت طلب کیوں نہ ہو، یہ خیال کرتے ہیں کہ دوسرے بھی ان ہی کی طرح شرح معاوضہ کا کوئی لحاظ کیے بغیر خوش دلی کے ساتھ کام کریں گے۔ علیٰ ہذا یہی حال زندگی کے معیارات اور مسرت کے آخری ذرائع کا ہے۔ اشتراکیت کے بعض مخالفین کے نزدیک اشتراکیت کا نظام العمل اس لیے غیر دلچسپ ہوتا ہے کہ وہ کسی خرخشہ اور نزاع کے بغیر سب کچھ دے دیتا ہے، اور پانے والے کو کوئی خطرہ یا زحمت پیش نہیں آتی۔ ان کے نزدیک پر امن رشک و رقابت اور مشترکہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے مسابقت بالکل از کار رفتہ اور فرسودہ شے ہے۔

باب ۶ اشتراکیت (سلسلۂ سابق)

وہ فتح و ظفر کی توقع اور اس طرح ناکامی کے امکان کے بغیر زندگی میں کوئی رونق ہی نہیں پاتے۔ اور یہی حال زندگی کو یکساں بنانے کے معاملے کا ہے جو بظاہر ایک حد تک کم از کم اشتراکی حکومت میں ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ انفرادیت کے موئید یہ کہتے ہیں کہ اگر لوگ اپنے آپ کو اور اپنے اعزہ و اقربا کو برباد کرنا چاہتے ہوں تو، انھیں برباد ہونے دینا چاہیئے؛ تا وقتیکہ انھیں اپنی زندگی کو انجام تک خوشگوار یا تلخ بنانے کے انتخاب کا موقع نہ ہو کیا وہ معراج کمال و خوش حالی پر پہنچ سکتے ہیں اور اپنی شخصیت کو پورا نشو و نما دے سکتے ہیں؟ اس کے برخلاف خاموش و پُر امن طبیعت کے اشخاص کو امن و امان، باہمی امداد اور یقینی راحت و آرام سے دلچسپی ہوتی ہے؛ ان کی دنیا میں نہ تو بہت زیادہ درخشاں انعامات ہوتے ہیں اور نہ بہت ہی ذلیل قسم کی ناکامیاں۔ آزادی کے معنی مختلف اشخاص کے لیے مختلف ہوتے ہیں۔ بعضوں کو، تا وقتیکہ مسابقت کرنے، فتح حاصل کرنے اور اپنی کامرانی کے ثمرات سے مستفید ہونے کا موقع نہ ہو، آزادی میں کوئی توقع نظر نہیں آتی۔ بعضوں کے لیے آزادی کے معنی تکلیف سے نجات، اعلیٰ درجے کے رقیبوں کے مقابلے میں اپنی حیثیت کو برقرار رکھنے کی ضرورت سے بے نیازی اور شکست و ناکامی کا منہ دیکھنے سے نجات کے ہیں۔ طبیعتوں کے اس قسم کے اختلافات کو کسی استدلال کے ذریعے سے رفع نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے خانگی ملکیت اور اشتراکیت کی خوبیوں اور دلکشیوں کے بارے میں غیر معین مدت تک بحث مباحثے کے جاری رہنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

۷۔ گزشتہ صفحات میں مستقبل پر کوئی وسیع نظر ڈالنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ صرف آئندہ چند نسلوں کے لیے ہم کچھ پیش گوئی کی جرأت کر سکتے ہیں۔ سرکاری ملکیت، وسعت تو حاصل کرے گی؛ لیکن یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس قدر وسعت حاصل کرے گی۔ مقابلے کا معیار بلند ہو جائے گا؛ اور ملکیت و توریث کے آئین و رواجات کی وسعت محدود ہو جائے گی۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ مستقبل قریب کے لیے چند اصلاحات کی ضرورت ہے؛

باب ۶ اشتراکیت (سلسلۂ سابق)

اور چند اصلاحات محتاج تحقیق و آزمائش ہیں۔ لیکن آخری نتیجہ کیا ہوگا؟ کیا معاشرے کا ارتقا انجام کار اشتراکی حکومت کی صورت اختیار کرلے گا؟ مارکس نے تاریخ کی جو نام نہاد مادیت پرستانہ تعبیر پیش کی ہے اور جس کو کم و بیش اشتراکی میلان رکھنے والے دوسرے اشخاص نے اختیار کیا ہے اس میں، ان سوالوں کا نہایت واضح جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ مستقبل میں آلات پیدائش کی نجی ملکیت ناگزیر طور پر غائب ہو جائے گی، اور صاحب جائداد اور آمدنی پانے والی جماعت معدوم ہو جائے گی۔ غیر اساسی امور کے قطع نظر پیش گوئی کافی سادہ ہو جاتی ہے۔ پیدائش بپیمانۂ کبیر کے طریق میں روزافزوں وسعت پیدا ہوتی جائے گی؛ چھوٹے اور معتدل پیمانے پر کاروبار کرنے والے صناع غائب ہو جائیں گے؛ صرف چند بڑے بڑے اصلدار اور بے جائداد مزدوری پیشہ طبقے باقی رہ جائیں گے؛ عامۃ الناس زیادہ ذہین ہو جائیں گے اور اپنے قوت و اقتدار کو زیادہ محسوس کرنے لگیں گے: اس طرح اصلداروں کے قبضے سے املاک اور جائدادیں نکل جائیں گی اور یہ غالباً خونریزی اور انقلاب کے ذریعے سے ہوگا لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ایسا ہی ہو: اور پوری طرح منظم اشتراکی حکومت رونما ہوگی۔

ایک چیز بڑی حد تک یقینی ہے؛ یعنی انقلاب اور کایا پلٹ قریب الوقوع نہیں ہے۔ ۱۸۴۸ء کے انقلاب کے زمانے میں مارکس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس صنعتی ارتقا کا آخری مرحلہ شروع ہو رہا تھا۔ پہلے مرحلے میں جو بہت وسیع تھا غلامی اور سرفیت کے ذریعے سے مزدور کا براہ راست استحصال کیا جاتا تھا۔ دوسرے مرحلے میں، جو اٹھارویں صدی میں صنعتی انقلاب سے شروع ہو کر انیسویں صدی کے وسط تک قائم تھا، صاحب جائداد طبقہ آزاد مزدور کا استحصال کرتا رہا؛ تیسرا اور آخری دور اصلداروں کے قبضے سے املاک و مقبوضات کے چھن جانے کا اور مزدور کی آزادی کا دور تھا، جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ۱۸۴۸ء کے انقلاب سے شروع ہوگا۔

باب ۷ — اشتراکیت (بسلسلۂ سابق)

لیکن یہ پیش گوئی اتنی ہی کم پوری ہوئی جتنی کہ یہ پُر اعتماد توقع، جو دوسرے اشخاص اس وقت قائم کر رہے تھے، کہ ہمہ گیر اور عام جمہوری حکومت کا آغاز ہوگا۔ ۱۸۴۸ء کا طوفان سیاسی یا معاشری نظام میں چند تبدیلیاں
408 کرنے کے بعد رفع ہوگیا۔ اس کے دیرپا نتائج دوسرے تحریکات کے نتائج کے ساتھ دھیمے اور تدریجی تغیرات کے ذریعے سے رونما ہوئے۔ گزشتہ ۵۰ سالوں میں معاشرے میں بہت کچھ رد و بدل ہوگیا ہے، لیکن اس میں کامل انقلاب واقع نہیں ہوا۔

اشتراکیئین خود تدریجی تغیر کے ناگزیر ہونے کو تسلیم کرنے کی جانب مائل ہو رہے ہیں۔ جرمنی میں اشتراکیئین کی جماعت میں دو گروہوں کے مابین عجیب و غریب بحث مباحثہ جاری ہے، ایک گروہ تو وہ ہے جو مارکس کے سخت اصول یعنی انقلاب کے قریب الوقوع ہونے اور اصلداروں سے بہت جلد املاک و مقبوضات چھن جانے کے اصول پر جما ہوا ہے، اور دوسرا وہ جو یہ کہتا ہے کہ تبدیلی بہت تدریجی ہوگی اور اس لحاظ سے موقع جوئی کی تائید کرتا ہے۔ مارکس کی کتاب موسوم بہ (Capital) "اصل" جرمنی کے اشتراکیئین کے گروہ کے نزدیک نص صریح کا درجہ رکھتی ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں غیر معمولی ذہانت و قابلیت کا ثبوت موجود ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ بہت سی غیر ممکن الثبوت چیزیں بھی ہیں اور اس کے باوجود وفادار اشتراکیئین اس کی تعلیمات میں سے کسی کو بھی ترک کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہیں۔ تاہم ایسے اشتراکیئین جو اپنے قائد سے کچھ کم اعتقاد و ایقان نہیں رکھتے یہ ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ معاشی ارتقا کے بارے میں اس کی پیش گوئیاں غلط ہیں۔ متوسط طبقہ غائب نہیں ہو رہا ہے۔ متمول اشخاص کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ لیکن معتدل طریقے پر خوش حال طبقے کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ بڑے بڑے کارخانوں میں اضافہ ہوا ہے، لیکن پیدائش بپیمانۂ کبیر کا رواج پورے صنعتی میدان پر حاوی نہیں ہوا ہے، اور اب تک اس کی کوئی علامت نہیں پائی

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

جاتی کہ آئندہ ایسا ہوگا[1]۔ جمہوریت وسیع ہورہی ہے اور مزدور سبھائی تحریک پھیلتی جارہی ہے۔ لیکن اس کی کوئی علامت نہیں ہے کہ عنقریب فرقہ وارانہ جنگ شروع ہوگی یا یہ کہ منظم مزدور اشتراکی اصول کو مصمم یا آزادی طریقے پر اختیار کریں گے۔

یہ صحیح ہے کہ زمانۂ سابق کے مقابلے میں مستقبل میں تغیرات کے بہت جلد وقوع پذیر ہونے کا امکان ہے۔ تعلیم کی توسیع، آمد و رفت اور رسل و رسائل کی سہولت، اور ارزاں طباعت کے ذریعے سے اشتہار و اشاعت میں عظیم الشان سہولت، یہ سب چیزیں رائے عامہ کو زیادہ نقل پذیر بناتی ہیں۔ مقررہ عادات کا جمود کم ہورہا ہے۔ علاوہ ازیں گزشتہ پچاس سال کی مدت میں نہ صرف صنعتی نظام میں بلکہ میکانی صنعتوں میں بھی عجیب و غریب تغیرات رونما ہوئے ہیں؛ آئندہ پچاس سال میں ممکن ہے کہ اتنے ہی عظیم الشان تغیرات رونما ہوں۔ صنعت کے استحکام و انتظام میں غالباً اور زیادہ ترقی ہوگی، اور سرکاری ملکیت تقریباً یقینی طور سے پھیل جائے گی۔ ممکن ہے کہ بیسویں صدی کے اختتام سے بیشتر ایسی ترقیاں رونما ہوں جو ہمارے زمانے کے سنجیدہ امریکی کاروباری اشخاص کو بظاہر ناقابل تصور معلوم ہوتی ہوں۔ 499

پھر بھی اساسی معاشری رسم و رواجات میں بہت سرعت کے ساتھ انقلاب نہ ہوگا۔ ایسی کایا پلٹ کے مقابلے میں جو ضدی اشتراکیین پیدا کرنا چاہتے ہیں، وہ سب کامل تغیرات جن کی اب توقع کی جارہی ہے معاشرے کی حالت کو بدستور اسی طرح قائم رکھیں گے۔ آسٹریلیا کی

---

[1] باب ۵۵، فصل (۱ تا ۳) اور باب ۶۴، فصل (۱ تا ۳) جو اعداد پیش کیے جاچکے ہیں ان سے مقابلہ کرو۔ نیز دیکھو برن سٹائن کی کتاب موسوم بہ Evolutionary Somalism کا انگریزی ترجمہ صفحہ ۵۔ برن سٹائن جرمنی کے مشہور و معروف غیر متعصب اشتراکیین میں سے ایک نہایت قابل اور عالی دماغ مصنف ہے۔

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

نوآبادیات کی ریلیں اور دوسرے بڑے بڑے کاروبار بحالت موجودہ سرکاری ملکیت میں ہیں؛ ان میں جبری ثالثی اور اقل ترین اجرت کا طریق رائج ہے؛ اور محصول بھی بطریق متزائد عائد کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان میں مسابقت و زراندوزی، طبقہ بندیاں اور متمول بننے کی آرزو، املاک اور آمدنی میں نمایاں عدم مساواتیں، آرام طلب دولتمند طبقہ اور جان توڑ محنت کرنے والے مزدور، سبھی کچھ موجود ہیں۔ جو مسافر وہاں کی سیاحت کرتا ہے اس کو ایسی صورت حالات ملتی ہے جو ریاستہائے متحدہ کی صورت حالات سے اساسی طور سے مختلف نہیں ہے۔ چنانچہ موخرالذکر ملک میں انفرادی روایات بہت زیادہ مضبوطی کے ساتھ اپنا قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ معاشرہ، اشتراکی نصب العین تک رسائی حاصل کیے بغیر موجودہ آئین و رواجات کی اصلاح کرنے میں بہت مدد دے سکتا ہے۔

معاشری ارتقا کا عمل کیوں تدریجی ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ انسان میں خود بہت آہستہ اور تدریجی طور سے تغیر ہوتا ہے۔ نہ صرف انسانی فطرت و انسانی محرکات بلکہ خیر و شر کے مروجہ معیارات، صحیح طریق حکمرانی، اشیا کی واجبی ملکیت، انسانوں، مردوں اور عورتوں کے مابین مناسب تعلقات کے بارے میں خیالات، یہ سب معاشرے کی بنیادیں ہیں اور غیرمعمولی طور سے ثبات پذیر ہیں۔ اگر انقلاب فرانس کی سی کوئی عظیم الشان کایاپلٹ انھیں متزلزل کردے تو بھی، تھوڑی سی مدت میں یہ ثابت ہوجائے گا کہ ان بنیادوں میں کوئی خلل واقع نہیں ہوسکتا۔ وہ نسلاً بعد نسل تمثیل و تقلید کے خفیہ مگر ہمہ گیر اثر کے تحت قائم و برقرار رہتی ہیں۔ اگر تعلیم کے نتائج بڑے پیمانے پر بہت آہستگی سے رونما ہوتے ہیں تو اس سے محض یہ ثابت ہوتا ہے کہ عام انسانوں کے خیال و عمل کے عادات کو متغیر ہونے میں بہت دقت اور وقت لگتا ہے۔ اعلیٰ اور بہتر تعلیم واجبی طور سے معاشرت کی سب سے بہتر مصلح خیال کی جاتی ہے لیکن ان لاکھوں نفوس پر اس کا حقیقی اثر

باب ۵
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

ڈالنا بہت دشوار ہے جن کو اس کے زیر اثر لانا مقصود ہے۔ تعلیمی قائد یہ کہتے ہیں کہ تعلیم کا مقصد و نصب العین واضح تخیل و تفکر اور صحیح مشاہدے کی عادت ڈالنا، قویٰ سے آزادانہ کام لینے کی مشق و مہارت حاصل کرنا، ضمیر کے مطابق کام کرنا اور اعلیٰ خصائل پیدا کرنا ہے۔ پھر بھی تعلیم میں جو عظیم ترین ترقی ہوئی ہے وہ ان سیمیائی مقاصد کو حاصل کرنے کی جانب بہت کم رہنمائی کرتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ طریقہائے تعلیم کی 500
اصلاح و ترقی کی رفتار کس قدر سست ہے اور افراد کی روزمرہ کی زندگی اور خصائل پر ان کا کس قدر مدھم اور مبہم اثر پڑ رہا ہے۔

یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ آیا معاشرت کی ترقی کے لیے کوئی نصب العین نہیں ہے۔ اگرچہ ہر شخص کو یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ مکمل اشتراکی حکومت مستقبل قریب میں رونما نہ ہوگی، لیکن کیا وہ انجام کار رونما ہو سکتی ہے؟ مصنف خود نہیں سمجھ سکتا ہے کہ اس کا قبل از قبل اندازہ قائم کرنا کہ مستقبل بعید میں کیا صورت رونما ہوگی کس حد تک ممکن ہے۔ غور کرو کہ مہذب معاشرے کی حالت چار سو سال قبل نشاۃ ثانیہ کے ختم پر اور پروٹسٹانٹی اصلاح کے ابتدائی مرحلوں میں کیا تھی۔ اس وقت کون یہ تصور کر سکتا تھا کہ آنے والی صدیوں میں کیا ترقی رونما ہوگی اور کیا سیاسی، معاشری، عقلی، اور صنعتی تغیرات واقع ہوں گے؟ یہ تصور کرنا بھی ہمارے لیے اس سے کم ناممکن نہیں ہے کہ مستقبل زمانے میں کیا تغیرات رونما ہوں گے۔ اگر خانگی ملکیت کا نظام اپنے آپ کو برقرار رکھے تو، حقیقت میں ممکن ہے کہ وہ موجودہ حالت سے بہت مختلف ہو، لیکن آیا وہ اساسی لحاظ سے غیر متبدل رہے گا یا اس کی ایسی اکثر خصوصیات بتدریج زائل ہو جائیں گی جو اب ضروری خیال کی جاتی ہیں یا وہ انجام کار اشتراکی حکومت کے مثل کسی شے سے بدل جائے گا؛ ان چیزوں کے لیے ہم قبل از قبل کچھ نہیں کہہ سکتے۔

باب ۲۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

مستقبل بعید پر نظر ڈالنے کے عدم امکان کو خود اشتراکیین کا وہ طبقہ جو کم شدت پسند اور معتدل ہے تسلیم کرتا ہے۔ انتہائی طور سے کثیر المقدار یا انتہائی طور سے قلیل المقدار آمدنیوں کی تنسیخ، کافی راحت و آرام کی وسیع ضمانت، آرام طلب طبقے کا انعدام، بڑے پیمانے پر کام کرنے والی ترقی پذیر صنعتوں کو حکومت کا اپنے انتظام میں لینا، اور تمام قدرتی ذرائع کی نگرانی، یہ سب چیزیں حقیقت میں بظاہر ان کے نظام العمل کے ضروری و اساسی اجزا معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ان معاملات کے بارے میں کہ آمدنیوں میں ٹھیک کس قدر فرق و مدارج باقی رہنے دیے جا سکتے ہیں، جائداد کی انفرادی ملکیت کس حد تک قائم رہ سکتی ہے، بعض قسموں کی مقابلہ کرنے والی صنعتوں کے لیے کتنا میدان چھوڑا جا سکتا ہے، ان اشتراکیین کا نظام العمل نامکمل اور غیر منفصلہ ہے۔ ہر ایک اپنا خاص عبقریہ تعمیر کرنے کا استحقاق رکھتا ہے۔ آخری نصب العین کے اس قدر مبہم ہوتے ہوئے اکثر اشتراکیین مبہم اور آزمائشی دستور العمل اختیار کرتے ہیں۔ انقلابی جماعت کا تسلط بہت کم ہے، اور موقع جوئی کو زیادہ وسیع طریقے سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ موجودہ معاشرے میں ہر قسم کے تغیرات کو جس وقت تک ان کا عام میلان اجتماعی معیار یا نصب العین کے مطابق ہو پسند کیا جاتا ہے، مثلاً مزدوروں کا بیمہ، محنت کے متعلق وضع آئین و قوانین، اور محدود میدان کے اندر
سرکاری ملکیت و نگرانی۔ مزدوروں کی حد تک امداد باہمی اور مزدور سبھاؤں کے 501
طریقوں کو کچھ کم پسند نہیں کیا جاتا، خواہ ان تحریکات کی وسعت خالصاً خانگی ملکیت کے نظام کے حدود کے اندر ہو؛ اس لیے کہ یہ ارکان کو تعلیم دینے کا اور انھیں مشترکہ عمل کے عادات کی تربیت دینے کا ذریعہ ہیں۔

یہ خوش نصیبی ہے کہ ہر قسم کے خیالات کے لوگ اُن اصلاحات کے لیے ملکر کام کر سکتے ہیں، جن کی نظر آنے والے مستقبل میں ضرورت ہے۔ آخری نتیجے کو اس کی حالت پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہم تھوڑا بہت

باب ۶۷
اشتراکیت
(بسلسلۂ سابق)

جو کچھ کریں اس کا اثر اس نتیجے کی تشکیل پر بہت کچھ پڑ سکتا ہے۔ اشتراکیت کی بحث کسی طرح غیر دلچسپ اور غیر منفعت بخش نہیں ہے۔ وہ معاشرے کے اساسی سوالات پر، موجود الوقت آئین و رواجات کی بنیاد پر اور آئندہ ترقیات کے بنیادی ذرائع پر توجہ مرتکز کرتی ہے۔ وہ ایسے نصب العین کی جانب رہنمائی کرتی ہے جس میں بعض شریف ترین انسانوں کے لیے جاذبیت رہی ہے۔ وہ ایسے لوگوں کی نگاہ میں بھی عزت و وقار رکھتی ہے جن کو یہ نصب العین غیر دلچسپ اور بظاہر بالکل ناممکن الحصول معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ کسی بڑی حد تک موجودہ مساعی اور آرزوؤں کو متاثر نہیں کرتی۔ ان مساعی اور آرزوؤں کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، نمایاں طور پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ آئندہ ایک یا دو نسلوں تک معاشرے کو جو راستہ اختیار کرنا پڑے گا وہ مبہم نہیں ہے؛ اور سب اشخاص، یعنی نہ صرف اشتراکیئین بلکہ اشتراکی لاادرئے بھی اس کا رُخ ایسے راستے پر پھیر دینے کی متفقہ کوشش کر سکتے ہیں جس کو تقریباً سب لوگ ترقی کا راستہ تسلیم کر چکے ہیں۔

تعلیقات حصہ ہفتم

(۱) ڈبلیو، زڈ، رپلے کی دو کتابوں موسوم بہ Rail roads: Rates and regulation شائع شدہ ۱۹۱۲ء اور Rail roads Finance and organization شائع شدہ ۱۹۱۵ء میں امریکہ کے حالات کے بارے میں معلومات کا نہایت نایاب ذخیرہ ملتا ہے۔ ڈبلیو، ایم، اک ورتھ کی کتاب موسوم بہ The Elements of Railway Economics شائع شدہ ۱۹۰۵ء اور ای، آر، جانسن کی کتاب موسوم بہ American Railway Transportation جدید ایڈیشن شائع شدہ ۱۹۱۰ء قابل ذکر ہیں۔ موخر الذکر کتاب میں مفصل مباحث موجود ہیں اور وہ زیادہ تر امریکن کالجوں کے لئے نصاب کی کتاب کے طور پر لکھی گئی ہے۔ ۱۹۲۱ء کی امریکی صورت حال کے بارے میں دیکھو آئی، ایل، شارف من کی کتاب موسوم بہ The American Rail road Problem شائع شدہ ۱۹۲۱ء۔ بیرونی کتابوں میں سی، کول سن کی بلند پایہ تصنیف موسوم بہ Transport et Tarifs شائع شدہ ۱۹۰۸ء قابل قدر ہے۔ یہ ایک فنی کتاب ہے اور اس میں تفصیل کے ساتھ مباحث پیش کیے گئے ہیں۔

اتحادات اور کاروباری جتھوں یا ٹرسٹوں کے بارے میں اے، مارشل نے اپنی کتاب موسوم بہ Industry and Trade حصہ سوم شائع شدہ ۱۹۱۹ء میں انگلستان، ریاستہائے متحدہ اور جرمنی کی رفتار ترقی کی نہایت خوبی کے ساتھ تشریح کی ہے۔ آر، لیف مان کی

کتاب موسوم بہ Kartelle and Trusts شائع شدہ ۱۹۰۹ء میں اُس زمانے کی جرمنی کی صورت حال پر بہت جامع تبصرہ موجود ہے۔ ایچ، ڈبلیو، مک روسٹی کی کتاب موسوم بہ The trust movement in British Industry شائع شدہ ۱۹۰۷ء میں برطانیہ میں صنعتی اتحاد کی تحریک پر نقد و نظر کی گئی ہے۔ امریکہ کی صورت حال پر ان کتابوں میں بحث کی گئی ہے:-

(۱) آر، ٹی، ایلی کی کتاب موسوم بہ Monopolies and trusts شائع شدہ ۱۹۰۰ء۔

(۲) جے، ڈبلیو جنکس کی کتاب موسوم بہ The trust problem شائع شدہ ۱۹۰۰ء۔ 502

(۳) ای، ایس، میڈ کی کتاب موسوم بہ Trust Finance شائع شدہ ۱۹۰۳ء۔

(۴) ایل، ایچ، ہینی کی کتاب موسوم بہ Business organization and combination شائع شدہ ۱۹۱۳ء۔

(۵) ای، ڈی ڈیورنڈ کی کتاب موسوم بہ The trust problem شائع شدہ ۱۹۱۵ء۔

سرکاری ملکیت کے بارے میں ایل، ڈارون کی کتاب موسوم بہ Municipal Trade شائع شدہ ۱۹۰۳ء ناقدانہ تصنیف ہے جو ایک مخالف نے نہایت باریک بینی کے ساتھ تحریر کی ہے۔ اسی استدلال کو زیادہ اختصار کے ساتھ اسی مصنف نے اپنی کتاب موسوم بہ Municipal ownership شائع شدہ ۱۹۰۷ء میں پیش کیا ہے۔ ایس، او، ڈن کی کتاب موسوم بہ Government ownership of Railways شائع شدہ ۱۹۱۳ء میں مخالف دلائل نہایت موثر طریقے سے پیش کیے گئے ہیں۔ رائل اکنامک سوسائٹی نے مسلسل مضامین جامعیت کے ساتھ The State in relation to Railways

کے نام سے ۱۹۱۲ء میں شائع کیے۔ ایک کتاب موسوم بہ Report (on the municipal and private operation of Public Utilities) میں جس کو نیشنل سیوک فڈریشن نے ۳ جلدوں میں ۱۹۰۷ء میں شائع کیا، موافق و مخالف دونوں پہلوؤں پر مباحث ہیں اور معلومات کا ذخیرہ پیش کیا گیا ہے۔ ڈی، ایف، ول کاکس کی کتاب موسوم بہ Municipal franchises دو جلد شائع شدہ ۱۹۱۰ء و ۱۹۱۱ء میں بلدیوں اور عام افادوں" کے تعلق پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

اشتراکیت کے متعلق کتابیں زیادہ تر ایسے بحث مباحث پر نظر ڈالتی ہیں جو معاملے کی تہ کو نہیں پہنچتے۔ یہ بات موجودہ مصنف کے خیال میں بظاہر کارل مارکس کی کتاب موسوم بہ Das Kapital کے بارے میں صادق آتی ہے جو اشتراکی کتابوں میں سب سے مشہور و معروف اور با اثر کتاب ہے اور جس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ مارکس کے اصول کی بحث اور مخالفت کے سلسلے میں جو بے شمار کتابیں تحریر کی گئیں ان میں ایک بیوہم باورک کی کتاب موسوم بہ marx and the close of his system (جس کا ترجمہ بزبان انگریزی ۱۸۹۸ء میں ہوا) اور J. E. Le Rossignol کی کتاب موسوم بہ Orthodox Socialism: A Criticism شائع شدہ ۱۹۰۷ء قابل ذکر ہے۔ کے، کاٹسکی کی کتاب موسوم بہ The class srtuggle and the Social Revolution میں جس کا ترجمہ بزبان انگریزی ۱۹۱۰ء میں ہوا مختصر اور پرجوش بیان موجود ہے جو زیادہ تر مارکس پر مبنی ہے۔ جے، اسپارگو کی کتاب موسوم بہ Socialism شائع شدہ ۱۹۰۶ء میں مارکس کے اصول اور تجاویز عام فہم طریقے پر بیان کیے گئے ہیں۔ جی، ڈی، ایچ، کول کی کتاب موسوم بہ Guild Socialism Restated شائع شدہ ۱۹۲۰ء میں جنھوں کی اشتراکیت کی تجویز کی موافقت میں مختصر دلائل پیش کیے گئے ہیں۔

بیس اینڈ بی ویب کی کتاب موسوم بہ A constitution for the Socialist Commonwealth of Great Britian شائع شدہ ۱۹۲۰ء میں اس سیاسی نظام کے مسائل سے بحث کی گئی ہے جو اشتراکی نظام العمل سے رونما ہوتا ہے۔

تشریحی و تنقیدی کتابوں میں سے حسب ذیل عمدہ ہیں، خاصکر دوسری کتاب:

(۱) اے شافلے کی دو کتابیں موسوم بہ The Imposibility of social Democracy اور Quint essence of socialism – ان کے ترجمے انگریزی زبان میں علی الترتیب ۱۸۹۲ء اور ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئے۔ اسی سلسلے میں او، ڈی، اسکیل ٹن کی کتاب موسوم بہ Socialism a critical Analysis شائع شدہ ۱۹۱۱ء بھی قابل ذکر ہے۔

ڈبلیو، سومبرٹ کی کتاب موسوم بہ Sozialismus und soziale Bewegung im 19 Jahrhundert. میں (جس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا) نہایت عمدہ تاریخی و تنقیدی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ ایچ ہرک نر کی کتاب موسوم بہ Die Arbeiterfrage ساتواں ایڈیشن شائع شدہ ۱۹۲۱ء میں انیسویں صدی کے اشتراکی تحریرات پر اور جرمنی کی معاشری جمہوری جماعت پر نہایت جامع بحث کی گئی ہے۔ اشتراکیت کی سب سے زیادہ ہیجان آفریں وکالت اور دقیق بحث بالعموم ان مصنفین کی ہے جو "سائنٹیفک" ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؛ اور یہ ایچ، جی ویلس اور جی، لونز ڈکنسن ہیں۔ اول الذکر کی دو کتابیں موسوم بہ A modern Utopia شائع شدہ ۱۹۰۵ء اور New worlds for old شائع شدہ ۱۹۲۸ء اور موخر الذکر کی ایک کتاب موسوم بہ Justice and Liberty قابل ذکر ہیں۔

حصہ ہشتم

تحصیل ٹکس (۱)

باب ۶۸

تحصیل ٹکس کے اساسی اصول

505 (۱) تحصیل (ٹکس) کی اساسی نوعیت، کوئی متناسب معاوضہ نہیں ہوتا محصول، مشترکہ مفاد کے زیادہ وسیع احساس کی علامت ہے۔ (۲) محصول متناسب یا محصول متزائد؟ انصاف کے سوال اور معاشری عدل اور دولت کی عدم مساوات کی واجبیت کے عام سوال میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ "قابلیت" اور "مساوات ایثار" قطعی اصول نہیں ہیں۔ (۳) کیا جائداد کی آمدنیوں پر محنت کی آمدنیوں کے مقابلے میں زیادہ شرح سے محصول عائد کرنا چاہیے؟۔ (۴) کیا محصول، آمدنی کی نوعیت یا اس کے ذریعے کے مطابق بڑھائے جاسکتے ہیں؟۔ (۵) اصل کے سود پر متزائد محصول، پس انداز کرنے والے کے "لگان" پر محصول عائد کرنے کے اصول پر بحث

۱۔ حکومت کے عائد کردہ دوسرے مطالبات کے مقابلے میں ٹکس کی اساسی نوعیت، ٹکس ادا کرنے والے اور حکومت کے مابین راست معاوضیت کی

باب ۶۸
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

عدم موجودگی یا نقدان ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ٹکس لازمی طور سے جبری طریق پر وصول کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ڈاک خانے کے محصول، ٹکس سے مختلف ہیں۔ ڈاک خانہ ہر خط پر محصول وصول کرتا ہے، اور تا وقتیکہ کوئی شخص اس کی خدمات سے استفادہ نہ کرے اس کی آمدنی بڑھانے کے لیے محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ ڈاک خانے کے اسٹامپوں کی آمدنی تقریباً سب ملکوں میں کاروبار انجام دینے کے مصارف کے کم وبیش مساوی ہوتی ہے، اور خدمات سے فائدہ حاصل کرنے والا ہر فرد واحد تقریباً اسی خدمت کے متناسب معاوضہ ادا کرتا ہے جس سے وہ مستفید ہوتا ہے۔ یہی صورت حال اُس وقت پیش ہوتی ہے جبکہ حکومت ریلوں یا ٹیلی گراف کا انتظام کرتی ہے۔ لیکن جب وہ سڑکوں، آگ بجھانے والے محکمے اور پولس کی جمعیتہ کا انتظام کرتی ہے تو، وہ یہ متعدد خدمات ہر شخص کے لیے مفت انجام دیتی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہر شخص سے کچھ رقم اعانتہً طلب کی جاتی ہے۔ اس کا نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا منفرد شہری کو براہ راست فائدہ پہنچتا ہے یا بالواسطہ، فائدہ خواہ بہت زیادہ پہنچے، تھوڑا پہنچے یا بالکل نہ پہنچے۔ لیکن ڈاک خانے کے اسٹامپ ریلوں کے ٹکٹ یا آبرسانی کے لیے وہ حکومت کو جو کچھ ادا کرتا ہے اس کی نوعیت دام یا قیمت کی ہوتی ہے جو ایک مخصوص خدمت کے لیے ادا کی جاتی ہے۔ وہ ٹکس سے بہت مختلف ہوتی ہے، کیونکہ ٹکس تو بلا امتیاز سب سے اور انجام دادہ خدمات سے مستفید ہونے والے کے انفرادی حصے کے لحاظ کے بغیر وصول کیا جاتا ہے۔

506 خدمت اور ادائی کی یہ تفریق بعض اوقات ناگزیر ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے کہ جمعیتہ کوتوالی کے ذریعے سے نظم وامن قائم کرنے سے کسی فرد واحد کو کتنا فائدہ یا تمتع حاصل ہوتا ہے جمعیتہ کے مصارف کو پورا کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص سے اعانتہً کچھ رقم (کسی ایسے تناسب سے جو مبنی بر انصاف تصور کیا جائے) وصول

باب ۶۸ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

کی جائے۔ یہی بات فوج کے بارے میں صادق آتی ہے، خواہ اس کو بڑی جمعیت کو لوالی خیال کیا جائے یا دوسرے طریقوں پر قومی ترقی کا آلۂ کار تصور کیا جائے۔ حفظ صحت کی خدمت انجام دینے سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کا بھی فرداً فرداً تخمینہ کرنا ناممکن ہے۔ جہاں تک آگ بجھانے والے ساز و سامان کا تعلق ہے وہاں تک، یہ خیال کرنا ممکن ہے کہ مصارف کی تقسیم، بیمہ کے کسی معین و معقول اصول پر چلنے والے سامان کے مختلف مالکوں کے درمیان، عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ قوم کو بحیثیت مجموعی آتشزدگی کی روک تھام میں بہت خاصی دلچسپی ہوتی ہے؛ چنانچہ اس خدمت عامہ کو انجام دینے کے لیے بھی ٹکس عائد کیا جاتا ہے، جس میں خاص فائدے کے کسی سوال کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔

دوسری صورتوں میں جن کی تعداد تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے قیمتوں کی بجائے ٹکس کا استعمال اس لیے ناگزیر نہیں ہے کہ وہ محض خدمات سے مفید ہونے کے یقین کا نتیجہ ہے۔ گزشتہ زمانے میں، سڑکوں کا انتظام، شہروں یا گنجان مقامات کے حدود سے باہر، بالعموم ٹول (راہ داری) کے اصول پر کیا جاتا تھا: یہی حال پلوں کا تھا۔ صرف وہی لوگ محصول راہ داری ادا کرتے تھے جو انھیں استعمال کرتے تھے، اور اپنے استعمال کی حد تک یہ محصول ادا کرتے تھے۔ اس کا قرینہ تھا کہ ان کی تعمیر اور ان کا قیام و انتظام خانگی اشخاص کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے، تاکہ دوسرے کاروبار کی طرح اس کی نگرانی ہو۔ لیکن یہ خیال جتنا زیادہ پھیلتا گیا کہ نقل و حرکت کی آزادی مفاد عام رکھتی ہے اس کے مطابق، سڑکوں اور پلوں کے محصول راہ داری منسوخ ہوتے گئے اور ان ذرایع آمد و رفت کا انتظام ٹکس کے ذریعے سے عمل میں آنے لگا۔ خیالات کے اس رُخ میں جو تغیر واقع ہوا اس کی سب سے نمایاں مثال تعلیم کی جانب موجودہ میلان میں ملتی ہے۔ تعلیم کا انتظام،

باب ۲۵
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

خانگی صنعت کی حیثیت سے، یا اگر سرکاری یا قومی ہو تو مصارف کے تناسب سے ادائی کے اصول پر، کلیتہً ممکن العمل ہے لیکن تمام تہذیب یافتہ اقوام اس کو نہایت اہم خیال کرتی ہیں کہ تعلیم سب کو یکساں دی جائے اور ایسے طریقے سے دی جائے کہ تمام قوم کی بہبود اور ترقی پیش نظر ہو؛ اور اس میں مصارف کے لحاظ سے انفرادی طور سے رقم وصول نہ کی جائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے بھی زیادہ ممتاز محرک اخوانیت رونما ہوتا ہے؛
507 اور وہ مساوی مواقع بہم پہنچانے، غریبوں کے جم غفیر کے لیے تحصیل علم کی سہولتیں پیدا کرنے اور املاک و آمدنی کی عدم مساواتوں کو رفع کرنے کی خواہش ہے۔ ان محرکات کے اثر کے تحت جو ایک مرکز کی طرف مائل ہیں، نہ صرف ابتدائی تعلیم، بلکہ اعلیٰ تعلیم بھی مفت اور عام کردی جاتی ہے۔ اس بارے میں حکومت کے عظیم الشان مساعی کا وسیع دائرہ محض اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مشترکہ مفاد کا احساس روز افزوں ہے اور ہمدردی اور اخوانیت کا اثر بڑھ رہا ہے؛ چنانچہ کتب خانے، عجائب خانے، باغ و چمن اور شفاخانے سب اس کا بین ثبوت ہیں۔ یہ بات نہایت موزونیت اور خوبی کے ساتھ کہی گئی ہے کہ کسی قوم میں مشترکہ مفاد کے احساس کی پیمائش، بلکہ اعلیٰ تہذیب کی جانب اس کی ترقی کی رفتار کی پیمائش بھی ان خدمات کی ترقی سے ہوتی ہے جو ٹکس کے ذریعے سے انجام پاتے ہیں۔

ٹکس لازمی طور سے جبری طریق پر عائد کیا جاتا ہے۔ گو ممکن ہے کہ عوام کا متفقہ طور پر یہ خیال ہو کہ مقررہ قسم کی خدمات سب کے لیے مفت انجام دینے میں مشترکہ مفاد مضمر ہوتا ہے، پھر بھی ارادی و اختیاری مالی اعانت کے ذریعے سے خدمات کی انجام دہی بالکل خارج از بحث ہے۔ بڑے قومی خطرے کے زمانے میں یا قومی جذبات کے بھڑکنے کے زمانے میں ایسے مواقع پیش آئے ہیں جبکہ اختیاری و ارادی ادائی بہت بڑا مالی ذریعہ رہی ہے؛ لیکن یہ طریقہ بہت شاذ و نادر

باب ۱۵
تحصیل (ٹکس)
کے
اساسی اصول

قلیل المدت رہا۔ بہت زیادہ قریب الوقوع خطرے میں بھی مستقل اور بڑی آمدنی صرف جبری طور سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اسی وجہ سے محصول وصول کرنے والے کا طرزِ عمل خود اختیاری جمہوریت کے تحت بھی ویسا ہی سخت و درشت ہوتا ہے جیسا کہ سب سے زیادہ مطلق العنان حکومت کے تحت۔ خدماتِ عامہ کی ضرورت کا احساس یا یقین واثق انسانوں کو جس قدر جلد ہوتا ہے اتنی جلدی وہ خدماتِ عامہ کی انجام دہی کے لیے مالی اعانت کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔

۲۔ پس محصول میں پہلا اصولی مسئلہ، تقررِ محصول کے طریق سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا تعین کس طریقے پر ہو کہ متعدد خدماتِ عامہ کو مفت انجام دینے کے مصارف پورے کرنے کے لیے افرادِ قوم کتنی مالی اعانت کریں؟ کیا وہ محض اپنی آمدنی کے تناسب سے اعانت کریں یا اس تناسب سے زائد؟ اس سوال کے دو اساسی طور سے مختلف جواب ہیں۔ ایک تو بہت زیادہ قدامت پسندانہ ہے اور دوسرا بہت زیادہ انقلابی؛ اول الذکر میں اصول متناسب پیش کیا جاتا ہے، اور دوسرے میں اصول متزائد۔

قدامت پسندانہ خیال جس میں تناسب کے اصول کو پیش کیا جاتا ہے، بہت سادہ ہے۔ اس میں یہ تجویز کی جاتی ہے کہ ہر شخص اپنی آمدنی کے تناسب سے محصول ادا کرے اور اس طرح مختلف آمدنیوں کے مابین جو تعلقات ہیں ان میں خلل پڑنے نہ دیا جائے۔ مالداروں کو اسی لحاظ سے زیادہ رقم ادا کرنی چاہیے جتنی ان کی آمدنی زیادہ ہے، لیکن اس تناسب سے زیادہ انھیں ادا نہ کرنا چاہیے۔ اس خیال کی
508
اساسی بنیاد یہ ہے کہ موجودہ تقسیمِ دولت کو چھیڑنا نہ چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ بعض لوگ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ خوش حال ہیں، یعنی کچھ امیر ہیں اور باقی غریب۔ لیکن ان فرقوں کو قابلِ جواز خیال کیا جاتا ہے؛ یہی نہیں بلکہ موجودہ معاشری نظام کی غیر مشروط تائید و موافقت میں

باب ۶ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

ان فرقوں کو معیاری عدل و انصاف کے اصول و ضوابط کے بالکل مطابق تصور کیا جاتا ہے۔ چونکہ ٹکس کا عائد کرنا ضروری ہے اور چونکہ ان خدمات عامہ کے مصارف یا فوائد کی پیمایش نہیں ہوسکتی جوکسی فرد واحد کے لیے انجام دیے جاتے ہیں، لہذا سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے اور سب سے آمدنی کے مقررہ تناسب سے اعانت کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ اس طرح معاشری نظام میں ٹکس کے عائد کرنے سے کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ وہ پہلے بھی قرین انصاف تھا اور اب بھی ویسا ہی ہے۔

اس سے کسی قدر مختلف لیکن اسی مقررہ نتیجے کی جانب رہبری کرنے والا خیال یہ ہے کہ محصول کے ذریعے سے املاک اور آمدنی کی موجودہ تقسیم میں خلل نہ ڈالنا چاہیے۔ اگر اس میں رخنہ ڈالنا ہی ہے تو بہتر یہ ہوگا کہ دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس خیال سے امیر و غریب کے درمیان کی خلیج کے متعلق نہ تو خوشنودی ظاہر ہوتی ہے اور نہ مخالفت، بلکہ محض بے اعتنائی یا غیر جنبہ داری۔ کہا جاتا ہے کہ محصول وصول کرنے والے کو ایسے بڑے اور مشکل مسائل پر غور کرنے کا موقع دے کر حیران و پریشان نہ کرنا چاہیے۔ اس کا کام اپنی سادہ ترین شکل میں بھی کافی تکلیف دہ ہوتا ہے، یعنی حد برداشت سے زیادہ بے اطمینانی پیدا کیے بغیر مطلوبہ آمدنی حاصل کرنے کے طریقے سوچنا اور اختیار کرنا۔ اس کو محصول کا سادہ اصول "مالی" کہا جاسکتا ہے، چنانچہ اس کے مطابق تحصیل کا تعلق محض مصارف عامہ کو پورا کرنے کے لیے زر فراہم کرنے سے ہے۔ یہ اصول، پہلے بیان کیے ہوئے خیال کی طرح "متناسب" طریق کو اختیار کرنے اور "متزائد" طریق کو مسترد کرنے کی جانب رہبری کرتا ہے۔

محصول کا ایک اور اصول "مالی" بھی قابل ذکر ہے؛ اس کو غالباً سوفسطائی اصول کے نام سے موسوم کرنا چاہیے۔ اس کے مطابق واضع قانون کا اساسی کام ایسے طریقے سے آمدنی وصول کرنا ہوتا ہے جس سے اقل ترین بیزاری اور ناراضگی پیدا ہو۔ ہر وہ ٹکس اچھا ہوتا ہے جس سے ادا کرنے والوں میں بہت زیادہ احتجاج کی نوبت آئے بغیر یا کم از کم ان ادا کرنے والوں کی مخالفت کے بغیر بیشتر ترین آمدنی وصول ہو جو سیاسی حیثیت سے با اثر ہیں۔ اگر جمہوری قوم میں اعلیٰ متزائد محصول معمولی طبقے پر عائد کرنے سے نظم و نسق میں کوئی دقت رونما

باب ۱۸ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

ہوئے بغیر اور کثیر التعداد رائے دہندوں میں سرکشی کی نوبت لائے بغیر کثیر المقدار آمدنی وصول ہو تو، ایسے محصول کے عائد کرنے میں کوئی مضائقہ یا قباحت نہیں۔ علیٰ ہذا دوسری جانب اگر ایسی شے پر محصول لگانے سے جو کثیر مقدار میں استعمال کی جاتی ہو جیسے کہ شکر، قہوہ وغیرہ، آمدنی کثیر کی توقع ہو اور یہ محصول آنکھوں میں 509
خاک ڈال کر عائد کیا جا سکتا ہو جس سے عوام اس کا بار محسوس کرنے نہ پائیں تو اس کو بھی عائد کرنا چاہیئے۔ "بطخ کے پر اس طرح نوچو کہ وہ چیخنے چلانے نہ پائے" اس روکھے پھیکے خیال کو اتنے زیادہ الفاظ میں بہت کم پیش کیا جاتا ہے؛ لیکن قوانین کی وضع کا اس پر بہت کچھ مدار ہے۔ ہر وزیر مالیہ کے سامنے توفیر آمدنی کے مطالبات ہمیشہ پیش ہوتے رہتے ہیں لیکن اسی کے ساتھ جن پر وہ ٹکس عائد کرنے کی تجویز پیش کرتا ہے ان کی مخالفت کا بھی اس کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اقل ترین مقاومت کے راستے پر چلنے کی ترغیب کی مقاومت تقریباً ناممکن ہوتی ہے۔ تمام جدید ممالک کے مالیات میں اشیا کے بالواسطہ محصول جو عظیم الشان حصہ رکھتے ہیں ان کی توجیہ و تشریح زیادہ تر اسی بنیاد پر ممکن ہے۔

اکثر مباحث میں عدل و انصاف کے ساتھ محصول کے سوال کو کم از کم ظاہری طور سے پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ اس سوال کا احساس اس استدلال کے سلسلے کی تہ میں مضمر ہوتا ہے جو خالص اصول تناسب کی تائید میں کیا جاتا ہے اور جس کو ابھی بیان کیا جا چکا ہے یعنی نہ صرف اس استدلال کی تہ میں جس میں تقسیم دولت کو، بحالت موجودہ حق بجانب قرار دیا جاتا ہے، اور اس لحاظ سے محصول کے ذریعے سے اس میں خلل واقع نہ ہونے دینا مناسب خیال کیا جاتا ہے؛ بلکہ اس استدلال کی تہ میں بھی جس میں محض محصول کو معاشرتی اصلاح کے سوالات سے خلط ملط ہونے سے روکا جاتا ہے۔ ان دونوں خیالات میں یہ خوبی ہے کہ ان میں ایسی سچائی اور حقیقت کا مناسب اور ٹھیک مقابلہ کیا جاتا ہے جس کا مقابلہ کرنے سے اس بہ کثرت متنازعہ فیہ موضوع پر لکھنے والے متعدد مصنفین

باب ۶۸ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

قاصر ہے؛ یعنی یہ کہ محصول میں نصفت و تسویے کے سوال پر آزادانہ طور سے اور تمام موجود الوقت معاشری نظام کی نصفت کے تعلق کے بغیر بحث نہیں کی جا سکتی۔

اصول متزائد کے باہمت مؤید اپنے خیالات ٹھیک اسی بنیاد پر قائم کرتے ہیں کہ موجودہ معاشری نظام مکمل نہیں ہے، اور یہ کہ محصول اس نظام کی اصلاح و درستی کرنے والے آلات میں سے ایک ہونا چاہیے۔ خواہ یہ کھلا ہوا سوال ہی کیوں نہ ہو کہ آیا دولت و آمدنی کی سب عدم مساوات غیر منصفانہ ہے یا نہیں، پھر بھی موجودہ زمانے میں بڑے درجوں کی جیسی عدم مساوات پائی جاتی ہے اس کو عدل و انصاف کے ضوابط کے ہم آہنگ نہیں خیال کیا جاتا۔ بہت متمول لوگوں سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ نہ صرف اپنی آمدنیوں کے تناسب سے محصول ادا کریں بلکہ اس تناسب سے زائد مقدار میں ادا کریں۔ اس تجویز کو اشتراکی کہا گیا ہے؛ اور اگر اُن سب تدابیر کو جن کا مقصد عدم مساوات کو رفع کرنا ہو اس نام سے موسوم کیا جائے تو، اس کو بھی اسی نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ اس طرح موسوم کرتے ہیں وہ محصول متزائد کو مفت و عام کارخانوں کے قانون کی وضع، اجاروں کی تنظیم اور سرکاری انتظام کی توسیع کے ساتھ ایک ہی قسم میں شمار کرتے ہیں؛ اور یہ سب تدابیر اس خواہش پر مبنی ہیں کہ عدم مساوات کو کم کرنے کی جانب معاشری نظام کی اصلاح کی جائے۔ یہ لوگ جس حد تک اصول متزائد پر عمل کرنا چاہتے ہیں اس کا مدار بلا شبہ ان کے جوش و خروش کے درجے پر ہے جو وہ عام طور سے معاشری اصلاح کے لیے رکھتے ہیں۔ پھر وہ اس عام سوال کا ٹھیک جواب دینے کے قابل بھی اپنے آپ کو نہیں پاتے کہ اصول متزائد پر کس حد تک عمل کرنا چاہیے؟ ان کے مخالفین کا یہ خیال ہے کہ ایک دفعہ اصول متناسب سے انحراف کرلینے کے بعد، بقول مک کلاک حالت ایسی ہی ہو جاتی ہے جیسے کہ 510

باب ۶۸
تحصیل (ٹیکس) کے اساسی اصول

سُکان یا قطب نما کے بغیر سمندر میں جہاز کی اصلاح کے متعلق تمام قسم کے تحریکات کے خلاف بھی اسی قسم کی دشواری ظاہر کی جا سکتی ہے۔ بجز درشت اور انتہائی قسم کے اشتراکیین کے بہت کم اشخاص ان تحریکات کے آخری نصب العین کے متعلق واضح خیالات رکھتے ہیں۔ اوسط درجے کے آدمی کے لیے یہ معلوم کرنا کافی ہے کہ وہ کس سمت حرکت کر رہا ہے۔ موجودہ زمانے کے ترقی یافتہ ملکوں میں سب سے زیادہ غیر سوفسطائی اشخاص کے خیالات، محصول، اشتراکیت اور عام معاشیات کے متعلق بہت ہی مبہم ہوتے ہیں، پھر بھی وہ جبلی طور سے اس کو "واجبی اور حق بجانب" قرار دیتے ہیں کہ غریبوں کے مقابلے میں متمول اشخاص مصارف عامہ کے بوجھ کو برداشت کرنے میں نہ صرف اپنی آمدنی کے تناسب سے بلکہ اس تناسب سے زائد حصہ لیں۔ اس اقرار میں زمانے کے رنگ کا جو اثر ظاہر ہوتا ہے اس سے ہم میں سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

یوں تو متعدد و مختلف فقرے استعمال کیے گئے ہیں جن میں محصول کے اصول کو ظاہر کیا گیا ہے، لیکن اس اساسی مسئلے کا مقابلہ کرنے سے وہ قاصر ہیں۔ بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ محصول "قابلیت" پر یا "طاقت واستعداد" پر مبنی ہونا چاہیے۔ (اہل جرمن قابلیت کے لیے (Leistungsfähigkeit) کا لفظ استعمال کرتے ہیں)۔ پھر بھی یہ کسی طرح واضح نہیں ہوتا کہ یہ اصول معاشی عدل سے تطابق رکھتا ہے یا یہ کہ اس دقت طلب معاملے میں کہ اصول متزائد اختیار کیا جائے یا اصول متناسب وہ کسی قطعی نتیجے کی جانب رہبری کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ متمول آدمی کی ادائی کی قابلیت، کم مستطیع آدمی کے مقابلے میں، زیادہ ہوتی ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مصارف عامہ کو پورا کرنے کے لیے اس کو زیادہ مقدار میں رقم ادا کرنی چاہیے؟ روٹی اور کوئلے کی قیمت ادا کرنے کی قابلیت بھی

باب ۹ تحصیل (ٹیکس) کے اساسی اصول

اس میں زیادہ ہوتی ہے؛ پھر بھی ہم اس کو ایک امر واقعہ اور نہایت معقول اور حق بجانب بات تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ان اشیا کے لیے وہی مقررہ قیمتیں ادا کرے جو قلیل آمدنی والے اشخاص ادا کرتے ہیں۔ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا یہ فی الواقع مبنی بر انصاف ہے یا نہیں؛ یعنی آیا طاقت ور اور کام کی صلاحیت رکھنے والے کو اور اس شخص کو جو خوش قسمت ہو اور موافق حالات رکھتا ہو معاشی فائدے اور تفوق کی حیثیت حاصل ہونی چاہیے یا نہیں؟[1] لیکن خانگی ملکیت کے نظام کے تحت موجودہ حالت ایسی ہی ہے پس ایسے نظام کے تحت محصول کی حد تک بالکلیہ مختلف اصول کا اطلاق کیوں کیا جائے؟ کیا "قابلیت" کے اصول کے متعلق اس بات کا 511
اقرار کیے بغیر کہ ہمارا معاشی نظام عام طور سے غیر منصفانہ ہے تجریدی و مطلق طریقے پر اس بات کا اعلان کیا جا سکتا ہے کہ وہ مبنی بر انصاف اور حق بجانب ہے؟

بہر صورت "قابلیت" کا اصول متزائد محصول کے مسئلے پر کسی واضح نتیجے کی جانب رہبری نہیں کرتا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ متمول طبقے کو قابلیت کی بنیاد پر محصول ادا کرنا چاہیے تو بھی؛ یہ سوال باقی رہتا ہے کہ اس "قابلیت" کی پیمایش کیونکر کی جائے؟ آیا اس کی قابلیت اس کی آمدنی کے صحیح تناسب سے بڑھتی ہے یا اس تناسب سے زیادہ ہوتی ہے؟ جو لوگ تقسیم محصول کے منصفانہ اصول قابلیت یا طاقت کو قرار دیتے ہیں وہ بالعموم ایسے نتیجے پر پہنچتے ہیں جو متزائد اصول کی تائید میں ہے۔ پھر بھی ان کا اصول لازمی طور سے اس نتیجے کی جانب رہنمائی نہیں کرتا۔ وہ اس بنیادی خیال کے زیر اثر ہوتے ہیں (اگرچہ ایسا ہمیشہ محسوس طریقے پر نہیں ہوتا) کہ مالدار لوگوں کی حیثیت عام طور سے ناواجب طریقے پر زیادہ موافق

[1] مقابلہ کرو باب ۶۶ فصل (۳) سے۔

باب ۶۵

تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

ہوتی ہے اور یہ کہ اسی لحاظ سے مطالبات عامہ کے بارے میں اُس اصول سے مختلف اُصول کا استعمال و اطلاق ترین انصاف و عدل ہے جو دوسرے معاملات پر صادق آتا ہے۔

اسی قسم کی دشواری اور معاشری عدل کے اساسی سوالات کی جانب اسی قسم کی ناگزیر رجعت ایک دوسرے فقرے سے رونما ہوتی ہے جو ان مباحث میں بہ کثرت استعمال کیا جاتا ہے، یعنی یہ کہ ٹکس اس طرح عائد کرنا چاہیے کہ سب کو "مساوی ایثار" کرنا پڑے۔ اگر اس اصول پر سختی کے ساتھ عمل کیا جائے تو وہ بہت زیادہ محصول متزائد کی جانب رہبری کرے گا۔ اگر غریب آدمی کی نصف آمدنی لے لی جائے تو اس کو جو ایثار کرنا پڑے گا وہ اس ایثار کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوگا جو لکھ پتی کو اس کی نصف آمدنی چھین لینے کی صورت میں کرنا پڑے گا۔ غریب آدمی کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک، محصول اس کو ضروریات زندگی اور معمولی آرام سے محروم کردے گا، اور مالدار آدمی کی حد تک محض ان ذرایع کو اس سے چھین لے گا جو اس کی تعیشات اور نمایش کی احتیاج کو پورا کریں گے۔ مساوات ایثار پیدا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ لکھ پتی سے بدرجہا زیادہ مقدار وصول کی جائے۔ یہ اساسی سوال دوبارہ رونما ہوتا ہے کہ اس صورت میں مساوی ایثار کیوں ہو جبکہ دوسرے معاملات میں ایسے کسی قاعدے کی پابندی نہیں کی جاتی؛ موجودہ تقسیم دولت میں اساسی اصول کارکردگی ہے نہ کہ "ایثار"۔ محصول کے سوالات صرف ان قوموں میں رونما ہوسکتے ہیں جن کی بنیاد انفرادیت اور خانگی ملکیت پر قائم ہو؛ اور ان میں مساوات ایثار کے اصول کا اطلاق کرنا یہ تسلیم کرنے کے برابر ہے کہ انفرادیت کا عملدرآمد کسی کو مطبوع و مرغوب نہیں یعنی کم از کم اس حد تک تغیر و اصلاح کرنی چاہیے۔

سمہ۔ یہی اہم سوال ایک اور معاملے کے بارے میں بھی بار بار

باب ۶۸
تحصیل ٹکس کے اساسی اصول

پیش ہوتا ہے جو اکثر زیر بحث آتا ہے: یعنی آیا املاک کی آمدنیوں پر اسی شرح سے ٹکس عائد کرنا چاہیے جس شرح سے محنت کی آمدنیوں پر عائد کیا جاتا ہے یا نہیں۔ محصول کے متعلق تصنیفات میں "املاکی آمدنی"[1] اور "غیر املاکی آمدنی"[2] کی اصطلاحیں بہ کثرت استعمال ہوتی ہیں۔[3] املاکی آمدنیاں ایسی آمدنیاں ہیں جو ملک و جائداد سے حاصل ہوں، اور سود یا لگان یا نفع اجارہ کی قائم مقامی کریں۔ غیر املاکی یا محنتی آمدنیوں میں تنخواہیں، اجرت، کاروباری منافع اور پیشوں کی آمدنیاں شامل ہیں۔ سردست ہم انھیں علی الترتیب "جائداد کی آمدنی" اور "محنت کی آمدنی" کے نام سے موسوم کریں گے۔ اول الذکر غیر معین مدت تک باقی رہتی ہیں؛ اور موخر الذکر کا سلسلہ پانے والوں کی زیست کے ساتھ منقطع ہو جاتا ہے۔ کیا ان پر بھی ایک ہی مقررہ شرح سے محصول عائد کرنا چاہیے یا مختلف شرحوں سے؟

ان دونوں میں مدت کا اضافی فرق ان کے مابین امتیاز قائم کرنے کی معقول وجہ نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جائداد کی آمدنیاں چونکہ زیادہ مدت تک قائم رہتی ہیں؛ اس لیے وہ کثیر المقدار ہوتی ہیں تو، اس کا جواب یہ ہے کہ ٹکس بھی دیر تک ان پر قائم رہتا ہے۔ اگر آمدنی مستقل یا دائمی ہو تو محصول بھی دائماً دیا جائے گا۔ حقیقت میں ایک اعتبار سے محصول کے بار یا وزن میں معقول فرق ہے؛ محنت کی آمدنی پانے والا اکثر صورتوں میں اخلاقاً مجبور ہوتا ہے کہ اپنی تمام آمدنی

---

[1] Founded Income

[2] Unfounded Income

[3] برطانیۂ عظمیٰ میں اس کے بجائے "مکتسب" اور "غیر مکتسب" کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں؛ لیکن ان پر اعتراض ہو سکتا ہے، اس لیے کہ گو وہ بالعموم خالص فنی مفہوم میں استعمال کیے جاتے ہیں؛ پھر بھی ان سے دونوں قسم کی آمدنیوں کے حق بجانب ہونے نہ ہونے کے متعلق رائے ظاہر ہوتی ہے۔

باب ۶۸
تحصیل ٹکس کے اساسی اصول

استعمال نہ کرے، بلکہ ایک حد تک بیشتر حصہ پس انداز کردے۔ وہ بیوی بچوں کے مستقبل استعمال کے لیے جو کچھ پس انداز کرتا ہے وہ فی الحقیقت اس کی موجودہ آمدنی کا جزو نہیں ہوتا۔ وہ آگے چلکر متوسلین کی آمدنی کا جزو ہوجائے گا۔ اگر اس پر بحالت موجودہ ٹکس لگایا جائے اور آیندہ مستفید ہونے والوں کے ہاتھ میں پہنچنے کے بعد پھر ٹکس لگایا جائے؛ یا اگر اس کے مصروف مشغول کردیے جانے کے بعد جو آمدنی آگے چلکر مستفید ہونے والوں کو وصول ہو اس پر ٹکس لگایا جائے تو، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ایک ہی آمدنی پر دہرا محصول لگایا گیا۔ جائداد کی آمدنی پانے والا بھی حقیقت میں یہی کر سکتا ہے اور اس کی پس انداز کردہ رقم پر بھی ممکن ہے کہ دہرا محصول عائد کیا جائے؛ لیکن اس کی حد تک اس کا قرینہ نہیں ہے کہ وہ اپنی موجودہ آمدنی کا کوئی جزو پس انداز کرے، اس لیے کہ یہ سب کی سب غالباً بلا تخفیف اس کے ورثا کو منتقل ہوجاتی ہے۔ اسی بنیاد پر ایسے ممالک، جو آمدنی پر محصول عائد کرتے ہیں، بالعموم ایسی رقم کے بارے میں تخفیف کو جائز قرار دیتے ہیں جو بادی النظر میں قابل محصول ہوتی ہیں مثلاً بعض ایسی رقموں پر جو بیمہ کی قسط کے طور پر ادا کی جاتی ہیں۔ ایسی رقمیں جن میں تخفیف کو روا رکھا جاتا ہے محدود ہوتی ہیں، اور صرف آمدنی سے پس انداز کی ہوئی
518 یقینی رقموں، یعنی بیمے کے اقساط کا لحاظ کیا جاتا ہے؛ اس قسم کا حفظ ماتقدم اس وجہ سے ضروری ہوتا ہے کہ مبادا آمدنی میں تخفیف ہوتے ہوتے کہیں اس کا بالکل خاتمہ نہ ہوجائے۔ لیکن محنت کی آمدنیوں پر کم محصول عائد کرنے کا اصول اس طرح تسلیم کرلیا جاتا ہے اور ٹھیک اس بنیاد پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ ایسی رقموں پر ٹکس نہ لگانا چاہیے جو موجودہ آمدنی کے موثر اجزائے ترکیبی نہ ہوں۔

لیکن جائداد کی آمدنیوں پر نسبتہً اعلیٰ شرح سے ٹکس وصول کرنے کے عام دستور کا مدار اس بنیاد پر نہیں ہوتا۔ اس کا انحصار غالباً

تحصیل ٹیکس کے اساسی اصول

معاشری سوالات کی جانب اسی میلان یا طرزِ عمل پر ہوتا ہے جیسا کہ محصول متزائد کو تسلیم کر لینے میں پایا جاتا ہے، یعنی اس امر کے غیر محسوس اقبال پر ہوتا ہے کہ انصاف یکساں سلوک کا متقاضی نہیں ہے۔ جائدادوں کی آمدنیاں پانے والا آرام طلب طبقہ ہے جو قوم کے مادی ذرائع میں براہ راست کوئی اضافہ نہیں کرتا، لیکن محفوظ آمدنی پیدا کرنے والی جائدادوں پر گزارہ کرتا ہے۔ موجودہ نظام کی اچھائی اور برائی کا سوید حقیقت میں یہ کہے گا کہ یہ آمدنیاں ایسی ہی حق بجانب ہیں جیسی کہ موجودہ حالت میں کام کرنے والوں کی آمدنیاں۔ سود اور لگان ایسے ہی مستحسن اور قابل جواز ہیں جیسی کہ اور دوسری قسم کی آمدنیاں، اور ان کو الگ کر کے ان پر اعلیٰ شرح سے محصول عائد کرنا گویا عدم نصفت کا اقبال کرنا ہے۔ اس استدلال کا بھی اسی طرح کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا، جس طرح مالداروں پر محصول متزائد عائد کرنے کے خلاف اسی کے مماثل استدلال کا۔ گو اکثر اشخاص اپنے نتائج احتیاط یا صحت کے ساتھ مرتب نہیں کرتے، پھر بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ محنت سے جو آمدنیاں حاصل کی جاتی ہیں وہ کسی نہ کسی طرح زیادہ مبنی بر انصاف ہوتی ہیں اور آرام طلب طبقے کی آمدنیاں اس سے کم قابل جواز بنیاد پر قائم ہیں۔ یہ حق بجانب ہو سکتا ہے کہ بعض خوش قسمت افراد اور ان کے اخلاف آرام و راحت کے ساتھ دائمی طور سے زندگی بسر کریں اور انھیں رمق برابر بھی کام نہ کرنا پڑے۔ لیکن یہ اسی درجے تک حق بجانب نہیں ہو سکتا جتنا کہ خود کسب معیشت کرنا۔ اسی وجہ سے اگرچہ محصول یا کسی اور ذریعے سے جائداد کی آمدنیوں کی کامل ضبطی کو اوسط درجے کا آدمی "غیر دیانتدارانہ" یا "اشتراکی" ہونے کی حیثیت سے مذموم قرار دے گا، ایسی آمدنیوں پر اعلیٰ محصول کو جائز قرار دے کر انتقادی اور اصلاحی جذبے کے ساتھ کچھ مراعات کی جاتی ہیں۔ تاوقتیکہ اس قسم کی رعایت نہ ہو اس بنیاد پر محنت کی آمدنیوں پر ادنیٰ شرح محصول کو عامۃ الاطلاق قرار دینے کی کوئی

باب ۶۵ تحصیل ٹیکس، کے اساسی اصول

منطقیانہ بنیاد نہیں ہوسکتی۔

۴۔ اس طرح محصول متزائد اور جائداد کی آمدنیوں پر اعلیٰ محصول عائد کرنے کی تائید میں جو کوئی نتیجہ نکالا جائے اس کا انحصار سچ پوچھو تو لازماً موجود الوقت معاشرے میں ناخوشگوار خصوصیات کی موجودگی اور اصلاح معاشرہ کے نظام العمل کے واضح طور سے تسلیم کرنے پر ہوگا۔ سوال صرف یہ ہوگا کہ آیا محصول کے ذریعے سے اس خاص قسم کی جو اصلاح کی جائے گی اس کے بخوبی عمل میں آنے کا قرینہ ہے یا نہیں، آیا اس سے نتیجۃً خرابیاں پیدا ہوں گی یا نہیں، اور آیا اسی مقررہ مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دوسرے طریقوں کا اختیار کرنا بہتر ہوگا یا نہیں۔ چنانچہ یہاں بڑی احتیاط کے ساتھ آگے قدم بڑھانے کے نہایت معقول وجوہ ہیں۔

14 متزائد اصول کے استعمال کرنے کی راہ میں مزاحمت پیدا کرنے والی نظم و نسق کی بعض دشواریوں پر عنقریب توجہ کی جائے گی۔ مختلف قسم کے محصولوں کے بارے میں مختلف قسم کی دشواریاں محسوس ہوتی ہیں، جیسا کہ خاص قسم کے عائدوں پر غور کرنے کے سلسلے میں واضح ہوگا۔ یہاں توجہ صرف بعض اصولی مسائل پر کرنی چاہیئے۔

محصول متزائد، جس حد تک اس کا مقصد ناواجب عدم مساواتوں کی اصلاح کرنا ہے، نتائج سے بحث کرتا ہے نہ کہ اسباب سے۔ ظاہر ہے کہ معاملے کی تہ کو پہنچنا اور اسباب سے بحث کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔ اصلاح کا زیادہ موثر اور امید افزا طریقہ یہ ہے کہ دوسرے طریقوں سے عدم مساوات کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے؛ یعنی معقول تعلیم کی وسیع سہولتیں بہم پہنچا کر سب کو مساوی موقع دیا جائے، اجارے کی صنعتوں کی نگرانی کی جائے، ان حالات و شرائط کو رفع کیا جائے جو ناجائز منافعہ کو ممکن بناتے ہیں۔ محصول متزائد، جو محض آمدنی کے پیمانے یا وسعت، نہ کہ معاشری استحقاق، کے مطابق بحث کرتا ہے، آخری نصب العین تک پہنچنے میں مادی خوشحالی پیدا کرنے والے ان متعدد طریقوں کے

باب ۶۸
تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

مقابلے میں، جو گزشتہ صفحات میں زیر بحث آچکے ہیں، بہت کم امتیازی اور کم موثر ہے۔

آمدنی کی نوعیت کی بنیاد پر محصول متزائد کے اصول کا اطلاق؛ یعنی آمدنی کے اضافے کے ساتھ ساتھ شرحوں کا تدریجی اضافہ، لیکن ان سب صورتوں کی حد تک نہیں جن میں آمدنی زیادہ ہو بلکہ صرف ان صورتوں کے لیے جن میں آمدنی قابل اعتراض طریقوں سے بڑھالی جائے، بظاہر ممکن ہے کہ سیدھا سادا معاملہ معلوم ہو۔ اصول بظاہر کافی طور سے واضح ہے، کیا عدم مساواتیں ایسی ہیں جو بحیثیت مجموعی قوم کے حق میں منفعت بخش ثابت ہونے والی جدوجہد کو ترغیب و تحریص دیتی ہیں؟ اگر خانگی ملکیت کا آئین موجود ہو، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سب محرکات اور امنگیں بھی موجود ہوں جو اس کا جزو ہیں تو، عدم مساواتوں کا بہت بڑا حصہ اس مفہوم کے لحاظ سے منفعت بخش ہے۔ سود یا عاملین قدرت کے اس صلے کو موقوف و مسدود کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو غیر امتیازی طور سے سود کے ساتھ خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ تنخواہیں، پیشوں کی آمدنیاں اور صحیح مفہوم میں کاروباری منافعے، ان سب کو اُن قوتوں کے عمل سے منسوب کیا جاتا ہے جن سے آمدنی حاصل کرنے والے کام لیتے ہیں۔ اگر انھیں ان کے حسب استعداد آزادی کے ساتھ کسب آمدنی کا موقع دیا جائے تو، 515 اس سے جد و جہد و مساعی میں انتہائی اضافہ ہوگا؛ اور اس طرح ان کے مابین مقابلہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کا قرینہ زیادہ ہوگا کہ قوم کو مفید خدمات کافی مقداریں ملیں۔ لہٰذا ایسی آمدنیوں پر ان کی مقدار یا پیمانے کے لحاظ سے محصول عائد نہ کرنا چاہیئے۔

لیکن ایسی جائز طور سے بڑھی آمدنیوں کو نشان زد کرنا اور ان کے اور "ناجائز" آمدنیوں کے مابین فرق و امتیاز قائم کرنا انتہائی طور سے دشوار معاملہ ہے۔ قانون کو صحیح اور اصلی واقعات سے بحث کرنی چاہیئے؛ وہ عام اصول اور کم و بیش تخمینی اندازوں پر قائم نہیں کیا جا سکتا۔

باب ۶۸ تحصیل ٹکس کے اساسی اصول

اس کے برخلاف معاشیات کے نتائج خاصکر بڑے معاشری مسائل کے بارے میں، اساسی طور سے محض اندازوں کی نوعیت رکھتے ہیں۔ مثلاً "ناجائز" منافعہ کیا ہے؟ اس کی تعریف اس طریق پر کس طرح کی جائے جس سے وہ مخصوص محصول کے تحت آسکیں؟ اس میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا کہ ایسے منافعے کا باعث چالبازی، خورد برد، فریب دہی اور کمزوروں اور ناتجربہ کاروں کو آزار پہنچانا ہے۔ لیکن ان میں اور ان منافعوں میں کس طرح نمایاں تفریق کی جاسکتی ہے جو ایسے طریقوں سے حاصل کیے جائیں جو قوم کے حق میں نفع رساں ہوں اور عمل صحیح کے مسلمہ معیاروں پر پورے اترتے ہوں؟ قوت اور اولوالعزمی کے سرچشموں پر اثر ڈالے بغیر کسی قسم کے تفریقی محصول کا اطلاق کرنا ممکن العمل ہے۔ بہتر ین طریقہ یہ ہے کہ اسباب سے بحث کی جائے یعنی کمزوروں کا تحفظ کیا جائے، مقابلے کا معیار بلند کیا جائے، قانون کی اصلاح کی جائے اور مجرموں کو بلا رو رعایت سزا دی جائے۔

جائداد کی آمدنی کی ان قسموں کو بہت صاف طور سے علیحدہ کر دیا گیا ہے جو انفرادی نظام کے عمل کے لیے ضروری نہیں ہیں، اور اس لحاظ سے محصول کے لیے خاص طور سے موزوں ہیں۔ چنانچہ شہر کی سکونتی زمینوں کے لگان، یا سکونتی زمینوں پر مستقبل میں وصول ہونے والے زائد لگان جو حقوق قائمہ کے اصول کے اندر نہیں ہیں ان قسموں میں شامل ہیں[1]۔ نفع اجارہ بھی اسی قسم میں داخل ہے۔ یہ صحیح ہے کہ نفع اجارہ کی صحت کے ساتھ تعریف اتنی ہی مشکل ہے جتنی "ناجائز" منافعے کی تعریف۔ اس کثیر المقدار منافعے کو جو بلند حوصلگی، علو ہمتی اور عمدہ انتظام سے حاصل ہوتا ہے خالص نفع اجارہ سے کس طرح علیحدہ کیا جاسکتا ہے؟ پھر بھی ایسی صورتیں موجود ہیں جن میں ایسا کیا جاسکتا ہے، مثلاً جبکہ بنک کو

[1] مقابلہ کرو باب ۴۴ فصل (۵) اور (۶) سے

باب ۶۸ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول 516

اجرائے زر کاغذی کا اجارہ حاصل ہو یا ٹریموے یا گیس کمپنی کو شہر کی خدمت انجام دینے کا اجارہ دیا گیا ہو۔ اس صورت میں یہ قرار دینا واضح طور سے مناسب ہے کہ شغل اصل پر آمدنی کی مقررہ شرح سے اوپر کا منافعہ کمپنی اور حکومت میں تقسیم کیا جائے۔ ایسی صورت میں حکومت کو ملنے والی مقدار کو "ٹکس" یا "حصّے" کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن نام کوئی اہمیت نہیں رکھتا؛ وہ اساسی طور سے مقررہ قسم کی آمدنی پر ایک عائدہ ہے اور اس کا جواز یہ ہے کہ وہ اس عدم مساوات کو دور کرتا ہے جس سے کوئی معاشری فائدہ نہیں ہوتا۔

لیکن عام طور سے متزائد محصول، قسم آمدنی کی بنیاد پر قابل عمل نہیں ہوتا۔ وہ اس کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اس کا اطلاق وسیع پیمانے پر صرف آمدنی کی مقدار کے حوالے یا تعلق سے کیا جائے۔ اکثر اشخاص کو یہ بظاہر کوئی نتیجہ خیز فرق و امتیاز معلوم نہ ہوگا۔ کثیر المقدار آمدنی پر ٹکس عائد کرنا ان کو بظاہر ویسا ہی معلوم ہوگا جیسا کہ کسی قابل اعتراض قسم کی آمدنی پر محصول عائد کرنا۔ اگرچہ بہت کم اشخاص اس قسم کے خیال کو اس کے منطقیانہ نتیجے تک پہنچائیں گے اور ہر قسم کی عدم مساوات کو ہمیشہ کے لیے مذموم قرار دیں گے، پھر بھی یہ جبلی احساس موجود ہوتا ہے کہ نمایاں عدم مساوات مذموم ہے اور کثیر المقدار آمدنیوں پر خاص موزونیت کے ساتھ محصول عائد کیا جا سکتا ہے۔ انسانوں میں باہمی ہمدردی کی ترقی اور جمہوریت کے تمام طبعی میلانات، اصول متزائد کے قیام کو اس کی غیر مقید شکل میں تقویت پہنچاتے ہیں۔ اسی قسم کا میلان طبع اور ممیز طریقوں سے قانون کی ناگزیر ترتیب، اس امر کو تقریباً یقینی کر دیتی ہے کہ محصول متزائد کا اطلاق زیادہ سے زیادہ وسیع ہوتا جائے گا۔ سوال صرف یہ رہ جائے گا کہ اس پر کس حد تک عمل کیا جائے گا اور نظم و نسق کی کن مشکلات کا اس کو سامنا کرنا پڑے گا۔

۵۔ جائداد کی آمدنیوں پر متزائد یا تفرقی محصول عائد کرنے کے

باب ۲ تحصیل ٹکس کے اساسی اصول

بارے میں ایک اور سوال رونما ہوتا ہے۔ اس کا تعلق جائداد کی آمدنی کی قسم یا اس کے ماخذ پر نہیں بلکہ محض اس کی مقدار کے اعتبار سے متزائد ٹکس لگانے سے ہے۔

سود کی مدافعت جس اساسی بنیاد پر کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ فراہمیٔ اصل کی ترغیب دینے کے لیے آمدنی کا عنصر ضروری ہے۔ پس انداز کرنا مشکل کام ہے، اور وہ اس وقت تک انجام نہیں دیا جائے گا جس وقت تک مشغولات اصل پر آمدنی وصول نہ ہو۔ لیکن یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ کسی طرح تمام پس اندازیوں کی حد تک صحیح صورت حال نہیں۔ اکثر تحت اختتامی پس انداز کرنے والے بھی ہوتے ہیں[1] ان کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک اگر حکومت ان کی آمدنی کے ایک جزو کا استحصال کرے تو، اس سے فراہمیٔ اصل میں کمی واقع نہ ہوگی۔ خاص لگان کی صورت میں جس اصول کا اطلاق کیا جاسکتا ہے اسی قسم کے اصول کا یہاں اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ لگان کے ٹکس کا بار معین طور سے مالک پر پڑے گا، اور لگان کے ماخذ کے استفادہ یا رسد پر اس کے کوئی مزید اثرات نہیں پڑتے۔ اس نقطۂ نظر سے جائداد کی کثیر المقدار آمدنیوں پر محصول متزائد عائد کرنے کی بنیاد قائم ہوسکتی ہے۔

517 وہ لوگ جن کے ذرایع کثیر ہوتے ہیں تقریباً ہمیشہ کچھ نہ کچھ پس انداز کرنے والے کے لگان" سے متمتع ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ انھیں مشغولات اصل پر تقریباً ۴ فی صد وصول ہو، لیکن وہ تقریباً سب صورتوں میں مشغولات کو بدستور قائم رکھیں گے۔ خواہ انھیں صرف دو فی صد ہی ملے۔ چونکہ اصل کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اس لیے ادنیٰ شرح پر بھی معقول اطمینانی اور غالباً کثیر آمدنی وصول ہوگی۔ اس آمدنی سے محرومی کو پسند نہ کرکے غالباً فراہمیٔ اصل کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا

[1] مقابلہ کرو باب ۳۹ فصل (۲) تا (۴) سے۔

باب ۶ تحصیل (ٹکس) کے اساسی اصول

اور اصل کی مقدار میں تخفیف نہ ہوگی۔

اس میں شک نہیں، کہ اسی استدلال کا اطلاق ان تمام صورتوں میں ہوگا جن میں پس انداز کرنے والوں کو لگان وصول ہوگا۔ جو لوگ مستقبل کی کسی ناگہانی مصیبت، پیری یا بیوی بچوں کے خیال سے پس انداز کرتے ہیں، وہ اپنے عمل کا سلسلہ بڑی حد تک جاری رکھیں گے، خواہ سود کی شرحیں بہت گھٹ جائیں یا کوئی شرح وصول نہ ہو۔ فراہمیٔ اصل سے ان کو جو آمدنی ہوتی ہے اس کے ایک جزو پر محصول کے ذریعے سے رقم وصول کرنے کی بنا پر معاشری اصل کی مقدار میں کوئی تخفیف رونما نہ ہوگی۔ لیکن ان صورتوں میں عام طور سے عدم مساوات اس درجے کی نہیں ہوتی جس کی بنا پر تفرقی یا متزائد محصول عائد کرنے کا مطالبہ رونما ہو۔ عظیم عدم مساواتیں، جو عصر حاضر کی جمہوریت اور مساوات کے جذبے سے بظاہر تناقض رکھتی ہیں، ان عظیم المقدار جائدادوں سے رونما ہوتی ہیں جو شاذ و نادر ہی مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض سے پس انداز کی جاتی ہیں۔ حب جاہ، تفوق کا شوق، اور کامیابی کا فخر یہ سب ثروت پیدا کرنے والوں کے محرکات ہیں۔ علاوہ ازیں حب جاہ اور آرام طلبی ایسے محرکات ہیں جن کے تقاضے سے ان کے ورثا اور اخلاف دولت کو برقرار رکھنے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ اگر ادنیٰ شرح آمدنی وصول ہو تو، اس سے ان کی اصل رقم پر کوئی آنچ نہ آئے گی اور نہ ان ذرائع میں تخفیف واقع ہوگی جن پر قوم کے آلات و ساز و سامان پیدائش کا مدار ہے۔

اس قسم کے وجوہ کی بنا پر جائداد کی کثیر المقدار آمدنیوں پر محصول متزائد عائد کرنے کی تائید کی جاسکتی ہے؛ یعنی اس صورت میں تائید کی جاسکتی ہے جبکہ کوئی شخص اس خیال کو صاف طور سے تسلیم کرلے کہ دولت کی عظیم عدم مساواتیں نامناسب ہیں، اور انھیں محصول کے ذریعے سے یا دوسرے ذریعوں سے اس حد تک

باب ۶۸ تحصیل ٹکس کے اساسی اصول

کم کرنا چاہیے جس حد تک دوسرے عواقب سے جو قوم کے لیے اسی کے مساوی نامناسب ہوں، بچا جا سکتا ہو۔ اس کا ایک ممکنہ نامناسب نتیجہ فراہمی اصل میں رکاوٹ ہے؛ لیکن "پس انداز کرنے والے کے لگان" کے نظریے کی رو سے فی الحقیقت کسی رکاوٹ کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

518 پھر بھی اور دوسرے ممکنہ نامناسب عواقب محصول عائد کرنے اور ان کا انتظام کرنے کے سلسلے میں رونما ہوتے ہیں۔ بعض قسم کے محصول آسانی اور یقین کے ساتھ وصول کیے جا سکتے ہیں۔ بعضوں میں ٹکس سے بچنے کی کوششوں کی بنا پر بے انتہا دشواریاں پیدا ہوتی ہیں اور ٹکس ادا کرنے والوں کے لیے وہ مخرب اخلاق ہوتے ہیں۔ اس قسم کی دشواریاں محصول آمدنی (انکم ٹیکس) میں خاص طور سے پیدا ہوتی ہیں، اور جتنے جتنے متزائد پیمانے پر محصول عائد کیے جاتے ہیں اتنی اتنی یہ دشواریاں بڑھتی جاتی ہیں۔ محصول متزائد کے مسئلے کے اس پہلو پر آئندہ باب میں بحث کی جائے گی۔

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

(۱) آمدنی کے محصول، اصول متزائد کے مسئلے کو نمایاں طور سے پیش کرتے ہیں؛ 519
پھر بھی ان پر دوسرے محصولوں کے سلسلے میں غور کرنا چاہیئے۔ (۲) آمدنی کے
محصول بالعموم خوش حال طبقے تک محدود ہوتے ہیں۔ قلیل المقدار
آمدنیوں کا استثنا ایک حد تک معاشری بنیادوں پر مبنی ہے اور ایک
حد تک انتظام کی عملی ضرورت پر۔ (۳) برطانیہ کا انکم ٹکس اور
ماخذ ہی پر وصول کر لینے کی تدبیر۔ یہ نظام اصول متزائد سے تناقض
رکھتا ہے؛ اس میں مستقل ترمیم و تبدیلی ہوگئی ہے۔ (۴) کلُ آمدنی پر
محصول متزائد۔ اعلان ضروری ہے۔ اس قسم کے
محصول کے موثر انتظام کے شرائط۔ آمدنی کے محصول
اس کی خاص طور سے صلاحیت رکھتے ہیں کہ مالی ضروریات
کے لحاظ سے ان کی از سرِ نو تنظیم کی جائے۔ (۵) ریاستہائے متحدہ میں
انکم ٹکس کا سوال ۱۹۱۳ء میں دستور کی ترمیم و تبدیلی کے بعد سے
اس نظام کی نشو و نما ہوئی ہے۔ (۶) وراثت کے محصولوں کا نفاذ

باب ۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

نسبتاً آسان ہے، اور ان کی حد تک بآسانی اصول متزائد پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اصول متزائد کی جانب میلان۔ (۷) اگر وراثت پر محصول متزائد اعلیٰ شرح سے عائد کیا جائے تو، وہ فراہمیٔ اصل میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ اگر اس کا اطلاق کیا گیا تو یقینی طور سے اصل کی رسد فراہم کرنے کے لیے نئے طریقے دریافت کرنے پڑیں گے۔

۱۔ پچھلے باب میں عدل و انصاف کے مسئلے پر اس طرح بحث کی گئی کہ گویا سب ٹکس آمدنی سے ادا کیے جاتے تھے۔ چنانچہ انجام کار صورت یہ ہوتی ہے کہ سب محصول، آمدنی سے ہی وصول کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ ابتداءً اکثر ٹکس، آمدنی کے لحاظ سے عائد نہیں کیے جاتے، بلکہ اراضی یا اکنہ یا اشیا کے لحاظ سے عائد کیے جاتے ہیں۔ پھر بھی انجام کار ان محصولوں کا بار کسی نہ کسی شخص کی آمدنی پر پڑتا ہے، خواہ اس شخص کی آمدنی پر نہ پڑے جس سے ابتداءً رقم کا مطالبہ کیا جائے۔ یہ سچ ہے کہ بعض ٹکس ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر ممکن ہے کہ فرد واحد کی آمدنی میں کمی نہ کریں، بلکہ اس کے اصل کو یا اس کے فراہم کردہ املاک و مقبوضات کو کم کر دیں۔ چنانچہ وراثت کے محصول کا عمل اسی طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن موجودہ قوموں میں ایسے اثرات عام طور سے ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ یہ کہنا کہ محصول کا ماخذ آمدنی ہے، کسی طرح سے بھی حقیقت سے بعید نہیں ہے۔

گو محصول، آمدنی ہی سے ادا کیے جاتے ہیں، پھر بھی سرکاری مداخل کا 520
نسبتہً قلیل جزو، آمدنی سے براہ راست وصول کیا جاتا ہے۔ بعض ملکوں میں انکم ٹکس ہوتے ہی نہیں۔ ایسے ملکوں میں بھی جہاں آمدنی کے محصول مکمل طور سے موجود ہوتے ہیں اس ذریعے سے قومی آمدنی کا صرف ایک جزو حاصل کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں کوئی ملک اس طریقے سے تمام آمدنیوں پر دسترس حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ آمدنی کے بلا واسطہ محصول حقیقتہً

باب ۱۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

معاشرے کے خوش حال ارکان تک محدود ہوتے ہیں۔ جو لوگ دستی محنت سے اجرت حاصل کرتے ہیں ان میں سے اکثر کی آمدنی پر اس طرح دسترس حاصل نہیں کی جاتی۔ ان کی آمدنیاں صرف دوسرے محصولوں سے متاثر ہوتی ہیں، اور ایسے طریقوں سے جن کا بالعموم انھیں بہت ہی موہوم احساس ہوتا ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محصول میں عدل و انصاف کے مسائل پر، جن پر پچھلے باب میں بحث کی گئی، صرف ان محصولوں کے حوالے سے بحث نہ کرنی چاہیئے جو انکم ٹکس کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں بلکہ ہر قسم کے محصولوں کے حوالے سے غور کرنا چاہیئے۔ ان سوالات کا جواب کہ آیا محصول متزائد طریق پر ہونا چاہیئے یا وہ فی الحقیقت متزائد طریق پر موجود ہیں تمام محصولات کے حوالے سے دینا ضروری ہے۔ مثلاً یہ کلیتہً ممکن ہے کہ آمدنی کے محصول متزائد ہوں، پھر بھی یہ ممکن ہے کہ محصول کا نظام بحیثیت مجموعی ایسا نہ ہو۔ جیساکہ عنقریب بیان ہوگا، متعدد قسم کے محصول جو بہ کثرت رائج ہیں، اپنے آخری اثرات کے لحاظ سے رجعی ہیں؛ یعنی وہ متمول اور خوش حال طبقے کے مقابلے میں مفلس طبقے کو آمدنی کے تناسب سے زیادہ زیر بار کرتے ہیں۔ ان حالات میں یہ بلا تامل کہا جاسکتا ہے کہ خوش حال طبقے کی آمدنیوں پر براہ راست جو محصول عائد کیا جائے وہ اصول متزائد کے تحت ہونا چاہیئے تاکہ محصول کے نظام میں بحیثیت مجموعی سیدھا سادا تناسب قائم رہے۔ آیا کسی مقررہ ملک کے نظام محصول کی فی الحقیقت یہی حالت ہوتی ہے اس کا معلوم کرنا نہایت دقت طلب ہے؛ اس لیے کہ متعدد قسم کے محصولوں کا آخری اثر بالکل غیر یقینی ہوتا ہے۔ لیکن اس سوال کی موجودگی اور اس کے جواب کے غیر یقینی ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے محصولوں کے بارے میں اصول متزائد اختیار کرنا جو براہ راست آمدنی پر عائد کیے جاتے ہیں ایک وسیع مسئلے کا محض ایک جزو ہے۔

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

پھر بھی اصول متزائد کے متعلق جو بحث ہوتی رہی ہے وہ صرف
آمدنی کے بلا واسطہ محصولوں کے بارے میں خاص طور سے گرم اور
تلخ ہے۔ ایسا اس وجہ سے ہے کہ یہاں محصول کا سوال نظروں کے
سامنے آتا ہے؛ حالانکہ دوسرے محصولوں کی صورت میں وہ پوشیدہ
ہوتا ہے اور اس سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

۴۔ نسبتہً خوش حال طبقے تک محصول آمدنی کی تحدید عملاً اس وجہ سے
ہوتی ہے کہ بلا واسطہ محصول کی دقت اور اس کے مصارف کے اعتبار سے
قلیل المقدار آمدنیوں پر دسترس ناممکن العمل ہوتی ہے۔ مثلاً ۵۰۰ ڈالر کی
آمدنی والے سے ۲ یا ۵ فی صد محصول آمدنی وصول کرنے میں اتنا ہی
521 صرفہ ہوتا ہے جتنا کہ ۵۰۰۰ ڈالر کی آمدنی والے سے وصول کرنے میں؛ بلکہ
ممکن ہے کہ زیادہ ہی ہو۔ پہلے شخص کے مقابلے میں دوسرے شخص کی
آمدنی دس گونہ زیادہ ہے۔ لاکھوں مزدوروں سے بحساب فی کس
چند شلنگ یا چند ڈالر وصول کرنا غالباً ناممکن نہ ہوگا لیکن تقریباً تباہ کن
طریقے پر بیش خرچ ہوگا۔ اگر محصول کے ذریعے سے ان پر دسترس حاصل
کرنا ہی ہے تو، کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اسی وجہ سے
محصول آمدنی سے اکثر ملکوں میں ایسی اقل ترین آمدنی کو مستثنیٰ کر دیا جاتا ہے جو
معمولی مزدوری پیشہ کی آمدنی سے نیز تمام باشندگان ملک کی اوسط
آمدنی سے اوپر ہو۔ چنانچہ برطانیۂ عظمیٰ میں ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ سے
پیشتر کی اجرتوں اور قیمتوں کی سطح کی موجودگی میں ۱۶۰ پونڈ سے کم آمدنیوں کو
مستثنیٰ کرنے کا یہی اثر ہوا۔ ریاستہائے متحدہ میں جب خانہ جنگی کے
زمانے میں آمدنیوں پر محصول عائد کیا گیا تو، صرف ۶۰۰ ڈالر سے
اوپر کی آمدنیاں قابل محصول تھیں۔ ۱۹۱۷ء میں صدر خاندان کے لیے
مستثنیٰ مقدار ۲۰۰۰ ڈالر تھی۔

اس تحدید کی توجیہ و تائید عموماً معاشری بنیاد پر کی جاتی ہے۔
یہ کہا گیا ہے کہ غریبوں سے اور ان لوگوں سے جن کے پاس زندگی

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

بسر کرنے کے لیے بہ مشکل کافی آمدنی موجود ہو محصول نہ لینا چاہیئے۔ بدیہی طور
سے اقل ترین معاش پر کچھ محصول نہ لگانا چاہیے؛ یا زیادہ صحت
کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی معاش پر ٹیکس عائد کرنے کی کوشش
کرنی ہی نہ چاہیئے، اس لیے کہ خود اس اصطلاح ہی سے ظاہر ہے کہ اس میں
محصول کے ذریعے سے تخفیف نہیں کی جا سکتی۔ جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ
اقل ترین معاش پر محصول ہی نہ لگانا چاہیئے تو، ان کے ذہن میں عام طور
سے کوئی شئے ایسی ہی تغیر پذیر ہوتی ہے جیسی کہ کفافی اجرت۔ کمترین
آمدنیوں کو محصول سے مستثنیٰ کرنے کا مطالبہ اسی میلان طبع کا نتیجہ ہے
جس کی بنا پر محصول متزائد کی تائید کی جاتی ہے؛ یعنی یہ محض موجودہ
عدم مساوات کے خلاف بے اطمینانی اور اس کو کم کرنے کی خواہش کا
نتیجہ ہے۔ بدقسمتی سے جہاں تک محصول کا تعلق ہے وہاں تک، یہ خیال
کسی غیر متناقض نتائج کی جانب رہبری نہیں کرتا۔ جو لوگ محض قوت لایموت، یا
کفافی اجرت پاتے ہیں، اگرچہ وہ بلا واسطہ محصول آمدنی سے مستثنیٰ
ہوتے ہیں، پھر بھی فی الحقیقت ان پر دوسرے طریقوں سے محصول عائد
کیا جاتا ہے۔ اور بالعموم بھاری محصول عاید کیا جاتا ہے صرف اس صورت میں جبکہ ان سے علانیہ محصول وصول
کرنے کی تجویز پیش کی جاتی ہے لوگ احتجاج کرتے ہیں اور استثناء پر زور
دیتے ہیں۔ محصول کے نظام کے حقیقی انتظام میں مذکورۂ بالا فیاضانہ جملے جو
استعمال کیے جاتے ہیں وہ ان مستثنیات کی تاویل کرنے اور ان کو
حق بجانب قرار دینے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جن کا باعث
فی الحقیقت زیادہ تر ایک جانب قلیل المقدار آمدنیوں پر دسترس
حاصل کرنے کی دشواریاں ہیں اور دوسری جانب جمہوری ملکوں میں
لاکھوں رائے دہندوں میں ہیجان پیدا کرنے کا خوف ہے؛ اس کے
برخلاف ان فیاضانہ فقروں کے باوجود جو محصول عوام پر کوئی
خلل پیدا کیے بغیر لگائے جاتے ہیں وہ بڑے پیمانے پر کسی عذر کے 522
بغیر عائد کیے جاتے ہیں۔

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

اصولی معاملے کی حیثیت سے غور کیا جائے تو، یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ مزدوروں کو من حیث الجماعت محصولوں کا تابع نہ بنایا جائے۔ ان کی حد تک محصول معتدل یا کم از کم رجعتی ہونے چاہئیں یعنی آمدنی جتنی جتنی کم ہوتی جائے اتنا اتنا محصول بھی کم لگایا جائے۔ اس مفروضے کی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ ترقی یافتہ ملکوں میں مزدوروں کی جماعت کو محض کفافی اجرت ملتی ہے اور اس لحاظ سے انھیں مستثنیٰ کرنا چاہیے۔ مناسب یہ ہے کہ انھیں بھی سرکاری مطالبات میں شریک ہونے کا موقع دیا جائے۔ علاوہ ازیں یہ مناسب ہوگا کہ وہ نہ صرف مصارف عامہ کو پورا کرنے کے لیے رقم ادا کریں بلکہ اس ادائی کا احساس بھی انھیں ہو۔ اگر ان سے محض پوشیدہ طور سے بالواسطہ محصول نہ لیا جائے تو، بہت کچھ فائدہ ہوگا خواہ وہ اپنی آمدنی کے تناسب سے قلیل رقم ہی کیوں نہ ادا کریں، تو می معاملات کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر تبدیل ہو جائے گا۔ جمہوری ریاستوں میں بہت عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ انھیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی حصہ مصارف عامہ میں لے رہے ہیں۔ ان کا خیال سرکاری کاروبار کے متعلق محض یہ ہوتا ہے کہ زر کا ایک بڑا ذخیرہ ہے جس سے ملازمت یا انعام اکرام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ وہ محصول کو عام مرفہ الحالی کو ترقی دینے کا آلہ بہت شاذ ہی تصور کرتے ہیں۔ پھر بھی اس ناموافق صورت حال کی اصلاح انتہائی طور سے دشوار ہے۔ قلیل مقدار میں جو محصول عائد کیے جاتے ہیں نہ صرف ان کا وصول کرنا بیش خرچ ہوتا ہے، بلکہ وہ ادا کرنے والوں کے لیے تکلیف دہ ہوتے ہیں جو واضع قانون ان کو معدوم یا منسوخ کر دیتا ہے وہ صرف انتظامی حیثیت ہی سے کفایت اور بچت کو فروغ نہیں دیتا؛ بلکہ ہردلعزیزی بھی حاصل کر لیتا ہے۔ شخصی محصول جیسا ہلکا اور ادائی ٹکس ڈ مثلاً ہر بالغ مرد سے ایک یا دو ڈالر سالانہ کی مقررہ قلیل رقم کا برقرار رکھنا تقریباً ناممکن ہے۔

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

۳- یہ ذہن نشیں رکھ کر کہ آمدنی کے محصول عملی طور سے خوش حال اور متمول طبقے کی صرف مقابلتہً قلیل تعداد پر عائد کیے جاتے ہیں ہمیں دو بڑی قسموں پر غور کرنا چاہیے؛ ایک تو بلا واسطہ محصول ہے جو ہر فرد واحد کی مجموعی آمدنی پر لگایا جاتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو ان مختلف ذرائع پر عائد کیا جاتا ہے جن سے آمدنی وصول ہو۔ بلا واسطہ طریقے کی بہترین مثال جرمنی کی ریاستوں کے عمل سے ملتی ہے، اور ان ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست کی اور سب سے زیادہ سبق آموز مثال اس غرض کے لیے پرشیا کی ہے۔ دوسرا طریقہ، جس کی سب سے اہم خصوصیت محصول کا ماخذ ہی پر وصول کر لینا ہے، اس کی مثال انگلستان کے دستور میں ملتی ہے۔ لیکن پہلے برطانوی طریق کو جانچنا زیادہ مناسب ہوگا۔

برطانیہ کے محصول آمدنی کی تعریف بعض اوقات یہ کی جاتی ہے کہ وہ ایسے محصولوں کا سلسلہ ہے، جن میں سے ہر ایک میں مقررہ مقصد کے حاصل کرنے کے لیے خاص طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جہاں کہیں ممکن ہو ٹکس ادا کرنے والے کی آمدنی تک رسائی حاصل کی جائے، اس کے آمدنی وصول کر لینے کے بعد نہیں بلکہ اس سے بیشتر۔ چنانچہ سادہ ترین مثال لینے سے معلوم ہوگا کہ حکومت اپنے لیے ہوئے قرضے پر جو سود ادا کرتی ہے اس ادائے سود سے قبل ہی اس میں سے اتنی رقم منہا کر لیتی ہے جو بطور محصول آمدنی وصول شدنی ہو۔ 523

اسی وجہ سے کنسل (consol) کے قابض یا حامل کو مقررہ ٹکس منہا ہو جانے کے بعد آمدنی وصول ہوتی ہے؛ اور اس طرح ٹکس وصول کر لیا جاتا ہے۔ ہر قرضدار کے لیے، خواہ وہ منفرد شخص ہو یا جماعت، یہ ضروری ہوتا ہے کہ تقریباً اسی مقررہ طریقے پر حکومت کے ایک طرح کے گماشتے کے طور پر انکم ٹکس کو لینداروں سے وصول کرے۔ ہر دین دار اپنی پوری آمدنی پر بلا لحاظ اس کے کہ وہ قرضے اور

باب ۲۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

سود سے زیر بار ہے ٹکس ادا کرتا ہے۔ لیکن جب وہ مقررہ سود اپنے لیندار کو ادا کرتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ ٹکس کی مقررہ رقم، مثلاً ۱۰ فی صد یا جو کچھ انکم ٹکس کی شرح ہو، اس سود سے وضع کرلے۔ لیندار کو اس چیز کا ۹۰ فی صد ملتا ہے جو محصول منہا نہ کرنے کی صورت میں تمام و کمال ملجاتی، اور اس طرح اس کی آمدنی پر دسترس حاصل کی جاتی ہے۔ اس طریقے کی ناکامی کی روک تھام کے لیے مقررہ شرائط کے خلاف معاہدہ کرنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے؛ یہ طے کردیا گیا ہے کہ دین دار اور لیندار کے مابین کوئی ایسا معاہدہ درست و جائز قرار نہ پائے گا جس کی رو سے آخرالذکر کو محصول آمدنی کی منہائی کے بغیر سود ملے۔ اس طرح لیندار سے ٹکس وصول کرنے میں دین دار کے غیر محدود ذاتی مفاد کا اثر ڈالا جاتا ہے۔ اس طریقے پر ہر قسم کے بونڈا ور ڈبنچروں پر برطانوی تجارتی انجمنیں انکم ٹکس وصول کرتی ہیں؛ وہ خود تو اپنی خالص آمدنی پر محصول کی کل مقدار ادا کردیتی ہیں، لیکن ہر انفرادی تمسک دار کی آمدنی سے اس کے ذمے کے محصول کا خاص حصہ منہا کرلیتی ہیں۔

ایک اور قسم کی آمدنی کی حد تک، جس پر دسترس حاصل کرنا بالعموم مشکل ہے مثلاً تمسکات کے مقسوم، اسی مقررہ اصول کا اتباع کیا جاتا ہے؛ اور برطانوی تجارتی انجمنوں یا مشترک سرمایے کی انجمنوں کی حد تک بہت آسانی کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ ان انجمنوں سے محض ان کی مجموعی آمدنی پر محصول وصول کیا جاتا ہے، اور تمسک دار اس طریقے سے محصول برداشت کرتا ہے کہ اس خالص آمدنی سے جس سے اس کو مقسوم ملتا ہے محصول کی رقم منہا کرلی جاتی ہے۔ تجارتی انجمنوں کے معاملات ایک حد تک جس اشتہار اور اشاعت کے ساتھ انجام دیئے جاتے ہیں (خاصکر بڑی انجمنوں کے معاملات) وہ انجمنوں کو اپنی آمدنی کے متعلق غلط بیانی کرنے سے بہت بڑی حد تک باز رکھتی ہے، اور محصول کے وصول کرنے میں سہولتیں پیدا کرتی ہے۔

باب ۱۹
آمدنی اور وراثت کے محصول
524

پھر اس آمدنی کی حد تک جو برطانوی دین داروں یا برطانوی تجارتی انجمنوں سے حاصل نہیں کی جاتی، بلکہ بیرونی ممالک کے باشندوں سے حاصل کی جاتی ہے، اسی اصول کی پیروی حتی الوسع کی جاتی ہے۔ ایسی آمدنی برطانیۂ عظمیٰ میں بہت بڑی مد ہے، کیونکہ یہاں کے باشندوں کی کثیرالمقدار رقمیں بیرونی ملکوں میں مصروف ہیں۔ لیکن ان مشغولات اصل کا اہتمام وانتظام ساہوکار یا دوسرے کوٹھی کا کاروبار کرنے والے گماشتے کرتے ہیں، چنانچہ انفرادی شغل اصل کرنے والوں کو یہی ایجنٹ سود اور مقسوم کی ترسیل کرتے ہیں۔ جب وہ اس طرح عمل کرتے ہیں تو، ان سے ہر اس چیز پر انکم ٹکس وصول کیا جاتا ہے جو ان کی وساطت یا ان کے ہاتھوں سے گزرتی ہے اور ان کے موکلین کو جو رقمیں قابل ادائی ہوتی ہیں ان سے ٹکس کی رقم منہا کرلی جاتی ہے۔ اس طریقے سے محصول معقول مقدار میں وصول ہو جاتا ہے۔ اپنے کو بچانا یا اپنا معاملہ پوشیدہ رکھنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے، اس لیے کہ ایجنٹ اور اس کے دور دور پھیلے ہوئے موکلوں کے مابین ساز باز کا سلسلہ ضروری ہوگا۔ بدیہی طور سے یہ طریقہ ان صورتوں میں استعمال نہیں کیا جاسکتا جن میں برطانوی ساہوکار یا ایجنٹ کی وساطت سے رقوم کی ترسیل نہیں کی جاتی، بلکہ بیرونی علاقوں سے براہ راست انفرادی شغل اصل کرنے والوں کے پاس کی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں آمدنی پر دسترس حاصل کرنے کا واحد طریقہ خود شغل اصل کرنے والے پر محصول عائد کرنا اور اس سے یہ مطالبہ کرنا ہے کہ وہ اس آمدنی کا اعلان کردے۔

زمین اور جائداد غیر منقولہ سے جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس پر ہر محصول کے نظام میں ہمیشہ ایک حد تک آسانی کے ساتھ دسترس حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ زمینوں اور مکانوں کو چھپایا نہیں جاسکتا، اور جو آمدنی ان سے وصول ہوتی ہے اس کا معلوم کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ انگریزی نظام میں جائداد کا قابض اپنے زیر قبضہ عمارتوں کے کرائے یا لگان کے انکم ٹکس کی

باب ۹۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

حد تک ہمیشہ کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے۔ اگر وہ مالک ہو تو معاملہ ختم ہو جاتا ہے؛ اس لیے کہ مالک اور قابض کی حیثیت سے وہ جس چیز سے تمتع کرتا ہے اس پر اس نے محصول ادا کر دیا۔ اگر وہ کرایہ دار ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کرایے کی رقم سے جو مالک مکان کو واجب الادا ہے ٹیکس کی رقم منہا کر لے؛ اس طرح زمیندار یا مکاندار کو اس کی واجب الوصول آمدنی محصول کے منہا کر لیے جانے کے بعد، وصول ہوتی ہے۔ اس صورت میں بھی، دین دار اور لینددار کے اسی کے مماثل باہمی تعلقات کی طرح، مقررہ شرایط کے خلاف معاہدہ کرنا خلاف ضابطہ قرار دیا گیا ہے۔

یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ماخذ ہی پر محصول کو روک لینے کا طریق کتنا دور رس ہے، بہت کافی بحث کی جا چکی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض آمدنیاں ایسی ہیں جن پر اس طرح دسترس حاصل نہیں کی جا سکتی۔ وکیلوں، طبیبوں وغیرہ کے پیشوں کی آمدنیاں، کاروباری اشخاص کی آمدنیاں، خواہ وہ دوکاندار ہوں یا بڑے صناع (اس حد تک جس حد تک آمدنیاں نیم سرکاری قسم کی انجمنوں سے حاصل کردہ مقسوموں کی شکل میں نہ ہوں)، بیرونی شغل اصل کی آمدنیاں جو برطانوی بنک کاری کی وساطت سے وصول نہیں ہوتیں، ان پر ماخذ ہی میں محصول وصول نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں کوئی دوسرا طریق کار
525
اختیار کرنا پڑے گا۔ ٹیکس ادا کرنے والے کو اپنی آمدنی سے متعلق اعلان کرنا پڑتا ہے یا ٹیکس وصول کرنے والے کو حالات کی تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ذاتی اعلان یا خلل ڈالنے والی تحقیق کے بغیر قابل محصول آمدنی کے بہت بڑے حصے تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔ برطانوی محصول کا بیشتر حصہ بغیر کسی قسم کی تحقیقات یا گریز کے امکان کے وصول کر لیا جاتا ہے۔

لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ نظام آمدنیوں کے متزائد طریق محصول کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتا۔ محصول کو رجعتی بنانے، یعنی معمولی آمدنیوں پر کم محصول

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

عاید کرنے اور قلیل آمدنیوں کو کلیتہً مستثنیٰ کرنے کی، فی الحقیقت ایک تدبیر موجود ہے۔ یہ بآسانی ممکن ہے کہ کسی شخص کو، جس کی مجموعی آمدنی مستثنیٰ مقدار سے کم ہو (۱۹۱۸ء تک یہ مقدار ۱۶۰ پونڈ تھی) یہ معلوم ہو کہ اس کی آمدنی پر ماخذ ہی میں محصول عائد کیا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ محصول وصول کرنے والے حکام کے پاس درخواست دیتا ہے، اپنی آمدنی کے قابل محصول حد سے کم ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے اور جو کچھ رقم ابتدأً بطور محصول کاٹ لی گئی وہ نقد وصول کر لیتا ہے۔ ۷۰۰ پونڈ تک معمولی آمدنیوں کے ٹیکس میں کمی کرنے کے لیے یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ ایسی آمدنی والوں کو تخفیف کا حق ہوتا ہے اور آمدنی کی مقدار کے لحاظ سے تخفیف کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ اس حد کے اندر جس کی آمدنی ہو اگر اس سے ماخذ ہی میں محصول وصول کر لیا گیا ہے تو وہ بھی محصول وصول کرنے والے حکام کے پاس درخواست پیش کرتا ہے اور اس کو اس حد تک رقم واپس لینے کا حق ہوتا ہے جس حد تک قانون کی مقرر کردہ حد کے مطابق اس کے انکم ٹیکس میں کمی ہو سکتی ہے۔

لیکن اس کا اعادہ نامناسب نہ ہوگا کہ ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کا اصول، طریق متزائد سے تناقض رکھتا ہے۔ کثیر المقدار آمدنی پانے والا متعدد طریقوں سے محصول ادا کرتا ہے، یا اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے متعدد طریقوں سے محصول ادا کیے، یعنی اس کے سود، مقسوم یا لگان سے مختلف رقمیں وضع کی گئیں۔ اس سے اپنی کل آمدنی کے متعلق اعلان کرنے کا کبھی مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ ٹیکس وصول کرنے والے حکام کو چاہیے کہ صرف اسی آمدنی کی مقدار براہ راست معلوم کریں جس پر اس کے پاس پہنچنے سے پیشتر محصول عائد نہیں ہوا۔ بلا شبہ ایسے اشخاص بھی ہوں گے جن کی مجموعی آمدنی کا اس طرح اندازہ کرنا پڑے گا؛ جیسے چھوٹے تاجر، وکیل یا طبیب اور غالباً ممالک غیر کی جائدادمیں اصل مشغول کرنے والے۔ لیکن تقریباً ہر اس شخص کو جس کی آمدنی کثیر ہے

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول
526

اس آمدنی کے صرف ایک جزو کے متعلق اعلان کرنے کی ضرورت ہے، یا بہت ممکن ہے کہ کسی جزو کے متعلق اعلان ہی نہ کرنا پڑے۔ ابتدا ہی میں محصول کاٹ لینے کے طریق میں جو آسانی، سہولت اور تیقن ہے وہ ہر ٹکس ادا کرنے والے کی یکمشت آمدنی کا اندازہ قایم کرنے کی کوشش سے تناقض رکھتا ہے؛! ور اس کے بغیر طریق متزائد کا کوئی اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔

باوجود اُن انتظامی فوائد کے جو اصول محصول متزائد سے باز رہنے کی بنا پر حاصل ہوئے ہیں برطانوی انکم ٹکس کی تنظیم جدید ٹھیک طریق متزائد ہی کی سمت میں عمل میں آئی ہے۔ عدم مساوات کے خلاف قانون وضع کرنے کی جانب جو عام میلان ہے اس کی قوت کا اس سے زیادہ قوی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ ۱۹۰۹ء میں جس میزانیہ میں شہر کی سکونتی زمین کی بڑھتی ہوئی قیمت پر محصول عائد کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی اسی میں فوقی محصول (Supertax) کے نام سے ایک محصول عائد کیا گیا؛ یہ ایک زائد ٹکس تھا جو بہت ہی بڑی آمدنیوں پر، یعنی جو ۵۰۰۰ پونڈ سالانہ سے زائد ہوں، عائد کیا گیا۔ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ میں اس ٹکس کا نفاذ دو ہزار پونڈ سالانہ سے زائد آمدنیوں پر ہونے لگا، اور اس مقدار سے آمدنی جتنی جتنی زیادہ ہوتی گئی اتنا اتنا متزائد طریقے پر زیادہ محصول عائد کیا گیا۔ اس طرح عظیم ترین آمدنیوں پر مجموعی ٹکس کی مقدار تقریباً ۵۰ فی صد ہوگئی۔ ایسا زائد ٹکس اُن سب اشخاص کی مجموعی آمدنیوں کا اندازہ کیئے بغیر نہیں عائد کیا جا سکتا جن کی آمدنی کی یہ مقدار ہے یا جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اتنی آمدنی رکھتے ہیں۔ اس طرح انکم ٹکس کے عہدہ داروں کو ایک نئے اور مشکل مسئلے کا مقابلہ کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ انھیں آمدنیوں کی صحیح کیفیت حاصل کرنی پڑتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ لازمی طور سے ٹکس سے بچنے، آمدنی کو پوشیدہ رکھنے اور فریب دہی کے سلسلے میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

ان کا بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

نہ صرف اس رُخ میں ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کے صحیح اصول سے اور طریق متناسب سے انحراف کیا گیا، بلکہ جس حد تک انحراف کیا گیا اس میں بھی محنت کی آمدنی اور جائداد کی آمدنی یا بہ لحاظ مصطلحات برطانیہ "مکتسب" و "غیر مکتسب" آمدنی میں تفریق و تبدیلی کردی گئی۔ ۱۹۰۷ء سے آغاز کر کے محنت کی آمدنیوں پر ادنیٰ شرح سے محصول عائد کیا گیا، لیکن ان لوگوں کے ساتھ نسبتاً کم رعایت کی گئی جن کی مجموعی آمدنی تمام ذرایع سے معتدل تھی (یعنی ۲۰۰۰ پونڈ یا اس سے کم) اور اس سے زیادہ آمدنی والوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ نئے اصول پر عمل کرنے کے سلسلے میں تخفیف کا طریقہ پھر اختیار کیا گیا؛ اس کی رو سے یہ لازم گردانا گیا کہ ٹکس ادا کرنے والے کی جانب سے اس کی مجموعی آمدنی کی کیفیت کا اعلان کیا جائے اور اس طرح ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کے نیم مصنوعی طریق سے مزید انحراف کیا جائے۔ پورا برطانوی انکم ٹکس کا نظام اس طرح مختلف صورتوں سے ترمیم پانے کے بعد ایک پیچیدہ اور پیوند زدہ ڈھانچ بن گیا، وہ کسی مربوط خاکے کے مطابق نہ تھا اور اس کا انتظام تکلیف دہ تھا۔ پھر بھی فی الحقیقت اس کا انتظام کسی رکاوٹ کے بغیر عمل میں آیا؛ اور محصول وصول کرنے کے اعتبار سے وہ غیر معمولی طور سے موثر رہا۔ معمولی محنت کی آمدنیوں کی موافقت میں طول طویل تفریق، تمام کثیر المقدار آمدنیوں پر طریق تزائد کے اطلاق کی طرح اس احساس کی ترقی کا ثبوت تھی کہ محصول میں بھی سرکاری جدوجہد کے دوسرے شعبوں کی طرح معاشرے کی تنظیم جدید کے پوشیدہ اساسی میلانات کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ 527

۴۔ وہ انکم ٹکس بالکل مختلف قسم کا ہے جس میں محض فرد واحد کی مجموعی آمدنی کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جنگ عظیم سے پیشتر پروشیا کے انکم ٹکس کی یہی حالت تھی، اور براعظم کے ممالک

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

اُس وقت اس کو نمونہ قرار دے کر اس کی تقلید کرنے کی جانب مائل تھے۔ جنگ کے بعد سے جمہوریہ جرمنی نے بھی اسی کی پیروی کی، اگرچہ شرحیں بہت زیادہ رکھی گئی ہیں اور طریق متزائد کو نمایاں شکل میں اختیار کیا گیا ہے۔ لازمی طور سے ہر ٹکس ادا کرنے والے کی آمدنی معلوم کرنی پڑتی ہے؛ اور تمام قسم کی آمدنیوں کے بارے میں اصول متزائد کو آسانی کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ آمدنی کی تشخیص دو طریقوں سے کی جا سکتی ہے؛ ایک تو یہ کہ حکام اس کام کو انجام دیں اور دوسرا یہ کہ ٹکس ادا کرنے والا مطلوبہ معلومات حلفاً مہیا کرے۔ حلفی بیان کے بغیر تخمینہ قائم کرنے کے معنی کم و بیش قیاس آرائی کے ہیں اور کثیر المقدار آمدنیوں کی حد تک اس کے معنی عظیم عدم مساوات اور بالعموم سنگین غلطیوں کے ہیں۔ تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ اس لزوم کے بغیر اس قسم کا کوئی ٹکس حسب دلخواہ عمل نہیں کرتا۔ حلفی بیانات لازماً طلب کرنے چاہئیں؛ یعنی صرف برائے نام طلب نہ کرنے چاہئیں بلکہ محصول کے حقیقی انتظام و اہتمام کی غرض سے طلب کرنے چاہئیں۔

لیکن حلفی بیان میں بھی خاص دشواریاں پیش آتی ہیں۔ محصول کی مقدار ٹکس ادا کرنے والے کے شخصی بیان پر منحصر رکھی جاتی ہے۔ اس میں محصول سے بچنے اور فریب دینے کی ترغیب ظاہر ہے۔ بیان دینے سے قاصر رہنے یا غلط بیانی کرنے کی تعزیر کا نفاذ آسان نہیں ہے۔ ٹکس ادا کرنے والوں کے اخلاق کی تخریب، عہدہ داروں کی بے تکلف چشم پوشی اور اس طرح اساسی مقصد کے حصول کی ناکامی کا دائمی خطرہ ہے، یعنی اس کا اندیشہ ہے کہ حقیقی آمدنیوں کے حساب سے متزائد محصول ٹھیک نہ بیٹھے۔ اپنے عمل کے اعتبار سے آمدنی کے محصول اکثر و بیشتر زبان زد خلائق اور مطعون رہے ہیں۔

باب 16
مدنی اور
وراثت کے
محصول
528

دشواریاں محض محصول سے بچنے اور بددیانتی کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتیں۔ ان کا انحصار اس چیز میں مداخلت کے خلاف غصّہ و غم پر ہے جس کو خانگی معاملات خیال کیا جاتا ہے۔ اکثر اشخاص خوش دلی کے ساتھ اپنی آمدنی پر معقول محصول تو ادا کر دیتے ہیں، لیکن متجسّس آنکھوں کے سامنے اسی آمدنی کا مفصل حساب پیش کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔ معاشری فلسفی حقیقت میں یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ایک غیر معقول میلان طبع ہے، بلکہ آمدنی کے حق بجانب ہونے کے بارے میں ایک طرح کے اشتباہ کا اقبال ہے۔ اگر یہ حق بجانب ہے کہ کسی کی آمدنی کثیر المقدار ہو تو پھر، اس کی مقدار یا اس کے ماخذ کو اس طرح کیوں چھپایا جاتا ہے؟ لیکن ان صدیوں میں جن میں اکتساب املاک، جاہ طلبی کا نصب العین رہا ہے انسانوں کے طور طریق نے جس طرح نشو نما پائی وہ اس قدر سیدھا سادہ نہیں ہے جس قدر اس سوال سے مترشح ہوتا ہے۔ خانگی معاملات کو پوشیدہ مخفی رکھنے کی قوی جبلت مِلک و آمدنی کے قبضہ و تصرف تک وسیع ہو گئی ہے؛ خواہ وہ معقول ہو یا نہ ہو، لیکن موجود ہے۔ مکمل بیان طلب کرنے اور سب سے بڑھ کر وسیع اشتہار کا اندیشہ اس جبلت کو ٹھیس لگاتا ہے۔

یہ متعدد دشواریاں ناقابل حل نہیں ہیں۔ اگر کارکنوں کا عملہ متدین، تربیت یافتہ اور تجربہ کار ہو، اور محصول کا نظام عمدہ ہو تو، ان دشواریوں کا کافی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ خانگی بیانات کے نہایت مفصل ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ اس کی ضرورت ہے کہ ان کے معائنے کی عوام کو عام اجازت دی جائے۔ کچھ معمولی سی تشہیر، غلط بیانی کے خلاف تحفظ کے طور پر غالباً ضروری ہے؛ لیکن تمام دنیا کے لیے واقعات کو شائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مستقل منتظموں کے ساتھ کام کرنے کے لیے تجربہ کار،

باب ۶۹ آمدنی اور وراثت پر محصول

صائب الرائے اور معروف حیثیت کے مقامی اشخاص کی منتخب جماعت بغرض تعامل و مشاورت مہیا کر لی جائے تو کافی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ یہ مشیر ایسے اشخاص ہوں جو مختلف ٹکس ادا کرنے والوں کی ممکنہ آمدنیوں کی حالت سے کچھ واقفیت رکھتے ہوں اور جن کے روبرو ٹکس ادا کرنے والے بالکل غلط بیانات پیش کرنا پسند نہ کریں یا اس کی جرات نہ کریں۔ اسی قسم کی تدبیر پرشیا میں عمل کیا گیا، اور انگریزی نظام کے اس حصے میں بھی عمل کیا جاتا ہے جس میں بیانات داخل کرنا ضروری ہے۔ مختلف طریقوں کی تفصیل میں پڑنا موجودہ کتاب کے حدود سے تجاوز کرنا ہے۔ یہ کہہ دینا کافی ہے کہ اگر قابل اور ہوشیار عہدہ داروں کا مناسب اور مستقل عملہ موجود ہو، حلفی بیانات کا لزوم برقرار رہے، اور انتظامات کی نگرانی اور معائنہ اس حد تک کیا جائے جو وسیع تشہیر کے حدود میں داخل نہ ہو تو، محصول آمدنی کا انتظام، خواہ وہ متزائد محصول ہی کیوں نہ ہوں، کامیابی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ بہت کچھ انحصار محصول کی مقدار پر بھی ہے۔ وہ جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی نہ صرف محصول سے بچنے کا خطرہ زیادہ ہوگا، بلکہ تخریب اخلاق کو روکنے کی دشواری بھی زیادہ ہوگی۔

529 انکم ٹکس اس لحاظ سے کہ سال بہ سال ان کو از سر نو منظم کیا جا سکتا ہے خاص طور سے موزوں ہیں۔ اس اعتبار سے وہ وراثت کے محصولوں پر تفوق رکھتے ہیں؛ اس لیے کہ، جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا، ان میں مالی نقطۂ نظر سے مقررہ قسم کی لچک نہیں ہوتی۔ اگر انکم ٹکس میں ایک سال اضافہ کر دیا جائے تو سب زائد بار کو برداشت کرتے رہیں، اگر دوسرے سال ان میں کمی کر دی جائے تو سب اس تخفیف سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ میں انکم ٹکس کو سرکاری میزانیہ کو متوازن کرنے کے ذریعے کے طور پر بہت زمانے تک استعمال کیا جاتا تھا؛ یعنی آمدنی کے گھاٹے کے زمانے میں محصول بڑھا دیا جاتا تھا،

باب ۱۹ آمدنی اور وراثت کے محصول

اور معمولی زمانوں میں کم کر دیا جاتا تھا۔ بدیہی طور سے اس اصول کا ضروری جزو یہ ہے کہ معمولی زمانے میں محصول اُس بیشترین حد تک نہ بڑھانا چاہیئے جہاں وہ بآسانی وصول کیا جا سکتا ہو۔ شدید عملی ضرورتوں کے لیے گنجایش چھوڑنا ضروری ہے۔ انیسویں صدی میں امن کے زمانے میں برطانوی شرح آٹھ پنس فی پونڈ سے زیادہ نہ تھی؛ یعنی تقریباً ۳ ۱/۲ فی صد تھی۔ لیکن بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں وہ تقریباً ایک شلنگ فی پونڈ یا ۵ فی صد ہو گئی۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم کے آغاز کے بعد تمام مادی ذرایع پر ممکنہ دباؤ پڑا اور محصول کے ذریعہ جتنا کھینچا جا سکتا تھا، کھینچا گیا۔ معمولی شرح بڑھا کر ۶ شلنگ فی پونڈ یا ۳۰ فی صد کر دی گئی۔ برخلاف اس کے کثیر المقدار آمدنیوں پر جو سر محصول (Surtax) عائد کیا گیا اس کی شرح ۴ ۱/۲ شلنگ فی پونڈ یا ۲۲ ۱/۲ فی صد رکھی گئی۔

تمام محصولوں کے مثل یہ محصول اس لحاظ سے دقت طلب ثابت ہوا کہ ایک دفعہ اس کے چوٹی تک پہنچ جانے کے بعد اس میں کمی نہیں کی جا سکتی تھی؛ اور محصول کا استعمال لچکدار آلے کے طور پر معرض خطر میں پڑ گیا۔ اس موقع پر قبل از قبل یہ خیال ظاہر کرنا ناموزوں نہ ہوگا کہ کچھ اسی قسم کی صورت ریاستہائے متحدہ میں رونما ہوئی۔ امریکہ کے یورو پی جنگ میں شرکت کرنے پر انکم ٹکس میں نمایاں اضافہ کر دیا گیا اور اس کے بعد سے اس سے زیادہ اعلیٰ شرحوں پر اس کو قائم رکھا گیا جو کبھی مناسب خیال نہ کی جا سکتی تھیں۔ یہ تو زمانۂ جنگ کی خصوصیت تھی کہ اس میں وہ سب تدابیر اختیار کر لی جاتی تھیں جو معمولی زمانے میں بالکل ناقابل عمل خیال کی جاتی تھیں۔

۵۔ ریاستہائے متحدہ میں دستوری مزاحمتیں ایک زمانے تک وفاقی محصول آمدنی کی راہ میں حائل رہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ایسا ٹکس خانہ جنگی کے زمانے میں عائد اور وصول کیا گیا؛ لیکن جب

باب ۱۱
آمدنی اور وراثت کے محصول

مابعد زمانے یعنی ۱۸۹۴ء میں وہ دوبارہ عائد کیا گیا تو اس کو نادرست قرار دیا گیا۔ ۱۹۱۳ء میں دستور میں انکم ٹیکس کی حد تک ترمیم کرکے جس کی وجہ سے کانگرس کو آزادیٔ عمل کا موقع ملا، یہ سوال حل کر دیا گیا۔ ۱۹۱۳ء کے قانونِ محاصل میں آمدنیوں پر تمام محصول عائد کرکے اس اجازت سے فوراً فائدہ حاصل کیا گیا۔ نہ صرف اس صورت میں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وفاقی سرمایۂ محفوظ کے بنک کے انتظام کا قیام ملک کے لیے بڑی خوش نصیبی کی بات تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے[1] وفاقی سرمایۂ محفوظ کا نظام، جو بروقت اور مناسب موقع پر قائم ہوا تھا، جنگ یورپ کے باقی ماندہ سالوں میں غیر معمولی طور سے کار آمد ہو گیا۔ اسی طریقے سے انکم ٹیکس پر، جس کا نفاذ خالص امن و امان کے زمانے میں ہوا تھا، آئندہ دو سالوں میں معقول اور موثر طریقے پر عملدر آمد ہوا۔ جب وسیع جنگی ضروریات محسوس ہوئیں تو یہ محصول بڑی رقومات وصول کرنے کا فوری ذریعہ ثابت ہوا اور اس کے لیے محض اس ٹیکس کی شرح میں نمایاں اضافہ کرنا پڑا جو پہلے سے قائم تھا اور جس پر پہلے سے عملدر آمد ہو رہا تھا۔[2]

---

[1] مقابلہ کرو باب ۲ فصل (۱) سے۔

[2] اس کتاب کے ۱۹۱۴ء کے ایڈیشن میں جو ۱۹۱۳ء کے قانونِ محاصل کی منظوری کے فوراً ہی بعد شائع ہوا تھا، مصنف نے اسی زمانے کے مروجہ انکم ٹیکس کے متعلق حسب ذیل خیال ظاہر کیا تھا۔ "آمدنیوں پر وفاقی حکومت نے محصول لگانا شروع کر دیا ہے۔ نہ صرف یہ ممکن ہے کہ یہ محصول جیسا کہ تھا، نئے نظامِ محاصل کا مستقل جزو رہے بلکہ یہ کہ شرح زیادہ ہو جائے گی اور غالباً آئندہ نمایاں طور سے عمل ہو۔ اگر آئندہ مالی ضرورتیں جلدی یا دیر سے شرح کے اضافے کا موقع بہم پہنچائیں گی اور معاشرتی تنظیم جدید کا روز افزوں جذبہ طریقِ متزائد کو اور زیادہ نمایاں کرنے کا باعث ہوگا۔ اس جذبے اور آئندہ کی مالی ضرورت کی بنا پر ممکن ہے کہ زیادہ مساعد نتائج رونما ہوں یعنی مستثنیٰ کردہ اقل مقدار میں تخفیف ہو جائے اور محصول معاشرتی طبقوں کی کسی قدر زیادہ گہرائیوں تک رسائی حاصل کر سکے۔" یہ پیشین گوئی حیرت انگیز طور سے قلیل مدت میں صحیح ثابت ہوئی۔

باب ۶۹ آمدنی اور وراثت کے محصول

۱۹۱۳ء کے قانون میں، ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کے اصول کا اطلاق کرنے کی کچھ کوشش کی گئی تھی۔ لیکن اس طریقے کا اطلاق پوری طرح یا مسلسل اور مربوط طریقے پر نہیں کیا گیا؛ اور چونکہ متعاقب قوانین کی بنا پر ترمیم شدہ شرائط کا اضافہ کیا گیا، اس لیے یہ طریقہ آئے دن پس پشت ہوتا گیا، اور انجام کار صرف ایک ہی اہم جگہ میں اس کا عمل باقی رہ گیا؛ یعنی مشترک سرمائے کی تجارتی انجمنوں پر اور ان تجارتی انجمنوں کے حصہ داروں کی آمدنیوں پر محصول کی صورت میں۔ ریاستہائے متحدہ کے حالات اکثر اعتبارات سے ابتدا ہی میں محصول وصول کر لینے کے طریق کے موافق ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس میں نظم و نسق کے بعض پیچیدہ مسائل مضمر ہیں۔ جہاں تک حقیقی جائداد کی آمدنیوں کے محصول کا تعلق ہے وہاں تک، ریاستوں اور مقامی حکومتوں سے حقیقی یا ظاہری نزاع و اختلاف ہے۔ لیکن اس کا پوری طرح اطلاق کرنے کی راہ میں جو مزاحمتیں ہیں ان کے منجملہ ایک اہم ترین مزاحمت، اصول متزائد کے بارے میں ناگزیر نزاع ہے۔ اور طریق متزائد کی جانب اس قدر قوی میلان ہے کہ محصول کا جو نظام بھی اس کے خلاف قائم ہو اس کا جلدی یا دیر سے ٹوٹ جانا ضروری ہے۔

۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۹ء میں امریکی انکم ٹکس نے نشو و نما پائی، اور اس لحاظ سے وہ جس طرح عائد کیا جاتا تھا اس کے دو جز و تھے۔ ایک تو معمولی ٹکس جو سب آمدنیوں پر یکساں عائد کیا جاتا تھا، اگرچہ قلیل المقدار آمدنیوں پر وہ بتدریج قلیل مقدار میں عائد کیا جاتا تھا، اور دوسرا زائد ٹکس یا سر محصول (Sur-tax) جو برطانوی نظام کے فوقی محصول (Super tax) سے مماثلت رکھتا تھا، لیکن اس میں طریق متزائد پر بہت زیادہ باقاعدہ اور نمایاں طریقے پر عمل کیا جاتا تھا۔ معمولی ٹکس ۱۹۱۳ء میں صرف ایک فی صد تھا؛ لیکن جس زمانے میں مالی ضرورت سب سے زیادہ شدید محسوس ہوئی اُس زمانے میں اس کی مقدار ۱۲ فی صد تھی، اور جنگ عظیم کے اختتام پر اس کو گھٹا کر ۸ فی صد کر دیا گیا۔ جیسا کہ 531

ابھی بیان کیا جا چکا ہے، در ہمیشہ کے لیے سرمایہ مشترکہ کی تجارتی انجمن کی
خالص آمدنیوں پر عائد کیا گیا۔ اور چونکہ در اصل وہ ان آمدنیوں سے ہی
وصول کیا جاتا تھا اس لیے اس کو ایسا ٹکس سمجھا جاتا تھا جو براہ راست
آمدنی کے ماخذ پر لگایا جائے۔ چنانچہ انجمن کے حصص پر افراد کو جو آمدنی
وصول ہوتی تھی اس کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس پر محصول ادا
ہو چکا ہے، اور مقسوموں پر دوبارہ محصول عائد نہ کیا جاتا تھا۔ اس
حد تک محصول ماخذ ہی میں وصول کر لیا جاتا تھا لیکن دوسرے اعتبارات سے
۱۹۱۳ء میں جو قدم اس طریقے کے وسیع اطلاق کی جانب اٹھایا گیا
وہ برقرار نہیں رکھا گیا۔ مشترکہ انجمن کی آمدنیوں اور مقسوموں کے ساتھ
اس برتاؤ کے قطع نظر اور دوسرے کم اہمیت کے شرایط کے قطع نظر،
عام طور سے ٹکس ادا کرنے والے کے بیان پر انحصار کیا جاتا تھا۔

انکم ٹکس کے تمام آئین و قوانین کی طرح، ایک اقل مقدار مقرر
کی گئی جو محصول سے مستثنیٰ تھی؛ مزید براں یہ بھی قرار دیا گیا کہ یہ اقل مقدار
کسی شخص کی قابل محصول آمدنی کا جزو کسی طرح نہ سمجھی جائے گی۔ بہت
کثیر المقدار آمدنیوں کی صورت میں بھی کل مقدار پر محصول عائد نہ کیا
جاتا تھا۔ بلکہ صرف مقررہ مستثنیٰ رقم سے زائد مقدار پر عائد کیا جاتا تھا۔ ۱۹۱۳ء میں
مستثنیٰ مقدار معمولی حالت میں صدر خاندان کے لیے ۴۰۰۰ ڈالر تھی اور ۔۔۔
کے لیے جو صدر خاندان نہ ہو ۳۰۰۰ ڈالر رکھی۔

یہ مستثنیات بہت فیاضانہ تھے۔ زمانہ قبل از جنگ کے مالی
معیار کے لحاظ سے ۳۰۰۰ ڈالر کی آمدنی کے معنی معقول خوش حالی کے تھے
اور انکم ٹکس سے کامل استثنا کا حق درست نہیں ہو سکتا تھا لیکن جب
جنگ کی عملی ضرورتوں نے نسبتاً دلیرانہ اقدام کی اقتضا کرنے پر مجبور
کیا تو مستثنیٰ مقداریں گھٹا کر علی الترتیب ۲۰۰۰ ڈالر اور ایک ہزار ڈالر
مقرر کی گئیں۔ اور جیسا کہ آیندہ چلکر ہوا یہ تخفیف شدہ اعداد تقریباً
فوراً بہت زیادہ کم محسوس کیے جانے لگے۔ قیمتوں اور اجرت کے

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول
532

اضافے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء میں ۲۰۰۰ ڈالر کی قوت خرید ۱۹۱۳ء کی اسی رقم کی قوت خرید کی نصف سے بھی کم رہ گئی۔ مستثنیٰ مقدار ابتدا میں بہت زیادہ تھی، لیکن اصلاحی تدابیر اختیار کرنے کے تقریباً فوراً بعد ہی بہت گھٹ گئی۔ اس سے بہتر کوئی مثال غیر متوقعہ اور کامل بدنظمی اور انتشار کی نہیں مل سکتی جو جنگ کے باعث تمام مالی معیاروں میں رونما ہوا۔

اس نظام کے دوسرے جزو، یعنی زائد ٹکس یا سرمحصول نے اس امر کی جانب لازمی طور سے رہبری کی کہ ہر کس و ناکس جو ٹکس کی ادائی کا ذمہ دار ہے اس پر حلفی بیان لازم کر دیا جائے؛ اس لیے کہ محض اسی طریقے ہی سے یہ معلوم کیا جا سکتا تھا کہ کسی شخص کی آمدنی کی مجموعی مقدار کیا ہے اور آیا زائد محصول اس کے ذمے واجب الادا ہے کہ نہیں۔ ۱۹۱۳ء میں سرمحصول کی شرحیں، معمولی محصول کی شرحوں کی طرح ادنیٰ تھیں۔ لیکن جنگ عظیم کے زمانے میں وہ ایسی سطح تک بڑھا دی گئیں جس کا ابتدائی مرحلے میں وہم و گمان بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ ۱۹۱۳ء میں اعلیٰ ترین سرمحصول کسی شخص کی آمدنی کے اس جزو پر جو ۵۰۰۰۰۰ ڈالر سے زائد تھا ۶ فی صد تھا؛ ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ ترین شرح، آمدنی کے اس جزو پر جو ۱۰۰۰۰۰۰ ڈالر سے زائد تھا، ۶۵ فی صد تھی۔ دس سال پیشتر طریق متزائد کا ایسا اطلاق، امکان یا معقولیت کے حدود سے باہر تصور کیا جاتا۔ پھر بھی زمانۂ جنگ کے فوجی جوش اور حب الوطنی کے دباؤ کے تحت اس کی بہت زیادہ مخالفت نہیں کی گئی؛ اور اگرچہ اُن حالات کے انجام کار عود کر آنے کے ساتھ جو معمولی خیال کیے جاتے تھے، اس محصول میں کمی ہونے کا قرینہ تھا، لیکن جنگ کے نتیجے کے طور پر کثیر المقدار آمدنیوں پر کامل متزائد محصولوں کا طریق وفاقی محصول کے نظام میں مستقل طور سے شامل ہو گیا۔

جائداد کی آمدنیوں اور محنت کی آمدنیوں میں تفریق کرنے کی

باب ۶۹

آمدنی اور وراثت کے محصول

کوشش نہیں کی گئی۔ اِس نقص کا باعث بلاشبہ یہ اساسی کوشش تھی کہ ماخذ ہی میں محصول کاٹ لینے کے طریق کا وسیع پیمانے پر اطلاق کیا جائے اور کسی نہ کسی تفریق کو مبنی بر انصاف تسلیم کیے جانے کے پیشِ نظر اس کو نقص ہی خیال کرنا چاہیئے۔ جہاں تک اصول متزائد کا تعلق ہے وہاں تک اِس طریق کی منطق کو، جو یکساں شرح کی جانب رہبری کرتی ہے، شروع ہی سے نظر انداز کیا گیا۔ اس نے اپنے آثار اس طرح چھوڑے کہ ایسی دو قسم کی آمدنیوں سے مساوی سلوک کیا جن کے مابین بیشتر ین معاشری فرق و امتیاز تھا۔

۶۔ وراثت کے محصول جو انتظامی مسائل پیش کرتے ہیں وہ محصول آمدنی کے مسائل سے کسی قدر مختلف ہیں۔ اس میں طریق متزائد کا اطلاق نسبتاً آسان ہے۔ اسی کے ساتھ یہ سوال کہ کیا طریق متزائد مناسب ہے اپنے آپ کو نمایاں طریقے پر پیش کرتا ہے۔

متوفی شخص کی جائداد کا انتقال کسی عدالت یا ایسے انتظامی محکمے کی 533 نگرانی کے تحت ہونا چاہیئے جو عدالت کے مماثل ہو، تاکہ جائداد کے حقداروں اور مدعیوں کو لڑائی جھگڑے یا حیلہ و فریب سے روکا جاسکے۔ اسی وجہ سے تمام تہذیب یافتہ ممالک میں وصیت ناموں کی تنظیم خاص احتیاط کے ساتھ کی جاتی ہے، اور متوفی کی جائدادوں کے تصفیے پر عدالتی عہدہ داروں یا ججوں کی نگرانی قائم کی جاتی ہے۔ وہ اپنے اختیارات براہ راست ان لوگوں پر صرف کرتے ہیں جو ازروئے قانون، تصفیہ و تقسیم جائداد کے ذمہ دار قرار دیئے گئے ہیں؛ یعنی وصی یا وصیت کی تکمیل کرانے والے منتظمین۔ اس میں محصول وصول کرنے کا بہت ہی مناسب موقع ملتا ہے۔ اوصیا اور مہتممان ترکہ سے ٹکس ادا کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور وہ اس وقت تک بری الذمہ نہیں قرار پاتے جب تک وہ ادائی محصول کا بندوبست نہیں کر لیا۔

ماٹ ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

اگر ایسے محصولوں کا بخوبی انتظام کیا جائے تو، ان سے بچنا آسان نہیں ہے۔ محصول کے ضوابط اس طریقے پر مرتب کیے جا سکتے ہیں کہ ان کی گرفت نہایت مضبوط ہو، ایسے علاقے میں تبدیل سکونت کرنے پر جہاں اس قسم کے محصول رائج نہ ہوں فی الحقیقت مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ اس طرح بچ نکلنا ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حد تک بدیہی طور سے ممکن ہے؛ اس لیے کہ یہ ممکن ہے کہ ان میں سے بعض میں وراثت پر محصول نہ لگایا جاتا ہو اور محض ادنیٰ شرح سے لگایا جاتا ہو۔ لیکن وراثت کے محصول جتنے زیادہ مروج اور پھیلے ہوئے ہوں گے اتنا ہی آسانی اور کامیابی کے ساتھ تبدیلِ مقام یا سکونت کا کم موقع ملے گا۔ وفاقی حکومت کی جانب سے وراثت پر جو محصول لگائے جائیں ان سے بچنے کی ترکیب بدیہی طور سے یہ ہو سکتی ہے کہ کسی ایسے بیرونی ملک کو نقل مقام کیا جائے جہاں ایسے محصول عائد نہیں کیے جاتے یا بہت ادنیٰ شرح سے عائد کیے جاتے ہیں۔

بڑے اپنی زندگی ہی میں خاصکر بچوں کو جو حصے اور عطیے دیتے ہیں وہ بھی گویا محصول سے بچنے کا ایک طریقہ ہے۔ ان پر بھی محصول بالعموم اسی شرح سے عائد کیا جاتا ہے جس شرح سے وراثتوں پر؛ لیکن ایسے قانونی منصوبہ سے زیادہ موثر مزاحمت یہ ہے کہ مالکان جائداد اپنے عزیز ترین و قریب ترین رشتہ داروں کو اپنی جائداد منتقل کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ محصول سے بچنے کے مختلف ممکنہ طریقے اسی تناسب سے اختیار کیے جانے کا قرینہ ہے جتنی کہ شرح اعلیٰ ہے، اور سب سے زیادہ حین حیات جائداد تقسیم کرنے کے طریق پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس میں بھی دوسری متعدد قسم کے محصولوں کے مثل اعلیٰ شرح کے مقابلے میں معتدل شرح کے عملاً زیادہ موثر، زیادہ حقیقی طور سے ہموار، اور آمدنی کے اعتبار سے زیادہ پیداآور ہونے کا امکان ہے۔

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

وراثت کے محصول اپنے اثرات کے اعتبار سے اس وقت تک مساوی نہیں ہوتے، یعنی سب ٹکس ادا کرنے والوں پر ان کا مساوی بار نہیں پڑتا جب تک انھیں مقررہ شرحوں سے طویل مدت تک برقرار نہ رکھا جائے۔ اگر کافی مدت تک شرحیں مقرر رکھی جائیں تو سب جائدادوں کو خطرہ برداشت کرنا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر شرحیں قلیل وقفے سے تبدیل کی جائیں تو، بعض جائدادوں پر ایک شرح سے محصول ادا کیا جائے گا اور اسی نوعیت و مقدار کی دوسری
534
جائدادوں پر مختلف شرح سے محصول ادا کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے محصول کی اس شکل کو، آمدنیوں کے محصول کے برعکس، مختلف مالی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے اختیار نہ کرنا چاہیے۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں جنگ ہسپانیہ کے زمانے میں ریاستہائے متحدہ نے وراثت کے محصول جائداد کے پیمانے اور قرابت کے درجے کے مطابق ¾ فی صد سے لیکر ۱۵ فی صد تک عائد کیے۔ جنگ کے ختم ہوتے ہی چونکہ آمدنی وافر ہوگئی، اس لیے یہ محصول سنہ ۱۹۰۲ء میں منسوخ کر دیے گئے۔ جو لوگ اس تین سال کی مدت میں فوت ہوئے ان کی جائدادوں پر محصول لگایا گیا، لیکن ایسی جائدادیں بہ کثرت رہ گئیں جن پر کوئی محصول عائد ہی نہیں کیا گیا۔ ایسے آئین و قوانین محصول کے اس ابتدائی اور سادہ ترین ضابطے کو توڑ دیتے ہیں کہ ایسے اشخاص پر جن کے حالات یکساں ہوں مساوی محصول عائد کرنا چاہیے۔ برطانیۂ عظمیٰ نے اس سے زیادہ دانشمندانہ طریقہ اختیار کیا اور اپنے محصول وراثت کو سنہ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ کے زمانے کی غیر معمولی عملی ضرورتوں کے تحت غیر متبدل حالت میں برقرار رکھا۔ اگرچہ ایسے محصولوں کے متعلق یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ ان کی یکساں و مقررہ شرحیں غیر معین مدت تک قائم رہیں گی؛ اس لیے کہ اساسی معاشری مسائل کی جانب عوام کے طرز عمل و میلان کے تغیرات کے ساتھ ساتھ

باب ۱۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

نئے اصولِ عمل کا اختیار کیا جانا ضروری ہوگا؛ پھر بھی شرح ایک حد تک مستقل ہونی چاہیئے، جس میں سیاسی انقلابات باموجودہ مالی ضروریات کے اثرات کے تحت کوئی تغیر نہ ہونا چاہیئے۔

برطانیہ عظمیٰ کے وراثت کے محصولوں کے پورے ترقی یافتہ نظام میں، جو ۱۸۹۴ء کے قانون کے نفاذ کے تحت جاری وساری ہوا، حقیقی ورثا کو ملنے والی جائدادوں پر بیشترین شرح ۸ فی صدی تھی جو دس لاکھ پونڈ سے زائد مالیت کی جائدادوں پر عائد کی جاتی تھی؛ بڑی جائدادوں کی حد تک جو عزیزوں کے علاوہ دوسروں کو ملتی تھی، اعلیٰ ترین شرح ۱۸ فی صدی تھی۔ جنگ عظیم کے ختم کے بعد سے یعنی ۱۹۲۰ء میں صورت حالات کی باقاعدہ نظرثانی کرکے ان شرحوں میں مزید اضافہ کردیا گیا۔ اوسط درجے کی جائدادوں کے بارے میں کوئی اہم تغیرات نہیں کیے گئے؛ لیکن بڑی جائدادوں کی حد تک شرح بہت نمایاں طریقے سے بڑھادی گئی چنانچہ بیس لاکھ پونڈ سے زائد کی جائدادوں پر محصول کی بیشترین شرح ۵۰ فی صدی تھی جو حقیقی ورثا کے علاوہ دوسروں کو جائداد منتقل ہونے کی صورت میں عائد کی جاتی تھی۔ ریاستہائے متحدہ میں ۱۹۱۷ء تا ۱۹۱۸ء کی جنگ کے زمانے میں آمدنی کی ضرورت اس قدر زیادہ محسوس ہوئی کہ اس کی بنا پر وفاقی حکومت کی جانب سے دوبارہ محصول وراثت نافذ ہوا۔ اسی زمانے کے محصول آمدنی کی شرحوں کے مثل، محصول وراثت کی شرح، بڑی جائدادوں پر نمایاں طریقے سے متزائد رکھی گئی۔ اوسط درجے کی وراثتیں، ۵۰ ہزار ڈالر تک کلیتہً مستثنیٰ رہیں۔ اس مستثنیٰ حد سے اوپر تدریجی اضافوں پر بتدریج
اعلیٰ شرحوں سے محصول لگایا گیا؛ پہلا قابل محصول اضافہ، ۵۰ ہزار ڈالر 535
اور ایک لاکھ ڈالر کے درمیان کی مقدار تھی، جس پر ایک فی صد کے حساب سے محصول لگایا جاتا تھا؛ اس کے برعکس بیشترین شرح ۲۵ فی صد تھی جو ایک کروڑ ڈالر سے زائد کی جائداد پر عائد کی

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

جاتی تھی۔ حقیقی ورثا اور یک جدی رشتہ داروں کے مابین یا عزیزوں اور غیر عزیزوں کے مابین کوئی فرق و امتیاز قائم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں امریکہ کی ریاستوں نے بھی وراثت کے محصول قائم کر دیے۔ بعض اوقات یہ محض یک جدی عزیزوں کو وراثت ملنے کی صورت میں وصول کیے جاتے تھے، لیکن میلان حقیقی ورثا سے بھی وصول کرنے کی جانب تھا، اگرچہ شرحیں ان سے نسبتاً ادنیٰ وصول کی جاتی تھیں۔ مختلف ریاستوں میں، یعنی صرف ان میں جہاں یہ محصول رائج ہوئے تھے (اگرچہ سب ریاستوں میں ان کا رواج نہیں ہوا تھا بلکہ اکثر میں) شرحیں غیر مساوی تھیں؛ اور 585 محصول کی وسعت اور ان کا موثر بار مختلف تھا۔ سرمایہ مشترک کی انجمنیں ہر جگہ موجود تھیں، اور ہر ریاست نے ہر ایسی انجمن پر اور انجمن کے ہر حصے پر جس پر اُسے دسترس کا موقع تھا، محصول وراثت وصول کرنے کی کوشش کی؛ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے قاعدگیاں اور فریب کاریاں شروع ہو گئیں۔ ۱۹۱۶ء کے بعد جب کانگریس نے وراثتوں پر محصول عائد کرنے کی جانب پہلا قدم اٹھایا اور وفاقی محصول میں مزید اضافہ کر دیا گیا تو، ایک ناشایستہ صورت حالات رونما ہو گئی؛ یعنی ہر علاقے اور عملداری میں ہر اُس شے کو قبضے میں لانے کا میلان جس پر رسائی ہو سکے، اور دستوری قانون اور ضابطے کے ہر مشتبہ مسئلے میں اپنے فائدے کے لیے کھینچ تان کرنے کا رجحان ظاہر ہوا۔ محاصل کو وفاقی حکومت اور ریاستوں کے مابین اور خود ریاستوں میں تقسیم کرنے کے متعدد مسائل میں، یہ صورت حال غالباً سب سے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوئی۔

اس مشکل کا سب سے زیادہ امید افزا حل بظاہر یہ معلوم ہوا کہ تمام وراثت کے محصول وفاقی حکومت کی جانب سے عائد اور وصول کیے جائیں؛ لیکن ماحصل کی تقسیم، وفاقی حکومت اور متعدد

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

ریاستوں کے درمیان عمل میں لائی جائے۔ ایسے نظام کو شرحوں کی وسعت، طریق متزائد کے پیمانے اور قریبی رشتہ داروں، دور کے عزیزوں اور اغیار کے مابین تفریق کے بارے میں ارادی اور اختیاری طور سے مرتب و منظم ہونا پڑے گا۔ بدقسمتی سے متعدد ریاستوں کی مقامی رقابتیں اور وہ مزاحمتیں جو ہمارا دستوری نظام اور ہمارے سیاسی عادات، کانگرس کے وضع کردہ مربوط و منظم آئین و قوانین میں پیدا کرتے ہیں، اس امر کو بالکل غیر معین بنا دیتے ہیں کہ آیا اس قسم کی کوئی معقول تدبیر کبھی عمل میں لائی جائے گی کہ نہیں۔

۷۔ وراثت کے عام مسئلے پر اس اعتبار سے کہ عدم مساوات سے 536
اور خانگی ملکیت کے کل نظام کے عمل سے اس کا کیا تعلق ہے بحث کی جاچکی ہے[1]۔ یہاں اجمالی طور سے اصول متعلقہ کا حوالہ اور مالی و انتظامی مسائل پر ان کے اثر کا سرسری ذکر کافی ہے۔

وراثتوں پر محصول متزائد عائد کرنے کی تائید میں جو دلائل اور خیالات ہیں وہ انکم ٹیکس پر محصول متزائد عائد کرنے کے موافق دلائل اور خیالات سے زیادہ قوی ہیں۔ دولت کی توریث، اتفاق ولادت کی بنا پر دائمی طور سے نمایاں عدم مساوات، یہ شبہ واثق کہ آیا جدوجہد کے بغیر دولت کا اکتساب و تمتع خود وراثت سے مستفید ہونے والوں کی بہترین خوش حالی کا مؤید ہے کہ نہیں، اور اکثر پیدائشی امیروں کا مخرب اخلاق طریق زندگی؛ ان سب چیزوں سے وہ اعتراضات جو دولت کی عظیم المقدار عدم مساوات کے بارے میں کیے جاتے ہیں، قوی تر ہو جاتے ہیں۔ جس حد تک وراثت کے محصول شدید انتظامی مشکلات کے بغیر عائد کیے جاسکتے ہیں اس حد تک، ان قوموں میں جو اکثر صورتوں میں عدم مساوات کو کم کرنے اور اس کے عواقب کو

[1] دیکھو باب ۵۵، فصل (۵)۔

باب ۲۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

رفع کرنے کی کوشش کرتی ہیں، طریق متزائد کے خلاف کوئی مربوط استدلال نہیں پیش کیا جا سکتا۔ سیدھے سادے متناسب اصول، یعنی سب وراثتوں پر مقررہ اور یکساں شرح کی مدافعت، محض اس بنیاد پر کی جا سکتی ہے کہ اگر موجودالوقت تقسیم دولت میں حکومت کی جانب سے مداخلت کی جائے تو، اس کی مخالفت کرنی چاہیئے اور اس کو مذموم قرار دینا چاہیئے۔

اس کے برعکس وہ اساسی بنیاد موجود ہے جس پر وراثت کے آئین کا مدار ہے۔ وہ اصل کو برقرار رکھنے کا بڑا آلہ ہے جس وقت تک قومی اصل کے قیام و انتظام اور اضافے کا مدار ان کارروائیوں پر ہے جو افراد اپنے املاک کے بارے میں کرتے ہیں، اس وقت تک وراثت کا استیصال فراہمئ اصل اور شغل اصل کو روکے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن اس آخری حد کے معنی یہ نہیں ہیں کہ طریق متزائد کا اطلاق کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اصل کے قیام و انتظام کو متاثر کیے بغیر بھی ہر قسم کی املاک سے بڑے بڑے جز و منہا کر لیے جا سکتے ہیں؛ ایک مقررہ حد تک محصول محصلہ آمدنی سے ادا کیے جائیں گے۔ اس سے بھی بہت زیادہ بڑی رقمیں کوئی بڑا ضرر پہنچائے بغیر حاصل کی جا سکتی ہیں۔ موجودہ قوموں میں پس انداز کرنے کے قابل ذخیرے کی مقدار اس قدر کثیر ہے اور پس اندازی کی جانب رہبری کرنے والے محرکات روز بروز اس قدر قوی ہو رہے ہیں کہ اس لبریز دریا سے پانی میں کمی کیے بغیر بھی خاصی مقدار نکالی جا سکتی ہے۔ بدیہی طور سے یہاں سوال مدارج کا ہے۔ آمدنیوں سے جو رقم مجتمع ہوگی وہ بلاشبہ کثیر المقدار رہے گی، خواہ معمولی جائدادوں سے معتدل پیمانے پر ہی کیوں وضعات نہ کیے جائیں، اور قلیل التعداد بڑی جائدادوں سے بڑی

باب ۶۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

رقمیں کیوں نہ مہیا کی جائیں لیکن اس قسم کے تغیرات صورت حالات میں اساسی طور سے کوئی فرق پیدا نہیں کرتے۔ وراثت، اصل کو قائم و برقرار رکھنے کی اساسی قوت کی حیثیت سے پھر بھی قائم رہتی ہے۔

اگر اس حد سے قدم آگے بڑھایا گیا؛ یعنی طریق متزائد کو اس قدر نمایاں طریقے سے عائد کیا گیا یا وراثت کو اس قدر تنگی کے ساتھ محدود کیا گیا کہ اس سے فراہمیٔ اصل پر بڑا اثر پڑے تو؛ اس رخنے کو بھرنے کے لیے دوسری تدابیر اختیار کرنا ضروری ہوگا۔ عوام کو چاہیئے کہ اس کی نگرانی رکھیں کہ مطلوبہ مادی ساز و سامان کسی دوسرے تدریجی عمل کے ذریعے سے مہیا ہوتا رہے۔ یہ چیز غیر ممکن نہیں ہے۔ یہ خیال خام ہے کہ اصل؛ بجز افراد کے عمل پس اندازی کے اور کسی ذریعے سے فراہم ہی نہیں ہوسکتا۔ وہ محض اس عام تنگیٔ خیال کا جزو ہے جس کے تحت کوئی صنعتی نظام بجز اس نظام کے جس کے ہم خوگر ہیں ممکن ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اصلی واقعہ جس کو سمجھنے کی کوشش وراثت کی تشدد آمیز تحدید کرنے کے موید عام طور سے نہیں کرتے یہ ہے کہ ان کا نظام العمل محض تحدید سے زیادہ کسی چیز پر مبنی ہے۔ نئے آئین و ادارات اور نئے ساز و سامان دریافت کرنا ضروری ہے۔ ریاست ممکن ہے کہ اپنا ذاتی محکمہ منتقل ہونے والی جائدادوں کے انتظام کے لیئے قائم کرے اور رواں میزانیہ سے مجتمعہ رقوم کو پوری طرح الگ کر کے اصل کو برقرار رکھے۔ ایک اور طریقے سے بھی ریاست ارادی و اختیاری طور سے اضافۂ اصل کا انتظام کرسکتی ہے؛ وہ بڑی صنعتوں کی ملکیت و تنظیم اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے؛ ان کو منافعے پر چلا سکتی ہے اور محصلہ منافع سے نئے اور بڑے کارخانے بنا سکتی ہے۔ چنانچہ بعینہ اسی طریقے سے یعنی منافعے کو بے باکی سے کاروبار میں لگا کر خانگی ملکیت کے تحت عظیم المقدار رقوم مجتمع کیے گئے ہیں اور قوم کے اصل میں کثیر المقدار

باب ۱۹
آمدنی اور وراثت کے محصول

اضافہ کیا گیا ہے۔[1]

لیکن نہ تو ایسا کوئی طریق عمل حکومتوں نے ارادی طور سے اب تک اختیار کیا ہے اور نہ اس قسم کے نتائج اب تک کسی بڑے پیمانے پر حاصل ہوئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ سرکاری امنائے عدالتوں کے زیر نگرانی تصفیہ طلب جائدادوں کا کامیابی کے ساتھ انتظام کیا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ حکومتوں کے زیر نگرانی چلنے والی صنعتوں کی گاہ گاہ مثالیں ملتی ہیں جن میں محصلہ منافعے سے توسیع صنعت کا کام لیا گیا ہے۔ لیکن ان دونوں چیزوں کی کُل حیثیت بہت معمولی ہے۔ یہ کہنا بعید از حقیقت نہ ہوگا کہ حکومتیں جب صنعتی اولوالعزمیوں میں 538
سرگرمی دکھاتی یا صنعت کو توسیع دیتی ہیں تو اصل مستعار لیتی ہیں؛ علیٰ ہذا یہ کہنا بھی حقیقت سے بعید نہیں ہے کہ جب حکومتیں خانگی املاک میں زبردست محصول وراثت کے ذریعے سے دخل انداز ہوتی ہیں تو وہ نہ صرف خانگی افراد کے پس انداز کردہ رقوم میں مداخلت بے جا کی مرتکب ہوتی ہیں بلکہ ما حصل کو روزمرہ کی مالی ضرورتوں کے لیے اور اس اصل کو برقرار رکھے بغیر جو ان کے قبضے میں آجاتا ہے استعمال کرتی ہیں۔ یہاں وہ اساسی مسائل مکرر ہمارے سامنے آتے ہیں جو صنعت کی سرکاری وخانگی تنظیم اور اشتراکیت و خانگی ملکیت کے بحث مباحثے کی تہ میں مضمر ہیں۔ یہ مسائل اُن افراد کے خصائل و ذہانت کے مسائل ہیں جن کو ہم موہوم طریقے پر عوام کہتے ہیں۔ آیا حکومت اصل کے تحفظ کا انتظام کامیابی کے ساتھ اور ارادی طور سے کرے گی یا نہ کرے گی، یہ ان اشخاص کے خصوصیات و اوصاف پر مبنی ہے جنھیں حکمرانی کے کام اور اختیارات تفویض کیے جاتے ہیں اور اس طرح اس انتخاب کرنے والی جماعت کے اوصاف پر مبنی ہے جو

---

[1] مقابلہ کرو باب ۵ سے جو تمولات سے متعلق ہے۔

باب ۶۹ آمدنی اور وراثت کے محصول

ان حاکموں کو منتخب کرتی ہے۔ ہمیں دوبارہ ان مسائل کی جانب عود کرنا پڑے گا جو انسانی خصائل، انسانی محرکات، جبلی اوصاف کی نوعیت، ماحول و تعلیم کے ذریعے سے ان اوصاف و خصائل کی اصلاح کے امکانات اور انسان اور اس کے اداروں کی تکمیل کی تہ میں مضمر ہیں۔ ان میں سے اکثر معاملات کے بارے میں ہم بڑی حد تک تاریکی میں ہیں۔ اور اس لحاظ سے ہم مستقبل کے راستے کو بہت مدھم طریقے سے دیکھ سکتے ہیں؛ ہمیں تجربی طریقے پر قدم آگے بڑھانا چاہیئے، ہمیں اس امر کا کوئی یقین نہیں ہو سکتا کہ آیندہ نسلیں کس قسم کا معاشری نظام قائم کریں گی۔

باب ۷

محصول اراضی و امکنہ

539 (۱) اراضی یعنی شہر کی سکونتی زمین کے محصول کا مدار قطعی طور سے مالک پر ہوتا ہے اور اس کے باعث معاشی لگان میں اسی حد تک کمی ہو جاتی ہے۔ (۲) مکانات کے محصول میں اس کا میلان ہوتا ہے کہ قابض کی جانب منتقل ہو جائیں۔ اس اصول کے شرایط و تحدیدات۔ (۳) جائداد غیر منقولہ یعنی زمین اور مکان دونوں پر محصول کے اثرات۔ (۴) انجام کار اس قسم کے محصولوں کی ادائی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا وہ پہلے مالک پر یا قابض پر عائد کئے گئے ہیں یا نہیں؛ لیکن قلیل مدتوں کے لیے اس کا اثر پڑتا ہے۔ علیٰ ہذا بڑی حد تک اس کا بھی نفس معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ آیا محصول کرایے کے حساب سے عاید کیا گیا ہے یا اصل قیمت کے حساب سے۔ اگرچہ بعض اعتبارات نے ان دونوں طریقوں کے نتائج مختلف رونما ہوتے ہیں۔ (۵) مزدوروں کے امکنہ پر محصول عائد کرکے ان پر پوشیدہ بالواسطہ محصول عاید کرنا۔

باب ۷ محصول اراضی و امکنہ

(۶) مادی جائداد غیر منقولہ کے محصولوں کو خاص طور پر مقامی لحاظ سے عاید کرنا چاہیئے۔

ا۔ مادی املاک یا جائداد غیر منقولہ یعنی زمین اور امکنہ کے محصول، تمام جدید محصول کے نظاموں میں بڑا حصہ رکھتے ہیں۔ ممالک یورپ کی تاریخ میں طویل زمانے تک تقریباً محض اسی قسم کے محصول عاید کئے جاتے تھے؛ اس لیے کہ مادی جائداد ہی واحد قسم کی دولت تھی جس تک موثر طریقے سے دسترس حاصل ہو سکتی تھی۔ مغربی تہذیب کے قدیم ملکوں میں جو محصول اب موجود ہیں وہ زیادہ تر اسی قسم کے قدیم الایام محصولوں کا ترکہ یا ان کے باقیماندہ آثار ہیں۔ ایک لحاظ سے وہ جاگیری نظام کے محصولوں کے جانشین ہیں۔ لیکن ان کی تغیرا ورا ز سر نو تشکیل عمل میں آئی ہے، اور وہ اب مالی معاملات سے متعلق قوانین کی وضع میں اپنی اہم حیثیت محض اس سبب کی بنا پر قائم رکھتے ہیں کہ زمین اور امکنہ مقررہ مقام پر موجود ہوتے ہیں، منتقل نہیں کیے جاسکتے اور ان کے مالکوں کا ہر اس محصول کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے جو ان پر عاید کیا جائے۔

ہمیں پہلے فی نفسہ زمین کے محصول کے اثرات پر غور کرنا چاہیئے؛ یعنی محض زمین پر بلا لحاظ اُن تغیرات و ترقیات کے جو انسان کی جانب سے عمل میں لائے گئے ہوں۔ اس صورت پر غور کرنے کی غرض سے ہمیں شہر کی ایک بیش قیمت سکونتی زمین فرض کرنی چاہیئے جس پر انسانی ہاتھ کے ذریعے سے ترقی عمل میں نہ آئی ہو، یا اگر آئی بھی ہو تو اس قدر خفیف کہ اس کی قدر میں اہم و موثر عنصر اساسی طور سے زمین ہی رہے۔ امریکہ کے شہروں میں بالعموم مرکزی سکونتی خطے پر معمولی سی ایک منزلہ دکان تعمیر کی جاتی ہے، اس کو خردہ فروشی کے لیے استعمال

باب محصول اراضی و امکنہ

کیا جاتا ہے اور معقول کرایہ وصول ہوتا ہے[1]۔ یعنی مکان کی تعمیر کے مصارف کے مقابلے میں کرایہ بہت خاصہ وصول ہوتا ہے۔ سکونتی خطّے سے اس قسم کا استفادہ محض عارضی ہوتا ہے، جس کا باعث مالک کا اس بارے میں تامل ہوتا ہے کہ سکونتی خطّے کا پورا معاشی لگان کب اور کس طرح حاصل ہو سکتا ہے! یا غالباً قانونی استحقاق کے بارے میں کسی یقین اور اطمینان کا نہ ہونا بھی اس کا سبب ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ جائداد کی ترقی و اصلاح کے لیے کوئی شخص بغیر اطمینان کے آمادہ نہیں ہوتا۔ ان حالات میں عموماً کم مصارف سے بھٹیار خانہ تعمیر کر لیا جاتا ہے، اس لیے کہ ایسے مکان سے بلا لحاظ اس کی صفائی، خوبصورتی اور جاذبیت کے معقول کرایہ ملنا بہت زیادہ یقینی ہوتا ہے۔ فرض کرو کہ کسی سبب سے ایسا قیمتی سکونتی خطہ اس حالت میں ہے۔ امریکہ کے دستور کے مطابق اس کی پوری موجودہ قیمت فروخت کے لحاظ سے اس پر محصول عاید کیا جائے گا؛ یعنی زمین کی قیمت زیادہ ہوگی اور مکان کی قیمت کم۔ مجموعی محصول، ایسی شرح سے جو امریکہ کے شہروں میں عام ہے (مثلاً اصل قیمت پر ۲ فی صد) بہت اغلب ہے کہ دکان کے مجموعی کرایے سے بھی زیادہ ہو۔ ایسے محصول کو کون ادا کرے گا؟ مالک اس کو بخوشی کرایہ دار کے سر منڈھنے کے لیے طیار ہو گا، اور اس سے زیادہ کرایہ وصول کرے گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ مالک ایسا نہیں کر سکتا۔ کرایہ دار سے غالباً اتنا ہی کرایہ وصول کیا جاتا ہے جتنا اس خطّے کی موجودہ نفع بخش آمدنی کے امکانات کے مطابق ہے۔

---

[1] مصنف نے اس باب میں (Rental) یا کرایہ کا لفظ اس چیز کے اظہار کے لیے استعمال کیا ہے جو کرایہ دار کی جانب سے مالک کو اس کی جائداد کے ایک جزو کے استعمال کے لیے دیا جاتا ہے، اور لفظ (Rent) یا لگان کو "معاشی لگان" کے مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔

باب
محصول اراضی
و
امکنہ

مالک ابتدا ہی سے اتنا وصول کرے گا جتنا وصول کیا جا سکتا ہے محصول اس کو اس سے زیادہ وصول کرنے کے قابل نہ بنائے گا۔ اور اگر محصول میں تخفیف ہو جائے تو بھی، وہ اس سے کم وصول کرنے پر قناعت نہ کرے گا؛ اب بھی وہ خطے کی حیثیت و مالیت کے مطابق مطالبہ کرے گا اور وصول بھی کرے گا۔ اس طرح محصول کا بار خاص طور سے مالک پر پڑتا ہے۔

یہی وہ عام اصول ہے جو محصول اراضی کے بارے میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ محصول کا بار ہمیشہ کے لیے مالک پر پڑتا ہے۔ اس کا عمل لگان یا کرایہ کو اس محصول کی حد تک کم کرنے کی جانب ہوتا ہے۔ انتہائی صورت میں محصول، زمین کے پورے لگان کی حد تک یا اس کے معادل وصول کیا جا سکتا اور اس کا اثر اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ مالک اپنی آمدنی سے محروم ہو جائے۔ اگر اس سے زیادہ مقدار وصول کی جائے تو زمین کا استعمال یقیناً ترک کر دیا جائے گا؛ نہ صرف مالک بلکہ کرایہ دار بھی اس کے استعمال سے دست بردار ہو جائیں گے۔

اس قضیے یا اصول کا مدار اس مفروضے پر ہے کہ زمین سے سختی کے ساتھ لگان وصول کیا جاتا ہے؛ یعنی مالک زمین کرایے کی شکل میں زیادہ سے زیادہ اتنی رقم وصول کرتا ہے جتنی وہ ممکنہ طور سے وصول کر سکتا ہے۔ لیکن صورت حال کا ایسا ہونا لازمی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ جہالت یا تغافل و بے پروائی کے باعث وہ کرایہ دار کو خطہ اس سے کم کرایے پر اٹھا دے جتنا انتہائی کوشش سے وصول ہو سکتا ہے۔ 547
انگلستان کے سے ملک میں زرعی زمین کی ملکیت و تنظیم کو بہت زمانے تک نہ صرف جاہ پسندی کو پورا کرنے کے لیے بلکہ فوری مالی آمدنی کی خاطر مالکان زمین نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور کاشتکاروں کو بالعموم فیاضانہ و رعایتی شرائط پر زمین کرایے پر

باب
محصول اراضی
و
امکنہ

دی جاتی تھی۔ ان حالات میں اگر زمیندار پر زائد محصول عاید کیا جائے تو، وہ غالباً زمیندار کے لیے اس کا موقع بہم پہنچائے گا کہ اپنی کرائے کی آمدنی کا جائزہ باریک بینی کے ساتھ لے، اور ڈھیلی رسّی کو کھینچکر تنگ کر لے۔ نہ صرف انگلستان میں بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی زمین کے لگان پر محصول عائد کرنے یعنی سکونتی خطوں کے مالکوں سے محصول بلا واسطہ وصول کرنے کی عملی ضرورت پر بہت کچھ بحث مباحثہ جاری ہے۔ جو لوگ اس تدبیر کی تائید کرتے ہیں وہ نہایت اعتماد کے ساتھ یہ قرار دیتے ہیں کہ اس قسم کے محصول کا اثر صرف مالکوں پر پڑے گا، اور نہ صرف کرایہ داروں کو متاثر نہ کرے گا بلکہ اس علاقے میں جو اشیا تیار یا فروخت کی جائیں گی ان کی قیمت میں بھی اضافہ نہ کرے گا۔ وہ غالباً حق بجانب ہیں بشرطیکہ زمین سے اس کی آمدنی کی انتہائی صلاحیت کی حد تک سختی سے لگان وصول کیا جا رہا ہو۔

اب ایسے محصول کے عمل پر غور کرو جو طویل مدت سے مقررہ شرح سے عاید کیا جا رہا ہے اور بظاہر غیر معین مدت تک اس کا قائم رہنا یقینی معلوم ہوتا ہے۔ جو شخص آئندہ اس زمین کو خریدے گا وہ محصول کا لحاظ کرے گا اور محصول کے منہا کرنے کے بعد اس کی خالص آمدنی کی بنیاد پر قیمت ادا کرے گا۔ یہ بعد کا خریدار محصول کا کوئی بار محسوس نہ کرے گا؛ اسی وجہ سے بعض اشخاص اس قسم کے محصول کو "بے وزن" محصول کہتے ہیں۔ وہ آئندہ چلکر "بے وزن" ہو جاتا ہے، محض اس لیے کہ پہلے مالک نے وزن کو ہمیشہ کے لیے برداشت کر لیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر سکونتی خطے پر مخصوص و مستقل محصول وصول کیا جائے تو، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حکومت نے سکونتی خطے کی قیمت کے اسی قدر حصے کا استحصال کیا۔ اس قسم کا استحصال دانشمندانہ بھی ہو سکتا ہے اور غیر دانشمندانہ بھی، یعنی

باب ۲
محصول اراضی
و
امکنہ

اس سے زمین کی خانگی ملکیت کی بنیاد اور معاشی لگان کے بارے میں خانگی استحقاق کی بنیاد کا پورا مسئلہ رونما ہو جاتا ہے۔ محصول کا صرف اس صورت میں کوئی بار محسوس نہیں ہوتا جبکہ اس نے معاشی لگان کے کچھ نہ کچھ حصے کو کسی فرد کے ہاتھوں میں جانے سے روکا ہو۔

یہ اصول نہ صرف زرعی زمین کے بارے میں بلکہ شہر کے سکونتی خطوں کے بارے میں بھی صادق آتے ہیں۔ اگر ان دونوں میں سے کسی صورت میں بھی خالص معاشی لگان پر محصول عاید کیا جائے تو، اس کا بار مالک پر پڑے گا۔ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ زرعی زمین کی حد تک زمین کے خالص لگان اور زمین پر صرف کردہ اصل کی آمدنی میں تمیز کرنا خاص طور سے دقت طلب ہے[1] اور اسی سبب سے زرعی زمین پر محصول کے اثر کو معلوم کرنا آسان نہیں ہوتا۔ پھر بھی اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ قدیم ملکوں میں اور نئے ملکوں کے قدیم علاقوں میں ایسی زمین بہ کثرت ہوتی ہے جو کاشت کی اختتامی حد سے اوپر ہو اور جس سے لگان وصول ہوتا ہو؛ اور ایسی سب زمینوں کے بارے میں محصول کے اثرات کے متعلق جو مسلمات ہیں وہ صادق آتے ہیں۔ 542

۲۔ محصول امکنہ اس سے مختلف صورت پیش کرتے ہیں۔ عمارتوں کو تر نباتات زمین یا زمین پر مشغل اصل کی مثال تصور کیا جا سکتا ہے۔ عمارتوں کی مثال سبق آموز ہے؛ اس لیے کہ خود زمین اور اس میں صرف کردہ اصل کے مابین خط فارق کھینچنا مقابلتہً آسان ہے۔

ایسی صورت حال فرض کیجیے جو اس صورت سے جس پر سابقہ فصل میں غور کیا گیا تھا زیادہ سے زیادہ بعید ہے۔ ایک عمارت فرض کیجیے جو ایسی زمین پر بنائی گئی ہو جس کی قدر حقیر ہے۔ چنانچہ ایسی

[1] دیکھو باب ۱۲، فصل (۵)۔

باب ۷
محصول اراضی
و
امکنہ

عمارتیں وہ ہیں جو شہروں یا مضافات کے انتہائی کناروں پر واقع ہوتی ہیں، یا کارخانے کی عمارتیں ہیں جو چھوٹے قریوں یا کھلے میدانوں میں ہوتی ہیں۔ نیو انگلینڈ کے مضافات اور دور افتادہ علاقوں کے معروف سہ منزلہ چوبی بنگلے، جن میں کاریگر اور دوسرے خوش حال مزدور رہتے سہتے ہیں بالعموم اسی قسم کی عمارتیں ہوتی ہیں۔

ایسے مکان پر جو محصول عائد کیا جاتا ہے اس کا بار قابض برداشت کرتا ہے۔ اگر مالک خود قابض ہو تو صورت حال کافی سیدھی سادی ہوتی ہے؛ بار لازمی طور سے مالک ہی پر پڑے گا۔ اگر، جیسا کہ عام طور سے ہوتا ہے، مکان کرایے پر دیا جائے اور کرایے پر دینے کی توقع سے بنایا جائے تو، ممکن ہے کہ بار قابض یعنی کرایہ دار پر اعلیٰ کرایہ کی شکل میں منتقل ہو جائے۔ عمارت اس وقت تک تعمیر نہ کی جائے گی جس وقت تک مالک کے پاس یہ خیال کرنے کی کافی بنیاد نہ ہو کہ اس کو اتنا کرایہ وصول ہوگا جس سے وہ اپنے مصروفہ اصل کی آمدنی بلا مصارف مزید وصول کر سکے؛ یعنی جملہ مصارف ادا کرنے کے بعد خالص آمدنی وصول کر سکے۔ محصول کو وہ مصارف میں شمار کرتا ہے۔ اگر پانچ یا چھے فی صد خالص آمدنی کی توقع ہو تو، یہ توقع کی جائے گی کہ کرایہ یعنی مجموعی خام آمدنی بقدر آٹھ یا نو فی صد وصول ہو۔ خالص و خام آمدنی کے فرق میں مصارف فرسودگی، تنظیم، مرمت، بیمہ اور سب سے بڑھ کر محصول شامل ہوں گے۔ اگر کل مداخل سرکاری مختلف طریقوں سے وصول کیے جائیں اور ہر قسم کا محصول اٹھا لیا جائے تو، مالکان مکان اور مکان بنانے والوں کا باہمی مقابلہ کرایوں میں تخفیف کر دے گا۔ اور اس کے برخلاف اگر محصولوں میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا جائے تو، مکاندار اور مکان بنانے والے جلدی یا دیر سے اس زیادتیٔ مصارف کا تکملہ کرایوں کے اضافے کے ذریعے سے

باب: محصول اراضی و امکنہ

کرلیں گے۔

طویل مدت میں جا کر یہ نتیجہ رونما ہوگا۔ لیکن قلیل مدت میں ایسا نتیجہ رونما ہونا نہ لازم ہے اور نہ اغلب۔ کرایوں کو متعین کرنے والا قریبی سبب رہنے سہنے کے مکانوں کی رسد اور طلب کا تناسب ہے۔ 543
محصولوں کی تخفیف مکانوں کے کرائے میں لازمی طور سے فوراً کمی پیدا نہ کرے گی؛ یہ نتیجہ صرف اس وقت رونما ہوگا جب کہ آمدنی کی زیادتی مکانوں کی رسد کے اضافے کی محرک ہو۔ اگر شرح محصول میں معمولی قسم کی تبدیلیاں ہوں، یعنی ایک سال کچھ اضافہ ہو جائے اور دوسرے سال کچھ تخفیف ہو جائے تو، کرایوں میں کوئی تغیر نہ ہوگا۔ محض مالک متاثر ہوں گے؛ چنانچہ پہلی صورت میں چیخ پکار مچائیں گے، اور دوسری صورت میں خاموشی کے ساتھ کمی محصول سے متمتع ہوں گے۔

ایسے حالات بھی ہیں جن کے تحت اس قسم کے محصولوں کی منتقلی واقع ہی نہ ہوگی۔ ایسے شہر میں جس کی آبادی تنزل پذیر ہو، مکانوں کے کرائے کلیتہً "مثل لگان" کے اصول کی بنا پر متعین ہوتے ہیں۔ مکان اپنی اپنی جگہ پر موجود اور ناقابل انتقال ہوتے ہیں۔ ان کی تعمیر کا صرف اور مشغولات اصل پر معمولی شرح سود، مکان کے کرایوں پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہوتے۔ مسئلہ صرف تنزل پذیر طلب کے مقابلے میں، موجود الوقت رسد کا ہے۔ ایسے مقام میں محصولوں کا اضافہ، کرایوں کے اضافے کا باعث نہ ہوگا؛ مالکوں کو اپنی ہی جیب سے ہمیشہ کے لیے محصول ادا کرنا ہوگا۔ زمانۂ دراز کے بعد بلاشبہ از سر نو مطابقت، عمل میں آئے گی۔ مکانات مستقل یا دائمی طور سے قائم نہیں رہتے۔ جیسے جیسے بعض مکان فرسودہ، از کار رفتہ اور غائب ہوتے جاتے ہیں، انحطاط پذیر شہر میں نئے مکانات

باب ۷
محصول اراضی
و
امکنہ

ان کی خانہ پری کے لیے تعمیر نہیں کیے جائیں گے۔ اگر کافی وقت دیا جائے تو، محصولوں کو منتقل کرنے کا عمل حقیقت میں رونما ہو کر رہے گا۔ لیکن مطلوبہ وقت ممکن ہے کہ طویل ہو، ممکن ہے کہ کئی عشرے سال بلکہ کئی نسلیں درکار ہوں۔ ایسی ہی صورت حال ممکن ہے کہ ترقی پذیر شہر کے کسی مخصوص حصے میں بھی رونما ہو۔ ممکن ہے کہ بعض خلقے مقبول نہ رہیں اور فیشن یا سہولت لوگوں کو دوسرے محلّوں میں منتقل ہونے کی ترغیب دے۔ اس طرح نیم خالی شدہ محلوں کی حیثیت ویسی ہی ہو جائے گی جیسی کہ تنزل پذیر شہروں کے مکانات کی ہوتی ہے۔

سرعت کے ساتھ ترقی پذیر شہر میں منتقلی کا عمل فی الحقیقت حسابی صحت کے ساتھ نہیں، بلکہ بہت بڑی حد تک یقین کے ساتھ واقع ہوتا ہے۔ مکانات کرایہ پر اٹھانے کے لیے اس وقت تک تعمیر نہ کیے جائیں گے، جب تک وہ منفعت بخش نہ ثابت ہوں، اور کرایہ پر دینا اس وقت تک منفعت بخش نہ ہوگا جب تک مالکوں کو محصولوں کے ادا کرنے کے بعد بھی مروجہ شرح آمدنی وصول نہ ہو۔ اضافۂ آبادی کے باعث مکانوں کی روز افزوں مانگ اس وقت تک پوری نہ ہوگی جب تک کرایے اتنے کافی زیادہ وصول نہ ہوں جن سے مالک محصول کے مصارف کا ازالہ کر سکیں۔

544 امریکہ کے شہروں میں یہی عام طور سے صورت حالات پائی جاتی ہے۔ فی الحقیقت یہی صورت مغربی دنیا کے اکثر شہروں میں پائی جاتی ہے، اس لیے کہ شہری ترقی کے مظاہر تقریباً تمام ملکوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ مکانوں کے محصول کا بار قابض یا کرایہ دار اٹھاتے ہیں۔

جو چیز سکونتی مکانوں کے بارے میں صادق آتی ہے وہی کاروبار کی غرض سے کرایہ پر دی ہوئی عمارتوں پر بھی صادق آتی ہے۔ اس صورت میں بھی اگر ہم اپنی توجہ ایسی حالت پر مرتکز

باب
حصول اراضی
و
امکنہ

کریں جس میں محض مکانات ہی اصل کی مد میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں تو، یہ بدیہی ہے کہ محصول اپنی حد تک مصارف رواں میں اضافہ کر دیتے ہیں اور شغل اصل کرنے والے مالک کو انھیں ازسرنو وصول کر لینے کا موقع ملنا ضروری ہے تاکہ مکان تعمیر کرنے کی اس کو ترغیب ہو۔ اس صورت میں بھی "مثل لگان" کا اصول ذہن نشیں رکھنا ضروری ہے۔ کاروباری عمارت جب ایک مرتبہ کسی مقام پر بنا دی جاتی ہے تو، وہ وہیں ہمیشہ کے لیے رہتی ہے اور اُس کے کرایے کا مدار مالک کے توقعات اور حسابات پر نہیں بلکہ طلب کی نسبت سے اس خاص قسم کے مکانوں کی رسد پر ہوتا ہے، یعنی عمارت کی موزونیت پر اور شہر کی ترقی اور خوش حالی پر ہوتا ہے۔ تنزل پذیر شہر میں یا متروک وغیر مستقل عمارتوں کے لیے کرایے بہر صورت کمی کی جانب مائل ہوں گے اور مالک اپنے ذمے کے محصول قابض یا کرایے دار پر منتقل کرنے کا کوئی امکان نہ پائے گا۔

کاروباری عمارتوں کی صورت میں منتقلی کا اس سے بھی آگے تدریجی عمل ممکن ہے۔ جس طرح شغل اصل کرنے والا مالک محصولوں کو مصارف میں شمار کرتا ہے اور اس کی تلافی کا متوقع رہتا ہے اسی طرح کاروباری کرایہ دار، اپنے ادا کردہ کرایہ کو مصارف میں شمار کرتا ہے اور اپنے منافعہ میں اس کی تلافی کا متوقع رہتا ہے۔ یہ صورت سب سے زیادہ بدیہی طور سے خردہ فروشی کے معاملات میں پیش آتی ہے، جہاں عمارات کا کرایہ تاجر کے مجموعی مصارف کا بڑا جزو ہو سکتا ہے۔ کرایۂ مکانات نہ کہ لگانِ زمین کا اضافہ فروخت کردہ اشیا کی قیمت کی زیادتی کا سبب ہوگا، اور اعلیٰ محصول عاید کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ عوام سے کسی قدر زیادہ قیمت وصول کی جائے گی۔ محصول کا بار کثرت کے ساتھ

باب ۲
محصول اراضی و امکنہ

ایک دوسرے پر منتقل کیا جائے گا اور وہ منتشر ہوں گے، یعنی ان میں اس انتشار کا اس وقت میلان ہوگا جبکہ متعلقہ کاروباریں سرگرم مقابلہ ہو اور کاروباری منافعہ اپنی معمولی سطح پر قائم و برقرار رہے۔

۴۔ شہر کی سکونتی جائدادوں کے بارے میں عام صورت یہ نہیں ہوتی کہ محض زمین یا محض عمارتیں حقیقی قدر کے بیشتر حصے کی نمائندگی کرتی ہیں، بلکہ یہ کہ ان میں سے ہر ایک مجموعی قدر کے بیشتر حصے کے طور پر شامل ہوتی ہے۔ کسی بڑے شہر کے قلب میں قدر میں سکونتی خطے کا حصہ عمارتوں سے زیادہ ہوتا ہے، خواہ عمارتیں بیش خرچ اور کافی بڑی ہی کیوں نہ ہوں۔ شہر سے باہر کے علاقوں میں عمارتیں، قیمت فروخت کے بیشتر حصے کی نمائندگی کرتی ہیں؛ پھر بھی زمین بھی اپنی قدر و قیمت رکھتی ہے۔ لیکن ان اجزائے ترکیبی کی باہمی تقسیم کے مطابق محصولوں کا بار مختلف ہوگا۔ محصول کا وہ جزو جو سکونتی خطے کی قیمت فروخت پر عائد کیا جائے قطعی طور سے مالک پر عائد کیے ہوئے محصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ جزو جو عمارت کی بابتہ عائد کیا جائے قابض یا کرایہ دار کے ذمے منتقل ہوگا۔ سابقہ فصل کے مثل، اس فصل میں ہمیں محصولوں کے طویل المدت اثرات کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔ قریبی اثر بالعموم یہ ہوتا ہے کہ مالک اس کا بار برداشت کرتا ہے۔ مادی جائداد کے ہر جزو سے کم و بیش لگان وصول ہوتا ہے جو اس جزو کے کارآمد ہونے کے اعتبار سے متعین ہوتا ہے، اور اس پر محصولوں کا اثر براہ راست نہیں پڑتا۔ صرف اس صورت میں محصول کرایہ داروں پر منتقل ہوتے ہیں جبکہ وہ عمارتوں کی رسد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

545

کسی سکنی موقع پر مقررہ شرح سے طویل مدت تک محصول عائد کرنے کا نتیجہ، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، یہ ہوتا ہے کہ اس کی قیمت فروخت میں کمی ہو جاتی ہے۔ گویا معاشی لگان کے

بابت ول اراضی و مکنہ

اتنے حصے کا استحصال ریاست یا مملکت کر لیتی ہے۔ محصولوں کا اثر زمین کے لگان میں اضافہ کرنے کی جانب نہیں پڑا، بلکہ مالک کو وصول ہونے والی خالص آمدنی میں کمی کرنے کی جانب پڑا۔ جہاں سکونتی خطہ بہت بیش قیمت ہے وہاں، امریکہ کے شہروں کی مروجہ شرح سے، مثلاً قیمت فروخت پر ۲ فی صد کے حساب سے محصول عائد کرنے کے معنی قوم کی جانب سے معاشی لگان کے بہت بڑے جزو کے استحصال کے ہوتے ہیں۔ اور جہاں زمین کی قدر و قیمت بڑھ رہی ہو وہاں محصولوں میں بھی متناسب اضافہ ہوتا ہے، اور آمدنی غیر ملکتسب کا کچھ جزو مستقل طور سے شاہی خزانے میں چلا جاتا ہے۔ اگر محصول عائد نہ کیا جائے تو، سکونتی خطوں کی خالص آمدنی میں اسی قدر اضافہ ہو جائے گا اور ان کی قیمت فروخت بھی اس کے اعتبار سے بڑھ جائے گی۔ اس طرح امریکہ کے بڑے شہروں کی اعلیٰ قدر و قیمت، محصول عائد کرنے والی جماعت یعنی شہر کے لیے کثیر آمدنی کا ذریعہ ہے، اور اسی کے ساتھ ایسی آمدنی کا ذریعہ ہے جس کا اثر محصول کی حیثیت سے عام طور سے بہ مشکل محسوس کیا جاتا ہے۔ محصول محض زمین کے لگان اور اس کی قیمت کو اور بھی زیادہ بڑھنے سے روکتا ہے؛ اور چونکہ سب کو اس کا پہلے سے علم ہوتا ہے اور ہر شخص کو اس کی توقع ہوتی ہے، اس لیے کوئی خریدار گھاٹے میں نہیں رہتا۔ اگر مستقبل کی قیمت کا پورا اضافہ محصول کے ذریعہ وصول کر لیا جائے تو بھی، بلحاظ ہر یہی مقررہ نتیجہ رونما ہوگا۔

اس ذریعے سے جو کثیر المقدار اور دائمی طور سے بڑھنے والی آمدنی وصول ہوتی ہے، خواہ وہ موجودہ شرحوں کے لحاظ سے ہی کیوں نہ ہو، بہت بڑی حد تک امریکہ کی بلدیاتی حکومت کے اسراف کی توجیہ کرتی ہے۔ مثلاً شہر نیو یارک کے کاروباری علاقے محصول 546

باب ۱۱
محصول اراضی
و
امکنہ

وصول کرنے والے کے لیے بالکل اسی طرح دولت رولنے کا ذریعہ ہیں جس طرح کہ وہ اپنے مالکوں کے لیے ہیں؛ بلکہ مالکوں کے لیے تو کچھ زیادہ ہی ہیں۔ محصولوں کی شکل میں ان سے جو کثیر آمدنی وصول ہوتی اور اس سے جو تضیع اور بد دیانتی پیدا ہوتی ہے وہ ایسے محصولوں کے تحت جو اس بے وزن طریقے سے عائد نہ کیے جائیں ہرگز قابل برداشت نہیں ہو سکتی۔ امریکہ کے دوسرے بڑے شہروں کے بارے میں بھی جن میں شہری زمین کا لگان کثیر اور روز افزوں ہوتا ہے اور جن میں سکونتی خطوں کے محصول سے مستقل طور سے زائد آمدنی بھی وصول ہوتی ہے یہی چیز صادق آتی ہے، لیکن کسی قدر کم درجے پر۔

۴۔ حقیقی جائداد پر محصول کا ابتداءً مالک سے وصول کیا جانا یا قابض سے، اس کا اثر انجام کار نفس معاملے پر نہیں ہوتا۔ ریاستہائے متحدہ میں یہ دستور ہے کہ مالکوں پر محصول عائد کیا جاتا ہے؛ اور سابقہ فصل میں محصولوں کے بار پر جس انداز سے بحث کی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایسا ہمیشہ ہوتا ہے۔ لیکن انگلستان اور دوسرے ممالک یورپ میں عام طور سے قابض یا کرایہ دار پر محصول عائد کرنے کا دستور ہے۔

اگر قابض سے حقیقی جائداد پر محصول عائد کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو، وہ اور مالک دونوں کرائے کے متعلق بات چیت کرکے ادائے محصول پر غور کریں گے۔ جس حد تک محصول سکونتی خطے کی بابتہ عائد کیا جاتا ہے اس حد تک قابض کے لیے سکونتی خطے کی مالی منفعت میں بہ لحاظ مقدار محصول کمی ہو جاتی ہے اور سکونتی خطے کو حاصل کرنے کے لیے وہ جو لگان ادا کرے گا اس میں اسی حد تک کمی ہو جائے گی۔ اگر اس کے برعکس عمارتوں اور ترقیات کے بارے میں عائد کردہ محصول مالک کی بجائے

باب
ل اراضی
و
امکنہ

قابض سے وصول کیا جائے تو، مالک بدیہی طور سے ادنیٰ شرح سے سہولتیں بہم پہنچانے کے قابل ہوگا اور مقابلے کے باعث ایسی سہولتیں بہم پہنچانے پر مجبور ہوگا۔ اگر قابض سے محصول کا مطالبہ کیا جائے تو دونوں صورتوں میں متعارف کرایہ کم ہوگا۔ فرق محصول کے بارے میں نہ ہوگا، بلکہ وصول کرنے کے طریق میں ہوگا۔

لیکن یہ سب صرف اس وقت صادق آتا ہے جبکہ محصول کی مقدار معین ہو اور اس کا باآسانی حساب کیا جا سکتا ہو۔ غیر متوقعہ محصولوں کے متعلق یہ قرینہ ہوتا ہے کہ تمام صورتوں میں وہ ایسے اشخاص پر ہمیشہ کے لیے بار رہیں گے جن سے ادائی کا براہ راست مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اگر کرائے کے بارے میں مالک اور قابض کے مابین معاہدہ ہو جائے تو، نئے یا زائد محصول کا بار حین معاہدہ میں ان دونوں میں سے اس شخص پر پڑے گا جس سے براہ راست محصول وصول کیا جا سکتا ہو۔ چونکہ ریاستہائے متحدہ میں دستور ہے کہ مالک پر محصول عائد کیا جاتا ہے، اس لیے مالک ہی کو نئے یا زائد محصولوں کا بار برداشت کرنا پڑتا ہے۔ وہ ان کو قابض یا کرایہ دار کی جانب صرف اس صورت میں منتقل کر سکتا ہے جبکہ از سر نو معاہدہ کرنے یا کرائے نامے کی تکمیل کرانے کا موقع آئے۔ انگلستان میں، جہاں قابض پر محصول عائد کرنے کا دستور ہے، 547 قابض ہی کو معاہدے کے دوران میں محصول ادا کرنا پڑتا ہے، اور صرف اس حالت میں جبکہ تجدید معاہدے کا وقت آئے وہ (سکونتی خطے کے کرایے کی حد تک) محصول کے بار کو مالک پر ڈالنے کا جدید انتظام کر سکتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں کرایہ ناموں میں بالعموم یہ قرار دیا جاتا ہے کہ سب محصول قابض کے ذمے رہیں گے، خواہ از روئے قانون وہ مالک زمین ہی سے واجب الوصول کیوں نہ ہوں۔ ظاہر ہے کہ مالک اور قابض دونوں اس ذمہ داری کو

باب ۴ محصول اراضی و امکنہ

برداشت کرنے کے بارے میں مقررہ کرائے کی بات چیت کرتے وقت ہی غور کر لیں گے۔ اس قسم کے معاہدات جو ادائے محصول کی بابت کئے جاتے ہیں بالعموم محض کرائے میں کمی بیشی کرنے کا ایک طریقہ ہیں، خاصکر اس صورت میں جہاں لگان موقع کا دخل زیادہ ہوتا ہے اگر کوئی خطہ بیش قیمت ہو اور اس کی طلب زیادہ ہو تو، قابض خطے کی اعلیٰ قیمت ادا کرنے کے ایک طریقے کے طور پر نہ صرف محصولوں کی ادائی اپنے ذمے لے گا بلکہ محصول کی غیر متوقعہ تبدیلیوں کا خطرہ بھی اپنے سر لے گا۔

یورپ اور امریکہ کے دستور کے مابین ایک اور فرق محصول کی تشخیص اور اس کے تخمینے کی بابت ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں حقیقی جائدادوں کے محصول کی تشخیص بالعموم اصل قیمت یعنی قیمت فروخت کے حساب سے کی جاتی ہے۔ یورپ میں سالانہ کرائے کی مجموعی مقدار کے حساب سے بالعموم تشخیص کی جاتی ہے۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ میں حقیقی جائداد کے عام محصول کی شرح کم و بیش ہر ۱۰۰ ڈالر قیمت فروخت پر ۱٫۵۰ ڈالر یا اصل پر ۱½ فی صد ہوتی ہے جو مالک سے وصول کی جاتی ہے۔ انگلستان میں محصول کی عام شرح سالانہ کرائے کی مجموعی مقدار پر فی پونڈ ۵ شلنگ یا ۲۵ فی صد ہے جو قابض سے وصول کی جاتی ہے[1]۔ یہ شرحیں کرائے کے تناسب کے لحاظ سے کم و بیش مقررہ ہوتی ہیں۔ اور ہر صورت میں ان کا بار آخر میں مقررہ ہوتا ہے، اور مذکورۂ بالا طریقے کے لحاظ سے فرق اس پر منحصر ہوتا ہے کہ حقیقی جائداد میں موقع کا حصہ غالب ہے یا عمارت کا۔ فی الحقیقت ایک صورت

[1] - یہ کم از کم ۱۹۱۴ء تک عام محصول کی شرحیں تھیں۔ جنگ یورپ کے باعث مالی نظام میں جو انقلابات ہوئے ان کی وجہ سے دوسرے معاملات کے مثل محصول کی شرحوں میں بھی بدنظمی پیدا ہو گئی؛ شرحوں میں عام طور سے اضافہ ہو گیا، اور ایک مرتبہ رائج ہو جانے کے بعد غیر معین مدت قائم ہو جانے کا امکان رونما ہوا۔

باب محصول اراضی و امکنہ

ایسی بھی ہے جس میں دونوں طریقوں سے مختلف نتائج حاصل ہوتے ہیں؛ یعنی جب کرائے کی مجموعی قیمت اصل کی قیمت سے کوئی لگاؤ نہ رکھتی ہو۔ یہ حالت اس وقت سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے جبکہ سکونتی زمین خالی ہو، اور اس کے باوجود محض اس سبب سے کہ آباد ہو جانے کے بعد یا اس توقع کے باعث کہ اضافۂ آبادی کی بدولت اس سے بہت جلد لگان وصول ہوگا وہ اپنی قیمت فروخت رکھتی ہے۔ ایسی زمین بحالت موجودہ کوئی کرائے کی قیمت نہیں رکھتی یا اگر رکھتی بھی ہے تو بہت ہی خفیف اور حقیر؛ چنانچہ انگلستان میں اس پر 548
بہت کم محصول عائد کیا جاتا ہے یا بالکل نہیں کیا جاتا۔ ممکن ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں ایسی زمین پر محض اس بنا پر کہ وہ بہت بڑی قیمت فروخت رکھتی ہے بڑا محصول عائد کیا جائے۔ اسی کے مماثل صورت اس وقت بھی ہوتی ہے جبکہ زمین پر عمارت بنائی جائے اور وہ زیر استعمال ہو لیکن انتہائی فائدے کی حد تک زیر استعمال نہ ہو، اس لیے کہ اس پر عارضی یا قدیم و متروک عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ انگلستان میں ایسی زمین پر اس کے حقیقی کرائے کی بنیاد پر ہلکا محصول عائد کیا جائے گا۔ لیکن ریاستہائے متحدہ میں اس کی قیمت فروخت کے حساب سے، جو اس کے امکانی کرائے کی قیمت بہ شکل اصل کی نمائندگی کرتی ہے، بھاری محصول عائد کیا جائے گا۔

امریکہ کے دستور میں فوائد بھی ہیں اور نقصان بھی۔ فائدہ یہ ہے کہ اس کی بنا پر زمین کو زیر استعمال لانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ چونکہ ہر مالک سے اس کی زمین کی اصل قیمت کے حساب سے محصول وصول کیا جاتا ہے، اس لیے وہ مجبور ہوتا ہے کہ ایسے کرائے کا معاہدہ کرے جو اس کے امکانی لگان کے مطابق ہو، اور اس طرح اس کو سرعت کے ساتھ ترقی دے۔ انگریزی دستور، مالک کو صبر و انتظار کی اجازت دیتا ہے۔ مالک کچھ تو کاہلی سے

باب ۔ محصول اراضی و امکنہ

سبب سے اور کچھ اس خواہش کی بنا پر کہ زمین کو بہترین منفعت کے ساتھ استعمال کرنے کا موقع نکلنے تک صبر کرنا چاہیے بالعموم تامل و انتظار سے کام لے گا۔ امریکہ کے دستور میں نقصان یہ ہے کہ وہ خطوں کو یہ عجلت سے زیر استعمال لانے کے میلان کو فروغ دیتا ہے [illegible] زندگی کا عام نظم پست ہو جاتا ہے اور بہ [illegible] منفعت کا میلان [illegible] بہر صورت اسی قسم کی کچھ عجلت کی جانب رہبری کرتا ہے۔ [illegible] طریق محصول انگلستان [illegible] زیادتی پیدا کرتا ہے اسی وجہ امریکہ کے ان بڑے شہروں میں جو سرعت کے ساتھ ترقی کر رہے ہیں پھیلنے اور چلنے کا میلان پایا جاتا ہے۔ شہر سے باہر کے علاقوں میں غالباً قبل از وقت و ضرورت اس خیال سے عمارتیں بنا دی جاتی ہیں کہ کرایوں سے آمدنی وصول ہو جائے گی؛ درمیانی خطے خالی رہتے ہیں اور ان کے مالک کچھ عرصے تک ان کو اسی حالت میں رکھتے ہیں۔ انگلستان میں جہاں محض کرایہ کی سالانہ مقدار ہی محصول کی بنیاد ہے، زمین عمارت کے لیے نسبتاً بہت آہستہ اور منظم طریقے سے بہتر کی جاتی ہے۔ امریکہ کے دستور میں ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ محصول کے وسیلے سے قوم کو غیر مکتسب اضافے کا بڑا حصہ مل جاتا ہے۔

۵۔ جملہ مکینوں کی طرح مزدوروں پر ان کے مکانوں کے محصول کے ذریعے سے اثر ڈالا جاتا ہے۔ دوکانوں اور فیکٹریوں پر محصول عائد کر کے تو واقعی ان پر اثر ڈالا جاتا ہے، اور یہ محصول تاجروں اور صناعوں کے مصارف میں شمار ہو کر کم و بیش بے قاعدگی کے ساتھ صارفوں کی جانب منتقل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ دوسری قسم کی منتقلی اس قدر پوشیدہ ہوتی ہے کہ کسی مقرون طریقے پر اس کا تعین دقت طلب ہوتا ہے۔ لیکن مکانوں کے محصول اس حد تک جس حد تک وہ عمارتوں کے بارے میں عائد کیے جاتے ہیں

باب
ول اراضی
و
مکنہ
549

مکان کے کرایوں میں بلا شبہ اضافہ کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے مکینوں کو اور ان کے منجملہ مزدوروں کو قومی بار برداشت کرنے میں شریک بنانے کا باعث ہوتے ہیں۔

مزدوروں پر محصول کا یہ بالواسطہ اثر نہ صرف ریاستہائے متحدہ میں ظاہر ہوتا ہے، جہاں سب محصول پہلے مالکوں سے وصول کیے جاتے ہیں، بلکہ انگلستان میں بھی جہاں وہ بالعموم قابضوں سے وصول کیے جاتے ہیں۔ انگریزی طریق محصول میں مزدوروں کے مکانات کی حد تک استثناء کیا جاتا ہے۔ یہاں محصول قابض سے وصول نہیں کیے جاتے بلکہ مالک شے وصول کیے جاتے ہیں؛ یا اگر مالک زمین سے وصول نہیں کیے جاتے تو پٹے دار سے وصول کیے جاتے ہیں جس نے کل خطے کو لے لیا ہے اور اپنے طور پر حقیقی قابضوں کو کرائے پر دے رکھا ہے۔ قلیل المقدار آمدنی والوں سے محصول آمدنی وصول کرنے میں جو مزاحمتیں پیش آتی ہیں وہی اس صورت میں بھی پیش آتی ہیں جہاں حقیقی جائداد کے محصول چھوٹے مکانات کے قابضوں سے وصول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انتظامی مصارف کثیر ہوتے ہیں اور محصول ادا کرنے والے میں ناگواری پیدا ہوتی ہے۔ مالک زمین سے بحیثیت مجموعی یکمشت محصول وصول کرنا اور اس کو اس کا موقع دینا کہ وہ مختلف قابضوں یا شکمی قابضوں سے زیادہ کرایہ وصول کر کے اپنے نقصان کی تلافی کر لے بہت سادہ طریقہ ہے۔ لندن اور انگلستان کے دوسرے بڑے شہروں میں بالعموم یہی ہوتا ہے، اور مالک زمین کو اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کا اور محصول وصول کرنے کے صلے کے طور پر کمیشن حاصل کر کے معمولی محصول میں خفیف سی کمی کر لینے کا موقع دیا جاتا ہے۔

آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مزدور سے محصول وصول کیا جاتا ہے، لیکن اس کو اس کا علم شاذ ہی ہوتا ہے کہ اس سے

باب ۷
محصول اراضی
و
امکنہ

محصول وصول کیا گیا۔ وہ اپنے مکان کے کمرے کا بندھا ہوا کرایہ ادا کر دیتا ہے، لیکن اس کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کرائے میں محصول بھی شامل ہے۔ یہ صورت حال بلاشبہ ناگزیر ہے؛ لیکن قابل افسوس بھی ہے۔ اوسط درجے کے مزدور کا جو طرز عمل قومی معاملات کی جانب ہوتا ہے اس پر اس صورت حال کا بہت کچھ اثر پڑتا ہے۔ وہ جس چیز سے باخبر ہوتا ہے وہ محض قومی یا سرکاری مصارف ہوتے ہیں جن کے متعلق اس کو اس لیے واقفیت ہوتی ہے کہ شہر یا ریاست مزدور کو کام اور اجرت دیتی ہے۔ محصولوں سے حکومت کو جو آمدنی وصول ہوتی ہے اس سے اس کو بظاہر کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ وہ بالعموم مصارف کا مؤید ہوتا ہے، لیکن مصارف میں دانشمندی سے کام لینے کا کوئی لحاظ نہیں کرتا؛ اس لیے کہ اضافۂ محصول سے اس کو قطعاً کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ہر رائے دہندے سے کچھ نہ کچھ بلاواسطہ محصول وصول کرنے سے سرکاری معاملات میں دلچسپی اور دقت نظر بڑھے گی؛ پھر بھی بظاہر اس قسم کے محصولوں کے باقی رہنے کی جانب سے مایوسی ہوتی معلوم ہوتی ہے۔

۶۔ حقیقی جائداد کے محصول ریاستہائے متحدہ اور برطانیۂ عظمیٰ میں زیادہ تر مقامی محصول ہیں۔ وہ زیادہ تر مقامی جماعتوں یعنی ریاستہائے متحدہ میں قصبات، شہروں، اور کونٹیز کی جانب سے اور انگلستان میں بار وز اور کونٹیز کی جانب سے عائد اور وصول کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ان کی آمدنی بھی مقامی جماعتوں کے مصارف کو پورا کرنے کے کام میں آتی ہے۔ پھر بھی مقامی استعمال کی یہ تحدید نہ عامۃ الوقوع ہے اور نہ کامل۔ پارلیمنٹ کا عائد کردہ محصول اراضی انگلستان میں اب تک موجود ہے، اگرچہ اس کی مقدار کم ہو گئی ہے اور وہ عنقریب معدوم ہوا چاہتا ہے۔ انگریزی محصول آمدنی، حقیقی جائداد پر عائد کیا جاتا ہے، اور اس طرح جو

550

باب محصول اراضی و امکنہ

آمدنی وصول ہوتی ہے وہ مرکزی حکومت کو ملتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں املاک کے محصول کے ذریعے سے جن میں حقیقی جائداد کے محصول بدرجہا زیادہ اہم اجزائے ترکیبی ہیں ابتداءً مختلف ریاستوں کو آمدنی وصول ہوتی تھی اور اب بھی زیادہ تر وصول ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ انگریزی بولنے والے ملکوں میں میلان حقیقی جائداد کے محصول کو خالصاً مقامی محصول کے طور پر استعمال کرنے کی جانب ہے؛ رہی مرکزی حکومت تو اس کو اپنی آمدنی دوسرے ذرائع سے وصول کرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے؛ یعنی محصول آمدنی، محصول وراثت، تجارت و آمد و رفت کے محصول اور سب سے زیادہ اشیا کے محصول کے ذریعے سے۔

یہی میلان براعظم میں بھی رونما ہونا شروع ہوا ہے۔ وہاں زمین اور عمارتوں کے محصول طویل زمانے سے اور مسلسل روایات کی بنا پر مرکزی حکومت کی جانب سے مشخص اور عائد کیے جاتے ہیں۔ مقامی جماعتیں محض مرکزی حکومت کے نقش قدم پر چلی ہیں، انھوں نے اسی کے انتظام اور معیاروں کو استعمال کیا ہے اور اپنے اغراض کے لیے سرکاری محصول میں زیادتی کی یا بحساب فی صد اضافہ کیا ہے۔ براعظم کے اکثر ملکوں میں اب بھی یہی صورت حال ہے۔ پرشیا میں اس نظام سے گریز کیا گیا ہے؛ چنانچہ یہاں زمین اور عمارتوں کے ٹکس اور بعض دوسرے اسی قسم کے عرفی بلاواسطہ محصول کا انتظام ہمیشہ کے لیے مقامی جماعتوں کو دے دیا گیا ہے اور حکومت نے انکم ٹکس کی وصول یابی کا کام اپنے ذمے رکھا ہے۔ جرمنی کی دوسری ریاستوں نے پرشیا کی مثال کی تقلید کی ہے، اور یہ اغلب ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ براعظم کے دوسرے ملک بھی اسی طرح عمل کریں گے۔

حقیقی جائداد کے محصولوں کے انتظام کو اس طرح مقامی جماعتوں کو

باب محصول اراضی و املکنہ

تفویض کر دینا دانشمندانہ فعل ہے۔ اس کا بہت قرینہ ہے کہ مقامی جماعتیں ایسے محصولوں کا انتظام مساویانہ اور منصفانہ طریقے پر کریں، ان کا انتظام کرنے میں وہ ان مشکلات سے بچی رہتی ہیں جو دوسرے محصولوں کے مقامی انتظام میں بالعموم پیش آتی ہیں۔ مثلاً انکم ٹکس میں یہ میلان ہے کہ
551 وہ لوگوں کو ان مقامات سے ہٹا دیتا ہے جہاں وہ عائد کیا جاتا ہے؛ اگر محصول مقامی ہیں تو شہروں اور قصبات کے مابین مقابلے کی ترغیب دیں گے، تاکہ وہ باشندوں کو ادنیٰ شرحوں یا رعایتی تشخیص کی بنا پر اپنی جانب کھینچیں۔ تمسکات کے محصولوں پر بھی اسی قسم کے اعتراض کیے جا سکتے ہیں، جیساکہ آئندہ باب میں زیادہ واضح طور سے معلوم ہوگا۔ اشیا کی تیاری یا فروخت پر جو محصول عائد کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر سے اسی طرح سے مقابلے کے تحت بچنے کا امکان پایا جاتا ہے۔ مقامی جماعتوں کو جو محصول فی الحقیقت وصول ہو سکتے ہیں ان کی فہرست محدود ہے، اسی کے ساتھ ان کی مالی ضرورتیں کثیر اور روز بہ روز بڑھتی جا رہی ہیں۔ اسی وجہ سے یہ مناسب ہے کہ زمین اور عمارتوں کے محصول، جو خاص طور سے مقامی جماعتوں کو دستیاب ہو سکتے ہیں، کلیتہً ان ہی کے لیے چھوڑ دیئے جائیں۔

باب ۱۷

اشیا کے محصول

(۱) محصول بلا واسطہ اور بالواسطہ۔ اشیا پر محصول بالواسطہ عائد کرنے کے مختلف طریقے۔ (۲) سادہ ترین صورت میں یعنی ایسی مسابقتی شے کی صورت میں جو استقرار حاصل کے تحت تیار کی گئی ہو محصول صارفوں پر منتقل ہوتا ہے۔ اس اصول کے شرائط۔ (۳) کسی شے کے قانون تکثیر یا استقرار حاصل کے تحت تیار کیے جانے کی صورت میں پیچیدگیاں، یا اجارے کی صورت۔ ان موضوعات پر نظری استدلال کو عملاً منطبق کرنے میں کن احتیاطوں کی ضرورت ہے۔ (۴) درآمد کردہ اشیا کے محصول کوئی نئی صورت نہیں پیش کرتے، بجز اس کے کہ ان کے توڑ پر غیر محصولی اشیا کی رسد ہونے لگتی ہے اور اس طرح تامین سے متعلق مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ (۵) اشیا کے محصول صارفوں کو بہت کم محسوس ہوتے ہیں۔ وہ بالعموم ایسی اشیا پر عائد کیے جاتے ہیں جن کا صرف کثیر ہوتا ہے، اور اپنے اثرات کے اعتبار سے رجعی ہوتے ہیں اگر وہ گیری کے محصول کے 552

باب اشیا کے محصول

ذریعے سے اشیا کی کثیر تعداد اور مختلف قسموں پر دسترس حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ سابقہ بابوں میں آمدنی، املاک اور توریث کے محصولوں کو بیان کیا گیا، ان کو بالعموم "بلا واسطہ" محصول کہا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کا یہ مطلب ہے کہ ان کے عائد کرتے وقت واضع قانون کی توقع یا نیت یہ نہیں ہوتی کہ ان کے ادا کرنے کا پہلی مرتبہ جن سے مطالبہ کیا جائے ان کے بجائے کسی دوسرے شخص کے سر پہ منتقل ہوں۔ اس کے برخلاف ایسے محصولوں کو جن کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کے سر منتقل ہوں گے بالواسطہ "محصول کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے جن کو بلا واسطہ محصول کہا جاتا ہے وہ بالعموم منتقل ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اس خیال کو پیش نظر رکھ کر عائد نہیں کیے جاتے، اور منتقلی کا عمل بالعموم غیر معین ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بالواسطہ محصول اس مفروضے پر عائد کیے جاتے ہیں کہ جن اشخاص سے پہلے مطالبہ کیا جائے وہ اپنے بوجھ کو دوسروں کے سر اتار دیں گے اور خاصی آسانی اور تیقن کے ساتھ اتار دیں گے۔

سادہ ترین اور سب سے عام قسم کے بالواسطہ محصول وہ ہیں جو اشیا پر عائد کیے جاتے ہیں۔ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ یہ تعریف مبہم اور غیر معین سی ہے۔ سچ پوچھیئے تو جس طرح املاک پر محصول عائد نہیں کیے جاتے، بلکہ صرف وہ اشخاص جو املاک کے مالک ہوتے ہیں محصول ادا کرنے پر مجبور کیے جاتے ہیں، بعینہ اسی طرح اشیا پر فی نفسہ محصول عائد نہیں کیے جاتے، بلکہ صرف ان اشخاص پر عائد کیے جاتے ہیں جو اشیا کا معاملہ خاص طریقے سے کرتے ہیں۔ مثلاً تمباکو کا محصول ایسا محصول ہو سکتا ہے جو تمباکو کے صانع پر اس کے

558

باب کے اشیا کے محصول

کارخانے سے برآمد شدہ تمباکو کی بنیاد پر بحساب فی پونڈ عائد کیا جائے۔ شکر کا محصول، جیسا کہ سابق میں جرمنی میں ہوتا تھا، ایسا محصول ہو سکتا ہے جو شکر سازی میں استعمال کردہ چقندر پر بحساب فی ہنڈرڈ ویٹ عائد کیا جائے اور جس وقت چقندر صناع کے کارخانے میں پہنچیں تو اس سے وصول کیا جائے۔ "اشیائے درآمد" کا محصول وہ محصول ہے جو تاجروں اور دوسرے اشخاص سے اس موقع پر وصول کیا جائے جبکہ وہ اشیا کو دوسرے ملکوں سے اپنے ملک کے حدود کے اندر لائیں۔

اس قسم کے محصول ادا کرنے کا مطالبہ ان متعدد اشخاص سے جس خاص نوبت پر اور جس خاص طریقے سے کیا جاتا ہے اس پر محصول سے بچنے کے امکان پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً چقندر پر محصول عائد کرنے کے طریقے کے تحت، جس پر سابق میں جرمنی میں عمل کیا جاتا تھا اور اب بعض ایسے وجوہ کی بنا پر، جن پر یہاں بحث کرنے کی ضرورت نہیں، ترک کر دیا گیا ہے، محصول سے بچنا مشکل تھا؛ اس لیے کہ چقندر وزنی تھے اور کارخانے تک ان کو لانے کے عمل کی بآسانی نگرانی کی جا سکتی تھی۔ امریکہ میں تمباکو اور سگار کے محصول میں یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے کہ محصول زدہ اشخاص کو اسٹامپ خریدنے اور اپنے کاروبار کی ایک مقررہ حالت میں یہ اسٹامپ اشیا پر چسپاں کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے؛ اس میں یہ انتظامی فائدہ ہے کہ اشیا، محصول سے بچنے کی صورت میں، بجز قلیل ترین پیمانے کے فروخت ہی نہیں کی جا سکتیں اس لیے کہ اسٹامپوں کی عدم موجودگی قانون کے خلاف ورزی کی اطلاع تمام دنیا کو کر دے گی۔ درآمد کردہ اشیا پر عائد کیے ہوئے محصول موجودہ زمانے میں اس لیے بہت آسانی کے ساتھ وصول کر لیے جاتے ہیں کہ ذرائع آمد و رفت، یعنی ریلیں اور دخانی جہاز، بہت ارزاں ہیں اور غیر معروف اور دور افتادہ راستوں سے

مالیات اشیا کے محصول

پوشیدہ طور سے سامان درآمد کرنے میں بالعموم محصول سے بچنے کے فائدہ سے زیادہ مصارف لاحق ہوتے ہیں۔ اٹھارویں صدی میں صورت حال مختلف تھی، اور مال کی پوشیدہ درآمد ایسا عامل تھا جس کا محصول درآمد کے انتظام میں خاص لحاظ کرنا پڑتا تھا۔

لیکن یہ سب معاملات تفصیلی بحث کے محتاج ہیں، اور بالعموم ان کی مفصل بحث بہت اہمیت رکھتی ہے؛ چنانچہ ان کی بحث محصول اور مالیات کے متعلق خاص کتابوں میں موزوں ہوسکتی ہے۔ ہمارا تعلق تو محض بعض اہم مسائل سے ہے جو ان محصولوں کے معاشی اثرات سے پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ اولاً سادہ ترین صورت، یعنی ایسے داخلی محصول یا چنگی پر غور کیجیے جو کسی شئے کی تیاری کی کسی حالت میں عائد کیا جاتا ہے۔ اشیا کی تیاری کے زمانے میں کوئی حالت بالعموم اس لیے منتخب کی جاتی ہے کہ
554 اشیا کی طیاری کے معنی مختلف عملوں کے ارتکاز کے ہیں اور اس لحاظ سے نگرانی آسان ہوتی ہے۔ فرض کیجیے کہ یہ شئے ایسی ہے جو استقراری مصارف اور آزاد مقابلے کے حالات کے تحت تیار کی جاتی ہے۔ اسی صورت میں محصول کا اثر سادہ ہوگا۔ اس شئے کی قیمت میں محصول کی مقدار کی حد تک اضافہ ہوجائے گا۔ صناع اس مقدار کو صارف کے سر منتقل کردے گا، اور اس طرح حقیقی بار صارف پر پڑے گا۔

یہ نتیجہ لازمی طور سے فی الفور ظہور پذیر نہ ہوگا۔ محصول کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی مقدار کی حد تک صناع کے مصارف پیدائش میں اضافہ کردیتا ہے۔ اس لحاظ سے صناع یقیناً اپنی شئے کی قیمت بڑھانے کی خواہش کرے گا، تاکہ زائد خرچ کو پورا کرسکے۔ خالص نظری طور پر وہ، بجز تخفیف رسد کی صورت کے، ایسا نہیں کرسکتا۔ قیمت کا تعین براہ راست طلب و رسد کے توازن سے، یا اصطلاحی زبان میں، اختتامی فروخت پذیری سے ہوتا ہے؛ اور طلب کے

باب اشیا کے محصول

حالات یکساں و مقررہ رہنے کی صورت میں قیمت اس وقت تک نہیں بڑھ سکتی جب تک کہ رسد میں تخفیف نہ ہو۔ لیکن کثیر مصارفِ پیدائش اور قلیل منافعہ رسد میں قلت پیدا کریں گے؛ اور جب صناعوں کو اپنا معمولی منافعہ کمی پیداوار اور بیشی قیمت کی وجہ سے دوبارہ ملنے لگے گا، معمولی توازن از سرِ نو قائم ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز کہ پیداوار کی مقدار میں آخری تغیر کس حد تک ہوگا اس شے کی طلب کی تغیر پذیری پر منحصر ہو گی۔ یہ امر ناممکن نہیں ہے کہ یہ نتیجہ رسد میں کسی تغیر کے بغیر بھی حاصل ہو جائے۔ کسی ترقی پذیر ملک میں یا کسی ایسی شے کی حد تک جس کی طلب ترقی پذیر ہو، یہ ممکن ہے کہ رسد میں کوئی حقیقی کمی نہ ہو، بلکہ صرف اضافہ رُک جائے۔ محض طلب کو اس کا موقع ملتا ہے کہ وہ نئی صورت حالات کے مطابق اپنے آپ کو بنا لے۔

اس تمام معاملے میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ جس وقت محصول عائد کیا جاتا ہے صنعت اس وقت معمولی حالت میں ہوتی ہے؛ یعنی یہ کہ جو اصلدار اس میں مصروف ہیں انھیں معمولی منافعہ وصول ہو رہا ہے اور منافعہ میں کمی کی صورت میں وہ اپنی پیداوار کو گھٹائیں، بلکہ غالباً ان میں سے بعض کاروبار سے کلیتہً دست کش ہو جانے کی طرف مائل ہوں گے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ محصول ایسے وقت عائد کیا جائے جبکہ صنعت غیر معمولی طور سے منفعت بخش ہو۔ اس طرح اس کا بار بظاہر صرف صناعوں پر عائد ہو سکتا ہے؛ ممکن ہے کہ وہ اس قابل ہوں کہ محصول خود ادا کریں اور پھر بھی صارفوں کے ہاتھ اپنے مال کو معمولی منافعے پر فروخت کریں۔ ایسی صورتوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ صارف اعلیٰ قیمت ادا کرتے ہیں، بلکہ یہ کہ وہ اُس ادنیٰ قیمت کو لینے سے باز رکھے جاتے ہیں جو مقابلے کے باعث انجام کار رونما ہوتی۔ بہ نسبت اُس صورت میں محصول لگانے کے جب کوئی صنعت اپنی معمولی حالت میں ہو، صارفوں کے لیے اس عمل میں

باب اشیا کے محصول

زیادہ سہولت ہے؛ ظاہر ہے کہ وہ اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہے کہ محصول آخر کار صارف پر عاید ہوتا ہے۔

بعض صنعتیں اس قدر زیادہ اتفاقی نوعیت رکھتی ہیں کہ مسابقت کا عمل اور اس کی وجہ سے محصول کا عمل بے قاعدہ اور غیر یقینی ہوتا ہے۔ یہ صورت شراب کی بھٹیوں کے بارے میں اچھی طرح صادق آتی ہے، جن کی پیداوار کی فروخت کا مدار بہت زیادہ دکانوں کی نیک نامی، نشان تجارت، اور خوردہ شراب کی دکانوں پر قابو رکھنے پر ہوتا ہے۔ شراب کی بھٹی میں اس کا قرینہ ہے کہ وہ یا تو بہت زیادہ منفعت بخش کارخانہ ثابت ہو یا انتہائی طور سے نقصان رساں؛ اور انھیں دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت کسی بڑے ہوٹل یا شہری اخبار کی بھی ہوتی ہے۔ اگر بیر (Beer) پر معتدل شرح سے محصول عاید کیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ بھٹی کے مصارف کے اتار چڑھاؤ اور منافعہ کے تغیرات میں محسوس نہ ہو اور کشید کردہ شراب کی خوردہ قیمت پر اس کا کوئی نمایاں اثر ظاہر نہ ہو۔ اسی طریقے سے موجودہ محصول کی تخفیف بظاہر محض شراب کشید کرنے والے کے مصارف میں اپنی حد تک کمی پیدا کر سکتی ہے، اور ممکن ہے کہ اس کی خوردہ فروشی کی قیمت کو متاثر نہ کرے۔ یہ چیز بظاہر صرف معتدل شرح سے محصول عاید کرنے کی صورت میں صادق آئے گی۔ محصول میں اگر کوئی بڑا اضافہ یا بڑی تخفیف کی جائے تو، اس کو صارف بلا شبہ محسوس کرے گا۔ اور اوسط درجے کے محصول کا اثر بھی لازمی طور سے مرور زمانہ کے ساتھ ظاہر ہوگا، اگرچہ بہت ممکن ہے کہ اس کا اثر خوردہ فروشی کی بدلی ہوئی قیمت کی شکل میں اس قدر ظاہر نہ ہو جس قدر کہ فی گلاس شراب کی مقدار یا اس کی قسم کے اچھے برے ہونے کی صورت میں۔ اس صورت میں تقریباً تمام معاشی مظاہر کے مثل ہمیں ایسے رجحانات سے بحث کرنا ہے جن کے نتائج کم و بیش آہستگی کے ساتھ اور بالعموم مبہم طریقوں سے رونما ہوتے ہیں۔

باب اشیا کے محصول

لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے اثرات مثلاً طریقۂ پیدائش میں اصلاح کے بارے میں کمی کے مقابلے میں وہ اثرات جو قیمتوں پر محصول کے پڑتے ہیں زیادہ سریع اور زیادہ یقینی ہوتے ہیں؛ وجہ یہ ہے کہ محصول کی خبر آگ کی طرح پھیل جاتی ہے اور تمام صناعوں اور تاجروں کی توجہ ان پر فوراً مرتکز ہو جاتی ہے۔

۳۔ اب ان سے بعض کم سادہ صورتوں پر غور کیجیے۔ محصول زدہ اشیا ممکن ہے کہ استقرار حاصل کے حالات کے تحت تیار نہ ہوں، بلکہ تکثیر حاصل یا تقلیل حاصل کے حالات کے تحت تیار ہوں، یا ممکن ہے کہ وہ اجارے کے تابع ہوں۔

ان حالتوں میں بھی اصلی نظریے کو بیان کر دینا بہت آسان ہے، اس لیے کہ وہ محض عام نظریۂ قدر کا اطلاق ہے[1]۔ تقلیل حاصل کے تحت تیار کردہ شئے کا محصول ممکن ہے کہ اس شئے کی قیمت میں محصول کی پوری مقدار کی حد تک اضافہ نہ کرے۔ قیمت کا اضافہ صرف تیار کردہ شئے کی مقدار کی تخفیف کی صورت میں رونما ہو سکتا ہے۔ لیکن تقلیل حاصل کی صورت میں طیار کردہ شئے کی مقدار کی تخفیف کے معنی کاشت کی اختتامی حد کے پیچھے ہٹنے کے اور اختتامی مصارف کی کمی کے ہیں۔ پس معمولی قیمت کو بڑھانے میں محصول کا جو اثر پڑتا ہے وہ مصارف کی اس کمی سے جو ذرائع رسد پر کسی قدر کم دباؤ پڑنے کے باعث ہوتی ہے زائل ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے تکثیر حاصل کے تحت تیار کردہ شئے کا محصول ممکن ہے کہ نہ صرف اس شئے کی قیمت بڑھا دے، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس محصول کی مقدار سے بھی زیادہ قیمت میں اضافہ کر دے۔ اس صورت میں قیمت کا اضافہ صرف کو کم کر کے اور طیار کردہ مقدار کو گھٹا کر فی اکائی مصارف میں 556

[1] دیکھو اس نظریے کا بیان باب ۱۲ تا باب ۱۵ میں۔

باب اشیا کے محصول

اضافہ کر دیتا ہے، اور اس طرح شئے کی قیمت میں مزید اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ اسی قسم کا استدلال کسی موجودہ محصول کی معافی کے بارے میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ تقلیل حاصل کے تحت تیار کردہ شئے کے بارے میں جب محصول میں کمی ہو تو ممکن ہے کہ یہ کمی اس شئے کے صرف کو بڑھا دے، ذرایع رسد پر دباؤ ڈالنے کا باعث ہو، اختتامی مصارف بڑھا دے اور اس طرح قیمت میں ایسی کمی کر دے جو محصول کی مقدار تخفیف سے کم ہو۔ برخلاف اس کے اگر تکثیر حاصل کے تحت محصول میں کمی ہو تو، یہ کمی صرف اور پیداوار کے حق میں مہیج کا کام کر کے ممکن ہے کہ فی اکائی مصارف میں تخفیف کا باعث بنے، اور اس طرح قیمت میں اس سے زیادہ کمی ہو جائے جتنی کہ محض تخفیف محصول کی صورت میں رونما ہوتی۔

ان حالتوں کے نظریے کے سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اجارے کے تحت طیار کردہ شئے کا محصول ان اثرات کے تحت اور غالباً اسی حد تک منتقل نہیں ہوتا جیسا کہ آزاد مقابلے کے تحت کسی تیار کردہ شئے کا محصول منتقل ہوتا ہے۔ وہ محصول جو براہ راست اجارے کے منافعہ پر عاید کیا جائے کبھی منتقل ہو ہی نہیں سکتا، ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ معاشی لگان پر عاید کردہ محصول کبھی منتقل نہیں ہو سکتا۔ اجارہ دار اپنی پیداوار کو غالباً ایسے طریقے سے منظم کرلے گا کہ اس کی وجہ سے اس کو ٹھیک اسی طرح بیشتر بن منافعہ حاصل ہو جس طرح کبھی منفعت بخش خطۂ زمین کے مالک کو غالباً بیشترین لگان حصول ہوگا؛ اور نفع اجارہ یا لگان پر براہ راست عاید کردہ محصول موجودہ صورت سے زیادہ منفعت بخش طریقے پر معاملات کو منظم کرنے کا امکان نہیں پیدا کرتا۔ اجارہ دار یا زمیندار کو حتی الامکان زیادہ ہنسی خوشی کے ساتھ محصول کو برداشت کرنا ضروری ہے۔

لیکن اجارے کے تحت طیار کردہ شئے کا محصول اور نفع اجارہ پر عاید کردہ محصول دونوں ایک چیز نہیں ہیں۔ اوّل الذکر

باب اشیا کے محصول 557

بحساب فی اکائی پیداوار عاید کیا جاتا ہے، نہ کہ خالص نفع اجارہ پر۔ شئے پر محصول عاید کرنا بدرجہا زیادہ آسان ہے، اس لیے کہ یہ معلوم کرنا نسبتہً بہت زیادہ آسان ہے کہ پیداوار کی مقدار کتنی ہے۔ لیکن نفع اجارہ کا صحت کے ساتھ معلوم کرنا حقیقت یہ ہے کہ بہت دشوار ہوتا ہے، علیٰ ہذا محض نفع اجارہ پر محصول کی تشخیص کرنا بھی دشوار ہوتا ہے۔ اگرچہ اجارے کے تحت طیار کردہ شئے کا محصول اپنے مالی نتیجے کے اعتبار سے سادہ اور نسبتہً یقینی ہوتا ہے؛ پھر بھی قیمتوں پر آخرکار اس کے اثر کے لحاظ سے بدرجہا زیادہ غیر یقینی ہوتا ہے۔ وہ اجارہ دار کے تمام حسابات کو فوراً متاثر کرتا ہے۔ اس کے مصارف پیدائش فی اکائی بڑھ جاتے ہیں۔ اگر وہ ان کے مقابل اپنی پیداوار کی قیمت بڑھانے کی کوشش کرے تو اس کو تقریباً یقینی طور سے تخفیف طلب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر طلب تغیر پذیر ہو تو، ممکن ہے کہ صرف کی یہ تخفیف بہت زیادہ ہو، اور ممکن ہے کہ اجارہ دار کو محصول کے بڑے حصے کا بار اٹھانا پڑے؛ یعنی یہ کہ وہ قیمت میں محصول کی پوری مقدار کی حد تک اضافہ نہ کرے اور فروخت کی کمی سے منافع میں جو کمی ہو اس کو برداشت کرنا زیادہ مناسب خیال کرے۔ اگر طلب غیر تغیر پذیر ہو، یعنی اگر قیمتوں کا اضافہ اس کے مال کی نکاسی پر بہت کم اثر ڈالے تو، ممکن ہے کہ وہ محصول کے بڑے حصے کو صارفوں پر منتقل کرنے کے قابل ہو جائے۔

اس موضوع پر نظری استدلال کو بہت آسانی کے ساتھ اور بھی زیادہ آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ اجارہ دار اپنے کاروبار کو استقرار حاصل، تقلیل حاصل یا تکثیر حاصل کے تحت انجام دے رہا ہو؛ ہر صورت میں اس کے حسابات پر مختلف اثر پڑے گا۔ اگر وہ تقلیل حاصل کے تحت تیار کر رہا ہے تو محصول، اضافۂ قیمت اور کمئ صرف اس کے لیے زیادہ ناخوشگوار نہ ہوں گے؛

باب ۷ اشیا کے محصول

اس لیے کہ پیداوار کی کمی کے ساتھ اس کے مصارف بھی گھٹ جائیں گے۔ اگر اس کے برخلاف وہ تکثیر حاصل کے تحت طیار کر رہا ہو تو اضافۂ قیمت اور اس کے نتیجے کے طور پر صرف اور پیداوار کی کمی اس کو بہت ناخوشگوار ہو گی، اس لیے کہ اس سے اس کے مصارف فی اکائی میں اضافہ ہو جائے گا۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ وہ اپنے اجارے کی حد تک آزاد اور بالکل غیر مقید ہے، انتہائی ممکنہ فائدہ حاصل کرنے کے ارادے پر بہت سختی کے ساتھ جما ہوا ہے اور نہ صرف طلب کے حالات بلکہ اپنے ذاتی مصارف کی تکثیر یا تقلیل سے پوری طرح باخبر ہے تو محصول کے عاید ہونے کے بعد اس کو اپنی رسد اور قیمت کے از سر نو منظم کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آئے گا۔ اس کے متعلق یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ حسابی ضوابط سے مدد لے گا، اور صحت کے ساتھ یہ حساب کرے گا کہ محصول کے کچھ جزو کو تسلیم کر لینا اس کو کس حد تک فائدہ پہنچائے گا اور اس کے ایک جزو کو صارفوں پر منتقل کر دینا اس کے حق میں کس حد تک مفید ہو گا۔

اس آخری صورت کا محض بیان ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس قسم کی تحلیل کے برمحل ہونے پر کتنی شرطیں لگی ہوئی ہیں۔ طلب، تغیر پذیر مصارف، محصول وغیرہ کے عمل کے بارے میں جو پیچیدہ استدلال کیا جاتا ہے اندیشہ ہے کہ اسے محض عقلی تفریح کا ایک

558 کھلونا بنا لیا جائے۔ بعض معاشئیین نے اس قسم کے مسائل کی جانب خاصی توجہ صرف کی ہے، اور اس امر کو فراموش کر دیا ہے کہ ان کا استدلال خالص فرضی ہے، علاوہ یہ کہ اس کی مطابقت مقرونی و مادی واقعات زندگی سے قطعاً نہیں ہوتی۔ تمام معاشی اصول محض تخمینی طور سے صادق آتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ نیم حسابی استدلال، بلکہ خالص حسابی استدلال بھی، اساسی اصول کو واضح طور سے پیش کرنے میں عام طور سے مدد دیتا ہے؛ لیکن تفصیلات و فروع پر اس کو منطبق کرنا

باب ۷ اشیا کے محصول

بہت شاذ ہی فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ محصول کے بار کے بارے میں اس کا اس طرح اطلاق نہیں کیا جا سکتا؛ یعنی نہ تو تکثیر حاصل یا تقلیل حاصل کے باعث محصول کے بار کی ترمیم و تبدیلی کے بارے میں اطلاق کیا جا سکتا ہے اور نہ اجارے کے تحت تیار شدہ اشیا کے محصولوں کے اثر کی حد تک۔ تکثیر یا تقلیل حاصل کا اظہار آہستگی اور بے قاعدگی کے ساتھ اور طویل مدت کے بعد ہوتا ہے۔ اشیا کے محصول ان تغیر پذیر حالات سے متاثر ہو کر بہت ہی کم صورتوں میں اتنی طویل مدت تک یکساں شرح پر برقرار رہ سکتے ہیں جس سے اختتامی مصارف پر معقول اثر پڑے۔ اکثر عملی اغراض کے لیے ہم اس سیدھے سادے نتیجے پر قناعت کر سکتے ہیں جو ابتدا ہی میں استقرار حاصل کے مفروضے کے تحت حاصل کیا گیا تھا؛ یعنی یہ کہ اشیا کا محصول اپنی پوری مقدار کی حد تک صارف پر منتقل ہو جاتا ہے۔ اور اسی طریقے سے ہم ان اشیا کے محصولوں کے عمل کے متعلق اکثر پیچیدہ استدلال کو باطل کر سکتے ہیں جن کے متعلق عام طور سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اجارے کے تحت طیار کی جاتی ہیں۔ کسی دوسرے مقام پر[1] یہ بیان ہو چکا ہے کہ کامل اجارہ بہت شاذ و نادر ہوتا ہے۔ وہ صورتیں جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں اجارہ موجود ہے تقریباً ہمیشہ بہت محدود ہوتی ہیں؛ یعنی بدل، مقابلہ کا امکان، رائے عامہ اور قانون کے نفاذ کی وجہ سے محدود ہوتی ہیں۔ "مثل اجارہ" کے تحت جو اشیا طیار ہوں ان کا محصول اسی تعین و تیقن کے ساتھ منتقل نہیں ہوتا جیسا کہ مسابقت کے حالات کے تحت تیار کردہ شئے کا ہوتا ہے؛ لیکن اس کا قوی امکان ہے کہ محصول کا بیشتر حصہ اسی طریقے سے

[1] دیکھو باب ۱۵، فصل (۲)۔

باب ۷ اشیا کے محصول

منتقل ہو جائے۔ محض اس قسم کا تخمینی اور عام نتیجہ ہی معمولی صورت واقعات سے مطابقت رکھتا ہے اور وہ واضع قانون کی رہبری کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۳۔ درآمد کے محصول، جس حد تک خاص محصول کا تعلق ہے، کوئی خاص صورت نہیں پیش کرتے۔ وہ محض اشیا کے محصولوں کی ایک شکل ہیں، اور سابقہ فصلوں میں جو کچھ کہا جا چکا ہے اس کا 559
ان پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ وہ عام طور سے صارفوں پر منتقل ہوتے ہیں اور ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ اس طرح منتقل ہوں۔ تاہم ان کے متعلق بحث مباحث میں اعلیٰ شرح محصول کے پرجوش حامیوں کا رجحان کبھی کبھی یہ کہنے کی جانب ہوتا ہے کہ درآمد کے محصولوں کا بار داخلی صارف نہیں اٹھاتے بلکہ بیرونی صناع برداشت کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ صورت بعض اوقات ٹھیک اسی طرح پیش آئے جس طرح بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ داخلی محصول کا بار طویل یا قلیل مدت کے لیے صناع برداشت کرتا ہے نہ کہ صارف۔ بعض اوقات جبکہ صناع کو، خواہ وہ داخلی ہو یا خارجی، اجارہ حاصل ہو، ممکن ہے کہ اس پر محصول کے ایک جزو کا بار پڑے؛ یعنی بظاہر ممکن ہے کہ وہ اس کا بیشتر حصہ خود برداشت کرے۔ بعض اوقات بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ برداشت کر رہا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی شئے کو اسی قیمت متعارفہ پر فروخت کرتا ہے، لیکن اس کے پیمانے یا خوبی میں فرق کر دیتا ہے۔ اکثر و بیشتر داخلی اور کروڑگیری کے محصولوں سے وہی مقررہ علانیہ اور سادہ نتیجہ رونما ہوتا ہے۔ یعنی شئے کی قیمت میں محصول کی پوری مقدار کی حد تک اضافہ ہوتا ہے۔

درآمد کے محصولوں کی خصوصیت محض یہ ہے کہ وہ بازار میں اس شئے کے بالمقابل غیر محصول زدہ رسد لا سکتے ہیں۔ اگر وہ خالصاً ان اثرات کے لیے عاید کیے گئے ہیں جو محصول کے ہونے

باب ۵۱
اشیا کے محصول

چاہئیں تو، ان کے ساتھ ساتھ داخلی محصول ان ہی شرحوں سے اور ان ہی اشیا پر عاید کرنے چاہئیں۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو، ممکن ہے کہ داخلی صنعت و پیدائش آن موجود ہو، خواہ داخلی صناع اُس شئے کو بازار میں اتنی کم قیمت پر نہ لا سکیں جتنی کم قیمت میں وہ محصول کی عدم موجودگی میں درآمد ہو سکتی تھی۔ یہ بحث کہ داخلی پیدائش کو اس طرح تحریک دینا دانشمندانہ ہے یا نہیں تامینی محصولوں کے اثرات کے پورے سوال کو رونما کرتی ہے جس پر دوسری جگہ کافی بحث کی جا چکی ہے[1]۔

۵۔ اگرچہ صارف تقریباً ہمیشہ اشیا کے محصول ادا کرتا ہے، لیکن اس کو بالعموم اس کا علم نہیں ہوتا۔ وہ شئے کی اعلیٰ قیمت کی شکل میں محصول ادا کرتا ہے۔ جب کسی شئے کے لیے قیمت کی کوئی مقررہ سطح قائم ہو جاتی ہے تو، لوگ اسے مروجہ شرح سمجھ کر اس کے خوگر ہو جاتے ہیں اور بے چون وچرا اسے ادا کر دیتے ہیں۔ اگر ہر خریدار کو ہر مرتبہ ایک پونڈ شکر خریدتے وقت بلا واسطہ دو سنٹ محصول ادا کرنا پڑے یا اگر اس سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ جب کبھی وہ ادنیٰ کپڑوں کا ایک سوٹ خریدے دو ڈالر کا محصول ادا کرے (اور واقعہ بھی یہ ہے کہ نصف صدی تک ان اشیا کے امریکی صارفوں سے کم و بیش ان ہی شرحوں سے محصول وصول کیا
جاتا تھا) تو، ہمیں اس کا یقین رکھنا چاہیئے کہ وہ اس کے خلاف 560
شدید احتجاج کرے گا۔ محض اس واقعے سے کہ ایسے محصول پوشیدہ ہوتے ہیں اور لوگ ان کا تمیز بھی کم کرتے ہیں واضع قانون کو انھیں استعمال کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس کو زائد مصارف کے مطالبے کا ہر وقت مقابلہ کرنا پڑتا ہے، لیکن اس کے باوجود

[1]۔ دیکھو باب ۳۶ اور باب ۳۷۔

باب اشیا کے محصول

وہ یہ دیکھتا ہے کہ زائد خدمات عامہ کے مطالبے کے تناسب سے عوام نیا بار برداشت کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کا قرینہ ہے کہ وہ ایسے محصولوں کی جانب رجوع ہو جن سے اس کو کم ترین احتجاج کے ساتھ بیشترین آمدنی وصول ہو۔ چنانچہ اشیا کے محصول ایسے ہی محصول ہیں۔

ظاہر ہے کہ ان اشیا سے سب سے زیادہ آمدنی وصول ہوسکتی ہے جو سب سے بڑی مقدار میں تیار کی جاتی ہیں، نیز یہ ممکن ہے کہ یہ اشیا ایسی ہوں جنھیں غریبوں کے مقابلے میں متمول طبقہ زیادہ مقدار میں استعمال کرتا ہو۔ اسی وجہ سے اشیا کے اکثر محصول متناسب ہی نہیں بلکہ رجعی ہوتے ہیں۔ غریب آدمی اتنی شکر نہیں خرید سکتا، جتنی کہ متمول آدمی؛ لیکن غریب آدمی، امیر کے مقابلے میں اپنی آمدنی کا زیادہ بڑا حصہ شکر پر خرچ کرے گا؛ پس ایسی شئے پر جو محصول لگایا جائے گا اس کو زیر بار کردے گا۔ اس میں شک نہیں کہ محصول لگانے کے لیے ایسی اشیا کا انتخاب جس کو زیادہ تر خوش حال و متمول طبقہ استعمال کرتا ہو ناممکن نہیں ہے، جیسے کہ لیسین اور شامپین۔ لیکن اس قسم کے محصولوں سے زیادہ آمدنی وصول نہیں ہوتی۔ محض یہ واقعہ کہ کوئی شخص متمول ہے یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے مصارف کو متعدد چیزوں پر تقسیم کرتا ہے، اور کسی ایک شئے کا مقابلتہً بہت کم حصہ خریدتا اور صرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تعیشات سے بہت قلیل مقدار میں آمدنی وصول ہونے اور انتظامی مصارف کے زیادہ ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ ان ہی اشیا سے معقول مقدار میں آمدنی وصول ہوسکتی ہے جو روزمرہ کے استعمال کی اشیا ہیں، جو کثیر مقدار میں صرف کی جاتی ہیں، اور جن کے خریدار زیادہ تر عوام ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسی اشیا جن پر بحالت موجودہ مہذب ممالک میں بہ کثرت

باب ۷ اشیا کے محصول

محصول عاید کیا جاتا ہے یہ ہیں :- شکر، چائے، قہوہ، پٹرولیم تمباکو، بیر، شراب اور دوسرے منشیات۔ اس کا اعادہ کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ ان چیزوں کے محصول بالعموم رجعی نوعیت رکھتے ہیں۔

مذکورۂ بالا اشیا میں سے دو قسم کی اشیا پر بالعموم اعلیٰ شرح سے محصول عاید کیا جاتا ہے، خواہ وہ محصول کروڑ گیری ہو یا چنگی، یعنی ایک تو الکحلی مشروبات اور دوسرے تمباکو۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے صرف کا کم ہو جانا قابل افسوس ہونے کی بجائے مناسب ہے، اور یہ کہ ان پر بلا رو رعایت محصول عاید کیے جا سکتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ طرز عمل و رجحان نہ تو تمباکو کے اور نہ شراب اور بیر کے اُن محصولوں کی تشریح کرتا ہے جو براعظم یورپ میں جہاں اس قسم کے مشروبات اور شرابوں کو عام طور سے صرف کیا جاتا اور کسی بڑی حد تک ناواجب طور سے استعمال نہیں کیا جاتا، عاید کیے جاتے ہیں۔ ان کے استعمال میں سب سے بڑا عامل محض مالی سہولت ہے۔ ایسے محصولوں سے، خواہ وہ کسی سبب سے کیوں نہ ہو تقریباً ہر تہذیب یافتہ ملک میں 561
آمدنی کثیر مقدار میں وصول کی جاتی ہے۔ مالی اجارے قائم کر کے ان سے غالباً بیشترین آمدنی وصول کی جاتی ہے۔ یعنی حکومتیں ان کی صناعت اپنے ہاتھ میں لیتی ہیں، یا کم از کم تھوک یا خردہ فروشی کے طریقے پر فروخت پر اپنا قبضہ رکھتی ہیں اور اس طرح حاصل کردہ کاروبار میں حصہ لینے کی تمام افراد کو ممانعت کر دیتی ہیں۔ خریداروں سے ایسی اعلیٰ قیمتیں وصول کی جاتی ہیں جن سے منافعہ کثیر مقدار میں وصول ہوتا ہے۔ صارفوں کی حد تک نتیجہ، اگرچہ مختلف عمل کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے لیکن وہی ہوتا ہے جیسا کہ اشیا پر معمولی طریقوں سے محصول عاید کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔

باب اشیا کے محصول

تمبا کو، فرانس، اٹلی، آسٹریا، اسپین اور دوسرے ملکوں میں مالی اجارہ ہے۔ روس اور سوٹزرلینڈ میں مشروبات مالی اجارہ ہیں۔ نمک آسٹریا اور اٹلی میں مالی اجارہ ہے۔ اس طریقے میں یہ فائدہ ہے کہ اگر کوئی شخص محصول سے بچنے کی کوشش کرے تو، اس کا باسانی سراغ لگایا جا سکتا ہے؛ محض یہ واقعہ کہ خانگی حیثیت سے کوئی فرد کاروبار انجام دیتا ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ مالگزاری کے قانون کو توڑ رہا ہے۔ لیکن دوسری طرف اس نظام پر وہ سب اعتراضات ہو سکتے ہیں جو استبدادی نظم ونسق کے بارے میں کیے جا سکتے ہیں، اور خاصکر یہ نظام اس وجہ سے زیادہ نامناسب ہے کہ سیول سروس کی تنظیم بہت ہی خراب ہے اور سرکاری انتظام کا معیار بہت پست ہے۔

محصول جنگی کے مقابلے میں محصول درآمد کا اطلاق اشیا کی گوناگوں اور بڑی بڑی فہرستوں پر بہت زیادہ آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ نگرانی کو پورے ملک پر وسیع کرنے کی ضرورت نہیں؛ وہ صرف ملک کے داخلے کے راستوں اور بندرگاہوں تک محدود رکھی جا سکتی ہے۔ یہ واقعہ تامینی محصولوں کے عام رواج کی تشریح بہت بڑی حد تک کر دیتا ہے۔ وہ آمدنی حاصل کرنے کا ایک سہل طریقہ ہے۔ ایک دفعہ آمدنی کی خاطر ان کو جاری کر دینے کے بعد داخلی صنعت کی رفتار پر ان کے ضمنی اثرات ابتداءً نظر انداز کر دیے جاتے ہیں، اور اس کے بعد جب یہ محصول قائم ہو جاتے ہیں تو ان کا خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جن اشیا پر محصول درآمد عاید کیا جاتا ہے ان کی فہرست غیر معمولی طور سے طویل ہے؛ چنانچہ اس میں ۱۵۰۰ اشیا شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فہرست پر محصول جنگی عاید کرنا خارج از بحث ہے۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ ریاستہائے متحدہ کے محصول درآمد کے متعلق اس ترقی کے بارے میں جو انھوں نے انتہائی تامینی نظام کے

باب ۷
اشیا کے محصول

تحت کی ہے یہ کہنا حق بجانب نہ ہوگا کہ ان کا بار اس قدر واضح طور سے بُرا تھا
جس قدر عام طور سے محصول چنگی کا ہوتا ہے۔ چائے، قہوہ، کوکو پر کوئی محصول
نہیں لیا جاتا تھا۔ شکر ہی محض ایک ایسی قابل محصول شئے تھی جس کا محصول
صریحی طور پر رجعی تھا۔ جو چیز شکر کے بارے میں صادق آتی تھی وہی
غالباً اون کے بارے میں بھی صادق آتی تھی، اس لیے کہ اس کا محصول غالباً تمام 562
تامینی محصولوں سے زیادہ قابل اعتراض تھا۔ جہاں تک مصنوعات کا
تعلق ہے، اکثر اشیا پر محصولوں کا اثر بلا واسطہ یا بالواسطہ طریقے پر
نہیں پڑا۔ مثلاً معمولی قسم کی سوتی اشیا ملک کے اندر اتنی ہی ارزاں
تیار ہو سکتی ہیں جتنی کہ باہر، کسی صورت میں بھی ان کی درآمد نہیں کی جائے گی؛
اگرچہ دستور العمل یا مجموعۂ قوانین میں ان کے محصول کا اندراج موجود
ہوتا ہے، پھر بھی وہ محض برائے نام ہوتے ہیں۔ سوتی پارچوں کی
اعلیٰ قسمیں زیادہ تر درآمد کی جاتی ہیں یا محصول کی آڑ میں ملک کے اندر
تیار کی جاتی ہیں۔ ان کی قیمتوں میں محصول کے باعث اضافہ ہو جاتا ہے،
اور صارفوں پر دراصل محصول عاید ہوتا ہے۔ لیکن صارف اگر کل نہیں تو کم از کم
بڑی حد تک خوش حال اور متمول طبقے کے افراد ہوتے ہیں، اور محصول پر
اس حد تک یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ قلیل مقدار آمدنی والوں پر اس کا
کوئی خاص بار پڑتا ہے۔ یہی چیز غالباً دوسرے پارچہ جات کے محصولوں پر
صادق آتی ہے، جیسے اونی اور ریشمی کپڑے، اگرچہ ان کے بارے میں یہ بیان کہ
ارزاں قسموں کی اشیا کے محصول محض برائے نام ہوتے ہیں کچھ زیادہ
مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔ ہمارے اعلیٰ تامین کے نظام پر سب سے بڑا
اعتراض یہ نہیں تھا کہ اس کا غیر متناسب بار ان لوگوں پر پڑتا تھا جو
اس کے ادا کرنے کی سب سے کم قابلیت رکھتے تھے، بلکہ زیادہ تر یہ کہ وہ
قوم کی پیدا آور قوتوں کا رُخ غیر منفعت بخش سمتوں میں پھیر دیتا تھا۔

تعلیقات حصہ ہشتم

سی ایف، بیسٹبل کی کتاب موسوم بہ "مالیات عامہ" (Public Finance)
تیسرا ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۰۳ء مالیات کے پورے شعبے پر حاوی ہے، اور نہایت قابلیت و اصابت رائے کے ساتھ لکھی گئی ہے؛ اگرچہ اس کا طرز تحریر دلکش نہیں ہے۔ بیرونی کتابوں میں کے، ٹی، اے ہے برگ کی کتاب موسوم بہ (Finanzwissenschaft)
جدید ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۱۲ء جرمن طرز کی عمدہ کتاب ہے؛ اور پی، لیرو ے بیولیو کی کتاب موسوم بہ (Science des Finances)
جدید ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۱۲ء فرانسیسی زبان کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے، جس میں مضامین اور معلومات کا اچھا ذخیرہ ہے، لیکن اصولی مسائل پر خاص زور نہیں دیا گیا ہے۔ سی، جے، بل بک کی کتاب موسوم بہ (selected Readings in Public Finance) شایع شدہ ۱۹۲۰ء میں مضامین کا نہایت اچھا انتخاب کیا گیا ہے جن میں سب سے بڑے بڑے مسائل شامل ہیں۔ محصول متزائد کے بارے میں، باب ۲۸ میں پیش کردہ خیال کے مماثل خیال اے واگز کی کتاب موسوم بہ (Finanzwissenschaft) جلد ہفتم فصل ۱۵۸، شایع شدہ ۱۸۹۰ء میں موجود ہے۔ لیکن یہ خیال سیلگمن کے

خیال سے مختلف ہے جو اس نے اپنی کتاب موسوم بہ (Progressive Taxation in Theory and Practice) جدید ایڈیشن شایع شدہ ۱۹۰۸ء میں پیش کیا ہے۔ سیلگمن کی کتاب موسوم بہ (Income Tax) شایع شدہ ۱۹۱۴ء وضع قانون اور تجربے کا ایک نہایت ہی قابل قدر تبصرہ ہے۔

تمت

اشاریہ

اصول معاشیات

جلد اول و جلد دوم

اشاریہ

اصول معاشیات جلد اول و دوم

نوٹ۔ یہ اشاریہ اُردو کی حروف واری ترتیب کے ساتھ از سر نو تیار کیا گیا ہے۔ انگریزی کتاب میں دونوں جلدوں کا اشاریہ یکجا جلد دوم کے آخر میں دیا گیا ہے، اُردو میں بھی اسی کی تقلید کی گئی ہے۔ چونکہ اُردو مطبوعہ ترجمہ کے حاشیوں پر باالتزام انگریزی کتاب کے صفحے سلسلے کے ساتھ موجود ہیں، لہٰذا اُردو الفاظ کے محاذی انگریزی کتاب ہی کے صفحوں کے حوالے جلدوں کی صراحت کے ساتھ درج کر دئیے گئے ہیں۔ امید ہے کہ طلبہ کو حوالے بہ آسانی مل جائیں گے فقط۔

رشید احمد

ا

آبادی، دیکھو فہرست مضامین باب ۳ ۵ و باب ۴ ۵، ایک جماعت یا گروہ کے اندر نقل و حرکت، جلد دوم صفحہ ۱۵۸

ابتدائی یا رہنما، نہ کاشت، جلد دوم صفحہ ۹۸

آبی نوٹ، تغیر پذیر مصارف کے حالات پیدا کرتی ہے، جلد اول صفحہ ۸۵؛ سرکاری انتظام کے لئے کس حد تک موزوں ہے، جلد دوم صفحہ ۴۲۵۔
اٹ کن سن، اف، جے، جلد اول صفحہ ۲۴۴۔
اٹلی، تجارت اقوام کی تمثیل جلد اول صفحہ ۴۹۴
اجارہ، دیکھو فہرست مضامین، باب ۱۵ و باب ۴۵ و باب ۶۵ کفایات داخلی سے تعلق، جلد اول صفحہ ۱۹۱؛ نفع کی تعریف، جلد اول صفحہ ۱۹۸؛ صنعتی اجارہ، جلد دوم صفحہ ۱۱۳؛ نفع کی تعریف بعض، اوقات "لگان" سے، جلد دوم صفحہ ۱۲۳؛ محنت کا اجارہ، جلد دوم صفحہ ۱۳۵ و صفحہ ۳۰۵؛ خدمات عامہ کی صنعتوں کی اساسی خصوصیت، جلد دوم صفحہ ۴۲۰ و صفحہ ۴۲۹؛ اجارہ کی علامتیں جلد دوم صفحہ ۴۶۱؛ اجارے کے تحت تیار کردہ اشیا پر محصول کا اثر، جلد دوم صفحہ ۵۵۶؛ مالی اجارہ جلد دوم صفحہ ۵۶۰۔
آجر، جلد دوم صفحہ ۴۶۲؛ "اجارہ" جلد دوم صفحہ ۴۸۔
اجتماعی طور سے معاملہ طے کرنا، جلد دوم صفحہ ۳۱۲۔
اجتماعی یا اشتمالی معاشرے، جلد دوم صفحہ ۴۶۵۔
اجرت تشکیک، جلد اول صفحہ ۲۲۸ و صفحہ ۲۶۸۔
اجرت متعارفہ، شرحیں مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہیں، جلد اول صفحہ ۸۰؛ تجارت بین اقوام کے نفع پر اثر جلد اول صفحہ ۵۰۲؛ اجرت کی عام شرح کس طرح متعین ہوتی ہے، دیکھو فہرست مضامین باب ۵۲؛ معیار زندگی سے تعلق، جلد دوم صفحہ ۲۳۰؛ مزدوروں کے بیمہ کا اثر جلد دوم صفحہ ۳۵۶۔
اجرتوں کا طریقہ یا نظام، دیکھو فہرست مضامین، باب ۵۶؛ اس کے نقائص، جلد دوم صفحہ ۲۸۴؛ اس کی ضرورت، جلد دوم صفحہ ۳۰۴۔
اجرتوں کا فرق و اختلاف، دیکھو فہرست مضامین، باب ۷۴۔
اجرتوں کے اختلافات کا تسویہ، جلد دوم صفحہ ۱۳۲۔

اختتامی صناع یا مختتم پیدائش دولت کرنے والے، جلد اول صفحہ ۱۷۹۔
اختتامی فروخت پذیری، جلد اول صفحہ ۱۲۳، صفحہ ۱۲۴، صفحہ ۱۴۲، صفحہ ۱۴۸، صفحہ ۱۷۱، صفحہ ۱۷۹؛ نیز دیکھو افادۂ مختتم۔
اخراجات پیدائش کی اصطلاح، کس مفہوم میں استعمال ہوتی ہے، جلد اول صفحہ ۱۶۹؛ جلد دوم صفحہ ۱۵۳۔
اخراج کا حق، ضروری ہے، جلد دوم صفحہ ۲۸۹ و صفحہ ۲۹۴ و صفحہ ۳۰۹؛ اشتراکیت کے تحت یہ غایب ہو جاتا ہے، جلد دوم صفحہ ۴۸۶۔
اختراع کی جبلت، جلد اول صفحہ ۲۷۔
آدم اسمتھ، جلد اول، صفحہ ۱۴، صفحہ ۱۰۵، صفحہ ۲۲۴؛ جلد دوم صفحہ ۵۲، صفحہ ۱۳۷، صفحہ ۱۹۱۔
اڈی سن، جلد دوم صفحہ ۱۷۲
آرام طلب طبقہ، کس طرح رونما ہوتا ہے، جلد دوم صفحہ ۲۷۴؛ اس کا غیر بجانب ہونا، جلد دوم صفحہ ۲۷۵۔
ارک سن، جلد اول صفحہ ۱۴، جلد دوم صفحہ ۱۷۲۔
آرک رائٹ، جلد اول صفحہ ۴۳۔
آرمی اینڈ نیوی اسٹورس، جلد دوم صفحہ ۳۰۷۔
اری، نہر، عبور کے محصول سے آزادی، جلد دوم صفحہ ۳۹۱۔
آزاد تجارت، دیکھو فہرست مضامین، باب ۳۶ و باب ۳۷؛ اصل استدلال کا اجمالی بیان، جلد اول صفحہ ۵۰۷۔
آزادی کی تحدید، جلد دوم صفحہ ۲۸۳؛ اشتراکیت کے تحت جلد دوم صفحہ ۴۸۲۔
اسپارگو، جے، جلد دوم صفحہ ۵۰۲
اسپیر یگ، او، ام، ڈبلیو، جلد اول صفحہ ۲۴۴۔
استقرار مصارف جلد اول صفحہ ۱۷۰؛ استقرار حاصل کے تحت تیار ہونے والی اشیا پر محصولوں کا اثر جلد دوم صفحہ ۵۵۴۔

اسٹانڈرڈ آئل کمپنی، جلد اول صفحہ ۲۱۷؛ جلد دوم صفحہ ۲۰۴، صفحہ ۴۱۰، صفحہ ۴۴۳، صفحہ ۴۴۶، صفحہ ۴۴۹۔
اسٹان وڈ، ای، جلد اول صفحہ ۵۴۵۔
اسٹر کچ، جے جلد دوم صفحہ ۱۰۵۔
آسٹریا، فلزی ادائی کے طریق کا ازسر نو اختیار کرنا، جلد اول صفحہ ۳۱۴، صفحہ ۳۱۷۔
آسٹریلیا میں سونے کی دریافت، جلد اول صفحہ ۲۵۵، صفحہ ۲۷۲ و صفحہ ۲۳۴؛
اس کے اثرات مبادلات خارجہ پر جلد اول صفحہ ۳۷۴؛ محنت کے متعلق وضع آئین یا عالی قانون سازی، جلد دوم صفحہ ۴۳۳ صفحہ ۴۸۳؛ کبرسنی کے وظائف، جلد دوم صفحہ ۳۶۰؛ ریلیں جلد دوم صفحہ ۴۳۴۔
اسٹورٹ، جے، جلد اول صفحہ ۳۰۷۔
اسٹیل کارپوریشن، دیکھو امریکی اسٹیل کارپوریشن اسی قدر کرایہ وصول کرنا جتنا کہ نقل وحمل کرانے والے برداشت کرسکیں جلد دوم صفحہ ۳۹۶ و صفحہ ۴۱۸۔
اسی نات، فرانس کا ایک سکہ، جلد اول ۳۰۷ و صفحہ ۳۲۰۔
اسٹی فن سن، جلد اول صفحہ ۳۵ و صفحہ ۴۰؛ جلد دوم صفحہ ۲۷، صفحہ ۴۲۴۔
اسکاچ بنک کاری کا طریقہ، جلد اول صفحہ ۳۵۵
اسکیل ٹن، او ڈی، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔
اشیا کو سرد رکھنے کے طریق کا اشیا کی رسد کے حالات پر اثر جلد اول صفحہ ۱۴۲ و صفحہ ۱۵۸۔
اشیائے اصلی، جلد دوم صفحہ ۶؛ قدر پر اختتامی فروخت پذیری کا کس طرح اثر پڑتا ہے، جلد صفحہ ۱۴۸۔
اشیا کی بھرمار (Dumping) جلد اول صفحہ ۱۰۷۔
اشیائے خام، نوخیز صنعتوں کی تامین کا کوئی موقع نہیں دیتیں، جلد اول صفحہ ۵۲۷، صفحہ ۵۴۳۔
اشیائے عامہ، جلد اول صفحہ ۵۔
اشتراکیت، دیکھو فہرست مضامین باب ۶۴ و باب ۶۵؛ آمدنیوں کی تبویب

و تقسیم کی جانب میلان، جلد دوم صفحہ ۱۲۶۔
اشتہار اور پیدائش بپیمانۂ کبیر جلد اول صفحہ ۵۳ و صفحہ ۶۵؛ اس سے کس حد تک مفید مقصد حاصل ہوتا ہے، جلد اول صفحہ ۲۰؛ جلد دوم صفحہ ۵۰۴۔
اشتہار و اشاعت، مشترک سرمائے کی انجمنوں کی نگرانی کے لئے، جلد دوم صفحہ ۵۳۴ و صفحہ ۶۰۴۔
اصل، دیکھو فہرست مضامین، باب ۵، باب ۸ تا باب ۴ و باب ۶۴، اخلاقی و عقلی اصل، جلد اول صفحہ ۱۰۳؛ اس کی تخلیق نباتات نہیں کرتے، جلد اول صفحہ ۱۵۳؛ انفرادی اصل، جلد دوم صفحہ ۵؛ اصل کی پیداآوری جلد دوم صفحہ ۱۱؛ اصل کی اختتامی پیداآوری صفحہ ۱۲؛ اصل کے مالک کی نیت اور اصل کی تخلیق جلد دوم صفحہ ۲۱ و صفحہ ۲۲؛ اصل کی تعریف، جلد دوم صفحہ ۳۴؛ اس کی تقسیم بعض اوقات "قدرتی" اور "مصنوعی" ہیں، جلد دوم صفحہ ۱۲۵؛ اشتراکیت کے تحت اس کی فراہمی جلد دوم صفحہ ۴۸۱۔
اصل کی مسابقتی اختتامی حد، جلد دوم صفحہ ۲۶۔
اصل کی پیداآوری، جلد دوم صفحہ ۱۱۔
اصل کے اعداد و شمار بالعموم گمراہ کن ہوتے ہیں جلد دوم صفحہ ۷۔
اصول تقلیل افادہ، جلد اول، صفحہ ۱۱۷۔
اصول موازنہ، مصارف، جلد اول صفحہ ۴۸۱۔
اضافۂ غیر مکتسب، جلد دوم صفحہ ۸۰ و صفحہ ۸۲؛ شہر کے سکونتی خطوں پر جلد دوم صفحہ ۱۰۴؛ ریلوں پر جلد دوم صفحہ ۴۰۷۔
اعتبار کا استقلال، اور قیمتوں پر اس کا اثر، جلد اول صفحہ ۱۵۴ و صفحہ ۴۱۷۔
افادہ، قدر کے تعلق سے، جلد اول صفحہ ۱۱۶؛ تقلیل افادہ، جلد اول صفحہ ۱۱۸؛ افادۂ کلی جلد اول صفحہ ۱۲۰؛ اختتامی افادہ، جلد اول صفحہ ۱۲۱؛ زر کا افادۂ مختتم، جلد اول صفحہ ۱۲۴؛ فروشندوں کے لئے یہ افادہ قیمتوں پر کیوں اثر انداز نہیں ہوتا جلد اول صفحہ ۱۵۳۔

"افادات عامہ" میں ہڑتال کرنے کا حق، جلد دوم صفحہ ۲۹۱ و صفحہ ۲۹۲۔

افادۂ مختتم (Marginal Utility) جلد اول صفحہ ۱۲۱؛ زر کا افادۂ مختتم جلد اول صفحہ ۱۲۴؛ قدر کا آخری متعین کرنے والا عامل جلد دوم صفحہ ۱۵۷؛ نیز دیکھو اختتامی فروخت پذیری۔

افادۂ آخری یا اختتامی (Final Utility) جلد اول صفحہ ۱۲۱۔

افادۂ کلی (Total Utility) جلد اول صفحہ ۱۲۰۔

افادۂ مستعار (Derived Utility) جلد اول ۱۴۸۔

افٹالیین، اے، جلد اول صفحہ ۴۴۳۔

افراطی پیدائش، دیکھو فہرست مضامین، باب ۴۱؛ اشتراکیت کے تحت اس کا آسان علاج جلد دوم صفحہ ۴۸۱۔

افراطی یا مفرط شغل اصل، فہرست مضامین باب ۴۱، جلد اول صفحہ ۳۹۷۔

افقی و عمودی اتحاد، جلد اول صفحہ ۵۹ و صفحہ ۶۰

افقی اتحاد، جلد اول صفحہ ۵۹ و صفحہ ۱۹۱۔

اقل ترین اجرت، محصول کے تعلق سے، جلد دوم صفحہ ۵۲۱۔

اکتساب کی جبلت، جلد اول صفحہ ۱۱۸۔

اکورتھ، ڈبلیو، ام، جلد دوم صفحہ ۵۰۱

آلات کشاورزی کی تیاری کے اعداد و شمار جلد اول صفحہ ۴۹

امانتیں، دیکھو فہرست مضامین باب ۲۴۔

امانتوں کا بیمہ یا ضمانت، جلد اول صفحہ ۳۸۶۔

امداد باہمی، دیکھو فہرست مضامین باب ۶۱، نیز جلد دوم صفحہ ۲۹۷ و صفحہ ۴۷۲۔

آمدنی، آمدنی متعارفہ اور آمدنی صحیحہ، جلد اول صفحہ ۱۳۰ و صفحہ ۱۳۱؛ قوم کی آمدنی، اس کی پیمائش کس طرح ہوتی ہے، جلد اول صفحہ ۱۲۹؛ کاشتکار کی آمدنی کی پیمائش کس طرح ہو، جلد دوم صفحہ ۲۶۱؛ مکتسب و غیر مکتسب آمدنیاں جلد دوم صفحہ ۵۱۲ و صفحہ ۵۲۶۔

آمدنی متعارفہ، اعلیٰ شرح کن صورتوں میں مفید ہوتی ہے، جلد اول صفحہ ۴۹ و صفحہ ۵۰۳،

جلد دوم صفحہ ۱۶۲۔
امریکہ میں فلزات، سولھویں صدی میں، جلد اول صفحہ ۲۴۴، صفحہ ۲۰۳۔
امریکن اسٹیل کارپوریشن اور عمودی اتحاد، جلد اول صفحہ ۶۱؛ بڑھتی ہوئی قیمتوں سے کس طرح متاثر ہوتا ہے جلد اول صفحہ ۲۹۹؛ جلد دوم صفحہ ۴۵۶۔
امریکن شکر رفائننگ کمپنی (امریکہ کا شکر بنانے اور صاف کرنے کا کارخانہ)؛ دیکھو "شکر"۔
امریکن ٹوباکو کمپنی، جلد اول صفحہ ۶۲؛ جلد دوم صفحہ ۴۱۰، صفحہ ۴۵۰۔
امریکن شہروں میں دفتری عمارات، جلد دوم صفحہ ۸۵، صفحہ ۸۸، صفحہ ۸۹۔
املاکی آمدنیاں (Funded Incomes) ان پر اعلیٰ شرح سے محصول عائد کرنا چاہئے جلد دوم صفحہ ۵۱۲۔
امکانی یا بالقوہ مقابلہ، جلد دوم صفحہ ۴۵۴۔
انعامات، مشاہیر سے پر ان کا اثر، جلد دوم صفحہ ۴۱۳ و صفحہ ۱۸۱۔
انڈریوز، جے، پی، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
انڈرسن، بی، ام، (جونیر)، جلد اول صفحہ ۳۴۴۔
انڈکس نمبروں کی تشریح، جلد اول صفحہ ۲۸۶؛ حسابی اوسط جلد اول صفحہ ۲۸۶، ہندسی اوسط جلد اول صفحہ ۲۸۸ وسطی یا وسطانی جلد اول صفحہ ۲۸۸، وزن کردہ اوسط، جلد اول صفحہ ۲۸۹؛ زر کی مجوزہ تنظیم انڈکس نمبر کے ذریعے سے، جلد اول صفحہ ۳۴۷۔
انسدادی مانعات، جلد دوم صفحہ ۲۳۰۔
انگلستان میں چکوں پر لکیریں کھینچنے کا رواج، جلد اول صفحہ ۳۰۷۔
انٹرنیشنل ہارویسٹر کمپنی، جلد اول صفحہ ۵۲۔
انٹرنیشنل پیپر کمپنی، جلد اول صفحہ ۶۱۔
انجمن کارخانہ ہائے فولاد (Stahlwerksverband) جلد اول صفحہ ۶۲۔
انجمن سرمایہ مشترک کے حصص کی انتقال پذیری کے نتائج و عواقب، جلد اول صفحہ ۸۵۔
اندوختہ سازی، صفحہ ۳۷، جلد اول۔

انگلستان، اٹھارویں صدی میں شرح سود، جلد دوم صفحہ ۱۳۱؛ نیز دیکھو برطانیہ عظمیٰ۔
انگلستان کے ہنڈی دلال، جلد اول، صفحہ ۳۴۴۔
اوقات کار کی تنظیم، جلد دوم صفحہ ۳۲۴، قلیل اوقات کا اثر اجرتوں پر جلد دوم صفحہ ۳۳۷۔
اوریگون کا مسئلہ، تجارت آزاد کے حوالے سے، جلد اول صفحہ ۵۰۹۔
اوسلر، جلد دوم صفحہ ۴۸۵۔
اورنیڈ گرنی اینڈ کمپنی، جلد اول صفحہ ۳۹۱۔
اوگل، جلد دوم صفحہ ۲۴۱۔
اون، ریاستہائے متحدہ میں ادنیٰ درجے کی اون کی درآمد کیوں ہوتی ہے، جلد اول صفحہ ۴۸۷؛ ریاستہائے متحدہ میں تغیر پذیر قدرتی حالات، جلد اول صفحہ ۴۹۱؛ کپڑے پر محصول کی مقدار جلد دوم صفحہ ۵۵۹۔
اون صاف کرنا، اور چربی سے استفادہ، جلد اول صفحہ ۵۴ و صفحہ ۲۱۶۔
اوین، آر، جلد دوم صفحہ ۱۳۷۔
اوہیو لائف اینڈ ٹرسٹ کمپنی جلد اول صفحہ ۳۹۰۔
آہنی و فولادی مصنوعات کے اعداد و شمار، جلد اول صفحہ ۴۹؛ سنہ ۱۸۹۰ کے بعد سے انقلاب، جلد اول صفحہ ۵۸؛ سنہ ۱۸۰۰ کے بعد سے سالانہ پیداوار، جلد اول صفحہ ۶۹؛ بڑا کارخانہ جلد اول صفحہ ۷۱۔
ایجابی مانعات (Positive Checks) جلد دوم صفحہ ۲۳۰۔
ایمری، ایچ، سی جلد اول صفحہ ۲۲۰۔
اینا ودی، ال، جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔
اسے ہے برگ، کے، ٹی، جلد دوم صفحہ ۵۶۲۔
ایج ورتھ، اف، وای، جلد اول صفحہ ۴۴۲ و صفحہ ۵۴۴۔
ایشلے، ڈبلیو جے، جلد اول صفحہ ۵۴۵۔

ب

باربر، ڈی، جلد اول، صفحہ ۴۴۲۔

بار برداری کے مصارف کی تفریق ریلوں میں، جلد دوم صفحہ ۷ ۹ ۳۔
بار برداری کے مصارف، درآمد و برآمد پر اثرات، جلد اول صفحہ ۲۷۴۔
بارنٹ، جی، ای، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
بچت، اصل سازی کے لئے ضروری ہے جلد اول صفحہ ۱۷، اس کی فراہمی تکلیف دہ ہے جلد دوم صفحہ ۲۰۔
بچوں میں اعلیٰ شرح اموات جلد دوم صفحہ ۲۳۲۔
بحران یا مالی آفات، دیکھو فہرست مضامین، باب ۲۸ و باب ۲۹؛ بنک آف انگلینڈ کا اصول بحران کے زمانے میں جلد اول صفحہ ۳۶۴ و صفحہ ۴۰۳؛ بحران کی دوریت، جلد اول صفحہ ۳۸۳؛ نظریۂ داغہائے آفتاب، جلد اول صفحہ ۳۸۹؛ مرکزی بنک سے بحران کے رفع کرنے میں سہولت جلد اول صفحہ ۴۰۳؛ اتحادات کے ذریعے سے بحران رفع ہوسکتے ہیں جلد دوم صفحہ ۴۵۵؛ ۱۸۵۷ء کے بحران جلد اول صفحہ ۳۹۰، صفحہ ۳۹۶ و صفحہ ۴۰۲؛ ۱۸۷۳ء کے بحران جلد اول صفحہ ۳۹۶، صفحہ ۴۰۸ و صفحہ ۴۱۴؛ صفحہ ۳۹۵ صفحہ ۴۰۷؛ ۱۸۹۳ء کے بحران جلد اول صفحہ ۳۸۹، صفحہ ۳۹۶، صفحہ ۴۰۸؛ ۱۹۰۷ء کا بحران جلد اول صفحہ ۳۸۹ صفحہ ۴۰۰، صفحہ ۴۰۹۔
بٹائی طریق، جلد دوم صفحہ ۷۹۔
براسی، جلد دوم صفحہ ۴۲۵۔
برلن، مختلف علاقوں میں شرح ولادت، جلد دوم صفحہ ۲۴۲۔
برنٹانو، ال، جلد اول صفحہ ۵۴۵۔
براون، ایچ، سی، جلد اول صفحہ ۴۴۵۔
برطانوی فوقی محصول (سرٹیکس) جلد دوم صفحہ ۵۲۶۔
برف پر چلنے کے کھڑاون، امریکی کھڑاون کی جرمنی میں تقلید جلد اول صفحہ ۵۱۴
برگس کی کوئلہ کی کانیں، جلد دوم صفحہ ۲۳۶۔
برطانیہ عظمیٰ اور جغرافی تقسیم عمل جلد اول صفحہ ۴۳ و صفحہ ۴۴؛ محصول درآمد کا طریقہ

جلد اول صفحہ ۵۱۹ ؛ اس زمانے میں محصول کا بحث مباحثہ، جلد اول صفحہ ۵۳۶ ؛ مشغولات اصل بیرونی ممالک میں، جلد اول صفحہ ۴۷۰، بین اقوامی تجارت کی تمثیل، جلد اول صفحہ ۴۹۴، آمدنی کی تقسیم جلد دوم صفحہ ۲۵۵ ؛ املاک کی تقسیم جلد دوم صفحہ ۲۵۷ ؛ امداد باہمی میں کامیابی کے اسباب، جلد دوم صفحہ ۳۷۳ و صفحہ ۳۸۲ ؛ محصول آمدنی کا نظام جلد دوم صفحہ ۵۲۲ ؛ محصول وراثت، جلد دوم صفحہ ۵۳۴، مقامی محصول کس طرح عائد کئے جاتے ہیں، جلد دوم صفحہ ۵۴۶۔

بری و بحری سپاہی، پیدآور مزدور، جلد اول صفحہ ۲۴۔

برنس ٹائن جلد دوم صفحہ ۴۹۸۔

برٹلن، جلد دوم صفحہ ۲۳۲ و ۲۴۳۔

بسمر، جلد اول، صفحہ ۱۹۴ ؛ جلد دوم صفحہ ۱۱۴۔

بوسٹن، مختلف حلقوں کی ولادت کی شرحیں، جلد دوم صفحہ ۲۴۳۔

بولٹن، جلد دوم صفحہ ۱۷۲، صفحہ ۴۴۴۔

بالواسطہ پیدائش، جلد دوم صفحہ ۹، صفحہ ۱۲ و صفحہ ۱۷۔

بالواسطہ محصول، جلد دوم صفحہ ۵۵۲۔

بلاواسطہ محصول کی حوالگی مقامی حکومتوں کے ہاتھ میں، پرشیا میں جلد دوم صفحہ ۵۰۵ ؛ اس محصول کا معاشی مفہوم جلد دوم صفحہ ۵۵۲۔

بند کارخانے، جلد دوم صفحہ ۳۰۴ و صفحہ ۳۱۰۔

بنک نوٹ، دیکھو فہرست مضامین، باب ۲۴ تا باب ۲۷ ؛ کم رقموں کے نوٹوں کا اثر جلد اول صفحہ ۳۲۹ و صفحہ ۴۲۴۔

بنک آف انگلینڈ، اس کا بیان، جلد اول صفحہ ۳۵۹ ؛ بنک کی پالسی، بحرانوں کے زمانے میں جلد اول صفحہ ۳۶۲، صفحہ ۴۰۴، صفحہ ۴۱۰، صفحہ ۴۲۲ ؛ سونا کس طرح فراہم ہوتا ہے، جلد اول صفحہ ۴۵۱ ؛ بنک کی پالسی جنگ عظیم کے زمانے میں، جلد اول صفحہ ۳۶۸۔

بنک آف فرانس، زر کاغذ غیر بدل پذیر تھا، پھر بھی کم قدر نہیں ہوا، جلد اول

صفحہ ۳۱۵، بنک آف فرانس کا بیان، جلد اول صفحہ ۳۵۵۔
بنک آف جرمنی، دیکھو "ریشس بنک"۔
بنک کاری بذریعۂ شاخ، جلد اول صفحہ ۳۶۷ و ۳۷۶۔
بنک ایکٹ (انگلستان) ۱۸۴۴ء، جلد اول صفحہ ۳۵۹ و صفحہ ۴۰۶۔
بل لک، سی، جے، جلد دوم صفحہ ۵۶۲۔
بنکوں کا بٹہ کاٹنا، اس کا حساب کتاب، جلد اول صفحہ ۳۳۲۔
بنک کے اجرا کی تغیر پذیری، جلد اول صفحہ ۳۵۸، صفحہ ۳۶۶، صفحہ ۳۷۵، صفحہ ۴۲۶۔
بنک پر یورشیں، جلد اول صفحہ ۴۰۲ و صفحہ ۴۰۵۔
بےچل ڈر، جلد دوم صفحہ ۱۷۲۔
بیڈ فورڈ لیول، جلد دوم صفحہ ۷۷۔
بیلامی، جلد دوم صفحہ ۴۷۶۔
بجلو، جلد دوم صفحہ ۱۷۲۔
بیورج، ڈبلیو، اچ، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
بیرنگس، جلد اول صفحہ ۸۹، صفحہ ۳۲۶ و صفحہ ۴۰۴
بونر، جے، جلد دوم صفحہ ۲۷۸۔
بلنیڈ الائی سن ایکٹ، جلد اول صفحہ ۲۷۷۔
بولی، اے، ال، جلد دوم صفحہ ۲۵۵، صفحہ ۲۵۸۔
بیوشر (بوچر)، جلد اول صفحہ ۵۴۴۔
بوم باورک یا بیوہم باورک جلد دوم صفحہ ۹، صفحہ ۱۴، صفحہ ۴۴، صفحہ ۲۷۷، صفحہ ۵۰۲۔
بیکاروں کی امداد گھینٹ کا طریقہ، جلد دوم صفحہ ۳۶۷۔
بیاہ، شرحوں میں خفیف تغیر، جلد دوم صفحہ ۲۴۰، بیاہ کی اوسط عمر، جلد دوم صفحہ ۲۴۱۔
بیشترین خوشحالی، جلد اول صفحہ ۱۳۲۔
بیماری کا بیمہ، جلد دوم صفحہ ۳۵۷۔
بیروزگاری کا علاج تاوان کے ذریعے سے ممکن نہیں، جلد اول صفحہ ۵۱۰، کام پیدا کرنے کے مغالطے کو اس سے تقویت پہنچتی ہے، جلد دوم صفحہ ۲۱۱ و

صفحہ ۳۰۸؛ بیکاری کا بیمہ اور دیگر انتظامات، جلد دوم صفحہ ۳۶۴۔
بیلی، جلد دوم صفحہ ۲۳۲۔
بین اقوامی فلزیت، ممکنہ اثرات، جلد اول صفحہ ۲۸۲۔
بین اقوامی قرضہ، اس کے اثرات درآمد و برآمد پر جلد اول صفحہ ۲۶۷، جلد دوم صفحہ ۴۶۔
بین اقوامی تجارت دیکھو فہرست مضامین باب "تجارت بین اقوام" کے تحت۔
بین ریاستی، تجارتی قانون بابتہ ۱۸۸۷ء، جلد دوم صفحہ ۴۰۰ و صفحہ ۴۲۷۔
بیجہٹ، ڈبلیو جلد اول صفحہ ۴۴۲۔
بے بیج، سی، جلد اول صفحہ ۱۰۵۔
بیسٹبل، سی، ایف، جلد اول ۴۴۵ جلد دوم صفحہ ۵۶۲۔
"بیرونی کاغذ" بنکوں کی جانب سے خریداری جلد اول صفحہ ۳۴۴۔

پ

پانی، بطور غیر معاشی یا قدرتی شے اور معاشی شے، جلد اول صفحہ ۳ و صفحہ ۴۔
پیدائش پیمانۂ کبیر، دیکھو فہرست مضامین، باب ۴؛ اتحاد سے تعلق جلد دوم صفحہ ۲۵۴۔
پیداوار کی تحدید، جلد دوم صفحہ ۳۰۸۔
پروفیسر پرٹو، جلد دوم صفحہ ۲۶۵۔
پال سن، جلد دوم صفحہ ۲۷۶۔
پنٹالیونی، ایم، جلد اول صفحہ ۲۲۰۔
پرشیا، تقسیم آمدنی، جلد دوم صفحہ ۵۲۴، تقسیم ملک جلد دوم صفحہ ۲۷۴، محصول آمدنی کا نظام جلد دوم صفحہ ۵۲۷۔
پیدآور اور غیر پیدآور محنت، جلد اول صفحہ ۱۶۔
پس اندازی اور اصل، جلد اول صفحہ ۲۷۔
پس اندازی، تجارتی انجمنیں بطور بیج جلد اول صفحہ ۸۳؛ کس حد تک صلے پر انحصار ہے جلد دوم صفحہ ۱۳؛ اختتامی پس اندازی جلد دوم صفحہ ۲۶۔

پس انداز کرنے والے کا لگان، جلد دوم صفحہ ۲۸؛ محصول کے تعلق سے، جلد دوم صفحہ ۵۱۷۔

پردیس سے آکر بسنے والے یا توطن داخلی اختیار کرنے والوں کے ترسیلات درآمد و برآمد کو کس طرح متاثر کرتے ہیں، جلد اول صفحہ ۴۰۲؛ اجرتوں کی ادنیٰ شرحیں، جلد اول صفحہ ۴۹۰؛ جلد دوم صفحہ ۱۴۵ و صفحہ ۲۴۸۔

پرکن، جلد اول صفحہ ۱۰۱۔

پوٹوسی کی چاندی کی کانیں، جلد اول صفحہ ۲۵۳۔

پیٹنٹ، اشیا قیمت اجارہ کی مثال پیش کرتی ہیں، جلد اول صفحہ ۲۰۶؛ پیٹنٹوں کا حق بجانب ہونا، جلد دوم صفحہ ۱۱۴؛ ان کی مدت جلد دوم صفحہ ۱۱۴

پول، ال، جلد اول صفحہ ۵۴۵۔

پیٹن، جلد اول صفحہ ۱۲۷۔

پیرس، مختلف علاقوں میں شرح ولادت، جلد دوم صفحہ ۲۴۲۔

پیگو، اے، سی، جلد اول صفحہ ۵۴۵، جلد دوم صفحہ ۲۶۵؛ صفحہ ۲۷۷۔

پیشوں کے نام یا القاب، سادہ تقسیم عمل کی تشریح کی حد تک، جلد اول صفحہ ۳۱،

پیدائش بہ طریق اصلداری، جلد دوم صفحہ ۱۰۔

پیشنگیاں، جلد اول صفحہ ۷۵۔

ت

تاراجی کاشت، جلد اول صفحہ ۴۳۴؛ جلد دوم صفحہ ۷۳۔

تاراجی محنت، جلد اول صفحہ ۲۰۔

تاس کا طریقہ یا عمل، جلد اول صفحہ ۲۱۶۔

تامین، دیکھو فہرست مضامین، باب ۳۶ و باب ۳۷۔

تامین کے لئے ترکاری کھیت یا مبقلہ کا استدلال، جلد اول صفحہ ۵۱۰۔

تامین کے لئے اُجرت کا استدلال، جلد اول صفحہ ۵۱۲

تامین کے ذریعے سے کام تخلیق نہیں ہوتا، جلد اول صفحہ ۵۱۰۔

تانبا، ۱۸۸۸ء میں اس کا ذخیرہ، جلد اول صفحہ ۲۱۳۔ معادن کی یکے بعد دیگرے دریافت، جلد دوم صفحہ ۱۰۱۔

تجارت بین اقوام، دیکھو فہرست مضامین حصۂ چہارم؛ قیمتوں کے نظریئے سے تعلق جلد اول صفحہ ۴۲۹؛ اس کے منافع کی وسعت جلد اول صفحہ ۵۰۲، غیر مسابقی جماعتوں سے کس طرح تعلق ہے جلد دوم صفحہ ۱۶۱۔

تجارتی معاہدات، جلد دوم صفحہ ۶۴۳۔

تجارتی بنک، جلد اول صفحہ ۳۲۵، صفحہ ۳۲۷ و صفحہ ۳۹۸۔

تجاریت، جلد اول صفحہ ۵، ۴، صفحہ ۵۰، و صفحہ ۵۳۔

تخمین، دیکھو فہرست مضامین باب ۱۱؛ کارندوں کے تعلق سے جلد اول صفحہ ۱۰۲؛ جائداد غیر منقولہ میں جلد دوم صفحہ ۹۴، ریلوں کے تمسکات میں جلد دوم صفحہ ۱۴۴۔

تعلیم کا اثر کارکردگی پر، جلد اول صفحہ ۹۶؛ مصارف تعلیم اجرتوں کو متاثر کرتے ہیں، جلد دوم صفحہ ۱۳۶۔

تعیشات پر زرخرچ کرنے کا اثر اجرتوں پر، جلد دوم صفحہ ۲۰۹

تغیر پذیر طلب، جلد اول صفحہ ۱۳۰، یہ کب کہا جاتا ہے کہ یہ اکائی پر ہے جلد اول صفحہ ۱۳۸، صفحہ ۱۳۹۔

تقلیل حاصل، قدر سے تعلق، جلد اول صفحہ ۲۸۱؛ زراعت میں رجحان جلد اول صفحہ ۱۸۲؛ سونے کی کانوں میں کس حد تک جلد اول صفحہ ۲۵۹، اصل کے بارے میں جلد دوم صفحہ ۱۴؛ کسی ایک خطہ زمین پر جلد دوم صفحہ ۶۶ و صفحہ ۶۸؛ شہر کے سکونتی خطوں پر جلد دوم صفحہ ۸۷؛ ان اشیا کے محصول جو قانون تقلیل خاص کے تحت تیار ہوں جلد دوم صفحہ ۵۰۶۔

تقسیم عمل، دیکھو فہرست مضامین باب ۳۔

تکثیر حاصل، دیکھو فہرست مضامین باب ۱۴؛ ریلوں میں جلد دوم صفحہ ۳۹۳، تکثیر حاصل کے تحت تیار کردہ اشیا پر محصولوں کا اثر جلد دوم صفحہ ۵۵۵۔

تکوینی یا سہ گوشہ تجارت جلد اول صفحہ ۴۵۴۔

تمسک کے صرافے کے کاروبار، جلد اول صفحہ ۲۶ و صفحہ ۸۷، اس کے نقائص جلد اول

صفحہ ۱۶۴؛ تصفیۂ حسابات جلد اول صفحہ ۸۱۴۔
تمسک دار کمپنی، جلد دوم صفحہ ۳۴۴ و صفحہ ۴۵۹۔
تمباکو، ذریعہ مبادلہ، جلد اول صفحہ ۱۱۱؛ برطانیہ عظمی میں اس پر کس طرح محصول لگایا جاتا ہے، جلد اول صفحہ ۵۱۹؛ تمباکو کا مالی اجارہ جلد دوم صفحہ ۱۶ ۵؛ ٹرسٹ دیکھو امریکن ٹوباکو کمپنی۔
تمسکات اصل نہیں ہیں، جلد دوم صفحہ ۵۔
تھونن، جلد دوم صفحہ ۶۷۔
تیل، مصارف مشترک کی مثال، جلد اول صفحہ ۲۱۷۔

ٹ

ٹاسک، اف، ڈبلیو، جلد اول صفحہ ۵۴۵؛ جلد دوم صفحہ ۵۱۵۔
ٹائٹن بی، اے، جلد اول صفحہ ۱۰۵۔
ٹرانسوال کی کانیں، جلد اول صفحہ ۲۵۸۔
ٹرسٹ کاروباری جتھابندیاں، دیکھو فہرست مضامین باب ۶۵؛ اور افقی اتحاد، جلد اول صفحہ ۶۰؛ تابعین سے اس کو کس حد تک فروغ ہوتا ہے جلد اول صفحہ ۵۲۱؛ یہ خود کس حد تک اجارہ ہیں، جلد دوم صفحہ ۱۱۸؛ نام کا ماخذ جلد دوم صفحہ ۳۴۴۔
ٹرسٹ کمپنیاں، جلد اول صفحہ ۵۴۳۔
ٹفنش، جلد دوم صفحہ ۲۷۶۔
ٹریم وے، یکساں کرایہ اجارہ کا نتیجہ ہے، جلد اول صفحہ ۲۰۷۔
ٹیلی فون، اس کی شرحیں، قدر اجارہ کی مثال پیش کرتی ہیں، جلد اول صفحہ ۲۰۶؛

ث

ثالثی، دیکھو فہرست مضامین باب ۵۹۔

ثبات پذیر ڈالر، جلد اول صفحہ ۴۳۷۔

ج

جاپان، تجارت بین اقوام کی مثال، جلد اول صفحہ ۴۸۶۔
جان سن، اے، بیس، جلد دوم صفحہ ۱۲۵۔
جان سن، ای، آر، جلد دوم صفحہ ۱۰۵۔
جائداد غیر منقولہ کے ایجنٹ، جلد دوم صفحہ ۹۰ وصفحہ ۹۴۔
"جائز کاروبار"، جلد اول صفحہ ۲۹۔
جائز منافعہ، جلد دوم صفحہ ۱۹۵۔
جرمنی میں مزدوروں کا بیمہ، دیکھو فہرست مضامین باب ۶۰؛ پیدائش پیمانۂ کبیر کی ترقی، جلد اول صفحہ ۵۱۔
جغرافی تقسیم عمل، جلد اول صفحہ ۳۹۴؛ ریلوں کا کس طرح اثر پڑتا ہے صفحہ ۳۸۹ وصفحہ ۳۹۵۔
جمع کنندے، بنکوں سے ان کا تعلق جلد اول صفحہ ۳۸۴ وصفحہ ۳۸۷۔
جاگ لر، سی، جلد اول صفحہ ۲۴۴۔
جنگلات، رسد کے تغیر پذیر حالات، جلد اول صفحہ ۱۸۴۔
جنگ عظیم، سنہ ۱۹۱۴ تا سنہ ۱۹۱۸، ریاستہائے متحدہ میں قیمتوں پر اثر، جلد اول صفحہ ۲۸۷؛ یورپ کے ملکوں میں اثر جلد اول صفحہ ۳۲۰ وصفحہ ۳۲۱؛ ریاستہائے متحدہ میں پروانہ ہاے نقرہ جلد اول صفحہ ۲۷۸؛ زر کاغذ کا اجرا جلد اول صفحہ ۳۴۰ وصفحہ ۳۶۹؛ یورپین بنکوں نے کیا حصہ لیا، جلد اول صفحہ ۳۷۰، وفاقی رزرو طریقہ، جلد اول صفحہ ۳۸۱؛ مبادلات خارجہ پر اثر، جلد اول صفحہ ۴۶۳؛ شرح سود، جلد دوم صفحہ ۳۸؛ ریاستہائے متحدہ میں ریلوں کی سرکاری نگرانی، جلد دوم صفحہ ۸۳۴؛ برطانوی محصول آمدنی، جلد دوم صفحہ ۵۲۶، صفحہ ۵۲۹؛ ریاستہائے متحدہ میں محصول،

جلد دوم صفحہ ۵۳۱ و صفحہ ۵۳۴۔
جنوبی افریقہ کی سونے کی رسد، جلد اول صفحہ ۲۵۸؛ جلد دوم صفحہ ۱۰۰۔
جنگی قرضے، ایک طرح کے مسرفانہ قرضے ہیں، جلد دوم صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۷؛ شرح سود پر اثرات جلد دوم صفحہ ۳۱ و صفحہ ۳۷؛ اصل صحیحہ کی رسد پر اثرات، جلد دوم صفحہ ۳۸؛ ان کا بار، جلد دوم صفحہ ۳۹ و صفحہ ۴۰؛ نیز دیکھو، سرکاری قرضے۔
جوتوں (بوٹ شوز) کی برآمد ریاستہائے متحدہ سے جلد اول صفحہ ۵۴۱۔
جھوٹا کوئلہ، افراطی پیدائش کا میلان، جلد دوم صفحہ ۵۹؛ معاون بہ تقلیل حاصل جلد دوم صفحہ ۱۰۱۔
جے، گک اینڈ کمپنی جلد اول صفحہ ۳۹۱ و صفحہ ۴۰۰۔
جیک سن، سی، ال، جلد اول صفحہ ۱۰۱۔
جینکس، جے، ڈبلیو، جلد دوم صفحہ ۵۰۱
جیونس، ڈبلیو، بس، جلد اول صفحہ ۳۸۹ و صفحہ ۴۴۲؛ جلد دوم صفحہ ۳۱۲ و صفحہ ۴۴۔
جہاز سازی، ریاستہائے متحدہ میں بہ مقابلۂ برطانیہ عظمٰی جلد اول صفحہ ۱۸۹۔

چ

چائے اور قہوہ پر برطانوی محصول، جلد اول صفحہ ۵۱۹؛ تامین کی بدولت ریاستہائے متحدہ میں اس کی ارزانی کس طرح ممکن ہے، جلد اول صفحہ ۵۲۴، چائے اور قہوہ پر محصول، جلد دوم صفحہ ۵۶۰ و صفحہ ۵۶۱۔
چارلس بوتھ، جلد دوم صفحہ ۲۵۶۔
چاندی اور سونے کی تسکیک کی باہمی نسبت، جلد اول صفحہ ۲۶۲؛ ریاستہائے متحدہ میں، جلد اول صفحہ ۲۶۴؛ فرانس میں جلد اول صفحہ ۲۶۲ و صفحہ ۲۷۴۔
چاندی، مشرق کو برآمد، جلد اول صفحہ ۲۴۲، سولھویں صدی میں حیثیت جلد اول صفحہ ۲۵۳؛ امریکہ کی دریافت کے بعد پیدائش جلد اول صفحہ ۲۵۲؛

۱۸۷۱ء تا ۱۹۰۵ء کی پیداوار، جلد اول صفحہ ۲۷۹؛ چاندی کی فروخت برطانوی حکومت کو جنگ عظیم کے زمانے میں، جلد اول صفحہ ۲۷۸۔
چرچ، جلد دوم صفحہ ۱۷۲۔
چک، وصول کرنے والے کی قانونی حیثیت، جلد اول صفحہ ۳۸۴۔
چنگی، جلد دوم صفحہ ۵۵۳۔
چین میں نقرہ بطور زر، جلد اول صفحہ ۲۲۷؛ تاجروں کے وعدے بطور زر، جلد اول صفحہ ۴۱۷۔
چینیوں کا اخراج ریاستہائے متحدہ سے کس طرح حق بجانب ہے، جلد دوم صفحہ ۱۴۶۔

ح

حادثے کا بیمہ، جلد دوم صفحہ ۳۵۳؛ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مذموم قانونی صورت حال، جلد دوم صفحہ ۳۶۲۔
حرفتی اشتراکیت، جتھوں کی یا پنچایتی اشتراکیت، جلد دوم صفحہ ۳۷۱۔
حراری انجن، جلد دوم صفحہ ۱۷۲۔
حر کی حالت، جلد اول صفحہ ۱۷۲۔
حساب گھر کے صداقت نامے یا پروانے جلد اول صفحہ ۴۰۹۔
حساب گھر، جلد اول صفحہ ۳۵۵؛ قیمتوں کے نظریئے سے تعلق، جلد اول صفحہ ۴۱۸۔
حضرت موسیٰؑ، جلد اول صفحہ ۳۰۷۔
حقیت اراضی، دیکھو فہرست مضامین باب ۴۲۔
حقوق قائمہ، زرعی زمین کے بارے میں، جلد دوم صفحہ ۸۲؛ شہر کے سکونتی خطوں کے بارے میں، جلد دوم صفحہ ۱۰۷؛ انجمن سرمایہ مشترک کے تمسکات کے بارے میں، جلد دوم صفحہ ۱۲۰ و صفحہ ۴۲۵۔
حقوق محفوظ شدہ کتابیں، تقلیل مصارف کے تحت اجارے کی قدر کی مثال پیش کرتی ہیں جلد اول صفحہ ۲۰۳ و صفحہ ۲۰۵ مشروط اجارہ جلد اول

صفحہ ۲۰۹؛ بشروط اجارے کا حق بجانب ہونا جلد دوم صفحہ ۱۱۵۔
حکمی زر جلد اول صفحہ ۳۰۴۔

خ

خانگی ملازم دیکھو ملازم۔
خانگی بنک، جرمنی میں، جلد اول صفحہ ۳۶۵ ۔
خانگی ملکیت، دیکھو "ملک"
خدمات عامہ کی صنعتیں اور مشترک سرمایہ کی انجمنیں، جلد اول صفحہ ۸۳؛ جلد دوم صفحہ ۱۱۶ و صفحہ ۴۲۰۔
خردہ فروشی کی قیمتوں پر رسم و رواج کا اثر، جلد اول صفحہ ۱۵۰۔
خردہ فروشی کی قیمتیں، فروخت پذیری مختتم سے کس طرح متاثر ہوتی ہیں، جلد اول صفحہ ۱۵۰؛ تھوک فروشی کی قیمتوں سے کیا تعلق ہے، جلد اول صفحہ ۱۵۰؛ رسم و رواج سے کس طرح متاثر ہوتی ہیں، جلد اول صفحہ ۱۵۰؛ معین خردہ فروشی کی قیمتوں کے فوائد جلد اول صفحہ ۱۵۲۔
خردہ فروشی بپیمانۂ کبیر، جلد اول صفحہ ۵۶۔
خوش حالی کے انتظامات، جلد دوم صفحہ ۳۴۲ ۔
خوشس کاشت، جلد اول صفحہ ۵۵۔

د

داخلی بازار کا استدلال، ناہین کے لئے جلد اول صفحہ ۵۰۹ ۔
داخلی کفایات، جلد اول صفحہ ۱۹۰۔
داخلی محصول، اشیا پر، جلد دوم صفحہ ۵۵۳۔
دستکاروں کے جتھے، جلد اول صفحہ ۳۹۔

دلال، پیدآور و غیر پیدآور، جلد اول صفحہ ۲۶۔
دودھ، اس کی رسد میں نقصان رساں مقابلہ، جلد اول صفحہ ۴۹، "ڈاک خانہ کے اسٹامپ کی شرح" دودھ کے بارے میں، جلد دوم صفحہ ۶۷۔
دو فلزی طریق یا فلزینیت، دیکھو فہرست مضامین باب ۲۰ و باب ۲۱۔
دولت، دیکھو فہرست مضامین، باب ا۔
دولت پیدا کرنے والے کا اصل جلد اول صفحہ ۷۰۔
دولت پیدا کرنے والے کا نفع جلد اول صفحہ ۱۸، جلد دوم صفحہ ۶۳۔
دو معیاری طریق کے تحت بیش قدر فلز، جلد اول صفحہ ۲۶۳۔
دو فلزی طریق، یا فلزینیت، دیکھو فہرست مضامین باب ۲۰ و باب ۲۱۔
دھات کا ہیل، مصارف مشترک کی تمثیل، جلد اول صفحہ ۲۱۶۔
دہرا محصول، جلد دوم ۵۱۲۔
دہرا معیار یا دو معیاری طریق، جلد اول صفحہ ۲۶۲۔
دی بیہر کمپنی، جلد اول صفحہ ۲۰۱۔
ڈیومونٹ (Dumont)، جلد دوم صفحہ ۲۷۸۔

ڈ

ڈارون، ال، جلد اول، صفحہ ۲۴۴، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔
ڈارون، سی، جلد دوم صفحہ ۱۳۸، صفحہ ۲۲۶۔
ڈاسن، ام، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
ڈاسن، ڈبلیو، ایچ، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
ڈاک خانہ کے اسٹامپ کی شرح" دودھ کے بارے میں ریلوں پر جلد دوم صفحہ ۶۱۔
ڈاک خانہ کی شرح بوجہ اجارہ یکساں ہے، جلد اول صفحہ ۲۰۷ مصارف سے تعلق، جلد دوم صفحہ ۲۲۴۔
ڈالٹن، ایچ، جلد دوم صفحہ ۲۷۰، صفحہ ۲۷۸۔

ڈائر، جلد دوم صفحہ ۱۷۲۔

ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی، فصلوں کی تباہی، جلد اول صفحہ ۲۰۰۔

ڈربسٹڈ ترنیاک، جلد اول صفحہ ۴۰۴۔

ڈکن سن، جی، ال، جلد دوم صفحہ ۵۰۲

ڈن بار، سی، اف، جلد اول صفحہ ۴۴۲۔

ڈن، ایس، او، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔

ڈنمارک میں امداد باہمی جلد دوم صفحہ ۳۸۰۔

ڈوماں (اے) یا ڈیوموں جلد دوم صفحہ ۲۷۸۔

ڈیٹمرل، تیج، جلد اول صفحہ ۵۴۵۔

ڈیوڈ ریکارڈو، جلد دوم صفحہ ۷۳، صفحہ ۱۰۳، صفحہ ۱۵۴ و صفحہ ۱۵۹۔

ڈیورنٹ، ای، ڈی، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔

ڈی بیوکا شہر، جلد دوم صفحہ ۹۶۔

ڈیوی، جلد دوم صفحہ ۲۷۶۔

ڈیوک آف بیڈفورڈ، جلد دوم صفحہ ۹۴، صفحہ ۱۰۵۔

ڈیوک آف ویسٹ منسٹر، جلد دوم صفحہ ۱۰۵۔

ذ

ذریعۂ مبادلہ، جلد اول صفحہ ۱۱۰ و صفحہ ۲۲۳۔

"ذیلی پیداوار" بڑے کارخانوں میں اس کا استعمال جلد اول صفحہ ۵۴، اس کی تشریح جلد اول صفحہ ۲۱۵۔

ذیلی سکہ، جلد اول صفحہ ۲۶۷۔

ذخیرۂ مبادلۂ طلا کا قانون بابتہ سنہ ۱۹۰۰، جلد اول صفحہ ۳۱۸۔

ر

رے (را ے)، جے، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔

روٹ شلد (رانفس چائلڈ)، جلد اول صفحہ ۸۹، صفحہ ۳۲۶، صفحہ ۴۸۔
راون ٹری، بی، اس، جلد اول صفحہ ۹۳۔
رائلٹی (معاون کی) جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔
ریپ لے، ڈبلیو، زیڈ، جلد دوم صفحہ ۵۱۔
رسد کا منحنی، جلد اول صفحہ ۱۴۳۔
رسل، بی، جلد دوم صفحہ ۷۰۔
"رفاہ عام بہ نتیجہ ۴ فی صد"، جلد دوم صفحہ ۴۷۔
رائف آئیزن (رفیزن) جلد دوم صفحہ ۳۷۹۔
رگ نانو، ای، جلد دوم صفحہ ۲۷۰۔
روبی ناو، آئی، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
روڈبرٹس، بحرانوں کی بابت اس کی تشریح، جلد دوم صفحہ ۵۷، مسئلہ بیروزگاری کی بابت اس کے خیالات، جلد دوم صفحہ ۳۶۴
روشن ڈیل پاونیرز، جلد دوم صفحہ ۳۷۴۔
روشر، ڈبلیو، جلد اول صفحہ ۱۰۵۔
روئی کا بازار اور اس کی قیمتیں، جلد اول صفحہ ۵۴، و صفحہ ۱۴۹۔
روئی کا ریشہ اور تخم پنبہ، مصارف مشترک کی مثال ہیں، جلد اول صفحہ ۲۴، صفحہ ۲۱۶، ریاستہائے متحدہ سے اس کی برآمد کی وجہ، جلد اول صفحہ ۴۸۴۔
رہن دار بنک، جلد اول صفحہ ۳۲۶۔
رہن دلالوں کے قرضے، جلد دوم صفحہ ۳۵ و صفحہ ۴۷۔
رھوڈس، سی، جلد اول صفحہ ۲۰۱۔
ریکارڈو (دیکھو ڈیوڈ ریکارڈو)
ریپیرڈ، جلد دوم صفحہ ۳۱۔
ریلیں، دیکھو فہرست مضامین، باب ۶۲ و باب ۶۳، مزدوروں پر نگرانی کرنے کی دقت، جلد اول صفحہ ۵۶، ان کی تعمیر کا تعلق بحرانوں سے، جلد اول صفحہ ۴۹۳ و صفحہ ۳۹۵۔

ریلوں میں "پول" کا طریقہ، جلد دوم صفحہ ۴۰۳۔
ریلوں میں افراطی تاصیل، جلد دوم صفحہ ۴۰۹۔
ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں قومی بنکوں کا نظام، جلد اول صفحہ ۳۷۱۔
ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں نوٹوں کے دلال، جلد اول صفحہ ۳۴۴۔
ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں قیمتیں سنہ ۱۸۹۰ء تا سنہ ۱۹۰۶ء جلد اول ۲۹۱؛ سنہ ۱۸۶۰ء تا سنہ ۱۸۸۰ء جلد اول صفحہ ۳۱۲۔
ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں ریشم پر محصول، اس کے ممکنہ نتائج، جلد اول صفحہ ۵۲۸ وصفحہ ۵۴۲۔
ریاستہائے متحدۂ امریکہ میں سرکاری بنک جلد اول صفحہ ۴۲۳۔
ریاستہائے متحدہ میں سرمحصول (Sur-tax) جلد دوم صفحہ ۵۳۱ وصفحہ ۵۳۲۔
ریاستہائے متحدہ میں لگان، جلد دوم صفحہ ۷۹۔
ریاستہائے متحدہ کے نوٹ، جلد اول صفحہ ۳۱۸۔
ریاستہائے متحدہ اور محنت کی جغرافی تقسیم، جلد اول صفحہ ۴۳ وصفحہ ۴۴؛ تامین جلد اول صفحہ ۵۳۸؛ تقسیم آمدنی جلد دوم صفحہ ۲۵۸؛ محصول آمدنی جلد دوم صفحہ ۵۲۹۔
ریاستہائے متحدہ سے سنہ ۱۸۷۳ء کے بعد سے برآمد کی زیادتی، جلد اول صفحہ ۴۷۴۔
ریشں بنک کا بیان جلد اول صفحہ ۳۶۴۔

ز

زر، دیکھو فہرست مضامین حصۂ سوم؛ اس اصطلاح کا مفہوم جلد اول صفحہ ۱۱۰ وصفحہ ۴۳۲ وصفحہ ۴۳۳؛ اشتراکیت کے تحت جلد دوم صفحہ ۴۷۰۔
زر کاغذ، دیکھو فہرست مضامین باب ۲۳؛ انڈکس نمبروں پر مبنی، جلد اول صفحہ ۴۳۶؛ مبادلات خارجہ پر اثر جلد اول صفحہ ۴۶۲۔
زر پر بڑھوتری سنہ ۱۹۰۳ء اور سنہ ۱۹۰۷ء میں جلد اول صفحہ ۴۰۹۔

زمین دوز بدررو کا طریق جلد دوم صفحہ ۷۷۔
زرعی مملکت کی موافقت میں جرمنی میں استدلال جلد اول صفحہ ۳۳۵۔
زراعت، اس میں پیدائش پیمانۂ کبیر کا میلان نہیں ہے جلد اول صفحہ ۵۵، تقلیل حاصل کے تابع ہے جلد اول صفحہ ۳۸۱؛ امداد باہمی جلد دوم صفحہ ۳۸۰ و صفحہ ۳۸۱؛ اشتراکیت کے تحت حیثیت جلد دوم صفحہ ۴۶۸۔
زرگر یا سنار، لندن کے ابتدائی ساہو یا بنک کار جلد اول صفحہ ۳۰۲۔
زمین کا لگان اور پٹہ جلد دوم صفحہ ۹۳۔
زمین کی ناقابل فنا قوتیں، جلد دوم صفحہ ۳، و صفحہ ۷۵۔
زمین کے محصول، دیکھو فہرست مضامین باب ۷۰۔
زو مبارٹ، جلد دوم صفحہ ۲۶۵۔

س

سامان بذریعۂ جہاز روانہ کرنے کے مصارف کے اثرات درآمد و برآمد پر جلد اول صفحہ ۲۷۴؛ مالی امداد کی موافقت میں سیاسی دلائل جلد اول صفحہ ۵۲۹۔
سرمایۂ مشترک کی انجمنیں، دیکھو فہرست مضامین باب ۶؛ دیانتدارانہ انتظام جلد اول صفحہ ۱۸؛ بحران سے تعلق جلد اول صفحہ ۷۹۳؛ نیز دیکھو "خدمات عامہ" کی صنعتیں۔
سرمایۂ محفوظ کے شہر جلد اول صفحہ ۳۷۳۔
سرکاری ملازمین، اعلیٰ مشاہرہ، جلد دوم صفحہ ۱۳۳۔
سرکاری مزدوری دکھمر گھسر (Government stroke) جلد دوم صفحہ ۳۰۴
سرکاری قرضے، قیمتوں کے تغیرات سے کس طرح متاثر ہوتے ہیں، جلد اول ۴۹۲، نیز دیکھو جنگی قرضے۔
سرعت گردش، زر کی حد تک، جلد اول صفحہ ۲۳۶؛ اشیا کی حد تک جلد اول صفحہ ۲۳۰؛

سکون کو کھرچ یا تراشنا لینا جلد اول صفحہ ۲۲۷۔
سکونی حالت جلد اول صفحہ ۱۷۲، جلد دوم صفحہ ۲۵۲۔
سکونتی مکانوں کا کرایہ، سود کی ایک شکل ہے جلد دوم صفحہ ۴۰؛ طلب غیر مسلسل ہے، جلد اول صفحہ ۱۵۵؛ محصول کا بار سکونتی مکانوں پر جلد دوم صفحہ ۵۴۲۔
سکونتی زمین کا لگان جلد دوم صفحہ ۶۷۔
سلاٹن، جلد اول صفحہ ۲۲۷۔
سفوک نیاک کا نظام جلد اول صفحہ ۳۴۰۔
سمبارٹ یا زومبارٹ جلد دوم صفحہ ۲۶۵
سوتی پارچہ، مصنوعات کے اعداد و شمار جلد اول صفحہ ۴۹؛ ریاستہائے متحدہ کے محصول درآمد کا اثر، جلد دوم صفحہ ۵۶۲۔
سود کے بارے میں اجتناب جلد دوم صفحہ ۴۸۔
سود اشتراکیت کے تحت، جلد دوم صفحہ ۴۸۲۔
سود کا عام بیان، دیکھو فہرست مضامین باب ۳۸ تا باب ۴۰ قیمتوں کے تغیرات کا اس پر کس طرح اثر پڑتا ہے، جلد اول صفحہ ۳۰۱؛ مقدار زر سے متاثر نہیں ہوتا جلد اول صفحہ ۳۰۴ جلد دوم صفحہ ۸؛ بنک کے محفوظ سرمایوں سے کس طرح متاثر ہوتا ہے جلد اول صفحہ ۳۰۷؛ منفی سود کا امکان جلد دوم صفحہ ۲۳؛ عصر حاضر میں شرح کا ثبات، جلد دوم صفحہ ۳۰؛ دور وسطی میں اس کی کیوں مخالفت کی گئی، جلد دوم صفحہ ۳۶؛ دیرپا اشیا جیسے مکانات پر سود جلد دوم صفحہ ۴۰؛ مختلف علاقوں کے مابین فرق، جلد دوم صفحہ ۴۵؛ سود کا حق بجانب ہونا جلد دوم صفحہ ۴۸؛ زمین اور تمسکات کی قیمت فروخت شرح سود سے کس طرح متعین ہوتی ہے جلد دوم صفحہ ۱۰۳؛ کاروباری منافعہ سے طرح تعلق ہے جلد دوم صفحہ ۱۸۷ و صفحہ ۱۹۱۔
سونے کی ٹکسالی قیمت جلد اول صفحہ ۲۲۹۔

سونا، اس کے مصنوعات پر قیمتوں کے اضافہ اور تخفیف کا کس طرح اثر پڑتا ہے، جلد اول صفحہ ۲۴۰۔

سونا اور چاندی، ذریعہ مبادلہ کے لئے کس طرح موزوں ہیں، جلد اول صفحہ ۱۱۱ وصفحہ ۲۲۴؛ سونے کا صنعتی صرف، جلد اول صفحہ ۲۳۹ وصفحہ ۲۴۰؛ ثبات پذیری، قدر کو کس طرح متاثر کرتی ہے جلد اول صفحہ ۲۵۰؛ اس کی پیدائش اتفاقی ہے جلد اول صفحہ ۲۵۰؛ کبھی کبھی موجودہ زمانے میں ایسا کم ہوتا ہے صفحہ ۲۵۱، وہ کس حد تک تقلیل حاصل کے تابع ہے جلد اول صفحہ ۲۵۹، معدنی ملک فلزات برآمد کرتے ہیں جلد اول صفحہ ۲۶۰ وصفحہ ۴۷۳۔

سونے اور چاندی کی باہمی بازاری نسبت، ۱۸۷۳ء کے بعد تغیر، جلد اول صفحہ ۲۷۴؛ ۱۸۹۳ء کے بعد سے اس کی رفتار، جلد اول صفحہ ۲۸۰؛ نسبت کی ثبات پذیری کا فروغ دوفلزی طریق کے باعث جلد اول صفحہ ۲۷۲ وصفحہ ۲۸۱؛ بین الاقوامی دوفلزی طریق کی بنا پر یہ غالباً متاثر ہوتی ہے جلد اول صفحہ ۲۸۱۔

سوئٹ بیر، جلد اول صفحہ ۲۵۶۔

سیاحوں اور مسافروں کے مصارف کا اثر درآمد و برآمد پر جلد اول صفحہ ۱۷۴۔

سنگر، اچ، آر، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔

سیلگ مین، ای، آر، اے، جلد دوم صفحہ ۵۶۲۔

سی منس، ڈبلیو، جلد دوم صفحہ ۲۷۱ وصفحہ ۴۲۴۔

سینیر، جلد اول صفحہ ۳۰۷۔

سیونگ بنک، جلد اول صفحہ ۴۷ وصفحہ ۳۲۵۔

سیول سروس سپلائی اسوسئیشن جلد دوم صفحہ ۳۷۳۔

ش

شافلے (شیفلے)، اے، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔

شارفٹ مین، آئی، ال، جلد دوم صفحہ ۵۰۱۔
شراب کی بھٹیاں، محصول کے تعلق سے، جلد دوم صفحہ ۵۵۵۔
شرٹ وسٹ، بلاؤز پہننے والے مزدور جلد دوم صفحہ ۱۴۹۔
شرح اموات، عام بیان جلد دوم صفحہ ۲۲۷؛ متعدد ممالک کے اعداد و شمار جلد دوم صفحہ ۲۳۱؛ ریاستہائے متحدہ کے اعداد و شمار صفحہ ۲۳۵؛ میساچوسٹس کے اعداد و شمار جلد دوم صفحہ ۲۳۵۔
شرح ولادت، عام بیان جلد دوم صفحہ ۲۲۶؛ مختلف ملکوں کے اعداد و شمار جلد دوم صفحہ ۲۲۰؛ ریاستہائے متحدہ کے اعداد و شمار جلد دوم صفحہ ۲۲۴؛ میساچوسٹس کی شرحیں جلد دوم صفحہ ۲۲۵؛ انیسویں صدی میں عام تخفیف و تنزل جلد دوم صفحہ ۲۳۹، صفحہ ۲۴۵؛ مفلسوں اور مالداروں کا فرق جلد دوم صفحہ ۲۴۱؛ بہ لحاظ ولادت ملکیوں اور غیر ملکیوں میں فرق جلد دوم صفحہ ۲۴۳ و صفحہ ۲۴۷۔
شرکت منافع، دیکھو فہرست مضامین، باب ۵۹، جلد دوم صفحہ ۱۹۴۔
شرمین ایکٹ (قانون شرمین)، جلد دوم صفحہ ۴۰۳، صفحہ ۴۴۴ و صفحہ ۴۶۱۔
شقل اصل، سرمایہ مشترک کی انجمن اس کو فروغ دیتی ہے جلد اول صفحہ ۹۰؛ پس اندازی سے تعلق جلد اول صفحہ ۱۷۴؛ بد انتظامی جلد اول صفحہ ۳۹۹۔
شکر صاف کرنے کی صنعت، جلد اول صفحہ ۵۹، صفحہ ۶۲؛ ریاستہائے متحدہ میں ۱۸۹۰ء کی مالی امداد جلد اول صفحہ ۵۳۱؛ شکر صاف کرنے کا کارخانہ جلد دوم صفحہ ۳۴۳ و صفحہ ۴۴۶؛ جرمنی میں محصول جلد دوم ۵۵۳؛ ریاستہائے متحدہ میں محصول جلد دوم صفحہ ۵۵۹ و صفحہ ۵۶۱۔
شکاگو بورڈ آف ٹریڈ، حسابی نظام جلد اول صفحہ ۴۱۸۔
شلر، آر جلد اول صفحہ ۵۴۴۔
شمالر (شمولر)، جی جلد دوم صفحہ ۲۷۶۔
شلفنے ڈیلتش (شولز ڈیلیتش) جلد دوم صفحہ ۳۷۸۔
شہر پل مین جلد دوم صفحہ ۹۶۔

شہر کے سکونتی خطے، فوائد اور سہولتوں کے اسباب جلد دوم صفحہ ۸۴، قیمتوں سے تعلق جلد دوم صفحہ ۸۴، محصول کا بار جلد دوم صفحہ ۱۴۵۔
شہر گیری، جلد دوم صفحہ ۹۶۔
شیوالیر، جلد اول صفحہ ۲۰۲۔
شہر نیویارک میں زمین کی قیمت جلد دوم صفحہ ۸۶۔
شیشہ گروں کی انجمن، جلد اول صفحہ ۱۲۵، اختتامی افادے کے تعلق سے جلد دوم صفحہ ۱۵، سابقہ اجارے کی حیثیت جلد دوم صفحہ ۲۰۲۔
شیوزامنی، جلد دوم صفحہ ۲۵۵ و صفحہ ۲۵۸۔

ص

صارف کے اصل اور صارف کی دولت کو بالعموم اصل تصور نہیں کیا جاتا جلد دوم صفحہ ۵، اس سے سود کس طرح پیدا ہوتا ہے جلد دوم صفحہ ۴۰ تا صفحہ ۴۳۔
صنعت پارچہ بافی میں ایجادیں جلد اول صفحہ ۴۳۔
صنعتوں کا اتحاد، جلد اول صفحہ ۶۰۔
صنعت کی شہری تنظیم جلد اول صفحہ ۳۹۔
صنعتی انقلاب جلد اول صفحہ ۳۵۔
صنعتی جمہوریت جلد دوم صفحہ ۲۹۷۔
صنعتی کونسل جلد دوم صفحہ ۲۹۵۔
صنعتی مملکت کے خلاف جرمنی میں استدلال جلد اول صفحہ ۵۳۳۔

ط

طابع، ان پر ایجادوں کا اثر کس طرح پڑتا ہے، جلد دوم صفحہ ۲۱۲۔

طلب ورسد کی مساوات، جلد اول صفحہ ۱۴۱۔
طلب کا منحنی، جلد اول صفحہ ۱۳۷۔
طلب مشترک، جلد اول صفحہ ۲۱۸۔
طفیلی صنعتیں، جلد اول صفحہ ۴۸۵؛ جلد دوم صفحہ ۱۶۲۔

ع

عام املاک کا محصول، جلد دوم صفحہ ۵۵۰۔
عدم مساوات، دیکھو فہرست مضامین باب ۵۵؛ نیز جلد دوم صفحہ ۲۰۷؛ آمدنیوں کی عدم مساوات اور بیشترین خوشحالی جلد اول صفحہ ۱۳۲۔
عسری معیشتہ یا دفعی معیشتہ جلد اول صفحہ ۱۲۷۔
عظیم تمولات، دیکھو فہرست مضامین باب ۵۱؛ ان کا برقرار رکھنا عصر حاضر میں آسان ہے جلد اول صفحہ ۹۰؛ اس کے اسباب جلد دوم صفحہ ۲۰۰۔
عمودی اتحاد، جلد اول صفحہ ۶۰۔
عورتوں کی اجرت، جلد دوم صفحہ ۱۴۹۔
عندالطلب قرضے، ان کی شرحوں کے تغیرات جلد اول صفحہ ۳۴۷۔
عندالطلب قرضے، بنکوں کی جانب سے، جلد اول صفحہ ۳۴۷ و صفحہ ۳۴۸۔

غ

غدار مزدور، جلد دوم صفحہ ۳۱۳۔
غیر بدل پذیر زر کاغذ، دیکھو فہرست مضامین باب ۲۳؛ مبادلۂ خارجہ اس کے تحت جلد اول صفحہ ۴۶۳
غیر تغیر پذیر طلب، جلد اول صفحہ ۱۳۷۔

غیر مادی دولت، جلد اول صفحہ ۱۹۔

غیر مسابق جماعتیں، جلد دوم صفحہ ۱۴۱، تجارت بین الاقوام کے نظریئے سے تعلق جلد دوم صفحہ ۱۶۱۔

غیر منظم مبادل، جلد اول صفحہ ۴۶۳۔

غیر اکتسابی منافعہ، جلد دوم صفحہ ۲۰۳

غیر مسلسل طلب، جلد اول صفحہ ۱۳۷۔

ف

فاسیٹ، ہیچ، جلد اول صفحہ ۴۴۵۔

فرانس میں پیدائش بہ امداد باہمی جلد دوم صفحہ ۳۸۲، انسداد مانع جلد دوم صفحہ ۴۲۳۔

"فرضی فروخت" (قیمتوں کا الٹ پھیر) جلد اول صفحہ ۱۶۶۔

فرانکل، ال، اف، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔

فرانس کے کاشتکاروں کے طبقے کی جانب سے اندوختہ سازی، جلد اول صفحہ ۴۔

فرینڈلی سوسائٹیاں یا رمیت سبھائیں جلد دوم صفحہ ۳۵۷۔

فیشر، جلد دوم صفحہ ۲۷۸۔

فچ، جلد دوم صفحہ ۳۰۹۔

فیتٹر، آ،سی، جلد اول صفحہ ۲۴۴، جلد دوم صفحہ ۱۲۶ و صفحہ ۲۲۷۔

فصلیں، بحرانوں سے تعلق، جلد اول صفحہ ۳۹۵ و صفحہ ۳۹۶۔

فل ٹن، جلد اول صفحہ ۳۵۔

فلز کی بڑھوتری، عام بحث، جلد اول صفحہ ۳۱۰، ریاستہائے متحدہ میں خانہ جنگی کے زمانے میں، جلد اول صفحہ ۳۱۲، مبادلۂ خارجہ سے تعلق جلد اول صفحہ ۴۶۲۔

فلزی ادائی کے طریق کا از سر نو اجرا ریاستہائے متحدہ میں ۱۸۷۹ء میں جلد اول

صفحہ ۱۳۸، کونسا طریق مناسب ہے، جلد اول صفحہ ۳۱۵۔
فنی تعلیم اور صنعتی کارکردگی، جلد اول صفحہ ۹۸۔
فے، سی، آر، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
فیلپس، جلد دوم صفحہ ۲۳۲۔

ق

قابلیتوں کے فرق، جلد دوم صفحہ ۱۳۸، صفحہ ۱۶۹، صفحہ ۲۶۵، صفحہ ۴۷۷۔
قانون، پیدآور محنت کے تعلق سے، جلد اول صفحہ ۲۸۔
قانون نقل وحمل بابتہ سنہ ۱۹۳۰ء، جلد دوم صفحہ ۴۳۹۔
قدر مبادلہ کی تعریف، جلد اول صفحہ ۱۱۱، اس کے مختلف معنی جلد اول صفحہ ۱۱۳،
زر کی قدر مبادلہ جلد اول صفحہ ۲۳۲۔
قانون گرشیم، جلد اول صفحہ ۲۶۵۔
قدر مستعار، جلد دوم صفحہ ۱۲۴۔
قدرتی یا غیر معاشی اشیا، جلد اول صفحہ ۳ و صفحہ ۵۔
قدر شہرت، جلد اول صفحہ ۱۲۶۔
قصاب کا پیشہ، تقسیم محنت کے اعتبار سے، جلد اول صفحہ ۴۲۔
قوانین کارخانہ، جلد دوم صفحہ ۳۲۰۔
قوانین مفلسی، جلد دوم صفحہ ۳۶۹۔
قومی زر کا کمیشن، جلد اول صفحہ ۴۴۲۔
قہوہ، دیکھو چائے۔
قیمت متوازنہ، جلد اول صفحہ ۱۴۴ و صفحہ ۱۴۶۔
قیمت کی تعریف، جلد اول صفحہ ۱۱۳۔
قیمتوں کا اضافہ، خوشحالی سے کیا تعلق ہے، جلد اول صفحہ ۲۹۷، اجرتوں پر اثر جلد
اول صفحہ ۲۹۸، کاروباری منافعہ پر اثر، جلد اول صفحہ ۲۹۹۔

قیمتوں کے تغیرات سے خود کو بذریعۂ معاہدہ محفوظ کرلینا، جلد اول صفحہ ۱۵۹۔

ک

کاٹسکی، کے، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔
کارآموزی متروک ہوگئی ہے، جلد اول صفحہ ۹۸۔
کارٹر، جی، آر جلد اول صفحہ ۱۰۵۔
کارٹل (Kartell) جلد دوم صفحہ ۴۴۵۔
کارخانوں کی کمیٹیاں، جلد دوم صفحہ ۲۹۵۔
کارخانوں کی کونسل جلد دوم صفحہ ۲۹۵۔
کاروباری اشخاص کے محرکات، جلد دوم صفحہ ۱۷۵، صفحہ ۲۰۵، صفحہ ۲۶۷، وصفحہ ۵۳۶۔
کاروباری قیادت، صنعتی کارکردگی پر اثر جلد اول صفحہ ۱۰۰۔
کاروباری منافعہ، دیکھو فہرست مضامین، باب ۴۹ و باب ۵۰، اس پر اضافۂ قیمت کا اثر جلد اول صفحہ ۲۹۷۔
کارلٹن، ایف، ٹی، جلد دوم صفحہ ۲۸۵۔
کارل مارکس، جلد دوم صفحہ ۵، صفحہ ۳۶۷، صفحہ ۴۶۷، صفحہ ۴۷۵، صفحہ ۴۹۷، صفحہ ۴۹۸، صفحہ ۵۰۲۔
کارنوال کے ٹن کے معدن، جلد دوم صفحہ ۱۱۱۔
کارنر (اشیا کو آئندہ قیمت بڑھنے کے خیال سے ذخیرہ کرنا) جلد اول صفحہ ۲۱۰۔
کارنی جی، جلد اول صفحہ ۵۸
کارور، ٹی، این، جلد دوم صفحہ ۴ و صفحہ ۲۷۷۔
کاشت مختتم کی تعریف، جلد دوم صفحہ ۶۶۔
کاشت عمیق، جلد دوم صفحہ ۷۵۔
کاشت وسیع، جلد دوم صفحہ ۷۵۔
کامنس، جے، آر، جلد اول صفحہ ۴۲، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔

کام پیدا کرنے کا اثر اجرتوں پر، جلد دوم صفحہ ۲۱۰؛ اشتراکیت کے تحت اس کی جانب ترغیب نہیں ہوتی، جلد دوم صفحہ ۴۸۶۔
کانٹی ننٹل، امریکی زر، جلد اول صفحہ ۳۰۶۔
کبرسنی کے وظائف، جلد دوم صفحہ ۳۶۰ و صفحہ ۳۷۰۔
کراپاٹکن، جلد دوم صفحہ ۶۹۔
کرامپٹن، جلد اول صفحہ ۴۳۔
کرپ، جلد اول صفحہ ۸۵۔
کریڈٹ لئونے یا کریڈی لیونے، فرانس کا سب سے بڑا بنک، جلد اول صفحہ ۳۴۵۔
کرنسکی، جلد دوم صفحہ ۴۷۲۔
کفایات خارجی، جلد اول صفحہ ۱۸۹۔
کفایات داخلی، جلد اول صفحہ ۱۹۰۔
کفائی اجرت، ایک موہوم خیال، جلد دوم صفحہ ۲۳؛ تحصیل (محصول) کے تعلق سے، جلد دوم صفحہ ۵۲۲۔
کلارک، جے، بی، جلد دوم صفحہ ۱۳، صفحہ ۱۴، صفحہ ۲۶ اور صفحہ ۲۰۸۔
کلارک، وی، ایس، جلد دوم صفحہ ۳۴۸ و صفحہ ۳۸۵۔
کلوں کی فرسودگی اور اصل کا قیام و انتظام، جلد اول صفحہ ۷۷۔
کلھاڑیاں، بطور رسمی زر، جلد اول صفحہ ۲۲۶۔
کلیر، جی، جلد اول صفحہ ۵۴۴۔
کلیں اور یکساں قسم کے حرکات، جلد اول صفحہ ۳۶؛ ریاستہائے متحدہ میں محصول کے مسائل سے تعلق جلد اول صفحہ ۵۱۴۔
کم اور گھٹیا غذا پانے والے مزدور، جلد اول صفحہ ۹۳۔
کم قدر دھات، دو معیاری طریق کے تحت، جلد اول صفحہ ۲۶۳۔
کنگس لے، ہیری، جلد اول، صفحہ ۲۲۶۔
کول، جی، ڈی، ایچ، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔

کول سن، سی، جلد دوم صفحہ ۱۰۵
کونت، اے، جلد دوم صفحہ ۴۶۶۔
کونتوار دسکونت (Comptoir d'Escompte) جلد اول صفحہ ۳۰۹ و صفحہ ۴۰۴۔
کھلا کارخانہ، جلد دوم صفحہ ۳۰۴۔
کھلی سبھا، جلد دوم صفحہ ۳۰۳۔
کیرنس، جلد دوم صفحہ ۱۴۱۔
کیسل، جی، جلد دوم صفحہ ۲۷۷۔
کینیڈا، بنک کاری کا نظام، جلد اول صفحہ ۳۸۴، ریاستہائے متحدہ سے تجارت
جلد اول صفحہ ۱۴۷ و صفحہ ۵۰۹۔
کیلی فورنیا میں سونے کی دریافت، جلد اول صفحہ ۲۵۵، صفحہ ۲۷۷ و صفحہ ۴۳۲،
کیلی فورنیا میں زر کاغذ کے رواج کی ناکامی جلد اول صفحہ ۳۰۶، سونے کی
پیداوار کا اثر مبادلات خارجہ پر، جلد اول صفحہ ۴۷۳
کیمرر، ای، ڈبلیو، جلد اول صفحہ ۴۴۲۔
کینس، جے، ام، جلد اول صفحہ ۴۴۲۔
کیوبا میں نیشکر کی کاشت کی زمینیں، تاراجی کاشت، جلد دوم صفحہ ۷۳۔

گ

گاڈن کا فلزاتی کارخانہ، جلد دوم صفحہ ۳۳۷۔
گرانی کے آٹے کی تجارت پر مستقبلات کا کیا اثر پڑتا ہے، جلد اول
صفحہ ۱۵۹۔
گرنزل، جے، جلد اول صفحہ ۵۴۵۔
گریب، جلد اول صفحہ ۱۰۱
گرین بیکس، ریاستہائے متحدہ کا زر کاغذی، جلد اول صفحہ ۳۱۸۔
گلاسگو بنک کی ناکامی، جلد اول صفحہ ۸۴۔

گلوتراش مقابلہ، جلد دوم صفحہ ۴۴۹، صفحہ ۴۵۱ و صفحہ ۴۵۶۔
گوشن، جی، جے، جلد اول صفحہ ۵۴۴۔
گولڈ، جے، جلد دوم صفحہ ۴۱۴ و صفحہ ۴۱۶۔
گیہوں کی کاشت، جلد اول صفحہ ۵۵، موسمی رسد دراصل معین ہوتی ہے جلد اول صفحہ ۴۱۷، "کارنر" سے قیمت کس طرح متاثر ہوتی ہے، جلد اول صفحہ ۲۱۲؛ ریاستہائے متحدہ گیہوں کی برآمد کیوں ہوتی ہے جلد اول صفحہ ۲۸۴؛ ریاستہائے متحدہ اور اس کی مختلف حیثیتیں برآمد کرنے والوں کے طور پر، جلد اول صفحہ ۵۰۲، تاراجی کاشت، جلد دوم صفحہ ۴۷؛ پیداوار فی ایکڑ جلد دوم صفحہ ۴۷۔

ل

لاطینی اتحاد، جلد اول صفحہ ۴۷۲۔
لاک، جلد دوم صفحہ ۲۷۳۔
لاکے نوٹ، فرانسیسی زر کاغذی، جلد اول صفحہ ۳۱۴۔
لافلن، جے، ال، جلد اول صفحہ ۴۴۲۔
لای برمان، جلد اول صفحہ ۱۰۱۔
لذتیت، جلد اول صفحہ ۱۳۲، صفحہ ۱۵۵، جلد دوم صفحہ ۲۷۳۔
لسٹ، آف، جلد اول، صفحہ ۵۲۷۔
لگان، دیکھو فہرست مضامین، باب ۲۴ و باب ۳۴ و باب ۴۴؛ یہ ماحصل اجارہ نہیں ہے، جلد دوم صفحہ ۱۱۳ و صفحہ ۱۲۳؛ اصطلاح کا استعمال، جلد دوم صفحہ ۱۲۴؛ اس کا نظریہ کاروباری منافعہ پر کس حد تک قابل اطلاق ہے، جلد دوم صفحہ ۱۸۰؛ کرایہ اور لگان میں امتیاز و فرق، جلد دوم صفحہ ۵۴۰۔
لندن، مختلف علاقوں میں شرح ولادت، جلد دوم صفحہ ۲۴۲ و صفحہ ۲۴۳؛ آمدنیوں

کی تقسیم، جلد دوم صفحہ ۲۵۶ و صفحہ ۲۵۷۔
لوہا، اس کی رسد کس حد تک تغیر پذیر ہے، جلد اول صفحہ ۱۷۴۔
لوی اور کلارک کی مہم، جلد اول صفحہ ۱۲۷۔
لویل، اے، ال، جلد دوم صفحہ ۲۳۴۔
لیف مان، جلد دوم صفحہ ۵۰۱۔
لے کلیر یا لیک لیر، جلد دوم صفحہ ۳۳۷ و ۳۳۸۔
لی راسگنول، جے، ای، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔
لینڈری، اے، جلد دوم صفحہ ۲۷۸
لے واسیور، ای، جلد دوم صفحہ ۲۷۸۔
لیوروے بیولو، پی، جلد دوم صفحہ ۵۶۲۔

م

مارٹن، جلد دوم صفحہ ۲۷۱۔
مارشل، اے، جلد اول صفحہ ۱۲۴ و صفحہ ۱۷۹ و صفحہ ۱۸۹۔
مارگن، جے، پی، جلد اول صفحہ ۸۹ و صفحہ ۳۲۶، جلد دوم صفحہ ۴۱۶۔
مالتھس، جلد دوم صفحہ ۲۲۵، صفحہ ۲۲۸، صفحہ ۲۲۹، صفحہ ۲۴۰۔ و صفحہ ۲۴۵۔
مالتھس کا نظام یا مسلک، مالتھسئیت، جلد دوم صفحہ ۳۳۳۔ صفحہ ۴۵۵۔
"مالی" اصول محصول، جلد دوم صفحہ ۵۰۸
مالی اجارہ، جلد اول صفحہ ۲۰۸۔
مانتو، جلد اول صفحہ ۱۰۵۔
مبادلہ اور تقسیم عمل، جلد اول صفحہ ۳۸۔
مبادلات کی ترقی کس طرح رونما ہوئی، جلد اول صفحہ ۱۵۹۔
مبادلات خارجہ، دیکھو فہرست مضامین، باب ۳۲۔
مسابقت، سامان بذریعۂ جہاز بھیجنے کی حد تک ناگزیر ہے، جلد اول صفحہ ۱۳۵، کینیڈا

سے، جلد اول صفحہ ۷۷۴ و صفحہ ۵۰۹، برطانیہ عظمیٰ کے لئے کس حد تک
ضروری ہے جلد اول صفحہ ۵۳۶۔
مجی گن یا مشی گن میں ملکی اور غیر ملکی باشندوں کی شرح ولادت، جلد دوم صفحہ ۲۴۳۔
مچل، ڈبلیو، سی، جلد اول صفحہ ۲۸۵، صفحہ ۲۹۱، صفحہ ۳۴۴۔
محدود ذمہ داری، جلد اول صفحہ ۸۱۔
محدود تسکیک ۱۸۷۸ء اور ۱۸۹۰ء میں، جلد اول صفحہ ۲۷۷۔
محنت کا نظریۂ قدر، جلد دوم صفحہ ۱۵۴۔
مجلس صنائع جنگ، جلد اول صفحہ ۲۸۵۔
محنت کی رسد، کفایات خارجی کا ایک سبب، جلد اول صفحہ ۱۹۰؛ تعمیر
کے کاروبار میں طلب مشترک کی مثال جلد اول صفحہ ۲۱۸۔
محنت کے آئین وقوانین کی وضع، یا عملی قانون سازی، دیکھو فہرست مضامین
باب ۵۸؛ کس حد تک اشتراکی ہے جلد دوم صفحہ ۴۷۹۔
محنت، اس کا مفہوم، جلد اول صفحہ ۸، پیدآور اور غیر پیدآور محنت، جلد اول
صفحہ ۱۶؛ تاراجی محنت، جلد اول صفحہ ۲۰۔
محنت کی عدم نقل پذیری، تجارت بین الاقوام پر اس کا کس طرح اثر پڑتا ہے،
جلد اول صفحہ ۴۸۸، مزدوروں کی معاملہ کرنے کی قوت پر اس عدم
نقل پذیری کا اثر جلد دوم صفحہ ۳۰۰۔
محنت کی پیدآوار پر بٹہ کاٹنا، اجرت سے تعلق، جلد دوم صفحہ ۲۱۴۔
محنت کے متعلق آئین وقوانین کی وضع پر دستوری تحدیدات و شرائط، جلد دوم صفحہ
۳۲۵؛ محصول آمدنی پر دستوری تحدیدات، جلد دوم صفحہ ۵۲۹۔
محصول آمدنی، دیکھو فہرست مضامین، باب ۶۹۔
محصول بر آمدنی زائد، جلد دوم صفحہ ۱۰۸۔
محصول کا اصول "قابلیت" یا "استعداد" جلد دوم صفحہ ۵۱۰۔
محصول درآمد، ان کے مالی اثرات، جلد دوم صفحہ ۵۵۸ و صفحہ ۵۶۱؛ نیز دیکھو تامین
محصول، کل ٹرسٹوں کی بنیاد ہے، جلد اول صفحہ ۵۲۱

محصولوں کا بار، زرعی زمینوں پر، جلد دوم صفحہ ۱۴۵۔

محصول منفرد، جلد دوم صفحہ ۸۰۰، شہر کی سکونتی زمین کی بابت جلد دوم صفحہ ۱۰۴؛ معاون کے تعلق سے، جلد دوم صفحہ ۱۰۶۔

محصول رجعی، جلد دوم صفحہ ۵۶۰۔

محصول متزائد جلد دوم صفحہ ۵۰۹، صفحہ ۵۱۳ و صفحہ ۵۲۵؛ توریث کے بارے میں جلد دوم صفحہ ۵۳۲۔

مختلف فلزات کی اضافی پیدائش، جلد اول صفحہ ۲۲۵۔

مرکزی بنک، بحرانوں کو رفع کرسکتا ہے، جلد اول صفحہ ۴۰۳؛ وہ کس حد تک فلزی ذخیروں کی حفاظت کرتا ہے، جلد اول صفحہ ۴۵۸۔

مرکزی زر رو (سرمایۂ محفوظ کے) شہر، جلد اول صفحہ ۳۷۹۔

مرگن تھالر (تھیلر) کا لائینوٹائپ۔

مزدکاری، جلد دوم صفحہ ۳۰۷۔

مزدور، غیر ماہر، ان کو ادنیٰ اجرت کیوں ملتی ہے، جلد دوم صفحہ ۱۴۶؛ مزدوروں کی رسد قلیل ہو تو اعلیٰ اجرت ملیگی، جلد دوم صفحہ ۱۷۷۔

مزدور سبھا کی اجرتوں کی معیاری شرح جلد دوم صفحہ ۳۰۷؛ قیمتوں کی معیاری شرح جلد دوم صفحہ ۴۵۷۔

مزدور سبھائیں، دیکھو فہرست مضامین، باب ۵۷۔

مزدوروں کا بیمہ، دیکھو فہرست مضامین، باب ۶۰۔

مزدوروں کو پیشگیاں، اصل کے تعلق و نسبت سے، جلد اول صفحہ ۵۷۔

مزدوروں کی نمایندگی، جلد دوم صفحہ ۲۹۵ و صفحہ ۲۹۷۔

مساچوسٹس، ملکیوں اور غیر ملکی باشندوں کی شرح ولادت، جلد دوم صفحہ ۲۴۷؛ قانون دہ ساعت، جلد دوم صفحہ ۳۲۰؛ قدیم زمانے میں گرنیوں کے حالات، جلد دوم صفحہ ۳۲۱؛ ریلوے کمیشن جلد دوم صفحہ ۳۵۴۔

"مساوات ایثار" کا اصول محصول، جلد دوم صفحہ ۵۱۱۔

مساوی کاموں کے لئے مساوی تنخواہ یا اجرت، جلد دوم صفحہ ۱۵۱۔

"مستقبلات" میں تخمین، جلد اول صفحہ ۱۵۹ و صفحہ ۱۶۳۔
مسرفوں قرضے، شرح سود پر اثرات، جلد دوم صفحہ ۴۳۔
مسلسل طلب، جلد اول صفحہ ۳۷۔
مشارکت کی قانونی حیثیت، جلد اول صفحہ ۸۰۔
مصارف پیدائش، کس مفہوم میں ان کا استعمال کیا جاتا ہے، جلد اول صفحہ ۱۶۹، صفحہ ۱۸۳، جلد دوم صفحہ ۱۵۳۔
مصارف پیدائش کا تسویہ بطور اصول تامین، جلد اول صفحہ ۱۷۵۔
مصر میں ربا (ربوٰی) جلد دوم صفحہ ۳۶۔
معاون، تقلیل حاصل کے تابع ہیں، جلد اول صفحہ ۱۸۴؛ لگان جلد دوم صفحہ ۹۸۔
معاشری طبقہ بندی، جلد دوم صفحہ ۱۳۷۔
معاش اور محنت کی کارکردگی، جلد اول صفحہ ۹۳۔
معاشی اشیا، جلد اول صفحہ ۳ و صفحہ ۵۔
معاشی رقبہ یا علاقہ، جلد اول صفحہ ۴۰۔
معاشی لگان، جلد دوم صفحہ ۶۳
معلموں کی تنخواہیں کم کیوں ہوتی ہیں، جلد دوم صفحہ ۱۳۲۔
معیار زندگی اور تامین محصول، جلد اول صفحہ ۱۲۵۔
معیار لنگ، فرانس میں، جلد اول صفحہ ۲۷۵؛ ریاستہائے متحدہ میں جلد اول صفحہ ۲۷۶۔
معیار مرکب کی بحث، جلد اول صفحہ ۴۳۴۔
معیار طلا، انگلستان میں اختیار کیا گیا، جلد اول صفحہ ۲۷۰؛ جرمنی میں اختیار کیا گیا، جلد اول صفحہ ۲۷۴؛ معیار طلا کی ثبات پذیری جلد اول صفحہ ۳۲۱ و صفحہ ۴۴۰، جلد دوم صفحہ ۱۱۲۔
معین خردہ فروشی کی قیمتوں کے فوائد جلد اول صفحہ ۱۵۲۔
مغشوش سکے، جلد اول، صفحہ ۲۶۸۔
مغاجی زر، جلد اول صفحہ ۳۶۶؛ فیڈرل رزرو (وفاقی سرمائیہ محفوظ) طریقے کے تحت،

جلد اول صفحہ ۴۱۰۔
مقابلہ یا مسابقت کا موثر ہونا اصل کی تقسیم کے لئے اہم ہے، جلد دوم صفحہ ۱۲۷۔
مقراض کی تشبیہ، نظریۂ قدر کی تمثیل میں، جلد اول صفحہ ۱۸۰ و صفحہ ۱۸۸۔
مل، جے ایس، جلد اول صفحہ ۱۰۵، صفحہ ۲۳۷، صفحہ ۴۴۵؛ جلد دوم صفحہ ۱۰۸؛ صفحہ ۱۵۴، صفحہ ۲۵۲، صفحہ ۳۲۸ و صفحہ ۴۲۴۔
ملازمین، ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اعلیٰ اجرت، جلد اول صفحہ ۵۰؛ جلد دوم صفحہ ۲۳۱ و صفحہ ۲۹۹؛ لندن میں فی خاندان ملازموں کی تعداد جلد دوم صفحہ ۲۵۵۔
ملک، اس کی بنیادیں، دیکھو فہرست مضامین، باب ۵۵؛ باب ۶۶ و باب ۶۷؛ ارضی ملک، جلد دوم صفحہ ۸۱ و صفحہ ۸۲؛
ملکیت عامہ یا سرکاری ملکیت، دیکھو فہرست مضامین، باب ۶۴؛ کس حد تک اشتراکی ہے، جلد دوم صفحہ ۴۷۸؛ محصول سے کیا تعلق ہے، جلد دوم صفحہ ۵۰۶۔
منبع یا آغاز ہی میں محصول وصول کرنا؛ جلد دوم صفحہ ۵۲۲۔
منرو، جلد دوم صفحہ ۴۳۲۔
منہائیاں یا تخفیف کرایہ، جلد دوم صفحہ ۴۰۲ و صفحہ ۴۴۸۔
موافق توازن تجارت، جلد اول صفحہ ۴۷۵۔
موسمی قیمت، بازاری قیمت سے تعلق، جلد دوم صفحہ ۱۴۵۔
موجیبر (موبیرٹ)، جلد دوم صفحہ ۲۴۳۔
مویشی، ذریعۂ مبادلہ، جلد اول صفحہ ۱۱۰۔
مہارت و کمال، تقسیم عمل کا کس حد تک سبب اور کس حد تک نتیجہ ہے، جلد اول صفحہ ۳۱ و صفحہ ۳۳۔
میڈ، ای ایس، جلد دوم، صفحہ ۵۰۲۔
میراث، جلد اول صفحہ ۱۰۳۔
میئر، آر، جلد دوم صفحہ ۲۵۵ و صفحہ ۲۶۵۔
میئر، جی، جلد دوم صفحہ ۲۳۹ و صفحہ ۲۶۸۔

میکسی کو کی چاندی کی رسد، جلد اول صفحہ ۲۵۳۔
میک روسٹی، جلد دوم صفحہ ۵۰۱۔
ماکلاکر یا میک کلاک، جلد دوم صفحہ ۵۱۰۔
میک کے، جلد اول صفحہ ۱۱۴۔

ن

ناجائز تخمین، جلد اول صفحہ ۱۶۳۔
ناجائز منافعہ، جلد دوم صفحہ ۱۹۵ و صفحہ ۵۱۵۔
نارتھراپ کا پارچہ بافی کا راچہ، جلد دوم صفحہ ۱۱۴ و صفحہ ۱۱۵۔
ناکہ بندی، جلد دوم صفحہ ۳۱۵۔
نپولین اعظم، جلد اول صفحہ ۲۴۔
نسلی خودکشی، جلد دوم صفحہ ۲۵۱۔
نسلیات، نسل انسانی کی اصلاح و بہبود کا علم، جلد اول صفحہ ۱۰۳ و جلد دوم صفحہ ۲۵۰۔
نشان تجارت، قدر اور منافعہ پر اثر، جلد اول ۱۷۵؛ اشیا کی بھرمار سے تعلق، جلد اول صفحہ ۲۰۸۔
نظریۂ مصارف مشترک، جلد اول صفحہ ۲۱۴؛ ریلوں پر اس کا اطلاق جلد دوم صفحہ ۳۹۵۔
نظریۂ مقدار زر، جلد اول صفحہ ۳۳۲ و صفحہ ۴۱۵۔
نظریۂ طلب منکافی، جلد اول صفحہ ۴۹۵ و صفحہ ۴۹۷۔
نفسی آمدنی، جلد اول صفحہ ۱۳۱۔
نفسیات، صنعتی بحرانوں سے تعلق جلد اول صفحہ ۳۹۱؛ کاروباری حوصلہ مندی جلد اول صفحہ ۱۰۳؛ جلد دوم صفحہ ۱۷۵ و صفحہ ۲۰۷؛ اجتی طریقے سے تعلق جلد دوم صفحہ ۲۸۴؛ اشتراکیت کے مسائل سے تعلق، جلد دوم

صفحہ ۴۸۹ و صفحہ ۴۹۳۔
نفع صارف، جلد اول صفحہ ۱۲۴۔
نقری صداقت نامے، جلد اول صفحہ ۲۷۸۔
نقری ڈالر، جلد اول صفحہ ۲۶۱ و صفحہ ۲۶۴؛ آزاد سکہ سازی ۱۸۷۳ء میں ترک کی گئی، جلد اول صفحہ ۲۷۶۔
نکر بوکر ٹرسٹ کمپنی، جلد اول صفحہ ۳۹۱۔
نل سن مینو فکچرنگ کمپنی، جلد دوم صفحہ ۳۳۶۔
نمایندہ تجارتی جماعت، جلد دوم صفحہ ۱۸۴۔
نوخیز صنعتوں کی تامین، جلد اول صفحہ ۵۲۶۔
نیک نامی، قدر پر اس کا اثر جلد اول صفحہ ۱۷۵
نیوزی لینڈ میں شرح اموات، جلد دوم صفحہ ۲۲۸؛ جبری ثالثی کا قانون، جلد دوم صفحہ ۳۴۸، صفحہ ۳۵۰؛ کبرسنی کے وظائف۔
نیوشوم، جلد دوم صفحہ ۲۲۸، صفحہ ۲۳۲، صفحہ ۲۴۴
نیویارک کے بنک، امریکی بنک کاری کے نظام میں ان کی حیثیت، جلد اول صفحہ ۳۷۴ و صفحہ ۴۰۷۔
نیویارک سنٹرل ریلوے، جلد دوم صفحہ ۴۰۷۔
"نیم بیگاری"، جلد دوم صفحہ ۳۳۰۔
نہر پناما، محنت کی پیداوار کے غیر یقینی ہونے کی مثال جلد دوم صفحہ ۲۱۶۔

و

"واپسی لداؤ" مصارف مشترک کی تمثیل، جلد دوم صفحہ ۴۰۵۔
"واجبی اجرت"، جلد دوم صفحہ ۳۴۵۔
"واجبی قیمت"، جلد دوم صفحہ ۱۵۳۔
واکر، اف، اے، جلد دوم صفحہ ۱۸۱۔

واکر، اف، جلد دوم صفحہ ۵۴۴۔
واگنر، اے، جلد اول صفحہ ۵۴۵، جلد دوم صفحہ ۲۶۵ و صفحہ ۵۶۲۔
وب لن، ٹی، جلد اول صفحہ ۱۰۵۔
وتھرس، ایچ، جلد اول صفحہ ۲۴۴۔
وائزر (ویزر) اف، جلد اول صفحہ ۲۲۰۔
وراثت پر محصول، جلد دوم صفحہ ۵۳۲۔
وراثت یا توریث تقسیم دولت میں اہمیت، جلد دوم صفحہ ۲۶۶؛ اس کا حق بجانب ہونا، جلد دوم صفحہ ۲۶۱ و صفحہ ۵۳۵۔
وفاق کے تحت اصل کا انتظام، جلد دوم صفحہ ۴۵۹۔
وفاقی سرمایۂ محفوظ کے بنک، جلد اول صفحہ ۳۷۵۔
وفاقی سرمایۂ محفوظ کا نظام (فڈرل رزرو سسٹم)، دیکھو فہرست مضامین باب ۲۷؛ نظم و نسق، جلد اول صفحہ ۳۷۶ و صفحہ ۳۷۷؛ اجرائے زرکاغذی جلد اول صفحہ ۳۷۷ و صفحہ ۳۷۸؛ محفوظ سرمائے کے لوازم صفحہ ۳۷۹ و صفحہ ۳۸۰؛ جنگ عظیم کے زمانے کی پالیسی، جلد اول صفحہ ۳۸۱؛ مالی اضطراب و ہراسانی کو روکتا ہے، جلد اول صفحہ ۴۱۰۔
وفاقی تجارتی کمیشن، جلد دوم صفحہ ۴۶۲۔
وفاقی محصول، مشترک سرمائے کی انجمنوں پر، جلد دوم صفحہ ۵۳۰۔
وکسٹید، پی، اچ جلد اول صفحہ ۱۱۰ و صفحہ ۲۲۰۔
وکلا، پیدآور مزدور ہیں، جلد اول صفحہ ۲۳۔
وولف، جلد دوم صفحہ ۲۴۳۔
ول کاکس، ڈبلیو، اف، جلد دوم صفحہ ۲۳۹۔
ول کاکس، ڈی، اف، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔
ولیمس، جی، اف، جلد اول صفحہ ۲۰۱۔
وم پم، سیپ کی مالا، زر پر رسم و رواج کے اثر تمثیل، جلد دوم صفحہ ۲۲۵۔
وھٹیکر، اے، سی، جلد اول صفحہ ۵۴۴۔

ویب، بی، جلد دوم صفحہ ۴۸۵ و صفحہ ۵۰۲۔
ویب، ایس، جلد دوم صفحہ ۴۸۵ و صفحہ ۵۰۲۔
ویب، اے، جلد اول صفحہ ۲۲۰۔
ویٹ، جے، جلد اول صفحہ ۳۵؛ جلد دوم صفحہ ۲۰۷ و صفحہ ۴۲۴۔
ویانا، مختلف حلقوں میں شرح ولادت، جلد دوم صفحہ ۲۴۲۔
ویلز باخ (ویلزبیک) کی جالیاں، جلد اول صفحہ ۲۰۳۔
ویلس، ایچ، جی، جلد دوم صفحہ ۵۰۲۔

ھ

ہابسن، جے، اے، جلد دوم صفحہ ۲۷۷
ہاٹ ری، آر، جی، جلد اول صفحہ ۲۴۴
ہارگریوز، جلد اول صفحہ ۴۳۔
ہالینڈ، شرح سود اٹھارویں صدی میں جلد دوم صفحہ ۱۳۱۔
ہالینڈ، جے ایچ، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
ہچنسن، بی، ایل، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
ہچنسن، ڈبلیو، جلد دوم صفحہ ۱۴۹۔
ہرکنر ایچ، جلد دوم صفحہ ۳۸۵ و صفحہ ۵۰۲۔
ہڑتال توڑ مزدور، جلد دوم صفحہ ۲۸۹۔
ہڑتالوں کی تعریف، جلد دوم صفحہ ۲۸۸؛ تشدد، جلد دوم صفحہ ۲۸۹ و صفحہ ۳۱۴؛
ہڑتال کرنے کا حق صفحہ ۲۸۷ و صفحہ ۲۹۰۔
ہڑتال میں تشدد کا استعمال، جلد دوم صفحہ ۲۸۹ و صفحہ ۳۱۴۔
ہک، جلد اول صفحہ ۴۱۷۔
ہلفریش، جلد اول صفحہ ۲۵۰ و صفحہ ۲۴۲۔
ہل، آر، جلد دوم صفحہ ۴۲۳۔

ہمبرگ، مختلف علاقوں میں شرح ولادت، جلد دوم صفحہ ۲۴۲۔
ہم معیار بنانا، جلد اول صفحہ ۱۶۱۔
ہندوستان میں ربا، جلد دوم صفحہ ۳۶۔
ہندوستان میں انگریزی راج، جلد اول صفحہ ۲۵، اندوختہ سازی، جلد اول صفحہ ۴۳؛ فلزات کا انجذاب، جلد اول صفحہ ۲۴۲؛ چاندی کی سکہ سازی ۱۸۹۳ء میں رک گئی، جلد اول صفحہ ۲۷۹؛ مبادلۂ خارجہ روپیہ کے معیار کے تحت، جلد اول صفحہ ۴۶۱۔
ہندوستان کا روپیہ، جلد اول صفحہ ۲۷۹۔
ہوکسی، آر، اف، صفحہ ۳۸۵۔
ہیری سن، اے، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
ہیبرے، نفع صارف کے تعلق سے، جلد اول صفحہ ۱۲۶، قدر اجارہ کی تمثیل، جلد اول صفحہ ۲۰۱ و صفحہ ۲۰۴۔
ہیل من، آر، ای، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔
ہینی، ال، ایچ، جلد دوم صفحہ ۳۸۵۔

ی

یسری معیشتہ یا نفعی معیشتہ، جلد اول صفحہ ۱۲۷۔
ینگ، اے، جلد دوم صفحہ ۲۴۷۔
یول، جلد دوم صفحہ ۲۳۹۔
یونائٹڈ اسٹیٹس اسٹیل کارپوریشن، دیکھو "اسٹیل کارپوریشن"۔

*

فہرست اصطلاحات

اصول معاشیات

جلد اول و دوم

A

"Ability" Principle of Taxation	محصول کا اصول "قابلیت"
Absenteeism	پرباسی - غائب باشی
Absentee landlordism	پرباس زمینداری
Advances to Labourers	مزدوروں کو پیشگیاں
Advertizing	اشتہار
Agrarstaat	زرعی ریاست یا سلطنت
Agricultural instruments	آلات کشاورزی - زرعی آلات
Anthracite coal	جھوٹا کوئلہ
Anticipatory bill of Exchange	پیشگی ہنڈی
Apprenticeship	کار آموزی
Arbitration	ثالثی

Assignat	اسینا
Assignats	اسینات

B

Back-loading	واپسی لداو
Barter	جنسی مبادلت ۔ مبادلۂ اشیا
Bill-brokers	ہنڈی دلال
Billon coin	مغشوش سکہ
Bimetallism	دوفلزی طریق ۔ فلزینیت
Birth rate	شرح ولادت
Bonanza farming	خوش کاشت
Bonanza mines	زر ریز معدن
Branch banking	فرعی بنک کاری
By-products	ذیلی پیداوار

C

Call loans	عندالطلب قرضے
Caloric engine	حراری انجن
Capital	اصل ۔ سرمایہ ۔ پونجی
Capital goods	اشیائے اصل
Capitalisation	تاسیل
Capitalised value	(اصل کی) سربستہ مالیت
Cash credit	نقدی اعتبار
Cash nexus	زری معاملت
Central Reserve cities	مرکزی رزرو کے شہر

Cheque	چک
Clearing-house	حساب گھر
Closed shop	بند کارخانہ
Coinage	سکہ سازی۔ تسکیک
Collective bargaining	اجتماعی معاملت
Combination	اتحاد
—Horizontal	افقی
—Vertical	عمودی
Commercial banks	تجارتی بنک
Comparative costs, Law of	قانون تقابلی مصارف
Competition	مسابقت۔ مقابلہ
—Cut throat	گلوتراش
Constant cost	استمرار مصارف
Consumers' capital	اصل صارف
Consumption capital	صرفی اصل
Consumers' surplus	نفع صارف
Continental	امریکی زر کا نام۔ کانٹی نن ٹل
Convertible paper	بدل پذیر زر کاغذی
Corner	کارنر۔ بازار میں اشیا کی کل مقدار خرید کر ذخیرہ کرنا تاکہ سب گاہک اسی طرف رجوع ہوں اور اس طرح اجارہ کے طور پر قیمت بڑھادی جا سکے
Cost of production	مصارف پیدائش
Craft guilds	حرفتی جتھے یا پنچایتیں
Credit	اعتبار۔ قرضہ۔ ادھار
Crisis	بحران

Crossed cheque	خط کشیدہ چاک
Crossing of cheque	چکوں پر لکیریں کھینچنا

D

Deflation	تفریط اجرا (زر)
Deferred shares	ملتوی حصے
Deficit Budget	قاصر موازنہ
Demand curve	طلب کا منحنی
Deposit	امانت ۔ جمع کردہ رقم
Derived utility	افادۂ مستعار
Diminishing returns	تقلیل حاصل
Direct tax	بلا واسطہ محصول
Discontinuous demand	غیر مسلسل طلب
Double standard	دوہرا معیار ۔ دو معیاری طریق
Dry-farming	کاشت خشکی
Dumping	اشیا کی بھرمار
Dynamic state	حرکی حالت

E

Elastic demand	تغیر پذیر طلب
Emergency currency	مفاجی زر
Endorsee	ظہری دار
Endorser	ظہری نگار
Endorsement	تحریر ظہری
Equilibrium price	قیمت متوازنہ

Eugenics	علم اصلاح النسل
Exchange Equalization fund	ذخیرۂ تسویۂ مبادلہ
Extensive cultivation	کاشت عمیق
External economies	کفایات خارجی

G

Geographical division of labour	جغرافی تقسیم عمل
Gold standard	معیار طلا
Greenbacks	گرین بیک (نوٹ)
Gresham's Law	قانون گریشم
Guild socialism	پنچایتی (یا حرفتی) اشتراکیت

H

Hedging	تخمین میں نقصان سے حفاظت
Hedonism	لذتیت
Horizontal combination	افقی اتحاد

I

Immigration	توطن داخلی
Income tax	انکم ٹکس محصول آمدنی
Inconvertible paper money	غیر بدل پذیر زر کاغذی
Increasing returns	تکثیر حاصل
Increment tax	توفیری محصول
Index Numbers	انڈکس نمبر۔ اشاری عدد
Industrial council	صنعتی کونسل

Industrial revolution	صنعتی انقلاب
Industrie staat	صنعتی ریاست یا سلطنت
Inflation	افراط اجرا (زر)
Infra-marginal	تحت اختتام
Inelastic demand	غیر تغیر پذیر طلب
Inheritance tax	محصول وراثت
Insurance	بیمہ
Intensive cultivation	کاشت عمیق
Internal economies	کفایات داخلی
Interstate commerce	بین الریاستی تجارت

J

Joint cost	مصارف مشترک
Joint demand	طلب مشترک
Joint supply	رسد مشترک

K

Kartell	کارٹیل

L

Labour exchange	محنت کا صرافہ
Labour theory of value	محنت کا نظریۂ قدر
Labour union	مزدور سبھا
Land tax	محصول ارضی ۔ زمین کا محصول
Limited Liability	محدود ذمہ داری

Limping Standard	معیار لنگ
Living Wage	کفافی اجرت
Lock out	دربندی

M

Marginal utility	افادۂ مختتم
Marginal vendibility	اختتامی فروخت پذیری
Mercantilism	تجاریت
Metayer	بٹائی
Mint price of gold	سونے کی ٹکسالی قیمت
Money income	آمدنی بہ شکل زر
Multiple standard	معیار مرکب

N

Nominal wages	اجرت متعارفہ
Non-competing groups	غیر مسابقتی گروہ
Non-material wealth	غیر مادی دولت

O

Old age pensions	کبرسنی یا پیرانہ سالی کے وظائف
Open shop	کھلا کارخانہ
Open union	کھلی سبھا
Over capitalization	افراطی تاصیل
Over production	افراطی پیدائش
Over-valued metal	بیش قدر فلز

P

Pain economy	عسری یا دفعی معیشتہ
Panic	آشوب - اضطراب
Parasitic industries	طفیلی صنعتیں
Pawn broker	رہن دلال - گرودار
Piece-work	مزدکاری
Pleasure economy	نفعی یا یسری معیشتہ
Pool	پول - کاروباری جتھا
Positive checks	ایجابی مانعات
Predatory cultivation	تاراجی کاشت
Preference shares	ترجیحی حصے
Preventine checks	انسدادی مانعات
Producers' capital	دولت پیدا کرنے والے کا اصل
Producers' surplus	دولت پیدا کرنے والے کا نفع
Productive and Unproductive labour	پیدآور اور غیر پیدآور محنت
Progressive tax	محصول متزائد
Protection	تامین
Profit sharing	تقسیم یا شراکت منافعہ
Psychic income	نفسی آمدنی
Public debt	قرضہ عامہ
Public ownership	ملکیت عامہ
Public service	خدمت عامہ
Public utilities	افادات عامہ

Q

Quantity theory of money	نظریۂ مقدار زر

R

Rapidity of circulation	سرعت گردش
Rationalisation of industries	صنعتوں کی تعقیل
Raub-bau	تاراجی کاشت
Raw materials	خام مال۔ خام پیداوار یا اشیائے خام
Real wages	اجرت صحیحہ
Rebates	منہائیاں
Reciprocal demand	نظریۂ طلب جوابی یا تکافی
Reciprocity	جوابیت یا تکافیت
Regressive tax	رجعی محصول
Reich bank	جرمنی کا شاہی مرکزی بنک
Reserve cities	زر رو شہر یا سرمایۂ محفوظ کے شہر
Rigging of the market	تان دینا (بازار کا)
Runs on bank	بنک پر یورش

S

Saving	پس اندازی۔ بچت
Scab	غدار مزدور
Share farming	بٹائی کاشت
Silver certificates	نقرئی صداقت نامے
Single tax	محصول منفرد
Site rent	لگان موقع۔ سکونتی زمین کا لگان
Sliding scale	شرح تدریجی
Socialism	اشتراکیت
Speculation	تخمین

Spend thrift loan	مسرفانہ قرضہ
Stabilization	تثبیت (زر)
Standardisation	معیاریت ۔ ہم معیار بنانا
Standard of living	معیار زندگی
Static state	سکونی حالت
Stock exchange	صرافۂ تمسک
Strike-breakers	ہڑتال توڑ
Subsidiary coin	ذیلی سکہ
Sunk capital	اصل جامد
Super tax	فوقی محصول
Supply curve	رسد کا منحنی
Surplus	سر حاصل ۔ نفع
Surplus budget	وافر موازنہ
Surtax	سر محصول
Sweating (labour)	نیم بیگاری
Sweating of coins	سکوں کا گھسنا یا تراشنا
Sweated labour	نیم بیگار مزدور

T

Tantiemes	شراکت منافعہ
Tariff	کروڑگیری
Tenancy	لگان
Three-cornered trade	تکونی یا سہ گوشہ تجارت
Tie-up	ناکہ بندی
Ticker	نرخ نما (آلہ)

Total utility	افادۂ کلی
Trade union	مزدور سبھا
Trade mark	نشان تجارت
Truck farm	باڑی - ترکاری کھیت - مبقلہ
Truck system	بٹیا طریقہ
Trust	ٹرسٹ (کاروباری جتھا بندی)
Trust	امانت

U

Under consumption	تفریطی صرف
Under valued metal	کم قدر فلز
Unearned gains	بے کمایا یا غیر اکتسابی نفع
Unearned increment	بے کمایا یا غیر اکتسابی اضافہ آمدنی
Unemployment	بے روزگاری - بے کاری
Unfunded income	محنتی آمدنی
Unfunded debt	غیر سرمائیگی یا بے ذخیرہ قرضہ
Urban sites	شہر کے سکونتی خطے یا موقعے

V

Vertical combinations	عمودی اتحادات
Vested interests	حقوق قائمہ

W

Wages system	اجرت کا طریقہ
War debts	جنگی قرضے

Wash sales	فرضی فروخت

Y

Yeoman	ملکی کاشت کار
Yeomanry	ملکی کاشت کاری
Young industries	نوخیز صنعتیں

صحت نامہ

اصول معاشیات جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
15	۲۵	Distribuction ol wealth.	Distribution of wealth.	۲۸۰	۸	لکھوکہا	لکھوکھا
				۲۹۱	۱۴	جرت	اجرت
۲۱	۵	گزشتہ فصل	۷۔ گزشتہ فصل	۲۹۳	۱۷	ناممکن	ناممکن
۲۴	۱۴	اختنامی	اختتامی	۳۲۷	۱۷	جہاں	جہاں
۴۹	۲۰	مدت لحاظ	مدت کے لحاظ	۳۶۸	۲۳	امداد	اعداد
۵۱	۱۴	دیے	دیجیے	۳۷۳	۷	کسں انفرادی	کسی انفرادی
۶۷	۲۵	مد	حد	۳۷۴	۱۷	آرزدوں	آرزوؤں
۷۹	۲۲	بکھرنے سنے	بکھرنے سے	۳۹۳	۱۸	نمایندکی	نمایندگی
۸۷	۱۷	د اور ک	و اور ک	۴۰۹	۱۷	با بایں ہمہ	بایں ہمہ
۱۱۶	۱۳	آماہنہ	ماہانہ	۴۱۴	۲۴	Employe	Employee
۱۴۶	۱۲	انجام کار	انجام کار	۴۶۳	۲۱	حیالات	خیالات
۲۶۰	۴	پہلودں	پہلوؤں	۴۸۰	۱۲	در اصل میداوار	در اصل پیداوار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۰	۱۳	ئے رہتے ہیں	لگے رہتے ہیں	۵۹۶	۲۴	ترح	شرح
۵۱۶	۲۵	باشک	باشیٹ	۶۰۸	۲۲	سوٹ زرلنیڈ	سوئٹزرلینڈ
۵۴۹	۲۱	دغالی	دغانی	۶۳۱	۱۸	میکانینکی	میکانیکی
۵۵۲	۳	انجام دے سلتا	انجام دے سکتا	۷۲۸	۱۱	مخالصت	مخالفت
۵۸۵	۱۵	عورکرنا	غورکرنا	۷۷۲	۱۶	ننے	نئے
۵۹۴	۱	رسا	رسد	۰	۰	۰	۰

Eugenics	علم اصلاح النسل
Exchange Equalisation fund	ذخیرۂ تسویۂ مبادلہ
Extensive cultivation	کاشت عمیق
External economies	کفایات خارجی

G

Geographical division of labour	جغرافی تقسیم عمل
Gold standard	معیار طلا
Greenbacks	گرین بیک (نوٹ)
Gresham's Law	قانون گریشم
Guild socialism	پنچایتی (یا حرفتی) اشتراکیت

H

Hedging	تخمین میں نقصان سے حفاظت
Hedonism	لذتیت
Horizontal combination	افقی اتحاد

I

Immigration	توطن داخلی
Income tax	انکم ٹکس محصول آمدنی
Inconvertible paper money	غیر بدل پذیر زر کاغذی
Increasing returns	تکثیر حاصل
Increment tax	توفیری محصول
Index Numbers	انڈکس نمبر۔ اشاری عدد
Industrial council	صنعتی کونسل

Industrial revolution	صنعتی انقلاب
Industrie staat	صنعتی ریاست یا سلطنت
Inflation	افراط اجرا (زر)
Infra-marginal	تحت اختتام
Inelastic demand	غیر تغیر پذیر طلب
Inheritance tax	محصول وراثت
Insurance	بیمہ
Intensive cultivation	کاشت عمیق
Internal economies	کفایات داخلی
Interstate commerce	بین الریاستی تجارت

J

Joint cost	مصارف مشترک
Joint demand	طلب مشترک
Joint supply	رسد مشترک

K

Kartell	کارٹیل

L

Labour exchange	محنت کا صرافہ
Labour theory of value	محنت کا نظریۂ قدر
Labour union	مزدور سبھا
Land tax	محصول ارضی ۔ زمین کا محصول
Limited Liability	محدود ذمہ داری

Limping Standard	معیار لنگ
Living Wage	کفافی اجرت
Lock out	دربندی

M

Marginal utility	افادۂ مختتم
Marginal vendibility	اختتامی فروخت پذیری
Mercantilism	تجاریت
Metayer	بٹائی
Mint price of gold	سونے کی ٹکسالی قیمت
Money income	آمدنی بہ شکل زر
Multiple standard	معیار مرکب

N

Nominal wages	اجرت متعارفہ
Non-competing groups	غیر مسابقتی گروہ
Non-material wealth	غیر مادی دولت

O

Old age pensions	کبر سنی یا پیرانہ سالی کے وظائف
Open shop	کھلا کارخانہ
Open union	کھلی سبھا
Over-capitalisation	افراطی تاصیل
Over production	افراطی پیدائش
Over-valued metal	بیش قدر فلز

P

Pain economy	عُسری یا دفعی معیشتہ
Panic	آشوب - اضطراب
Parasitic industries	طفیلی صنعتیں
Pawn broker	رہن دلال - گرودار
Piece-work	مزدکاری
Pleasure economy	نفعی یا یسری معیشتہ
Pool	پول - کاروباری جتھا
Positive checks	ایجابی مانعات
Predatory cultivation	تاراجی کاشت
Preference shares	ترجیحی حصے
Preventine checks	انسدادی مانعات
Producers' capital	دولت پیدا کرنے والے کا اصل
Producers' surplus	دولت پیدا کرنے والے کا نفع
Productive and Unproductive labour	پیدآور اور غیر پیدآور محنت
Progressive tax	محصول متزائد
Protection	تامین
Profit sharing	تقسیم یا شراکت منافع
Psychic income	نفسی آمدنی
Public debt	قرضہ عامہ
Public ownership	ملکیت عامہ
Public service	خدمت عامہ
Public utilities	افادات عامہ

Q

Quantity theory of money	نظریۂ مقدار زر

R

Rapidity of circulation	سرعت گردش
Rationalisation of industries	صنعتوں کی تعقیل
Raub-bau	تاراجی کاشت
Raw materials	خام مال۔ خام پیداوار یا اشیائے خام
Real wages	اجرت صحیحہ
Rebates	منہائیاں
Reciprocal demand	نظریۂ طلب جوابی یا تکافی
Reciprocity	جوابیت یا تکافیت
Regressive tax	رجعی محصول
Reich bank	جرمنی کا شاہی مرکزی بنک
Reserve cities	رزرو شہر یا سرمایۂ محفوظ کے شہر
Rigging of the market	تان دینا (بازار کا)
Runs on bank	بنک پر یورش

S

Saving	پس اندازی۔ بچت
Scab	غدار مزدور
Share farming	بٹائی کاشت
Silver certificates	نقرئی صداقت نامے
Single tax	محصول مفرد
Site rent	لگان موقع۔ سکونتی زمین کا لگان
Sliding scale	شرح تدریجی
Socialism	اشتراکیت
Speculation	تخمین

Spend thrift loan	مسرفانہ قرضہ
Stabilization	تثبیت (زر)
Standardisation	معیاریت۔ ہم معیار بنانا
Standard of living	معیار زندگی
Static state	سکونی حالت
Stock exchange	صرافۂ تمسک
Strike-breakers	ہڑتال توڑ
Subsidiary coin	ذیلی سکہ
Sunk capital	اصل جامد
Super tax	فوقی محصول
Supply curve	رسد کا منحنی
Surplus	سرحاصل۔ نفع
Surplus budget	وافر موازنہ
Surtax	سر محصول
Sweating (labour)	نیم بیگاری
Sweating of coins	سکوں کا کھرچنا یا تراشنا
Sweated labour	نیم بیگار مزدور

T

Tantiemes	شراکت منافعہ
Tariff	کروڑگیری
Tenancy	لگان
Three-cornered trade	تکونی یا سہ گوشہ تجارت
Tie-up	ناکہ بندی
Ticker	نرخ نما (آلہ)

Total utility	افادۂ کلی
Trade union	مزدور سبھا
Trade mark	نشان تجارت
Truck farm	باڑی - ترکاری کھیت - مبقلہ
Truck system	بٹیا طریقہ
Trust	ٹرسٹ (کاروباری جتھا بندی)
Trust	امانت

U

Under consumption	تفریطی صرف
Under valued metal	کم قدر فلز
Unearned gains	بے کمایا یا غیر اکتسابی نفع
Unearned increment	بے کمایا یا غیر اکتسابی اضافہ آمدنی
Unemployment	بے روزگاری - بے کاری
Unfunded income	محنتی آمدنی
Unfunded debt	غیر سرمائیگی یا بے ذخیرہ قرضہ
Urban sites	شہر کے سکونتی خطے یا موقعے

V

Vertical combinations	عمودی اتحادات
Vested interests	حقوق قائمہ

W

Wages system	اجرت کا طریقہ
War debts	جنگی قرضے

Wash sales	فرضی فروخت

Y

Yeoman	ملکی کاشت کار
Yeomanry	ملکی کاشت کاری
Young industries	نوخیز صنعتیں

صحت نامہ

اصول معاشیات جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
15	۲۵	Distribuction ol wealth.	Distribution of wealth.	۲۸۰	۸	لکھوکہا	لکھوکھا
				۲۹۱	۱۴	جرت	اجرت
۲۱	۵	گزشتہ فصل	۷۔ گزشتہ فصل	۲۹۲	۱۷	نامکن	ناممکن
۲۴	۱۴	اختنامی	اختتامی	۳۲۷	۱۷	حہاں	جہاں
۴۹	۲۰	مدت لحاظ	مدت کے لحاظ	۳۶۸	۲۳	امداد	اعداد
۵۱	۱۴	دیے	دیئے	۳۷۳	۷	کسں انفرادی	کسی انفرادی
۶۷	۲۵	مد	حد	۳۷۴	۱۷	آرزدوں	آرزوؤں
۷۹	۲۲	بکھرنے نسے	بکھرنے سے	۳۹۳	۱۸	نمایندکی	نمایندگی
۸۷	۱۷	د اور ل	و اور ل	۴۰۹	۱۷	بابایں ہمہ	بایں ہمہ
۱۱۶	۱۳	آماہنہ	ماہانہ	۴۱۴	۲۴	Employe	Employee
۱۴۶	۱۲	انجام کارہ	انجام کار	۴۶۳	۲۱	حیالات	خیالات
۲۶۰	۴	پہلودں	پہلوؤں	۴۸۰	۱۲	در اصل میداوار	در اصل پیداوار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۰	۱۴	لئے رہتے ہیں	لگے رہتے ہیں	۵۹۶	۲۴	ترح	شرح
۵۱۶	۲۵	باشک	باب ۲ ش	۶۰۸	۲۲	سوٹ زرلنیڈ	سوٹنزرلینڈ
۵۴۹	۲۱	دخالی	دخانی	۶۳۱	۱۸	میکانینکی	میکانیکی
۵۵۲	۳	انجام دے سلتا	انجام دے سکتا	۶۷۸	۱۱	مخالصت	مخالفت
۵۸۵	۱۵	عورکرنا	غورکرنا	۶۷۳	۱۶	نئنے	نئے
۵۹۴	۱	رسا	رسد	.	.	.	.